جلد پنجم

عام فہم

درسِ قرآن

مؤلف

حضرت مولانا غیاث احمد رشادی صاحب



منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

نام کتاب	:	عام فہم درسِ قرآن (جلد پنجم)
نام مؤلف	:	مولانا غیاث احمد رشادی
صفحات	:	٧٨٨
پہلا ایڈیشن	:	ماہِ فروری ٢٠٢٣ء ماہِ رجب ١٤٤٤ھ
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
طابع و ناشر	:	رشادی پبلشرز
جلد	:	(پنجم)
ٹائٹل و کمپیوٹر کمپوزنگ	:	عبدالسلام (کمپیوٹر آپریٹر صفا بیت المال)
قیمت	:	4500/- روپے (چھ جلدوں پر مشتمل مکمل تفسیر)
پتہ	:	دفتر رشادی پبلشرز متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔ 500036
سیل نمبر	:	8019878784
ای میل	:	mmfi.info@gmail.com
ویب سائٹ	:	www.mmfi.info

مولانا غیاث احمد رشادی کی تمام تصنیفات کو اس ویب سائٹ پر دیکھئے:
www.payaamerashadi.org

ملنے کا پتہ

رشادی پبلشرز : متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔ 500036

ویب سائٹ : **www.payaamerashadi.org**

سیل نمبر : **8019878784**

فہرست

عام فہم درسِ قرآن سے متعلق

اکابر علماء کرام کے تاثرات کے اقتباسات

فقیہ ملت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

محبّ عزیز حضرت مولانا غیاث احمد رشادی کا نام اور کام محتاج تعارف نہیں، آسان اور عام فہم انداز میں آپ نے بہت سارے دینی موضوعات پر مختصر اور تفصیلی کتابیں تالیف کی ہیں۔ صفا بیت المال کے ذریعے آپ نے خدمت خلق کی تحریک کھڑی کی ہے یہ بڑی بابرکت اور مفید ہے اور امت کا غریب طبقہ اس سے بہت مستفید ہورہا ہے، خدمت خلق، اصلاح معاشرہ، اور شرعی رہنمائی غرض مختلف جہتوں میں آپ کا فیض جاری ہے، اب آپ کی خدمات میں ایک اہم باب قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کا اضافہ ہوا ہے، جو یقیناً بہت مبارک ہے۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صغیر احمد خان رشادی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم سبیل الرشاد، بنگلور

الحمدللہ، مولانا غیاث احمد صاحب رشادی جو نہایت جید عالمِ دین ہیں، کئی فنون پر عبور رکھتے ہیں، اللہ نے ان کو ہر فن میں گیرائی و گہرائی عطا فرمائی ہے، تقریر اور تحریر میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں، ان کی بیسیوں تصنیفات اس پر دلالت کرتی ہیں اور تقریر بھی بہت پُر مغز اور تحقیقی ہوتی ہے، بے سند باتوں سے پاک۔ ان کی یہ کتاب ''عام فہم درسِ قرآن'' جو سلسلہ وار دروسِ قرآن کا مجموعہ ہے، بہت لاجواب ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن مفتاحی صاحب دامت برکاتہم

سرپرست منبر ومحراب فاؤنڈیشن انڈیا

بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ مولانا غیاث احمد رشادی صاحب نے ''عام فہم درسِ قرآن'' کو مرتب فرما کر شائع فرمانے کا ارادہ فرمایا ہے۔ کہیں کہیں سے دیکھا بہت مفید پایا ہے۔ مختصر درس ہونے کے سبب ہر گھر میں اس کے سننے سنانے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

خطیب بے مثال حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم جامعہ اشرف العلوم، حیدر آباد

ہمارے دوست مولانا غیاث احمد رشادی زید فضلہ ماشاء اللہ اپنی رفاہی اور سماجی خدمات کے وسیع وعریض سلسلے کے باوجود تعلیمی و تبلیغی ذمہ داریوں کو بھی نبھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے قرآنِ مجید سے عوام الناس کے بہ سہولت استفادہ کرنے کیلئے ایک سلسلہ شروع کیا تھا جسے اب کتابی شکل میں بھی مرتب کر کے مزید سہولت بہم پہنچادی ہے۔ میں نے اس تفسیر کو مختصراً ملاحظہ کیا اور اسے آسان عام فہم معتبر اور مؤثر پایا؛ حق تعالیٰ مولانا موصوف کو بہترین اجر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب مدظلہ

استاذ دار العلوم حیدر آباد

مؤلفِ کتاب مولانا غیاث احمد رشادی صاحب محتاجِ تعارف نہیں ہیں۔ ان کا کام ان کے نام سے زیادہ لوگوں میں متعارف ہے۔ لوگ انہیں ان کی ہمہ جہت خدمات کے حوالہ سے خوب جانتے ہیں۔ علمی کام اور انتظامی مصروفیات بہت کم ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ صفا بیت المال جیسے کل ہند نوعیت کے بافیض ادارہ کے وہ صدر ہیں جس کی خدمات کا دائرہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ نیز وہ ایک کہنہ مشق مؤلف بھی ہیں جنہوں نے تاحال ایک سو سے زائد علمی و اصلاحی کتابیں تحریر کی ہیں۔ انتظامی مصروفیات کے ساتھ وہ علمی کاموں کے لئے بھی خوب وقت نکالتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح ان کے ادارے صفا بیت المال نے پورے ملک میں قبولیت حاصل کرلی ہے اسی طرح ان کا یہ تفسیری مجموعہ بھی قبولِ عام حاصل کرے گا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کے فیض کو عام وتمام فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔



عام فہم درسِ قرآن کی یہ خصوصیات ہیں

۱۔ ایک درس میں عموماً ایک آیت یا دو آیتیں یا تین آیتیں لی گئی ہیں۔

۲۔ سورہَ فاتحہ سے تسلسل کے ساتھ سورہَ ناس تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

۳۔ ہر آیت میں موجودہ تمام الفاظ کا لفظی ترجمہ بھی لکھا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو ہر لفظ کا ترجمہ بھی واضح طور پر معلوم ہو۔

۴۔ لفظی ترجمہ کے بعد ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵۔ درس میں جتنی آیتیں لی گئی ہیں ان آیتوں میں کتنی باتیں بتلائی گئی ہیں نمبروار ان باتوں کو واضح انداز میں تحریر کیا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو احکامِ الٰہی واضح طور پر معلوم ہو جائیں۔

۶۔ آیتوں کی تشریح عام فہم انداز اور آسان زبان میں کی گئی ہے۔

۷۔ تفسیر وتشریح میں علمی دقائق اور پیچیدہ اختلافی اقوال سے گریز کیا گیا ہے۔اس دور میں قاری کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ ان تمام اختلافی امور میں غور کرے۔

۸۔ جن آیتوں کی تشریح کی جا رہی ہے ان آیات سے متعلقہ موضوع والی آیتیں جو قرآنِ مجید میں دوسری جگہ موجود ہیں عموماً ایک دو آیتوں کو ترجمہ اور حوالہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے تاکہ اس آیت کے سمجھنے میں قاری کو آسانی ہو اور مضمون بھی واضح ہو۔

۹۔ ہر درس کے آخر میں یا جہاں مناسب ہو درمیان ہی میں اس آیت سے ملنے والے سبق کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

۱۰۔ بعض ایسی آیتیں جن کا تعلق اقوام واحوال سے ہے وہاں ہمارے ملک بھارت کے مسلمانوں کو کچھ مفید اور اہم باتیں بتلادی گئی ہیں، مطالعہ کے دوران قاری کو اس کا علم واحساس ہوگا۔



سُوۡرَۃُ الرُّوۡمِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۶۰ آیات پر مشتمل ہے۔

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے

(درس نمبر ۱۶۱۸) (الروم ۱۔تا۔۵)

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۝ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۝ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ الٓمّٓ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ رومی مغلوب ہوگئے فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ قریب ترین زمین میں وَ ہُمۡ اور وہ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ بعد اپنے مغلوب ہونے کے سَیَغۡلِبُوۡنَ عنقریب غالب ہوں گے فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ چند سالوں میں لِلّٰہِ اللہ ہی کے لیے ہے الۡاَمۡرُ اختیار مِنۡ قَبۡلُ پہلے بھی وَ مِنۡۢ بَعۡدُ اور بعد میں بھی وَ یَوۡمَئِذٍ اور اس دن یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ مومن خوش ہوں گے بِنَصۡرِ اللّٰہِ اللہ کی مدد سے یَنۡصُرُ مَنۡ وہ مدد دیتا ہے یَّشَآءُ جسے چاہتا ہے وَ ہُوَ اور وہ الۡعَزِیۡزُ نہایت غالب الرَّحِیۡمُ بہت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ:۔ الٓمّٓ ۝ (اہلِ) روم مغلوب ہوگئے ۝ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے ۝ چند ہی سال میں ۝ پہلے بھی اور پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے۔ ۝ (یعنی) اللہ کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے۔

سورت کی فضیلت:۔ ابوروح الکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک نماز پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں سورۂ روم پڑھی تو سورت آپ پر مشتبہ ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے کچھ لوگوں کی وجہ سے ہم پر قراءت مشتبہ کردی جو بغیر وضو کے نماز میں آتے ہیں، تو جب تم نماز کو آ ؤ تو اچھی طرح وضو کرکے آ ؤ۔ (مسند احمد ۱۵۸۷۲)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ روم والے زمین کے قریبی حصہ میں مغلوب ہوگئے۔

۲۔ وہ اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب کچھ ہی سالوں میں پھر سے غالب ہوں گے۔

۳۔ اللہ کا ہی اختیار ہے پہلے بھی اور بعد بھی۔ ۴۔ ایمان والے اس دن خوش ہوں گے۔

۵۔ اللہ کی مدد کی وجہ سے۔ ۶۔ وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے۔

۷۔ وہ زبردست اور رحمت والا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو ظاہر کیا کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، رزق دینے اور گھٹانے والا اللہ ہے، پانی برسانے والا اللہ ہے وغیرہ، اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ایک نشانی بیان کررہے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے اور اسی کی خبران آیتوں میں دی گئی ہے، جیسا کہ پچھلی سورت کی ابتداء بھی انہیں حروف مقطعات سے ہوئی تھی جسکا علم صرف اللہ ہی کو ہے، یہاں بھی انہیں حروف (الف، لام، میم) سے اس سورت کی ابتداء کی گئی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالی خبر دے رہے ہیں کہ اہل روم مغلوب یعنی شکست کھاگئے اپنی قریبی زمین میں یہاں قریبی زمین سے مراد ملک شام کی زمین سے لیکر ملک فارس تک کی زمین ہے، آگے اللہ فرمارہے ہیں کہ انکی اس شکست کے بعد یہ لوگ چند ہی سالوں میں ان فارس والوں پر فتح حاصل کرلیں گے، تمام تر قدرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، پہلے جب یہ اہل روم مغلوب ہوئے تھے تب بھی اللہ ہی کا منشا تھا اور بعد میں جو یہ غالب آئیں گے یہ بھی اللہ ہی کے منشا سے ہے، انہیں شکست بھی اللہ ہی کے حکم سے ہوئی اور آگے فتح بھی اللہ ہی دے گا اور جب یہ اہل روم فاتح ہوں گے اس دن مومن خوش ہوجائیں گے اور یہ جو فتح حاصل کریں گے وہ فتح اللہ کی دی ہوئی ہے وہ جسے چاہتا ہے فتح ونصرت عطا کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں وہ زبردست طاقت والا ہے اسے کوئی دبانے والا نہیں اور ایسا بھی نہیں کہ وہ اپنی اس طاقت سے انسانوں پر ظلم کرے، نہیں ہر گز نہیں وہ تو مخلوق پر انکی ماؤں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ان آیتوں کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منقول ہے کہ مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ اہل روم کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ اہلِ کتاب تھے اور مشرکین کی یہ خواہش تھی کہ اہل فارس کی فتح ہو کیونکہ یہ انکی طرح مشرک تھے، تو یہ بات مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو آپ نے یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! عنقریب ان کی جیت ہوگی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر کفار کے پاس گئے اور وہی کہا جو آپ ﷺ نے ان سے کہا تھا، تو کفار بولے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت متعین کردیجئے کہ اہل روم کب فاتح ہوں گے؟ اگر وہ لوگ اس بتائے ہوئے وقت میں فاتح ہوگئے تو آپ کو یہ یہ ملے گا اور اگر فاتح نہ ہوئے تو ہمیں پھر یہ یہ ملے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکے درمیان پانچ سال کی مدت متعین کردی، مگر وہ اہل روم اس مدت میں اہل فارس پر غالب نہیں آئے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس جاکر اسکا تذکرہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے وہ مدت متعین کیوں نہیں کی جو میری رائے

تھی؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ کی مراد دس سال سے کم کی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کیونکہ بضع کہتے ہیں دس سے کم کو، تو پھر اسکے بعد اہلِ روم غالب آ گئے اور اہلِ فارس مغلوب ہو گئے، یہی اس آیت کا مطلب تھا جو اللہ نے نازل کیا۔ (مسند احمد۔ مسند بنی ہاشم، مسند ابن عباس ۲۷۶۹) اور صاحب ترمذی نے بھی اس روایت کو مختصر انداز میں بیان کیا مگر اس روایت میں پانچ سال کے وقت کو متعین کرنے کے بجائے چھ سال متعین کرنے کا ذکر ہے اور پھر ساتویں سال اہل روم کی فتح ہوئی۔ (ترمذی ۳۱۹۴)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل روم اور فارس کی آپس میں لڑائی ہوئی جس میں اہل روم کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر صحابہ کو پہنچی جبکہ وہ مکہ میں رہتے تھے تو انہیں یہ خبر ناگوار گزری اور نبی رحمت ﷺ کو بھی یہ اچھا نہیں لگا کہ اہل فارس کے امی لوگ اہل روم جو کہ اہل کتاب تھے پر غالب آئیں، اس بات سے مکہ کے کفار تو بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور جب صحابہ سے ملتے تو کہتے کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور اہل روم بھی اہل کتاب اور ہم امی ہیں اور ہمارے امی بھائی یعنی اہل فارس اہل کتاب یعنی اہل روم پر غالب آ گئے، اگر تم لوگ بھی ہم سے لڑو گے تو ہم ہی غالب آئیں گے، تب اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اسکے بعد قصہ وہی ہے جو کہ اوپر گزرا۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ ص،۷۰) اور حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا کہ وہ لوگ یوم بدر کے دن اہل فارس پر غالب آئے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۴۔ ص،۲) اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کہ وہ لوگ یوم بدر کے دن اہل فارس پر غالب آئے جس سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی جیسا کہ اللہ نے پہلے ہی کہا تھا کہ مسلمان اس سے خوش ہوں گے۔ (تفسیر منیر۔ ج،۲۱۔ ص،۵۰)

﴿درس نمبر ۱۶۱۹﴾ یہ لوگ دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں ﴿الروم ۶۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ ہے لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ اللہ خلاف نہیں کرتا وَعْدَهٗ اپنے وعدے کے وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے يَعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں ظَاهِرًا ظاہر کو مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زندگانیٔ دنیا سے وَهُمْ اور وہ عَنِ الْاٰخِرَةِ آخرت سے هُمْ غٰفِلُوْنَ وہ غافل ہیں

ترجمہ:۔ (یہ) اللہ کا وعدہ (ہے) اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ یہ تو دنیا کی ظاہر زندگی ہی کو جانتے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ ۲۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

۳۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ۴۔ یہ لوگ دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں۔

۵۔ آخرت سے یہ لوگ غافل ہیں۔

پچھلی آیتوں میں روم کے مغلوب ہونے کے بعد غالب آنے کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ مسلمانوں کی خوشی کا سبب بھی ہوگا، اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بیان کرر ہے ہیں کہ یہ جو فتح ونصرت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اللہ کی جانب سے کیا گیا ہے اور جو وعدہ اللہ کرتا ہے وہ اسے ضرور پورا بھی کرتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ اللہ نے کوئی وعدہ کیا ہو اور اسے پورا نہ کیا ہو، لہٰذا تم لوگ یہ جان لو کہ ضرور اہل روم کی فتح ہوگی، لیکن ان باتوں کا مشرکین وکفار یقین نہیں رکھتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کیسے ہوگا؟ وہ اہل فارس تو طاقتور اور بہت ہی جنگجو ہیں اور ابھی انہوں نے اہل روم کو شکست بھی دیدی ہے پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ جو ہار گیا ہو وہ دوبارہ جیت جائے؟ انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آرہی تھیں، کیونکہ انکی نظر مادی اور ظاہری چیزوں پر ہوتی ہیں انہیں یہ غیبی باتیں ہضم نہیں ہوتیں، انہیں تو بس دنیا کے امور کی جان کاری ہے کہ مال کہاں سے کمائیں؟ تجارت کیسے کریں اور نفع کیسے حاصل کریں؟ کھیتی کب ہوگی اور کب کاٹیں گے وغیرہ، انہیں یہ جو غیبی باتیں ہیں کہ کل قیامت قائم ہوگی اور وہاں سب انسانوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور پھر وہاں پر انکے اعمال کا ان سے حساب وکتاب لیا جائے گا اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ اپنی نعمتوں سے اور جنت سے نوازے گا اور برے اعمال کرنے والوں کو انکے کیئے کی سزا دے گا اور انہیں دوزخ میں داخل کرے گا ان چیزوں پر انہیں یقین ہی نہیں ہے۔امام زمخشری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ یَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، ظاہر یہ ہے کہ جسے یہ جاہل لوگ جانتے ہیں یعنی دنیوی خزانوں اور اسکی لذتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسکا باطن اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا تو آخرت کی گذرگاہ ہے کہ انسان اس دنیا میں اطاعت کے ذریعہ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ آخرت کا توشہ اکٹھا کرتا ہے۔(تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۵۲)

﴿درس نمبر ۱۶۲۰﴾ کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور نہیں کیا؟ ﴿الروم ۸﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۟ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَکٰفِرُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔اَوَلَمۡ کیا نہیں یَتَفَکَّرُوۡا انہوں نے غور وفکر کیا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ اپنے دلوں میں مَا خَلَقَ

اللّٰهُ (کہ) نہیں پیدا کیا اللہ نے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا اور جو کچھ بَيْنَهُمَآ ان دونوں کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک وقت مقرر کے لیے وَاِنَّ اور بلاشبہ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بہت سے لوگ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات کے لَكٰفِرُوْنَ البتہ کافر ہیں

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے اور بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے قائل ہی نہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے اپنے آپ میں غور نہیں کیا؟

۲۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بالکل درستگی کے ساتھ پیدا فرمایا۔

۳۔ ایک متعین مدت تک کے لئے۔ ۴۔ یقینا بہت سے لوگ اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تمہیں وہ ساری چیزیں سمجھ نہیں آتیں کہ کیسے اللہ بارش کے ذریعہ سے پانی نازل کرتا ہے پھر اس بارش سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس سے کھیتی نکالتا ہے وغیرہ تو تم اپنے آپ میں ہی غور کیوں نہیں کرتے کہ کیسے تمہیں اللہ نے پیدا فرمایا جبکہ تمہارا اس دنیا میں نام و نشان بھی نہ تھا، پھر اللہ نے مختلف مراحل سے گزار کر یعنی نطفہ کو خون کے لوتھڑے میں تبدیل کیا پھر اس خون کو ایک بوٹی کی شکل دی پھر اس سے ہڈی بنی پھر اس ہڈی پر گوشت چڑھایا پھر اس طرح اسے ایک جاندار کی شکل میں دنیا میں لے آیا، جیسا کہ اسکا تذکرہ سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۴ میں ہے، کیا اس بات پر یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ کیسے انہیں اس دنیا میں لایا گیا؟ اگر وہ اس بات پر ہی غور کریں تو انہیں سمجھ میں آجاتا اور اللہ کی قدرت کو یہ لوگ پہچان لیتے اور انہیں یہ یقین ہو جاتا کہ جس ذات نے انہیں لاشیء سے شیء بنایا وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور پھر جب وہ اس قادر مطلق کے دربار میں ہوں گے تو انہیں انکے جرموں کی سزا اور اعمال کی جزا دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم یہ آسمان اور زمین دیکھ رہے ہو اس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا کوئی نقص یا جھول نہیں ہے، وہ ایک مکمل اور درست تعمیر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تعمیر کیا، ایسا نہیں کیا کہ آسمان کو نیچے بنا کر زمین کو اوپر بنا دیا بلکہ جس کو جہاں اور جس طرح ہونا چاہئے تھا ویسا ہی اس نے بنایا۔ کیا تمہیں یہ بھی نظر نہیں آتا؟ اور اس رب ذوالجلال نے جو کچھ بنایا ہے اسکا بھی ایک وقت مقرر ہے جب اسکا وہ وقت مقرر ختم ہو جائے گا تو اسے بھی فنا کر دیا جائے گا کوئی چیز دنیا میں باقی نہیں رہے گی اور اگر کوئی باقی رہے گا تو وہ ہے اللہ کی ذات كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اللہ کی ذات کے۔ (القصص ۸۸) لیکن ان ساری چیزوں کو دیکھ کر، اپنے وجود کے بارے میں غور کرو، آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں جان کر بھی بعض لوگ ایسے جاہل و بے وقوف اور

ناسمجھ ہیں کہ وہ اللہ سے کل قیامت کے دن ملاقات کا انکار کرتے ہیں بلکہ یوں کہتے ہیں کہ نہ حساب ہوگا نہ کتاب ہم اس دنیا کے ہیں یہیں رہ جائیں گے، ان جیسے لوگوں کی عقلوں پر ماتم کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۱﴾ وہ لوگ تو طاقت میں ان سے بڑھ کر تھے ﴿الروم ۹۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ کیا نہیں يَسِيْرُوْا انہوں نے سیر کی فِي الْاَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوْا پھر وہ دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ کیسا ہوا انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے كَانُوْٓا اَشَدَّ وہ بہت زیادہ تھے مِنْهُمْ ان سے قُوَّةً قوت میں وَّاَثَارُوا اور انہوں نے پھاڑا تھا الْاَرْضَ زمین کو وَعَمَرُوْهَآ اور انہوں نے آباد کیا تھا اسے اَكْثَرَ بہت زیادہ مِمَّا اس سے جو عَمَرُوْهَا انہوں نے آباد کیا ہے اسے وَجَاۗءَتْهُمْ اور آئے تھے ان کے پاس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ فَمَا كَانَ اللّٰهُ پھر اللہ نہیں تھا لِيَظْلِمَهُمْ کہ وہ ظلم کرتا ان پر وَلٰكِنْ اور لیکن كَانُوْٓا تھے وہ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اپنے آپ پر ظلم کرتے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ پھر ہوا انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جنہوں نے اَسَاۗءُوا برا کیا تھا السُّوْٓاٰى برا ہی اَنْ كَذَّبُوْا کہ انہوں نے جھٹلایا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں کو وَكَانُوْا اور وہ تھے بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ان کا مذاق اڑاتے

ترجمہ:۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی؟ (سیر کرتے) تو دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے زور وقوت میں کہیں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انہوں نے آباد کیا اور ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں لے کر آتے رہے تو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے ۝ جن لوگوں نے بُرائی کی ان کا انجام بھی بُرا ہوا اس لئے کہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں؟

۲۔تو معلوم ہو جاتا کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا؟

۳۔وہ لوگ تو طاقت میں ان سے بڑھ کر تھے۔ ۴۔انہوں نے زمین میں کھیتی بھی کی۔

۵۔انکی عمریں توان سے کہیں زیادہ تھیں۔ ۶۔انکے پاس بھی انکے رسول واضح نشانیاں لیکر آئے تھے۔

۷۔اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر (بے جا) ظلم کرتا (عذاب دیتا)۔

۸۔لیکن وہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔

۹۔جنہوں نے برے کام کئے انکا انجام بھی برا ہوا۔

۱۰۔وہ برا کام یہ تھا کہ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اسکا مذاق اڑاتے۔

اللہ تعالیٰ بطور سوال فرمارہے ہیں کہ کیا تم اپنے آس پاس کے علاقوں کا سفر نہیں کرتے اور دیکھتے نہیں کہ تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں انکا کیا حال ہوا؟ جبکہ انکی طاقت کا حال یہ تھا کہ پتھروں کو، پہاڑوں کو اکھاڑ دیتے اور اسے گھر میں تبدیل کر دیتے تھے اور بنجر سے بنجر زمین کو اپنی محنت سے کھیتی کے قابل بناتے اور اس میں کھیتی کرتے اور انکی عمروں کا حال تو یہ تھا کہ ہزار ہزار سال کی انکی عمریں ہوا کرتی تھیں اور انکے قد کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انکے ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے کا فاصلہ ایک میل کا ہوتا تھا۔ (الدر المنثور۔ ج۶،ص،۴۸۵) لیکن پھر بھی جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو یہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا نہ سکے،تو پھر انکے مقابلہ میں تمہاری اوقات کیا؟ سوال سے مقصد یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان سے پہلی گزری ہوئی قوموں کا کیا انجام ہوا؟ جیسا کہ پچھلی سورت میں گذر چکا کہ یہ لوگ عاد اور ثمود کی بستیوں سے اور انکے عذاب سے اچھی طرح واقف تھے اور اکثر انکا گذر وہاں سے ہوتا تھا، مطلب یہ ہے کہ ان بستیوں کی ویرانیوں اور ان کے اجڑنے کو دیکھ کر اور انکے رہنے والوں کی ہلاکت وتباہی کو دیکھ کر بھی تم سبق حاصل نہیں کرتے؟ اگر ہم نے بھی اللہ کی نافرمانی کی اور اسکے احکامات کو جھٹلایا اور اسکا استہزا کیا تو ہمارا بھی حال ایسا ہی ہوسکتا ہے۔انکی ہلاکت کی وجہ بھی اللہ نے بیان کردی کہ انکا ہلاک ہونا اس وجہ سے ہوا کہ انکے پاس انہیں میں سے رسولوں کو بھیجا گیا مگر جب بھی کوئی رسول انہیں اللہ کی جانب اور ہدایت کی جانب بلاتا اور اللہ کے دیئے ہوئے کلام کو انکے سامنے سناتا تو یہ لوگ اس کلام کا بھی مذاق اڑاتے اور ساتھ ہی اس بھیجے ہوئے رسول کا بھی جو کہ اللہ کو ناپسند ہے،تو جب انکا یہی حال رہا تو اللہ نے انہیں اپنے عذاب میں مبتلا فرمایا اور انہیں جو عذاب ہوا یہ اللہ کی جانب سے ان پر کوئی ظلم نہیں تھا بلکہ یہ تو انکے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ تھا کہ جس کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال دیا بلکہ ظالم تو یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی جانوں کو اپنے اعمال بد کے سبب ہلاکت میں ڈالا۔

یہ تو انکی دنیوی تباہی تھی پھر ان برے اعمال کرنے والوں کا انجام آخرت میں تو اور برا ہوگا کہ انہیں دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں پر اوپر سے بھی آگ ہوگی اور نیچے سے بھی جیسا کہ پچھلی سورت میں گذر چکا اور طرح طرح

کا عذاب انہیں آخرت میں انکے اعمال بد کی وجہ سے دیا جائے گا، ان کے اعمال بد کیا تھے؟ رسولوں کو جھٹلانا، اللہ کے کلام کا مذاق اڑانا جیسا کہ اب اے مشرکو! تم کرر ہے ہو، جیسا انکا انجام ہوا اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ وگے تو کل قیامت میں تمہیں بھی انہی کی صف میں ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ اللہ نے کہا قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ (الاعراف ۳۸) کہ اللہ کہے گا کہ تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاو جو تم سے پہلے گزرے تھے، عقل مند تو وہ ہوتا ہے جو آگے والے کو دیکھ کر سنبھل جاتا ہے، تو کیا تم اس قابل بھی نہیں کہ ان سے کچھ عبرت حاصل کرو؟

﴿درس نمبر ۱۶۲۲﴾ قیامت کے دن مجرم نا اُمید ہو جائیں گے ﴿الروم ۱۱۔ تا۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے الْخَلْقَ مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا ثُمَّ اِلَيْهِ پھر اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے وَيَوْمَ اور جس دن تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ مجرم مایوس ہو جائیں گے وَلَمْ يَكُنْ اور نہیں ہوں گے لَّهُمْ ان کے لیے مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ ان کے شریکوں میں سے شُفَعٰٓؤُا کوئی سفارشی وَكَانُوْا اور وہ ہو جائیں گے بِشُرَكَآئِهِمْ اپنے شریکوں کے كٰفِرِيْنَ انکار کرنے والے وَيَوْمَ اور جس دن تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يَوْمَئِذٍ اس دن يَّتَفَرَّقُوْنَ وہ الگ الگ ہو جائیں گے

ترجمہ:۔ اللہ ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ○ اور جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار نا امید ہو جائیں گے ○ اور اُن کے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی اُن کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں سے نا معتقد ہو جائیں گے ○ اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ مخلوق کو ابتداء میں پیدا فرماتا ہے۔ ۲۔ پھر وہ اسے دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا۔

۳۔ پھر اسی کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ ۴۔ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم نا امید ہو کر رہ جائیں گے

۵۔ ان کے شرکاء میں سے کوئی بھی انکی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔

۶۔اس دن وہ اپنے شرکاء کے منکر ہوجائیں گے۔
۷۔جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ مختلف قسموں میں بٹ جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بات تھی کہ کافر لوگ آخرت کا اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۤئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ان آیتوں میں انکے اس گمان کی تردید کی گئی اور کہا گیا کہ قیامت کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جس دن قیامت واقع ہوگی اس دن لوگوں کا حال کیا ہوگا وہ بیان کیا گیا ہے۔غور کرو کہ جب انسان کا اس دنیا میں وجود ہی نہیں تھا تو اسکو وجود بخشنے والا وہی ایک اللہ ہے، توجس طرح اس اللہ نے انہیں پہلے پہل وجود میں لایا تو اسی طرح وہ انہیں دوبارہ بھی وجود بخشے گا جبکہ وہ مٹی میں گل سڑ گئے ہوں گے اور انکا نام ونشان بھی باقی نہ ہوگا تب بھی اللہ انہیں دوبارہ وجود میں لائے گا یہ کام اسکی قدرت سے باہر کا نہیں ہے، وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔جب تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہیں اپنے کئے کی سزا پانے کے لئے اس ایک رب کے سامنے پیش کیا جائے گا تو ان مشرکین کی یہ حالت ہوگی کہ وہ مایوسی کے عالم میں چپ چاپ کھڑے ہوں گے اور سب سے مایوس ہوکر وہ اپنے بتوں کو سفارش کرنے کے لئے پکاریں گے جن کے بارے میں انکا گمان تھا هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَاۤؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس ۱۸) کہ یہ بت ہماری اللہ کے پاس سفارش کریں گے مگر اس وقت انکی کوئی نہیں سن سکے گا اور اس وقت وہ خود کہیں گے کہ یہ معبود جنکی ہم عبادت کیا کرتے تھے وہ باطل تھے، ہم نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں معبود بنا کر بہت بڑی غلطی کی کہ یہ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں، اس دن انہیں یہ بات سمجھ میں آئیگی تو وہ اس دن ان بتوں کا اور دیگر معبودوں کا انکار کرنے لگیں گے اور کہیں گے کہ معبود تو بس اللہ ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۶ میں بھی ذکر ہے کہ جب وہ (پیشوا) جن کے پیچھے یہ لوگ چلتے رہے ہیں، اپنے پیروکاروں سے مکمل بے تعلقی کا اعلان کریں گے اور یہ سب لوگ عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں گے، اوران کے تمام باہمی رشتے کٹ کررہ جائیں گے اور اس دن سب لوگ الگ الگ ہوجائیں گے یعنی ایک جانب مومن اور دوسری جانب کافر، انکی وہاں چھٹائی ہوگی اور سب کو الگ الگ کردیا جائے گا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد علّیین اور سافلین والے ہیں۔(الدرالمنثور۔ج۶۔ص۴۸۶)

﴿درس نمبر ۱۶۲۳﴾ ان لوگوں کا جنت میں اکرام کیا جائے گا ﴿الروم ۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّا پس لیکن الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ تو وہ باغ میں يُّحْبَرُوْنَ خوش وخرم کیے جائیں گے وَاَمَّا اور لیکن الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ كَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلایا بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کو وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو فَاُولٰٓئِكَ تو یہی لوگ فِي الْعَذَابِ عذاب میں مُحْضَرُوْنَ حاضر (داخل) کیے جائیں گے

ترجمہ:۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ (جنت کے) باغ میں خوش حال ہوں گے ○ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ ۲۔ ان لوگوں کا جنت میں اکرام کیا جائے گا۔

۳۔ جنہوں نے کفر کیا۔ ۴۔ ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔

۵۔ تو ایسے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

پچھلی آیت میں کہا گیا تھا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔ یہاں ان الگ الگ ہونے والے لوگوں میں کون کون ہوگا اور انکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اسکے رسول اور اسکی کتاب پر ایمان لائے اور انہیں سچا مانا اور آخرت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور پھر جزا و سزا کے ہونے کی بھی تصدیق کی اور پھر ان چیزوں پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو جو احکام انہیں دیئے ان پر عمل کیا اور جن چیزوں کے کرنے سے منع کیا گیا تھا ان سے بچتے رہے تو ایسے لوگوں کا جنت میں شاندار استقبال کیا جائے گا اور اس استقبال کی وجہ سے وہ ایسے خوش وخرم ہوں گے کہ انکی خوشی کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہو رہے ہوں گے، انہیں جو انعامات دیئے جائیں گے اس کا یہ لوگ اندازہ ہی نہیں لگا سکیں گے جیسا کہ سورۂ سجدہ کی آیت نمبر ۱۷ میں کہا گیا کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کسی جاندار کو کچھ پتا ہی نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا کر رکھا گیا ہے؟ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں کہ جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی انسان کے وہم وگمان میں یہ چیز آئی ہوگی۔ (بخاری ۳۲۴۴) اللہ ہمیں بھی اہل جنت میں سے بنائے، آمین۔

یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کا انکار کیا اور اللہ کے وجود کو جھٹلایا اور اس کے منکر ہوئے اور اللہ نے جو قرآن کریم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا اسے ان لوگوں نے جھٹلایا اور اس کلام کو جس رسول پر بھیجا گیا اس رسول

کی تکذیب کی انہیں رسول ماننے سے انکار کیا اور آخرت میں دوبارہ اٹھائے جانے اور اعمال کی جزاوسزا کا بھی ان لوگوں نے انکار کیا تو ایسے لوگوں کو اللہ جہنم میں لے آئے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جہاں انہیں انکے برے اعمال کی سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ لو اپنے کئے کا مزہ چکھو! تم کہتے تھے اِنۡ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا وَ مَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ (الانعام ۲۹) جو بھی ہے یہی دنیا کی زندگی ہے ہمیں پھر سے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، تو اب تمہیں پتا چلا کہ جو اللہ نے کہا تھا کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا وہ صحیح ہے؟ لہٰذا اب تم اپنے کفر کے بدلہ اسی آخرت کے عذاب کا مزہ چکھو فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ (الانعام ۳۰) اور ایسا بھی نہیں کہ بس تھوڑی دیر کے لئے تمہیں یہ عذاب ملے گا بلکہ تمکو اس جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا جیسا کہ سورۂ زخرف کی آیت نمبر ۷۴ اور ۷۵ میں کہا گیا اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ۝ لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ کہ یہ مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عذاب ان لوگوں کیلئے ہلکا پڑنے نہیں دیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ اللہ ہمیں اپنی رحمت سے جہنم کے اس عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو

﴿درس نمبر ۱۶۲۴﴾ ﴿الروم ۱۷ تا ۱۹﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۝ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ۝ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَیُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ پس اللہ کی تسبیح کرو حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ جب تم شام کرو وَحِیۡنَ اور جب تُصۡبِحُوۡنَ تم صبح کرو وَلَهُ اور اسی کے لیے ہی ہیں الۡحَمۡدُ تمام تعریفیں فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالۡاَرۡضِ اور زمین میں وَعَشِیًّا اور سہ پہر کو بھی وَّحِیۡنَ اور جب تُظۡهِرُوۡنَ تم ظہر کرو یُخۡرِجُ وہ نکالتا ہے الۡحَیَّ زندہ کو مِنَ الۡمَیِّتِ مردے سے وَیُخۡرِجُ اور وہی نکالتا ہے الۡمَیِّتَ مردے کو مِنَ الۡحَیِّ زندے سے وَیُحۡیِ اور وہی زندہ کرتا ہے الۡاَرۡضَ زمین کو بَعۡدَ مَوۡتِهَا اس کی موت کے بعد وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح تُخۡرَجُوۡنَ تم بھی نکالے جاؤ گے

ترجمہ:۔ تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو اللہ کی تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو) ۝ اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کی تعریف ہے اور تیسرے پہر بھی اور جب دوپہر ہو (اُس وقت بھی نماز پڑھا کرو) ۝ وہی زندے کو

مُردے سے نکالتا ہے اور (وہی) مُردے کو زندے سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین سے) نکالے جاؤ گے۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔تم لوگ صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ ۲۔اسی کی حمد ہوتی ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

۳۔سورج ڈھلنے کے وقت بھی اسکی تسبیح کرو۔ ۴۔جب تم پر ظہر کا وقت آئے اس وقت بھی تسبیح کرو۔

۵۔وہی اللہ ہے جو جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے۔ ۶۔بے جان کو جاندار سے۔

۷۔زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ۸۔اسی طرح وہ تمہیں بھی نکالے گا۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بتلائیں کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور کس طرح اس نے ہمیں شروع شروع میں پیدا کیا اور اس نے کیا کیا نعمتیں ایمان والوں کے لئے اور کیا کیا سزائیں کافروں کے لئے تیار کی ہیں ان ساری چیزوں کو پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا۔ان آیتوں میں تمام انسانوں سے اللہ فرمارہے ہیں کہ جب تم نے دیکھ لیا کہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں تو تم سب اسی کی صبح وشام پاکی بیان کرو اور سبحان اللہ کہتے رہو،بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ سے مراد نماز ہے جیسا کہ ابورزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا آپ کو پانچ نمازوں کے بارے میں قرآن میں کوئی آیت ملی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ یہ مغرب کی نماز ہے، وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ سے نماز فجر وَعَشِيًّا سے مراد نماز عصر ہے، وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ سے مراد نماز ظہر، وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ سے مراد نماز عشاء ہے۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۴۸۸) اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ O وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ سے لے کر وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تک صبح پڑھا،تو اس دن میں اس سے جو چیزیں چھوٹی ہیں وہ اسے پالے گا اور جس نے اسے شام میں پڑھا تو اس شام میں جو چیزیں چھوٹی ہے وہ اسے پالے گا۔(الجامع الصغیر ۱۲۵۰۸) پھر اللہ نے فرمایا کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب ہی اسکی حمد بیان کرتے ہیں،اگر تم تسبیح بیان کرو یا نہ کرو اس سے اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا،اگر تم کرو گے تو تم کو اس سے فائدہ ہوگا،اللہ اپنی قدرت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ایسا ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے یعنی انسان کو ایک بے جان نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور ایسے ہی اس نے بے جان کو جاندار سے پیدا کیا اور مردہ پانی کو ایک جاندار سے پیدا کیا،اور اپنی قدرت سے پانی برسا کر اس نے مردہ زمین کو زندہ کیا جس سے تم اپنی روزی حاصل کرتے ہو،کھانے

پینے کی چیزیں اگاتے ہو اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہو، تو اسی طرح اللہ تمہیں تمہارے مرنے کے بعد زمین سے زندہ اٹھائے گا جیسا کہ زمین سے دانہ اگتا ہے تم بھی اسی طرح اس زمین سے اٹھو گے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنے قبروں سے نکلو گے۔

اللہ کی قدرت سے انسان زمین پر پھیل گئے

﴿درس نمبر ۱۶۲۵﴾ ﴿الروم ۲۰ ۔تا۔ ۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ کہ اس نے تمہیں پیدا کیا مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ اِذَآ پھر ناگہاں اَنْتُمْ بَشَرٌ تم انسان ہو تَنْتَشِرُوْنَ تم پھیل رہے ہو وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَ کہ اس نے پیدا کیا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں سے اَزْوَاجًا بیویاں لِّتَسْكُنُوْٓا تا کہ تم سکون حاصل کرو اِلَيْهَا ان سے وَجَعَلَ اور اس نے پیدا کردی بَيْنَكُمْ تمہارے درمیان مَّوَدَّةً محبت وَّرَحْمَةً اور مہربانی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ عظیم نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَّتَفَكَّرُوْنَ غور وفکر کرتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ پیدا کرنا آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَاخْتِلَافُ اور اختلاف اَلْسِنَتِكُمْ تمہاری زبانوں کا وَاَلْوَانِكُمْ اور تمہارے رنگوں کا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّلْعٰلِمِيْنَ علم والوں کے لیے

ترجمہ:۔ اور اُس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان بن کر (زمین میں) پھیلے پڑے ہو ۝ اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم اُن کے پاس جا کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں ۝ اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا اہلِ دانش کیلئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

۲۔پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان (کی شکل میں) بن کر زمین میں پھیلنے لگے۔

۳۔اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے۔

۴۔تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ ۵۔اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھے۔

۶۔یقینا اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

۷۔اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے۔

۸۔تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف بھی ہے۔

۹۔یقینا اس میں دانشمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالی نے اپنی عبادت کا اور اپنی حمد بیان کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے اور وہی حمد وثنا کا حقدار ہے کیونکہ اسی نے اس جہاں کو پیدا کیا اور تمہیں بھی پیدا کیا اور بہت سی چیزیں ہیں جو اسکی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں۔قدرت کی ان نشانیوں کو ان آیتوں میں اللہ تعالی یکے بعد دیگرے مسلسل بیان فرما رہے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے انسان کی پیدائش کا ذکر کیا کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، یعنی آدم علیہ السلام کو جن کی پیدائش مٹی سے ہوئی۔ یہاں اسی اصل کی جانب اشارہ کیا گیا کیونکہ سب انہی کی اولاد ہیں، اسکے بعد اس نے تمہیں ایک چلتا پھرتا انسان بنا دیا کہ تم ساری دنیا میں چکر لگاتے پھرتے ہو۔انسان کے مٹی سے پیدا کئے جانے کا تذکرہ قرآن مجید کی مختلف آیات میں ہے سورۂ آل عمران کی آیت ۵۹ میں ہے اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو آدم علیہ السلام کی طرح ہے جنہیں مٹی سے بنا دیا، سورۂ حج کی آیت نمبر ۵ میں کہا گیا فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ پس ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۱ کہا گیا وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا سورۃ المومن کی آیت نمبر ۶۷ میں کہا گیا ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور اس نے تمہیں پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس نے تمہارے دلی سکون اور راحت کے لئے ایک دوسرے کا جوڑا بنایا جو تمہیں میں سے ہے یعنی حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی پھسلی سے پیدا کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی بن کر رہیں، اسطرح تمہارے بھی جوڑے ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو کہ اپنے جذبات ان کے سامنے ظاہر کرتے ہو اور اپنی فطری ضرورت ان سے پوری کرتے ہو، پھر اس نے تمہارے آپس میں محبت اور رحمت ڈال دی کہ جب تم میں سے کسی کو درد و تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا بھی اس درد و تکلیف کو محسوس کرتا ہے، جب ایک پریشان ہو تو دوسرا بھی

اس پر پریشان ہوتا ہے، یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے جو اس نے تمہارے دلوں میں پیدا کی ہے انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے جوڑے کا انتظام کردیا دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے سے پہلے جنت ہی میں کہا گیا وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور ہم نے کہا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں ٹھہرے رہو انسان کیلئے جو جوڑا بنایا گیا اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو اسکے جوڑے یعنی بیوی سے سکون حاصل ہوتا ہے اسی لئے یہاں لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا کہا گیا تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۹ میں بھی یہ بات کہی گئی هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تنِ واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے، اس میں عورت کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کیلئے ٹینشن یعنی اضطراب و بے چینی کا ذریعہ نہ بنے بلکہ وہ اس بات کی کوشش کرے کہ اس سے اس کے شوہر کو سکون اور انس حاصل ہو، یہاں ایک نکتہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کیلئے اس رشتہ کی افادیت میں ایک بات یہ بھی فرمائی وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھے، مودۃ یعنی محبت کو پہلے اور رحمۃ یعنی مہربانی کو بعد میں لایا گیا اسمیں حکمت یہ ہے کہ بھرپور جوانی میں محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور جب دونوں بوڑھے ہوجاتے ہیں تو آپس میں مہربانی اور ہمدردی کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہاں مَوَدَّة سے مراد جماع یعنی جنسی خواہش کا پورا کرنا ہے اور ''رحمۃ'' سے مراد اولاد ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۱۷) اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر انسان ان چیزوں پر غور کرے کہ کیا کیا اللہ نے پیدا کیا اور انسان کی فطری ضرورت کا کس قدر خیال رکھا؟ تو اسے یہ یقین آجائے گا کہ ہاں! وہی خالق و مالک ہے جو یہ ساری دنیا چلا رہا ہے، پھر اسکے بعد اور ایک نشانی اللہ تعالیٰ نے بیان کی کہ آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے جس نے اسے وجود بخشا اور بغیر کسی نقشہ اور ماڈل کے اسے کس طرح درست و صحیح بنایا؟ ہم جب کسی عمارت کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے نقشہ تیار کرتے ہیں لیکن اللہ کو ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں ہے وہ چاہتا ہے تو پل بھر میں بنا دیتا ہے جیسے کہ یہ اتنا بڑا آسمان جو تم اپنے سروں کے اوپر دیکھ رہے ہو بنا دیا اور وہ زمین بنادی جو تم اپنے پیروں کے نیچے دیکھ رہے ہو یہ سب اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہیں اور اگر تم اپنے آپ میں غور کرو کہ تم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے الگ الگ بنایا کہ کوئی کسی سے نہیں ملتا حتیٰ کہ ایک ماں سے پیدا ہوئے دو بھائی بہن بھی پوری طرح ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی نہ کوئی فرق ان دونوں کے درمیان ہوتا ہے، ہر ایک کے چہرے کا نقشہ بدلا ہوا، رنگتیں مختلف، ہاتھوں کی لکیریں اور آنکھوں کے پردے سب کچھ ایک دوسرے سے الگ الگ، اور اسی طرح زبان کی بولی الگ کہ ہم زمین کا تھوڑا سا حصہ پار کریں ہمیں ایک نئی زبان اور بولی ملے گی اور کیا چاہئے تمہیں سمجھنے کے

لئے ؟ جو سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے اسے یہ چیزیں یقیناً اس بات کو قبول کرنے پر آمادہ کریں گی کہ ہاں! ایک اللہ موجود ہے جس نے یہ سب بنایا ہے اور جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، وہی عبادت کا اصل حقدار ہے، ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۶﴾ **وہی ہے جو بجلی کی چمک دکھاتا ہے** ﴿الروم ۲۳-تا-۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی نشانیوں سے ہے مَنَامُكُمْ تمہارا سونا بِالَّيْلِ رات میں وَالنَّهَارِ اور دن وَابْتِغَآؤُكُمْ اور تمہارا تلاش کرنا مِّنْ فَضْلِهٖ اس کے فضل کو اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے يُرِيْكُمُ کہ وہ تمہیں دکھاتا ہے الْبَرْقَ بجلی خَوْفًا وَّطَمَعًا ڈرانے اور امید دلانے کے لیے وَّيُنَزِّلُ اور وہی نازل کرتا ہے مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی فَيُحْيٖ پھر وہ زندہ کرتا ہے بِهِ اس کے ذریعے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کی موت کے بعد اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَّعْقِلُوْنَ عقل رکھتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ کہ قائم ہیں آسمان وَالْاَرْضُ اور زمین بِاَمْرِهٖ اس کے حکم سے ثُمَّ اِذَا پھر جب دَعَاكُمْ وہ تمہیں پکارے گا دَعْوَةً ایک بار پکارنا مِّنَ الْاَرْضِ زمین میں سے اِذَآ اَنْتُمْ تو ناگہاں تم سب تَخْرُجُوْنَ (باہر) نکل آؤ گے

ترجمہ:۔ اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات میں اور دن میں سونا اور اُس کے فضل کا تلاش کرنا جو لوگ سنتے ہیں اُن کیلئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ○ اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ (وشاداب) کر دیتا ہے عقل والوں کیلئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ○ اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُسی کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کیلئے) آواز دے گا تو تم جھٹ نکل پڑو گے۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا۔ ۲۔تمہارا اسکے فضل کو تلاش کرنا۔

۳۔یقیناً اس میں سننے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

۴۔اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے۔

۵۔جس سے ڈر بھی لگتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے (بارش کی)۔ ۶۔آسمان سے بارش بھی برساتا ہے۔

۷۔جسکے ذریعہ وہ زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔

۸۔یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

۹۔اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکے حکم سے قائم ہے۔

۱۰۔پھر جب وہ ایک پکار دے کر تمہیں زمین سے بلائے گا تو تم فوراً نکل پڑو گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کر رہے ہیں فرما رہے ہیں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم دن رات میں کسی بھی وقت سوتے ہو وہ بھی ایک موت کی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّوۡمُ اَخُو الۡمَوۡت کہ نیند موت کا بھائی ہے،(الجامع الصغیر ۱۱۷۵۴) لہٰذا تم اس موت سے جاگ کر پھر اپنے کاموں میں لگ جاتے ہو تو غور کرو کہ تم نیند کی حالت میں مردہ کے مانند تھے پھر اس نے تمہیں جگایا اور تم پھر اپنے کام کاج میں لگ گئے،تو جس طرح اس نے تمہیں نیند سے جگایا اسی طرح وہ تمہیں قیامت کے دن بھی موت کی نیند سے جگائے گا اور اپنے دربار میں پیش کریگا،امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں پر دن و رات میں سونا مراد نہیں ہے جیسا کہ لفظاً ظاہر ہو رہا ہے بلکہ یہاں تقدیم وتاخیر کی گئی ہے یعنی اصل میں وَابۡتِغَآؤُکُمۡ بِالنَّهَارِ ہے یعنی انکے قول کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ اسکی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم رات میں سوتے ہو اور دن میں اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرتے ہو(تفسیر قرطبی۔ج،۱۴۔ص،۱۸) اور یہاں یہی معنی مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا O وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (النبا۱۰۔۱۱) کہ ہم نے رات کو لباس یعنی پردہ پوشی کا وقت بنایا اور دن کو روزی کمانے کا وقت، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی سمجھدار انسان ان چیزوں پر غور کرے گا کہ کیسے رات میں ہماری روح ہم سے الگ ہو جاتی ہے اور پھر وہ واپس کیسے آجاتی ہے؟ تو وہ یقیناً کہے گا کہ یہ جس آقا و مالک کے قبضہ میں ہیں، ہمیں اسی مالک پر ایمان لانا چاہئے یہ مضمون سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۴۷ میں بھی ہے وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَـكُمُ الَّيۡلَ لِبَاسًا وَّالنَّوۡمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا اور نیند کو راحت بنائی اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا سورۃ النبا کی آیت نمبر ۹۔تا۔۱۱ میں فرمایا گیا وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا O وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا O

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا اور رات کو ہم نے پردہ بنایا؟ اور دن کو ہم نے وقتِ روزگار بنایا، اللہ تعالیٰ مزید بیان فرمارہے ہیں کہ اس کی قدرت کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے کہ جب وہ بجلی چمکتی ہے تو تم ڈر جاتے ہو کہ کہیں وہ بجلی گر نہ پڑے اور ہمیں ہلاک نہ کردے اور اسی بجلی سے تم امید بھی لگاتے ہو کہ اب بجلی گرج رہی ہے شاید پانی برسنے والا ہے اور جب پانی برسے گا تو ہم کھیتی کریں گے اور اناج اگائیں گے قرآن مجید کی متعدد آیات میں بجلی کا تذکرہ ہے، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۹ میں اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیریاں گرج اور بجلی ہو۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۲ میں ہے هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وہ اللہ ایسا ہے جو تمہیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لئے دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے، اللہ نے آگے بیان کیا کہ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس برسے ہوئے پانی کو زمین کی تہہ تک پہنچاتا ہے جس سے کہ اس مردہ، بنجر زمین میں دوبارہ جان یعنی اگانے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے، اس میں بھی سمجھداروں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے کہ ایک بجلی ہے جس سے دو دو کام ہورہے ہیں کہ اگر وہ گرے تو موت ہوجائے اور اگر بادل لائے تو پانی برسائے یقیناً میرے رب کی شان ہی نرالی ہے۔ سُبْحَانَكَ

پھر آگے فرمایا گیا کہ اسی کی قدرت کی نشانی ہے کہ یہ زمین و آسمان بغیر کسی ستون کے اللہ کے حکم سے کھڑے ہوئے ہیں، کیونکہ جب ہم کو کسی عمارت کی چھت ڈالنی ہوتی ہے تو ہمیں ستونوں (Pillers) یا دیواروں کا سہارا دیکر چھت ڈالنا پڑتا ہے، مگر دیکھو! اللہ کی قدرت کہ آسمان کتنا بڑا ہے کہ تم اپنی نگاہوں سے اسے گھیر بھی نہیں سکتے مگر پھر بھی یہ ستون وسہارے کے بغیر کیسے قائم ہے؟ بس اس آسمان کو اس کے رب کا حکم ہے کہ قائم رہ تو وہ قائم ہے، یہی حال زمین کا بھی ہے۔ یہ دونوں اپنے رب کے مطیع و فرمانبردار ہیں آسمان اور زمین کی تخلیق کا ذکر بیسیوں آیتوں میں ہے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنادیا سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۰ میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو عقلمندوں کے لئے نشانی قرار دیا گیا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں، اللہ نے فرمایا کہ جس طرح یہ چیزیں ہمارے حکم کے تابع ہیں تم بھی اسی طرح ہمارے حکم کے تابع ہو، اسکی ایک مثال یہ ہے کہ جب تم مرجاوگے، گل سڑ جاوگے زمین کی مٹی میں شامل ہوجاوگے تو پھر ایک وقت آئے گا جب اللہ تم سے کہے گا کہ بس اب نکلو اس زمین سے اور آؤ ہمارے پاس تو سب کے سب اسکی ایک صدا سنتے ہی فوراً اپنی اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہوجائیں گے، اس کا حکم آنے کے بعد پل بھر کی بھی تاخیر نہیں ہوگی، جیسا کہ سورہ

زمر کی آیت نمبر ۶۸ میں کہا گیا کہ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ پھر جب اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ سب کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۷﴾ آسمان وزمین میں رب ذوالجلال کی اونچی شان ہے ﴿الروم ۲۶۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَهٗ اور اسی کے لیے ہے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ جو کوئی آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور زمین كُلٌّ لَّهٗ سب اسی کے قٰنِتُوْنَ فرمانبردار ہیں وَهُوَ الَّذِيْ اور وہی ہے جو يَبْدَؤُا پہلی بار پیدا کرتا ہے الْخَلْقَ مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا وَهُوَ اور وہ اَهْوَنُ زیادہ آسان ہے عَلَيْهِ اس پر وَلَهُ اور اسی کے لیے ہے الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اعلیٰ مثال فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین وَهُوَ اور وہ الْعَزِيْزُ بڑا زبردست الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین میں (جتنے فرشتے اور انسان وغیرہ ہیں) اُسی کے (مملوک) ہیں (اور) سب اُس کے فرمانبردار ہیں اور وہی تو ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اُسے بہت آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اُس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سب کچھ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ۲۔ سب کچھ اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

۳۔ وہی ہے جو مخلوق کو ابتداء میں پیدا کرے گا۔ ۴۔ پھر (مرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا۔

۵۔ یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔ ۶۔ اسی کی سب سے اونچی شان ہے آسمانوں اور زمین میں۔

۷۔ وہ اقتدار والا بھی ہے اور حکمت والا بھی۔

یہاں یہ بات کہی جارہی ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، چاہے وہ فرشتے ہوں یا انسان یا کوئی اور مخلوق، ان تمام کا مالک بھی وہی ایک اللہ تعالیٰ ہیں اور ان کے خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان موجود ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، یہ بات قرآن مجید کی بیسیوں آیتوں میں بتلائی گئی ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۷ میں کہا گیا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا تجھے معلوم نہیں کہ زمین اور آسمان کی ملکیت اللہ ہی کی ہے؟ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ میں کہا گیا لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

فِي الْاَرْضِ اس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۹ میں ہے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۶ میں ہے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور ضابطہ اور اصول یہی ہے کہ جو مالک ہوتا ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور جو اس کی رعایا ہوتی ہیں وہ اسی کا حکم مانتی ہے اور اسی کے حکم کی تابعداری بھی کرتی ہے، چونکہ پوری مخلوق اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے وہ بھی اپنے مالک کے حکم کی تابعدار ہوگی، کیونکہ اللہ کے حکم سے ایک درخت کا پتہ بھی نہیں ہل سکتا، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (الانعام ۵۹) کسی درخت کا پتہ نہیں گرتا جسکا اللہ تعالیٰ کو علم نہ ہو اور زمین کے اندھیرے میں کوئی دانہ یا کوئی خشک یا تر چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔ ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ کی مطیع و فرمانبردار ہے سوائے انسان کے حالانکہ سب سے زیادہ مطیع ہونے کا حق اسی کو ہے اور جسکا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ ۲۳۸) کہ اللہ کے اطاعت گزار بن کر کھڑے رہو، اگرچہ کہ یہاں یہ حکم نماز کے لئے ہے مگر پھر بھی انسانوں کو ہی اطاعت گذار بن کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۹۱) اللہ تعالیٰ ان کفار سے جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہیں، کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! جب کسی کا وجود بھی نہ تھا تو اسی نے اس چیز کو وجود بخشا اور اسکو پیدا کیا تو جس طرح وہ بغیر کسی وجود کے کسی کو وجود بخش سکتا ہے تو پھر اس چیز کو کیسے دوبارہ وجود نہیں بخش سکتا جسکا وجود پہلے ہی سے ہے؟ تو جس طرح اس نے پہلے پہل پیدا کیا اسی طرح دوبارہ قیامت کے دن بھی پیدا کریگا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہی معمولی اور آسان ہے، غور کرو کہ کسی چیز کو بغیر کسی ڈھانچہ کے پیدا کرنا یہ زیادہ مشکل کام ہے یا جس چیز کا ڈھانچہ موجود ہو اسکو پھر سے بنانا زیادہ مشکل ہے؟ جب انسان کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے تو اسے پھر سے دوبارہ بنانے میں کیا پریشانی ہوگی؟ یہ تو پہلے سے بھی زیادہ آسان کام ہے، اور پھر یہ کام تو وہ اللہ تعالیٰ کر رہا ہے جو اونچی شان والا ہے، جسکی شان آسمانوں میں بھی عظیم ہے اور دنیا میں بھی عظیم ہے، کوئی اسکے برابر اور مثل نہیں ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے وہی رب اعلی ہے، وہی مالک و خالق ہے، اور وہی ہے جسکا حکم مانا جاتا ہے، وہی ہے جسکی اقتداء کی جاتی ہے اور وہی حکمت والا دانا ہے سورۂ مریم کی آیت نمبر ۲۱ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے ہم تو اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی بنادیں گے، بخاری کی روایت ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔ (بخاری ۳۱۹۳)

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں ایک روایت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کفار تعجب کرنے لگے اس بات سے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا تب یہ آیت نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور وہ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہ اس مخلوق کو دوبارہ پیدا کرتا ہے اور وہ اس کے لئے آسان ہے۔(الدر المنثور۔ج۶۔ص۴۹۱)

﴿درس نمبر ۱۶۲۸﴾ ایک ایسی مثال جو تمہاری ذات میں ہے ﴿الروم ۲۸۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ضَرَبَ اس نے بیان کی لَكُمْ تمہارے لیے مَّثَلًا ایک مثال مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں میں سے هَلْ لَّكُمْ کیا ہیں تمہارے لیے مِّنْ مَّا ان میں سے جن کے مَلَكَتْ مالک ہیں اَيْمَانُكُمْ تمہارے دائیں ہاتھ مِّنْ شُرَكَآءَ کوئی شریک فِيْ مَا اس میں جو رَزَقْنٰكُمْ ہم نے تم کو رزق دیا فَاَنْتُمْ کہ تم فِيْهِ اس میں سَوَآءٌ برابر ہو جاؤ تَخَافُوْنَهُمْ تم ان سے ڈرتے ہو كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ جس طرح تم اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو كَذٰلِكَ اسی طرح نُفَصِّلُ ہم مفصل بیان کرتے ہیں الْاٰيٰتِ آیتیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کیلئے جو يَّعْقِلُوْنَ عقل رکھتے ہیں بَلِ اتَّبَعَ بلکہ اتباع کیا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے ظَلَمُوْٓا ظلم کیا اَهْوَآءَهُمْ اپنی خواہشوں کا بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے فَمَنْ پھر کون يَّهْدِيْ ہدایت دے سکتا ہے مَنْ اسے جس کو اَضَلَّ اللّٰهُ اللہ نے گمراہ کر دیا وَمَا اور نہیں ہے لَهُمْ ان کیلئے مِّنْ نّٰصِرِيْنَ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ وہ تمہارے لئے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ بھلا جن باندیوں کے تم مالک ہو وہ اس میں جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا ہے تمہارے شریک ہیں؟ اور تم اس میں (ان کو اپنے) برابر (مالک سمجھتے) ہو (اور کیا) تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم عقل والوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ○ مگر جو ظالم ہیں بغیر سمجھے اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں تو جس کو اللہ گمراہ کر دے اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ اللہ نے تمہارے لئے ایک مثال بیان فرمائی جو تمہاری اپنی ذات میں سے ہے۔

۲۔ کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی تمہارے اس رزق میں شریک ہے جو ہم نے تمہیں دیا ہے؟

۳۔ یا یہ کہ تمہارا درجہ اس میں انکے برابر ہے؟

۴۔ تم ان غلاموں سے ایسے ہی ڈرتے ہو جیسے تم ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟

۵۔ اسی طرح ہم دلائل کو ان لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم جس اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کر رہے ہو وہ کس قدر غلط بات ہے؟ اللہ تعالیٰ خود انسانوں کو اپنے نفس میں اور اپنی زندگی میں غور کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! تمہارے سامنے ایک آزاد آدمی ہے اور ایک غلام تو کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہارا غلام بھی تمہاری طرح مالدار ہو، تمہاری طرح وہ بھی اچھے کپڑے پہنے اور تمہاری برابری کرے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد میراث ہے کہ تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تمہارے غلام تمہارے مرنے کے بعد تمہاری میراث میں شریک ہوں۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۹۶) لہٰذا تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے ساتھیوں سے ڈرتے ہو کہ کہیں وہ ہم سے مالداری میں زیادہ نہ ہو جائے؟ کیا تم ان چیزوں کو اپنے لئے پسند کرتے ہو؟ جبکہ تمہاری سوچ یہ ہے کہ غلام کا مرتبہ آقا سے کم ہوتا ہے وہ غلام آقا کی تابعداری کرتا ہے نہ کہ آقا غلام کی، تو پھر تم یہ کیسے مانتے ہو کہ جس اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا، اسے بنایا، اسے سنوارا اور تمہیں روزی روٹی پہنچایا اور تمہاری ضرورتوں کا خیال کیا، وہ برابر ہو جائے ان معبودوں کے جو دوسروں کے کام آنا تو دور کی بات خود اپنے کام بھی نہیں آسکتے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو انسان کی سمجھ کے زیادہ قریب ہیں ان مثالوں کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے، تا کہ یہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آ جائے، لیکن اسے وہی سمجھتا ہے جو اپنی عقل کا استعمال کرے اور سمجھنا چاہے ورنہ جو بے سمجھ ہو یا جو سمجھنا ہی نہ چاہے تو اس طرح کی کھلی مثالیں بھی اسے کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے شان نزول میں فرمایا کہ مشرکین لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ کے ذریعہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۷۸)، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان سب مثالوں کو کھول کھول بیان کرنے کے باوجود جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ اپنی خواہشات کی پیروی میں بغیر کسی علم کے لگ گئے، انہیں اس بارے میں کچھ پتا نہیں کہ وہ کیوں ان معبودان باطل کی عبادت کر رہے ہیں؟ جبکہ انہوں نے اللہ کی طاقت وقدرت اور اسکی نشانیوں کو دیکھ لیا ہے پھر بھی بغیر کسی وجہ اور علم کے بتوں کی عبادت میں لگ گئے، جب انکا حال ہی یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو سمجھنا نہیں چاہتے اور انکے حق میں اللہ نے ہدایت نہیں رکھی ہے تو تم انہیں جتنا

بھی سمجھالو، انہیں صحیح راہ پر نہیں لا سکتے، جیسا کہ اللہ تعالی نے رسولِ رحمت ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص ۵۶) کہ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور ایک جگہ ہے فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (الفاطر ۸) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہوا سے کوئی ہدایت پر لا نہیں سکتا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ انکا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہوگا اور نہ جب کل قیامت قائم ہوگی تب ان ظالموں کا کوئی پرسان حال ہوگا بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت اور اتباع کے بجائے خواہشات کی اتباع کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۹﴾ تم اسی رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرو ﴿الروم ۳۰ ۔تا۔ ۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَقِمْ چنانچہ آپ سیدھا کریں وَجْهَكَ اپنا چہرہ لِلدِّيْنِ دین کی طرف حَنِيْفًا یک سو ہوکر فِطْرَتَ اللّٰهِ اللہ کی فطرت کو الَّتِيْ فَطَرَ وہ جو اس نے پیدا کیا النَّاسَ لوگوں کو عَلَيْهَا اس پر لَا تَبْدِيْلَ تبدیل نہ کرو لِخَلْقِ اللّٰهِ اللہ کی پیدائش کو ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی دین سیدھا ہے وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے مُنِيْبِيْنَ رجوع کرتے ہوئے اِلَيْهِ اسی کی طرف وَاتَّقُوْهُ اور تم اسی سے ڈرو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور تم نماز قائم رکھو وَلَا تَكُوْنُوْا اور تم نہ ہونا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے جنہوں نے فَرَّقُوْا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دِيْنَهُمْ اپنے دین کو وَكَانُوْا اور وہ ہو گئے شِيَعًا کئی گروہ كُلُّ حِزْبٍ ہر گروہ بِمَا اس چیز پر جو لَدَيْهِمْ اس کے پاس ہے فَرِحُوْنَ خوش ہے

ترجمہ:۔ تو تم ایک طرف کے ہو کر دینِ (الٰہی کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) اللہ کی فطرت کو جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ (مومنو!) اُسی (اللہ) کی طرف رجوع کئے رہو اور اُس سے

ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہوناO (اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اُسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم یکسو ہو کر اپنا رخ اسی دین کی طرف قائم رکھو۔

۲۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا۔

۳۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔

۴۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے۔ ۵۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۶۔ تم اسی کی طرف رجوع کرو۔ ۷۔ اسی سے ڈرو۔ ۸۔ نماز قائم کرو۔

۹۔ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو شرک کرتے ہیں۔

۱۰۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو الگ الگ کر دیا۔

۱۱۔ ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر خوش ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اسی بات کا حکم دے رہے ہیں کہ جو دین حق ہے اسی پر قائم رہو، اگرچہ کہ خطاب صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر یہ حکم سارے ہی انسانوں کو ہے کہ اپنی توجہ، اپنا رخ اور قبلہ اللہ کو ہی بناؤ اور اسی دین حق پر قائم رہو جس پر تمہیں اللہ نے پیدا کیا اپنے رخ کو رب ذوالجلال کی طرف کرنا اور اس کے سامنے اپنے چہرے کو جھکا دینا رب ذوالجلال کو محبوب اور پسندیدہ ہے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۲ میں کہا گیا بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور نہ اداسی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۰ میں ہے فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا ہے، سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۵ میں اس شخص کو سب سے اچھا قرار دیا گیا جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دے وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنا رخ اسی رب ذوالجلال کی طرف کریں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۹ میں اسی جانب اشارہ کیا گیا اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ میں اپنا رخ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد اللہ کا دین ہے۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۶۔ ص، ۴۹۳) کیونکہ انسان جب بھی پیدا ہوتا

ہے وہ اسی دین فطرت یعنی مسلمان ہو کر پیدا ہوتا ہے، جسکا اقرار اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے لیا ہے، جیسا کہ قرآن کی یہ آیت بتلا رہی ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف ۱۷۲) (اے رسول! لوگوں کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب تمہارے پروردگار نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا (اور پوچھا تھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ (اور یہ اقرار ہم نے اس لیے لیا تھا) تا کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ (الاعراف ۱۷۲) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں۔ کیا تم نے (پیدائشی طور پر) کوئی ان کے جسم کا حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔ (بخاری ۱۳۸۵) اللہ تعالیٰ نے جو متعین کر دیا وہ متعین ہو گیا اب اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی یا ردوبدل نہیں ہوگا، تو تم اسی دین پر رہو اس دین کو بدل کر دوسرا دین اختیار مت کرو، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی سب سے سیدھا دین ہے، اس سے ہٹ کر جو بھی راستہ تم اختیار کرو گے وہ سب گمراہی والے راستے ہیں، اگر اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے، لیکن اکثر لوگوں کو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں، جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اور اس نے سیدھا راستہ بھی بتلا دیا ہے تو تم سب اسی خالق و مالک کی طرف رجوع کرو اور اسی سے ڈرو، اسی کی عبادت کرو، نماز پڑھو اور اسی کے احکامات کی پیروی کرو اور ہاں! ان مشرکین میں سے نہ ہو جانا جو ان تمام چیزوں کو جاننے کے بعد بھی جہالت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں ۔ پھر ان مشرکین کا حال بیان کیا گیا کہ وہ لوگ الگ الگ گروپوں میں بٹ گئے یعنی کوئی یہودی ہو گیا تو کوئی عیسائی وغیرہ، اور انہیں اپنے اس غلط طریقے پر رہتے ہوئے کوئی عار یا شرم بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو بڑے خوش اور اپنے کاموں میں مگن محسوس ہوتے ہیں کہ شیطان نے انہیں ان غلط کاموں میں ڈال کر انہیں حق سے ہی دور کر دیا، یہ اپنے غلط کاموں کو ہی حق سمجھ کر اسی میں مست و مگن اور خوش ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۰﴾ جب لوگوں کو ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں ﴿الروم ۳۳۔تا۔۳۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمْ

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ O وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاِذَا اور جب مَسَّ النَّاسَ لوگوں کو پہنچتی ہے ضُرٌّ کوئی تکلیف دَعَوْا تو وہ پکارتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب کو مُّنِيْبِيْنَ رجوع کرتے ہوئے اِلَيْهِ اسی کی طرف ثُمَّ اِذَآ پھر جب اَذَاقَهُمْ وہ چکھاتا ہے انہیں مِّنْهُ رَحْمَةً اپنی طرف سے رحمت اِذَا فَرِيْقٌ (تو) ناگہاں کچھ لوگ مِّنْهُمْ ان میں سے بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے ساتھ يُشْرِكُوْنَ شرک کرتے ہیں لِيَكْفُرُوْا تا کہ (نتیجتاً) وہ انکار کریں بِمَآ اس (نعمت) کا جو اٰتَيْنٰهُمْ ہم نے انہیں دی فَتَمَتَّعُوْا لٰہذا تم فائدہ اٹھالو فَسَوْفَ پھر عنقریب تَعْلَمُوْنَ تم جان لوگے اَمْ اَنْزَلْنَا کیا ہم نے نازل کی ہے عَلَيْهِمْ ان پر سُلْطٰنًا کوئی (ایسی) دلیل فَهُوَ کہ وہ يَتَكَلَّمُ بتلاتی ہو بِمَا وہ چیز کہ كَانُوْا وہ ہیں بِهٖ اس کے ساتھ يُشْرِكُوْنَ شریک ٹھہراتے وَاِذَآ اور جب اَذَقْنَا ہم چکھاتے ہیں النَّاسَ رَحْمَةً لوگوں کو رحمت فَرِحُوْا تو وہ خوش ہوتے ہیں بِهَا اس سے وَاِنْ اور اگر تُصِبْهُمْ انہیں پہنچے سَيِّئَةٌ کوئی مصیبت بِمَا بوجہ اس کے جو قَدَّمَتْ آگے بھیجا اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں نے اِذَا هُمْ تو ناگہاں وہ يَقْنَطُوْنَ ناامید ہو جاتے ہیں

ترجمہ:۔ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتے اور اُسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں پھر جب وہ اُن کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ایک فرقہ اُن میں سے اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے O تا کہ جو ہم نے اُن کو بخشا ہے اُس کی ناشکری کریں سو (خیر) فائدے اٹھالو عنقریب تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا O کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے کہ اُن کو اللہ کیساتھ شرک کرنا بتاتی ہے؟O اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اُن کے اعمال کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی گزند پہنچے تو نا اُمید ہو کر رہ جاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اسی طرف متوجہ ہو کر پکارتے ہیں۔

۲۔ پھر جب اللہ انہیں اپنی رحمت کا کچھ مزہ چکھا دیتا ہے۔

۳۔ تو اچانک ان میں سے بعض لوگ اپنے رب سے شرک کرنے لگتے ہیں۔

۴۔ تا کہ ان چیزوں کا انکار کریں جو ہم نے انہیں دی ہے۔

۵۔ تو مزے اڑاؤ جتنا اڑا سکتے ہو۔ ۶۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

۷۔ کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کو کہتی ہے؟

۸۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اتراتے ہیں۔

۹۔ اگر انہیں خود اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی برائی پہنچتی ہے تو ذراسی دیر میں وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔

ان آیتوں میں مشرکوں کی کچھ صفتیں اور خصلتیں بیان کی جارہی ہیں کہ ان مشرکوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے جس سے چھٹکارہ پانا اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر ممکن نہیں تو یہ لوگ اس وقت بہت ہی اخلاص کے ساتھ اپنی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب کرتے ہوئے اس سے اس بلا کو دفع کرنے کی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس آفت سے نجات عطا کر، جیسا کہ سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۶۵ میں بھی اسطرح کا مضمون گزر چکا ہے فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور کشتی طوفان کی لپیٹ میں آجاتی ہے تو یہ لوگ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، مگر انکی مکاری کا عالم تو دیکھو کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے یعنی انہیں اس مصیبت سے نجات دیتا ہے تو پھر یہ لوگ اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں اور دوبارہ شرک کرنے لگتے ہیں، جیسا کہ مفصل بیان سورۃ العنکبوت کی مذکورہ آیت میں گزر گیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم پر بھی جب کوئی مصیبت یا بلا آتی ہے تو ہم میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اس وقت بہت ہی عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کی عبادت میں اور اسے راضی کرنے میں لگ جاتے ہیں اور اللہ سے دعا ومناجات میں لگ جاتے ہیں، لیکن جیسے ہی وہ بلا اور آفت ہم سے ٹل جاتی ہے ہم پھر سے اسکی نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں، نمازوں کا اہتمام ختم کردیتے ہیں، عبادت کی عادت ختم ہوجاتی ہے تو کیا ہماری حالت بھی ان مشرکین کی طرح نہیں ہوگئی؟ ہمیں اس بارے میں سونچنا چاہئے اور اپنے اس رویہ میں تبدیلی لانی چاہیئے۔ اللہ ہمیں نیکی کی توفیق عطا کرے، آمین۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہماری دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرنا چاہیں تو کریں یہ انکا اپنا اختیار ہے، جیسا کہ ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف ۲۹) کہ اگر وہ ایمان لانا چاہے تو لے آئے اور اگر کفر کرنا چاہے تو کفر کرے یہ انکا اختیار ہے اس دنیا میں، لیکن یہ بس تھوڑے ہی دن کا مزہ ہے اس لئے اس سے فائدہ جتنا بھی اٹھا سکتے ہو اٹھالو اسکی سزا کیا ہوگی اور کس طرح عذاب میں تمہیں مبتلا کیا جائے گا یہ تمہیں بعد میں پتا چلے گا جب کہ تم اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آوگے؟ ایک بات سمجھ سے باہر ہے کہ اللہ کی وحدانیت کی علامتیں اور دلیلیں کھول کھول کر بیان کرنے کے بعد بھی یہ لوگ اس کی عبادت چھوڑ کر شرک میں مبتلا کیوں ہیں؟ کیا انکے پاس شرک کرنے کی کوئی دلیل اللہ نے بھیجی ہے کہ جسکی وجہ سے یہ لوگ شرک کررہے ہیں؟۔ جب انکے پاس اسکی کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر ان معبودوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہیں کرتے جسکے معبود ہونے پر سینکڑوں دلیلیں اور حجتیں قائم ہیں؟

بیان کیا جارہا ہے کہ انکی تو عادت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان پر کوئی احسان کرتا ہے اور انکی چاہت کے موافق کام ہوتا ہے تو یہ بڑے خوش ہوتے ہیں، لیکن جب انہیں کوئی مصیبت، برائی، رنج وغم پہنچتا ہے جو کہ انکے اپنے ہی اعمال بد کی وجہ سے پہنچا ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، مومن کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر بھی وہ اپنے رب کا شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔(البقرہ ۱۵۶) تو ایک مسلمان مصیبت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا اور ایک مشرک صرف خوشی ملنے پر تو بڑا خوش ہوتا ہے اور غم ملنے پر مایوس ہو جاتا ہے جبکہ اللہ نے فرمایا لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف ۸۷) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس صرف کافر ہوتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ رزق کا بڑھنا یا گھٹنا اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے ﴿الروم ۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّ اللّٰهَ کہ بے شک اللہ يَبْسُطُ الرِّزْقَ رزق کشادہ کرتا ہے لِمَنْ جس کے لیے يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور وہی تنگ کرتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يُّؤْمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی جس کیلئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور (جس کیلئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے بیشک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جسکا چاہے رزق بڑھاتا ہے اور جسکا چاہے تنگ کر دیتا ہے؟

۲۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ کفار کو بڑا رنج ہوتا ہے جبکہ کوئی چیز انکی منشا اور خواہش کے موافق نہ ہو، یہاں اللہ تعالیٰ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اس میں مایوس و ناامید ہونے کی کیا بات ہے جبکہ رزق دینا نہ دینا، زیادہ دینا یا کم دینا، رزق میں فراوانی پیدا کرنا یا رزق کو تنگ کر دینا یہ سب تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس میں کسی انسان کا کوئی زور نہیں ہے، تو جب سب کچھ اللہ کی جانب سے طے ہے تو اس میں مایوس ہونے کا کیا مطلب ہے؟ وہ مالک ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے اور تم اسکے بندے ہو تمہیں تو اسکے احکامات کو ماننا، اس پر عمل کرنا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی

رہنا ہے، تم پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہو کہ اسکی پیروی اور عبادت کرو اور اسکے حکم کو مانو تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو رزق کم دیا یا کسی کو زیادہ تو یہ اسکی مرضی ہے تمہیں اس پر مایوس اور غمگین ہونے کا کوئی حق ہی نہیں ہے اور یہ جو کسی کا رزق بڑھاتا اور کسی کا کم کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان لیتا ہے، انہیں آزماتا ہے، انہیں پرکھتا ہے کہ رزق کی فراوانی دیکھ کر کہیں رزق کے دینے والے کا نافرمان تو نہیں بن جاتا ہے جیسا کہ قارون کی مثال ہے اسے بے پناہ مال و دولت عطا کی گئی تھی پھر بھی وہ شکر کرنے والا نہ بنا، اور اسی طرح رزق میں کمی کر کے بھی دیکھتا ہے کہ کیا اس حالت میں بھی جبکہ اسکے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ زیادہ نہیں ہے، کبھی کھاتا ہے تو کبھی فاقہ کرتا ہے، اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے یا نہیں؟ تو یہ حالات یعنی تنگی، کشادگی، غم، خوشی، پریشانی اور راحت مومنوں کے لئے تو اللہ کی ایک نشانی ہوتی ہے، مگر ان چیزوں کا اثر کفار پر کچھ نہیں پڑتا وہ تو اس پتھر کی طرح ہیں کہ جس پر پانی پڑتا ہے مگر اس سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ساری مخلوق کے رزق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسکے رزق کو تنگ کر دیتا ہے، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۵ میں کہا گیا وَاللّٰهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے، سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲۶ میں کہا گیا اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۰، اور سورۃ القصص آیت نمبر ۸۲، سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۲ سورۃ سبا آیت نمبر ۳۶، سورۃ الزمر آیت نمبر ۵۲، سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۲ ان تمام آیات میں بھی یہ بات بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اسکے رزق میں کشادگی عطا کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اسکی روزی تنگ کر دیتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۲﴾ رشتہ داروں کو ان کا حق دیجئے ﴿الروم ۳۸۔تا۔۴۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ وَمَاۤ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّيَرۡبُوَا۟ فِىۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ زَكٰوةٍ تُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ ثُمَّ رَزَقَكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّفۡعَلُ مِنۡ ذٰلِكُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔فَاٰتِ پس آپ دیں ذَا الۡقُرۡبٰى قرابت دار کو حَقَّهٗ اس کا حق وَالۡمِسۡكِيۡنَ اور مسکین کو وَابۡنَ السَّبِيۡلِ اور مسافر کو ذٰلِكَ خَيۡرٌ یہ بہت بہتر ہے لِّلَّذِيۡنَ ان لوگوں کے لیے جو يُرِيۡدُوۡنَ

چاہتے ہیں وَجْهَ اللّٰهِ اللہ کا چہرہ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ اور یہی لوگ ہیں الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے وَمَآ اور جو کچھ اٰتَيْتُمْ تم دو مِّنْ رِّبًا سود سے لِّيَرْبُوَاۡ تا کہ وہ بڑھتا رہے فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے مالوں میں فَلَا يَرْبُوْا تو وہ نہیں بڑھتا عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے ہاں وَمَآ اور جو کچھ اٰتَيْتُمْ تم دو مِّنْ زَكٰوةٍ زکوٰۃ سے تُرِيْدُوْنَ تم چاہتے ہوں وَجْهَ اللّٰهِ اللہ کا چہرہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ تو یہی لوگ ہیں الْمُضْعِفُوْنَ بڑھانے والے اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ وہ ذات ہے جس نے خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں ثُمَّ رَزَقَكُمْ پھر اس نے رزق دیا تمہیں ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر وہ مارے گا تمہیں ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر وہ (دوبارہ) زندہ کرے گا تمہیں هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے مَّنْ يَّفْعَلُ جو کر سکے مِنْ ذٰلِكُمْ ان (کاموں) میں سے مِّنْ شَيْءٍ کچھ بھی سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے وَتَعٰلٰى اور برتر ہے عَمَّا اس سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شرک کرتے ہیں

ترجمہ:۔ تو اہلِ قرابت اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق دیتے رہو جو لوگ رضائے الٰہی کے طالب ہیں یہ اُن کے حق میں بہتر ہے اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں O اور جو تم سُود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو اللہ کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجبِ برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چند کرنے والے ہیں O اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کرے گا بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک سے بلند ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سولہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے محمد! آپ رشتہ داروں کا انکا حق دو۔ ۲۔ محتاج و مسافر کو بھی۔

۳۔ یہ خیر کا کام بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتا ہے۔ ۴۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔

۵۔ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے۔

۶۔ تو یہ مال اللہ کے یہاں نہیں بڑھتا۔ ۷۔ جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو۔

۸۔ تو ایسے لوگ درحقیقت اپنا مال بڑھا رہے ہوتے ہیں۔

۹۔ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ ۱۰۔ پھر تمہیں رزق دیا۔

۱۱۔ پھر تمہیں موت دیگا۔ ۱۲۔ پھر (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ کریگا۔

۱۳۔ بھلا تمہارے معبودوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و بالاتر ہے اس شرک سے جسکا ارتکاب یہ لوگ کرتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں یہ بات کہی گئی کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے مال و دولت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے کم روزی

دیتے ہیں۔ یہاں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت سے نوازے تو اسے کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے؟ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اپنے مال میں سے اپنے رشتہ داروں کو انکا حق دو کیونکہ سب سے پہلے انسان کے مال میں کسی کا حق ہوتا ہے تو وہ رشتہ دار کا حق ہے، رشتہ داروں میں قریبی رشتہ دار بھی آتے ہیں جیسے کہ بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ، ماں باپ، بیٹا بیٹی، پھوپھی بھتیجی، بھانجی، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور دور کے رشتہ دار بھی جیسے کہ خالہ کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، اسکے بیٹے کا بیٹا وغیرہ تو ان سب کا انسان کے مال میں سب سے پہلا حق ہے، لہٰذا انہیں سب سے پہلے اپنے مال میں سے دیں، اس آیت میں مخاطب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر حکم تمام امت کو ہے، پھر اسکے بعد فقیر و غریب کو اپنے مال میں سے صدقہ دیں، اسکے بعد مسافر کو، بعض نے یہاں مسافر سے مراد مہمان لیا ہے کہ کوئی مہمان آپ کے پاس آئے تو انکا اکرام کیا جائے اور انکی ضیافت کی جائے۔ اس آیت سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ فرمایا کہ اپنے جو محرم رشتہ دار ہیں جیسا کہ بیوی، بیٹا، بیٹی، ماں، باپ وغیرہ تو ان پر خرچ کرنا اس انسان کا حق ہے کیونکہ انکا حصہ زکوٰۃ میں نہیں ہوتا ہے اس لئے یہاں پر خرچ کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔ (تفسیر المنیر۔ ج ۲۱۔ ص ۹۳)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر کسی نے یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اسکی خوشنودی کے لئے کیا ہو تو یہ سودا اسکے حق میں فائدہ مند ہوگا، لیکن اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو چھوڑ کر لوگوں کو دکھانے کے لئے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اس سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں تو اس کا مال تو اسکے پاس سے چلا گیا اور آخرت میں بھی اسے کچھ ثواب نہ ملے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سب کرتے ہیں وہی اصل میں کامیاب لوگ کہلاتے ہیں، یعنی انہیں اسکا انعام آخرت میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جو سود لوگوں کو دے کر اپنی دولت میں تمہیں جو ظاہری بڑھوتری یا اضافہ نظر آرہا ہے وہ حقیقت میں اضافہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمہارے نیکیوں میں اضافہ نہیں کریگا بلکہ وہ تمہارے گناہوں میں اضافہ کا سبب بنے گا، لیکن اگر تم اللہ کی راہ میں صدقہ دوگے تو اللہ اسے دوگنا کردیگا یعنی دنیا میں اس مال میں برکت دیگا اور آخرت میں وہ اسکی نیکیوں میں اضافہ کریگا، جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ربا یعنی سود کو اسلام نے حرام بھی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرہ ۲۷۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی حلال کمائی سے صدقہ کیا، کیونکہ اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ سے اس صدقہ کو قبول فرماتا ہے، پھر اسے صدقہ دینے والے کے لئے بڑھادیتا ہے جیسا کہ تم لوگ اپنے گھوڑے کے بچوں کی پرورش کر کے اسے بڑھاتے ہو، وہ صدقہ بڑھ کر ایک پہاڑ

کے برابر ہوجاتا ہے۔(بخاری ۱۴۱۰)، لہٰذا ہمیں سود وغیرہ سے بچنا چاہئے اور صدقات دینا چاہئے تاکہ ہمارے اخروی خزانہ میں بڑھوتری ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو کہ بیع میں ہوتا ہے کہ ہم کسی کو کچھ رقم دیتے ہیں اور بدلہ میں اس رقم سے زیادہ رقم لیتے ہیں جو کہ ناجائز ہے، اور دوسری قسم ربا کی یہ ہے کہ ہم کسی کو تحفہ دیں اور یہ امید لگائیں کہ ہمیں اس تحفہ سے زیادہ قیمتی تحفہ ملے گا تو یہ جائز ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص، ۹۳) اور حضرت ابن عباس اور ابن جبیر اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہم کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت اسی جائز ربا سے متعلق نازل ہوئی ہے۔(تفسیر قرطبی۔ج، ۱۴۔ص، ۳۶) اللہ تعالی انہی مشرکین کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا کرانہیں سمجھارہے ہیں کہ دیکھو! یہ کام ہم ہی کرتے ہیں، تمہارے معبود نہیں کرتے پھر تم انہیں کیوں معبود تسلیم کرتے ہو؟ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالی نے تمہیں پیدا کیا پھر پیدا کرنے کے بعد تمہارے رزق کا بھی بندوبست کیا، پھر جب تمہاری متعینہ عمر ختم ہوجائیگی تو وہ تمہیں موت دیدیگا، پھر اس موت کے بعد جب قیامت کا وقت آئے گا تو پھر سے تمہیں زندہ کریگا توتم لوگ مجھے بتاؤ کہ تم مجھے چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو کیا ان میں سے کوئی ایک بھی یہ کام کرسکتا ہے؟ نہیں! اور ہرگز نہیں تو پھر تم کیوں ان بے حیثیت بتوں اور معبودوں کو پوجتے ہو، آؤ! اللہ کی عبادت کی طرف وہ ذات پاک ہے اور بلند و برتر ہے ان چیزوں اور معبودوں سے جنہیں تم اسکا شریک ٹھہراتے ہو۔

زمین میں چل پھر کر دیکھو

﴿درس نمبر ۱۶۳۳﴾ ﴿الروم ۴۱۔۴۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ ظاہر ہوگیا فساد فِي الْبَرِّ خشکی میں وَالْبَحْرِ اور سمندر میں بِمَا كَسَبَتْ بوجہ اس کے جو کمایا اَيْدِي النَّاسِ لوگوں کے ہاتھوں نے لِيُذِيْقَهُمْ تاکہ وہ چکھائے انہیں بَعْضَ الَّذِيْ بعض اس کا جو عَمِلُوْا انہوں نے عمل کئے لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ يَرْجِعُوْنَ رجوع کریں قُلْ کہہ دیجیے سِيْرُوْا تم سیر کرو فِي الْاَرْضِ زمین میں فَانْظُرُوْا پھر تم دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ کیسا ہوا انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلُ پہلے تھے كَانَ اَكْثَرُهُمْ تھے اکثر ان کے مُّشْرِكِيْنَ مشرک ہی

ترجمہ:۔ خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض

اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں وہ باز آ جائیں O کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا ہے اُن میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں سے کمائی کی اسکی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا۔

۲۔تا کہ انہوں نے جو کام کئے ہیں ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائیں۔

۳۔شاید کہ وہ باز آ جائیں۔

۴۔اے پیغمبر! آپ ان سے کہئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو۔

۵۔جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں انکا کیا انجام ہوا؟ ۶۔ان میں سے اکثر مشرک تھے۔

یہاں شرک کی قباحت اور گندگی بیان کی جارہی ہے کہ اے مشرکو! تم نے جو شرک کیا ہے یعنی جس اللہ کی تمہیں عبادت کرنی چاہئے تھی کہ جس نے یہ ساری چیزیں بنائیں، تمہیں کھانے پینے کو دیا اور تمہیں سہولتیں فراہم کیں، تم نے اس اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لئے ، تمہارے اس برے فعل کی وجہ سے اور تمہارے اس ظلم کی وجہ سے بر و بحر، خشکی اور سمندر میں فساد پھیل گیا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجے جانے سے پہلے ہی بر و بحر میں یہ فساد برپا ہو گیا تھا مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور دین کی تبلیغ کی تو جن لوگوں کے حق میں ہدایت تھی وہ ایمان لے آئے اور بت پرستی سے باز آ گئے، اس طرح یہ فساد ختم ہو گیا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۱۰۸) یہاں بر و بحر سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے کہ انہوں نے کہا ''البر'' سے مراد جنگل ہیں جہاں کوئی نہ ہو اور ''البحر'' سے مراد قریہ ہے کہ جہاں پر لوگ بستے ہوں۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۴۹۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''البر'' سے مراد وہ علاقے ہیں جہاں نہر نہ ہو، اور ''البحر'' سے مراد مدائن کے مقام اور وہ قریے ہیں جو نہر کے کنارے بسے ہوتے ہیں، بہرحال ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہر جگہ شر و فساد پھیل گیا تھا، تو انکے اس گناہ کی سزا یہ ہوئی کہ اللہ نے ان پر قحط برسا کر انہیں انکے بعض اعمال کا مزہ اس دنیا میں بھی چکھایا کہ دیکھو! جو تم کر رہے ہو وہ غلط ہے، اب ہم نے تم پر قحط ڈال دیا ہے تو جاؤ اور اپنے بتوں سے کہو کہ اس قحط کو وہ دور کریں اور جب یہ لوگ نہیں کر سکتے تو تمہیں پتا چل گیا کہ کرنے والی ذات صرف ایک ہی ہے بس اسی ایک اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔ اگر تمہیں اللہ کے عذاب کی جھلکیاں اور مزید دیکھنا ہے تو اپنے اطراف و اکناف کے علاقوں کا سفر کرو تمہیں وہاں ویران بستیاں اور کھنڈرات نظر آئیں گے جنہیں دیکھ کر تمہیں انکی ہلاکت اور ان پر آئے عذاب کا اندازہ ہو جائے گا، انہیں جو عذاب میں مبتلا کیا گیا اسکی وجہ اعمالِ بد اور شرک ہے، لہٰذا اگر تم اللہ کے عذاب اور اسکی پکڑ سے بچنا چاہتے ہو تو ایک اللہ کی عبادت کی طرف آ جاؤ تو تم اس عذاب سے یقیناً بچ جاؤ گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۴﴾ اے پیغمبر! آپ اپنا رخ صحیح دین کی طرف قائم رکھیئے ﴿الروم ۴۳-تا-۴۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ الۡقَيِّمِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوۡمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوۡنَ ۝ مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ ۝ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَقِمۡ چنانچہ آپ سیدھا رکھیں وَجۡهَكَ اپنا چہرہ لِلدِّيۡنِ الۡقَيِّمِ سیدھے دین کی طرف مِنۡ قَبۡلِ پہلے اس سے اَنۡ يَّاۡتِىَ کہ آ جائے يَوۡمٌ وہ دن لَّا مَرَدَّ کہ نہیں ہے ٹلنا لَهٗ اس کا مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے يَوۡمَئِذٍ اس دن يَّصَّدَّعُوۡنَ وہ جدا جدا ہوں گے مَنۡ كَفَرَ جس شخص نے کفر کیا فَعَلَيۡهِ تو اسی پر ہے كُفۡرُهٗ کفر اس کا وَمَنۡ اور جس نے عَمِلَ صَالِحًا صالح عمل کیے فَلِاَنۡفُسِهِمۡ تو وہ اپنے ہی لیے يَمۡهَدُوۡنَ راستہ سنوارتے ہیں لِيَجۡزِىَ تا کہ وہ جزا دے الَّذِيۡنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے مِنۡ فَضۡلِهٖ اپنے فضل سے اِنَّهٗ بلا شبہ وہ لَا يُحِبُّ پسند نہیں کرتا الۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کو

ترجمہ:۔ تو اس روز سے پہلے جو اللہ کی طرف سے آ کر رہے گا اور رُک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو اُس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے ۝ جس شخص نے کفر کیا تو اس کے کفر کا ضرر اُسی کو ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرامگاہ درست کرتے ہیں ۝ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو اللہ اپنے فضل سے بدلا دے گا بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ اپنا رخ صحیح دین کی طرف قائم رکھئے۔

۲۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس دن کے ٹلنے کا اللہ کی طرف سے کوئی امکان نہیں۔

۳۔ اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔ ۴۔ جس نے کفر کیا ہے، اسکے کفر کا نقصان اسی کو ہوگا۔

۵۔ جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ اپنے لئے ہی راستہ بنا رہے ہیں۔

۶۔ تا کہ اللہ اپنے فضل سے ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔

۷۔ یقینا اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے منہ موڑا اور وہ شرک کے راستہ پر چلا تو اس کا

انجام برا ہوا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ اگر اس برے انجام سے بچنا ہے تو ایک اللہ کی جانب اپنا رخ ہمیشہ کے لئے کرلو، اسی کی عبادت میں مصروف ہو جاو، اسی کے احکامات کی پیروی کرنے لگ جاؤ اور اسی کا کہنا مانو، مگر یہ سب قیامت کے دن کے آنے سے پہلے تمہیں کرنا ہے کیونکہ انسان کا ایمان اس وقت یعنی قیامت کے وقت یا موت کے وقت قابل قبول نہیں ہوگا، اسی لئے قرآنِ حکیم میں یہ بات کہی گئی مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (البقرہ ۲۵۴) اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس دن نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ ہی سفارش۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ حجاب نہ اٹھ جائے، پوچھا گیا کہ حجاب اٹھنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ جان مشرک ہونے کی حالت میں نکلے۔ (مسند احمد۔ مسند الانصار، حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ ۲۱۵۲۲)

ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حالت نزع کے وقت تک یعنی آخری وقت تک انسان کی توبہ قبول کی جاتی ہے لیکن جب آخری وقت آ جائے اور سانس نکلنے لگے تب اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی ۳۵۳۷)

لہٰذا ہمیں اپنے اعمال کو اس آخری وقت آنے سے پہلے سدھار لینا چاہئے، اس آیت میں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا مگر مراد سارے انسان ہیں اور خاص کر مسلمان، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا جو حکم اس نے رسولوں کو دیا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵) آگے فرمایا کہ وہ قیامت کا دن ایسا دن ہوگا کہ جو انسانوں کو تقسیم کر کے رکھ دے گا کہ نیک لوگ اِدھر ہو جاو اور بدکار لوگ اُدھر۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ سے مراد اسلام ہے اور مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ سے مراد قیامت کا دن ہے اور يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ایک فریق جنت میں ہوگا اور دوسرا جہنم میں، آپ نے یہ آیت پڑھی فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ ۷) (الدر المنثور۔ ج ۶۔ ص ۴۹۸)

اللہ تعالیٰ بیان کر رہے ہیں کہ دیکھو! ہم تمہیں جو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ایمان لاؤ اور نیک اعمال کرو تو تمہارے ان اعمال سے ہمارا کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے اگر فائدہ ہوگا تو وہ تمہاری ذات ہی کو ہوگا کہ تمہیں تمہارے ان اعمال کے بدلہ میں جنت ملے گی اور وہاں جنت میں طرح طرح کی نعمتیں تمہیں نصیب ہوں گی۔ بعض اصحاب تفسیر نے کہا کہ یہاں فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ سے مراد قبر ہے کہ وہ اپنی قبر کی تیاری کر رہا ہے جیسا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰۔ ص ۱۱۲) لیکن اگر تم نے ہمارا انکار کیا اور مجھ پر ایمان نہ لے آئے اور ہمارے رسولوں اور کلام کو جھٹلایا اور کفر وشرک میں پڑے رہے تو اسکا نقصان بھی تمہیں ہی جھیلنا ہے جو کہ دوزخ اور اسکے عذاب کی شکل میں تمہیں دیا جائے گا اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تو ایمان والے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو کافروں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۵﴾ **تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور شکر ادا کرو** ﴿الروم ۴۶۔۴۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ يُّرْسِلَ کہ وہ بھیجتا ہے الرِّيٰحَ ہوائیں مُبَشِّرٰتٍ خوشخبری دینے والیاں وَّلِيُذِيْقَكُمْ اور تا کہ وہ چکھائے تمہیں مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت وَلِتَجْرِيَ اور تا کہ چلیں الْفُلْكُ کشتیاں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم سے وَلِتَبْتَغُوْا اور تا کہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهٖ اس کا فضل وَلَعَلَّكُمْ اور تا کہ تم تَشْكُرُوْنَ شکر کرو وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے رُسُلًا کئی رسول اِلٰى قَوْمِهِمْ ان کی قوم کی طرف فَجَآءُوْهُمْ چنانچہ وہ آئے ان کے پاس بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ (پھر بھی قوم نے جھٹلایا) فَانْتَقَمْنَا تو ہم نے انتقام لیا مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے اَجْرَمُوْا جرم کیے وَكَانَ حَقًّا اور حق ہے عَلَيْنَا ہم پر نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کی مدد کرنا

ترجمہ:۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں تا کہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اُس کے فضل سے (روزی) طلب کرو عجب نہیں کہ تم شکر کرو ○ اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے اُن سے بدلا لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس (اللہ کی قدرت) کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے جو (بارش کی) خوشخبری لیکر آتی ہیں۔

۲۔ اس لئے بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے۔

۳۔ تا کہ کشتیاں اسکے حکم سے چلیں۔ ۴۔ تا کہ تم اسکا فضل تلاش کرو اور شکر کرو۔

۵۔ (اے پیغمبر) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کو انکی قوموں کے پاس بھیجا۔

۶۔ چنانچہ وہ انکے پاس کھلے کھلے دلائل لیکر آئے۔

۷۔ جنہوں نے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ہم نے ان سے انتقام لیا۔

۸۔ہم نے یہ ذمہ داری لی تھی کہ ایمان والوں کی مدد کریں گے۔

پچھلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ مشرکین کے اعمال بد یعنی شرک وظلم ونافرمانی وغیرہ کی وجہ سے بر وبحر میں فساد پھیل گیا اس لئے کہ شرک فساد و بگاڑ کا سبب ہے، یہاں اللہ تعالی اپنی وحدانیت کو چند نشانیوں کے ذریعہ ثابت کررہے ہیں تا کہ انہیں معلوم ہوجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر جو دوسروں کی عبادت کررہے ہیں وہ کتنا بڑا فساد و بگاڑ ہے؟ کیونکہ حقیقی خالق کو چھوڑ کر دوسرے معبود کی عبادت کرنا یہ ناقابلِ معافی جرم ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ ہماری قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجتے ہیں کہ جب تم دیکھتے ہو کہ ہوائیں چل رہی ہوں جو آسمان پر ابر لے آرہی ہوں تو تم اس وقت خوش ہوتے ہو کہ ہاں! اب بارش ہونے والی ہے اور جب بارش ہوگی تو ہم اپنی زمینوں پر کھیتی کریں گے پھر اس کھیتی سے ہمیں نفع ملے گا، اس طرح تم خوش ہوتے ہو، اسی حقیقت کو اللہ نے یوں فرمایا کہ لِیُذِیْقَکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ تا کہ ہم تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں جو کہ غلہ اور اناج ومیوہ جات کی شکل میں ہوگا اور اس ہوا کا کام صرف بارش کے بادلوں کو لانا ہی نہیں ہے بلکہ وہ ہوائیں جب چلتی ہیں تو ان کشتیوں کو جو سمندر میں چل رہی ہوتی ہیں انکی رفتار میں اضافہ بھی کرتی ہیں جس سے بھی تم خوش ہوتے ہو کہ اگر ایسی ہی ہوائیں چلتی رہیں گی تو ہم اپنی منزل پر جلد از جلد پہنچ جائیں گے، ایک بات یہاں پر غور کرنے کی ہے کہ اللہ نے یہاں پر مِنْ رَّحْمَتِهٖ کا ذکر فرمایا جس کا مطلب ہے کہ وہ ہوائیں رحمت ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہوائیں کبھی نقصاندہ بھی ہوتی ہیں جبکہ وہ طوفان کی شکل اختیار کرلیں جو تباہی و بربادی کا سبب ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ نے خود فرمایا رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ (الاحقاف ۲۴) ایک ایسی ہوا کہ جس میں دردناک عذاب ہو تو یہاں پر مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے لفظ سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ اس سے مراد فائدہ مند ہوا ہے نیز فرمایا گیا کہ ان ہواؤں کے چلنے سے بہت فائدے ہیں جیسا کہ کشتیوں کا چلنا، اللہ کی رحمت کا مزہ چکھنا اور اللہ کے رزق کو کھیتی وغیرہ کے ذریعہ تلاش کرنا، ان نعمتوں سے اللہ تعالی کا صرف ایک ہی مقصد ہے وہ یہ کہ تم ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے بعد شکر گزار بن جاو اور ناشکری نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالی ناشکری کرنے والے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ بے شک اللہ دغاباز، ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔ (الحج ۳۸)

مشرکین کے سامنے اللہ تعالی نے اپنے نبی کی زبانی اتنی ساری نشانیاں پیش کیں مگر یہ کافر ومشرک ایمان نہیں لائے جسکی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی تکلیف وغم پہنچا، تو ان آیتوں میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ ان باتوں کو اپنی دلی تکلیف کا سبب نہ بنائیے، ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو انکی قوموں کے پاس بھیجا وہ تو انکے پاس ایسی ایسی واضح نشانیاں لیکر آئے تھے جسے دیکھنے کے بعد کوئی اللہ تعالی کے اکیلے اور تنہا معبود ہونے کا انکار ہی نہیں کرسکتا تھا مگر ان قوموں نے ان نبیوں اور رسولوں کو جھٹلایا اور انکا انکار کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انکے اس انکار پر انتقام لیا اور انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا کیا جیسا کہ

قوم عاد وقوم ثمود ۔ ہاں! اگر یہ مشرکین مسلمانوں کو انکے اسلام لانے کی وجہ سے تکلیفیں دے رہے ہیں جسکی وجہ سے آپ کو تکلیف ہورہی ہے تو سن لیجیے ان مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہیں ہم انہیں اس دنیاوی تکلیف سے نجات دینگے، اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا بھی کیا کہ اللہ نے پورے مکہ اور روم وفارس پر مسلمانوں کو فتح وغلبہ عطا کیا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے کسی تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے دور کریگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الدر المنثور ۔ ج ۶، ص، ۴۹۹)

﴿درس نمبر ۱۶۳۶﴾ وہ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے ﴿الروم ۴۸۔۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ وہ ذات ہے جو يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ہوائیں بھیجتا ہے فَتُثِيْرُ تو وہ اٹھاتی ہیں سَحَابًا بادل فَيَبْسُطُهٗ پھر وہ اس کو پھیلاتا ہے فِی السَّمَآءِ آسمان میں كَيْفَ يَشَآءُ جس طرح وہ چاہتا ہے وَيَجْعَلُهٗ اور وہ کردیتا ہے اس کو كِسَفًا ٹکڑے ٹکڑے فَتَرَى پھر آپ دیکھتے ہیں الْوَدْقَ بارش کو يَخْرُجُ وہ نکلتی ہے مِنْ خِلٰلِهٖ اس کے درمیان سے فَاِذَآ پھر جب اَصَابَ بِهٖ وہ پہنچاتا ہے اسے مَنْ يَّشَآءُ جس پر وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖٓ اپنے بندوں میں سے اِذَا هُمْ اس وقت وہ يَسْتَبْشِرُوْنَ خوش ہوجاتے ہیں وَاِنْ جبکہ بلاشبہ كَانُوْا وہ تھے مِنْ قَبْلِ پیشتر اس کے اَنْ يُّنَزَّلَ کہ وہ نازل ہو عَلَيْهِمْ ان پر مِّنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے ہی لَمُبْلِسِيْنَ البتہ ناامید

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر اللہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور تہہ بتہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اُس کے بیچ میں سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں ۝ اور پیشتر تو وہ مینہ کے اُترنے سے پہلے ناامید ہورہے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ ۲۔ چنانچہ وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھالاتی ہیں۔

۳۔ پھر اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔

۴۔ پھر اسے کئی تہوں والی گھٹا میں تبدیل کر دیتا ہے۔

۵۔ تب تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے بارش برس رہی ہے۔

۶۔ تو جب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بارش پہنچاتا ہے تو وہ اچانک خوشی منانے لگتے ہیں۔

۷۔ حالانکہ اس سے پہلے جب تک ان پر بارش نہیں برسائی گئی تھی وہ ناامید ہو رہے تھے۔

پچھلی آیتوں میں قدرت کی ایک نشانی یوں بتلائی گئی کہ ہم ہواوں کو خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجتے ہیں، یہاں ان ہواؤں کو کیسے خوشخبری والا بنا کر بھیجا جاتا ہے اسکی تفصیل خود اللہ تعالی بیان فرما رہے ہیں، تا کہ انسانوں کو یہ پتہ چل جائے کہ ان ہواؤں کو بھیجنے والا اللہ ہی ہے، اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان کوئی نئی چیز بناتا ہے تو وہ خود جس قدر اس چیز کی وضاحت کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ ’’ریح‘‘ کی تشریح خود بیان فرما رہے ہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس ہوا کو اللہ تعالی نے ہی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اللہ تعالی ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اس کے علاوہ کسی میں یہ طاقت وقوت نہیں ہے کہ وہ ہوائیں کو بھیجے، اب یہ ہوائیں جو آتی ہیں اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ پہلے پہل یہ ہوائیں بادلوں کو کھینچ لاتی ہیں پھر یہ بادل سارے آسمان پر پھیل جاتے ہیں اور جب بادل سارے آسمان پر پھیل جاتے ہیں تو گھٹائیں پورے آسمان پر چھانے لگتی ہیں پھر ان گھٹاؤں کے درمیان سے بارش نازل ہوتی ہے، اللہ تعالی نے ہواؤں سے لیکر بارش تک کے سارے مراحل کو خود بیان فرمادیا، انسانوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ بارش برسنے سے پہلے اسے اتنے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں پانی لیکر بادلوں کے پاس آتی ہیں پھر وہ بادل پانی کو لیکر چلتا ہے پھر اس بادل کو نچوڑا جاتا ہے جس طرح اونٹنی کے تھنوں کو نچوڑا یعنی دوھا جاتا ہے پھر موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے جیسے کہ مشکیزہ کا منہ کھول دیا گیا ہو مگر فرق اتنا ہے کہ بارش الگ الگ ہو کر برستی ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۴۹۹) فرمایا گیا کہ وہ بارش اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برساتا ہے جیسا کہ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ فلاں مقام پر بارش ہوئی مگر قریب ہی کے علاقہ میں بارش نہیں ہوئی، یہ بھی اللہ تعالی کی ایک قدرت ہے کیونکہ آسمان تو سارا ایک ہی ہے اگر بارش ہو تو ساری جگہوں پر ہو، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک علاقہ میں بارش ہوئی اور دوسرے علاقہ میں نہیں ہوئی، یہ بھی اللہ تعالی کی قدرت ہے۔ انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ بارش کے نازل ہونے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ اس بارش سے اسے فائدہ ہوتا ہے جس فائدہ کو انسان مدنظر رکھ کر خوش ہوتا ہے، جب تک بارش نازل نہیں ہوئی تھی تب تک انسان مایوس پڑا ہوا تھا کہ اگر بارش نہ ہوئی تو ہم انہیں کیسے اگائیں گے؟ اسی فکر نے انہیں مایوسی کا شکار بنا دیا، لیکن جیسے ہی انہیں ہوائیں نظر آنے لگتی ہیں کہ بادلوں کو اپنے

ساتھ اٹھائے چلی آ رہی ہیں تو اسکی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوتا اور جس فکر کی وجہ سے وہ مایوس ہو بیٹھا تھا اچانک وہ فکر ختم ہو جاتی ہے اور اسکے لبوں پر مسکراہٹ نظر آنے لگتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۷﴾ اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو ﴿الروم ۵۰۔۵۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَانْظُرْ چنانچہ دیکھیں اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف كَيْفَ يُحْيِ کیسے وہ زندہ کرتا ہے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کی موت کے بعد اِنَّ ذٰلِكَ بلا شبہ وہ لَمُحْيِ البتہ زندہ کرنے والا ہے الْمَوْتٰى مردوں کو وَهُوَ اور وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے وَلَئِنْ اور البتہ اگر اَرْسَلْنَا ہم بھیج دیں رِيْحًا ایک ایسی ہوا فَرَاَوْهُ کہ وہ دیکھیں اس کو مُصْفَرًّا زرد پڑنے والی لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ تو البتہ وہ ہو جائیں اس کے بعد يَكْفُرُوْنَ ناشکری کرنے والے

ترجمہ:۔ تو (اے دیکھنے والے) اللہ کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک وہ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے O اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ (اس کے سبب) کھیتی کو دیکھیں (کہ) زرد (ہو گئی ہے) تو اُس کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب ذرا اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو کہ وہ کیسے مردہ زمین کو زندہ کرتی ہے؟

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۴۔ اگر ہم نقصان دہ ہوا چلا دیں جس کے نتیجہ میں وہ اپنے کھیتوں کو زرد پڑتا دیکھیں۔

۵۔ تو اسکے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں بارش کا ذکر تھا جس کا سب سے بڑا فائدہ زمین کو ہوتا ہے کہ جس پانی کے برسنے سے پہلے جو زمین سوکھی، بنجر تھی وہی زمین اب تر و تازہ اور کھیتی کے قابل ہو گئی، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر تو دیکھو کہ کیسے وہ پانی برسا کر تمہاری مردہ زمینوں میں جان ڈال دیتا ہے کہ اس بارش کے برسنے سے پہلے جو زمین کھیتی کے قابل نہ تھی اسی زمین میں ایک دم جان سی آ گئی؟ اب تم اس زمین میں آرام سے کھیتی کر سکتے ہو، تو جیسے اس رب نے تمہاری آنکھوں کے سامنے اس مردہ زمین کو زندگی بخشی وہ رب کل قیامت کے دن

تمہارے مردہ جسموں میں بھی جان ڈالنے پر قادر ہے، اس مثال کا مقصد ہی یہی ہے کہ تمہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ اللہ مردوں کو زندہ کرنے پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے جسکی ایک جھلک تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لی، اب اسی ہوا کی دوسری حالت کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرما رہے ہیں جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ہوا دو قسم کی ہوتی ہے، ایک جو فائدہ مند ہوتی ہے اور دوسری نقصان دہ، اب تک جن ہواؤں کا ذکر کیا گیا وہ سب کی سب فائدہ مند تھیں، لیکن اس آیت میں جس ہوا کا بیان ہے وہ انسانوں کے لئے نقصاندہ ہے، لہٰذا ارشاد ہوا کہ اگر ہم ان فائدہ مند ہواؤں کے بجائے نقصاندہ ہوائیں بھیجیں جو کھیت کھلیان کو تباہ کر دیں اور فصلوں کو اجاڑ دیں اور اس فصل میں زردی یعنی پیلا پن پیدا کر دیں جو کہ کھیتی کے لئے نقصاندہ ہوتی ہے تو یہ لوگ اس موقع پر اللہ کی ناشکری کرنے میں لگ جاتے ہیں، اللہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں، یہ نشانی ایک مسلمان کی نہیں ہونی چاہیئے، مسلمان تو وہ ہوتا ہے جسکا عقیدہ یہ ہے کہ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰی کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی جانب سے ہوتی ہے ہمیں اس یقین کا پابند ہونا چاہیئے، اگر خوشی ملے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں اور اگر کوئی مصیبت و رنج ہو تو اس پر صبر سے کام لیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم ۷) کہ اگر شکر ادا کرو گے تو اور نعمتیں ہم تمہیں عطا کریں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو جان لو کہ ناشکری کرنے پر دردناک عذاب ملے گا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کریں، اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے ہمیں بچنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ہم شکر کریں گے تو اسکا فائدہ ہم کو ہی ہو گا لیکن اگر ہم ناشکری کریں گے تو وہ مصیبت ہم سے دور نہیں ہوگی، اس لئے جب ہم مصیبت کو دور نہیں کر سکتے تو ناشکری کرنے کا کچھ فائدہ نہیں، فائدہ ہر حال میں شکر ادا کرنے پر ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے، وہ دعا ہے :

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے اور ہماری حالتوں کو درست فرما دے اور راہ سلامتی کی جانب ہماری رہنمائی کر دے اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی عطا کر دے کانوں، آنکھوں، دلوں اور ہماری بیوی بچوں میں برکت عطا کر دے اور ہماری توبہ قبول فرما لے، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر گزار و ثنا خواں اور اسے قبول کرنے والا بنا دے اور اے اللہ! ان نعمتوں کو ہمارے اوپر کامل کر دے۔ (ابوداود ۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۶۳۸﴾ اے پیغمبر! آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے ﴿الروم ۵۲-۵۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ۝ وَمَاۤ اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِنَّكَ پس بلاشبہ آپ لَا تُسۡمِعُ نہیں سنا سکتے الۡمَوۡتٰى مُردوں کو وَلَا تُسۡمِعُ اور نہیں آپ سنا سکتے الصُّمَّ بہروں کو الدُّعَآءَ پکار اِذَا وَلَّوۡا جب وہ لوٹ جائیں مُدۡبِرِيۡنَ پیٹھ پھیر کر وَمَاۤ اَنۡتَ اور نہیں ہیں آپ بِهٰدِ ہدایت کرنے والے الۡعُمۡىِ اندھوں کو عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ان کی گمراہی سے اِنۡ تُسۡمِعُ آپ نہیں سنا سکتے اِلَّا مَنۡ مگر انہی کو جو يُّؤۡمِنُ ایمان لاتے ہیں بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں پر فَهُمۡ چنانچہ وہی ہیں مُّسۡلِمُوۡنَ فرمانبردار

ترجمہ:۔ تم مُردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو ۝ اور نہ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (نکال کر) راہِ راست پر لا سکتے ہو تم تو انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی فرمانبردار ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے۔ ۲۔ نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو۔

۳۔ جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔

۴۔ نہ آپ اندھوں کو انکی گمراہی سے نکال کر راستے پر ڈال سکتے ہو۔

۵۔ آپ تو انہی لوگوں کو اپنی بات سنا سکتے ہو جو ایمان لائیں پھر فرمانبردار بن جائیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مثالوں کے ذریعہ اپنی وحدانیت کو مشرکین کے سامنے پیش کیا اور انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا کر اپنے قادرِ مطلق ہونے کا ثبوت پیش کیا، مگر یہ مشرکین اتنی واضح علامتوں اور نشانیوں کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے اور اپنے باپ دادا کے طریقوں کی اندھی تقلید کرتے رہے، اس لئے انہیں اس آیت میں اندھے اور بہرے کہہ کر تشبیہ دی گئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی! یہ لوگ تو حق سے اندھے ہو گئے ہیں، آپ کا انہیں سمجھانا اور انہیں ہدایت کے راستے پر لانا ممکن نہیں ہے، انکی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں جو انہیں حق بات کے قبول کرنے سے روک رہے ہیں، خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ (البقرہ ۷) لہٰذا آپ انہیں اسی گمراہی میں پڑے

رہنے دیجئے آپ کا کام صرف اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے انہیں ہدایت پر لانا آپ کا کام نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بدر کو پکارنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۰۱) اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں ایک طویل حدیث مسلم شریف میں موجود ہے جو اختصار کے ساتھ یہاں بیان کی جا رہی ہے۔ جب بدر کی جنگ ہوئی اور کفار کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تو انہیں ایک کنویں میں ڈالدیا گیا، پھر بدر کے تیسرے دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے اور ان مردہ قریش کے سرداروں کا نام لےلیکر آپ نے کہا کہ کیا وہ تمہیں مل گیا جس کا وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ مجھے تو وہ مل گیا جسکا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آواز سنی اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کیسے ان جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان سے زیادہ میری بات سننے والے نہیں ہو، البتہ یہ کہ وہ میرا جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم ۲۸۷۳) اور ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کافروں کو یوں فرمایا تھا کہ میں جو اُن سے کہا کرتا تھا انہیں اب معلوم ہوا ہوگا کہ وہ سچ ہے اور اللہ نے سورۂ روم میں فرمایا بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے، سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ میں فرمایا گیا اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ (بخاری ۱۳۷۱) اور ایک حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس قبر والے کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور پھر سلام کرتا ہے تو اللہ اس قبر والے کی روح لوٹا دیتے ہیں اور وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے، (جامع الأحادیث للسیوطی ۲۰۵۰۳) ان احادیث کی بنیاد پر بعض ائمہ کہتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں جبکہ ہم انکی قبر کے پاس ہوں مگر جواب نہیں دے سکتے اور بعض کہتے ہیں کہ مردے نہیں سن سکتے۔ الغرض یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ آپ کی بات نہ ہی سن سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں گویا اندھے اور بہرے ہیں، تو اب آپ ان لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچائیے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جن کے دلوں پر ہمارا کلام اثر کرتا ہو اور جو اسے سمجھتے بھی ہوں، یہ ایسے لوگ ہیں جو آپ کا کہنا مانیں گے اور آپ کی اطاعت بھی کریں گے اور اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۹﴾ **اللہ نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی** ﴿الروم ۵۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ

ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ وہ ہے جس نے خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں مِّنْ ضُعْفٍ کمزوری سے ثُمَّ جَعَلَ پھر اس نے بنادی مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً کمزوری کے بعد قوت ثُمَّ جَعَلَ پھر اس نے بنادی مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا قوت کے بعد کمزوری وَّشَيْبَةً اور بڑھاپا يَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مَا يَشَآءُ جو وہ چاہتا ہے وَهُوَ اور وہ الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا الْقَدِيْرُ بڑا قدرت والا ہے

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عنایت کی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی۔ ۲۔ پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا فرمائی۔

۳۔ پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا۔

۴۔ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ ۵۔ وہی ہے جسکا علم بھی کامل ہے اور قدرت بھی۔

پچھلی آیتوں میں قدرت کی نشانیاں بتلائی گئیں تا کہ کفار و مشرکین ان نشانیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں، اس آیت میں اپنی قدرت کی ایک اور نشانی اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں دیکھو! ہم نے انسان کو کمزور پیدا کیا یعنی ایک نطفہ سے انسان کی پیدائش ہوئی، جب اسکی ولادت ہوئی تو وہ انتہائی کمزور تھا کہ نہ اپنے سے چل سکتا تھا، نہ کھا سکتا تھا، نہ پی سکتا تھا اور بہت ہی احتیاط سے اسکی پرورش کرنی پڑتی تھی، مگر پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوت ڈالی کہ تھوڑا بڑا ہوا پھر اور بڑا ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ گیا اس طرح وہ ایک کمزور سے ایک طاقتور انسان بن گیا، پھر اس جوانی کے بعد ایک وقت آیا کہ کچھ سفیدی اسکے بالوں میں نظر آنے لگی اور تھوڑی سی کمزوری اس پر چھانے لگی پھر دھیرے دھیرے وہ بوڑھا ہوتا چلا گیا اور اتنا کمزور ہو گیا کہ بغیر لاٹھی کے نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ انسان کو ان مراحل سے گزارتا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ وہ جو چاہے پیدا کر دیتا ہے، بچپن، جوانی بڑھاپا سب کچھ اس کے اختیار میں ہے اور وہ ان مصلحتوں سے بھی خوب واقف ہے جو ان مراحل میں چھپی ہوئی ہیں یعنی بچپن، جوانی اور بڑھاپا اور سوائے اللہ کے اور کوئی اس مصلحت کو نہیں جانتا اور وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء ۲۸) اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۸ میں کہا گیا وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۶ میں کہا گیا يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں جس طرح اس نے انسان کو ان تین مراحل سے گزارا وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ کل قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اپنے سامنے پیش کرے تا کہ تمہیں تمہارے ان اعمال کا بدلہ دے سکے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، اس لئے اس دن کی تیاری کرلو جس دن تمہیں اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونا ہے، اگر اطاعت کرو گے تو تمہیں نعمتوں سے نوازا جائے گا ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۴۰﴾ اسی طرح وہ دنیا میں اندھے چلا کرتے تھے ﴿الروم ۵۵۔تا۔۵۷﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَيَوْمَ اور جس دن تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يُقْسِمُ قسمیں کھائیں گے الْمُجْرِمُوْنَ مجرم مَا لَبِثُوْا کہ وہ نہیں ٹھہرے غَيْرَ سَاعَةٍ سوائے گھڑی بھر کے كَذٰلِكَ اسی طرح كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وہ پھیرے جاتے تھے وَقَالَ اور کہیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اُوْتُوا الْعِلْمَ علم دیئے گئے وَالْاِيْمَانَ اور ایمان لَقَدْ لَبِثْتُمْ البتہ تحقیق تم ٹھہرے تھے فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ کی کتاب میں اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ دوبارہ اٹھنے کے دن تک فَهٰذَا سو یہی ہے يَوْمُ الْبَعْثِ دوبارہ اٹھنے کا دن وَلٰكِنَّكُمْ لیکن تم كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے تھے فَيَوْمَئِذٍ چنانچہ اس دن لَّا يَنْفَعُ فائدہ نہیں دے گی الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا مَعْذِرَتُهُمْ ان کی معذرت وَلَا هُمْ اور نہ ان سے يُسْتَعْتَبُوْنَ توبہ طلب کی جائے گی

ترجمہ:۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے اسی طرح وہ (رستے سے) الٹے جاتے تھے ۝ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تمہیں اس کا یقین ہی نہیں تھا ۝ تو اس روز ظالم لوگوں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن سے توبہ قبول کی جائے گی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن کافر لوگ قسمیں کھائیں گے کہ وہ برزخ میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔

۲۔اسی طرح وہ دنیا میں اندھے چلا کرتے تھے۔ ۳۔جن لوگوں کو علم وایمان عطا کیا گیا وہ کہیں گے۔

۴۔تم اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق حشر کے دن تک برزخ میں پڑے رہے ہو۔

۵۔اب یہ وہی حشر کا دن ہے لیکن تم لوگ یقین نہیں رکھتے تھے۔

۶۔جن لوگوں نے ظلم کی راہ اپنائی تھی اس دن انکی معذرت انہیں کچھ فائدہ نہیں دیگی۔

۷۔نہ ان سے یہ کہا جائے گا کہ اللہ کی ناراضگی دور کرو۔

پچھلی آیتوں میں انسانوں کی پیدائش کے مختلف مراحل بیان کئے گئے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کل قیامت کے دن بھی انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، یہاں قیامت کے احوال بیان کئے جارہے ہیں کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو ان مشرکین کو انکی قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور یہ کفار ومشرکین اپنی قبروں سے جب اُٹھیں گے تو کہیں گے کہ ہمیں تو بہت جلد اٹھایا گیا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ ہمیں سوئے ہوئے چند لمحے ہی ہوئے تھے اور ہمیں اٹھا دیا گیا اور اپنی بات کو پختہ کرنے کے لئے قسمیں بھی کھائیں گے کہ بخدا ہم تو بس چند ہی لمحے اس قبر میں گزارے ہیں اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے برزخ مراد نہیں بلکہ دنیا کی زندگی مراد ہے کہ چند لمحے ہی دنیا میں گزارے ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی ان کفار ومشرکین کو بس چند لمحوں کی معلوم ہوگی یعنی دنیوی راحت وسکون انہیں بس چند لمحوں کا محسوس ہوگا تو انکا حال دنیا میں بھی یہی تھا کہ وہ حق سے منہ موڑا کرتے تھے اور آج قیامت کے دن بھی انکا یہی حال ہے کہ حق کو جھٹلا رہے ہیں مگر انکے ساتھ جو ایمان والے اور اہل علم ہوں گے جنہیں معلوم تھا کہ دنیا کیا تھی اور کتنا وقت دنیا میں انہوں نے گزارا تھا وہ کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو بلکہ تمہیں تو دنیا میں یا برزخ میں ایک لمبی مدت تک رہنے دیا گیا ہے جو مدت اللہ نے قرآن مجید میں پہلے ہی سے طے کر دی تھی کہ اتنی اتنی مدت تمہیں دنیا میں یا برزخ میں رہنا ہے، اس سے یہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ ایمان والے ہوں گے وہ اللہ کے دیدار اور جنت کے شوقین رہیں گے اور انہیں یہ برزخ یا دنیا کی مدت بہت لمبی معلوم ہوگی جیسا کہ ہم کبھی کسی چیز کے انتظار میں رہتے ہیں تو وہ انتظار ہمیں طویل لگنے لگتا ہے ویسے ہی ان مسلمانوں اور ایمان والوں کا حال ہوگا، لہٰذا جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی مدت اللہ تعالی نے طے کی ہے وہ مدت یہاں ختم ہوئی اور تمہیں اب دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تا کہ تمہیں اور ہمیں اپنے اپنے کئے کے مطابق بدلہ دیا جائے جسکا تم دنیا میں انکار کرتے تھے اور جسکا تم لوگ یقین نہیں کیا کرتے تھے، تو جب تک دنیا میں تھے تب تک یہ کافر ان تمام چیزوں کو یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو اور سزا و جزا کو جھٹلاتے تھے مگر اب جبکہ اس حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے معذرت کرنے لگیں گے کہ اے اللہ! یقیناً آپ نے سچ کہا تھا کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔اے اللہ! ہمیں معاف کردے کہ ہم نے آپ کا کہنا نہیں مانا تھا اب ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں ہمیں معاف فرمادے، لیکن ان کفار کا وہاں معافی مانگنا اور توبہ کرنا کچھ کام نہیں آئے گا کیونکہ معافی مانگنے اور توبہ کرنے کا وقت تو

زندگی تک ہی تھا، دنیا میں اللہ تعالی نے طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھایا بھی تھا اس وقت تم نے توبہ کیوں نہیں کی؟ اس وقت تم نے معافی کیوں نہیں مانگی؟ اب یہاں کوئی معافی اور توبہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو جزا وسزا کا معاملہ ہوگا، اپنے اپنے کئے کے مطابق تمہیں بدلہ دیا جائے گا لہٰذا اسکے لئے تیار رہو۔

قیامت کے دن دنیا کی زندگی یا عالمِ برزخ کی زندگی بہت کم محسوس ہوگی۔ اس سلسلہ میں سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا ہے وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ ان کو اپنے حضور جمع کرے گا تو ان کو ایسا محسوس ہوگا کہ گویا وہ دنیا میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو کھڑے ہوں۔ سورۃ النازعٰت کی آیت نمبر ۴۶ میں ہے كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا جس روز یہ اسے دیکھ لیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ دنیا میں رہے ہیں، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵۲ میں کہا گیا يَوۡمَ يَدۡعُوۡكُمۡ فَتَسۡتَجِيۡبُوۡنَ بِحَمۡدِهٖ وَتَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا جس دن وہ تمہیں بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیلِ ارشاد کرو گے اور گمان کرو گے کہ تمہارا رہنا بہت ہی تھوڑا تھا سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے يَّتَخَافَتُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو دنیا میں صرف دس دن ہی رہے سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ میں یوں کہا گیا قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ۔ قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡئَلِ الۡعَآدِّيۡنَ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تم زمین میں باعتبارِ برسوں کے گنتی کے کس قدر رہے وہ کہیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم گنتی گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۴۱﴾ لوگوں کو سمجھانے کیلئے قرآن میں ہر قسم کی باتیں ہیں ﴿الروم ۵۸۔تا۔۶۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ‌ؕ وَلَئِنۡ جِئۡتَهُمۡ بِاٰيَةٍ لَّيَـقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ‌ وَّلَا يَسۡتَخِفَّنَّكَ الَّذِيۡنَ لَا يُوۡقِنُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَقَدۡ اور البتہ تحقیق ضَرَبۡنَا ہم نے بیان کردی لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس قرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ہر ایک مثال وَلَئِنۡ اور البتہ اگر جِئۡتَهُمۡ آپ لے آئیں ان کے پاس بِاٰيَةٍ کوئی نشانی لَّيَـقُوۡلَنَّ البتہ ضرور کہیں گے الَّذِيۡنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوۡۤا کفر کیا اِنۡ اَنۡتُمۡ نہیں ہو تم اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ مگر باطل پرست كَذٰلِكَ اسی طرح يَطۡبَعُ اللّٰهُ مہر لگاتا ہے اللہ عَلٰى قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ ان لوگوں کے

دلوں پر جو لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے فَاصْبِرْ لہٰذا آپ صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اور ہلکا نہ بنادیں آپ کو الَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا يُوْقِنُوْنَ یقین نہیں رکھتے

ترجمہ:۔ اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور اگر تم اُن کے سامنے کوئی نشانی پیش کرو تو کافر کہہ دیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو O اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے مہر لگا دیتا ہے O پس تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں بے صبرا نہ بنا دیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر قسم کی باتیں بیان کی ہیں۔

۲۔ اے پیغمبر! انکا حال یہ ہے کہ اگر آپ انکے پاس کوئی بھی نشانی لیکر آ ؤ تو یہ کہیں گے کہ آپ بالکل جھوٹے ہو۔

۳۔ اللہ نے لوگوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

۴۔ لہٰذا اے پیغمبر آپ صبر سے کام لیجئے۔ ۵۔ یقین جانو اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۶۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ لوگوں کے یقین نہ کرنے کی وجہ سے آپ ڈھیلے پڑ جاو۔

اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ ہم نے انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان کی ہیں کہ کیسے ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں؟ پھر ان ہواؤں سے بادلوں کے ذریعہ کس طرح بارش برساتے ہیں پھر اس بارش سے کھیتیاں اگاتے ہیں، اور یہ کہ ہم نے کس طرح تمہیں ایک نطفہ سے پیدا کیا کہ پیدائش کے وقت تم کتنے کمزور تھے پھر ہم نے تمہیں اس کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی پھر آخر میں ہم نے تمہیں اور بوڑھا کر دیا مگر پھر بھی یہ انسان ہیں کہ سمجھتے نہیں ہیں؟ نبی رحمت ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ اتنی ساری نشانیاں ہم نے بیان کی ہیں۔ اسکے بعد پھر اگر آپ انکے پاس کوئی نشانی یا معجزہ لے کر بھی آئیں تو یہ کافر اسکا بھی انکار کر دیں گے اور آپ کو ہی جھوٹا اور باطل قرار دے دیں گے قرآن مجید میں لوگوں کے سامنے کئی مثالیں بیان کی گئیں توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف انداز سے سمجھایا گیا مگر ان مشرکین نے ان باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی یہ مضمون یوں بیان کیا گیا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طرح بیان فرمادیا کہ لوگ سمجھ جائیں لیکن اس سے انہیں تو نفرت ہی بڑھتی گئی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۹ میں بھی مزید وضاحت کے ساتھ یہ بات بتلائی گئی وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لئے ہر طرح سے مثالیں بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے اور آپ کی ایک نہیں مانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ اب انکے

دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے یعنی انکے دلوں کو حق بات کے تسلیم کرنے کیلئے بند کردیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیت بھی اس بات کی وضاحت کرتی ہے، سورۂ یونس کی آیت نمبر ۹۶ میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب کی بات طے ہوچکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اب آپ چاہے جتنی دلیلیں، معجزات اور نشانیاں انکے سامنے رکھ دیں تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، جیسا کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر یہ ایمان نہیں لائے، واقعۂ معراج کے بعد مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں ان مشرکین نے آپ سے طرح طرح کے سوالات کئے اور آپ نے انہیں اطمینان بخش جوابات دیئے یا اس کے باوجود ان پر کوئی اثر نہیں پڑا، لہٰذا اگر یہ لوگ آپ کو اس تبلیغ کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کی وجہ سے ایذا پہنچائیں تو آپ اس تکلیف کو برداشت کرلیجئے اور اس پر صبر سے کام لیجئے، آپ کے رب نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کو فتح نصیب فرمائے گا وہ ہو کر رہے گا اور ان تمام مشرکین کے مقابلہ میں آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ لہٰذا آپ کو انکے ایمان نہ لانے کی وجہ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کو صبر سے کام لینا چاہئے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۴ رکوع اور ۳۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۴۲﴾ **قرآن مجید نیک لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے** ﴿لقمان ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ الٓمّٓ الٓمّٓ تِلْكَ اٰيٰتُ یہ آیتیں ہیں الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ حکمت والی کتاب کی هُدًى وَّرَحْمَةً ہدایت اور رحمت ہے لِّلْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کے لیے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ نماز قائم کرتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتے ہیں وَهُمْ اور وہ بِالْاٰخِرَةِ آخرت کے ساتھ هُمْ يُوْقِنُوْنَ وہ یقین رکھتے ہیں اُولٰٓئِكَ یہ لوگ عَلٰى هُدًى ہدایت پر ہیں مِّنْ رَّبِّهِمْ اپنے رب سے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ اور یہی لوگ ہیں الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے

ترجمہ:۔ المٓ ○ یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں ○ نیکوکاروں کیلئے ہدایت اور رحمت ○ جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں ○ یہی اپنے رب (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ لقمان کی تلاوت کی۔ اسکے رفیق (ساتھی) جنت میں حضرت لقمان ہوں گے، اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔ (تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی: ج،۳۔ص،۷۹)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ الم۔ یہ اس حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

۲۔ جو نیک لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت بن کر آئی ہے۔ ۳۔ وہ نیک لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں۔

۴۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ۵۔ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔

۶۔ وہی ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں۔ ۷۔ وہی ہیں جو کامیابی پانے والے ہیں

پچھلی سورتوں یعنی سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم کی ابتدا بھی انہیں حروف مقطعات یعنی الٓمّٓ سے ہوئی، اس سورت کی ابتدا بھی انہیں حروف مقطعات سے کی جارہی ہے جسکے معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اسکے بعد والی آیتوں میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی شان بیان کرر ہے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ایک ایسی کتاب کی ہیں جو حکمت سے بھری ہوئی ہیں، ایسی باتیں اس قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں جن سے انسان ناواقف تھا اور یہ کتاب کی آیتیں ایسی ہیں جن کو پڑھ کر انسان ہدایت کے راستہ کو پالیتا ہے، یعنی اس قرآن کے پڑھنے کے بعد انسان کے سامنے ہدایت کے دروازے نظر آنے لگتے ہیں اور جب انسان ہدایت کو پالیتا ہے تو پھر یہ اسکے لئے رحمت کا سبب بن جاتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف ۵۶:) کہ اللہ کی رحمت محسنین یعنی ایمان والوں سے بہت قریب ہے، اس آیت میں بھی محسنین سے مراد مومنین ہیں جنہوں نے اللہ کے احکامات کی پیروی کی قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ یہ آفاقی کتاب ہدایت ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (البقرہ) اس کتاب میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۹۷ میں کہا گیا هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری دینے والی ہے، اور آیت نمبر ۱۸۵ میں کہا گیا هُدًى لِّلنَّاسِ لوگوں کیلئے ہدایت ہے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۷ میں کہا گیا هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ عام لوگوں کے لئے تو یہ قرآن بیان ہے اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت اور نصیحت ہے، اور بعض مفسرین نے محسنین کی تشریح اس طرح کی ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت ایسے کرتے ہیں کہ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے موجود دیکھ رہے ہیں یا کم از کم یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، یعنی پورے اخلاص خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور رحمت کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کل قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے بچالیا جائے گا، اگلی آیت میں ان محسنین کی صفات بیان کی جارہی ہیں کہ پہلے تو یہ لوگ ایسے ہونگے جو فرض نمازوں کی پابندی کرتے ہونگے اور دوسری بات جو ان میں پائی جائے گی وہ یہ کہ یہ لوگ اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ کے واجب ہونے پر اللہ کی راہ میں زکوٰۃ بھی نکالتے ہوں گے اور تیسری صفت جو ان محسنین کی یہاں بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر اللہ کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا حساب و کتاب ہوگا، ان صفتوں کو بیان کرنے سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جن لوگوں میں یہ صفت ہوگی وہی لوگ محسنین کہلائیں گے اور جن میں یہ صفتیں نہیں ہوں گی وہ لوگ محسنین نہیں کہلائیں گے، اگر محسنین میں شامل ہونا ہے تو ہمیں بھی یہ صفتیں اپنے اندر لانی ہوں گی، اسی وقت ہم محسنین کہلائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب یہ ساری چیزیں کسی میں پائی جائیں گی تو ایسے لوگوں کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہدایت کے راستہ پر ہیں اور جو اس ہدایت کے راستے پر چلتا ہے تو اسی کو کامیابی ملتی ہے گویا

انہیں دنیا اور آخرت میں کامیاب شخص کا لقب اللہ تعالیٰ نے دیا، حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لے آیا اور جسے اتنی روزی مل گئی جس سے اسکا گزارہ ہوجائے اور پھر ان ملی ہوئی نعمتوں پر اسے قناعت بھی عطا کی گئی ہو یعنی جو اسے مل گیا وہ اس پر راضی بھی ہوجائے تو ایسے لوگ کامیاب کہلاتے ہیں۔(مسلم ۱۰۵۴)

﴿درس نمبر ۱۶۴۳﴾ وہ لوگ جو غافل کرنے والی باتوں کو خریدتے ہیں ﴿لقمان ۶-۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمِنَ النَّاسِ اور بعض لوگ مَنْ يَّشْتَرِيْ وہ ہیں جو خریدتے ہیں لَهْوَ الْحَدِيْثِ غافل کرنے والی باتیں لِيُضِلَّ تاکہ وہ گمراہ کریں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے وَّيَتَّخِذَهَا اور اس کو بناتے ہیں هُزُوًا مذاق کی چیز اُولٰٓئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ذلیل کرنے والا عذاب وَاِذَا اور جب تُتْلٰى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِ اس پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں وَلّٰى وہ پھر جاتا ہے مُسْتَكْبِرًا تکبر کرتے ہوئے كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ اس نے وہ سنی ہی نہیں كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں وَقْرًا ڈاٹ ہے فَبَشِّرْهُ لہٰذا آپ اسے خوشخبری دے دیجیے بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ دردناک عذاب کی

ترجمہ:۔ اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بیہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے ہنسی کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلت والا عذاب ہوگا○ اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی باتوں کو خرید لاتے ہیں۔

۲۔ تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکائیں۔

۳۔ اسکا مذاق اڑائیں۔ ۴۔ ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

۵۔ جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو پورے تکبر کے ساتھ منہ موڑ لیتے ہیں جیسے کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔

۶۔ گویا اسکے دونوں کانوں میں بہرا پن۔ ۷۔ لہٰذا اسکو ایک دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا ہے کہ یہ قرآن حکمت والی اور ہدایت والی کتاب ہے، تو جو لوگ ابھی تک ایمان قبول نہیں کئے تھے وہ بھی اس کلامِ الٰہی کو چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے اور انہیں یہ کلام اچھا لگتا تھا جس سے ان کے دل میں ایمان لانے کا خیال آتا تھا جب یہ واقعات کفار قریش کو معلوم ہونے لگے تو ان میں کا ایک شخص نضر بن حارث ملک شام اور ملک حیرہ وغیرہ سے کچھ قصے کہانیوں کی کتاب لے آیا اور یہ قصے کہانیاں پڑھ کر ان لوگوں کو سنانے لگا جو قرآن کریم کو سنا کرتے تھے تا کہ انہیں اسلام لانے سے روکے، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (درمنثور۔ ج،۶۔ص،۵۰۳) کہ جو کوئی لہو ولعب اور بیکار قسم کی چیزیں خرید لاتے ہیں جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں یعنی اسلام کے راستے سے بھٹکائیں اور ساتھ ہی اس کلام اللہ کا مذاق بھی اڑاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے جو قیامت کے دن انہیں دیا جائے گا۔

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہی نضر بن حارث اسلام لانے والوں کو اسلام لانے سے روکنے کے لئے ایک گانے والی کو لے آیا اور گھر میں اس نے گانے کی محفلیں سجائیں اور جب بھی اسے معلوم ہوتا کہ کوئی اسلام لانے والا ہے تو وہ اس کے پاس جاتا اور اسے گانے کی اس محفل میں لے آتا اور گانے والی سے کہتا کہ اسے کھلاو پلاؤ اور خوش کردو اور پھر کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں یعنی نماز، روزہ اور جہاد کی طرف، اسی شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (درمنثور۔ ج،۶۔ص ۵۰۴)

ایک اور روایت اس آیت کے شان نزول میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانے والیوں کی خرید وفروخت کرنا، انکی تجارت کرنا اور ان کے لیے رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی ۱۲۸۲)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس آیت کے بارے میں ایک مسئلہ بیان کیا کہ ہر ایسا کھیل جو بلا وجہ کھیلا جائے یا کوئی ایسا کھیل جو انسان کو فرائض ادا کرنے سے روکے یا عبادت میں کوتاہی ہو تو یہ تمام کھیل ناجائز ہیں۔

آگے فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اسلام سے لوگوں کو دور کرنے کے لئے بیکار چیزیں لے آئے یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انہیں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور انہیں اللہ کا کلام کہ جس میں مٹھاس اور لذت ہے کہ جسے سنے بغیر خود کفار نہیں رہ پاتے تھے اور چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے، مگر یہ لوگ ایسے بے حس تھے کہ یہ لوگ اسے سن کر چشم پوشی کرتے تھے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے تھے، گویا ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں جب کہ سب کچھ

سن رہے ہوتے تھے پھر بھی ان سنی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ بہرے ہیں کہ انکے کانوں میں کوئی ایسی چیز لگی ہے جو انہیں اس کلام کے سننے سے روک رہی ہے، لہٰذا جو لوگ اس طرح کی حرکت کریں گے انہیں انتہائی دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا جو کہ ان کے کئے کی سزا ہوگی۔

﴿درس نمبر ۱۶۴۴﴾ **اللہ کا وعدہ سچا ہے** ﴿لقمان ۸۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے لَهُمْ ان کے لیے ہیں جَنّٰتُ النَّعِیْمِ نعمتوں کے باغ ہیں خٰلِدِیْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِیْهَا ان میں وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اللہ کا وعدہ سچا ہے وَهُوَ اور وہ الْعَزِیْزُ خوب غالب الْحَكِیْمُ نہایت حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کیلئے نعمت کے باغ ہیں ۝ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے انکے لئے نعمتوں والے باغات ہیں۔

۲۔ جن باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔

۴۔ وہ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے تو ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالی نعمتوں والے باغات میں داخل کرے گا جو انکے لئے تیار کئے گئے ہیں، غور کریں کہ جب بھی اللہ تعالی نے ایمان کا تذکرہ کیا وہیں اعمال صالحہ کا بھی تذکرہ کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایمان لانا جنت میں جانے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ایمان کے ساتھ نیک کام کرنا یعنی نماز، روزہ وغیرہ جتنے بھی فرض کام ہیں وہ ضروری ہیں، جیسا کہ اس آیت میں بھی بیان کیا گیا کہ جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے تو انکے لئے کل قیامت کے دن نعمتوں والے باغات ہوں گے۔ جو لوگ جنت کے طلبگار ہیں انہیں اپنے ایمان کے ساتھ نیک اعمال کا سلسلہ بھی جاری رکھنا چاہیے۔ جنت اور دیگر نعمتوں کا وعدہ جہاں کیا گیا ہے وہاں ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵ میں کہا گیا وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور ایمان والوں

اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵۷ میں ایمان اور اعمالِ صالحہ کی بنیاد پر یہ وعدہ کیا گیا وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو اللہ تعالیٰ ان کا ثواب پورا پورا دے گا۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹ میں کہا گیا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

ان نعمتوں والے باغات سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''جنات النعیم'' سے مراد وہ باغات ہیں جو ''جنات الفردوس'' اور ''جنات عدن'' کے درمیان ہوں گے کہ جن میں ایسی کنواری لڑکیاں ہوں گی جنہیں جنت کے پھولوں سے پیدا کیا گیا ہوگا۔ (درمنثور۔ج۶۔ص، ۵۰۸) جن میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے انہیں وہاں سے نکالا نہیں جائے گا، جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا گیا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا (النساء ۱۲۲) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کوئی وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا ضرور کرتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران ۹، الرعد ۳۱) اللہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صفت تو یہ کہ وہ بڑے اقتدار کا مالک ہے وہ جو چاہے کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کوئی مدمقابل ہے اور دوسری صفت یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ حکمت والا بھی ہے کس کام میں کیا حکمت ہے اور کیا راز ہے؟ یہ بس وہی جانتا ہے، اس کے سوا کوئی اس بات سے واقف نہیں ہے۔

زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا

﴿درس نمبر ۱۶۴۵﴾ ﴿لقمان ۱۰۔۱۱﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے آسمان پیدا کیے بِغَيْرِ عَمَدٍ بغیر ستونوں کے تَرَوْنَهَا کہ تم ان کو دیکھتے ہو وَاَلْقٰى اور اس نے گاڑ دیئے فِى الْاَرْضِ زمین میں رَوَاسِيَ مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِيْدَ تا کہ جھک پڑے وہ بِكُمْ تمہیں لے کر وَبَثَّ اور اس نے پھیلائے فِيْهَا اس میں مِنْ كُلِّ ہر قسم کے دَآبَّةٍ چوپائے

وَاَنْزَلْنَا اور ہم نے اتارا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی فَاَنْۢبَتْنَا پھر ہم نے اگائی فِيْهَا اس میں مِنْ كُلِّ زَوْجٍ ہر قسم كَرِيْمٍ عمدہ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ یہ اللہ کی مخلوق ہے فَاَرُوْنِيْ تو تم مجھے دکھاؤ مَاذَا کیا ہے خَلَقَ پیدا کیا ہے الَّذِيْنَ ان نے جو مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا ہیں بَلِ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ ظالم لوگ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ واضح گمراہی میں ہیں

ترجمہ:۔ اُسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے تا کہ تم کو ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اُس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں O یہ تو اللہ کی پیدائش ہے تو مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے سوا جو لوگ ہیں اُنہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا جسے تم دیکھتے ہو۔

۲۔ زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تا کہ تمہیں لے کر نہ ڈگمگائے۔

۳۔ اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے۔ ۴۔ ہم نے زمین پر پانی برسایا۔

۵۔ ہم نے ہر قسم کے نباتات اگائے۔ ۶۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کاریگری۔

۷۔ اب ذرا مجھے بتاؤ کہ اللہ کے سوا کس نے کیا پیدا کیا؟

۸۔ بات دراصل یہ ہے کہ ظالم لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں۔

پچھلی آیت کے میں پر اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئیں، یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جارہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا کہ اللہ ہی نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا جس آسمان کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی ستون نظر نہیں آتا جیسا کہ حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا اور بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شاید یہ بِغَيْرِ عَمَدٍ لَّا تَرَوْنَهَا ہے کہ اللہ نے اس آسمان کو ایسے ستون کے ساتھ پیدا کیا جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے یعنی وہ ستون تمہاری آنکھوں سے چھپے ہوئے ہیں، یہی رائے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ (تفسیر طبری: ج،۲۰۔ص،۱۳۲) سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲ میں بھی بغیر ستون کے آسمانوں کی پیدائش کا تذکرہ ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ اس نے زمین کو بچھا کر اس میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تا کہ یہ زمین ڈانواں ڈول نہ ہو یعنی اگر اللہ نے اس میں پہاڑوں کو گاڑا نہ ہوتا تو یہ زمین ایک جگہ رہ نہ پاتی مثال کے طور پر اگر آپ ایک کاغذ لیں اور اسے زمین پر رکھیں تو وہ کاغذ ایک جگہ نہیں ٹھہرے گا بلکہ اڑ کر کہیں اور چلا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ نے

اس زمین پر پہاڑ نہ گاڑے ہوتے تو اسکا بھی حال یہی ہوتا کہ وہ ایک جگہ رہ نہیں پاتی اور انسانوں اور جانوروں کا اس پر زندگی گزارنا مشکل ہوتا اسی لئے اس نے پہاڑوں کو زمین میں کیلوں کی طرح گاڑ دیا، جیسا کہ کہا گیا :وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا (النبا۔ ۷:) کہ پہاڑوں کو کیلوں کی شکل میں پیدا کیا۔ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۲۷ میں پہاڑوں کے بارے میں یوں کہا گیا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔ پھر اس نے زمین میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا ، یہاں پر دَآبَّةٌ سے مراد ہر وہ جاندار مخلوق ہیں جو کھاتے پیتے ہیں (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۱۳۳) پھر اللہ تعالی نے اس بنائے ہوئے آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس پانی کے ذریعہ مختلف قسم کی عمدہ کھانے کی چیزیں انسان کے لئے اس زمین سے اگائیں۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکین سے بطور چیلنج کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ہماری مخلوق کی چند جھلکیاں ہیں جو تم نے ابھی دیکھیں، اب انہی جھلکیوں اور نشانیوں میں سے کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ جسے تمہارے معبودان باطل نے پیدا کیا ہو؟ تم ہر گز نہیں بتا سکتے اور قیامت تک نہیں بتا سکو گے، کیونکہ خود ان معبودوں کو تم لوگ بناتے ہو وہ معبود دوسری چیزیں کیا بنا سکیں گے؟ تو جب یہ لوگ تمہارے کسی کام کے نہیں کہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں نہ تمہاری حاجت وضرورت پوری کر سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں روزی روٹی دے سکتے ہیں تو پھر تم نے ان بے جان اور بے فائدہ چیزوں کو معبود بنا کر ظلم کیا اور تمہارے اس ظلم کی وجہ سے تم لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، یہی گمراہی تمہیں جہنم تک لے جائے گی، جہاں تم دردناک عذاب پاؤ گے، ابھی بھی وقت ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر حقیقی مالک کو پہچانو، اگر تم سیدھے راستے پر نہیں آئے تو کل قیامت کے دن تمہیں تمہاری ان حرکتوں کا انجام بہت ہی خطرناک انداز میں بھگتنا پڑے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۴۶﴾ ہم نے حضرت لقمان علیہ السلام کو دانائی عطا کی ﴿لقمان ۱۲۔ ۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ :وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے دی لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ لقمان کو حکمت اَنِ اشْكُرْ کہ تو شکر کر لِلّٰهِ اللہ کا وَمَنْ اور جو کوئی يَّشْكُرْ شکر کرتا ہے فَاِنَّمَا يَشْكُرُ تو بس وہ شکر کرتا ہے لِنَفْسِهٖ اپنی ہی ذات کے لیے وَمَنْ اور جس نے كَفَرَ ناشکری کی فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ غَنِيٌّ اللہ بہت بے پروا

حَمِيْدٌ قابلِ تعریف ہے وَاِذْ قَالَ اور جب کہا لُقْمٰنُ لقمان نے لِابْنِهٖ اپنے بیٹے سے وَھُوَ جبکہ وہ يَعِظُهٗ اسے نصیحت کررہا تھا يٰبُنَيَّ اے میرے بیٹے لَا تُشْرِكْ توشریک نہ ٹھہرا بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ اِنَّ الشِّرْكَ بلاشبہ شرک لَظُلْمٌ البتہ ظلم (گناہ) ہے عَظِيْمٌ بہت بڑا

ترجمہ:۔ اورہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ اللہ کا شکر کرواور جوشکر کرتا ہےتو اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہےاور جوناشکری کرتا ہےتو اللہ بھی بے پرواہ اور سزاوارِحمد(وثنا) ہے Oاور(اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کونصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شرک نہ کرنا شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

تشریح:۔ ان دوآیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی۔ ۲۔ان سے کہا تھا کہ شکرادا کرنا۔

۳۔جو کوئی شکرادا کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی شکرادا کرتا ہے۔

۴۔اگر کوئی ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ خود قابل تعریف ہے۔

۵۔وہ وقت یاد کرو جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کونصیحت کرتے ہوئے کہا۔

۶۔میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ ۷۔یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اہل جنت اوراہل دوزخ کے تذکرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم کا قصہ بیان کیا ہے تا کہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے ،حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت ،سمجھ بوجھ،اوردرست باتیں سکھلائی تھیں اور یہ سب چیزیں عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ دیکھو! ان تمام چیزوں کے ملنے کے بعد مغرور نہ ہوجانا بلکہ ان چیزوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا اس لئے کہ جوشکرادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہوتا ہےاور وہ فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی دی ہوئی چیزوں میں برکت عطا فرماتے ہیں اوراگر کوئی ناشکری کرتا ہے تو اس میں اللہ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ ساری مخلوق ہی اسکی عبادت اورشکر گزاری میں مصروف ہےاوراگرلوگ اس کا شکرادا نہ بھی کریں تو وہ اپنی ذات میں تعریف کے لائق ہے، حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کوئی نبی نہیں تھے بلکہ ایک دانا شخص تھے جنکے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حبشہ کے سردار چارہیں،ایک یہی لقمان حبشی، دوسرے نجاشی جو حبشہ کے بادشاہ تھے، تیسرے حضرت بلال حبشی اور چوتھے حضرت مہجع رضی اللہ عنہجو حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام تھے رضی اللہ عنہم اجمعین ۔(الدرالمنثور ۔ج،۶۔ص،۵۰۹) حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سودان مصر کے کالے فرد تھے جنکے ہونٹ لمبے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت عطا کی تھی نبوت نہیں۔(الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۰۹) حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا ایک واقعہ درج ہے جسے خالد الربعی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے

تھے، ایک مرتبہ انکے آقا نے انہیں ایک بکری ذبح کرنے کو کہا اور کہا کہ ان میں سے دو ایسی چیزیں نکالو جو سب سے اچھی ہوں، تو حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے دل اور زبان نکالے، پھر آقا نے کہا کہ ایک اور بکری ذبح کرو اور دو سب سے بری چیزیں نکالو اس وقت بھی آپ نے یہی دو چیزیں دل اور زبان نکالی، تب آقا نے کہا کہ میں نے اچھی چیزیں نکالنے کو کہا تو تم نے انہی دو چیزوں کو نکالا اور جب میں نے تمہیں بری چیزیں نکالنے کو کہا تو انہی دو چیزوں کو نکالا؟ اس پر حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا کہ جب یہ چیزیں اچھی ہوں تو ان سے اچھی کوئی اور چیز نہیں ہے اور جب یہ دو چیزیں بری ہوں تو ان سے بری اور کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۰۔ص، ۱۳۵)

اللہ تعالی حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحت کا ذکر کر رہے ہیں حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوتے بڑی شفقت کے ساتھ کہا کہ اے بیٹے! زندگی میں کبھی اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ اگر سب سے بڑا گناہ دنیا میں کوئی ہے تو وہ گناہ شرک ہے اس لئے اس گناہ سے بچے رہنا قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کہ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے تفسیر منیر میں حضرت لقمان علیہ السلام کے بیٹوں کے نام بھی بیان کئے گئے ہیں کہا گیا کہ ان کے دو بیٹے تھے انعم اور اشکم یا ماتان وثاران۔ (تفسیر منیر۔ج، ۲۱۔ص، ۱۴۳) اسکے علاوہ بھی اور ساری حکمت کی باتیں حضرت لقمان علیہ السلام سے مروی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے! ہمیشہ علماء کے ساتھ بیٹھنا اور حکیموں کی باتیں غور سے سننا، اس لئے کہ اللہ تعالی اس صحبت کی وجہ سے مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ کرتا ہے، جیسا کہ مردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے زندہ کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۱۰)

﴿درس نمبر ۱۶۴۷﴾ اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ماں باپ کا بھی شکر ادا کریں ﴿لقمان ۱۴۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَوَصَّيْنَا اور ہم نے وصیت کی الْاِنْسَانَ انسان کو بِوَالِدَيْهِ اپنے والدین کے ساتھ حَمَلَتْهُ اٹھائے رکھا اسے اُمُّهٗ اس کی ماں نے وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ کمزوری پر کمزوری کے وَّفِصٰلُهٗ

اوراس کا دودھ چھڑانا ہے فِیۡ عَامَیۡنِ دوسال میں اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ کہ توشکر کر میرا وَلِوَالِدَیۡكَ اوراپنے والدین کا اِلَیَّ میری ہی طرف الۡمَصِیۡرُ لوٹ کرآنا ہے وَاِنۡ اوراگر جَاهَدٰكَ وہ دونوں تجھے کوشش کریں عَلٰٓی اس بات پر اَنۡ تُشۡرِكَ کہ توشریک ٹھہرائے بِیۡ میرے ساتھ مَا اس چیز کو کہ لَیۡسَ لَكَ نہیں ہے تجھے بِهٖ عِلۡمٌ اس کا کوئی علم فَلَا تُطِعۡهُمَا توتُو اطاعت نہ کران دونوں کی وَصَاحِبۡهُمَا بلکہ تواچھا سلوک کران دونوں سے فِی الدُّنۡیَا دنیا میں مَعۡرُوۡفًا معروف طریقے سے وَّاتَّبِعۡ اورتواتباع کر سَبِیۡلَ مَنۡ اس شخص کے راستے کی جو اَنَابَ رجوع کرتا ہے اِلَیَّ میری طرف ثُمَّ اِلَیَّ پھر میری ہی طرف مَرۡجِعُكُمۡ تمہاری واپسی ہے فَاُنَبِّئُكُمۡ تو میں تمہیں خبردوں گا بِمَا ساتھ اس کے جو كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ تم عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ اوراگر وہ تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُن کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اُس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو جو کام تم کرتے رہے ہو میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے انسان کو اس بات کی وصیت کی ہے کہ وہ میرا اور اپنے والدین کا شکرادا کریں۔

۲۔ کیونکہ اسکی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔

۳۔ دوسال میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے۔ ۴۔ اللہ ہی کے پاس تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

۵۔ اگر والدین تمہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر مجبور کریں جسکا انہیں کوئی علم نہیں تو انکی بات نہ ماننا۔

۶۔ ہاں! البتہ دنیا میں انکے ساتھ بھلائی سے رہو۔

۷۔ ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے اللہ تعالی سے لو لگا رکھا ہے۔

۸۔ تم سب کو اللہ تعالی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ۹۔ اس وقت اللہ بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟

اللہ تعالی نے حکم دیا کہ وہ اللہ تعالی کا اور اپنے والدین کا شکرادا کریں اللہ تعالی کا شکر اس لئے ادا کریں کہ اس نے تمہیں پیدا کیا اسکے بعد یہ حکم دیا کہ وہ اپنے والدین کا شکرادا کریں، بالخصوص تمہاری ماں نے تمہیں اپنے پیٹ میں نو مہینہ رکھا جس دوران وہ طرح طرح کی تکلیفوں سے گزرتی رہی جسکا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا، ظاہر ہے کہ حمل کے دوران اسے بہت ہی کمزوری ہوجاتی ہے ان تمام تکلیفوں کو اس نے تمہاری خاطر برداشت کیا اس لئے تمہارا حق ہے کہ انکا شکرادا کریں اور پھر جب تمہاری ولادت کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت کی تکلیف کا عالم یہ ہوتا ہے کہ انسان کی جان منہ پر آجاتی ہے پھر بھی ماں اسے برداشت کرجاتی ہے، پھر ولادت کے بعد بھی وہ تمہیں دوسال تک دودھ پلاتی ہے یہ بھی تم پر اسکا بہت بڑا احسان ہے الغرض ان تمام احسانات پر تم اسکا شکرادا کرو، یہاں

والدین کا شکرادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس میں والد بھی شامل ہے انکا بھی شکرادا کرو کہ اس نے تمہاری پرورش کی خاطر، تمہیں پالنے اور کھلانے کی خاطر بہت سی مشقتیں جھیلی ہیں، پسینہ بہا کر سخت دھوپ میں کام کیا ہے تاکہ تمہارے منہ تک نوالہ پہنچ جائے، اپنے ارمانوں کو دبا کر تمہاری خواہشات پوری کرنے کی باپ نے کوشش کی ہے، لہٰذا ہر اعتبار سے تم انکا بھی شکرادا کرو، اس لئے شکرادا کرو کہ کل تمہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کرآنا ہے، اگر تم اچھے کام کرو گے تو ہم تمہیں تمہارے اعمال کا اچھا بدلہ دینگے اور اگر تم کوئی غلط کام کرو گے اور اپنے والدین کو ستاؤ گے اور انکی نافرمانی کرو گے تو ہم اسکی سزا بھی تمہیں دیں گے، کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرو کہ تمہیں ہمارے پاس ہی لوٹ کرآنا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر والدین تمہیں اس بات پر زور ڈالیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرو تو ان باتوں میں ماں باپ کی اطاعت نہ کرنا اس لئے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ عَصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد۔ مسند علی بن ابی طالب ۱۰۹۵) کہ اگر کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہورہی ہوتو اس معاملہ میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائیگی اگر چہ وہ والدین ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں تو تم انکے ساتھ بے مروتی سے پیش آ و بلکہ دنیوی معاملات میں انکے ساتھ نرمی برتنا، شفقت ومحبت سے انکے ساتھ پیش آنا، انکے کھانے پینے اور ضروریات کی چیزیں مہیا کرنا اس وقت بھی یہ تمہاری اخلاقی ذمہ داری ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ انکی ماں جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا آپکے پاس آئیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی طلب کیا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں اور انہیں مجھ سے کچھ ضرورت ہے اور وہ مشرکہ ہیں تو کیا میں انکے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں! اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری ۲۶۲۰) لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اگر چہ وہ مشرک ہوں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اور اسکی اہمیت معلوم ہوتی ہے بنی اسرائیل سے جہاں ایک اللہ کی عبادت کرنے کا عہد لیا گیا وہیں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بھی عہد لیا گیا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۳ میں یہ بات کہی گئ ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶ میں ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔

اللہ تعالیٰ ایک اور حکم فرمارہے ہیں کہ ان لوگوں کے طریقے کو اختیار کرو جو اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی جانب کیے ہوتے ہیں اور اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کو سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۱۷ میں بشارت دی گئ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوشخبری کے مستحق ہیں

میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے اور سورہ مومن کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔حضرت جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۵۲۲) مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کو اپناؤ اور انکی سنت کی اتباع کرو، الغرض یہاں اللہ والوں سے جڑے رہنے کی جو بات کہی گئی ہے اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر تم ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو گے جو اللہ تعالی کے راستے سے کٹ کر شرک کی زندگی گزارتے ہیں تو تم بھی ان کی صحبت میں رہ کر اسی طرح ہو جاؤ گے لہٰذا ان سے کنارہ کشی کرو اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھو، اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ہمیں بھی نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہئے تا کہ ہمارے اندر بھی وہ عادتیں پیدا ہوں جو اللہ تعالی کو پسند ہیں۔اللہ تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں کہ یہ سب اس لیے تمہیں کرنا ہے کہ اسکی جزا اور سزا ملے گی جس کے لئے تمہیں ہمارے پاس ہی آنا ہوگا، پھر ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم کونسے کام کیا کرتے تھے؟

﴿درس نمبر ۱۶۴۸﴾ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو ﴿لقمان ۱۶:۔تا۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ○ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰبُنَیَّ میرے بیٹے! اِنَّهَآ بلاشبہ وہ اِنْ تَكُ اگر ہو مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ ایک رائی کے دانے کے برابر فَتَكُنْ پھر وہ ہو فِیْ صَخْرَةٍ کسی چٹان میں اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ یا آسمانوں میں اَوْ فِی الْاَرْضِ یا زمین میں یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ تو اسے لے آئے گا اللہ اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ لَطِیْفٌ نہایت باریک بین خَبِیْرٌ خوب باخبر ہے یٰبُنَیَّ اے میرے بیٹے! اَقِمِ الصَّلٰوةَ تو نماز قائم کر وَاْمُرْ اور حکم کر بِالْمَعْرُوْفِ نیکی کا وَانْهَ اور تو روک عَنِ الْمُنْكَرِ برے کاموں سے وَاصْبِرْ اور تو صبر کر عَلٰی مَآ اس پر اَصَابَكَ جو تجھے پہنچے اِنَّ ذٰلِكَ بلاشبہ یہ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ہمت کے کاموں میں سے ہے وَلَا تُصَعِّرْ اور نہ پھیر خَدَّكَ اپنا رخ لِلنَّاسِ لوگوں سے وَلَا تَمْشِ اور نہ چل فِی الْاَرْضِ زمین میں مَرَحًا اکڑ کر اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ لَا یُحِبُّ پسند نہیں کرتا

كُلَّ مُخْتَالٍ ہر متکبر فَخُوْرٍ شیخی خورے کو وَاقْصِدْ اور تو میانہ روی اختیار کر فِيْ مَشْيِكَ اپنی چال میں وَاغْضُضْ اور تو پست رکھ مِنْ صَوْتِكَ اپنی آواز اِنَّ اَنْكَرَ بلاشبہ بدترین الْاَصْوَاتِ آوازوں میں سے لَصَوْتُ البتہ آواز ہے الْحَمِيْرِ گدھے کی

ترجمہ:۔ (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور وہ بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں، اللہ اس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا کچھ شک نہیں کہ اللہ باریک بین (اور) خبردار ہے O بیٹا! نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے رہنا اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اُس پر صبر کرنا بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں O اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اِترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا O اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ اے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو۔

۲۔ کسی پہاڑ میں چھپی ہو یا زمین میں ہو یا آسمان میں ہو۔ ۳۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اسے حاضر کر دیگا۔

۴۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور بہت باخبر ہے۔ ۵۔ اے بیٹے! نماز قائم کرو۔

۶۔ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو۔ ۷۔ جو تکلیف تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو۔

۸۔ یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ ۹۔ لوگوں کے سامنے غرور سے اپنے گال مت پھلاو۔

۱۰۔ زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ ۱۱۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور شیخی باز کو پسند نہیں کرتے۔

۱۲۔ اپنے چلنے میں اعتدال اختیار کرو۔ ۱۳۔ اپنی آواز کو نیچی رکھو۔

۱۴۔ بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔

پچھلی آیت میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی اس نصیحت کا ذکر تھا کہ وہ شرک نہ کرے، ان آیتوں میں اور بہت سی نصیحتیں وہ اپنے بیٹے کو کر رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ اے بیٹے! زمین و آسمان کی ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ زمین کے اندر آسمانوں کے اوپر یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑ کے اندر کوئی تنکہ بھی ہوگا تو وہ اسے بھی جانتا ہیں، لہٰذا تم برے کاموں میں مت پڑو چاہے وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ ہوں اور جو بھی تم اس دنیا میں کرتے ہو وہ اسے قیامت کے دن تمہارے سامنے رکھ دیگا کہ تم نے فلاں فلاں کام فلاں فلاں وقت پر فلاں فلاں جگہ پر کیا تھا، وہ تو بڑا باریک بین ہے اور ہر چیز کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے اس کے علم سے کوئی

چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵ میں کہا گیا "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ یقیناً اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۸ میں یوں کہا گیا رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ" اے ہمارے پروردگار! تو خوب جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور جو ظاہر کریں زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں۔ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۷ میں مزید وضاحت کی گئی "وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو ایک اور نصیحت یہ تھی کہ اے بیٹے! نماز کو قائم رکھو، یہاں نماز کو قائم رکھو کہا گیا نماز پڑھو نہیں، اس لئے کہ نماز پڑھنا کبھی ہوسکتا ہے کبھی نہیں بھی ہوسکتا ہے، لیکن نماز قائم رکھنا کہہ کر یہ بتا دیا گیا کہ نماز کبھی نہیں چھوڑنا چاہئیے بلکہ پابندی کے ساتھ اسے ادا کرنا چاہیئے، نماز کو قائم رکھنے کا حکم قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۴۳ میں ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں ہے "حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" مسلمانو! سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز یعنی نماز عصر پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو۔ اسی کے ساتھ حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ صرف تمہارا نیک کام کرلینا کافی نہیں ہے بلکہ اپنے نیک اعمال کے ساتھ لوگوں کو بھی نیک اعمال کی طرف بلاؤ اور انہیں برے کاموں سے روکو۔ قرآن مجید میں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تلقین بھی بار بار کی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۴ میں کہا گیا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۷۱ میں کہا گیا وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ترمذی کی روایت ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ جو نیکی کے کاموں کا لوگوں کو حکم نہیں دیتا اور برائیوں سے نہیں روکتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی ۱۹۲۱) اس کام میں لوگوں کی باتیں بھی سننی پڑتی

ہیں اور تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں ۔ چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی کہ اے بیٹے! یہ کام بہت ہی بڑا کام ہے اس کام کے کرنے پر جو بھی تمہیں تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں انہیں برداشت کرتے جاؤ مگر اس کام کو مت چھوڑو کیونکہ صبر کرنا اور اللہ کے احکامات پر چلنا بہت ہمت والا کام ہے اور ایک نصیحت یہ کی کہ جب لوگوں سے تمہاری ملاقات ہو تو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اور لوگوں کو چھوٹا سمجھ کر ان سے منہ نہ موڑنا اور زمین میں اترا کر نہ چلنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے والے اور شیخی باز کو پسند نہیں کرتا اور اس لئے بھی کہ بڑائی تو اللہ کی شان ہے، تو پھر اللہ اپنی شان میں دوسروں کو شریک کرنا کیسے پسند کریگا؟ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ بڑائی ، کبریائی میری چادر ہے ، اور عظمت میرا تہ بند ہے، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز مجھ سے چھیننے کی کوشش کریگا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا (ابوداؤد ۴۰۹۰) سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۷ میں یوں کہا گیا وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا بیشک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔ اس لئے کہا گیا کہ جب تم چلو تو میانہ چال چلو، نہ تیز اور نہ آہستہ، نہ اترا کر اور نہ ہی پورا جھک کر بلکہ اوسط چال چلا کرو، اور ہاں! کسی سے بات کرو تو عاجزی کے ساتھ آواز کو نیچی رکھ کر بات کرو کیونکہ اونچی آواز گدھوں کی ہوتی ہے جو کہ سب سے بری آواز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا : جب تم مرغے کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی پکار سنو تو اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ چاہو اس لئے کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری ۳۳۰۳)

﴿درس نمبر ۱۶۴۹﴾ اس چیز کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے ﴿لقمان ۲۰۔۲۱﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ۝ وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ کَانَ الشَّیۡطٰنُ یَدۡعُوۡہُمۡ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیۡرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمۡ تَرَوۡا کیا تم نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰہَ کہ بے شک اللہ نے سَخَّرَ کام میں لگا دیا ہے

لَکُمْ تمہارے لیے مَّا جو کچھ ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَمَا اور جو کچھ ہے فِی الْاَرْضِ زمین میں وَاَسْبَغَ اوراس نے پوری کردیں عَلَیْکُمْ تم پر نِعَمَہٗ اپنی نعمتیں ظَاهِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ظاہری اور باطنی وَمِنَ النَّاسِ اور بعض لوگ مَنْ وہ ہیں جو یُّجَادِلُ جھگڑتے ہیں فِی اللّٰہِ اللہ کے بارے میں بِغَیْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے وَّلَا ھُدًی اور بغیر کسی ہدایت کے وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ اور بغیر کسی روشن کتاب کے وَاِذَا قِیْلَ اور جب کہا جاتا ہے لَھُمُ ان سے اتَّبِعُوْا تم پیروی کرو مَآ اس کی جسے اَنْزَلَ اللّٰہُ اللہ نے نازل کیا ہے قَالُوْا وہ کہتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ ہم تو پیروی کریں گے مَا اسی کی کہ وَجَدْنَا ہم نے پایا عَلَیْهِ اس پر اٰبَآءَنَا اپنے باپ دادا کو اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْھُمْ کیا شیطان بلاتا رہا تھا ان کو اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ جہنم کے عذاب کی طرف

ترجمہ:۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے قابو میں کردیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردی ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن O اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ شیطان اُن کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی)۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے کاموں میں لگا رکھا ہے؟

۲۔ تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔

۳۔ پھر بھی انسانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں۔

۴۔ جبکہ انکے پاس نہ کوئی علم ہے نہ کوئی ہدایت۔ ۵۔ نہ کوئی ایسی کتاب جو روشنی دکھائے۔

۶۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔

۷۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں! ہم تو اس راستے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

۸۔ بھلا کیا شیطان انکو بھڑکتی آگ کی طرف بلاتا رہے کیا تب بھی وہ انکے ہی راستے پر چلیں گے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلائل دئے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کھلے طور پر انسانوں کو سمجھ میں آجائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا انسانوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے فائدے کے لئے ہر چیز کو انکے تابع کردیا ہے جیسا کہ آسمانوں میں سورج چاند، تارے اور وغیرہ یہ سب کچھ انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اسی طرح زمین میں موجود جانور، کھیتیاں، درخت، پودے سب کچھ انسانوں

کے فائدے کے لئے ہیں، یہی نہیں بلکہ ہر ہر نعمت کو اللہ تعالی نے انسانوں پر نچھاور کر دیا ہے تا کہ وہ اللہ تعالی کا شکر بجالائیں اور اس پر ایمان لے آئیں۔آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کے انسانوں کے لئے مسخر کئے جانے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے۔سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲ میں کہا گیا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اللہ نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا دیا۔سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۲ میں کہا گیا وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ج وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاوں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں۔اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کردی ہیں۔سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۲ میں کہا گیا وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط وَالنُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌ بِأَمْرِهِ اسی نے رات دن اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے تابع کر دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۹ میں کہا گیا أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِي جَوِّ السَّمَآءِ ط مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو تابع فرمان ہو کر فضا میں ہیں جنہیں بجز اللہ تعالی کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں۔قرآنِ مجید کی یہ آیت ہم اس وقت پڑھتے ہیں جو سواری پر سوار ہوتے ہیں سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ (الزخرف ۱۳) پاک ذات ہے اس کی جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی۔مگر اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالی کی وحدانیت اور اسکے ایک ہونے اور قادر المطلق ہونے میں جھگڑا کرتے ہیں جبکہ انہیں نہ تو کوئی علم ہے اور نہ ہی انہیں کوئی ہدایت نصیب ہوئی ہے اور نہ ہی انکے پاس کوئی آسمانی روشن کتاب ہے کہ جس کتاب کی بنیاد پر یہ لوگ ایسا کہہ رہے ہوں بلکہ یہ لوگ تو جاہل ہیں اور اپنی جہالت کی بنا پر ہی گمراہیوں میں ڈوبے جاتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالی نے وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً فرمایا ہے جس کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا : ظاہری نعمت سے مراد اسلام ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری صورت کو خوبصورت بنایا اور تم پر اپنا رزق نازل فرمایا اور باطنی نعمتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے تمہارے برے اعمال پر پردہ ڈالدیا، اے ابن عباس! اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تین چیزیں میں نے مومن کے لئے بنائی ہیں زمین کہ مومن اسی پر نماز پڑھتا ہے اور میں نے اسکے مال کے ایک تہائی حصہ کو اسکے گناہوں کا کفارہ بنایا اور اسکے برے اعمال کو چھپا دیا کہ میں نے ان میں سے کسی چیز کے ساتھ اسکو رسوا نہیں کیا، اگر میں اسکو ظاہر کر دیتا تو اسے اسکے گھر والے اور دوسرے لوگ دور پھینک دیتے۔(الدر المنثور: ج ۶ـص ۵۲۶۔وکنز العمال ۳۰۲۴) آگے بیان کیا جارہا ہے کہ یہ لوگ جو اللہ تعالی کے بارے میں اس قدر کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود جھگڑا کرتے ہیں جبکہ ان سے کہا جاتا ہے کہ قدرت کی یہ ساری نشانیاں تم نے دیکھ لیں اب تو اللہ تعالی کی طرف اپنا رخ کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ اور اسکی بھیجی

ہوئی کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہدایت سے بھری پڑی ہے، تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم تو اس پر ایمان لے آتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کے پاس تھی اور جس راستے پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا تھا اسی پر ہمارا ایمان ہے ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو اپنانے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا! اگر تمہارے باپ دادا شیطان کے راستے پر چل رہے ہوں تو کیا تم تب بھی انہی کے راستے پر چلو گے؟ اور کیا شیطان کے بتلائے ہوئے غلط راستے پر ہی چلو گے؟ یہاں اس سوال سے مراد سوال نہیں بلکہ جواب ہے کہ تمہارے باپ دادا یقیناً شیطان کے راستے پر ہی چل رہے تھے اور اسی کی پیروی کر رہے تھے اب تم بھی ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر اسی شیطان کے راستے پر چل رہے ہو جبکہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی ہدایت والا راستہ واضح طور پر موجود ہے مگر تم تو جاہل و بے وقوف ہو اچھی چیز کو چھوڑ کر بری چیزوں کے پیچھے بھاگتے ہو، یاد رکھو! جو تم اس ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر جس شیطانی راستے کو اپنانے بیٹھے ہو وہ راستہ تمہیں جہنم کی بھڑکتی آگ کی طرف بلاتا ہے، لہٰذا اگر تم اسی گمراہی والے راستے پر رہو گے تو قیامت کے دن اس آگ میں جلنے کے لئے تیار رہو۔

﴿درس نمبر ١٦٥٠﴾ جو فرمانبردار ہو کر اپنا رخ اللہ کی طرف کر لے ﴿لقمان ٢٢ ـ تا ـ ٢٤﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَنْ اور جو شخص يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اپنا چہرہ جھکا دے اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف وَهُوَ جبکہ وہ مُحْسِنٌ نیکوکار ہو فَقَدِ اسْتَمْسَكَ تو تحقیق اس نے پکڑ لیا بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى مضبوط کڑا وَاِلَى اللّٰهِ اور اللہ ہی کی طرف عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ سب کاموں کا انجام ہے وَمَنْ اور جس نے كَفَرَ کفر کیا فَلَا يَحْزُنْكَ تو غم میں نہ ڈالے آپ کو كُفْرُهٗ اس کا کفر اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ہماری ہی طرف ان کا لوٹ کر آنا ہے فَنُنَبِّئُهُمْ پھر ہم ان کو خبر دیں گے بِمَا اس کی جو کچھ عَمِلُوْا انہوں نے کیا ہوگا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ عَلِيْمٌۢ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینوں کے راز نُمَتِّعُهُمْ ہم فائدہ دیتے ہیں ان کو قَلِيْلًا تھوڑا سا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ پھر ہم ان کو دھکیل دیں گے اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ سخت عذاب کی طرف

ترجمہ:۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار کر دے اور نیکوکار بھی ہو تو اُس نے مضبوط کڑا ہاتھ میں لے لیا اور (سب) کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے ○ اور جو کفر کرے اُس کا کفر تمہیں غمناک نہ کر دے اُن کو

ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم اُن کو جتائیں گے بیشک اللہ دِلوں کی باتوں سے واقف ہے O ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر شدید عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو شخص فرمانبردار ہو کر اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی جانب کر لے۔

۲۔ وہ نیک اعمال بھی کرنے والا ہو۔ ۳۔ تو یقیناً اس نے ایک مضبوط کڑا تھام لیا۔

۴۔ تمام کاموں کا آخری انجام اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے ہے۔

۵۔ اے پیغمبر! جس نے کفر کرلیا ہے اسکا کفر آپ کو صدمہ میں نہ ڈالے۔

۶۔ آخر انہیں ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

۷۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

۸۔ ہم انہیں کچھ مزے اڑانے کا موقع دے رہے ہیں۔

۹۔ پھر ہم انہیں ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑنے والوں کا تذکرہ تھا، ان آیتوں میں اللہ کی عبادت کرنے والوں کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس نے اپنا رخ اللہ کی جانب کرلیا، عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کو ایک جان کر اس کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا تو ایسے لوگ نیک اور اپنے رب کے فرمانبردار کہلاتے ہیں، حدیث جبرئیل میں یہ مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ احسان اسے کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو اور اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہارے اندر یہ کیفیتپیدا نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ کیفیت اپنے اندر پیدا کرلو کہ عبادت کرتے وقت یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔(بخاری ۵۰:)، الغرض سیدھی راہ پر چلنے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی جانب جانے والے سیدھے راستے کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھا ہے، جنہیں انکے اعمال کا صلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس پوری آیت کا مطلب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے کہ سب معبودوں سے کٹ کر صرف ایک اللہ کے خالق و مالک ہونے کی گواہی دیں۔خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دینے والی یہ بات دوسری آیات میں بھی موجود ہے۔سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور نہ اداسی۔سورۃ آل

عمران کی آیت نمبر ۲۰ میں یوں کہا گیا فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ یہ کفار جو اسلام نہیں لائے انکی وجہ سے آپ غمگین نہ ہوں اس لئے کہ انکے کفر کا وبال انہیں پر ہوگا آپ سے انکے بارے میں کوئی پوچھ تاچھ نہیں ہوگی۔ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں اسی طرح تسلی دی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۷۶ میں یوں تسلی دی گئی وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا کفر میں آگے بڑھنے والے لوگ آپ کو غمزدہ نہ کریں یقین مانو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۱، سورۃ انعام کی آیت نمبر ۳۳، سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۵، سورۃ حجر کی آیت نمبر ۸۸، سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۲۷ اور ۷۰ اور سورۃ یٰس کی آیت نمبر ۷۶۔ ان تمام آیتوں میں بھی مختلف طریقوں سے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو غمزدہ نہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے تسلی دی گئی ہے اور کہا گیا کہ انہیں بھی ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے اور جب یہ لوگ آجائیں گے تو تب انہیں ہم بتائیں گے کہ یہ لوگ کیا کام کیا کرتے تھے؟ یعنی انکے سارے غلط کام اس دن انکے سامنے رکھ دینگے پھر انکے اعمال کی سزا انہیں اس دن دی جائے گی۔ قرآنِ مجید میں بار بار یہ بات کہی گئی ہے کہ ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم انہیں بتا دیں گے کہ یہ کیا عمل کیا کرتے تھے؟ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴۸ میں کہا گیا اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے؟ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۵ میں کہا گیا اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی بتلائی گئی کہ یہ لوگ کچھ بھی اللہ تعالی سے چھپا نہیں پائیں گے کیونکہ اللہ کی ذات تو وہ ہے جو دلوں میں چھپے راز سے بھی واقف ہے، اس دنیا میں تو ہم انہیں کچھ مزے اڑانے کا موقع دے رہے ہیں کہ جتنا عیش کرنا ہے اسی دنیا میں کرلیں کیونکہ یہ دنیا تو ان کافروں کے لئے جنت ہے کہ یہاں انہیں سارے کاموں کی اجازت ہے کوئی پابندی ان پر نہیں کہ فلاں چیز حرام ہے اور فلاں چیز گناہ ہے وغیرہ یہ پابندیاں تو مومنوں کے لئے ہیں، یہ پابندیاں ان پر عائد ہوتی ہیں جو اسلام کے پرچم تلے آجائیں جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ یہ دنیا مسلمانوں کے لئے گویا قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت۔ (مسلم ۲۹۵۶) پھر جب ہمارے پاس آخرت میں آئیں گے تو ہم انہیں جہنم میں ڈال دیں گے جہاں انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔

اللہ کی تعریفیں ختم نہیں ہوں گی

﴿درس نمبر ۱۶۵۱﴾ ﴿لقمان ۲۵۔تا۔۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَئِنْ اور البتہ اگر سَاَلْتَهُمْ آپ پوچھیں ان سے مَّنْ خَلَقَ کس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اللّٰهُ اللہ نے قُلِ کہہ دیجیے الْحَمْدُ سب تعریف لِلّٰهِ اللہ کے لیے ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ بلکہ اکثر ان کے لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور زمین اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ هُوَ الْغَنِيُّ وہ بہت بے پروا الْحَمِيْدُ قابلِ تعریف ہے وَلَوْ اور اگر اَنَّ مَا بے شک جو بھی فِي الْاَرْضِ زمین میں ہیں مِنْ شَجَرَةٍ درخت اَقْلَامٌ قلمیں ہوجائیں وَّالْبَحْرُ اور سمندر يَمُدُّهٗ اس کو زیادہ کریں مِنْ بَعْدِهٖ اس کے بعد سَبْعَةُ اَبْحُرٍ سات سمندر مَّا نَفِدَتْ نہ ختم ہوں كَلِمٰتُ اللّٰهِ اللہ کے کلمات اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ عَزِيْزٌ نہایت غالب حَكِيْمٌ خوب حکمت والا ہے مَا نہیں ہے خَلْقُكُمْ تمہارا پیدا کرنا وَلَا اور نہ بَعْثُكُمْ تمہارا دوبارہ اٹھانا اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ مگر ایک جان کی مانند اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ سَمِيْعٌ خوب سننے والا بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو بول اٹھیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر سمجھ نہیں رکھتے ۝ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے بیشک اللہ بے پرواہ اور سزاوارِ حمد (وثنا) ہے ۝ اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہوجائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ (اللہ کو) تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟

۲۔تو وہ لوگ ضرور کہیں گے کہ وہ اللہ ہے۔ ۳ ۔انکے جواب پر آپ الحمد اللہ کہئے۔

۴۔اسکے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

۵۔اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

۶۔اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے اور بذاتِ خود قابلِ تعریف ہے۔

۷۔اگر زمین میں جتنے درخت موجود ہیں وہ سب قلم بن جائیں۔

۸۔یہ موجود سمندر اور اسکے علاوہ اور سات سمندر اگر سیاہی بن کر اللہ تعالی کی صفات لکھیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ختم نہ ہوں۔

۹۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۱۰۔تم سب کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالی کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ایک انسان کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا۔

۱۱۔یقیناً اللہ تعالی ہر بات سنتا ہے، ہر چیز دیکھتا ہے۔

اے محمد! ﷺ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ آسمان جو تم دیکھ رہے ہو اور یہ زمین جس پر تم چل رہے ہو یہ کس نے بنایا ہے؟ تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ یہ تو اللہ تعالی ہی نے بنایا ہے، یعنی یہ کافر لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انکے معبودان باطل میں اتنی طاقت وقوت نہیں ہے کہ وہ کچھ بنا سکیں، البتہ یہ کام ایک خالق و مالک اللہ کا ہے، جب آپ انکا یہ جواب سنیں تو الحمد اللہ کہئے کہ چلو! کم سے کم ان لوگوں نے اس بات کا اقرار تو کرلیا کہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالی نے پیدا کی ہیں، لیکن اسکے باوجود بھی ان ناسمجھ لوگوں کا کیا کریں کہ جب یہ مان رہے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالی نے پیدا کیا تو پھر عبادت بھی تو اسی کی ہونی چاہیئے؟ مگر انکا معاملہ ہی الٹا ہے، سب کچھ ماننے کے باوجود بھی غیر اللہ کی عبادت میں یہ مشرکین لگے ہوئے ہیں۔انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب اسی اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تو انکا مالک بھی وہی ہوگا۔ وہ صرف آسمانوں اور زمین ہی کا مالک نہیں بلکہ جو کچھ بھی ان دونوں میں موجود ہیں وہ ان سب کا بھی مالک ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا بھی وہی مالک ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو آقا ہوتا ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور اسی کا کہا مانا جاتا ہے، مگر تم نے اے کافرو! اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے، یاد رکھو! اس خلاف ورزی کا مزہ تمہیں قیامت کے دن ضرور چکھنا ہے اور رہی بات تمہارے عبادت کرنے اور نہ کرنے کی تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ وہ تو تمہاری عبادت سے بے نیاز ہے، اسے تمہاری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، وہ تو بذات خود ہی تعریف کے لائق ہے، لہٰذا تم تعریف کرو یا نہ کرو اسکی شان میں ذرہ

برابر بھی فرق آنے والا نہیں ہے، کیونکہ دنیا میں جتنے بھی درخت ہیں اگر سارے درختوں کو قلم بنا دیا جائے اور سارے سمندروں کو اور اسکے علاوہ دیگر ان جیسے ہی سات سمندروں کو سیاہی بنا کر ان قلموں اور اس سیاہی سے اللہ کی تعریفیں لکھنے بیٹھو تو ساری سیاہی ختم ہو جائیگی اور سارے قلم ختم ہو جائیں گے مگر اسکے باوجود بھی اللہ تعالی کی تعریف مکمل نہیں ہوگی، مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت یہودیوں سے بحث و مباحثہ کے وقت نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ ص،۱۵۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا سے تمہاری مراد ہم لوگ ہیں یا تمہاری قوم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگ ہیں، پھر انہوں نے کہا کہ آپ اس کتاب میں نہیں پڑھتے جو آپ کے پاس بھیجی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے ہم یہودیوں کو تورات دی جس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے علم کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج،۶۔ ص،۵۲۷) الغرض اللہ تعالی ایسی اونچی شان والا ہے کہ تمہارے تعریف کرنے اور نہ کرنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں! البتہ فرق تمہیں پڑیگا اور سزا بھی تمہیں ہی ملے گی، وہ اللہ تعالی ایسا غلبہ والا اور طاقتور ہے کہ کوئی اسے عاجز نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی اسے ہرا سکتا ہے، اور ایسی حکمت والا ہے کہ اسکے علم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی چیز اسکی حکمت سے باہر نہیں۔

ان کفار کا جواب دیا جا رہا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! تم سب کو پیدا کرنا اسکے بعد موت دے کر دوبارہ پھر سے زندہ کرنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ایک آدمی کو پیدا کرنا اور اسے دوبارہ زندہ کرنا، یعنی ہمیں اس کام کے انجام دینے میں کوئی مشقت نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمارے لئے بہت ہی آسان کام ہے، اللہ تعالی ان مشرکین کی باتوں کو سن رہا ہے جو اللہ کے بارے میں جھوٹی باتیں کہہ رہے ہیں یعنی اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کررہے ہیں، اور انکے اعمال بد کو بھی اللہ تعالی اچھی طرح دیکھ رہے ہیں جن کی وہ انہیں کل قیامت کے دن سزا دے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۲﴾ اللہ ہی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ﴿لقمان ۲۹۔تا۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي

الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ○ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ کہ بے شک اللہ يُوْلِجُ داخل کرتا ہے الَّيْلَ فِي النَّهَارِ رات کو دن میں وَيُوْلِجُ اور وہی داخل کرتا ہے النَّهَارَ فِي الَّيْلِ دن کو رات میں وَسَخَّرَ اور اسی نے کام میں لگا دیا الشَّمْسَ سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو كُلٌّ يَّجْرِيْ ہر ایک چل رہا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک وَّاَنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيْرٌ خوب خبر دار ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یہ بہ سبب اس کے کہ بے شک اللہ هُوَ الْحَقُّ وہی حق ہے وَاَنَّ اور بے شک مَا يَدْعُوْنَ جن کو وہ پکارتے ہیں مِنْ دُوْنِهِ اس کے سوا الْبَاطِلُ باطل ہیں وَاَنَّ اللّٰهَ اور بلا شبہ اللہ هُوَ الْعَلِيُّ وہی خوب بلند الْكَبِيْرُ بہت بڑا ہے اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ الْفُلْكَ بے شک کشتی تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ سمندر میں چلتی ہے بِنِعْمَتِ اللّٰهِ اللہ کے فضل کے ساتھ لِيُرِيَكُمْ تا کہ وہ تمھیں دکھائے مِّنْ اٰيٰتِهٖ اپنی کچھ نشانیاں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ واسطے ہر بڑے صابر شاکر کے وَاِذَا اور جب غَشِيَهُمْ انہیں ڈھانپ لیتی ہے مَّوْجٌ کوئی موج كَالظُّلَلِ سایوں کی مانند دَعَوُا اللّٰهَ وہ پکارتے ہیں اللہ کو مُخْلِصِيْنَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّيْنَ دین کو فَلَمَّا پھر جب نَجّٰىهُمْ وہ ان کو نجات دے دیتا ہے اِلَى الْبَرِّ خشکی کی طرف فَمِنْهُمْ تو کوئی ہی ان میں سے مُّقْتَصِدٌ عہد پر قائم رہنے والا ہوتا ہے وَمَا يَجْحَدُ اور انکار نہیں کرتا بِاٰيٰتِنَآ ہماری آیتوں کا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ مگر ہر عہد توڑنے والا كَفُوْرٍ ناشکرا

ترجمہ:۔ یا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو (تمہارے) زیرِ فرماں کر رکھا ہے ہر ایک، ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے ○ یہ اس لئے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں اور یہ کہ اللہ ہی عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے ○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں تا کہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں ○ اور جب ان پر لہریں سایوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اُس کی عبادت کرنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک کسی متعین میعاد تک رواں دواں ہیں۔

۳۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

۴۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی سچا ہے۔

۵۔ اس کے سوا جن معبودوں کو یہ مشرکین پکارتے ہیں بے بنیاد ہیں۔

۶۔ اللہ ہی وہ ہے جسکی شان اونچی ہے اور ذات بڑی ہے۔

۷۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں اللہ تعالی کی مہربانی سے چلتی ہیں۔

۸۔ تاکہ اللہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔

۹۔ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لئے نشانیاں ہیں جو صبر کا پکا اور اعلی درجہ کا شکر گذار ہو۔

۱۰۔ جب موجیں سایوں کی طرح ان پر چڑھ آتی ہیں۔

۱۱۔ تب یہ لوگ اللہ تعالی کو اس طرح پکارتے ہیں کہ اس وقت انکا اعتقاد خالص اسی پر ہوتا ہے۔

۱۲۔ پھر جب وہ انکو بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو ان میں سے کچھ راہ راست پر ہوتے ہیں۔

۱۳۔ اللہ کی آیتوں کا انکار وہی شخص کرتا ہے جو پکا بدعہد اور پہلے درجہ کا ناشکرا ہو۔

اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ کیا تم نے اللہ تعالی کی قدرت پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اس طرح رات ختم ہو کر دن شروع ہو جاتا ہے، اور پھر دن کو رات میں داخل کرتا ہے اس طرح دن ختم ہو کر رات شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے انکی حد مقرر کر رکھی ہے کہ کوئی اس حد کو پار نہیں کر سکتا اور اپنے اپنے وقت پر دن اور رات آتے جاتے ہیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ رات کی کمی وہ دن کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے، یعنی جب دن اپنی پوری شدت پر ہوتا ہے تو رات اسکے سامنے ماند پڑھ جاتی ہے اور دن کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو پاتی، اسی طرح وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ دن کی کمی رات کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے یعنی رات جب اپنی شدت پر ہوتی ہے تو دن اسکے سامنے ماند پڑ جاتا ہے جسکی وجہ سے رات ظاہر ہو جاتی ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۱۵۴) دن اور رات کے اس نظام کا تذکرہ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے: تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۶۱ میں کہا گیا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ یہ اس لئے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۱۳، سورۃ

حدید کی آیت نمبر ۶ میں بھی یہ بات بتلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں سے فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی کو تمہارے سارے اعمال کی خبر ہے کہ تم کیا کرتے ہو کیا نہیں؟ کس گناہ میں تم مبتلا ہو یا کس بھلائی میں؟ تمہارے ہر کام سے وہ واقف ہے، تم اسے غافل نہ سمجھو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اوران اعمال کی جزاوسزا بھی تمہیں ملے گی، امام طبری علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہاں خطاب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگراس سے مراد مشرکین ہیں اس لئے کہ وہ چاندوسورج کی بھی پوجا کرتے تھے، اسی لئے انہیں بتلایا گیا کہ تم جس چیز کی عبادت کرتے ہو وہ خود ہی اللہ تعالی کے حکم پر چلتے ہیں اور اگلی آیت ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ بھی اس بات کی جانب اشارہ کررہی ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں۔ اس کا مقصد انہیں یہ بتلانا ہے کہ اللہ ہی برحق وسچا ہے اس کے علاوہ جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کررہے ہیں وہ سب جھوٹے اور باطل ہیں کیونکہ تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تم جسے اپنا معبود سمجھ رہے ہو یعنی چاندوسورج یہ سب ہی اللہ تعالی کے حکم پر چلتے ہیں، ان میں اتنی ہمت نہیں کہ اللہ کی مقررہ حد کو کبھی پار کرسکیں، ان حقیقتوں سے تو اندازہ لگانا چاہئے کہ یقینا انکو چلانے والا ہی سچا ہے نہ کہ وہ جو اسکے حکم پر چل رہے ہیں، بے شک وہ اللہ تو بڑی شان والا ہے کہ ساری مخلوق اسکے حکم کے تابع ہے۔ اللہ تعالی پھر سے وہی شان قدرت بیان کررہے ہیں جو سورۂ روم کی آیت نمبر ۴۶ میں اور قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی بیان کی گئی ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے اس کشتی کو نہیں دیکھا جو سمندر میں اللہ کی رحمت کی وجہ سے چلتی ہے یعنی ایک لکڑی سے بنی چیز اس سمندر پر چل رہی ہے کہ جس سمندر پر تم نہیں چل سکتے اور وہ کشتی اپنا راستہ طے کررہی ہے، تو کیا تم یہ دیکھ کر بھی اللہ کی قدرت کا پتا نہیں لگا سکتے جبکہ اللہ کا مقصد ہی یہی ہے کہ تم اس پر غور کرو کہ کیسے یہ کشتی اس قدر بوجھ اٹھائے سمندر کی سطح پر چل رہی ہے؟ مگر اسے دیکھ کر بھی تم اللہ کی قدرت کے قائل نہیں ہوئے اور ہوتے بھی کیسے کیونکہ ان چیزوں کو اللہ تعالی کی قدرت کی نشانی وہی شخص سمجھتا ہے جو صبر کرنے والا ہو کہ اگر کوئی مصیبت اللہ کی طرف سے اس پر آجائے تو وہ اس پر اللہ کا فیصلہ جان کر صبر کرتا ہے اور اگر اسے کوئی نعمت حاصل ہوجائے تو اللہ کا احسان سمجھ کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، تم تو اے اہل کفر نہ ہی صبر کرنے والے ہو اور نہ ہی اسکا شکر کرنے والے ہو، تمہارا تو حال اے مشرکو! ایسا ہے کہ جب یہ کشتی لہروں کی زد میں آکر ڈوبنے کے قریب ہوتی ہے تب تو تم بڑے اخلاص اور عاجزی کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہو اور اس سے دعاء ومناجات کرتے ہو کہ اے اللہ! ہمیں اس طوفان سے نجات عطا فرما اور پھر جب وہ تمہارے حال پر ترس کھا کر تمہیں اس طوفان سے بچالیتا ہے اور تمہیں سمندر سے نکال کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو پھر تم وہی شرک والی حرکتیں کرنے لگتے ہو، مومن کا حال تو یہ ہے کہ وہ اس پر بھی اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہاں مُّقْتَصِدٌ سے مراد وہ کافر ہیں جو میانہ رو ہوں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۱۲۷) اور اللہ کی نشانیوں کا انکار تو وہی کرتا ہے جو بدعہد اور ناشکرا ہوتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۳﴾ **قیامت کے دن نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا** ﴿لقمان ۳۳۔۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ ۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اتَّقُوْا اتقویٰ اختیار کرو رَبَّكُمْ اپنے رب کا وَاخْشَوْا اور تم ڈرو يَوْمًا اس دن سے لَّا يَجْزِيْ کام نہیں آئے گا وَالِدٌ کوئی باپ عَنْ وَّلَدِهٖ اپنے بیٹے کے وَلَا مَوْلُوْدٌ اور نہ ہی کوئی بیٹا هُوَ جَازٍ کام آنے والا ہوگا عَنْ وَّالِدِهٖ اپنے باپ کے شَيْـًٔا کچھ بھی اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بے شک اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ چنانچہ دھوکے میں نہ ڈال دے تمہیں الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا زندگانی دنیا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ اور دھوکہ میں نہ ڈالے تمہیں بِاللّٰهِ اللہ کی بابت الْغَرُوْرُ بہت بڑا دغاباز اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ عِنْدَهٗ اسی کے پاس ہے عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم وَيُنَزِّلُ اور وہی نازل کرتا ہے الْغَيْثَ بارش وَيَعْلَمُ اور وہی جانتا ہے مَا فِي الْاَرْحَامِ جو کچھ رحموں میں ہے وَمَا تَدْرِيْ اور نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کہ کیا وہ کرے گا کل وَمَا تَدْرِيْ اور نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس بِاَيِّ اَرْضٍ کہ کس زمین میں تَمُوْتُ وہ مرے گا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا خَبِيْرٌ خوب خبردار ہے

ترجمہ:۔ وگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آ سکے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے ۝ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی (حاملہ) کے پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی بیشک اللہ ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! اپنے رب کی ناراضگی سے ڈرو۔

۲۔ اس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔

۳۔ نہ کسی بیٹے کی یہ مجال ہوگی کہ وہ اپنے باپ کے کچھ کام آئے۔

۴۔ یقین جانو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۵۔ ایسا ہرگز نہیں ہونے پائے کہ یہ دنیوی زندگی تمہیں دھوکہ میں ڈالدے۔

۶۔ ایسا ہرگز نہیں ہونے پائے کہ یہ شیطان تمہں دھوکہ میں ڈال دے جو کہ سب سے بڑا دھوکہ باز ہے۔

۷۔ یقینا قیامت کی گھڑی کا علم اللہ تعالی ہی کے پاس ہے۔

۸۔ وہی ہے جو بارش برساتا ہے۔ ۹۔ اسی کو پتہ ہے کہ ماوں کے پیٹ میں کیا ہے؟

۱۰۔ کسی جاندار کو یہ پتا نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا؟

۱۱۔ کسی جاندار کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اسکی موت کس زمین پر ہوگی؟

۱۲۔ بے شک اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

۱۳۔ ہر بات سے اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے۔

قدرت کی ان نشانیوں کو بیان کرنے کے بعد یہ بات کہی جارہی ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی کرنے سے ڈرو کیونکہ اگر اسکی نافرمانی کروگے تو قیامت کے دن اسکی سزا بھگتنی پڑے گی اور اس قیامت کے دن سے بھی ڈرو کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا حتی کہ نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیتوں میں بھی یہ بات بیان کی گئی یَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِO وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِO وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (العبس ۳۶) جس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں باپ سے بھاگے گا اور اپنی بیوی اور اولاد سے بھاگے گا، لہذا ابھی سے اس دن کی تیاری کرو، اور اپنے آپکو اس عذاب سے بچانے کی فکر کرو، کیونکہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ یہ دن آئے گا تو یقینا آئے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے، توتم اس دنیا کی زندگی میں مگن رہ کر اس دن کو بھول نہ جانا۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن انسان یوں کہے گا: يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ (القیامہ ۱۰) اس دن انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ قیامت کا دن وہ دن ہوگا جس دن سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (المائدہ ۱۱۹) اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا۔ قیامت کے دن نہ اس کا مال کچھ کام آئے گا اور نہ ہی اس کی اولاد اس کے کام آئے گی یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (الشعراء ۸۸) جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ اور یہ دنیوی زندگی تمہیں اس دن سے غافل نہ کردے اور تمہیں دھوکہ میں نہ رکھے کہ یہی دنیا ہے اس کے بعد دوبارہ ہمیں زندہ نہیں کیا جائے گا یہ ایک دھوکہ ہے بس سو تم اس دھوکے سے بچے رہو اور یہ دھوکہ تمہں تمہاری دنیوی عیش وعسرت بھی دیتی ہے اور شیطان بھی تمہں اس دن کے بھلانے میں لگا ہوا ہے، تو اس شیطان کے فتنہ سے بھی بچے رہو۔ دنیا کی زندگی تو دھوکہ کا سامان ہے: وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ۱۸۵) اور دنیا کی زندگی تو

دھوکہ کی جنس ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۱ میں ہے وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ اب یہ دن جسے قیامت کہا جاتا ہے کب آئے گا اسکا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں ہے۔ بس اللہ تعالی نے ہمیں اس دن سے آگاہ کر دیا ہے تو ہمیں بھی اس دن کی تیاری میں لگے رہنا چاہئے۔ حدیث جبرئیل میں یہ بھی درج ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے یہ بتائیے کہ قیامت کب آئیگی؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی اس بارے میں کچھ نہیں پتا جیسے تمہیں پتہ نہیں۔ (بخاری ۵۰) جب قیامت کے آنے کا علم خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کو بھی نہیں ہے تو بلاوجہ انسانوں کو ان چیزوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہے، اور اسی طرح بارش کب ہوگی؟ یہ بھی اللہ کے علم ہی میں ہے کوئی دوسرا اس سے واقف نہیں، اسی طرح ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ نیک بخت ہے یا بد بخت؟ یہ بھی سوائے رب ذوالجلال کے کوئی نہیں جانتا اور یہ بات بھی کہ اسکے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے اور اسے کل کتنی کمائی ہوگی؟ اور نہ یہ کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا؟ ان تمام چیزوں کا علم صرف اور صرف اللہ تعالی کو ہے نہ کوئی نبی ان چیزوں سے واقف ہے اور نہ ہی کوئی فرشتہ، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک دیہاتی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری بیوی حاملہ ہے تو مجھے بتائیے کہ اسے کیا ہوگا؟ پھر اس نے کہا کہ ہمارے شہر خشک ہو رہے ہیں مجھے بتایئے کہ پانی کب برسے گا؟ اور کہا کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں کب پیدا ہوا اب مجھے یہ بتائے کہ میں کب مرونگا؟ تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الخ۔ (الدر المنثور: ج،٦۔ص، ۵۳۰) اور حدیث مبارکہ میں روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کے غیب کی کنجیاں ہیں یعنی اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الخ۔ (بخاری ۴۶۲۷) بے شک اللہ تعالی تو ہر چیز کو جاننے والے اور ہر چیز سے باخبر ہیں، جیسا کہ پچھلی آیتوں میں گزرا: اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اللہ تعالی سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے وہ ظاہر و باطن سب سے باخبر ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ظاہر کو بھی سنواریں اور باطن کو بھی گندے خیالات سے پاک رکھیں، اللہ ہمیں توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۳۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۴﴾ یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پیغمبر کی طرف سے آیا ہے ﴿السجدہ ۱۔۲۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ الٓمّٓ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ کتاب کا اتارنا لَا رَیْبَ کوئی شک نہیں فِیْهِ اس میں مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین کی طرف سے ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ کیا وہ کہتے ہیں افْتَرٰىهُ اس نے خود اسے گھڑ لیا ہے بَلْ هُوَ الْحَقُّ بلکہ وہ حق ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لِتُنْذِرَ تا کہ آپ ڈرائیں قَوْمًا ان لوگوں کو مَّآ اَتٰىهُمْ نہیں آیا ان کے پاس مِّنْ نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ یَهْتَدُوْنَ راہ پائیں

ترجمہ:۔ الٓمّٓ ۝ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہاں کے رب کی طرف سے ہے ۝ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے تا کہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تا کہ یہ رستے پر چلیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمّٓ ۝ تَنْزِیْلُ یعنی (سورۃ السجدہ) اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ یعنی (سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ۸۹۱)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ الم۔ دونوں جہانوں کے مالک کی جانب سے ایک ایسی کتاب اتاری جا رہی ہے جس میں کوئی شک کی بات نہیں۔

۲۔ کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود گھڑ لیا (بنا لیا) ہے؟

۳۔ نہیں! ہرگز نہیں! اے پیغمبر! یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

۴۔ تا کہ اس کے ذریعہ آپ ان لوگوں کو خبردار کریں جنکے پاس اس سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا

۵۔ تا کہ وہ صحیح راستے پر آ جائیں۔

اس سورت کی ابتداء انہیں حروف مقطعات الف لام میم سے کی گئی ہے، جن حروف سے پچھلی سورتوں کی ابتداء ہوئی

تا کہ کفار و مشرکین کو اس بات کا پتہ چلے کہ یہ قرآن کریم کسی انسان کا نہیں بلکہ رب ذوالجلال کا کلام ہے چنانچہ اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ دونوں جہانوں کے رب کی جانب سے ایک ایسی کتاب اتاری جارہی ہے جس کے اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہونے میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے، مگر پھر بھی اے کفار! تم یہ کہتے ہو کہ یہ کلام اللہ تعالی کا نہیں ہے بلکہ تم کہتے ہو کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑلیا ہے، جبکہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ محمد جو تمہارے درمیان میں ہیں وہ نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہی پڑھنا جانتے ہیں تو پھر کیسے وہ اس فصیح وبلیغ کتاب کو اپنی طرف سے لکھ سکتے ہیں؟ جبکہ تم میں کا ماہر سے ماہر شخص بھی اس کلام کی ایک سورت بھی نہیں پیش کرسکا بلکہ ایک آیت بھی نہیں پیش کرسکا، جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ ھود کی آیت نمبر ۱۳ میں انہیں یہ چیلنج کیا ہے جبکہ انہوں نے یہی کہا تھا کہ اس کلام کو محمد ﷺ نے گھڑلیا ہے۔ پہلے یہ چیلنج کیا گیا کہ اس جیسی کتاب تم لے کر آؤ فَلْيَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْكِتَاب اسکے بعد یہ چیلنج کیا گیا کہ قرآنِ مجید جیسی دس سورتیں لے آئیں قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (ھود ۱۳) کہہ دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ۔ اس کے بعد یہ چیلنج کیا گیا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ ۲۳) اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو تم اس جیسی ایک سورت لے کر آؤ۔ جب یہ مشرکین نہ ایسی کتاب لاسکے اور نہ ایسی دس سورتیں لا سکے اور نہ ہی کوئی ایک سورت اس جیسی لاسکے تو آخری چیلنج یہ کیا گیا کہ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ (الطور ۳۴) اچھا اگر یہ سچے ہیں تو اس قرآن جیسی ایک ہی بات تو لے آئیں۔

ان کے درمیان ایسے ایسے ماہر لوگ تھے کہ جنکا کلام سنکر لوگ حیرت میں پڑ جاتے تھے مگر کوئی اس قرآن جیسا کلام پیش نہ کرسکا، تو پھر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ امی ہیں وہ کیسے اس کلام کو بنا سکتے ہیں؟ تو پھر تم یہ بات مان لو کہ یہ کلام تو سچا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی جانب سے ان پر اتارا گیا ہے تا کہ وہ اس کلام میں موجود وہ وعیدیں تمہارے سامنے بیان کریں جو کہ اللہ کو معبود نہ ماننے پر اللہ تعالی نے تیار کر رکھی ہیں اور تمہیں ان وعیدوں سے ڈرائیں، سمجھائیں اور دوزخ کی ہولنا کی کا تمہیں خوف دلائیں تا کہ تم اس سے ڈر کر اللہ کی عبادت کرنے لگ جاؤ اور چونکہ اے قریش! تم ایک ایسی قوم ہو کہ جس کے پاس اب تک کوئی نبی اللہ تعالی نے نہیں بھیجا کہ وہ تمہیں ہدایت کی راہ دکھائے اس لئے اب تمہارے درمیان اللہ تعالی نے اس نبی امی کو یہ کلام دیکر بھیجا ہے تا کہ کل قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس تو کوئی راہ دکھانے والا ہی نہیں آیا تھا تو پھر آپ ہمیں کیوں سزا دے رہے ہیں؟ اس بات کا موقع ہی نہ رہے اس لئے اللہ تعالی نے تمہارے درمیان اس نبی کو بھیجا ہے تو اب تمہارا کام ہے کہ تم انکا کہنا مانو اور ہدایت کے راستے کو اپنالو شاید ہوسکتا ہے کہ تم ہدایت بھی پالو۔ اس آیت میں جس قوم کا ذکر ہورہا ہے اس قوم سے مراد قریش ہیں جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قوم سے مراد قریش ہیں کیونکہ یہ ایسی امی قوم ہے کہ جن کے پاس کوئی ڈرانے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہیں آیا تھا۔ (تفسیر منیر۔ ج،۲۱۔ص،۱۸۷)

﴿درس نمبر ۱۶۵۵:﴾ اللہ تعالیٰ آسمان سے لے کر زمین تک ہر چیز کا انتظام کرتا ہے ﴿السجدہ ۴-۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ○ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗۤ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ اللہ وہ ہے جس نے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا اور ہر چیز کو جو بَیْنَہُمَا ان دونوں کے درمیان ہے فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ اسْتَوٰی پھر وہ مستوی ہو گیا عَلَی الْعَرْشِ عرش پر مَا لَکُمْ نہیں ہے تمہارے لیے مِّنْ دُوْنِہٖ اس کے سوا مِنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست وَّلَا اور نہ شَفِیْعٍ کوئی سفارشی اَفَلَا کیا پھر نہیں تَتَذَکَّرُوْنَ تم نصیحت حاصل کرتے یُدَبِّرُ وہ تدبیر کرتا ہے الْاَمْرَ معاملے کی مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے اِلَی الْاَرْضِ زمین تک ثُمَّ یَعْرُجُ پھر وہ چڑھتا ہے اِلَیْہِ اس کی طرف فِیْ یَوْمٍ ایک دن میں کَانَ ہے مِقْدَارُہٗۤ اس کی مقدار اَلْفَ سَنَۃٍ ایک ہزار سال مِّمَّا اس سے جو تَعُدُّوْنَ تم شمار کرتے ہو

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟ ○ وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی اس کی طرف صعود (اور رجوع) کرے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اس میں موجود ساری چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔

۲۔ پھر وہ اللہ عرش پر مستوی ہوا ۳۔ اسکے سوا نہ تمہارا کوئی رکھوالا ہے اور نہ کوئی سفارشی۔

۴۔ کیا پھر بھی تم کسی نصیحت پر دھیان نہیں دیتے؟

۵۔ وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر چیز کا انتظام خود کرتا ہے۔

۶۔ پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اسکے پاس پہنچ جاتا ہے جسکی مقدار گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے ان آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان میں ہے چاہے وہ چاند ہو یا سورج، دن ہو یا رات، بادل ہو یا ہوا، دھوپ ہو یا چھاؤں، درخت ہو یا

پہاڑ، پانی ہو یا خشکی، انسان ہو یا جانور جو کچھ بھی ہیں سب کچھ اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں اور وہ بھی صرف چھ دن میں حالانکہ اللہ چاہتا تو بس پلک جھپکنے کی دیر میں سب کچھ بنا دیتا وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ (القمر ۵۰:) کہ ہمارا حکم تو بس ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں پورا ہو جاتا ہے، مگر اس نے ایسا نہیں کیا تاکہ وہ انسانوں کو بتائے کہ ہر کام ترتیب سے کیا جانا چاہئے اور یہاں جن چھ دنوں کا تذکرہ ہے اس سے یہ دنیا کے چھ دن مراد نہیں ہیں بلکہ آخرت کے چھ دن مراد ہیں جو کہ دنیا کے حساب سے ہزار سال کا ایک دن ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان چھ دنوں کا ایک دن جس میں اللہ تعالیٰ نے ان ساری چیزوں کو پیدا کیا دنیا کے ہزار سال کے برابر کا ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۸۶)

جب اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے فارغ ہو گئے تو پھر وہ اپنے عرش پر مستوی ہو گئے، مستوی کے اصل معنی تو بیٹھنے اور سیدھا ہونے کے آتے ہیں مگر ہم یہاں وہ معنی مراد نہیں لے سکتے کیونکہ جو کوئی بھی بیٹھتا ہے یا سیدھا ہوتا ہے تو اسکی ایک حد ہوتی ہے اور ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡوَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام ۱۰۳) ربِ ذوالجلال کی شان یہ ہے کہ کوئی آنکھ اسے پا نہیں سکتی بلکہ وہ سب کو پا لیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ان تمام باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کیسے مستوی ہوا؟ وغیرہ۔ ہمیں اس بات کا یقین رکھنا چاہئے ہے کہ وہ جیسے بھی مستوی ہوا وہ اسکی شان کے لائق ہے ہمیں اسکے مستوی ہونے کی کیفیت کا علم نہیں۔ یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پہلے پیدا کی یا آسمان؟ اس آیت سے ترتیب کا علم ہوتا ہے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (البقرہ ۲۹) وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ زمین اور اس سے متعلقہ ساری چیزوں کی پیدائش کا پہلے ہونا اور اس کے بعد ساتوں آسمانوں کا پیدا کیا جانا اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۴ میں ہے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اسی طرح سورۂ یونس کی آیت نمبر ۳، سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲ اور سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۵ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین سے فرما رہے ہیں کہ دیکھو! یہی اللہ تعالیٰ ہے جسکی ملکیت ہر جگہ قائم ہے اور جب تم اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں آؤ گے تو کوئی تمہاری سفارش کر کے تمہیں اسکے عذاب سے بچانے والا نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا ہوگا جو تمہاری حمایت کر سکے، شاید کہ تم لوگ اس بات کو سمجھ کر کچھ نصیحت حاصل کرو اور بت پرستی چھوڑ کر اس ایک اللہ کی عبادت کرنے لگو، جو آسمانوں سے لے کر زمین تک سارے کاموں کا انتظام کرتا ہے، اسی

کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اسکے حکم کے بغیر کائنات کی کوئی چیز ہل نہیں سکتی۔اس آیت کے بارے میں مفسرین کی مختلف رائے ہیں کہ بعض نے کہا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے جو فیصلے ہوتے ہیں وہ زمین پر جاتے ہیں اور پھر زمین سے آسمان تک اسی ایک ہی دن میں جاتے ہیں جسکی مقدار ہزار سال کے برابر ہے اس لئے کہ آسمان اور زمین کے درمیان جو مسافت ہے وہ پانچ سو سال کے برابر ہے تو آسمان سے نیچے آنے کا حساب پانچ سو سال اور نیچے سے اوپر جانے کا حساب پانچ سو سال اسطرح ہزار سال کی مقدار ہوئی، جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۱۶۸) اور بعض نے کہا اللہ تعالی قضاوقدر کے فیصلے آسمانوں پر فرماتے ہیں، پھر جب اس دنیا میں جو عمل کرتا ہے اسکا نامۂ اعمال لیکر ملائکہ اوپر جاتے ہیں اسی کو یَعْرُجُ اِلَیْہِ کہا گیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۴۔ص،۸۷) اور جیسا کہ سورۂ معارج کی آیت ۴ میں بھی اسکا تذکرہ ہے کہ ملائکہ اورروح القدس اللہ تعالی کے پاس کوچ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں کہ جسکی مقدار پانچ سو سال کی ہے۔اسکی وجہ بھی بعض نے بیان کی کہ جو عرش ہے وہاں پر صرف فیصلے ہوتے ہیں، وہاں پر سب کام طے کئے جاتے ہیں اور وہ فیصلے اور طے کئے ہوئے کام اس عرش کے علاوہ تمام جگہوں میں واقع ہوتے ہیں، جب وہ کام ان جگہوں میں واقع ہوجائیں تو اسکی خبر ملائکہ اللہ تعالی کے پاس لیکر جاتے ہیں۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۴۔ص،۸۶)

امام زمخشری علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہاں یُدَبِّرُ الْاَمْرَ سے مراد اعمال صالحہ وخالصہ ہیں جو صرف اللہ کی رضا کی خاطر کئے گئے ہیں وہی اعمال اللہ تعالی تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین پر نازل کرتے ہیں اور پھر بندوں کے وہی اعمال صالحہ وخالصہ اللہ تعالی تک پہنچتے ہیں۔(تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۱۹۳) اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جب تک وہ اعمال فرشتے اللہ تعالی کے پاس لے کر نہ جائیں اللہ تعالی کو اسکی خبر نہیں، ایسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمادیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہر چھپی اور ظاہر سب چیزیں اللہ تعالی جانتا ہیں، یہاں یَعْرُجُ اِلَیْہِ کہہ کر اللہ تعالی بندوں کو متنبہ کررہے ہیں کہ انکا کیا کرایا سب اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے انسان کی نسل چلائی

﴿درس نمبر ۱۶۵۶﴾ ﴿السجدہ ۶۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ذٰلِكَ عٰلِمُ وہ جاننے والا ہے الْغَيْبِ پوشیدہ کا وَالشَّهَادَةِ اور ظاہر کا الْعَزِيْزُ نہایت

غالب الرَّحِيْمُ خوب رحم کرنے والا ہے الَّذِيْٓ وہ جس نے اَحْسَنَ اچھے طریقے سے بنایا كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو خَلَقَهٗ جسےاس نے پیدا کیا وَبَدَاَ اور شروع کی خَلْقَ الْاِنْسَانِ انسان کی پیدائش مِنْ طِيْنٍ گارے سے ثُمَّ جَعَلَ پھراس نے بنایا نَسْلَهٗ اس کی نسل کو مِنْ سُلٰلَةٍ خلاصے سے مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ایک حقیر پانی کے ثُمَّ سَوّٰىهُ پھراس نے درست کیااس کو وَنَفَخَ اور پھونکا فِيْهِ اس میں مِنْ رُّوْحِهٖ اپنی روح سے وَجَعَلَ اوراس نے بنائے لَكُمُ تمہارے لیے السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ کان اور آنکھیں وَالْاَفْئِدَةَ اور دل قَلِيْلًا تھوڑا ہی ہے مَّا تَشْكُرُوْنَ جوتم شکر کرتے ہو

ترجمہ:۔ یہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے (اور) غالب (اور) رحم والا ہے O جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اس کو پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا O پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی O پھر اس کو درست کر لیا پھر اُس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ ہر چھپی اور کھلی چیز کا جاننے والا ہے۔ ۲۔اسکا اقتدار بھی کامل اور رحمت بھی کامل۔

۳۔اس نے جو چیز بھی پیدا کی اسے خوب بنایا۔ ۴۔انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔

۵۔پھر اسکی نسل ایک نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی۔

۶۔پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی۔

۷۔تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کیے۔ ۸۔تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

تمہارے دلوں میں چھپی باتوں کو جسے تم ظاہر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس سے بھی واقف ہے اور جو تم ظاہر کرتے ہو اس سے بھی۔قیامت کے دن پیغمبر اللہ تعالیٰ سے کہیں گے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (المائدہ ۱۰۹) وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں تو ہی بیشک پوشیدہ باتوں کو پورا جاننے والا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۳ میں بھی کہا گیا عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۹۴ میں کہا گیا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پھر اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے، پھر وہ تم کو بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔اور وہ کڑی سزا دیتا ہے انکو جو اسکے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اسکی عبادت نہیں کرتے اسی کے ساتھ ساتھ وہ رحم بھی کرتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی گمراہی اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے ہدایت کے راستے پر چل پڑتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کی ایک اور صفت یہاں بیان کی گئی ہے کہ اس اللہ نے تمام مخلوقات کو کامل بنایا، ایک چھوٹی چیونٹی

سے لے کر بڑے ہاتھی تک دیکھ لو! کسی میں کوئی کمی اور نقص نہیں ہے ساری چیزوں کو اللہ تعالی نے کامل بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں احسن سے مراد کامل ومکمل تخلیق ہے ۔ (تفسیر قرطبی ۔ ج، ۱۴۔ص، ۹۰) اور بعض نے کہا کہ یہاں احسن سے مراد خوبصورتی ہے کیونکہ ہر ایک مخلوق کی اپنی ایک خوبصورتی ہے جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی، الغرض اللہ تعالی نے ہر چیز کو اسکے حساب سے بنایا کسی کی بناوٹ میں کوئی کمی نہیں کی ایسا نہیں کیا کہ ہاتھی کی سونڈھ اونٹ کو لگادی ہو اور اونٹ کی گردن ہاتھی کو بلکہ ہر چیز اپنے حساب سے اپنی جگہ پر درست وخوبصورت انداز میں اس نے بنادی ہے۔انسان اپنی پیدائش کے بارے میں غور وفکر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے ،انسان کی پیدائش کے بارے میں فرمایا گیا کہ انسان کی ابتدا مٹی سے ہوئی۔سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور ایک پتلے کی شکل میں تیار کیا پھر اس پتلے میں اللہ تعالی نے اپنی روح پھونکی جس سے اس مٹی کے پتلے میں جان آ گئی، پھر اسکے بعد جتنے بھی انسانوں کی پیدائش ہوئی وہ ایک کمزور، بے جان پانی کی طرح سیال نطفہ سے پیدائش ہوئی، جب وہ نطفہ ماں کے پیٹ میں پل رہا تھا تب اللہ نے اس میں جان ڈالدی جس کی وجہ سے وہ جاندار کی شکل میں تبدیل ہو گیا، اس طرح ایک بے جان نطفہ ایک جاندار انسان کی شکل میں وجود میں آیا، یہی نہیں اسکے بعد اس نے تمہارے کان بنائے جس سے کہ تم ساری آوازیں سن سکتے ہو، اور آنکھ بھی بنائے جس سے تم دنیا کو دیکھ سکتے ہو اور اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ سکتے ہو اور دل بھی بنایا تا کہ تم کانوں سے اللہ کے کلام کو سن کر اور آنکھ سے اسکی قدرت کی نشانیوں کو دیکھ کر دل سے اس بات کا اقرار کرسکو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر تم لوگ ہو کہ ان سب چیزوں کو سننے، دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی ناشکری کرتے ہو، ہاں! البتہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں مگر وہ بھی بہت تھوڑا سا "قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ"۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۷﴾ تمہیں تمہارے پروردگار کی طرف لے جایا جائے گا ﴿السجدہ ۱۰۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَقَالُوْٓا اور انہوں نے کہا ءَاِذَا کیا جب ضَلَلْنَا ہم گم ہو جائیں گے فِي الْاَرْضِ زمین میں ءَاِنَّا کیا بے شک ہم لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ البتہ نئی پیدائش میں ہوں گے بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات ہی سے كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں قُلْ کہہ دیجیے يَتَوَفّٰىكُمْ تمہیں فوت کرے گا مَّلَكُ الْمَوْتِ موت کا فرشتہ الَّذِيْ وُكِّلَ وہ جو مقرر کیا گیا ہے بِكُمْ تم پر ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ پھر اپنے رب ہی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:۔ اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں ملیا میٹ ہو جائیں گے تو کیا از سرِ نو پیدا ہوں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے جانے ہی کے قائل نہیں O کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری رُوحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم جب زمین میں ملکر کھو جائیں گے تو کیا ہم اس وقت دوبارہ پیدا کئے جائیں گے؟

۲۔ اصل میں یہ لوگ اپنے پروردگار سے جا ملنے کا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ کہہ دو کہ تمہیں موت کا وہ فرشتہ پورا پورا وصول کر لے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

۴۔ پھر تمہیں واپس تمہارے پروردگار کے پاس لے جایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے بارے میں فرمارہے ہیں جو قیامت کے دن کا انکار کرتے ہیں کہ یہ مشرکین یوں کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں ملکر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے نہ ہمارے ہڈیوں کا کوئی نشان باقی رہے گا اور نہ ہی ہمارے گوشت کی کچھ خبر ہوگی تو کیا اس صورت میں بھی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ ان مشرکین کا یہ خیال ہے کہ جب ہمارا وجود ہی ختم ہو گیا، ہماری کوئی چیز اب باقی ہی نہیں رہی تو کیسے ہم کو دوبارہ جوڑا جائے گا اور پھر ہمیں کس طرح زندہ کیا جائے گا؟ کیونکہ اگر کوئی چیز باقی ہی نہ ہو تو پھر اسے جمع کیا ہی نہیں جاسکتا کہ ہندوؤں کے یہاں جب کوئی مرتا ہے تو اسکی نعش کو جلا کر اسکی راکھ سمندر میں بہادی جاتی ہے، اب ایسی حالت میں کہ جب کسی کی راکھ بھی باقی نہ ہو تو پھر اللہ اسے کیسے پھر سے ایک جاندار کی شکل میں اٹھا سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ ان مشرکین تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ ہمارے جو فرشتے روح قبض کرنے پر مامور کئے گئے ہیں وہ تمہاری روح ایک مقررہ مدت تک کے لئے قبض کر لیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ روح واپس تمہارے بدن میں ڈال دیں گے، پھر اس وقت تمہارے کئے ہوئے سارے کاموں کی جزا و سزا تمہیں دی جائے گی، تو تم غفلت میں نہ رہنا کہ ہم تو مٹی میں مل جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ زندہ کر پائے گا اور کون پھر ہمیں اسکے بعد سزا دے گا؟ جب تم قیامت کے دن روبرو ہو گے تب تمہیں اس حقیقت کا پتا چل جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ءَ اِذَا ضَلَلْنَا۔ الخ جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو دوبارہ کیسے پیدا کئے جائیں گے؟ یہ کہنے والا ابی ابن خلف تھا۔ (الدر المنثور۔ ج،٦۔ص،٥٤٠)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملک الموت کی قدرت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر دو آدمی ہوں اور دونوں کی موت کا وقت ایک ہی ہو اور ان دونوں میں سے ایک مشرق میں رہتا ہو اور ایک مغرب میں تو ملک الموت دونوں کی روح ایک ہی وقت میں کیسے قبض کر سکتے ہیں؟ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ملک الموت کی قدرت

چاہے اہل مشرق ہو یا اہل مغرب، ظلمات والے ہوں یا سمندر والے یا ہوا والے ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک آدمی جسکے سامنے ایک دسترخوان ہو تو جیسے وہ آدمی اس دسترخوان پر سے جو چاہے لے سکتا ہے اسی طرح یہ ملک الموت ہیں کہ جن کے آگے سارا عالم ایک دسترخوان ہی کی طرح ہے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۴۰)

قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں مشرکوں کے اس تعجب خیز سوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۵ میں ہے وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اگر تجھے تعجب ہو تو واقع ان کا یہ کہنا عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۳۵ میں ہے اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ کیا یہ تمہیں اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر صرف خاک اور ہڈی رہ جاؤ گے تو تم پھر زندہ کئے جاؤ گے؟

﴿درس نمبر ۱۶۵۸﴾ مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے ﴿السجدہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَوْ اور اگر تَرٰٓى آپ دیکھیں اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ جبکہ مجرم لوگ نَاكِسُوْا جھکائے ہوئے ہوں گے رُءُوْسِهِمْ اپنے سر عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے نزدیک رَبَّنَآ اے ہمارے رب! اَبْصَرْنَا ہم نے دیکھ لیا وَسَمِعْنَا اور ہم نے سن لیا فَارْجِعْنَا تو ہمیں واپس بھیج نَعْمَلْ صَالِحًا ہم نیک عمل کریں گے اِنَّا بے شک ہم مُوْقِنُوْنَ یقین کرنے والے ہیں وَلَوْ اور اگر شِئْنَا ہم چاہتے لَاٰتَيْنَا تو دے دیتے كُلَّ نَفْسٍ ہر نفس کو هُدٰىهَا اس کی ہدایت وَلٰكِنْ اور لیکن حَقَّ الْقَوْلُ ثابت ہو گیا قول مِنِّيْ میری طرف سے لَاَمْلَئَنَّ کہ البتہ میں ضرور بھروں گا جَهَنَّمَ جہنم کو مِنَ الْجِنَّةِ جنوں سے وَالنَّاسِ اور انسانوں سے اَجْمَعِيْنَ سب سے فَذُوْقُوْا چنانچہ تم چکھو بِمَا بہ سبب اس کے جو نَسِيْتُمْ تم نے بھلائے رکھا لِقَآءَ ملاقات کو يَوْمِكُمْ هٰذَا اپنے اس دن کی اِنَّا بے شک ہم نے بھی نَسِيْنٰكُمْ بھلا دیا تم کو وَذُوْقُوْا اور تم چکھو عَذَابَ الْخُلْدِ ہمیشہ کا عذاب بِمَا بہ سبب اس کے جو كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ اور (تم تعجب کرو) جب دیکھو کہ گنہگار اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے کہ)

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں (بیشک) ہم یقین کرنے والے ہیں O اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا O سو (اب آگ کے) مزے چکھو اس لئے کہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے اور جو کام تم کرتے تھے ان کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔کاش! تم وہ منظر دیکھو کہ جب یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

۲۔ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تا کہ ہم نیک اعمال کریں۔

۳۔ہمیں اچھی طرح یقین آ چکا ہے۔ ۴۔اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر شخص کو اسکی ہدایت دے دیتے۔

۵۔لیکن وہ بات جو میری طرف سے کہی گئی تھی طے ہو چکی ہے۔

۶۔ میں جہنم کو ضرور جنات اور انسانوں سے سب سے بھر دوں گا۔

۷۔اب جہنم کا مزہ چکھو کیونکہ تم نے اس دن کا سامنا کرنے کو بھلا ڈالا تھا۔

۸۔ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔ ۹۔ جو کچھ تم کرتے رہے اسکے بدلہ ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

جب ان مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا تو اس وقت ان کی حالت یہ ہوگی کہ مارے شرم کے انکی نگاہیں نیچی جھکی ہوں گی، اللہ کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت بھی انہیں نہ ہوگی اور اسی حالت میں وہ اللہ تعالی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے دیکھ لیا کہ جس چیز کو ہم جھٹلاتے تھے وہ واقعی سچی بات ہے اور ہم اب آپ کی بات سن رہے ہیں۔آپ بس ہم پر ایک مہربانی کیجئے کہ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے جہاں پہلے ہم آپ کی نافرمانی کیا کرتے تھے، اب کی بار اس دنیا کو آپ کی اطاعت اور عبادت سے بھر دیں گے، ذرہ برابر بھی آپ کی عبادت میں کوتاہی نہیں کریں گے، آپ کے سارے احکام کو تسلیم کریں گے، بس آپ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے اس بار آپ ہمیں اپنا مطیع و فرمانبردار پائیں گے کیونکہ اب ہمیں یقین آ چکا ہے کہ آپ کے یہاں جزا و سزا کا معاملہ طے ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ کیسے آپ نے ہمیں دوبارہ زندہ کیا؟ دوسری جگہ انہی کافروں کی بروز قیامت ہونے والی حالت بیان کی گئی ہے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک ۱۰) کہ کاش! اگر ہم اس وقت اللہ کے رسول کی بات سن لیتے، یا ہم اللہ تعالی کی نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے ایسے وقت سچائی کو جانا جس وقت انہیں یہ جاننا کچھ فائدہ نہیں دے گا اور یہ ایسے وقت میں سنے ہیں جبکہ انہیں سننا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔(الدرالمنثور۔ج ۶۔ص ۵۴۴)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو تمام انسان و جنات کو ہدایت سے سرفراز فرمادیتے لیکن ہم نے پہلے ہی یہ فیصلہ سنادیا تھا کہ جو کوئی ہماری نافرمانی کریگا ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے تو ہمارا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور یہ نافرمان لوگ جہنم میں جائیں گے جن سے میں جہنم کو بھر دونگا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دیدیتا اور انکے سامنے کوئی ایسی نشانی پیش کرتا جسے دیکھ کر یہ لوگ اسکے سامنے جھک جاتے مگر اللہ نے پہلے ہی یہ طے کرلیا تھا کہ جہنم کو نافرمانوں سے بھر دونگا اس لئے اس نے ایسا نہیں کیا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ص، ۱۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام سے تین باتیں کہے گا، وہ کہے گا کہ اے آدم! اگر میں نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت نہ کی ہوتی اور جھوٹ اور دھوکہ کو برا نہ کہا ہوتا اور اس پر عذاب کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو آج میں آپ کی تمام اولاد پر رحم کرتا اس عذاب کی سختی سے جو میں نے انکے لئے تیار رکھی ہے، لیکن میرا فیصلہ سچا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے رسول کو جھٹلایا اور میرے حکموں کی نافرمانی کی کہ میں ان سے جہنم کو بھر دونگا اور کہے گا اے آدم! میں تمہاری اولاد میں سے کسی کو بھی دوزخ میں نہ ڈالتا اور انہیں آگ کا عذاب نہ دیتا مگر مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دوں تب بھی یہ لوگ وہی شرکیہ اعمال اور نافرمانیوں میں ہی پڑے رہیں گے، اس سے باز نہیں آئیں گے اور کہے گا کہ اے آدم! آج کے دن میں نے آپ کو میرے اور آپ کی اولاد کے درمیان حاکم بنایا ہے تو جس کسی کا پلّہ ذرہ برابر بھی نیکی کے ساتھ بھاری ہوجائے گا اسے جنت میں ڈال دونگا تاکہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ میں صرف ظالم کو ہی جہنم میں ڈالتا ہوں۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۴۲۱۹۵)

نافرمانی کرنے والوں کیلئے بطور وعید جہنم کو ان نافرمانوں سے بھر دیئے جانے کی بات جس طرح یہاں کہی گئی ہے اسی طرح قرآنِ مجید کی دیگر آیات میں بھی یہ بات کہی گئی ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۸ میں کہا گیا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا (یعنی شیطان کا) میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۱۱۹ میں ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

یہاں یہ بات بھی بتلائی جارہی ہے کہ ان کفار سے اس دن کہا جائے گا کہ تم دنیا میں اس دن کا انکار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ نہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور نہ ہی ہمیں عذاب دیا جائے گا لو! یہی وہ عذاب ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا، مگر تم نہیں ڈرتے تھے اسکا مزہ چکھو اور یہ عذاب بھی دو تین دن کا نہیں بلکہ یہ باتمہیشہ تمہیں اسی عذاب میں رہنا ہے، کیونکہ تمہارے اعمال ہی اس قابل تھے کہ تمہیں یہ عذاب دیا جائے، اگر تم ان اعمال کے بجائے نیک اعمال کرتے اور اللہ کی عبادت کرتے تو تم پر یہ عذاب نہ ہوتا مگر تم نے ایسا نہیں کیا لٰہذا یہ عذاب ہمیشہ کے لئے

جھیلتے رہو، جیسا تم نے دنیا میں ہمیں بھول رکھا تھا اور ہماری اس ملاقات کو بھی تم بھول بیٹھے تھے ویسے ہی ہم نے تمہیں اس جہنم میں پھینک کر بھلا دیا، اَلْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا (الجاثیہ ۳۴)

ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں

﴿درس نمبر ۱۶۵۹﴾ ﴿السجدہ ۱۵۔۱۶۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ O تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ O فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بس ایمان لاتے ہیں بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں پر الَّذِيْنَ وہی لوگ اِذَا ذُكِّرُوْا کہ جب وہ نصیحت کئے جاتے ہیں بِهَا ان کے ساتھ خَرُّوْا وہ گر پڑتے ہیں سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّسَبَّحُوْا اور وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَهُمْ اور وہ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر نہیں کرتے تَتَجَافٰى علیحدہ رہتے ہیں جُنُوْبُهُمْ ان کے پہلو عَنِ الْمَضَاجِعِ خواب گاہوں سے يَدْعُوْنَ وہ پکارتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب کو خَوْفًا خوف سے وَّطَمَعًا اور امید کرتے ہوئے وَّمِمَّا اور کچھ اس میں سے جو رَزَقْنٰهُمْ ہم نے انہیں رزق دیا يُنْفِقُوْنَ وہ خرچ کرتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ پس نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس مَّآ اُخْفِيَ وہ جو چھپا رکھی گئی ہے لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک جَزَآءًۢ بِمَا بدلہ ان کا جو كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کیساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے O ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں O کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اُن کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ اُن اعمال کا صِلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لے آتے ہیں کہ جب انہیں ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں۔

۲۔ اپنے پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

۳۔ وہ لوگ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ ۴۔ انکے پہلو رات کے وقت اپنے بستروں سے جدا رہتے ہیں۔

۵۔ وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔

۶۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

۷۔ کسی جاندار کو یہ معلوم نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان انکے اعمال کے بدلے چھپا کر رکھا گیا ہے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں جیسا کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ کفر سے مانوس ہوتے ہیں وہ لوگ اے نبی! ایمان نہیں لائیں گے بلکہ ایمان تو وہ لوگ لائیں گے جو قرآن میں غور وفکر کرتے ہیں اور اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انکے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں اور سجدے میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ لوگ سجدے میں جانے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد بیان کرنے میں ذرہ برابر بھی تکبر نہیں کرتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت پانچ نمازوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی، یعنی وہ لوگ نماز کے لئے آتے ہیں اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں یعنی اپنے رب کے حکم پر نماز پڑھتے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں تکبر نہیں کرتے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۲۶۵۴:)

ایمان والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی دیگر آیات میں بھی اس مومنانہ صفت کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰۹ میں کہا گیا وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا وہ اپنی تھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور خشوع اور خضوع بڑھا دیتا ہے۔ آیت نمبر ۱۰۷ میں اہلِ علم کی یہ صفت بیان کی گئی اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ایمان لانے والوں کی ایک اور صفت بیان کر رہے ہیں کہ یہ ایمان لانے والے ایسے ہیں کہ اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے الگ رکھتے ہیں یعنی سونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اس تنہائی کے وقت میں جہنم کے خوف سے اپنے رب کو پکار کر اس جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں کہ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں اس جہنم سے بچالے، یعنی خوف بھی انکے دل میں رہتا ہے جو انہیں نیک اعمال کرنے کی جانب راغب کرتا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی ہوتی ہے کہ ہم نے جو بھی ٹوٹے پھوٹے اعمال اللہ کے لئے کئے ہیں وہ اسے قبول فرمائے گا اور تیسری صفت یہ کہ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے، جو دولت انکے حوالہ کی ہے اور جو مال انہیں عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں غرباء وفقراء میں تقسیم بھی کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت عشاء کی نماز جسے عتمہ کہا جاتا ہے اسکا انتظار کرنے والوں کے سلسلہ میں نازل

ہوئی۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۵۴۵) لیکن اکثر علماء تفسیر نے کہا کہ یہ آیت رات کے آخر حصہ میں عبادت کرنے والوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ایک صبح میں آپ سے بہت قریب ہو گیا، ہم سب چل رہے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں لیکر جائے اور جہنم سے دور رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ آسان کردے، تم اللہ کی عبادت کرو اور اسکا کوئی شریک نہ ٹھہراو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو، پھر فرمایا کیا میں تمہیں بھلائی کے راستے نہ بتلاوں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز تہجد پڑھنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ترمذی:۲۶۱۶)

اللہ تعالی نے فرمایا کہ کسی بھی جاندار یعنی ایمان والے کو یہ نہیں پتا کہ اللہ تعالی نے اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک کے کیا کیا سامان جنت میں رکھے ہیں؟ یہ سب کچھ انکے ان اعمال صالحہ کے بدلہ میں انہیں دیا جائے گا جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے گویا کہ یہ ایک انعام ہے اور انعام بھی ایسا کہ جسکا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی چیزیں جنت میں تیار کر رکھی ہیں جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ ہی کسی کان نے اسکے بارے میں سنا ہوگا اور نہ ہی کسی کے وہم و گمان میں یہ چیزیں آئی ہوں گی، پھر فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُ۔الخ۔(بخاری ۳۲۴۴:)
اللہ تعالی ہم تمام کو ان نیک لوگوں میں شامل فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۰﴾ کیا مومن فاسق کے برابر ہوسکتا ہے؟ ﴿السجدہ ۱۸۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَمَنْ کیا پھر وہ شخص جو كَانَ مُؤْمِنًا مومن ہے كَمَنْ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو كَانَ فَاسِقًا فاسق ہے لَا يَسْتَوٗنَ وہ برابر نہیں ہوسکتے اَمَّا الَّذِيْنَ لیکن وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے فَلَهُمْ تو ان کے لیے ہیں جَنّٰتُ الْمَاْوٰى رہنے کے باغات نُزُلًا بطورِ مہمانی بِمَا بدلے ان کے جو كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے O جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے (رہنے کے) لئے باغات ہیں، یہ مہمانی اُن کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ بتاؤ کہ جو مومن ہے وہ فاسق کے برابر ہو سکتا ہے؟ ۲۔نہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

۳۔ جو لوگ ایمان لائے، نیک اعمال کئے، انکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں۔

۴۔ جو انہیں مہمان نوازی کے طور پر انکے اعمال کے صلہ میں دئے جائیں گے۔

مومنوں اور کافروں کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان دونوں کے بارے میں بطور سوال فرمارہے ہیں کہ جب تم نے کافر اور اس کی صفات کو جان لیا اور مومن اور اس کی صفات سے بھی واقف ہو گئے تو اب یہ بتاؤ کہ کیا یہ دونوں اعمال میں اور بدلہ پانے میں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں! بالکل نہیں ہو سکتے کیونکہ جو کفار ہیں انہیں تو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا اور انہیں وہاں طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو اور جو اللہ پر ایمان لائیں اور اسکے نبی کی رسالت کا اقرار کر لیں اور انہیں جو احکام دیئے گئے ان پر عمل بھی کرتے رہیں، وہ آرام وسکون کے ساتھ جنت میں مزے کر رہے ہوں گے اور انہیں ایسے ایسے انعامات سے نوازا جائے گا جو انہوں نے کبھی سوچا تک نہیں ہوگا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ، یہ بطور مہمان نوازی کے اللہ تعالی ان مومنوں کو نوازے گا تو ایک جگہ تو وہ لوگ ہیں جو عذاب پائیں گے اور دوسری طرف وہ لوگ جنہیں نعمتیں ملیں گی، دونوں کسی بھی اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے، جیسا قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی موجود ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (الجاثیہ ۲۱) جن لوگوں نے برے کام کا ارتکاب کیا کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں میں شامل کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے جسکے نتیجہ میں انکا جینا مرنا ایک ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ لوگ طے کئے ہوئے ہیں؟ جس طرح یہ بات کہی گئی کہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر ۹) کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح یہ بات کہی گئی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (الانعام ۵۰) کہہ دیجئے کہ کیا اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے؟ اور جس طرح یہ بات کہی گئی کہ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (المائدہ ۱۰۰) کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح یہ بات کہی گئی کہ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ (الرعد ۱۶) کیا اندھیریاں اور روشنی

برابر ہوسکتی ہیں؟ قرآنِ مجید کی یہ ساری مثالیں ہیں کہ جس طرح جاننے والا اور نہ جاننے والا دونوں برابر نہیں ہوسکتے جس طرح نابینا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے، جس طرح ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوسکتے، جس طرح اندھیریاں اور روشنی برابر نہیں ہوسکتے بالکل اسی طرح مومن اور کافر دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ مومن، مومن ہے، اس کا درجہ اونچا ہے اور کافر، کافر ہے، اس کی پستی، پستی ہے اور فاسق، فاسق ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں نہ دنیا میں برابر ہوسکتے ہیں، نہ موت کے وقت اور نہ ہی آخرت میں۔ (الدرالمنثور۔ ج،۶۔ص، ۵۵۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن عقبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم سے زیادہ جنگجو ہوں، تم سے زیادہ فصیح اللسان ہوں اور تم سے زیادہ لشکروں کو سنوارنے اور لیجانے والا ہوں، یعنی سپہ سالاری کی صلاحیت مجھ میں تم سے زیادہ موجود ہے، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چپ رہو تم تو فاسق ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص، ۵۵۳)

﴿درس نمبر ۱۶۶۱﴾ ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لے کر رہیں گے ﴿السجدہ ۲۰۔۲۱۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاَمَّا اور لیکن الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے فَسَقُوْا فسق کیا فَمَاْوٰىهُمُ تو ان کا ٹھکانا النَّارُ آگ ہے كُلَّمَآ جب بھی اَرَادُوْٓا وہ ارادہ کریں گے اَنْ يَّخْرُجُوْا کہ وہ نکلیں مِنْهَآ اس سے اُعِيْدُوْا لوٹادیئے جائیں گے فِيْهَا اسی میں وَقِيْلَ اور کہا جائے گا لَهُمْ ان سے ذُوْقُوْا تم چکھو عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب الَّذِيْ وہ جو كُنْتُمْ تم تھے بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ اسے جھٹلاتے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے انہیں مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى عذابِ ادنیٰ دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ عذابِ اکبر سے پہلے لَعَلَّهُمْ تاکہ وہ يَرْجِعُوْنَ لوٹیں وَمَنْ اور کون اَظْلَمُ زیادہ ظالم ہے مِمَّنْ اس شخص سے کہ ذُكِّرَ اسے نصیحت کی گئی بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اپنے رب کی آیات کے ساتھ ثُمَّ اَعْرَضَ پھر اس نے اعراض کیا عَنْهَا ان سے اِنَّا بلاشبہ ہم مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مجرموں سے مُنْتَقِمُوْنَ انتقام لینے والے ہیں

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے نافرمانی کی اُن کے رہنے کیلئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اُس میں سے نکل

جائیں تو اُس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اُس کے مزے چکھو O اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا دنیا کا عذاب بھی چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں O اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ اُن سے منہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں۔

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی تو انکے مستقل رہنے کی جگہ جہنم ہے۔

۲۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے انہیں واپس اسی میں ڈالدیا جائے گا۔

۳۔ ان سے کہا جائے گا کہ آگ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اسکا مزہ چکھو۔

۴۔ اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انہیں کم درجے کے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔

۵۔ شاید کہ وہ لوگ باز آجائیں۔

۶۔ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اللہ کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی مگر پھر بھی اس نے منہ موڑ لیا۔

۷۔ یقینا ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیکر رہیں گے۔

پچھلی آیت میں مومن کی جزا بیان کی گئی کہ روز جزا اسے کیا کیا انعامات ملیں گے؟ اس آیت میں کافر و فاسق کو کیا سزا دی جائے گی؟ بیان کیا جارہا ہے کہ یہ کافر جو اللہ کی اطاعت کو بھول بیٹھے تھے، کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے تھے، نیک کاموں سے انکا دور دور تک واسطہ نہیں تھا، انہیں اللہ تعالی جہنم کی آگ میں ہمیشہ کیلئے جھونک دے گا جہاں وہ ہمیشہ اس آگ میں جلتے رہیں گے یہی انکا ٹھکانہ ہوگا اور یہی انکے ہمیشہ کے رہنے کی جگہ ہوگی جس سے کبھی وہ نکل نہیں پائیں گے۔ مجرم لوگ جب دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو وہ نکل نہیں پائیں گے، انہیں دوبارہ دوزخ میں لوٹا دیا جائے گا۔ یہ بات سورۂ حج کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی بتلائی گئی ہے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے۔

جہنم میں جانے کے بعد ان کافروں کی کیا حالت ہوگی؟ اسے بیانکیا جارہا ہے کہ جب وہ کافر جہنم میں داخل ہونگے تو وہ لوگ جہنم کے عذاب کو دیکھ کر اس سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے، لیکن جب بھی وہ نکلنے کی کوشش کریں گے انہیں دوبارہ ڈھکیل کر پھر واپس جہنم میں ڈال دیا جائے گا، انہیں اور تڑپانے کے لئے کہا جائے گا کہ لو! اس عذاب کا مزہ چکھو، تم لوگ تو اس دن کو جھٹلاتے تھے؟ اب دیکھ لو یہ دن آگیا اور تمہیں اپنے کئے کا مزہ بھی مل رہا ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ تو آخرت کا اور فائنل عذاب ہے اور بہت ہی خطرناک عذاب ہے، مگر اس آخرت کے عذاب سے پہلے انہیں دنیا ہی میں ہلکے پھلکے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاکہ اس معمولی سے عذاب کو دیکھ کر ہی

سہی انہیں کچھ عقل تو آئے اوراس معمولی سے عذاب سے اس آخرت کے دردناک عذاب کا کچھ اندازہ ہی لگا کر اپنے کاموں سے باز آ جائیں، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مصائب، بیماریاں اور تھکاوٹ ہیں جو ایک طرح کا عذاب ہیں دنیا میں اسراف کرنے والوں کے لئے آخرت کے عذاب کو چھوڑ کر، یعنی آخرت میں اسکا الگ سے عذاب دیا جائے گا اگر توبہ نہ کی ہو تو، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! پھر یہ ہمارے لئے یعنی مومنوں کے لئے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں سے پاکی صفائی کا ذریعہ ہیں۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۵۴) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد قریش کے لئے قتل اور بھوک کی سزا ہے دنیا میں اور آخرت میں دردناک عذاب۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۵۵)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ سب سے بڑے ظالم تو یہ لوگ ہیں جب انکے سامنے ہماری نشانیاں اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اسے جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب غلط باتیں ہیں نعوذ باللہ اور منہ پھیر کر تکبر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں، ایسے لوگ مجرم ہیں کہ جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا اور جو مجرم ہوتے ہیں ہم ان سے انتقام ضرور لیتے ہیں چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں مگر انہیں اس جرم کی سزا ضرور ملے گی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی انہیں کرتا ہے تو وہ مجرم کہلاتا ہے، پہلا وہ جو ناحق جھنڈا اگاڑے یعنی کسی قوم سے معاہدہ ہوتے ہوئے بھی ان پر چڑھائی کرے، دوسرا وہ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے، تیسرا وہ شخص جو ظالم کی مدد کی نیت سے اسکے ساتھ چل پڑے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۲)

﴿درس نمبر ۱۶۶۲﴾ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی ﴿السجدہ ۲۳۔۲۴۔۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۔ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے دی مُوْسَى الْكِتٰبَ موسیٰ کو کتاب فَلَا تَكُنْ لہٰذا آپ نہ ہوں فِيْ مِرْيَةٍ شک میں مِّنْ لِّقَآئِهٖ اس کی ملاقات سے وَجَعَلْنٰهُ اور ہم نے بنایا اس کو هُدًى ہدایت لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کے لیے وَجَعَلْنَا اور ہم نے بنائے مِنْهُمْ ان میں سے اَئِمَّةً کچھ پیشوا يَّهْدُوْنَ وہ

رہنمائی کرتے تھے بِاَمْرِنَا ہمارے حکم سے لَمَّا صَبَرُوْا جب انہوں نے صبر کیا وَكَانُوْا اور تھے وہ بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں پر يُوْقِنُوْنَ یقین رکھتے اِنَّ رَبَّكَ بلاشبہ آپ کا رب هُوَ يَفْصِلُ وہی فیصلہ کرے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا اس میں کہ كَانُوْا وہ تھے فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اس میں اختلاف کرتے

ترجمہ:۔اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اُس کے ملنے سے شک میں نہ ہونا اور ہم نے اُس (کتاب) کو (یا موسیٰ کو) بنی اسرائیل کیلئے (ذریعہ) ہدایت بنایاO اور اُن میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھےO بلاشبہ تمہارا رب ان میں جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے قیامت کے روز فیصلہ کردے گا۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی۔

۲۔اے پیغمبر! آپ ان سے ملنے کے بارے میں ذرا بھی شک نہ کرنا۔

۳۔ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

۴۔ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جبکہ انہوں نے صبر کیا تو ایسا پیشوا بنایا جو لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

۵۔وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔

۶۔یقینا آپ کا رب ہی انکے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

۷۔ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

رسولِ رحمت ﷺ کے ذریعہ مشرکوں کو یہ بات بتلائی جارہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتابِ الٰہی قرآنِ مجید اتارا ہے یہ کتاب پہلی آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمانی کتاب دی گئی۔ یہ بات اسی لئے کہی گئی تاکہ ان کافروں اور مشرکوں کو یقین ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے ان سے پہلی قوموں کے پاس انبیاء کرام علیھم السلام اور آسمانی کتابوں کو بھیجا ہے اسی طرح انکے پاس بھی نبی کو مبعوث کیا ہے اور کتاب کو نازل کیا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ جس پر ایمان نہ لایا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے زمانہ سے قریب ہے اور یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم سے واقف بھی تھے تو انہیں سمجھانا آسان ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی تو آپ بھی اے محمد! اس کتاب کے ملنے میں شک نہ کرنا، جو کتاب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی تھی وہ کتاب انکی قوم بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا سامان تھی، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ فرمایا جسکے دو معنی مراد لئے جاسکتے ہیں پہلا معنی یہ کہ جس طرح ہم نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اسی طرح ہم آپ کو بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کتاب دیں گے، آپ شک میں نہ رہیئے کہ مجھے کتاب ملے گی یا نہیں؟ اس شک کو اپنے دل سے نکال دیجئے، جیسا کہ سورۂ نمل کی آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ بلاشبہ اے محمد! آپ کو یہ قرآن دیا جارہا ہے۔ اور دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ اے محمد! آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اس بارے میں آپ شک میں نہ رہیئے بلکہ آپ کی ملاقات ان سے ہوکر رہے گی اور ہوئی بھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی وہ لمبے قد اور گھنگرالو بالوں والے تھے، گویا وہ شنوءۃ قبیلہ کے مردوں میں تھے اور میں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بھی دیکھا جو مخلوق میں میانہ قد اور رنگ سفید و لال کے درمیان تھا اور سر کے بال سیدھے تھے اور میں نے مالکِ جہنم کے خازن کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی ان نشانیوں کے ساتھ دیکھا جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ پس آپ ان سے ملاقات کے بارے میں شک میں نہ پڑئیے۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی۔ ج ۱، ص ۲۶۵)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جب فرعون اور اسکی قوم کی تکالیف پر صبر کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں نازل فرمائیں ان سب پر ایمان ویقین رکھتے رہے کہ یہ سب ہمارے خالق و مالک کی جانب سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس مشقت اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے انہیں قوم کا پیشوا اور مقتدا بنا دیا کہ یہ لوگ اپنی قوم کے دوسرے لوگوں میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے اور انہیں سیدھے راستے پر لانے کی کوششوں میں جڑے رہے۔ اس بات میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ جس طرح ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اسی طرح ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کتاب عطا فرمائیں گے اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے کچھ لوگ دنیا کے مصائب پر صبر کرتے ہوئے ایمان پر ڈٹے رہے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے دین کا داعی بنا دیا تو اسی طرح اس امت محمدیہ کے ان لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جو تکلیفوں پر صبر کرتے ہوئے اللہ کے راستے قائم رہیں گے، اللہ ایسے لوگوں کو اس امت کا مقتدا یعنی امام بنا دے گا جنہوں نے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دی اور انہیں اسلام کی طرف لانے کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب یہ داعی لوگ دین سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور اللہ تعالیٰ کی حقانیت ان کے سامنے رکھتے تو یہ لوگ ان باتوں میں ان داعیوں سے جھگڑنے لگتے اور اللہ نے جن باتوں کے بارے میں کہا یعنی حساب و کتاب، بعث بعد الموت وغیرہ ان میں اختلاف کرتے یعنی اسے سچا نہ جانتے تو اب تو انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آئیں گی لیکن جب قیامت کا دن ہوگا تب اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کردے گا یعنی انکے اس اختلاف کو دور کردے گا اور انکی آنکھوں کے سامنے ان تمام مناظر کو پیش کردے گا جن سے انہیں ان تمام باتوں کا یقین ہوجائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۳﴾ ہم پانی کو کھینچ کر خشکی کی طرف لے جاتے ہیں ﴿السجدہ ۲۶۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ يَهْدِ کیا واضح نہیں ہوا لَهُمْ ان کے لیے كَمْ اَهْلَكْنَا ہم نے کتنی ہلاک کر دیں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ امتیں يَمْشُوْنَ یہ چلتے پھرتے ہیں فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ان کے گھروں میں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ کیا پھر بھی وہ نہیں سنتے اَوَلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّا بے شک ہم نَسُوْقُ ہانک لے جاتے ہیں الْمَآءَ پانی کو اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ چٹیل زمین کی طرف فَنُخْرِجُ پھر ہم نکالتے ہیں بِهٖ اس کے ذریعے سے زَرْعًا کھیتی تَاْكُلُ کھاتے ہیں مِنْهُ اس سے اَنْعَامُهُمْ ان کے چوپائے وَاَنْفُسُهُمْ اور وہ خود بھی اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ کیا وہ نہیں دیکھتے

ترجمہ:۔ کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے بہت سی اُمتوں کو جن کے مقاماتِ سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا بیشک اس میں نشانیاں ہیں تو یہ سنتے کیوں نہیں؟ ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اُس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی (کھاتے ہیں) تو یہ دیکھتے کیوں نہیں؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان کافروں کو اس بات سے ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے گھروں میں یہ لوگ خود چلتے پھرتے ہیں۔؟

۲۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ ۳۔ کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں؟۔

۴۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو کھینچ کر خشکی کی طرف لے جاتے ہیں؟

۵۔ پھر اس سے وہ کھیتی نکالتے ہیں جس سے اسکے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور یہ خود بھی۔

۶۔ تو کیا انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟

قرآنِ مجید نے مشرکینِ مکہ کو بار بار یہ بات یاد دلائی ہے کہ گزری ہوئی قوموں نے جب اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو انہیں کس طرح ہلاک و تباہ کر دیا گیا؟ اس آیت میں یہی بات یوں کہی جا رہی ہے کہ کیا اس بات نے بھی ان بدبختوں

کو ہدایت نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا؟ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی؟۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کیا۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۷ میں کہا گیا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ہم نے نوح کے بعد کتنیقو میں ہلاک کیں۔؟ سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۵۹ میں کہا گیا وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے ان کے مظالم کی بنا پر غارت کر دیا۔ یہ باتیں اس لئے کہی گئیں کہ ان مشرکین کا گزرا کثر اوقات انہی وادیوں میں سے ہوتا تھا جب سفر پر نکلتے تھے اور اپنی آنکھوں سے انکی ویرانیوں اور انکے تباہ شدہ کھنڈرات کو دیکھتے بھی تھے، کیا یہ اپنی آنکھوں سے انکی تباہی دیکھ کر سبق حاصل نہیں کرتے؟ اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچ کر اسکی اطاعت نہیں کرتے اور سمجھ سے کام نہیں لیتے؟ کیا ان کے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے کہ اتنی کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی اسی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں؟ اگر کوئی عقل مند ہوتا تو اس سے وہ ضرور نصیحت حاصل کرتا، ان واقعات میں اللہ کے خالق و مالک ہونے اور قادر مطلق ہونے پر بہت ساری نشانیاں موجود ہیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں جن قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ ہے اس سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۱۹۶)

اللہ تعالی انہیں اپنی ایک قدرت کی نشانی دکھا رہے ہیں تا کہ وہ یہ دیکھ کر نصیحت حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ چلو! ان تباہ شدہ قوموں کی بستیوں کو دیکھ کر انہیں کچھ پتا نہیں چلا تو کیا انہوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ ایک زمین بنجر پڑی ہے اس پر نہ کوئی گھانس اگتی ہے اور نہ ہی کوئی کھیتی مگر اللہ تعالی اس زمین پر پانی پہنچا تا ہے تو اس زمین میں ایک جان سی پڑ جاتی ہے جسکے بعد وہ بنجر زمین ہریالی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور خوب پھل پھلاریاں اس سے نکلنے لگتی ہیں جسے تم کھاتے ہو اور تمہارے جانور بھی، یہ تمہارے لئے بھی غذا ہے اور تمہارے چوپایوں کے لئے بھی، کیا ان سب نعمتوں کو دیکھ کر بھی تمہیں اتنا سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک زمین پہلے کسی کام کی نہ تھی مگر پھر رب ذوالجلال نے اسے انسانوں اور جانوروں کے لئے فائدہ مند بنا دیا؟ تو یقینا وہی ذات ہے جسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اور جو ایسی اونچی شان والا ہوتا ہے ہمیں اسی پر ایمان لانا چاہئے اور اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اگر تم سمجھدار ہوتے تو ضرور اس سے نصیحت حاصل کرتے اور ایمان لے آتے، تمہارا ایمان نہ لانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارے اندر ذرہ برابر بھی سمجھ و عقل نہیں ہے۔ ایسے بے وقوفوں کے سامنے کچھ بھی بیان کرلو وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ یہاں الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد بعض مفسرین نے کہا کہ ہر وہ بنجر زمین ہے جس میں اگانے کی

صلاحیت نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ایک مخصوص زمین ہے جو ملک شام یا دریائے نیل کے پاس واقع ہے۔(الدر المنثور۔ج،٦۔ص،۵۵٦)

﴿درس نمبر ۱۲٦۴﴾ جب فیصلہ ہوگا تو کافروں کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا ﴿السجدہ ۲۸۔۲۹۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ O فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں مَتٰى کب ہوگا هٰذَا الْفَتْحُ یہ فیصلہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو قُلْ کہہ دیجیے يَوْمَ الْفَتْحِ فیصلے کے دن لَا يَنْفَعُ نفع نہیں دے گا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْٓا کفر کیا اِيْمَانُهُمْ ان کا ایمان لانا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے فَاَعْرِضْ لہٰذا آپ منہ پھیرلیں عَنْهُمْ ان سے وَانْتَظِرْ اور آپ انتظار کریں اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ بھی مُّنْتَظِرُوْنَ منتظر ہیں

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟O کہہ دو کہ فیصلے کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی O تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو یہ بھی انتظار کررہے ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاو یہ فیصلہ کب ہوگا؟

۲۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ جب یہ فیصلہ ہوگا تب کافروں کا ایمان لانا کچھ فائدہ کا نہ ہوگا۔

۳۔ انہیں کوئی مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ ۴۔ اے پیغمبر! آپ ان لوگوں کی پرواہ نہ کیجئے۔

۵۔ آپ بھی انتظار کیجئے یہ لوگ بھی انتظار کررہے ہیں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ کہ قیامت کے دن اللہ انکے درمیان فیصلہ کردے گا تو اسی فیصلہ سے متعلق ان کافروں کا یہ سوال بیان کیا جارہا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھ رہے ہیں کہ اچھا چلو! ہم نے مان لیا کہ وہ فیصلے کا دن آنے والا ہے تو اب ہمیں بتاو کہ وہ دن کب آئے گا جس سے آپ ہمیں اتنا ڈرا رہے ہیں؟ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ ہمارا ایک دن ہوگا جس دن ہم آرام وانعامات میں ہوں گے، ان باتوں کو سن کر مشرکین کہا کرتے تھے کہ وہ دن کب آئے گا؟ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔(الدر المنثور۔ج،٦۔ص،۵۵۷)

اللہ تبارک وتعالی ان کافروں کو جواب دے رہے ہیں کہ جب وہ دن آجائے گا تو اس دن کی ہولناکی کو دیکھ کر اگر تم

ایمان لانا چاہو گے تو اس وقت تمہارا ایمان لانا قابلِ قبول نہیں ہوگا اور نہ ہی اس وقت تمہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔
اس آیت میں یَوْمَ الْفَتْحِ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر کی مختلف رائے ہیں۔ لیکن اکثر نے کہا کہ اس سے مراد قیامت اور قضا کا دن ہے جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح نصیب فرمائی اور بعض نے اس سے مراد فتح مکہ بھی لیا ہے۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۵۸) اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں اے نبی! آپ انکی باتوں کو سن کر اسے دل سے نہ لگائیں اور انکی اس طرح کی باتوں سے غم ورنج میں مبتلا نہ رہیں بلکہ انہیں انکے حال پر چھوڑ دیں اور آپ اپنے کام یعنی تبلیغ دین میں لگے رہیں۔ رسولِ رحمت ﷺ کو ان کافروں اور مشرکوں کی پرواہ کرنے سے منع کیا گیا اور ان سے اور ان کی باتوں سے چشم پوشی کرنے اور اعراض کرنے کا حکم دیا گیا۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۳ میں بھی آپ ﷺ سے اعراض کرنے کا حکم دیا گیا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ آپ ان سے چشم پوشی کیجئے انہیں نصیحت کرتے رہیئے اور آیت نمبر ۸۱ میں کہا گیا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۶ میں کہا گیا وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اور مشرکوں کی طرف خیال نہ کیجئے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۹۹ میں کہا گیا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔ سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۹۴ میں کہا گیا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ پس آپ اس حکم کو جو آپ کو دیا جارہا ہے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ آپ بھی اس قیامت کے آنے کا انتظار کیجئے کہ جس دن انہیں انکے کئے کی سزا دی جائے گی اور یہ بھی تو اس دن کے انتظار میں ہیں کہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جس دن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا ہے وہ آئے گا یا نہیں؟ لہٰذا انہیں انتظار کرنے دیجئے، جب وہ دن آئے گا تو انہیں خود پتا چل جائے گا کہ کس ہولناک دن کا وہ بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب مَدَنِیَّۃٌ

یہ سورت ۹ رکوع اور ۷۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۵﴾ **کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئیے** ﴿الاحزاب ۱۔تا۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ﴿۰﴾ وَّ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۰﴾ وَّ تَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۰﴾

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی اتَّقِ اللّٰهَ اللہ سے ڈریں وَلَا تُطِعِ اور آپ اطاعت نہ کریں الْكٰفِرِیْنَ کافروں کی وَ الْمُنٰفِقِیْنَ اور منافقوں کی اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ كَانَ عَلِیْمًا خوب جاننے والا ہے حَكِیْمًا بڑا حکمت والا وَّ اتَّبِعْ اور آپ پیروی کریں مَا اس چیز کی جو یُوْحٰۤی وحی کی جاتی ہے اِلَیْكَ آپ کی طرف مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ كَانَ بِمَا ہے ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم کرتے ہو خَبِیْرًا خوب خبردار وَّ تَوَكَّلْ اور توکل کیجیے عَلَی اللّٰهِ اللہ پر وَ كَفٰی بِاللّٰهِ اور کافی ہے اللہ وَكِیْلًا کارساز

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا بیشک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ○ اور جو (کتاب) تم کو تمہارے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی پیروی کئے جانا بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے ○ اور اللہ پر بھروسہ رکھنا اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ احزاب پڑھا اور اسے اپنے ماتحتوں کو سکھایا تو اسے عذاب قبر سے امان دی جائے گی۔ (تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی۔ ج، ۳۔ص، ۱۳۷)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہیئے۔ ۲۔ کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئیے۔

۳۔ یقیناً اللہ بہت علم والا اور بہت حکمت والا ہے۔

۴۔ آپ کے پروردگار کی طرف سے جو وحی بھیجی جاری ہے اسکی پیروی کیجئے۔

۵۔ جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۶۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ ۷۔کام بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

پچھلی سورت کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کفار ومشرکین سے اعراض کرنے کا حکم فرمایا، ان آیتوں میں مزید احکامات دیئے جارہے ہیں، سب سے پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویٰ یعنی پرہیزگاری کا حکم دیا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ ہماری اطاعت کرنے، فرائض کو ادا کرنے، حرام سے بچنے اور آپ پر جو کام واجب کئے گئے ہیں یعنی تبلیغ دین وغیرہ پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، اس لئے کہ جب انسان میں اللہ سے ڈرنے کی صفت موجود ہوگی تب انسان کا سارے گناہوں سے بچنا ممکن ہوسکے گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید میں ایمان والوں کو بھی تقویٰ اختیار کرنے کا بار بار حکم دیا ہے۔سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۹ میں کہا گیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور آیت نمبر ۱۹۴ میں کہا گیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور اللہ سے ڈرو اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کے ساتھ ہیں۔سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۱۰ میں کہا گیا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا گیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے۔اور فرمایا کہ آپ ان کافروں اور منافقوں کی اتباع اور پیروی ہرگز مت کیجئے۔رسولِ رحمت ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو احکامات دیئے ہیں ان کی پیروی کریں۔سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۶ میں کہا گیا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں۔سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۵۲ میں کہا گیا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ پس آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں۔سورۃ القلم کی آیت نمبر ۸ میں کہا گیا فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ پس آپ جھٹلانے والوں کی نہ مانیئے۔سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۲۴ میں کہا گیا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا پس آپ اپنے رب کے حکم پر قائم رہیئے اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانیئے۔ ان منافقوں کے دلوں میں کیا چل رہا ہے اور وہ کس طرح کی پلاننگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے اچھی طرح واقف ہے، اور انکی اس پلاننگ کو کیسے زیر کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے وہ تو بڑا حکمت والا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ دین سے باز رکھنے کے لئے کہا اور واپس انہی کے دین کو اپنانے کی بات کہی اور اس بات کی لالچ دی کہ وہ اپنی دولت کا آدھا حصہ آپ ﷺ کو دے گا اور مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں نے آپ ﷺ کو دھمکایا کہ اگر آپ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپکو قتل کردیں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی: یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ۔الخ۔(الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۶۰) ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں کافرین سے مراد ابی بن خلف ہے اور منافقین سے مراد ابو عامر راہب، عبداللہ بن ابی بن سلول اور جد بن قیس ہیں۔(الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۵۶۰) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ انکی باتیں نہ سنئے اور نہ ہی ان پر عمل کیجئے آپ کو تو اس قرآن پر عمل کرنا ہے جو آپ کی جانب اللہ کی طرف سے بھیجی جارہی ہے، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ بھی آپ اور مسلمان اس قرآن کریم پر عمل کرر ہے ہیں اور اسکے احکامات کی پیروی کرر ہے ہیں۔ اللہ تعالی کو تمہارے ہر کام کی پوری پوری خبر ہے۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۱۰۹ میں بھی اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم فرمایا وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ کہ آپ کی جانب جو وحی کی جائے بس اسی کی اتباع کیجئے۔ اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ کافروں کی خواہش کے خلاف اس قرآن پر عمل کرو گے تو آپ اللہ تعالی پر بھروسہ رکھ کر اپنا کام کیجئے ان کافروں ومشرکوں کی ذرہ برابر فکر نہ کریں آپ نے جب اللہ پر بھروسہ کرلیا تو بس اللہ تعالی ہی کے ذمہ آپ کی حفاظت ہے اور وہ اکیلا ہی ان سب سے نمٹنے کے لئے کافی ہے، لہٰذا آپ بے فکر رہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۶﴾ ہر شخص کے سینے میں ایک ہی دل ہے ﴿الاحزاب ۴۔۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ نہیں بنائے اللہ نے لِرَجُلٍ کسی انسان کے لیے مِّنْ قَلْبَیْنِ دو دل فِیْ جَوْفِهٖ اس کے سینے میں وَمَا جَعَلَ اور اس نے نہیں بنایا اَزْوَاجَكُمُ تمہاری بیویوں کو الّٰٓـئِیْ تُظٰهِرُوْنَ وہ جو تم ظاہر کرتے ہو مِنْهُنَّ ان سے اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری مائیں وَمَا جَعَلَ اور اس نے نہیں بنایا اَدْعِیَآءَكُمْ تمہارے لے پالکوں کو اَبْنَآءَكُمْ تمہارے بیٹے ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ یہ تمہارا کہنا ہے بِاَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں سے وَاللّٰهُ اور اللہ یَقُوْلُ الْحَقَّ حق کہتا ہے وَهُوَ اور وہی یَهْدِی ہدایت دیتا ہے السَّبِیْلَ راستے کی اُدْعُوْهُمْ تم پکارو ان کو لِاٰبَآئِهِمْ ان کے باپوں کی طرف هُوَ اَقْسَطُ یہ زیادہ انصاف کی بات

ہے عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک فَاِنْ پھر اگر لَّمْ تَعْلَمُوْٓا تم نہ جانو اٰبَآءَ هُمْ ان کے باپوں کو فَاِخْوَانُكُمْ تو وہ تمہارے بھائی ہیں فِي الدِّيْنِ دین میں وَمَوَالِيْكُمْ اور تمہارے دوست ہیں وَلَيْسَ اور نہیں ہے عَلَيْكُمْ تم پر جُنَاحٌ کوئی گناہ فِيْمَآ اس میں جو اَخْطَاْتُمْ تم چوک جاؤ بِهٖ اسکے بولنے میں وَلٰكِنْ اور لیکن مَّا تَعَمَّدَتْ وہ جو ارادہ کیا قُلُوْبُكُمْ تمہارے دلوں نے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ غَفُوْرًا بڑا بخشنے والا رَّحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری بیویوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے O مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات درست ہے اگر تمہیں ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کئے۔

۲۔ تم اپنی جن بیویوں کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہو انہیں تمہاری ماں نہیں بنایا۔

۳۔ نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے۔

۴۔ یہ تو باتیں ہی باتیں ہیں جو تم اپنے منہ سے کہہ دیتے ہو۔ ۵۔ اللہ وہی بات کہتا ہے جو حق ہے۔

۶۔ وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ۷۔ تم ان منہ بولے بیٹوں کو انکے باپ کے نام سے پکارو۔

۸۔ یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔

۹۔ اگر تمہیں انکے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔

۱۰۔ تم سے جو غلطی ہو جائے اس پر تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

۱۱۔ البتہ جو گناہ تم جان بوجھ کر کرو گے اس پر گناہ ہوگا۔

۱۲۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی دل کے ساتھ پیدا کیا ہے کسی بھی انسان کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں بنائے، سوال یہاں یہ ہے کہ اس طرح کی بات اللہ تعالیٰ نے کیوں کہی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب ان سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آیت کے

بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ علیہ السلام سے نماز میں کچھ بھول چوک ہوگئی تو منافقوں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہا کہ انکے تو دو دل ہیں ایک تو تم لوگوں کے ساتھ اور دوسرا دوسرے لوگوں کے ساتھ، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالی نے کسی بھی انسان کے دو دل نہیں بنائے۔ (ترمذی ۳۱۹۹:) بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت بنوفہر کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اور بعض نے کہا کہ یہ بنوجمح کے ایک آدمی جمیل بن معمر کے بارے میں نازل ہوئی جو یہ کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں۔

اس کے بعد مسئلہ ظہار بیان کیا گیا یعنی اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے ایسے ہی جیسے میری ماں کی پیٹھ مجھ پر حرام ہے اسی کو ظہار کہا جاتا ہے جس نے بھی ظہار کیا یعنی اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس سے اسکی بیوی اس آدمی پر حرام نہیں ہوتی اور اس پر اس طرح کہنے کی وجہ سے کفارہ لازم آئے گا۔ سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر ۳ اور ۴ میں ظہار کا کفارہ دینے کا طریقہ بیان کیا گیا کہ غلامی سے آزاد کرنا یا دو مہینے کے روزے مسلسل رکھنا، اگر یہ بھی اس سے نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔

کسی بچہ کو گود لینے سے متعلق یہ اصول بیان کیا جارہا ہے کہ جب تم کسی کو گود لیکر اسکی پرورش کرتے ہو تو وہ تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا بلکہ وہ منہ بولا بیٹا ہی رہتا ہے تو جو احکام حقیقی بیٹے پر لاگو ہوتے ہیں وہ اس منہ بولے بیٹے پر لاگو نہیں ہوتے، تم اسے اپنا بیٹا کہہ کر نہیں بلاؤ گے بلکہ اسکے باپ کے نام سے ہی بلاؤ گے اور اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تب بھی اسے اپنی جانب منسوب نہیں کرو گے اور دوسری بات یہ کہ اس منہ بولے بیٹے کی بیوی طلاق دینے کے بعد اس کے منہ بولے باپ کے لئے حلال ہوجائے گی یعنی اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی کو اگر اس منہ بولے بیٹے نے طلاق دیدی تو اب یہ اس پالنے والے باپ کے لئے حلال ہے اب وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے لیکن حقیقی بیٹے کی بیوی کو اگر بیٹا طلاق بھی دیدے تب بھی وہ باپ کے لئے حلال نہیں ہوتی، اسی طرح منہ بولا بیٹا وارث بھی نہیں بنتا۔ اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے اس طرح بیٹا کہنے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا یہ تو تمہاری اپنی باتیں ہیں جو کہ بے بنیاد ہیں لیکن جو بات اللہ کہتا ہے وہ برحق اور سچی ہوتی ہے اور اپنے احکامات کے ذریعہ تمہیں غلط راہ پر جانے سے بچاتا ہے اور صحیح راہ بتلاتا ہے، علماء تفسیر نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور آپ ﷺ نے انکا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کروایا تھا مگر یہ نکاح نباہ نہ ہوسکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اس وقت کفار و منافقین یہ شور مچانے لگے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا جبکہ وہ اس سے منع فرماتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی

کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔(تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۲۳۳)اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان منہ بولے بیٹوں کو انکے ہی والد کے نام سے بلاوانکے آگے اپنا نام مت لگاؤ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ پھر اس کے بعد ہم نے انہیں زید بن حارثہ کہنا شروع کیا۔(ترمذی ۳۲۰۹) بخاری کی روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو اسکے باپ کا نام معلوم رہنے کے باوجود اپنے نام سے منسوب کیا تو اس پر جنت حرام ہے۔(بخاری ۴۳۲۶۱)اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ تم زید بن حارثہ ہو۔(تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۲۳۴)ہاں!اگر واقعی تمہیں اس کے باپ کے نام کا علم نہ ہو تو کوئی بات نہیں اسے اسکے ہی نام سے بلاو کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں انکا احترام کرنا تم پر فرض ہے اور تمہارے غلام بھی ہیں تو اپنے غلاموں کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم تمہیں اللہ نے دیا ہے اور ہاں!اگر تم نے جانے انجانے میں یہ گناہ کردیا ہو کہ اس غلام کو کسی اور کی طرف منسوب کردیا ہو تو کوئی بات نہیں۔اللہ تعالی ایسی غلطیوں پر کوئی مواخذہ نہیں کرتا جو انجانے میں ہوگئی ہوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت سے غلطی اور بھول چوک کو اور مجبوری میں کئے ہوئے گناہ کو معاف کردیا۔(ابن ماجہ ۲۰۴۳)لیکن ہاں!اگر جان کر کہ یہ گناہ کا کام ہے پھر بھی گناہ کرتے ہو تو اس پر تمہیں سزا ضرور دی جائے گی،لیکن اگر تمہیں اس گناہ کے کرنے کے بعد پچھتاوا ہوجائے اور اپنے گناہ پر شرمندگی محسوس ہونے لگے اور پھر تم نے اس گناہ پر اللہ سے معافی مانگی ہو اور توبہ کیا ہو تو اللہ تمہیں بخش دے گا کیونکہ وہ تو بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۷﴾ نبی ﷺ کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں ﴿الاحزاب ۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى نبی زیادہ حق دار ہے بِالْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر مِنْ اَنْفُسِهِمْ ان کے نفسوں سے بھی وَاَزْوَاجُهٗٓ اور اس کی بیویاں اُمَّهٰتُهُمْ ان کی مائیں ہیں وَاُولُوا الْاَرْحَامِ اور رشتے دار بَعْضُهُمْ بعض ان کے اَوْلٰى زیادہ حق دار ہیں بِبَعْضٍ ساتھ بعض کے فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ کی کتاب میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں سے وَالْمُهٰجِرِيْنَ اور مہاجروں سے اِلَّآ اَنْ مگر یہ کہ تَفْعَلُوْٓا تم کرو اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ ساتھ اپنے دوستوں کے

مَّعْرُوْفًا کوئی بھلائی كَانَ ذٰلِكَ یہی ہے فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا کتاب میں لکھا ہوا

ترجمہ:۔ پیغمبر مومنوں پر اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کی رُو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ حقدار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے) یہ حکم کتاب (یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایمان والوں کے لئے یہ نبی انکی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۲۔ انکی بیویاں ان ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

۳۔ اسکے باوجود اللہ کی کتاب کے مطابق پیٹ کے رشتہ دار دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے مقابلہ میں ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھتے ہیں۔

۴۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ انکے حق میں وصیت کر کے کچھ نیکی کرلو۔

۵۔ یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

پچھلی آیتوں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے کی نفی کی گئی اور ان آیتوں میں کہا جا رہا ہے۔ رسولِ رحمت ﷺ ایمان والوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ دین اور دنیا کے تمام معاملات اور امور میں رسولِ رحمت ﷺ کا مقام اور درجہ ان ایمان والوں کی جانوں سے بھی بڑھ کر ہے، اس لئے کہ ایمان والوں کے حق میں نبی رحمت ﷺ کی محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا عالم یہ ہے کہ نبی ان سارے مومنوں کی کامیابی اور نجات کے اس قدر فکر مند ہیں کہ خود ایمان والوں کو اپنی فکر اس قدر نہیں جس قدر نبی رحمت ﷺ کو ان ایمان والوں سے ہے۔ نبی ﷺ ان ایمان والوں کے حق میں اس قدر نرم، شفیق اور مہربان ہیں کہ خود ایمان والے اس قدر مہربانی اپنی جانوں پر بھی نہیں کرتے۔ ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں اور نبی رحمت ﷺ انہیں نجات کی جانب لے جا رہے ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ (بخاری ۱۵) کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسکے دل میں میری چاہت اسکے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر نہ ہوجائے، اس اعتبار سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ باپ سے بھی بڑھا ہوا ہے، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر نبی امت کے والد ہوتے ہیں، اس آیت میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک تسلی بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہے جانے پر فخر کرتے تھے مگر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ منہ بولے بیٹوں کے ان کے حقیقی باپوں کے نام

سے پکارو تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا دل مرجھا سا گیا تھا لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ساری امت کو اس بات پر فخر ہوگا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے آپ ہیں، اب چونکہ جو سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے جو سب سے قریب ہوتا ہے وہ اپنے ماتحتوں کی ہمیشہ فکر میں رہتا ہے ایسے ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم امت کی ہمیشہ فکر میں رہا کرتے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تمہیں دوزخ کی آگ سے پکڑ کر کھینچ لوں گا جبکہ تم اس میں پتنگوں کی طرح بغیر سوچے سمجھ گھسے جا رہے ہوں گے۔ (ترمذی ۲۸۷۴) اللہ تعالی نے فرمایا کہ رسولِ رحمت ﷺ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں یعنی ماوؤں کے درجہ میں ہیں تو جیسے تم اپنی ماوؤں سے نکاح نہیں کر سکتے اسی طرح ان ازواج مطہرات سے بھی نکاح نہیں کر سکتے اور جسطرح تم اپنی ماوؤں کا احترام کرتے ہو اسی طرح ان ازواجِ مطہرات کا احترام تم پر فرض ہے اگر تم انکے احترام میں کوتاہی کرو گے کہ تمہارے ایمان کو خطرہ لاحق ہوگا۔ اسکے علاوہ جتنے بھی احکام ہیں ان میں یہ ازواج برابر کی شریک ہیں یعنی پردہ وغیرہ کہ ان سے پردہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالی میراث کا حکم بھی بیان فرما رہے ہیں کہ جو تمہارے رشتہ دار ہیں جن سے تمہاری خونی رشتہ داری ہے وہ تمہاری میراث کے زیادہ حق دار ہیں یعنی تمہاری میراث کا مال پہلے ان میں تقسیم کیا جائے گا انکے حصوں کے موافق جسکی تفصیل سورۂ نساء میں موجود ہے۔ اصل میں یہ آیت اس رسم کو منسوخ کرتی ہے جو اسلام سے پہلے رائج تھی یعنی جس کسی کی کسی سے دوستی ہوتی تھی جسے ہم پکی دوستی کہتے ہیں تب وہ دوست بھی اس میراث کے مال میں شریک ہوتا تھا، اللہ نے اس رسم کو ختم فرمایا کہ مومن مومن بھائی ہونے کی نسبت سے بھی وہ میراث میں شریک نہیں ہونگے اور نہ مواخات جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا فرمائی تھی، اس بھائی چارہ کی وجہ سے کوئی کسی کے مال میراث میں شریک نہیں ہوگا بلکہ میراث تو خالص ذو رحم رشتہ داروں کا حق ہے لیکن ہاں! اگر کوئی شخص اپنے تہائی مال میں سے کوئی وصیت کر جائے تو اس وصیت کا لحاظ رکھا جائے گا اور جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اسے وہ مال دیا جائے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے سب سے قریب ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ لہٰذا جو کوئی مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو اسکے رشتہ دار اسکے وارث ہونگے، لیکن اگر کوئی قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائے کہ میں انکا ولی ہوں۔ (بخاری ۲۳۹۹) آخر میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمام احکام کتاب اللہ میں لکھے ہوئے ہیں اگر تم جاننا چاہو تو اس میں پڑھ لو تمہیں پتا چل جائے گا کہ کس کا کیا حق اللہ تعالی نے مقرر کر رکھا ہے؟

﴿درس نمبر ۱۶۶۸﴾ ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا ﴿الاحزاب ۷-۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاِذْ اور جب اَخَذْنَا ہم نے لیا مِنَ النَّبِيّٖنَ نبیوں سے مِيْثَاقَهُمْ ان کا عہد وَمِنْكَ اور آپ سے وَمِنْ نُّوْحٍ اور نوح سے وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم سے وَمُوْسٰى اور موسیٰ سے وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ ابنِ مریم سے وَاَخَذْنَا اور ہم نے لیا مِنْهُمْ ان سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا بڑا پختہ عہد لِّيَسْـَٔلَ تا کہ پوچھے الصّٰدِقِيْنَ سچوں سے عَنْ صِدْقِهِمْ ان کی سچائی کی بابت وَاَعَدَّ اور اس نے تیار کیا ہے لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لیے عَذَابًا اَلِيْمًا دردناک عذاب

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا ۝ تا کہ سچ کہنے والوں سے اُن کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اُس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! اس وقت کو یاد رکھو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا۔

۲۔ آپ سے حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی اور حضرت عیسی ابن مریم علیہم السلام سے بھی۔

۳۔ ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا تھا۔

۴۔ تا کہ اللہ سچے لوگوں سے انکی سچائی کے بارے میں پوچھیں۔

۵۔ اس نے کافروں کے لئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ نبی مومنین کے انکی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتے ہیں، ان آیتوں میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی کون ہیں اور انہیں کس نے نبی بنایا اور انکا کام کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے نبیوں سے عہد لیا کہ ہم آپ کو اس دنیا میں ہماری کتاب دے کر بھیج رہے ہیں تا کہ آپ ہمارا پیغام اپنی اپنی قوموں تک پہنچائیں اور انہیں گمراہی کے راستے اور ہدایت والے راستے کے درمیان فرق بتلائیں اور آپ کے بعد یا آپ ہی کی موجودگی میں اگر ہم کوئی دوسرا نبی بھیج دیں تو آپ کو اس نبی کی تصدیق کرنی ہوگی، تو کیا آپ تمام اس

بات کو مانتے ہیں؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا ہاں! ہم اسے مانتے ہیں، اللہ تعالی نے خصوصیت کے ساتھ چند انبیاء کرام علیہم السلام کے نام لئے ہیں تا کہ انکی عظمت ورفعت بیان کی جاسکے اور اس لئے بھی خصوصیت کے ساتھ ان انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لیا گیا کہ ان انبیاء پر دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں زیادہ آزمائشیں آنے والی ہیں، اسی لئے خصوصیت کے ساتھ ان انبیاء کا نام لیکر اس بات کی تصدیق لی گئی اور یہ کتاب اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ ان انبیاء پر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں بہت زیادہ آزمائشیں آئی ہیں اور انہوں نے اس آزمائش کو پار کرلیا ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ میں بھی اللہ تعالی نے اس مضمون کو بیان فرمایا وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَـنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰ لِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ کہ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالی نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاو گے اور ضرور اسکی مدد کروگے، اللہ تعالی نے ان پیغمبروں سے کہا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی اس ذمہ داری کو اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ حدیث میں ہے اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہم ان انبیاء سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے اس اقرار کو پورا کردیا جو تم نے ہم سے کیا تھا کہ تم تبلیغ دین کروگے اور ہمارا پیغام اپنی اپنی امت تک پہنچاو گے؟ تب وہ پیغمبر کہیں گے کہ ہاں! ہم نے پہنچادیا، پھر اسکے بعد اللہ تعالی ان تمام نبیوں کی امتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ سچ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام پہنچادیا؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ نہیں! انہوں نے ہمیں آپ کا پیغام نہیں پہنچایا اور وہ اس طرح انکی سچائی کا انکار کردیں گے تب اللہ تعالی ان انبیاء سے کہے گا کہ کیا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں! اللہ تعالی فرمائے گا کہ وہ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت، پھر انہیں بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے یہ پیغام پہنچادیا؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں! تو اللہ تعالی کہے گا کہ تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا جبکہ تم تو آخری امت ہو؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے نبی نے بتلایا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کے پیغام کو پہنچادیا، لہٰذا ہم نے انکی تصدیق کی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی ہو جن کے بارے میں اللہ تعالی نے کہا کہ اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ (ابن ماجہ ۴۲۸۴)، اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو یہ جھٹلانے والے ہیں ہم انہیں ضرور دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے اس لئے کہ ایک تو انہوں نے ہمارے انبیاء کی بات نہیں مانی اور دوسری جرأت یہ کی کہ ان

بدبختوں نے ان نبیوں کو جھوٹا بتلایا۔

اس آیت کے متعلق ایک حدیث مروی ہے کہ ابو مریم غسانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی نبوت کی ابتدا کب ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھ سے عہد لیا جیسا کہ دوسرے انبیاء سے عہد لیا، پھر آپ نے یہی آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ ۔الخ۔ تلاوت فرمائی اور پھر کہا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں کہ انہوں نے کہا تھا اے اللہ! انکے پاس ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو اور میں مسیح ابن مریم کی بشارت ہوں، جسکی تاویل کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بزرگوار نے ایک خواب دیکھا کہ آپ کے دونوں پیروں کے درمیان سے ایک نور نکلا ہے جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (الدر المنثور۔ ج،٦۔ص،٥٦٨)

﴿درس نمبر ١٦٦٩﴾ جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے ﴿الاحزاب ٩۔تا۔١١﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو! اذْكُرُوْا تم یاد کرو نِعْمَةَ اللّٰهِ اللہ کا احسان عَلَيْكُمْ اپنے اوپر اِذْ جَآءَتْكُمْ جب آئے تھے تم پر جُنُوْدٌ کئی لشکر فَاَرْسَلْنَا تو ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر رِيْحًا وَّجُنُوْدًا ہوا اور ایسے لشکر لَّمْ تَرَوْهَا تم نے نہیں دیکھا ان کو وَكَانَ اللّٰهُ اور تھا اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم کر رہے تھے بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا اِذْ جَآءُوْكُمْ جب وہ آئے تھے تم پر مِّنْ فَوْقِكُمْ تمہارے اوپر سے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تمہارے نیچے سے وَاِذْ اور جب زَاغَتِ الْاَبْصَارُ پتھرا گئی تھیں آنکھیں وَبَلَغَتِ اور پہنچ گئے تھے الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ دل گلوں تک وَتَظُنُّوْنَ اور تم گمان کرتے تھے بِاللّٰهِ اللہ کے بارے میں الظُّنُوْنَا گمان هُنَالِكَ وہاں ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ آزمائے گئے مومن وَزُلْزِلُوْا اور وہ ہلائے گئے زِلْزَالًا ہلایا جانا شَدِيْدًا نہایت سخت

ترجمہ:۔ مومنو! اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اُس نے) تم پر (اُس وقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے

ہو اللہ اُن کو دیکھ رہا ہے O جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے O وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! یاد کرو اللہ نے اس وقت تم پر کیسا انعام کیا جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے؟

۲۔ہم نے ان پر ایک آندھی بھی بھیجی اور ایک لشکر بھی جو تمہیں نظر نہیں آئے تھے۔

۳۔جو کچھ تم کرتے رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔

۴۔ یاد کرو جب وہ تم پر تمہارے اوپر سے بھی چڑھ آئے تھے اور نیچے سے بھی۔

۵۔جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے۔

۶۔تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے تھے۔

۷۔اس موقع پر ایمان والوں کی بڑی آزمائش ہوئی۔

۸۔انہیں ایک سخت بھونچال میں ڈال کر ہلا دیا گیا تھا۔

ان آیتوں میں غزوہ خندق کا ذکر ہو رہا ہے۔آیت نمبر ۹ سے آیت نمبر ۲۷ تک اسی غزوہ کا تذکرہ ہے اس غزوہ کا دوسرا نام غزوۂ احزاب بھی ہے جسکے نام پر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے یہ غزوہ شوال کے مہینہ میں سن پانچ ہجری میں پیش آیا، چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اے مومنو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم پر دشمن حملہ کرنے کے لئے آئے تو اللہ تعالی نے ان پر سخت ہوائیں مسلط کر دیں اور فرشتوں کے ایک لشکر کو جسے تم دیکھ نہیں سکتے تھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا اور اس وقت تمہاری کیا حالت تھی؟ اللہ اس سے بخوبی واقف تھا، قصہ یہ ہوا کہ بنونضیر کے یہودیوں کی سازش سے قریش کے بت پرستوں نے یہ طے کیا کہ عرب کے مختلف قبیلوں کو جمع کر کے مدینہ پر حملہ کریں گے، چنانچہ بنوغطفان، بنواسلم، بنومرہ، بنواشجع، بنوکنانہ اور بنوفزارہ بھی قریش کے ساتھ اس جنگ کے لئے جمع ہو گئے، انکی تعداد کے بارے میں کہا گیا کہ یہ لوگ بارہ سے پندرہ ہزار تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے؟ اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ کے شمال سے حملہ آور ہونے والے ہیں تو وہاں مدینہ کے قریب ایک بڑی خندق یعنی گڑھا کھودا جائے تا کہ وہ مدینہ میں داخل نہ ہونے پائیں چنانچہ اس رائے کو پسند کیا گیا اور صرف چھ دن میں یہ خندق کھودی گئی، جب دشمن مدینہ آئے تو اس خندق کی وجہ سے وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے تو وہیں خندق کے پاس پڑاؤ ڈال دیا جو پڑا وا ایک مہینہ تک چلا اس وقت اللہ تعالی نے ایک ایسی آندھی بھیجی جس کی وجہ سے ان کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور سارے برتن جن میں ان کا

کھانا پینا تھا سب اڑا کر لے گئی جسکی وجہ سے انہیں مجبوراوہاں سے جانا پڑا اسی نعمت کو اللہ تعالی نے یہاں بیان کیا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے غزوہ احزاب کے وقت اپنی حالت دیکھی کہ ہم صف باندھے بیٹھے ہوئے تھے، کہ ابوسفیان اور انکا لشکر ہماری اوپری جانب تھا اور بنو قریظہ کے یہود ہمارے نیچے کی جانب تھے ہم اپنی اولاد کے سلسلہ میں ڈر رہے تھے کہ اتنی سخت تاریک اور ہواوں سے بھری رات ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی کہ جن ہواوں میں بجلی کی کڑک کی طرح آوازیں تھیں، وہ رات اتنی تاریک تھی کہ ہمیں اپنی انگلیاں تک دکھائی نہیں دے رہی تھیں، اس وقت منافقین جنگ چھوڑ کر گھر جانے کی اجازت لینے لگے کہ ہمارے گھر محفوظ نہیں ہیں، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کو جانے کی اجازت دیتے جو جانا چاہتا تھا، یہاں تک کہ ہم تین سو کے قریب لوگ باقی رہ گئے، پھر اللہ کے نبی ہم میں ایک ایک آدمی سے ملنے لگے مجھ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی میری اس وقت حالت یہ تھی کہ نہ ہی میرے پاس دشمن سے بچاؤ کے لئے جنگی لباس تھا اور نہ ہی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے کوئی چیز، میرے پاس بس ایک چادر تھی جو میں نے اپنی بیوی سے مانگی تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے اوپر تک ہی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں گھٹنوں کو چھپائے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے زمین کی جانب جھکتے ہوئے کہا حذیفہ! جبکہ میں اس طرح کی حالت میں اٹھنا نہیں چاہتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا : کھڑے ہوجاو، تو میں کھڑا ہو گیا، اور کہا کہ دشمن قوم کی کیا حالت ہے معلوم کرآو، راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے ڈرپوک شخص تھا اور مجھے سردی بھی زیادہ ہوتی تھی لیکن بہرحال میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے لئے نکل پڑا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا کہ اے اللہ! حذیفہ کی دائیں سے بائیں سے، اوپر سے نیچے سے، آگے سے پیچھے سے حفاظت فرما، راوی کہتے ہے کہ اللہ کی قسم! اس وقت مجھے نہ کوئی خوف محسوس ہونے لگا اور نہ ہی سردی کہ میرے پیٹ سے وہ چیز نکل گئی جو پہلے تھی، لہٰذا جب میں مڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! میرے پاس آنے تک تم کسی سے بات نہیں کرو گے، تو پھر میں نکل پڑا اور لشکر کے قریب ہو گیا میں نے دیکھا کہ وہ لوگ آگ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کا بھاری بھرکم آدمی اپنے ہاتھوں کو آگ پر تاپتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ چلو نکل چلو! پھر میں اس لشکر میں گیا جہاں بنو عامر کے لوگ تھے وہ بھی کہہ رہے تھے کہ اے آل عامر! چلو نکل چلو، پھر وہ لوگ نکل گئے، بس ابھی یہ لوگ ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھے تھے کہ میں نے انکے قافلے میں پتھروں اور ہواوں کی آوازیں سنیں جو انہیں مار رہی تھیں، پھر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لوٹنے لگا جب میں بیچ راستے میں تھا تو کچھ بیس کے قریب عمامے باندھے گھوڑ سوار آئے اور کہا کہ اپنے نبی سے کہو کہ اللہ نے انہیں اس دشمن قوم سے بچا لیا ہے، پھر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹا تو وہ چادر میں لپٹے دعا کر رہے تھے، جب بھی آپ کو کوئی اہم کام کرنا ہوتا تو آپ اسی طرح دعا کرتے، پھر جب آپ نماز سے

فارغ ہو گئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے دشمن قوم کو جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ الخ۔ (الدر المنثور۔ ج۔۲۔ص،۵۷۲) اگلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا کہ جب دشمن اوپر سے نیچے سے تمہیں گھیرے ہوئے تھے تب تمہارے دل سہمے ہوئے تھے کہ ہم اتنی کم تعداد میں ہیں اور لشکر پوری قوت میں ہے ہمارا کیا ہوگا؟ اور بھی مختلف قسم کے خیالات تمہارے دلوں میں آنے لگے تھے، یہ وقت مومنین کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا اس لئے کہ جو منافقین تھے وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور جو لوگ بھی بچے تھے وہ سارے کے سارے مومنین تھے اور وہ لوگ اللہ پر بھروسہ کئے بیٹھے ہوئے تھے اسی لئے کہا گیا کہ یہ وقت ان کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح سلامت نکال لایا، مگر اس سے پہلے انہیں ان آزمائشوں میں بہت جھنجوڑا گیا کہ لگا تار ایک مہینہ محاصرے میں رہے جہاں کھانے کی قلت، ضروری سامان کی قلت، سخت سردی کا موسم اور اس وقت بہت سے صحابہ کے پاس صحیح طور پر سردی سے بچنے کے لئے کپڑے اور سامان بھی نہیں تھے۔ الغرض بہت ہی کڑی آزمائش کے یہ ایام تھے جو انہوں نے صبر اور برداشت کے ساتھ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے گذارے جس کا صلہ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا کہ بغیر کسی نقصان کے کافروں کو محاصرہ ختم کر کے بھاگنا پڑا۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۰﴾ تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے ﴿الاحزاب ۱۲۔تا۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: وَاِذْ اور جب يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ منافق کہہ رہے تھے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ فِيْ قُلُوْبِهِمْ جن کے دلوں میں مَّرَضٌ روگ ہے مَّا وَعَدَنَا ہم سے وعدہ نہیں کیا اللّٰهُ اللہ نے وَرَسُوْلُهٗٓ اور اس کے رسول نے اِلَّا غُرُوْرًا مگر فریب کا وَاِذْ قَالَتْ اور جب کہا طَّآئِفَةٌ ایک گروہ نے مِّنْهُمْ ان میں سے يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ اے مدینے والو! لَا مُقَامَ نہیں ہے ٹھہرنے کی جگہ لَكُمْ تمہارے لیے فَارْجِعُوْا لٰہذا تم لوٹ جاؤ وَيَسْتَاْذِنُ اور اجازت مانگتا تھا فَرِيْقٌ ایک فریق مِّنْهُمُ ان میں سے النَّبِيَّ نبی سے يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے تھے اِنَّ بُيُوْتَنَا بے شک ہمارے گھر عَوْرَةٌ غیر محفوظ ہیں وَمَا حالانکہ نہیں تھے هِيَ بِعَوْرَةٍ وہ غیر

محفوظ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ وہ نہیں چاہتے تھے اِلَّا فِرَارًا مگر صرف بھاگنا وَلَوْ اور اگر دُخِلَتْ داخل کر دیئے جاتے عَلَيْهِمْ ان پر مِّنْ اَقْطَارِهَا اطراف مدینہ سے ثُمَّ سُئِلُوا پھر وہ مطالبہ کیے جاتے الْفِتْنَةَ فتنے کا لَاٰتَوْهَا تو وہ ضرور اسے اپنا لیتے وَمَا تَلَبَّثُوْا اور نہ توقف کرتے بِهَآ اس میں اِلَّا يَسِيْرًا مگر تھوڑا سا

ترجمہ :۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا O اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہلِ مدینہ! (یہاں) تمہارے لئے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے O اور اگر (فوجیں) اطرافِ مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر اُن سے خانہ جنگی کیلئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کیلئے بہت ہی کم توقف کریں۔

تشریح :۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ لوگ جنکے دلوں میں روگ ہے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

۲۔ انہی میں سے کچھ لوگوں نے کہا: اے یثرب کے لوگو! تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔

۳۔ لہٰذا واپس لوٹ جاو۔

۴۔ انہی میں سے کچھ لوگ یہ کہہ کر گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں جبکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔

۵۔ انکا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح یہاں سے بھاگ جائیں۔

۶۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر مدینے کے چاروں طرف سے دشمن گھس آئے اور ان سے کہے کہ ہماری جماعت میں شریک ہو جاو تو یہ لوگ شریک ہو جائیں گے ۔

۷۔ ان کے ساتھ نکلنے میں ذرا سی دیر بھی نہیں کریں گے ۔

ان آیتوں میں جنگ خندق کے وقت منافقوں کی کیا حالت تھی بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ایک لکیر کھینچی کہ یہاں سے کھودنا شروع کیا جائے تو جب خندق (گڑھا) کھودی جا رہی تھی تو اللہ تعالی نے اس میں ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول تھی، اسکی خبر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور ایک ضرب اس چٹان پر لگائی جس سے وہ چٹان تھوڑی سی پھٹ گئی اور اس میں سے ایک چمک نکلی جس سے سارا مدینہ روشن ہو گیا، یہ دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی تکبیر کہی، دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ کیا

واقعہ ہوا کہ آپ نے تکبیر کہی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو کسریٰ کے محلات میرے لئے روشن کردئے گئے تھے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت ان پر غالب آئے گی، جب میں نے دوسری ضرب لگائی تو روم کے محلات میرے لئے روشن کر دیئے گئے پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اسے فتح کرلے گی اور جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو صنعاء کے محلات میرے لئے روشن کر دیئے گئے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اسے فتح کرے گی۔ یہ سن کر جو منافقین تھے انہوں نے کہا کہ کیا تم ان باتوں پر یقین رکھتے ہو؟ وہ تمہیں باتیں سنا رہے ہیں تمہیں آرزوئیں دلا رہے ہیں اور جھوٹے وعدے کر رہے ہیں کہ تم یثرب، مدائن اور صنعاء کو فتح کروگے جبکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ مارے خوف کے خندق کھودنے میں لگے ہو اور تم ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے بھی نہیں جا سکتے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۔ (تفسیر منیر۔ ج،۲۱۔ص،۲۶۲)

بعض منافقین نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے اہل یثرب! چلو یہاں سے اپنے گھروں کو چلیں یہاں محمد کے ساتھ رہ کر ہمیں صرف ذلت ورسوائی اٹھانی پڑے گی اور پھر یہاں پر رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے لہٰذا اپنے اپنے گھروں کو چلو تاکہ تم اس قتل وغارت گری سے بچ سکو۔ مفسرین نے کہا کہ یہ کہنے والا اوس بن قیظی یا عبداللہ بن ابی تھا۔ (تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۸۶۲) یثرب یہ مدینۂ منورہ کا پرانا نام ہے۔

جب کچھ منافقین یہ باتیں کہہ کر چلے گئے تو باقی جو بچے کچے منافقین تھے وہ یہ بہانہ بنا کر جانے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہاں ہمارے بیوی بچے ہیں ہمیں انکی فکر ہو رہی ہے کہ اگر ہم یہیں رہے تو انکے پاس کوئی نہ ہوگا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں جانے کی اجازت دیدی، مفسرین نے کہا کہ یہ اجازت مانگنے والے لوگ بنو حارثہ بن حارث تھے۔ (تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۸۶۲) اللہ تعالیٰ انکے جھوٹ کو بیان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ تو جھوٹے ہیں کیونکہ انکے گھر تو بالکل محفوظ ہیں اصل میں یہ لوگ جنگ کے ان حالات سے چھٹکارہ پانا چاہتے ہیں اسی لئے بہانے بنا کر گھروں کو جا رہے ہیں اور اللہ نے انکی مزید حالت بیان کی کہ یہ منافقین ایسے ہیں کہ جب آپ سے اجازت مانگ کر اپنے گھر چلے جائیں اور تب انکے پاس یہ مشرکین چاروں طرف سے آ جائیں اور انہیں یہ پیش کش کریں کہ چلو! ہمارے ساتھ ملکر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حملہ کریں تو یہ لوگ انکی شان وشوکت دیکھ کر انکے ساتھ ملکر آپ پر حملہ کرنے کے لئے فوری تیار ہو جائیں گے اور اس وقت انہیں اپنے گھر غیر محفوظ نہیں لگیں گے۔

کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے؟

﴿درس نمبر ۱۶۷﴾ ﴿الاحزاب ۱۵۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ○ قُلْ لَّنْ

يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق كَانُوْا وہ تھے عَاهَدُوا اللّٰهَ انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے لَا يُوَلُّوْنَ وہ نہیں پھیریں گے الْاَدْبَارَ پیٹھیں وَكَانَ اور ہے عَهْدُ اللّٰهِ اللہ کا عہد مَسْئُوْلًا باز پرس کی جائے گی قُلْ کہہ دیجئے لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ ہرگز نفع نہیں دے گا تمہیں الْفِرَارُ بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ اگر تم بھاگو مِّنَ الْمَوْتِ موت سے اَوِ الْقَتْلِ یا قتل سے وَاِذًا اور اس وقت لَّا تُمَتَّعُوْنَ تم فائدہ نہیں پہنچائے جاؤ گے اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑا قُلْ کہہ دیجئے مَنْ ذَا الَّذِيْ کون ہے وہ جو يَعْصِمُكُمْ بچائے گا تمہیں مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے اِنْ اَرَادَ اگر وہ ارادہ کرے بِكُمْ تمہارے ساتھ سُوْٓءًا برائی کا اَوْ اَرَادَ یا وہ ارادہ کرے بِكُمْ تمہارے ساتھ رَحْمَةً رحمت کا وَلَا يَجِدُوْنَ اور وہ نہیں پائیں گے لَهُمْ اپنے لیے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا وَلِيًّا کوئی دوست وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ حالانکہ پہلے اللہ سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اس) کی ضرور پرسش ہوگی ۝ کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے ۝ کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنا چاہے؟ (تو کون اُس کو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو اپنا نہ دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے ۔

۲۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس ضرور ہوگی۔

۳۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم موت یا قتل سے بھاگنا چاہو تو تمہارا بھاگنا فائدہ مند نہیں ہوگا۔

۴۔ اس صورت میں تمہیں زندگی کا لطف اٹھانے کو جو موقع ملے گا وہ بہت تھوڑا ہوگا۔

۵۔ اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے؟

۶۔ جب وہ تمہیں برائی پہنچانے کا ارادہ کرلے؟ ۷۔ یا تمہیں رحمت پہنچانے کا ارادہ کرلے؟

۸۔ اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انہی منافقوں کی حالت بیان کر رہے ہیں کہ اس سے پہلے جب غزوۂ بدر کا موقع تھا اس

وقت یہ لوگ اس غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور راہ فرار اختیار کی تھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ بدر کے وقت اللہ تعالیٰ نے بہت سامالِ غنیمت مسلمانوں کو عطا کیا تو انکی آنکھیں آس سے بھری پڑی تھیں اس وقت انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں کسی جنگ میں بلائے گا تو ہم ضرور اس میں شریک ہونگے اور جم کر لڑائی کریں گے ، پھر اللہ تعالیٰ انہیں جنگ خندق میں لے آیا لیکن یہاں بھی انکا وہی حال ہوا کہ بھاگ نکلے، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ج۔۲۰۔ص،۲۲۸)

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ تم موت سے بچ کر بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگو لیکن یہ بات یاد رکھو کہ تمہیں یہ بھاگنا موت سے بچا نہیں سکے گا اور نہ ہی تمہاری زندگی میں کچھ اضافہ کرے گا کیونکہ جب موت کا وقت آئے گا تو وہ کسی کو نہیں چھوڑے گی تو اگر تم اس خوف سے یہاں سے جاتے ہو تو جاو یہ تمہارا بھاگ کر جانا بس کچھ ہی دنوں کیلئے ہے، یعنی یہ دنیوی زندگی تو بس تھوڑی سی ہے، جتنا جی سکتے ہو جی لو۔ پھر جب تم اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آوگے تو ہم تمہیں اسکی پوری پوری سزا دیں گے، اگلی آیت میں ان منافقین سے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم اس جنگ سے اس لئے بھاگ رہے ہو کہ کہیں یہ لوگ ہم پر حملہ آور نہ ہو جائیں اور ہم انکے حملہ میں موت کی گھاٹ نہ اتر جائیں، اب یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تمہیں کہیں سے آفت میں مبتلا کرنا چاہے تو کیا تمہیں کوئی اس آفت سے بچا سکے گا؟ نہیں! تو پھر یہاں سے بھاگ کر جانے کا کیا فائدہ؟ اگر تمہاری قسمت میں موت لکھی ہوئی ہی ہے تو وہ تمہیں کہیں بھی آسکتی ہے چاہے تم اس جنگ میں رہو یا اپنے گھر کے بستر پر، اسی طرح اگر اللہ تم پر رحم کرنا چاہے تو کیا کسی میں اتنی قوت وطاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو رد کر سکے؟ نہیں! تو پھر اس جنگ میں بھی تم رہو گے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا تو یقینا کچھ نہیں ہوگا اس لئے بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی رکھو اور جس کام کا اس نے حکم دیا ہے اسے بجالاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ منافقین اللہ کے فیصلے کے خلاف کسی کو نہ اپنا حامی پائیں گے اور نہ ہی ناصر ومددگار جبکہ اس نے انکی قسمت میں تباہی لکھ دی ہو۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۲﴾ رکاوٹ ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے ﴿الاحزاب ۱۸۔تا۔۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۚ وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ تَدُوْرُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

یَسِیْرًا ۝ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ
بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِیْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ تحقیق جانتا ہے اللہ الْمُعَوِّقِیْنَ روکنے والوں کو مِنْكُمْ تم میں سے وَالْقَآئِلِیْنَ اور کہنے والوں کو لِاِخْوَانِهِمْ اپنے بھائیوں سے هَلُمَّ اِلَیْنَا آؤ ہماری طرف وَلَا یَاْتُوْنَ اور وہ نہیں آتے الْبَاْسَ لڑائی میں اِلَّا قَلِیْلًا مگر تھوڑی دیر ہی اَشِحَّةً اس حال میں کہ وہ بخیل ہیں عَلَیْكُمْ تم پر فَاِذَا پھر جب جَآءَ الْخَوْفُ آتا ہے خوف رَاَیْتَهُمْ تو آپ دیکھتے ہیں ان کو یَنْظُرُوْنَ کہ وہ دیکھتے ہیں اِلَیْكَ آپ کی طرف تَدُوْرُ گھومتی ہیں اَعْیُنُهُمْ ان کی آنکھیں كَالَّذِیْ مانند اس شخص کے کہ یُغْشٰی غشی طاری ہو عَلَیْهِ اس پر مِنَ الْمَوْتِ موت کی فَاِذَا پھر جب ذَهَبَ الْخَوْفُ دور ہو جاتا ہے خوف سَلَقُوْكُمْ تو تم پر چڑھ چڑھ کر بولتے ہیں بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ تیز تیز زبانوں سے اَشِحَّةً درآنحالیکہ وہ حریص ہیں عَلَى الْخَیْرِ مال پر اُولٰٓئِكَ یہ لوگ ہیں لَمْ یُؤْمِنُوْا ایمان نہیں لائے فَاَحْبَطَ اللّٰهُ چنانچہ اللہ نے ضائع کر دیئے اَعْمَالَهُمْ ان کے عمل وَكَانَ ذٰلِكَ اور ہے یہ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر یَسِیْرًا بہت آسان یَحْسَبُوْنَ وہ گمان کرتے ہیں الْاَحْزَابَ لشکروں کو لَمْ یَذْهَبُوْا کہ نہیں وہ گئے وَاِنْ اور اگر یَّاْتِ الْاَحْزَابُ آجائیں لشکر یَوَدُّوْا تو وہ خواہش کریں گے لَوْ اَنَّهُمْ کاش بے شک وہ بَادُوْنَ صحرانشین فِی الْاَعْرَابِ دیہاتیوں میں یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ پوچھتے تمہاری بابت خبریں وَلَوْ كَانُوْا اور اگر وہ ہوتے فِیْكُمْ تمہارے اندر مَّا قٰتَلُوْۤا نہ وہ لڑتے اِلَّا قَلِیْلًا مگر تھوڑا ہی

ترجمہ:۔ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم ۝ (یہ اس لئے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُن کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کیساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ کو آسان تھا ۝ (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر لشکر آجائیں تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

۲۔ اپنے بھائی سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔

۳۔ وہ خود لڑائی میں نہیں آتے اور آتے ہیں تو بہت کم۔

۴۔ وہ آتے بھی ہیں تو تمہارے ساتھ لالچ رکھتے ہوئے۔

۵۔ جب خطرے کا موقع آتا ہے تو وہ تمہاری طرف ایسی چکرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔

۶۔ پھر جب وہ خطرہ دور ہو جاتا ہے تو مال کی حرص میں اپنی زبانیں زور زور سے چلاتے ہیں۔

۷۔ یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے۔ ۸۔ اس لئے اللہ نے انکے اعمال ضائع کر دیئے ہیں۔

۹۔ یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

۱۰۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ دشمن کے لشکر ابھی گئے نہیں ہیں۔

۱۱۔ اگر وہ لشکر دوبارہ واپس آ جائیں تو انکی خواہش یہ ہوگی کہ دیہات میں جا کر رہیں اور تمہاری خبریں معلوم کریں۔

۱۲۔ اگر تمہارے درمیان رہیں بھی تو لڑائی میں بہت تھوڑا حصہ لیں گے۔

ان آیتوں میں بھی انہی منافقین کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ یہ خود تو جنگ میں آتے نہیں اوپر سے جنگ میں آنے والوں کو بھی روکتے ہیں کہ کہاں جارہے ہو؟ مت جاؤ، وہاں سختی میں، قتل وغارت گری میں کہاں رہو گے یہاں سکون سے اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ کھاتے پیتے بیٹھو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہا کرتے تھے کہ یہ محمد اور انکے ساتھی تو سر کا ایک لقمہ ہے (یعنی انکو ختم کرنا ایسا ہے جیسے کہ کسی کا سر اپنے منہ میں لیکر کھا جاو) اور اگر یہ لوگ گوشت کا ٹکڑا بھی ہوتے تو ابو سفیان اور انکا لشکر انہیں نگل جاتا، اس آدمی (محمد ﷺ) کو چھوڑ دو وہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللہ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۲۳۰) ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ یوم الاحزاب کا دن ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ کر اپنے گھر گئے تو اپنے بھائی کو دیکھا کہ انکے سامنے بھنا ہوا گوشت، روٹی اور نبیذ رکھا ہوا ہے، انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم یہاں گوشت، نبیذ اور روٹی کے درمیان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیر وتلوار کے درمیان میں ہیں؟ تو اس بیٹھے ہوئے آدمی نے ان صحابی سے کہا کہ تم بھی آ جاو، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انکے صحابہ کو محصور کر لیا گیا ہے، اس ذات کی قسم جسکی تم قسم کھاتے ہو محمد انکا کبھی مقابلہ نہیں کر پائیں گے، ان صحابی نے کہا تم نے جھوٹ کہا اس ذات کی قسم جسکی قسم کھائی جاتی ہے میں تمہاری خبر ضرور رسول اللہ ﷺ کو پہنچاؤں گا (یہ دونوں صحابی ماں، باپ شریک تھے، یعنی حقیقی بھائی) اور وہ نبی رحمت ﷺ کو یہ خبر دینے کے لئے نکلے تو انہیں معلوم ہوا کہ ابھی جبرئیل علیہ السلام نے اس بات کی خبر پہلے ہی پہنچا دی ہے اس آیت کے ذریعہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۲۳۱)

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ یہ خود بھی جنگ میں نہیں آتے اور دوسروں کو بھی آنے سے روکتے ہیں اور اگر کبھی آ بھی جائیں تو خانہ پُری کے طور پر آ کر اپنا نام درج کرواتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں یہ ایسے بز دل لوگ ہیں، لیکن جب مال غنیمت کی تقسیم کا وقت ہوتا ہے تو اسے لینے کے لئے آتے ہیں اور بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور اپنی بہادری بتاتے ہیں تا کہ وہ مال انہیں بھی مل جائے، مگر حقیقت میں انکی بزدلی کا حال یہ ہے کہ جب جنگ میں دشمنوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے اور جنگ کی اس حالت کو دیکھتے ہیں تو انکی حالت اس وقت ایسی ہوجاتی ہے جیسے کہ موت کے وقت کسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے، لیکن جب یہ جنگ ختم ہوجاتی ہے تو پھر سے اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اور بڑی بڑی باتیں کرنے لگتے ہیں تا کہ انہیں مال غنیمت کا حصہ ملے، یہ بہت ہی لالچی قسم کے لوگ ہیں بس مال کی حرص میں لگے رہتے ہیں، یادرکھو کہ ایسے لوگ کبھی ایمان نہیں لائیں گے جن کا ایمان دنیا کے مال ومتاع پر ہو، تو ایسے لوگ اگر نیک عمل کرتے بھی ہیں تو انکے اعمال مقبول نہیں ہونگے بلکہ بیکار ورائیگاں ہوجائیں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسی کام کو قبول کرتا ہے جو صرف اسی کی خاطر کیا گیا ہو، اسکے علاوہ جو بھی کام کسی اور نیت سے کیا جائے تو وہ مقبول نہیں ہوگا اور انکے اعمال کو ضائع کرنا اللہ کے لئے کوئی دشوار نہیں ہے، امام زمخشری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا منافقین کے اعمال ثابت ہونگے یا انکو ختم کردیا جائے گا؟ یعنی پہلے انکے کئے ہوئے کاموں کو گنا جائے گا اور پھر ان نیکی کے کاموں کو انکے نامہً اعمال سے ضائع کردیا جائے گا؟ تو امام زمخشری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں اللہ تعالیٰ ایک درس دینا چاہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کوئی یہ سوچے کہ صرف زبان سے ایمان لانا ہی کافی ہے جبکہ اس کے دل میں ایمان نہ ہو اور ایسے ہی یہ سوچے کہ منافقین جو بھی عمل کریں گے اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کردیا کہ ان منافقین کا ایمان معتبر ایمان نہیں ہے اور انہوں نے جو اعمال کئے وہ باطل اور بیکار ہیں، (تفسیر منیر۔ج،۲۱۔ص،۲۷۲) اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زوردار آندھی کے ذریعہ ان قریش مکہ اور بنو غطفان وغیرہ کے خیموں اور ہانڈیوں وغیرہ کو اڑا ڈالا اور انہیں بے سروسامان کردیا تو یہ لوگ اس وقت جنگ کے میدان سے بھاگ گئے اور جب اس کی خبر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو یہ منافقین اسے سچ نہیں سمجھ رہے تھے کہ وہ لوگ گئے ہونگے اگر گئے بھی ہوں گے تو زیادہ دور نہیں گئے ہونگے ہوسکتا ہے دوبارہ لوٹ کر پھر سے آجائیں گے اور اگر وہ لوگ دوبارہ لوٹ کر آ بھی جائیں تو ان منافقین کی اس وقت یہ خواہش ہوگی کہ کاش! ہم اپنے دیہاتوں میں بیٹھ کر محمد اور اس قریش کے لشکر کی خبریں لیتے ہوئے مزے سے بیٹھے رہیں، اگر بالفرض آپ کے ساتھ جنگ میں بھی رہے تو لڑیں گے نہیں بلکہ صرف یہ دکھائیں گے کہ ہم لڑ رہے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۳﴾ تمہارے لئے رسولِ رحمت ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے ﴿الاحزاب ۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔لَقَدْ كَانَ البتہ تحقیق ہے لَكُمْ تمہارے لیے فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اللہ کے رسول میں اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اچھا نمونہ لِّمَنْ اس کے لیے جو كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ اللہ کی امید رکھتا ہے وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اور یومِ آخرت کی وَذَكَرَ اللّٰهَ اور اللہ کی یاد کرتا كَثِيْرًا بہت زیادہ

ترجمہ: ۔تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے اُس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔

تشریح: ۔اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

۲۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت کے دن سے امید رکھتا ہو۔

۳۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور انکی اتباع کرنے کا حکم فرما رہے ہیں چاہے وہ غزوۂ خندق کا موقع ہو یا کوئی اور موقع ہو ساری زندگی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جانی چاہئے، چاہے آپ کے اقوال ہوں یا افعال ہوں یا آپکی سیرت، ہر حال میں اس کو اپنانا چاہئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں مومنوں کے لئے جو اللہ سے امید لگائے بیٹھتے ہیں اور آخرت سے بھی کہ اگر ہم شہید ہو جائیں یا ہم نیک اعمال کرنے کے بعد اس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی کی طرف جائیں تو ہمیں ہمارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا، ان کے لئے رسولِ رحمت ﷺ کی ذاتِ گرامی میں بہترین نمونہ ہے اور یہ مومن ایسے ہیں کہ اللہ کا ہر حال میں ہر گھڑی ذکر کرتے رہتے ہیں اسکے ذکر سے غافل نہیں ہوتے ۔مفسرین نے کہا کہ مومنوں سے کہا جا رہا ہے کہ اس غزوہ کے موقع پر جو مشکلیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کر رہے ہیں اس میں تمہارے لئے ایک نمونہ ہے کہ ایک نبی ہو کر وہ اتنی مشقتیں برداشت کر رہے ہیں تو ہم کیوں ان کاموں میں شریک نہ ہوں؟ اس میں مومنوں کے لئے ایک نمونہ اور ایک مثال ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ خندق کے موقع پر

بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے کپڑے اٹھا کر اپنے پیٹوں پر بندھے ایک ایک پتھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے پیٹ پر بندھے دو پتھر دکھلائے۔ (ترمذی ۲۳۷۱:) بعض مفسرین نے کہا کہ ہر حالت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ نمونہ ہے، ہمیں کسی بھی عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس معاملہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل کیا تھا؟ اور اسی پر عمل کرنا چاہئے، جیسے کہ بہت ساری حدیثیں اس معاملہ میں مروی ہیں جن میں سے چند یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس آیت کا تعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل سے ہے، بخاری کی روایت ہے جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: کیا تم لوگ عمرہ کی حالت میں صفا و مروہ کا طواف کرنے سے پہلے اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہو؟ حالانکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ سات چکر بیت اللہ کا طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا و مروہ کا طواف کرتے۔ (بتلانا یہ ہے کہ تمہارا عمل غلط ہے سعی سے پہلے جماع جائز نہیں) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ الخ۔ (بخاری ۱۶۲۳:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ لیتے اور تیرا استلام کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی یہ نہ کرتا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (مسند أحمد۔ مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۱۳۱:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خانۂ کعبہ کے چاروں رکنوں کا استلام کیا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے ان دونوں رکنوں کا (دونوں رکن شامی) استلام کیوں کیا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خانۂ کعبہ کی کسی چیز کو نہیں چھوڑنا چاہئے، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا جبکہ آپ کا طریقہ ہمارے لئے نمونہ ہے) یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ (مسند احمد۔ مسند بنی ہاشم، مسند ابن عباس ۱۸۷۷) اللہ تعالی ہم سب کو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۴:﴾ **اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا** ﴿الاحزاب ۲۲۔تا۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا O مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا O لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَمَّا اور جب رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ دیکھا مومنوں نے الْاَحْزَابَ لشکروں کو قَالُوْا انہوں نے کہا هٰذَا مَا یہ وہی ہے جس کا وَعَدَنَا وعدہ کیا ہم سے اللّٰهُ اللہ نے وَرَسُوْلُهٗ اوراس کے رسول نے وَصَدَقَ اللّٰهُ اوراللہ نے سچ کہا وَرَسُوْلُهٗ اوراس کے رسول نے وَمَا زَادَهُمْ اوراس نے ان کوزیادہ نہیں کیا اِلَّآ اِيْمَانًا مگر ایمان وَّتَسْلِيْمًا اورفرمانبرداری میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں میں سے کچھ رِجَالٌ وہ جواں مرد ہیں صَدَقُوْا وہ سچے ہوگئے مَا اس جو عَاهَدُوا انہوں نے عہد کیا تھا اللّٰهَ اللہ سے عَلَيْهِ اس پر فَمِنْهُمْ چنانچہ کچھ ان میں سے مَّنْ وہ ہیں جنہوں نے قَضٰى نَحْبَهٗ پوری کردی اپنی نذر وَمِنْهُمْ اور کچھ ان میں سے مَّنْ وہ ہیں جو يَّنْتَظِرُ انتظار کررہے ہیں وَمَا بَدَّلُوْا اورانہوں نے تبدیلی نہیں کی تَبْدِيْلًا تبدیلی کرنا لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ تا کہ بدلہ دے اللہ الصّٰدِقِيْنَ سچوں کو بِصِدْقِهِمْ ان کی سچائی کا وَيُعَذِّبَ اورعذاب دے الْمُنٰفِقِيْنَ منافقوں کو اِنْ شَآءَ اگر وہ چاہے اَوْ يَتُوْبَ یا وہ توجہ کرے عَلَيْهِمْ ان پر اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ كَانَ غَفُوْرًا بہت بخشنے والا ہے رَّحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اوراُس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھااور اللہ اوراُس کے پیغمبر نے سچ کہا تھااوراس سے اُن کا ایمان اوراطاعت اور زیادہ ہوگئی O مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جواقرارانہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس کو سچ کردکھایا تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اوربعض ایسے ہیں کہ انتظار کررہے ہیں اوراُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرابھی نہیں بدلا O تا کہ اللہ سچوں کواُن کی سچائی کا بدلہ دے اورمنافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا (چاہے) تو اُن پرمہربانی کرے بیشک اللہ بخشنے والامہربان ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جولوگ ایمان والے ہیں جب انہوں نے لشکروں کو دیکھا تو یہ کہا تھا کہ یہ تو وہی ہے جسکا وعدہ اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے کیا تھا۔

۲۔ اللہ اوراسکے رسول نے سچ کہا تھا۔

۳۔ اس واقعہ نے انکے ایمان اورتابعداری کے جذبہ میں اوراضافہ کردیا۔

۴۔ ان ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کردکھایا۔

۵۔ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کردیا۔

۶۔کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں جنہوں نے ذراسی بھی تبدیلی نہیں کی۔

۷۔تا کہ اللہ سچوں کو انکی سچائی کا انعام دیں۔

۸۔منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا انکی توبہ قبول کرلیں۔

۹۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ان آیتوں میں مومنوں کی حالت بیان کی جارہی ہیں کہ جب مومنوں نے قریش کے لشکر کو دیکھا کہ وہ ان پر حملہ کرنے کے مقصد سے آیا ہوا ہے تو انکی زبانوں پر یہ جملہ تھا کہ اللہ اور اسکے رسول نے جو وعدہ کیا تھا یہ وہی وعدہ ہے یقیناً اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا، اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا وعدہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول نے کیا تھا جس کی سچائی کی گواہی یہ مومن دے رہے ہیں؟اس سلسلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے سورہ بقرہ میں یہ آیت نازل فرمائی تھی اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا (البقرہ ۲۱۴:) کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایسے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تم پر وہ مصیبتیں نہ آئیں گی جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں کہ جس نے انہیں جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

پھر جب یہ مصیبتیں ان پر آئیں اس طور پر کہ وہ لوگ خندق کے مقام پر دشمنوں کے ساتھ ڈٹے رہے تو انہوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پھر جب مومن اس جنگ سے لوٹے تو انکی حالت یہ تھی کہ انکے ایمان اور اطاعت کا جذبہ اور بڑھا ہوا تھا۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۵۸۵) اللہ تعالی ان مومنوں کی تعریف فرمارہے ہیں کہ ان مومنین میں سے بعض وہ مومن ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو پورا فرمایا، وہ کون تھے اور انہوں نے اللہ سے کیا وعدہ کیا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے، پھر انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے مشرکین سے لڑی گئی پہلی جنگ میں شرکت نہیں کی اب اگر اللہ تعالی مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع عنایت فرمائے گا تو میں اپنا جوہر دکھلاونگا جب احد کی لڑائی ہوئی اور مسلمان پیچھے ہٹنے لگے تب حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا ہے میں اس سے معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے اس سے براءت چاہتا ہوں، پھر وہ آگے بڑھے اتنے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ان سے سامنا ہوا تو انہوں نے حضرت سعد سے کہا اے سعد! میں تو جنت میں جانا چاہتا ہوں اور نضر کے رب کی قسم! میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب محسوس کررہا ہوں، پھر حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ انہوں نے کیا وہ کرنے کی مجھ میں ہمت

نہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے انکے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تیر وتلوار کے زخم دیکھے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا، مشرکین نے انکے اعضا کاٹ دیئے تھے کوئی انہیں پہچان نہیں سکا سوائے انکی بہن کے جنہوں نے انہیں انکی انگلیوں سے پہچانا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت انکے اور ان جیسے مومنین کے حق میں نازل ہوئی۔ (بخاری ۲۸۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹ رہے تھے کہ راستے میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے کی حالت میں پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رک گئے اور انکے لئے دعا کی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۔الخ۔ اور پھر فرمایا کہ انکے پاس جاؤ اور انکی زیارت کیا کرو اور جو کوئی قیامت تک انہیں سلام کرے گا انہیں یہ جواب دیتے رہیں گے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۔ج،۳۔ص،۲۸۴) بعض حضرات نے کہا کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کردیا) سے مراد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناوں؟ تو میں نے کہا ہاں بالکل! تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کردیا۔ (ترمذی ۳۲۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس زمین پر اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس نے اپنا نذرانہ پورا کردیا تو وہ طلحہ کو دیکھ لیں۔ (الدرالمنثور۔ ج،۶۔ص،۵۸۸) اللہ تعالی ان مومنوں کی شان بیان فرمارہے ہیں کہ ان لوگوں نے اس وعدے کو سچا کردکھایا اور اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کردیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ واقعہ اس لئے ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کردکھایا انہیں اسکا انعام جنت میں عطا کرے اور جو منافق ہیں اگر وہ لوگ اپنے نفاق سے توبہ کرکے سچے مومن بن جائیں تو ان کی توبہ اللہ قبول فرمالے اور اگر توبہ نہ کریں تو پھر انہیں اسکی سزا دے گویا کہ یہ ایک امتحان تھا جو اس امتحان میں کامیاب ہوگیا اسے انعام دیا جائے گا اور جو ناکام ہوگیا اسے سزا دی جائے گی، لیکن اگر کوئی توبہ کرے گا تو اللہ ضرور انہیں معاف فرمادے گا وہ تو معاف فرمانے والا ہی ہے اور ساتھ ہی رحم فرمانے والا بھی۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۵:﴾ **اللہ نے کافروں کو بے مراد لوٹا دیا** ﴿الاحزاب ۲۵۔تا۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَأْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَرَدَّ اللّٰهُ اور لوٹا دیا اللہ نے اَلَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِغَيْظِهِمْ ساتھ ان کے غصے کے لَمْ يَنَالُوْا انہوں نے حاصل نہیں کی خَيْرًا کوئی بھلائی وَ كَفَى اور کافی ہو گیا اللّٰهُ اللہ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کو الْقِتَالَ لڑائی سے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ قَوِيًّا بڑا طاقتور عَزِيْزًا نہایت غالب وَاَنْزَلَ اور اس نے اتار دیا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَاهَرُوْهُمْ ان کی مدد کی تھی مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہلِ کتاب میں سے مِنْ صَيَاصِيْهِمْ ان کے قلعوں سے وَقَذَفَ اور اس نے ڈال دیا فِيْ قُلُوْبِهِمُ ان کے دلوں میں الرُّعْبَ رعب فَرِيْقًا ایک گروہ کو تَقْتُلُوْنَ تم قتل کرتے تھے وَ تَأْسِرُوْنَ اور قید کرتے تھے فَرِيْقًا ایک گروہ کو وَ اَوْرَثَكُمْ اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں اَرْضَهُمْ ان کی زمین کا وَدِيَارَهُمْ اور ان کے گھروں کا وَاَمْوَالَهُمْ اور ان کے مالوں کا وَاَرْضًا اور اس زمین کا لَّمْ تَطَئُوْهَا تم نے قدم نہیں رکھے تھے اس میں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرًا خوب قادر

ترجمہ:۔ اور جو کافر تھے اُن کو اللہ نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور اللہ مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور اللہ طاقتور (اور) زبردست ہے ۝ اور اہلِ کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اتار دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے ۝ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ کافر تھے اللہ نے انہیں اسطرح واپس کر دیا کہ کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے۔

۲۔ مومنوں کی طرف سے لڑائی کے لئے اللہ تعالیٰ ہی خود کافی ہو گیا۔

۳۔ اللہ بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔

۴۔ جن اہل کتاب نے دشمنوں کی مدد کی تھی اللہ انہیں انکے قلعوں سے نیچے اتار لایا۔

۵۔ ان میں سے بعض کے دلوں میں ایسا رعب ڈالدیا کہ تم انہیں قتل کر رہے تھے

۶۔ کچھ لوگوں کو قیدی بنا رہے تھے۔

۷۔ اللہ نے تم کو انکی زمین کا، انکے گھروں کا اور انکی دولت کا وارث بنا دیا۔

۸۔ ایک ایسی زمین کا بھی وارث بنایا جس تک ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے۔

۹۔اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی غزوۂ احزاب کے موقع پر ایمان والوں کی جو مدد کی اسے بیان فرمارہے ہیں کہ قریش کا جولشکر لڑنے کے لئے آیا تھا اسے بغیر کسی کامیابی کے غصہ کی حالت میں اللہ تعالی نے لوٹا دیا، غصہ انہیں اس لئے آیا کہ وہ لوگ دس دن سے زیادہ مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر پھر بھی اتنی مدت میں انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوااور انہیں خالی ہاتھ لوٹنا پڑا، اسی لئے وہ لوگ غصہ میں تھے، اس طرح اللہ تعالی نے مسلمانوں کو جنگ کرنے سے بچالیا اور بغیر کسی جنگ کے انہیں فتح وکامیابی نصیب فرمائی یہ سب اس لئے ہوا کہ اللہ تعالی کی قدرت تو عالی شان ہے جسکے مدّمقابل کوئی نہیں وہ ہر چیز کا مالک بھی ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرسکتا ہے، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوم الاحزاب کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ رضی اللہ عنھم کا محاصرہ کرلیا گیا اور یہ محاصرہ دس دن سے زیادہ چلا یہاں تک کہ ہر ایک کو اس سے تکلیف ہونے لگی تو آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو آپ کے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں اگر آپ چاہیں تو آپ کی عبادت نہ کی جائے گی ، ہم اسی حالت میں تھے کہ نعیم بن مسعود الاشجعی ہمارے پاس آئے وہ ایسے شخص تھے جن پر دونوں جماعت والے بھروسہ کرتے تھے، پھر وہ لشکر سے جدا ہوگئے اور لشکر شکست زدہ ہوکر بغیر لڑے ہی واپس ہوگیا، اللہ تعالی نے فرمایا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ اللہ تعالی کافی ہوگیا مومنین کے لئے اپنے لشکر اور ہوا کے ذریعہ (الدرالمنثور۔ ج،٦۔ص،٥٩٠) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگِ احزاب کا دن تھا اس دن اللہ تعالی نے کافروں کو بغیر فتح کے غصہ کی حالت میں واپس کردیا، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی عزت کو کون بچائے گا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں بچاوں گا یارسول اللہ! اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا میں بچاوں گا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک تم ایک اچھے شاعر ہو، پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بچاونگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تم انکی ہجو کرو جبرئیل علیہ السلام انکے خلاف ہجو کرنے کے لئے تمہاری مدد کریں گے ۔(الدرالمنثور۔ج،٦۔ص،٥٩٠)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان مشرکین کو ہی خالی ہاتھ افسردہ نہیں لوٹایا بلکہ انکے ساتھ جو انکے حمایتی تھے انہیں بھی ایک طرح سے شکست دی کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر کافروں کا ساتھ دیا پھر جب دیکھا کہ یہ کافر لوگ بھاگ گئے ہیں تو یہ لوگ بھی اپنے مضبوط قلعوں میں محصور ہوگئے تاکہ مسلمانوں سے بچ سکیں آخرکار ایک مہینہ کے محاصرہ کے بعد مجبور ہوکر قلعہ سے باہر آگئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔الخ۔ سے مراد بنو قریظہ کے لوگ ہیں کہ انہوں نے ابوسفیان اور انکے لشکر کی مدد کی اور انہیں سامان پہنچایا اور اس عہد کو توڑ دیا جو انکے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا،

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور وہ آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں اور ایک حصہ دھو بھی دیا تھا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی خطا معاف فرما دی، جبکہ فرشتے چالیس دن ہو گئے اپنے ہتھیار رکھے نہیں ہیں، آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں میں نے انکی کیلیں کاٹ دی ہیں اور انکے دروازے کھول دیئے ہیں اور انہیں تباہی و بربادی میں چھوڑ آیا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انکا محاصرہ کرلیا اور انہیں آواز دی کہ اے بندرو! اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اے ابو القاسم آپ بد اخلاق نہیں تھے، پھر وہ لوگ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اتر آئے، انکے اور حضرت سعد کے درمیان دوستی تھی جس پر انہیں اس بات کی امید تھی کہ انہیں انکے تعلق سے محبت آ جائے گی، پھر ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے انکی جانب اشارہ کیا کہ وہ لوگ مارے جائیں گے، پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انکے درمیان فیصلہ کیا کہ انکے لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور انکے بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور انکی زمین مہاجرین کی ہوگی انصار کو نہیں ملے گی۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قوم نے کہا کہ ان پر مہاجرین کو فوقیت دی گئی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ صاحب جائیداد ہو لیکن مہاجرین بے جائیداد ہیں اسی لئے یہ فیصلہ کیا ہے، پھر تکبیر کہتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا کہ تمہارے درمیان اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۲۴۴) اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس نے تمہیں انکے مال و دولت کا وارث بنایا اور آگے فرمایا کہ ایک اور زمین کا اس نے تم کو مالک بنایا جسے تم نے ابھی روندا ہی نہیں یعنی یہ فیصلہ اللہ نے پہلے ہی کر دیا کہ وہ زمین بھی تمہاری ملکیت ہوگی، اب وہ کونسی زمین ہے جسکے بارے میں یہاں یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ مسلمان اسکے وارث ہوں گے؟ اس سلسلہ میں بعض مفسرین نے کہا کہ وہ ملک فارس و روم ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مکہ کی سرزمین ہے الغرض اللہ تعالی مسلمانوں کو غلبہ و فتح نصیب فرمائیں گے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتے ہیں تمام دنیا پر الٰہی کی حکمرانی ہے، اسی کا فیصلہ ہر جگہ چلتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۶﴾ اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہئے ﴿الاحزاب ۲۸۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ

يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی! قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے اِنْ كُنْتُنَّ اگر ہو تم تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کو چاہتی وَزِيْنَتَهَا اور اسکی زیب وزینت کو فَتَعَالَيْنَ تو آؤ اُمَتِّعْكُنَّ میں تمہیں کچھ سامان دے دوں وَاُسَرِّحْكُنَّ اور تمہیں رخصت کر دوں سَرَاحًا رخصت کرنا اچھے طریقے سے وَاِنْ كُنْتُنَّ اور اگر ہو تم تُرِدْنَ اللّٰهَ چاہتی اللہ کو وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کو وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور آخرت کے گھر کو فَاِنَّ اللّٰهَ تو بلاشبہ اللہ نے اَعَدَّ تیار کیا ہے لِلْمُحْسِنٰتِ نیکی کرنے والیوں کے لیے مِنْكُنَّ تم میں سے اَجْرًا عَظِيْمًا اجرِ عظیم يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ اے نبی کی بیویو! مَنْ يَّاْتِ جو کوئی کرے گی مِنْكُنَّ تم میں سے بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ بری حرکت صریح يُّضٰعَفْ (تو) دگنا دیا جائے گا لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ اسے عذاب دوہرا وَكَانَ ذٰلِكَ اور ہے یہ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر يَسِيْرًا بہت آسان

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت و آرائش کی طلبگار ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں ○ اور اگر تم اللہ اور اُس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی جنت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں اُن کیلئے اللہ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے ○ اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ (الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی) حرکت کرے گی اُس کو دگنی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہئے اگر تم دنیوی زندگی اور اسکی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ تحفے دیکر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔

۲۔ اگر تم اللہ اور اسکے رسول اور عالمِ آخرت کی طلبگار ہو تو یقین جانو! اللہ نے تم میں سے نیک خاتون کے لئے شاندار انعامات تیار کر رکھے ہیں۔

۳۔ اے نبی کی بیویو! جو تم میں سے کسی کھلی بیہودگی کا ارتکاب کریں گی تو تمہارا عذاب بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا۔

۴۔ اللہ کے لئے ایسا کرنا بہت آسان ہے۔

جب جنگِ احزاب ختم ہوئی اور بنو قریظہ کا مال و متاع مسلمانوں میں تقسیم ہوا تو مسلمانوں میں خوشحالی لوٹ آئی اور انکی معاشی حالت بھی بہتر ہو گئی، اسی بہتری کو دیکھتے ہوئے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی نبی رحمت ﷺ سے نفقہ میں وسعت کا مطالبہ کیا کہ ہمارے اخراجات کو بھی بڑھا دیا جائے اسی پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی رحمت کے پاس اجازت لینے

کے لئے آئے تو دیکھا لوگ آپ کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں کسی کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی تو وہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی اجازت دی گئی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں بیٹھے ہوئے پایا کہ آپ کے اردگرد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی غمگین اور خاموش بیٹھیں ہوئی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ضرور کسی بات کے ذریعہ آپ کو ہنساؤں گا، پھر آپ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ جب بنت خارجہ (جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کہ بیوی ہے) نے مجھ سے نفقہ مانگا تو میں انکا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ ہنس پڑے پھر کہا کہ یہ عورتیں بھی جو میرے اردگرد ہیں جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو مجھ سے نفقہ مانگ رہی ہیں، یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے پھر دونوں ہی نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگ رہی ہو جو انکے پاس نہیں ہے؟ پھر ان سب نے کہا کہ ہم ہرگز پھر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہیں مانگیں گی جو آپ کے پاس نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے ایک مہینہ یا انتیس دن علیحدہ رہے، پھر اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ سے لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا تک، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کی ابتدا کی اور کہا کہ اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جلد بازی نہ کرو یہاں تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ لے لو، آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ کیا بات ہے یارسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، یہ آیت سنکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا آپ کے بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور یوم آخرت کو اختیار کرتی ہوں اور آپ سے ایک درخواست کرتی ہوں کہ اپنی دوسری ازواج سے اسکا تذکرہ نہ فرمائیں جو میں نے کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ سے پوچھیں گی تو میں انہیں ضرور بتاؤنگا کیونکہ اللہ نے مجھے مشکلات میں ڈالنے والا اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (مسلم ۱۴۷۸) دوسری روایتوں میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کو یہ بات بتلادی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اختیار کی تو ان تمام نے بھی اللہ اور اسکے رسول اور آخرت کو اختیار کیا، اس لئے کہ اللہ تعالی نے انہیں اسکے بدلہ میں آخرت کی نعمتیں دینے کا وعدہ فرمایا اور خود نبی رحمت ﷺ کی زوجیت ہی دنیا و مافیہا کی سب سے بڑی نعمت ہے اسی لئے فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ نہیں! ہرگز نہیں مجھے اس نعمت کے بارے میں دوسروں سے مشورہ لینے کی حاجت ہی نہیں میں تو اسی نعمت کو اختیار کرتی ہوں۔ اس آیت میں

فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سے مراد طلاق ہے کہ اگر تم اس دنیا کی دولت، عیش وعشرت، زیب وزینت ہی چاہتی ہو تو ٹھیک ہے آ و! میں تمہیں اس طریقہ کے مطابق جو اللہ نے بتلایا ہے طلاق دیدوں اور ساتھ میں کچھ مال ومتاع یعنی تحفہ بھی تمہیں دیکر اپنی زوجیت سے آزاد کردوں کیونکہ میں ایک نبی ہوں اور میرے پاس دنیا نہیں ہوتی، ہم انبیاء دنیا سے زیادہ آخرت رکھتے ہیں اگر تم بھی اس کی چاہت رکھتی ہوں تو میرے ساتھ رہو، اللہ قیامت کے دن اس کا بہت ہی خوبصورت بدلہ تمہیں عطا کرے گا، جب ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن نے نبی رحمت ﷺ اور آخرت کو اختیار کیا تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ انہیں نبی رحمت ﷺ کی نافرمانی کرنے اور انکو ایذا پہنچانے سے باز رہنے کا حکم دے رہے ہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا کرتا ہے تو انہیں دوگنا عذاب دیئے جانے کی خبر بھی دے رہے ہیں یہاں دوگنا عذاب اس لئے ہوگا کہ ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کا مقام ومرتبہ دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑا ہوا ہے کہ وہ نبی رحمت ﷺ کی بیویاں ہیں اور ساری امت کی مائیں بھی ہیں اور امت کے لئے ایک نمونہ بھی ہیں تو اگر بالفرض ان سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے تو انہیں سزا بھی دوگنی دی جائے گی، بعض مفسرین نے اس آیت میں بِفَاحِشَةٍ سے زنا مراد لیا ہے، مگر یہ لفظ ان ازواج مطہرات کے لئے زیبا نہیں ہے کیونکہ ان سے اسطرح کا گناہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور اسکا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا اسی لئے یہاں بِفَاحِشَةٍ سے نافرمانی اور شوہر کے حقوق کی حق تلفی مراد لینا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ ابو حیان رحمہ اللہ نے کہا کہ "بِفَاحِشَةٍ" سے زنا مراد لینے کا وہم بھی نہیں کہا جاسکتا نبی رحمت ﷺ کی عصمت کی وجہ سے۔ (تفسیر منیر۔ ج،۲۱۔ص، ۲۹۳) امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اگر لفظ "بِفَاحِشَةٍ" معرفہ استعمال ہو تو اسکے معنی زنا ہوتے ہیں لیکن اگر نکرہ ہو تو اسکے معنی دوسرے گناہوں کے ہوتے ہیں اور اگر اسکی صفت لائی گئی ہو تو اسکے معنی شوہر کی نافرمانی کے ہوتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۴۔ص، ۱۷۶) اس آیت میں اسکا استعمال صفت کے ساتھ ہوا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ یہاں شوہر کی نافرمانی مراد لی جائے نہ کہ زنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ وصحابیات کی شان میں کسی بھی قسم کی بے احتیاطی سے حفاظت فرمائے۔ آمین

﴿درس نمبر ۱۶۷۷:﴾ تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو ﴿الاحزاب ۳۱۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَنْ يَّقْنُتْ اور جو فرمانبرداری کرے مِنْكُنَّ تم میں سے لِلّٰهِ اللہ کی وَرَسُوْلِهٖ اور اس

کے رسول کی وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا اور وہ نیک عمل کرے نُّؤۡتِهَآ ہم دیں گے اسے اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ اس کا اجر دوبار وَاَعۡتَدۡنَا اور ہم نے تیار کیا ہے لَهَا اس کے لیے رِزۡقًا كَرِيۡمًا عزت کا رزق يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ اے نبی کی بیویو! لَسۡتُنَّ تم نہیں ہو كَاَحَدٍ کسی ایک کی مانند مِّنَ النِّسَآءِ عورتوں میں سے اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ اگر تم تقویٰ اختیار کرو فَلَا تَخۡضَعۡنَ تو تم نزاکت اختیار نہ کرو بِالۡقَوۡلِ بات چیت میں فَيَطۡمَعَ کہ طمع کرنے لگے الَّذِىۡ وہ شخص جس کے فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ دل میں روگ ہو وَّقُلۡنَ اور تم کہو قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا معقول بات

ترجمہ:۔ اور جو تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبردار رہے گی اور نیک عمل کرے گی اُس کو ہم دُگنا ثواب دیں گے اور اُس کیلئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے O اے پیغمبر کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

ا۔ تم میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعدار رہے گی اور نیک اعمال کرے گی ہم اسے اسکا ثواب بھی دوگنا دیں گے ۔

٢۔ ہم نے اسکے لئے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

٣۔ اے نبی کی بیویو! اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم دوسروں کی طرح نہیں ہو۔

٤۔ لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو۔

٥۔ کبھی کوئی شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہو۔

٦۔ بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔

پچھلی آیتوں میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے پر دوگنے عذاب سے ڈرایا گیا، اس آیت میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنے پر دوگنے ثواب کی بشارت دی گئی ہے جس طرح آپ کی عظمت کو دیکھ کر ایک گناہ پر دوگنی سزا کا اعلان کیا گیا تو اسی طرح ایک نیکی پر دوگنے ثواب کی بشارت بھی دی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا : اے ازواج مطہرات! جو کوئی تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کا کہا مانے گی اور انکی اطاعت کرے گی اور اعمال صالحہ بھی کرے گی یعنی فرائض وواجبات ادا کرے گی تو ہم انہیں اس ایک نیکی کے بدلہ دوگنا ثواب عطا فرمائیں گے، اس سے بڑھ کر ہم انہیں جنت میں اعلی سے اعلی رزق جسکے مقابلہ میں اس دنیا کے رزق کی کوئی حیثیت ووقعت نہیں عطا کریں گے، خاص طور پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! تمہارا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہے، تم سب دوسری عورتوں

کی طرح نہیں ہو، تم پر بہت ساری ذمہ داریاں ان دیگر عورتوں کے مقابلہ میں عائد ہوتی ہیں، لہٰذا اگر تم میں تقوی ہو اور تم سب اللہ سے ڈرتی ہوں تو دوسرے مردوں سے نرمی سے بات مت کرو اسلئے کہ آپ کا اس نرمی سے بات کرنا ان لوگوں کے دلوں میں برے خیالات پیدا کردے گا جنکے دلوں میں روگ ہے اور اگر ان سے بات کی ضرورت پڑ جائے تو مناسب انداز میں بغیر کسی نزاکت کے بات کرو، ان آیتوں میں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات کو ان باتوں کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس حکم میں تمام عورتیں شامل ہیں یعنی انہیں بھی اپنے شوہروں کی نافرمانی اور انکی حیثیت سے زیادہ خرچ مانگنے سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنا قاصد بنا کر بھیجا تو راستے میں بنوخولان کی ایک عورت نے انہیں سلام کیا اور پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ عورت پر اسکے شوہر کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اسکی نافرمانی کرنے میں اللہ سے ڈرو اور اسکا کہنا مانو اور اسکی اطاعت کرو، یہ سنکر اس عورت نے پھر سے وہی سوال کیا اور پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا تیسری مرتبہ بھی اس عورت نے یہی سوال کیا اور کہا کہ میں ان بچوں کے بوڑھے باپ کو گھر میں چھوڑ آئی ہوں؟، اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر تم گھر جاؤ اور دیکھو کہ تمہارے شوہر کو جذام کے مرض نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اسکے جسم کو پھاڑ کر رکھ دیا ہے اور پھر اس سے خون، پیپ بہہ رہا ہے اور تم اسے اپنے منہ سے صاف بھی کردو تب بھی تم نے اس کے حقوق ادا نہیں کئے۔ (مسند احمد۔ مسند الانصار، مسند معاذ بن جبل ۲۲۰۷۸) لہٰذا تمام عورتوں کو اپنے شوہروں کا احترام اور جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرنی چاہیئے، ایسے ہی ایک اور حکم بطور خاص ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو اور بالعموم تمام عورتوں کو یہ دیا گیا ہے کہ جب کسی نامحرم سے بات کرنا پڑ جائے تو ناز نخرے و نزاکت کے ساتھ اپنی ادائیں دکھاتے ہوئے بات نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس طرح بات کرنے سے دلوں میں برے خیالات اور شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں اگر عورت کے دل میں برا ارادہ نہ بھی ہو اور مرد کے دل میں اسکی اس طرح گفتگو کی وجہ سے برا خیال پیدا ہو جائے تو گنہگار عورت ہی ہوگی اسلئے جب نامحرم مردوں سے گفتگو کرنی پڑے تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی قدر کڑک آواز میں بات کرنا چاہیئے تاکہ ان تمام وساوس سے بچ سکیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۸:﴾ اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ رہیں ﴿الاحزاب ۳۳۔۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَقَرْنَ اور تم ٹکی رہو فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اپنے گھروں میں وَلَا تَبَرَّجْنَ اور تم زیب وزینت ظاہر نہ کرو تَبَرُّجَ زینت ظاہر کرنے کے الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى جاہلیت اولیٰ میں وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ اور تم نماز قائم کرو وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوۃ ادا کرو وَاَطِعْنَ اللّٰهَ اور تم اللہ کی اطاعت کرو وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بس اللہ چاہتا ہے لِيُذْهِبَ کہ وہ دور کردے عَنْكُمُ الرِّجْسَ تم سے ناپاکی اَهْلَ الْبَيْتِ اے اہلِ بیت! وَيُطَهِّرَكُمْ اور وہ پاک کردے تمہیں تَطْهِيْرًا پاک کرنا وَاذْكُرْنَ اور تم یاد کرو مَا يُتْلٰى جو پڑھی جاتی ہیں فِيْ بُيُوْتِكُنَّ تمہارے گھروں میں مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات سے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ كَانَ لَطِيْفًا نہایت باریک بین ہے خَبِيْرًا بڑا باخبر

ترجمہ:۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہلِ بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دُور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے ۝ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو بیشک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔ ۱۔ اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ رہو۔

۲۔ غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو جیسے کہ پہلی بار جاہلیت کے زمانہ میں کیا جاتا تھا۔

۳۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ ۴۔ اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

۵۔ اے نبی کے گھر والیو! اللہ تمہیں گندگی سے دور رکھے اور پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح سے مکمل ہو۔

۶۔ تمہارے گھر میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں بیان کی جاتی ہیں اسے یاد رکھو۔

۷۔ یقین جانو اللہ بہت باریک بیں اور ہر بات سے باخبر ہے۔

ان آیتوں میں ازواجِ مطہرات کو مزید احکام دیئے جارہے ہیں، چنانچہ کہا گیا کہ وہ پردہ کا پورا پورا خیال رکھیں اور بلا ضرورت گھر سے نہ نکلیں اور اگر کسی خاص ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنا ہی پڑ جائے تو پورے پردے کے ساتھ نکلیں کہ غیر محرم کی نظریں ان پر نہ پڑیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو زمانۂ جاہلیت تھا اس میں عورتیں بے پردہ، بناؤ سنگھار کر کے مردوں کو دکھاتے ہوئے راستوں اور بازاروں میں کھڑی رہتی تھیں اس آیت میں اس سے روکا گیا کہ اس طرح نہ نکلو، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے یہاں ایک نکتہ بیان

فرمایا کہ اللہ تعالی نے یہاں پہلی جاہلیت فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ آخری جاہلیت کا زمانہ بھی آنے والا ہے بلکہ آ چکا ہے جو پہلی جاہلیت سے کہیں زیادہ بے حیائی میں بڑھا ہوا ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح آزادی کے نام پر عورتوں کو بے لباس کر کے دنیا بھر میں چھوڑ دیا گیا ہے، جبکہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا : عورت سر سے پیر تک ستر ہے یعنی اسے پورا پردہ کرنا چاہئے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان ااس کو تاکتے رہتا ہے ۔(ترمذی ۱۱۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو گھروں میں رکھو اس لئے کہ عورت سرتاپا ستر ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتے رہتا ہے اور جب وہ کسی مرد کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰ ۱۷۷) محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ ام لمومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ حج اور عمرہ کیوں نہیں کرتیں جیسے آپکی دوسری بہنیں یعنی دوسری ازواج مطہرات کرتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حج اور عمرہ کرلیا ہے اور مجھے اللہ نے گھر میں رہنے کے لئے کہا ہے، اللہ کی قسم ! میری موت تک میں گھر سے نہیں نکلوں گی، راوی نے کہا کہ اللہ کی قسم ! وہ گھر کے دروازے سے بھی نہیں نکلیں جنازے کے نکلنے تک ۔ (الدرالمنثور ۔ ج ۔۶ ۔ص ۵۹۹) اللہ تعالی انہیں نماز و زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ جو نماز اللہ تعالی نے فرض فرمائی ہے اسے قائم رکھو اور جو صدقہ اس نے تم پر واجب کیا ہے اسے بھی ادا کرو اور ساتھ ہی وہ سارے احکامات جن کا اللہ اور اسکے رسول نے حکم دیا ہے ان تمام احکامات میں اطاعت کرو، خاص کر یہ حکم تمہیں اس لئے دیا جار ہا ہے کہ اللہ تعالی نبی کے گھر والوں سے گندگی اور گناہوں کے میل کو دور کرنا چاہتا ہے، جب تم یہ کام کرو گے جنکا تمہیں حکم دیا جار ہا ہے تو انکے ذریعہ سے تمہاری صفائی و ستھرائی ہو جائے گی، یہاں پر اہل بیت یعنی نبی کے گھر والوں سے کون مراد ہیں؟ اس سلسلہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا یہ آیت ہم پانچ لوگ یعنی میرے، علی، حسن و حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے ،(تفسیر طبری ۔ ج ۔۲۰ ۔ ص ۲۶۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ انکے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر خیبری چادر تھی اسی دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہانڈی لیکر آئیں جس میں خزیرہ یعنی ایک قسم کا سالن تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بلالاو، جب وہ آ گئے اور کھانا کھا رہے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا باقی حصہ پکڑ کر ان سب کو ڈھانک لیا اور چادر سے اپنا ہاتھ نکال کر آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں ان سے گندگی کو دور فرمادے اور انہیں خوب پاک فرمادے ۔ یہ دعا آپ ﷺ نے تین مرتبہ مانگی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی اپنا سر اس چادر میں ڈالا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ! بے شک تم خیر کی طرف ہو، یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد

فرمائے ۔ (الدر المنثور ۔ ج ٦ ۔ ص، ٢٠٣) اللہ تعالی انہیں قرآن وسنت کو یاد کرنے کی تلقین فرمارہے ہیں کہ دیکھو! گھر پر رہو تو بیکار مت رہنا بلکہ قرآن وسنت کی حفاظت میں لگے رہنا اور انہیں اپنے سینوں میں بسالینا، اس حکم میں ازواج مطہرات کے علاوہ تمام مومن عورتیں بھی شامل ہیں کہ گھر میں رہتے ہوئے بیجا باتوں میں لگے رہنے کے بجائے قرآنِ مجید اور اسکے احکامات کو جاننے اور اسے محفوظ کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو جان کر ان پر عمل کرنا چاہئے ۔ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس لئے جو بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو، تمہارے اعمال اور تمہاری نیتوں پر ہی سزا وجزا کا دارومدار ہے ۔

﴿درس نمبر ١٦٧٩﴾ یہ ہیں وہ خوش نصیب جن کیلئے مغفرت اور شاندار اجر ہے ﴿الاحزاب ٣٥﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بے شک مسلمان مرد وَالْمُسْلِمٰتِ اور مسلمان عورتیں وَالْمُؤْمِنِيْنَ اور مومن مرد وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتیں وَالْقٰنِتِيْنَ اور فرمانبردار مرد وَالْقٰنِتٰتِ اور فرمانبردار عورتیں وَالصّٰدِقِيْنَ اور راست باز مرد وَالصّٰدِقٰتِ اور راست باز عورتیں وَ الصّٰبِرِيْنَ اور صبر کرنے والے مرد وَالصّٰبِرٰتِ اور صبر کرنے والی عورتیں وَالْخٰشِعِيْنَ اور خشوع کرنے والے مرد وَالْخٰشِعٰتِ اور خشوع کرنے والی عورتیں وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ اور صدقہ دینے والے مرد وَالْمُتَصَدِّقٰتِ اور صدقہ دینے والی عورتیں وَالصَّآئِمِيْنَ اور روزے دار مرد وَالصّٰٓئِمٰتِ اور روزے دار عورتیں وَالْحٰفِظِيْنَ اور حفاظت کرنے والے مرد فُرُوْجَهُمْ اپنی شرمگاہوں کی وَالْحٰفِظٰتِ اور حفاظت کرنے والی عورتیں وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ اور اللہ کا ذکر کرنے والے مرد كَثِيْرًا کثرت سے وَّالذّٰكِرٰتِ اور ذکر کرنے والی عورتیں اَعَدَّ اللّٰهُ تیار کررکھی ہے اللہ نے لَهُمْ ان کے لیے مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا مغفرت اور اجرِ عظیم

ترجمہ: ۔ (جو لوگ اللہ کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد

اور صبر کرنے والی عورتیں اور متقی مرد اور متقی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کیلئے اللہ نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔فرمانبردار مرد ہوں یا عورتیں، مومن مرد ہوں یا عورتیں، عبادت گذار مرد ہوں یا عورتیں، سچے مرد ہوں یا عورتیں، صبر کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا عورتیں، صدقہ دینے والے مرد ہوں یا عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا عورتیں، شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں۔

۲۔اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان آیتوں میں مومن مردوں اور عورتوں کی چند صفات بیان کی گئی ہیں۔ایمان والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ پہلے تو اللہ اور اسکے رسول کے مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں، دوسری صفت یہ کہ جو کچھ اللہ نے بھیجا ہے اور جو کچھ رسول اللہ نے بتلایا ہے اس پر دل و جان سے یقین کرتے ہیں اور پکا اور سچا ایمان رکھتے ہیں، اس میں شک و تردد ذرہ برابر بھی نہیں ہونا چاہیئے، تیسری صفت یہ کہ ان میں قناعت یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکی تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی ہونے والے ہوتے ہیں۔رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جس نے یہ کہا کہ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد عربی ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔ چوتھی صفت یہ کہ ہمیشہ سچ بولنے والے ہوتے ہیں اس لئے کہ جھوٹ بولنا مومن کی صفت نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا مومن جھوٹ بولتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بات کرے تو جھوٹ بولے وہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لانے والا نہیں۔ (کنز العمال ۸۹۹۳) پانچویں صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہوئی آزمائشوں پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی زمانے کی مشقتوں اور سختیوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اسکا گواہ یا فرمایا کہ سفارش کرنے والا رہوں گا۔ (مسلم ۱۳۷۷) چھٹویں صفت یہ کہ وہ عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں، عاجزی اختیار کرنا اور اللہ کے سامنے جھکنا یہ بہت بڑی نعمت ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا نہ کرنا جو عاجزی اختیار نہ کرتا ہو۔ (مسلم ۲۷۲۲) ساتویں صفت یہ کہ وہ صدقہ کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے کہ مومن مال سے محبت نہیں کرتا بلکہ اس مال کو وہ اللہ کے حکم پر غرباء وفقراء

میں خرچ کرتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ صدقہ کرنے کی ترغیب فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس دن کے آنے سے پہلے صدقہ کرو کہ جس دن آدمی صدقہ کرنا چاہے گا مگر اسکے صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔(بخاری ۱۴۱۱) آٹھویں صفت یہ کہ وہ روزے رکھنے والا ہوتا ہے، فرض روزوں کے علاوہ نفل اور سنت روزوں کا بھی اہتمام کرتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھنا ڈھال ہے یعنی روزہ رکھنے سے انسان گناہوں اور جہنم کی آگ سے بچ سکتا ہے۔(ترمذی ۲۶۱۶)، نویں صفت یہ کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی زنا اور بدکاری سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے زنا کا ایک حصہ انسانوں پر لکھ دیا ہے جسے وہ ضرور پائے گا، تو آنکھ کا زنا غیر (غیر محرم اور بے پردہ چیزوں کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (بے حیائی کی باتوں کو) زبان سے بیان کرنا ہے، انسان کا نفس زنا کی خواہش کرتا ہے اور انسان کی شرمگاہ اس خواہش کو پوری کرتی ہے۔(بخاری ۶۲۴۳)، مطلب یہ کہ صرف زنا کرنا ہی زنا نہیں ہے بلکہ اپنی آنکھوں سے غیر محرم کو دیکھنا اور بے پردہ چیزوں کا مشاہدہ کرنا اور زبان سے بے حیائی کی باتیں کرنا بھی زنا ہے اور مومن کی شان یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ان تمام سے بچتا ہے، دسویں صفت یہ کہ مومن اللہ تعالیٰ کا کثرت سے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں ذکر وتسبیح بیان کرتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ گلیوں میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں اور جب فرشتے ذکر کرنے والوں کو پالیتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ اپنی حاجت بیان کرو، (اسے پورا کیا جائے گا)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ملائکہ ان ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں جو کہ آسمان تک ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان ملائکہ سے اللہ رب العزت پوچھتے ہیں حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے کہ میرا بندہ کیا کہتا ہے؟ تو وہ ملائکہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح، کبریائی، حمد، وبزرگی بیان کررہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اس نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں اور زیادہ ذکر کرے گا، پھر اللہ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اس نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اور زیادہ جنت کے شوق میں عبادت کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ جہنم سے، اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جہنم دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اور زیادہ عبادت کرے گا اور اس سے بھاگنے کی کوشش کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا ہے۔(بخاری ۶۴۰۸) ان تمام صفتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کے لئے مغفرت تیار کررکھی ہے اور انکے اعمال پر انہیں بہت زیادہ اجر دیا جائے گا جیسا کہ اس مذکورہ

حدیث میں بھی ذکر ہے۔اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ میں مردوں کے بارے میں قرآن میں سنتی ہوں مگر عورتوں کے بارے میں ایک بھی ذکر نہیں ہے، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔(السنن الکبریٰ للنسائی ۱۱۳۴۰)

﴿درس نمبر ۱۶۸۰﴾ وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا جس نے رسولِ رحمت ﷺ کی نافرمانی کی ﴿الاحزاب ۳۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَا كَانَ اور نہیں ہے لِمُؤْمِنٍ لائق کسی مومن کے وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہ کسی مومنہ کے إِذَا قَضَى اللّٰهُ جب اللہ فیصلہ کردے وَرَسُوْلُهٗٓ اور اس کا رسول أَمْرًا کسی معاملے کا أَنْ يَّكُوْنَ کہ ہو لَهُمُ الْخِيَرَةُ ان کے لئے اختیار مِنْ أَمْرِهِمْ ان کے معاملے میں وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی فَقَدْ ضَلَّ تو تحقیق وہ گمراہ ہو گیا ضَلٰلًا مُّبِيْنًا گمراہ ظاہر۔

ترجمہ:۔ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب اللہ اور اسکا رسول کسی چیز کا حتمی فیصلہ کردے تو نہ کسی مومن مرد کے لئے یہ گنجائش ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لئے کہ انہیں اپنے کسی معاملہ میں اختیار باقی ہے۔

۲۔ جس نے بھی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

ایمان والوں کی صفات کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالی اس آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرما رہے ہیں کہ مومن مرد ہو یا عورت اللہ اور اسکے رسول کے کئے ہوئے فیصلہ پر سب کو راضی رہنا چاہئے اور بخوشی اس پر عمل کرنا چاہئے، جب اللہ اور اسکے رسول نے فیصلہ سنا دیا ہے تو کسی بھی مرد یا عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ کام کرے یا نہ کرے بلکہ انہیں وہ کام کرنا ہی ہوگا جسکا اللہ اور اسکے رسول نے فیصلہ سنا دیا ہے، اگر کوئی اس فیصلہ کو نہیں مانے گا یا اس پر عمل نہیں کرے گا تو وہ اللہ و رسول کا نافرمان کہلائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ نافرمان شخص ہدایت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر کل قیامت کے دن اسے اس گمراہی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو اپنے فیصلے کے برابر قرار دیا ہے یعنی اگر کسی

نے نبی رحمت ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانا تو گویا اس نے اللہ کے فیصلہ کو نہ مانا اور جو اللہ کے فیصلہ کو نہیں مانتا وہ گمراہ و برباد ہو جاتا ہے، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے میرے حکم کو مانا گویا اس نے اللہ کے حکم کو مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اور حکم کو نہیں مانا گویا اس نے اللہ کے حکم کو نہیں مانا اور اسکی نافرمانی کی۔ (بخاری ۲۹۵۷) سورۃ النساء کی آیت نمبر ۸۰ میں کہا گیا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ تبارک وتعالی نے دوسری جگہ فرمایا وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (الحشر ۷) جس کام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیں اسے مانو اور جس کام سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو، ہمیں اپنے بارے میں غور کرنا چاہئے کہ کیا ہم نبی رحمت ﷺ کے ہر حکم پر عمل کر رہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر رہے ہیں تو پھر یہ ہماری گمراہی کے لئے کافی ہے، اللہ ہم تمام کو اللہ اور اسکے رسول کے حکموں پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایات موجود ہیں پہلی روایت یہ کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا جسکا حکم نبی رحمت ﷺ نے انہیں دیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کیلئے پیغام نکاح لے کر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زینب! ان سے نکاح کرلو، اس پر انہوں نے کہا کہ میں اپنے بارے میں مشورہ لوں گی، وہ دونوں ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ انکا مجھ سے نکاح کرانے پر راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تو میں اللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گی، میں نے اپنے آپ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیدیا۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۲۷۱) ابن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی وہ ہجرت کرنے والی سب سے پہلی خاتون تھیں انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہبہ کر دیا تو نبی رحمت ﷺ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا ان سے نکاح کرا دیا اس پر وہ اور انکے بھائی ناراض ہوئے کہ ہم نے تو چاہا تھا کہ آپ ان سے نکاح کریں، مگر انہوں نے اپنے غلام سے نکاح کرا دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ص،۶۱۰)

﴿درس نمبر ۱۶۸۱:﴾ تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے ﴿الاحزاب ۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاِذْ اور جب تَقُوْلُ آپ کہہ رہے تھے لِلَّذِيْٓ اس شخص سے کہ اَنْعَمَ اللّٰهُ اللہ نے انعام کیا عَلَيْهِ اس پر وَ اَنْعَمْتَ اور آپ نے بھی انعام کیا عَلَيْهِ اس پر اَمْسِكْ کہ تو روکے رکھ عَلَيْكَ اپنے پاس زَوْجَكَ اپنی بیوی وَاتَّقِ اللّٰهَ اور اللہ سے ڈر وَتُخْفِيْ اور آپ چھپا رہے تھے فِيْ نَفْسِكَ اپنے دل میں مَا اللّٰهُ وہ کہ اللہ مُبْدِيْهِ ظاہر کرنے والا تھا اسے وَتَخْشَى اور آپ ڈر رہے تھے النَّاسَ لوگوں سے وَاللّٰهُ حالانکہ اللہ اَحَقُّ زیادہ حق دار ہے اَنْ تَخْشٰهُ کہ آپ ڈریں اس سے فَلَمَّا پھر جب قَضٰى زَيْدٌ پوری کرلی زید نے مِنْهَا اس سے وَطَرًا حاجت زَوَّجْنٰكَهَا ہم نے آپ کا نکاح کر دیا اس سے لِكَيْ لَا يَكُوْنَ تاکہ نہ ہو عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر حَرَجٌ کوئی حرج فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں میں اِذَا قَضَوْا جب وہ پوری کرلیں مِنْهُنَّ ان سے وَطَرًا حاجت وَكَانَ اور ہے اَمْرُ اللّٰهِ اللہ کا حکم مَفْعُوْلًا کیا ہوا

ترجمہ:۔ اور جب تم اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دیدی) تو ہم نے تم سے اُس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کیلئے اُن کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کیساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دیدیں) کچھ تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! یاد کرو اس وقت کو جب کہ تم اس شخص سے جس پر اللہ نے بھی اور آپ نے بھی احسان کیا تھا کہہ رہے تھے۔

۲۔ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو

۳۔ تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھول دینے والا تھا۔

۴۔ تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

۵۔ جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کرلیا تو ہم نے اس سے تمہارا نکاح کرا دیا۔

۶۔ تاکہ مسلمانوں کے لئے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے تعلق ختم کرلیا ہو۔

۷۔ اللہ نے جو حکم دیا تھا اس پر تو عمل ہو کر ہی رہنا تھا۔

پچھلی آیت کے شان نزول سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا، اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، چنانچہ تفصیلاً ذکر یوں ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالی نے بھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی احسان کیا، یہاں اللہ تعالی کا احسان تو ان پر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا اور انہیں اسلام سے بھی مشرف فرمایا اس طرح کہ وہ اسلام لانے والے پہلے چار افراد میں شمار کئے جاتے ہیں اس سے بڑا احسان اور کیا ہوسکتا ہے؟ اسکے بعد نبی رحمت ﷺ کا ان پر احسان یہ کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور انکا نکاح بھی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا، لیکن چند وجوہات کی بنا پر یہ نکاح زیادہ دن تک باقی نہ رہ سکا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کرنے لگے تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو، اس پر یہ آیت وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ نازل ہوئی۔ (صحیح ابن حبان ۷۰۴۵) بعض مفسرین نے اس آیت کے بارے میں یہ کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی محبت پیدا ہوئی اور نبی رحمت ﷺ ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ آپ نے اپنے دل میں جو چھپایا تھا اللہ اسے کھول دینے والا تھا، (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۲۷۴) لیکن صاحب تفسیر منیر نے اس آیت کی جو تفسیر بیان کی ہے وہ مجھے بہت بہتر معلوم ہوئی وہ یہ کہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے پاس حضرت زینب سے طلاق لینے کی بات کہنے آئے تو نبی رحمت ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ انکا نکاح حضرت زینب سے کر دیا جائے گا اگر انہوں نے طلاق دی اور چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے تو عرب میں اس وقت منہ بولے بیٹے کو خاص بیٹے کا درجہ دیا جاتا تھا اور جس طرح خاص بیٹے کی بیوی سے طلاق کے بعد بھی نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی کے بارے میں بھی اس وقت اہل عرب کا یہی خیال تھا تو اسی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ڈر رہے تھے کہ اگر میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو قریش کی باتیں سننی پڑیں گی، اسی کو اللہ تعالی نے فرمایا وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ڈرنا تو آپ کو اللہ تعالی سے چاہئے وہی اس بات کا زیادہ حقدار ہے لیکن آپ کے دل کی کیفیت کچھ اور ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ ص، ۳۰) لیکن آخر کار وہی ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونچا تھا، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دیدی۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اور انکا ولیمہ ایسے کیا جو کسی اور ازواج کا نہیں کیا آپ نے ایک بکری ذبح فرمائی، اسی بات پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری ازواج سے کہتی تھیں کہ تم لوگوں کا نکاح تمہارے اولیاء نے کروایا لیکن میرا نکاح اللہ تعالی نے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہی فرمادیا۔ (الدرالمنثور۔ ج،ص ۶۔ص، ۶۱۲)

اس نکاح کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالی اس غلط عقیدہ کو کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے حکم میں ہوتا ہے اسے ختم کرنا چاہتا تھا اسی لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کا حکم دیکر اللہ تعالی نے اس رسم و عقیدہ کو ہمیشہ کے لئے ختم فرمادیا، اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح تنگی نہ رہے جبکہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کرلیں۔ آگے اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو اللہ نے فیصلہ کرلیا ہے وہ ہوکر ہی رہتا ہے چاہے کسی کو اچھا لگے یا نہ لگے۔

اللہ کا فیصلہ نپا تلا مقدر ہوتا ہے

﴿درس نمبر ۱۶۸۲:﴾ ﴿الاحزاب ۳۸۔تا۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ نہیں ہے نبی پر مِنْ حَرَجٍ کوئی حرج فِيْمَا اس بات میں جو فَرَضَ اللّٰهُ اللہ نے فرض کردی لَهٗ اس کے لئے سُنَّةَ اللّٰهِ دستورِ الٰہی کے فِي الَّذِيْنَ ان لوگوں میں جو خَلَوْا مِنْ قَبْلُ گزر گئے اس سے قبل وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ہے اللہ کا حکم قَدَرًا مَّقْدُوْرًا مقرر کیا ہوا اندازہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ پہنچاتے ہیں اللہ کے پیغامات وَيَخْشَوْنَهٗ اور وہ ڈرتے ہیں اس سے وَلَا يَخْشَوْنَ اور نہیں ڈرتے ہیں اَحَدًا کسی سے اِلَّا اللّٰهَ سوائے اللہ کے وَكَفٰى بِاللّٰهِ اور کافی ہے اللہ حَسِيْبًا حساب لینے والا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ نہیں ہیں محمد اَبَآ اَحَدٍ کسی کے باپ مِّنْ رِّجَالِكُمْ تمہارے مردوں میں سے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ لیکن اللہ کے رسول ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور خاتم النبیین ہیں وَكَانَ اللّٰهُ

اور ہے اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمًا خوب جاننے والا

ترجمہ:۔ پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کیلئے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے O اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے O (محمد ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نبی کے لئے اس کام میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی جو اللہ نے انکے لئے طے کر دیا ہو۔

۲۔ یہی اللہ کی وہ سنت ہے جس پر ان انبیاء کے معاملہ میں بھی عمل ہوتا آیا ہے جو پہلے گذر چکے ہیں۔

۳۔ اللہ کا فیصلہ نپا تلا مقدر ہوتا ہے۔

۴۔ پیغمبر وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بھیجے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

۵۔ اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے وہ نہیں ڈرتے۔

۶۔ حساب لینے کے لئے اللہ کو کسی کی ضرورت نہیں۔

۷۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

۸۔ وہ رسول ہیں اور آخری نبی بھی۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جانتا ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے جو نکاح فرمایا اس نکاح کو جائز اور حلال بتلانے کیلئے یہ بات یہاں کہی گئی کہ نبی کے لئے اس کام میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے طے کر دیا ہو، چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس سلسلہ میں یہ جملہ استعمال فرمایا کہ زَوَّجْنٰكَهَا کہ ہم نے تمہارا ان سے نکاح کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود رسولِ رحمت ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا تو اس میں کسی کو کیا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں اعتراض کرے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اس فیصلے پر عمل کرنے سے نبی گناہ گار نہیں ہوتے یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کو گناہ سمجھ رہے تھے کہ یہ تو میرے منہ بولے بیٹے کی بیوی ہے میں اس سے کیسے نکاح کروں؟ اسی کیفیت کو دور فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہی فیصلہ فرمایا ہے تو پھر اس میں اس طرح سوچنا نہیں چاہئے ایسے فیصلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے جو انبیاء تھے ان کے درمیان بھی فرمایا ہے، لہٰذا اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیجئے اور جو اللہ نے حکم دیا ہے اسے کرنے میں پس و پیش نہ ہوں اور جو اللہ کا حکم اور فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر

ہی رہتا ہے، یہ آیت اصل میں یہود و نصاریٰ کے اعتراض کا جواب بھی ہے کہ وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب سے نکاح کرنے پر طعن کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اس میں ایسی کونسی نئی بات ہے کہ تم محمد ﷺ کو طعنہ دے رہے رہو؟ ان سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے یعنی حضرت داود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام انکے تو کئی کئی بیویاں تھیں، اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اختیار دیا ہے وہ جتنے نکاح کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔(البتہ بعد میں اللہ کے نبی ﷺ کی بھی نکاح کے معاملہ میں تحدید کردی گئی) اور یہ جو رسول ہوتے ہیں انکا اصل مقصد تو اس دنیا میں آنے کا اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے جس معاملہ میں وہ اللہ تعالی سے خوف بھی کرتے ہیں کہ کیا ہم نے اپنی ذمہ داری پوری نبھائی ہے یا نہیں؟

منافقوں کو یہاں ایک اور جواب دیا جا رہا ہے اس لئے کہ وہ یہ کہہ کر طعنہ دیتے تھے کہ محمد نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے جبکہ وہ تو اس سے لوگوں کو منع فرماتے ہیں؟۔ اللہ تعالی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جسے تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہہ رہے ہو وہ اصل میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں ہیں اس لئے کہ انکی اولاد میں کوئی مرد باقی نہیں ہے بلکہ ساری کی ساری بیٹیاں ہی ہیں اور یہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اس لئے اس کی بیوی سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے ہاں! اگر حقیقی بیٹا ہو تو پھر اس کی بیوی تا دم حیات حرام ہی رہتی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکر اولاد بھی تھی اس لئے کہ وہ حضرت قاسم، ابراہیم، طیب اور مطہر رضی اللہ عنہم کے والد تھے۔(الدر المنثور۔ج،٦۔ص،٦١٧) لیکن اس آیت کے نزول کے وقت ان بیٹوں میں سے کوئی با حیات نہیں تھا اس لئے اللہ نے اس طرح فرمایا کہ اب وہ کسی مذکر اولاد کے والد نہیں ہیں، جیسا کہ عامر الشعبی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ انکے کوئی مذکر اولاد باحیات نہیں تھی۔(ترمذی ٣٢١٠) اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ البتہ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور جو نبی ہوتے ہیں وہ تمام امت کے روحانی باپ ہوتے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے وہ تم سب کے باپ ہیں لیکن نسلاً انکی کوئی مذکر اولاد نہیں ہے، اسکے پیچھے کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کی کسی بھی نرینہ اولاد کو باقی نہیں رکھا وہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے وہ ذات تو ایسی ہے کہ ہر ہر چیز کا علم اسکے پاس ہے۔

﴿درس نمبر ١٦٨٣:﴾ **وہی اللہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے** ﴿الاحزاب ٤١۔تا۔٤٤﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ

يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓـئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ۝ تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ‌ۖۚ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِيۡمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوا ایمان لائے ہو اذۡكُرُوا اللّٰهَ اللہ کو یاد کرو ذِكۡرًا كَثِيۡرًا بہت زیادہ یاد کرنا وَّسَبِّحُوۡهُ اور تم تسبیح بیان کرو اس کی بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا صبح وشام هُوَ الَّذِىۡ وہی ہے جو يُصَلِّىۡ رحمت بھیجتا ہے عَلَيۡكُمۡ تم پر وَمَلٰٓـئِكَتُهٗ اور اس کے فرشتے لِيُخۡرِجَكُمۡ تا کہ وہ نکالے تمہیں مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں سے اِلَى النُّوۡرِ روشنی کی طرف وَكَانَ اور وہ ہے بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مومنوں پر رَحِيۡمًا بہت رحم کرنے والا تَحِيَّتُهُمۡ ان کی دعا ہوگی يَوۡمَ جس دن يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ وہ ملیں گے اس کو سلام وَاَعَدَّ اور اس نے تیار کیا ہے لَهُمۡ ان کے لئے اَجۡرًا كَرِيۡمًا عزت والا اجر

ترجمہ:۔ اے اہلِ ایمان! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو ۝ اور صبح اور شام اُس کی پاکی بیان کرتے رہو ۝ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے ۝ جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اُس نے اُن کیلئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

۲۔ صبح وشام اسکی تسبیح کرو۔ ۳۔ وہی ہے جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی۔

۴۔ تا کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ ۵۔ وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

۶۔ جس دن مومن لوگ اللہ سے ملیں گے اس دن انکا استقبال سلام سے ہوگا۔

۷۔ اللہ نے انکے لئے باعزت انعام تیار کر رکھا ہے۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کا ذکر تھا اور ان سے متعلق کچھ احکام بھی بتلائے گئے، ان آیتوں میں تمام مومنوں کا ذکر ہے اور انہیں بھی چند احکام دیئے جا رہے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے مومنوں کو کثرت سے ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ ہر آن ہر گھڑی اللہ کا ذکر زبان پر ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالی نے ہم پر بہت احسانات کئے ہیں سب سے بڑا احسان یہ کہ اس نے ہمیں ہدایت کے راستے پر ڈالا اور مسلمان بنا کر پیدا فرمایا اس لئے اسکے احسان کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کا شکر اس طرح کریں کہ اس کی تسبیح وتحمید کریں، اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کل قیامت کے دن سب سے اونچا درجہ کس بندے کا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا ذکر سب سے زیادہ کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے

کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا کیا مقام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اپنی تلوار لے کر کفار و مشرکین میں گھس جائے اور ان سے لڑتے لڑتے اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون سے رنگ جائے تب بھی ذکر کرنے والے کا مقام اس سے اونچا ہی رہے گا۔ (ترمذی ۳۳۷۶) اللہ تعالی نے خصوصیت کے ساتھ دو اوقات کا ذکر فرمایا ہے کہ پورے دن ہی تسبیح و تحمید ہونی چاہئے مگر صبح اور شام کے وقت خاص طور سے اسکی تسبیح وتحمید بیان ہونی چاہئے اس لئے کہ ان دو اوقات میں ملائکہ کا تبادلہ ہوتا ہے کہ صبح کے وقت شام والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور صبح والے فرشتے نیچے آتے ہیں اسی طرح شام میں صبح والے فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور پھر شام والے فرشتے نیچے آ جاتے ہیں اس لئے ان دو اوقات کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ص، ۴۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا سے مراد فجر اور عصر کا وقت ہے۔

جس اللہ کا ذکر فرمانے اور تسبیح وتحمید بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس اللہ سبحانہ وتعالی کی صفت بیان کی جارہی ہے کہ جس اللہ کی تم تسبیح بیان کرتے ہو وہ اللہ اسکے بدلہ تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور ساتھ ہی فرشتے بھی تمہارے لئے دعا واستغفار کرتے ہیں، یعنی تمہارے ذکر کرنے کا تمہیں دوگنا فائدہ مل رہا ہے ایک یہ کہ تمہارے ذکر کے بدلہ اللہ تعالی تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور دوسرا یہ کہ ملائکہ بھی تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے جو صلاۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا اور ملائکہ کے لئے اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ ملائکہ ان کے لئے استغفار کریں گے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶۔ ص، ۶۲۳) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں روایت ہے کہ جب اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! جب کبھی اللہ تعالی کوئی خیر آپ پر نازل فرماتا ہے تو اس میں ہمیں بھی شریک کرتا ہے (لیکن ان آیتوں میں اس نے ہمیں شریک نہیں کیا) تب یہ آیت نازل ہوئی هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ ۔الخ۔ وہی ہے وہ اللہ جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶۔ص، ۶۲۲)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس ذکر و اذکار اور ملائکہ کی دعاء کا سبب یہ ہے کہ تم گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کی روشنی کی طرف آ و گے، جس سے تمہاری دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جائیں گے اور اللہ تعالی تو مومن بندوں پر بہت مہربان اور رحیم ہیں کہ وہ انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیں گے جبکہ وہ اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور جب یہ مومن اس دنیا کو الوداع کہہ کر اللہ کے پاس جنت میں جانے لگیں گے تو فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے انہیں سلام کہیں گے، یعنی تم پر سلامتی ہو، آ ؤ جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں اللہ تعالی نے تمہارے

اعمال کے بدلہ بہت سارے انعامات تیار کر رکھے ہیں۔ اور اس آیت تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ کی تفسیر میں چند روایتیں ہیں کہ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن مومنوں کی ملاقات ملک الموت (روح نکالنے والے فرشتے) سے ہوگی تو کوئی مومن ایسا نہیں ہوگا کہ جسکی روح نکالتے وقت ملائکہ نے اسے سلام نہ کیا ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی ۳۹۹) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ص،۶۲۳)

رسولِ رحمت ﷺ شاہد، مبشر اور نذیر ہیں

(درس نمبر ۱۶۸۴:) (الاحزاب ۴۵۔تا۔۴۸)

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ وَدَعۡ اَذٰهُمۡ وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ۝ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اے نبی! اِنَّاۤ بلاشبہ ہم نے اَرۡسَلۡنٰكَ آپ کو بھیجا ہے شَاهِدًا گواہی دینے والا وَّمُبَشِّرًا اور خوشخبری سنانے والا وَّنَذِيۡرًا اور ڈرانے والا وَّدَاعِيًا اور بلانے والا اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف بِاِذۡنِهٖ اس کے حکم سے وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا اور روشن چراغ وَبَشِّرِ اور خوشخبری دے دیجئے الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مومنوں کو بِاَنَّ اس بات کی کہ بے شک لَهُمۡ ان کے لئے ہے مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے فَضۡلًا كَبِيۡرًا فضل بہت بڑا وَلَا تُطِعِ اور اطاعت نہ کیجئے الۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کی وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ اور منافقوں کی وَدَعۡ اور نظر انداز کر دیجئے اَذٰهُمۡ ان کی ایذا رسانی کو وَتَوَكَّلۡ اور توکل کیجئے عَلَى اللّٰهِ اللہ پر وَكَفٰى اور کافی ہے بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا اللہ کارساز

ترجمہ:۔ پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۝ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ ۝ اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ اُن کیلئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا ۝ اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور اللہ پر بھروسا رکھنا اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۲۔ اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشنی پھیلانے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

۳۔ آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔

۴۔آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیئے۔ ۵۔انکی طرف سے جو تکلیفیں پہنچیں اسکی پرواہ نہ کیجئے۔
۶۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ ۷۔اللہ رکھوالا بننے کے لئے کافی ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ رسول بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔ چنانچہ کہا گیا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (الاعراف ۱۵۸) پس اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے رسول نبی امی پر بھی ایمان لے آؤ۔ رسولِ رحمت ﷺ مجسم دلیل بھی ہیں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء ۱۷۴) اے لوگو! یقینا تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کافی دلیل آ چکی ہے یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ۔ رسولِ رحمت ﷺ داعی الی اللہ بھی ہیں وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (الاحزاب ۴۶) اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں۔ رسولِ رحمت ﷺ کا مقام، مرتبہ اور منصب قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ احزاب کی ان دو آیتوں میں رسولِ رحمت ﷺ کو شَاهِدًا یعنی گواہی دینے والا، مُبَشِّرًا یعنی خوشخبری دینے والا، نَذِيْرًا یعنی ڈرانے والا، دَاعِيًا یعنی اللہ کی طرف بلانے والا اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا یعنی روشن چراغ قرار دیا گیا، گویا یہاں رسول رحمت ﷺ کی پانچ صفتیں بیان کی گئیں۔

پہلی صفت شَاهِدًا ہے یعنی گواہی دینے والے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے ان تک ہمارا یہ کلام پہنچا دیا ہے اور آپ نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی ہے چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟ اس طرح آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی جواب دیا کہ ہاں! آپ نے پہنچا دیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنایا اور کہا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ (بخاری ۱۷۴۱) اسکے بعد ایک ذمہ داری یہ ڈالی گئی کہ آپ مومنوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں کہ جو کوئی نیک عمل کرے گا اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے گا، نیز انکے احکام کو مانے گا تو وہ شخص جنت میں جائے گا اور فرمایا کہ ہم نے آپ کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے احکامات سے منہ موڑتا ہے اور روگردانی کرتا ہے تو آپ اسے دوزخ سے ڈرائیں کہ اگر تم لوگ ایسے ہی کرتے رہے تو کل قیامت کے دن تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کو دین حق اور ایک اللہ کی عبادت کی جانب لوگوں کو بلانے والا بنا کر بھیجا ہے، اس کام یعنی اللہ کی وحدانیت کی طرف بلانے کے لئے آپ کے لئے قرآن کریم کو رہنما یانہ کتاب بنایا کہ اس کی روشنی میں آپ لوگوں کو صحیح راستہ بتلائیں، اس لئے کہ آپ ایک روشن چراغ کے مانند ہیں جس طرح چراغ اندھیرے میں لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے اسی طرح آپ گمراہی کے اندھیرے میں پڑے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھلاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت یعنی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان سے کہا کہ تم لوگ یمن جاو

اور لوگوں کو خوشخبری سناو، نفرت نہ دلاؤ، آسانی کا معاملہ کرو اور تنگی کا معاملہ نہ کرو، اس لئے کہ اللہ تعالی نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ۔(المعجم الاوسط للطبرانی ۱۱۸۴۱)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے آپ انہیں خوشخبری سنائیے کہ اللہ تعالی ان پر بڑا فضل کرنے والا ہے، یعنی انکے ان اعمال پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور اس ثواب کو بھی کئی گنا بڑھ کر دیا جائے گا جس سے انکے جنت میں درجات بلند ہونگے، اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ فتح کی آیت لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں یہ پتا چل گیا کہ آپ کے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ ہونے والا ہے؟ مگر ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے یہ ہمیں نہیں معلوم؟ اللہ تعالی نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۔ (الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۶۲۵)

اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمارہے ہیں کہ آپ کافروں اور منافقوں کی اتباع نہ کیجئے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں بیان فرمایا کہ اتباع نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آپ کو دین میں چاپلوسی کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں تو آپ انکے مشورہ کو نہ مانئے اور انکا اس معاملہ میں تعاون نہ کیجئے اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں کافرین سے مراد ابوسفیان، عکرمہ اور ابواعور اسلمی ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد! اگر آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں تو ہم آپکی اتباع کرلیں گے، اور منافقین سے مراد عبداللہ بن ابی، عبداللہ بن سعد اور ابن ابیرق ہیں۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۴۔ص،۲۰۲)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جب آپ انکی بات نہیں مانیں گے تو یہ لوگ آپ کو طرح طرح سے تکلیفیں دیں گے اور پریشان کریں گے لہذا آپ انکی اس تکلیف پر صبر سے کام لیجئے اور انکا معاملہ اللہ کے حوالے کردیجئے اور پھر انکے انجام کے سلسلہ میں اللہ پر بھروسہ کیجئے، جب اللہ پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو اللہ اس بھروسہ کو ٹوٹنے نہیں دیتا، یقیناً اللہ ان کو ان کے کئے کی سزا ضرور دے گا آپ اس سلسلہ میں مطمئن رہئے اور اپنا کام یعنی تبلیغ دین کرتے رہئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۵:﴾ تم انہیں کچھ دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردو ﴿الاحزاب ۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے ہو اِذَا نَكَحْتُمُ جب تم نکاح کرو الْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں سے ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ پھر تم طلاق دے دوان کو مِنْ قَبْلِ اَنْ اس سے پہلے کہ تَمَسُّوْهُنَّ تم چھوؤان کو فَمَا لَكُمْ تو نہیں ہے تمہارے لئے عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ ان پر کوئی عدت تَعْتَدُّوْنَهَا کہ تم شمار کرواس کو فَمَتِّعُوْهُنَّ لہٰذا تم کچھ فائدہ دوان کو وَسَرِّحُوْهُنَّ اور رخصت کردوان کو سَرَاحًا جَمِيْلًا رخصت کرنا اچھا

ترجمہ:۔ مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے اُن کو ہاتھ لگانے (یعنی اُن کے پاس جانے) سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ اُن سے عدت پوری کراؤ اُن کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کردو۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے مومنو! جب تم کسی مومن عورت سے نکاح کرو۔

۲۔ پھر انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دیدو۔

۳۔ تو ایسی صورت میں انکے ذمہ تمہاری کوئی عدت گذارنا واجب نہیں ہے۔

۴۔ تم انہیں کچھ تحفے دیکر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردو۔

پچھلی آیتوں میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح اور طلاق کی تفصیل بیان کی گئی۔ ان آیتوں میں عام مومنوں کے لئے طلاق کا ایک مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر کسی نے نکاح کیا اور نکاح کے فوری بعد عورت کو چھوئے بغیر ہی طلاق دیدی تو ایسی صورت میں اس طلاق شدہ عورت پر عدت گذارنا یعنی تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کرسکتی ہے

جب اس عورت کو طلاق دیدی جائے تو اسے ایسے ہی چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ کچھ تحفے وغیرہ دیکر اسے چھوڑنا چاہئے تاکہ دونوں خاندانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی نفرت پیدا نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آدمی کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے چھونے سے پہلے ہی ایک طلاق دیدے جس سے وہ اس مرد سے جدا ہوجائے تو اس عورت پر عدت کا گذارنا واجب نہیں ہے اب وہ عورت جس مرد سے بھی چاہے شادی کرسکتی ہے، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا سے متعلق فرمایا کہ اگر اس آدمی نے اس عورت کا مہر مقرر کیا ہو تو اس آدمی کے ذمہ اس مقررہ مہر کا آدھا مہر دینا لازم ہے اور اگر اس نے کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں اس آدمی پر اپنی حیثیت کے مطابق اس عورت کو کچھ دینا واجب ہے یہی سَرَاحًا جَمِيْلًا یعنی اچھے انداز میں چھوڑنا ہے۔ (الدر المنثور رمرحبا۔ج،۶۔ص،۶۲۵) بعض حضرات نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے جیسے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۷ نے منسوخ کیا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول ہے۔

(الدر المنثور ۔ ج،٦۔ص،٦٢٦) لیکن مناسب قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سَرَاحًا جَمِيْلاً سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے کوئی مہر متعین نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں اسے اپنی حیثیت کے مطابق کچھ اس عورت کو ہبہ کرنا واجب ہے اور اگر مہر متعین تھا تو ایسی صورت میں اس مہر کا آدھا اس عورت کو دینا واجب ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے علماء کرام نے سات مسائل بیان کئے ہیں: (١) اگر عورت کو چھوئے بغیر ہی طلاق دیدی جائے تو ایسی صورت میں اس عورت پر کوئی عدت نہیں ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت بتلارہی ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے، لیکن اگر اس عورت سے جماع کرلیا جائے تو ایسی صورت میں اس عورت پر عدت کا گذارنا لازم ہے (٢) کبھی کبھی عقد کو بھی نکاح کہہ دیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ عقد وطی سے ملا ہوا ہے یعنی عقد کے نتیجہ میں جماع کیا جاتا ہے اسی وجہ سے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں اس آیت میں بھی نکاح سے مراد عقد ہے نہ کہ جماع (٣) نکاح کے بعد ہی طلاق واقع ہوتی ہے نکاح سے پہلے اگر کوئی طلاق دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قول ہے لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے (٤) اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے پھر اس طلاق رجعی کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس عورت سے رجوع کرلے اور اس رجوع کرنے کے بعد اس عورت کو چھونے سے پہلے دوبارہ طلاق دیدے تو اس صورت میں بھی اس عورت پر اس طلاق کی عدت کا گذارنا لازم نہیں ہے، لیکن اکثر ائمہ اس بات کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس بار بھی اس عورت پر عدت لازم ہے (٥) اگر کسی نے عورت کو طلاق بائنہ دی ہو طلاق مغلظہ نہ دی ہو پھر اس نے اس عورت سے اسکی عدت میں شادی کرلی ہو اور جماع کرنے سے پہلے پھر سے طلاق دے دی تو ایسی صورت میں ائمہ فقہ کی دورائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں جس میں امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ ہیں کہ ایسی صورت میں اس عورت کو پہلے طلاق کی جو باقی عدت ہے وہ گذارنی ہوگی اور اسے آدھا مہر ملے گا اور بعض نے کہا جس میں امام ابوحنیفہ وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں کہ ایسی صورت میں اس عورت کو پھر سے پوری عدت گذارنی پڑے گی اور اسے پورا مہر ملے گا (٦) جو متعہ ہے وہ آدمی اپنی حیثیت سے دے اور یہ کہ یہ طلاق پاکی کی حالت میں بغیر جماع ولمس کے دی ہو (٧) یہ آیت منسوخ ہے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ٢٣٧ سے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،١٤۔ص،٢٠٢۔٢٠٥)

یہ فقہی مسائل ہیں، جب کبھی اس قسم کی صورتحال پیدا ہو تو اس مضمون پر اکتفاء نہ کریں بلکہ مقامی مفتیان کرام سے رجوع کریں۔

﴿درس نمبر ١٦٨٦:﴾ اے نبی! آپ کیلئے وہ بیویاں حلال ہیں جن کا مہر آپ نے ادا کردیا ﴿الاحزاب ٥٠﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ

اللّٰہُ عَلَیْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ
مَعَكَ ز وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ق
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا
مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی! اِنَّاۤ بے شک ہم نے اَحْلَلْنَا حلال کر دیں لَكَ آپ کے لئے اَزْوَاجَكَ آپ کی بیویاں الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ وہ جو آپ نے ادا کر دیئے اُجُوْرَهُنَّ ان کے مہر وَمَا مَلَكَتْ اور وہ جن کا مالک ہوا یَمِیْنُكَ آپ کا دایاں ہاتھ مِمَّاۤ ان سے جو اَفَآءَ اللّٰهُ اللہ نے بطور غنیمت دیں عَلَیْكَ آپ کو وَبَنٰتِ عَمِّكَ اور آپ کے چچا کی بیٹیاں وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں وَبَنٰتِ خَالِكَ اور آپ کے ماموؤں کی بیٹیاں وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں الّٰتِیْ هَاجَرْنَ وہ جنہوں نے ہجرت کی مَعَكَ آپ کے ساتھ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور مومن عورت بھی اِنْ وَّهَبَتْ اگر وہ ہبہ کرے نَفْسَهَا اپنا آپ لِلنَّبِیِّ نبی کے لئے اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اگر ارادہ کرے نبی اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا کہ اسے اپنے نکاح میں لے آئے خَالِصَةً اس حال میں کہ خاص ہے لَكَ آپ کے لئے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ سوائے مومنوں کے قَدْ عَلِمْنَا تحقیق ہم نے جان لیا مَا فَرَضْنَا جو ہم نے فرض کیا عَلَیْهِمْ ان پر فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ ان کی بیویوں کے بارے میں وَمَا اور ان کے بارے میں جن کے مَلَكَتْ مالک ہوئے اَیْمَانُهُمْ ان کے دائیں ہاتھ لِكَیْلَا یَكُوْنَ تا کہ نہ ہو عَلَیْكَ آپ پر حَرَجٌ کوئی تنگی وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ غَفُوْرًا بہت بخشنے والا رَّحِیْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے اُن کے مہر دیدیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو اللہ نے تم کو (کفار سے بطور مالِ غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے آپ کو پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لیئے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی اُن سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہیں لیکن) یہ اجازت (اے محمد ﷺ) خاص آپ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں حلال کر دیں جنکا مہر آپ نے ادا کر دیا ہو۔

۲۔اللہ نے غنیمت کا جو مال آپ کو عطا کیا اس میں جو کنیزیں آپ کی ملکیت میں آئیں وہ بھی آپ کے لئے حلال ہیں۔

۳۔تمہارے چچا کی بیٹیاں، پھوپی کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں، خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی وہ بھی حلال ہیں

۴۔وہ عورت بھی حلال ہے جس نے مہر کے بغیر اپنے آپ کو نبی کے آگے نکاح کے لئے پیش کیا ہو جبکہ نبی بھی ان سے نکاح کرنا چاہتے ہوں۔

۵۔یہ سارے احکام آپ کے لئے خاص ہیں دوسرے مومنین کے لئے نہیں۔

۶۔ہمیں وہ احکام خوب معلوم ہیں جو ہم نے انکی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں ان پر عائد کی ہیں۔

۷۔تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے۔ ۸۔اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں چند ایسے احکام بتائے جارہے ہیں جو صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں عام مسلمان اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ جن بیویوں کا آپ نے مہر ادا کردیا ہے وہی بیویاں آپ کے لئے حلال ہیں یعنی اگر مہر معجّل ہو تو ہی وہ بیوی آپ کے لئے حلال ہے جیسا کہ ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ ہر وہ عورت جسکا آپ نے مہر ادا کردیا ہو اسے اللہ تعالی نے آپ کے لئے حلال کردیا، مگر دوسرے مومنین کے لئے مہر مؤجل پر نکاح کرنے سے بھی وہ عورت اسکے لئے حلال ہوجاتی ہے اور اسی میں یہ حکم بھی ہے کہ ایک مومن مرد چار سے زائد نکاح نہیں کرسکتا مگر اللہ کے نبی کے لئے چار سے زائد نکاح کرنا حلال ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو باندیاں مال غنیمت کے طور پر آپ کو ملی ہیں وہ بھی آپ کے لئے حلال ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ کے چچا، پھوپی، ماموں اور خالہ کی وہ بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی ہو وہی آپ کے لئے حلال ہیں یعنی اگر ان میں سے کسی نے ہجرت نہ کی ہو تو ایسی صورت میں ان سے نکاح کرنا آپ کے لئے حلال نہیں، جبکہ مومن مرد کسی سے بھی نکاح کرسکتا ہے چاہے وہ ہجرت کئے ہوں یا نہ کئے ہوں۔حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام نکاح بھیجا مگر میں نے ان سے معذرت چاہی کہ میں نہیں کرسکتی، پھر اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ ۔الخ۔ پھر حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے حلال نہیں ہوئی اس لئے کہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔(السنن الکبری للبیہقی ۱۳۳۴۵)

اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ کے لئے وہ عورتیں بھی حلال ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے آپ کے سامنے نکاح کے لئے پیش کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے نکاح کرنا چاہتے ہوں تو آپ ان سے بغیر مہر کے

نکاح کر سکتے ہیں، لیکن کسی عورت کو کسی مومن کے سامنے اپنے آپ کو نکاح کے لئے پیش کیا ہو تو اس مومن کے لئے اس مومنہ عورت سے بغیر مہر کے نکاح کرنا جائز نہیں ہے یہ صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا سے مراد بغیر مہر کے نکاح کرنا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا جبکہ آپ کے لئے ایسا کرنا حلال تھا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۹۔ص،۲۸۶) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا سے مراد ام شریک ازدیہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ آگے پیش کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۸۷۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کیا تھا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۲۸۶)، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ کے بارے میں مروی ہے کہ اللہ تعالی نے ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ تمام عورتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرام فرمادیا جبکہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے وہ سب آپ کے لئے حلال تھیں کہ آپ جس سے چاہے نکاح کر سکتے ہیں اس وقت آپ کی بیویاں اس بات سے غمزدہ تھیں کہ آپ کو جس عورت سے چاہے نکاح کرنے کی اجازت ہے، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ سب بہت خوش ہوئیں۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۲۸۸)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ سارے احکام اے نبی! صرف آپ کے لئے خاص ہیں دوسرے مومنین کے لئے یہ احکام نہیں ہیں اور فرمایا کہ اسکے علاوہ جو احکام ہم نے مومنوں کے لئے نازل کی ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں جیسا کہ ہم نے ان پر یہ لازم کیا کہ کسی آزاد عورت سے اسکے ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے اور ایسے ہی چار سے زائد نکاح نہیں کر سکتے وغیرہ اور اسی طرح انکے لئے باندیوں کے حلال کرنے کو بھی اللہ تعالی جانتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ یہ احکام ہم نے بطور خاص دیئے ہیں یعنی انہی عورتوں سے نکاح کرنا جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ اسلئے کہ آپ کے دل کو کوئی تکلیف نہ ہو اور آپ پر ان مذکورہ عورتوں سے نکاح کرنے پر کوئی گناہ بھی نہ ہو ویسے اللہ تو گناہوں کو بخشنے والا اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے اگر مومنوں سے پہلے کوئی گناہ ہو گیا ہو تو وہ اس پر پکڑ نہیں کرے گا کیونکہ انہیں اس نئے حکم کا علم نہیں تھا اور اگر انجانے میں کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اللہ اسے بخش دے گا اور رحم کا معاملہ کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۷:﴾ پیغمبر! اس کے بعد دوسری عورتیں آپ کیلئے حلال نہیں ﴿الاحزاب ۵۱۔۵۲﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ تَقَرَّ اَعۡيُنُهُنَّ وَلَا يَحۡزَنَّ وَيَرۡضَيۡنَ بِمَاۤ اٰتَيۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَلِيۡمًا ○ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تُرۡجِیۡ آپ موقوف کردیں مَنۡ تَشَآءُ جس کی چاہیں مِنۡهُنَّ ان میں سے وَتُـئۡوِیۡۤ اور جگہ دیں اِلَيۡكَ اپنے پاس مَنۡ تَشَآءُ جس کو چاہیں وَمَنِ ابۡتَغَيۡتَ اور جسے آپ چاہیں مِمَّنۡ ان میں سے جنہیں عَزَلۡتَ آپ نے علیحدہ کردیا تھا فَلَا جُنَاحَ تو کوئی گناہ نہیں عَلَيۡكَ آپ پر ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى یہ زیادہ قریب ہے اَنۡ تَقَرَّ اس کے کہ ٹھنڈی ہوں اَعۡيُنُهُنَّ ان کی آنکھیں وَلَا يَحۡزَنَّ اور وہ غمگین نہ ہوں وَيَرۡضَيۡنَ اور وہ راضی ہوں بِمَاۤ اٰتَيۡتَهُنَّ اس پر جو آپ انہیں دیں كُلُّهُنَّ سب کی سب وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اور اللہ جانتا ہے مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ عَلِيۡمًا خوب جاننے والا حَلِيۡمًا نہایت بردبار لَا يَحِلُّ نہیں ہیں حلال لَكَ النِّسَآءُ آپ کے لئے عورتیں مِنۡۢ بَعۡدُ اس کے بعد وَلَاۤ اَنۡ اور نہ یہ کہ تَبَدَّلَ آپ بدل لیں بِهِنَّ ان کے مقابلے میں مِنۡ اَزۡوَاجٍ کوئی اور بیویاں وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ اگرچہ آپ کو اچھا لگے حُسۡنُهُنَّ ان کا حسن اِلَّا مَا مَلَكَتۡ مگر وہ جن کا مالک ہوا يَمِيۡنُكَ آپ کا دایاں ہاتھ وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ ہر چیز پر رَّقِيۡبًا خوب نگران

ترجمہ:۔ (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو تم نے علیحدہ کردیا ہو اگر اُس کو پھر اپنے پاس طلب کرلو تو تم پر کچھ گناہ نہیں یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم اُن کو دو اُسے لے کر سب خوش رہیں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اُسے جانتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بردبار ہے ○ (اے پیغمبر!) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ اُن کا حسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تم کو اختیار ہے) اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان بیویوں میں سے تم جسکی چاہو باری ملتوی کردو اور جسکو چاہو اپنے پاس رکھو۔

۲۔ جن کو آپ نے الگ کردیا ہو اگر ان میں سے کسی کو واپس بلانا چاہو تو اس میں بھی آپ کے لئے کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور انہیں رنج نہیں ہوگا۔

۴۔ جو کچھ آپ انہیں دیدو گے وہ سب کی سب اس پر راضی رہیں گی۔

۵۔ اللہ ان سب باتوں کو جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں۔

۶۔ اللہ علم اور حلم کا مالک ہے۔ ۷۔ اسکے بعد دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں۔

۸۔ نہ یہ جائز ہے کہ تم انکے بدلہ دوسری بیویاں لیکر آؤ چاہے انکی خوبیاں تمہیں پسند آئیں۔

۹۔ البتہ جو کنیزیں آپ کی ملکیت میں ہوں وہ آپ کے لئے حلال ہیں۔

۱۰۔ اللہ تعالی ہر چیز کی پوری نگرانی کرنے والا ہے۔

ان آیتوں میں بھی وہ احکامات بیان کئے جارہے ہیں جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنی بیویوں میں سے جسکی باری چاہے مؤخر کردیں اور جسکے ساتھ چاہے رہیں، یعنی آپ کو اپنی بیویوں کے درمیان باری تقسیم کرنا کہ اتنے دن ان کے پاس اور اتنے دن انکے پاس ضروری نہیں ہے، جبکہ عام مومنوں کیلئے حکم یہ ہے کہ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو جتنے دن ایک بیوی کے پاس رہے اتنے ہی دن دوسری بیوی کے پاس بھی رہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ گنہ گار ہوگا، لیکن نبی رحمت ﷺ نے ہمیشہ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم کو برابر رکھا سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردی تھی، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایات ہیں، پہلی روایت یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان عورتوں کو عار دلائی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ تم بغیر مہر کے اپنے آپ کو پیش کرو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تُرۡجِيۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـئۡوِيۡۤ اِلَيۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ۔ (تفسیر طبری۔ ج، ش ۲۰۔ ص، ۲۹۳)

دوسری روایت حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کچھ بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا جب یہ بات انہیں معلوم ہوئی تو وہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں آپ طلاق نہ دیں بلکہ اپنے مال اور جان کا حصہ جو آپ چاہیں ہمارے لئے تقسیم کردیں ہم اس پر راضی رہیں گی تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی تُرۡجِيۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـئۡوِيۡۤ اِلَيۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶۔ ص، ۶۳۵)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جن عورتوں کو آپ نے الگ کردیا تھا اگر پھر سے آپ ان کے ساتھ مل جائیں اور انکے ساتھ رہنا چاہیں تو اس پر بھی آپ پر کوئی مواخذہ نہیں ہے کیونکہ آپ کو ان سب میں اختیار دیا گیا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے جو کرنا چاہیں کرسکتے ہیں آپ پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، یہ احکامات اللہ تعالی اس لئے بیان فرمارہے ہیں تاکہ ان سے ازواج مطہرات کو دلی سکون ملے اور وہ آپ کی طرف سے کی جانے والی تقسیم پر کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہ کریں اور اس تقسیم پر راضی رہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا ہے تو جو بھی وہ کریں گے وہ عین رب کا فیصلہ ہوگا اور رب کے فیصلہ پر سب کو راضی ہونا ہوگا کسی کو ناراض ہونے کا کوئی اختیار

نہیں اور ہاں! اسکے باوجود اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم میں تقسیم کو برابر رکھیں تو تم اس پر ان کا احسان مانو، اگر ظاہرا کچھ کہنا نہ چاہو تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں اسلئے کہ اللہ تعالی تو وہ ذات ہے جو دلوں میں چھپے ارادوں کو بھی خوب جانتا ہے وہ بڑا جاننے والا اور جو فیصلہ بھی کرتا ہے وہ اپنی حکمت سے کرتا ہے وہ بڑا حکمت والا بھی ہے۔

اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور حکم دے رہے ہیں کہ ان ازواج مطہرات یا ان عورتوں کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا آپ کے لئے جائز نہیں جنکے بارے میں اللہ تعالی نے اس سے پہلی والی آیتوں میں بیان فرمایا یعنی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ ۔الخ۔ اگر چہ کہ وہ آپ کو پسند ہوں پھر بھی آپ کے لئے ان سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، ہاں! اگر کوئی ان کے علاوہ باندی بن کر آپ کی ملکیت میں آتی ہوں تو پھر کوئی حرج کی بات نہیں ہے آپ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ممانعت بس نکاح کرنے کی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء کی دو رائے ہیں ایک یہ ہے کہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مزید نکاح کرنے سے روک دیا ہے کہ اب ان ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا آپ کے لئے جائز نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۲۹۷) اور دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے ان عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو آپ کے لئے حلال نہیں کیا جن عورتوں کا ذکر اس سے پہلی والی آیت یعنی آیت نمبر ۵۰ میں ذکر کیا گیا، ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ کسی دوسری عورت سے آپ کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۸ :﴾ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بغیر اجازت مت جاؤ ﴿الاحزاب ۵۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا تم داخل نہ ہو بُیُوْتَ النَّبِیِّ نبی کے گھروں میں اِلَّآ اَنْ مگر یہ کہ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اجازت دی جائے تمہیں اِلٰی طَعَامٍ کھانے کے

لئے غَيْرَ نٰظِرِيْنَ نہ انتظار کرنے والے ہو اِنٰهُ اس کے پکنے کا وَلٰكِنْ اِذَا لیکن جب دُعِيْتُمْ تم بلائے جاؤ فَادْخُلُوْا تو تم داخل ہو جاؤ فَاِذَا طَعِمْتُمْ پھر جب تم کھا چکو فَانْتَشِرُوْا تو منتشر ہو جاؤ وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ اور دل لگا کے مت بیٹھے رہو لِحَدِيْثٍ باتوں میں اِنَّ ذٰلِكُمْ بلاشبہ تمہاری یہ كَانَ يُؤْذِي ایذا دیتی تھی النَّبِيَّ نبی کو فَيَسْتَحْيٖ تو وہ شرم کرتا ہے مِنْكُمْ تم سے وَاللّٰهُ اور اللہ لَا يَسْتَحْيٖ حیا نہیں کرتا مِنَ الْحَقِّ حق بات سے وَاِذَا اور جب سَاَلْتُمُوْهُنَّ تم سوال کرو ان سے مَتَاعًا سامان کا فَسْئَلُوْهُنَّ تو تم ان سے سوال کرو مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پردے کے پیچھے سے ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ یہ زیادہ پاکیزہ ہے لِقُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں کے لئے وَقُلُوْبِهِنَّ اور ان کے دلوں کے لئے وَمَا كَانَ اور نہیں ہے لَكُمْ تمہارے لئے اَنْ تُؤْذُوْا کہ تم ایذا دو رَسُوْلَ اللّٰهِ رسول اللہ کو وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو اَزْوَاجَهٗ ان کی بیویوں سے مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اس کے بعد اَبَدًا کبھی بھی اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ بے شک تمہارا یہ ہوگا عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک عَظِيْمًا بہت بڑا

ترجمہ:۔ مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کیلئے اجازت دی جائے اور اُس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں) لیکن اللہ سچی بات کے کہنے کے سے شرم نہیں کرتا اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دونوں کے دلوں کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر الٰہی کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت مت جاؤ۔

۲۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ مگر وہاں بھی اس طرح نہ جاؤ کہ جا کر کھانے کے انتظار میں بیٹھے رہو۔

۳۔ جب تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے فوراً بعد وہاں سے نکل جاو۔

۴۔ وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے مت لگ جاو۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ تم سے کہتے ہوئے شرماتے ہیں۔

۶۔ لیکن اللہ تعالیٰ حق کہنے سے نہیں شرماتا۔

۷۔ جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔

۸۔ یہ تمہارے دلوں کو بھی اور انکے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔

۹۔ تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔

۱۰۔ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ انکی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

۱۱۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

ان آیتوں میں ایمان والوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات سے متعلق چند باتوں کا حکم دیا جارہا ہے چنانچہ سب سے پہلا حکم ایمان والوں کو یہ دیا گیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جب تمہیں جانا پڑ جائے تو بغیر اجازت لئے ایسے ہی گھر میں مت چلے جاؤ بلکہ پہلے اندر جانے کی اجازت مانگو اور جب اجازت مل جائے تو جاؤ لیکن جا کر وہاں غیر ضروری مت بیٹھو بلکہ جس کام سے گئے تھے جب وہ کام ختم ہوجائے تو وہاں سے نکل جاو بلا ضرورت تمہارے وہاں رہنے سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ انسان کسی کی موجودگی میں ذاتی کام نہیں کرسکتا اس لئے تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے اور خود سے کام ہوتے ہی چلے جانا چاہئے کیونکہ نبی رحمت ﷺ تم سے یہ نہیں کہہ پاتے کہ اب کام ہوگیا تو آپ یہاں سے چلے جاؤ، وہ اس طرح کہنے سے شرماتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا لہٰذا آئندہ سے ان باتوں کا خیال ضرور رکھو۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو کھانے کہ دعوت دی، جب وہ کھانا کھا چکے تو بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ وہ انہیں اٹھانا چاہتے ہوں مگر کوئی بھی اس حالت کو دیکھنے کے بعد بھی نہیں اٹھا، جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو وہ خود وہاں سے اٹھ گئے یہ دیکھ کر کچھ لوگ بھی اٹھ کر چلے گئے لیکن تین لوگ ابھی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، اسکے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہونے کے لئے آئے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہی ہیں، اس کے بعد وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے، راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے جا کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی کہ وہ لوگ جا چکے ہیں، اسکے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ اندر چلے گئے میں بھی اندر جانے ہی والا تھا کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ۔ الخ۔ (بخاری ۴۷۹۱)

اسکے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور حکم ایمان والوں کو دے رہے ہیں کہ جب تم کبھی ازواج مطہرات کے پاس کسی وجہ سے جاؤ یا کوئی سوال پوچھنے کے لئے جاو تو تم پردہ کرتے ہوئے ان سے اس چیز کا سوال کرو، کیونکہ اس طرح کرنے سے دلوں میں بیجا خیالات نہیں آتے اور دل پاکیزہ رہتے ہیں اور یہ پردہ کا فائدہ ہے کہ پردہ کرنے سے انسان برے خیالات اور برائی سے بچا رہتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی عفت وعصمت کا خیال رکھتے ہوئے پردہ کا حکم

فرمایا۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یارسول اللہ! آپ کے پاس اچھے اور برے سبھی طرح کے لوگوں کا آنا جانا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم فرمادیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ۴۷۹۰) اور ایک روایت اسی سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے پاس بہت دیر تک بیٹھ گئے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی اور نبی رحمت ﷺ کئی مرتبہ اٹھے تاکہ یہ دیکھ کر وہ بھی اٹھ کر چلا جائے مگر وہ اٹھے ہی نہیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری دیکھ لی تو اس آدمی سے کہا کہ تم نے نبی رحمت ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے اس وقت انہیں بات سمجھ میں آئی اور وہ اٹھ کر چلے گئے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کئی بار اٹھا تاکہ یہ دیکھ کر وہ بھی اٹھ جائے مگر اس نے ایسا نہیں کیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ پردہ کیوں نہیں کر لیتے؟ اس لئے کہ آپ کی عورتیں دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ تو بہت ہی پاکیزہ دل والیاں ہیں، پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی۔ ج۶۔ ص۱۶)

اسی لیئے فرمایا گیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا تمہارے لئے جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انکی ازواج مطہرات سے نکاح کرو، وہ ازواج مطہرات تو تمام مومنوں کی مائیں ہیں وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔ اس حکم کے نازل ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تھا، بعض حضرات نے کہا کہ وہ شخص حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (الدرالمنثور۔ ج۶۔ ص۶۴۳) اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا اور انکی وفات کے بعد انکی ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کرنا یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے، اس لئے ان گناہوں سے بچتے رہو۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۹:﴾ اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے ﴿الاحزاب ۵۴۔۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنْ تُبْدُوْا اگر تم ظاہر کرو شَيْئًا کوئی چیز اَوْ تُخْفُوْهُ یا تم چھپاؤ اسے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ تو بلاشبہ اللہ ہے بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمًا خوب جاننے والا لَا جُنَاحَ کوئی گناہ نہیں عَلَيْهِنَّ ان عورتوں پر فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ اپنے باپوں میں وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ اور نہ اپنے بیٹوں کے وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ اور نہ اپنے بھائیوں کے وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں کے وَلَا نِسَآئِهِنَّ اور نہ اپنی عورتوں کے وَلَا مَا مَلَكَتْ اور نہ ان کے جن کے مالک ہوئے اَيْمَانُهُنَّ ان کے دائیں ہاتھ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اور تم اللہ سے ڈرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بے شک اللہ ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ہر چیز پر گواہ

ترجمہ:۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کردو یا اس کو مخفی رکھو تو (یادرکھو کہ) اللہ ہر چیز سے باخبر ہے O عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ چاہے تم کوئی بات چھپاو یا ظاہر کرو، اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔

۲۔ نبی کی بیویوں کے لئے اپنے باپ کے سامنے بے پردہ آنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، نہ اپنے بیٹوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھائیوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھتیجوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھانجوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنی عورتوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنی کنیزوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ۔

۳۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو۔ ۴۔ یقین جانو کہ اللہ ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

پچھلی آیت کے آخر میں اللہ تعالی نے ایمان والوں سے فرمایا کہ نبی کو ایذا پہنچانا اور آپ کی وفات کے بعد ان کی ازواجِ مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس آیت میں اللہ تعالی ایمان والوں سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے دل میں اس قسم کی باتیں بھی نہ لانا جن سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہو، اگر تم اس بات کو ظاہر کرو گے جب بھی اللہ کو معلوم ہے اور نہ کرو جب بھی اسے معلوم ہے، وہ تو ہر کھلی چھپی چیز کو جاننے والا ہے، پچھلی آیت میں ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔

اگلی آیت میں اس پردہ سے کون کون مستثنیٰ ہیں یعنی کن کن عورتوں سے بغیر پردہ کئے بھی رہ سکتے ہیں بیان کیا جارہا ہے تا کہ انہیں آسانی ہوجائے چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے والد کا ذکر فرمایا کہ وہ ازواج مطہرات اپنے والد کے سامنے بغیر پردہ کے آسکتی ہیں پردہ نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ، پاوں، چہرہ سر وغیرہ کھلا رکھ کر انکے

سامنے آسکتی ہیں جبکہ دوسروں کے سامنے انہیں بھی چھپانا ہوگا، اسکے بعد بیٹوں کا ذکر فرمایا کہ اپنی اولاد کے سامنے بھی اسی طرح بغیر پردہ کئے آسکتی ہیں اس میں کوئی حرج یا گناہ نہیں ہے، اسی طرح بھائیوں کے سامنے اوراپنے بھانجے اور بھتیجوں کے سامنے، اس آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں جبکہ وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں یعنی ان سے بھی پردہ کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ وہ باپ کے درجہ میں ہیں جیسا کہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۲۳۱) اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے سامنے دو پٹہ نکالنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۲۳۱) مزید فرمایا گیا کہ مسلمان عورتوں سے بھی تم اپنے پردہ کو ترک کرسکتی ہو، حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولا نسائھن سے مراد مسلمان آزاد عورتیں ہیں، یعنی ان سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے مراد یہ ہے کہ تم اپنی زیب وزینت ان مذکورہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرسکتی ہو، مگر ستر کا پردہ ان تمام کے سامنے کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ص، ۳۱۹) فرمایا: اپنے غلاموں کے سامنے بھی آنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد صرف باندیاں ہیں جبکہ دوسروں نے کہا کہ باندیاں اور غلام دونوں بھی اس میں شامل ہیں، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ جب پردہ کی آیت نازل ہوئی تو باپ، بیٹوں اور دیگر رشتہ داروں نے نبی رحمت ﷺ سے فرمایا کہ کیا ہم بھی پردہ کے پیچھے سے بات کریں؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۲۳۱)

اللہ تعالی ان ازواج مطہرات کو متنبہ فرمارہے ہیں کہ پردہ کرنے کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتی رہو یعنی ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ پردہ کے سلسلہ میں تجاوز مت کرو اور بہت ہی احتیاط کے ساتھ رہو اور پردہ کرنے نہ کرنے کے سلسلہ میں تم جو کچھ بھی کرتی ہو اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے لہٰذا اپنے اعمال میں احتیاط کرو۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۰﴾ اللہ اور فرشتے نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ﴿الاحزاب ۵۶۔تا۔۵۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ اوراس کے فرشتے يُصَلُّوْنَ رحمت بھیجتے ہیں عَلَى النَّبِيِّ نبی پر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو صَلُّوْا تم بھی درود بھیجو عَلَيْهِ اس پر وَسَلِّمُوْا

تَسْلِيْمًا اور سلام بھیجو سلام اِنَّ الَّذِيْنَ بلاشبہ وہ لوگ جو يُؤْذُوْنَ اللهَ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ کو وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کو لَعَنَهُمُ اللهُ ان پر لعنت کی ہے اللہ نے فِي الدُّنْيَا دنیا میں وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت میں وَاَعَدَّ اور اس نے تیار کیا ہے لَهُمْ ان کے لئے عَذَابًا مُّهِيْنًا رسوا کرنے والا عذاب وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جو يُؤْذُوْنَ ایذا پہنچاتے ہیں الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں کو وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں کو بِغَيْرِ مَا بغیر اس کے جو اكْتَسَبُوْا انہوں نے (کوئی گناہ) کمایا فَقَدِ احْتَمَلُوْا تو یقیناً انہوں نے اٹھایا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا بہتان اور گناہ ظاہر

ترجمہ:۔ اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں مومنو! تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو O جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کیلئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے O اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

۲۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

۳۔ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجی ہے۔

۴۔ ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو انہیں رسوا کر دے گا۔

۵۔ جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

۶۔ ان لوگوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لے لیا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو تم بھی اے مومنو! نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو، اس آیت میں صلاۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی پر صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی رحمت ﷺ کی ملائکہ کے سامنے تعریف بیان کرتے ہیں اور ملائکہ کا نبی پر صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ نبی رحمت ﷺ کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ ص،۶۴۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی مغفرت فرمانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ درود نہیں بھیجتے بلکہ مغفرت فرماتے ہیں اور رہا لوگوں کا نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجنا تو اس سے مراد آپ ﷺ کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ ص،۶۴۶) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ پر سلامتی کیسے بھیجنا ہے؟ مگر یہ معلوم نہیں کہ آپ پر درود کیسے بھیجنا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کہا کرو۔ (بخاری ۴۷۹۷) احادیث مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجنے کی بہت ساری فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جن میں دو تین روایتیں بیان کی جا رہی ہیں تا کہ درود کی اہمیت کا پتا چل جائے، ایک طویل روایت میں ہے جسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے وقت ہر سیڑھی پر پیر رکھتے گئے اور آمین کہتے گئے، جب خطبہ ختم ہوا تو ہم نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے اس میں سے ایک سبب یہ بیان فرمایا کہ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص نامراد ہو جسکے سامنے آپ کا نام لیا جائے اور اس نے درود نہ پڑھا ہو۔ (الادب المفرد للبخاری ۶۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالی اس پر دس مرتبہ مغفرت بھیجتا ہے اور اسکے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور دس درجات بلند فرما دیتا ہے۔ (نسائی ۱۲۹۷) جس قدر ہو سکے ہمیں بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، اللہ تعالی ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائے، آمین۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے گا اس پر دنیا و آخرت میں لعنت پہلے ہی بھیج دی گئی کہ وہ ملعون شخص کہلائے گا اور آخرت میں تو اسکے لئے دردناک اور رسوا کرنے والا عذاب ہوگا، اس آیت میں اللہ کو تکلیف دینے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں بعض مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنا ہے کہ جس کا اس نے حکم دیا ہے اسے نہ ماننا اور جس چیز سے روکا ہے اس سے نہ رکنا اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد تصویر بنانے والے ہیں کہ انہوں نے مخلوق خدا کے مثل تخلیق کرنے کی کوشش کی۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص، ۳۲۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں ان تمام طریقوں کو یہاں شامل کیا گیا ہے کہ جو بھی انہیں تکلیف پہنچائے گا وہ ملعون ہوگا، اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں دو تین روایتیں ہیں مگر مشہور وہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور کہا کہ کون اس شخص کو عذر پیش کرے گا جو مجھے تکلیف دیتا ہے اور ان لوگوں کو اپنے گھر جمع کرتا ہے جو مجھے تکلیف دیتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ص، ۶۵۶)

ایمان والوں کو تکلیف دینے پر جو سزا مقرر ہے اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف وسزا دیتے ہیں، چاہے وہ باتوں کے ذریعہ ہو یا پھر جسمانی تکلیف کے ذریعہ ہو تو ایسے لوگوں پر بہتان یعنی ان پر جھوٹ بات کہنے کا اور کھلے طور پر گناہ کرنے کا عذاب ہوگا، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ دوزخیوں کو اللہ تعالیٰ خارش یعنی کھجلی کی بیماری میں مبتلا کرے گا تو وہ لوگ کھجانے لگیں گے، اتنا کھجائیں گے کہ ان کا گوشت نکل کر ہڈیاں نظر آنے لگیں گی، پھر وہ کہیں گے کہ اے اللہ! کس وجہ سے ہمیں یہ عذاب دیا گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم لوگ ایمان والوں کو تکلیف دیا کرتے تھے۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ ص،۶۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول کو زیادہ معلوم ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کسی مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنا یعنی اسکی عزت کو لوگوں کے سامنے اچھالنا اور اسے رسوا کرنا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (شعب الایمان للبیہقی ۶۲۸۵) ہمیں بھی کسی مسلمان کی عزت سے کھیلنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ہو سکے اسکی پردہ پوشی کرنی چاہئے تاکہ ہم بھی اس وبال اور گناہ میں شامل نہ ہوں۔

﴿درس نمبر۱۶۹۱:﴾ **اپنی چادریں اپنے منہ کے اوپر جھکا لیں** ﴿الاحزاب ۵۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ اے نبی! کہہ دیجئے لِّاَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں سے وَبَنٰتِكَ اور اپنی بیٹیوں سے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کی عورتوں سے يُدْنِيْنَ وہ لٹکالیا کریں عَلَيْهِنَّ اپنے اوپر مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ اپنی چادریں ذٰلِكَ اَدْنٰۤى یہ زیادہ قریب ہے اَنْ يُّعْرَفْنَ اس کے کہ وہ پہچان لی جائیں فَلَا يُؤْذَيْنَ اور نہ وہ ایذا دی جائیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ غَفُوْرًا بہت بخشنے والا رَّحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر اُن کیلئے موجبِ شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادریں اپنے منہ کے اوپر جھکا لیں۔

۲۔اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو انہیں ستایا نہیں جائے گا۔

۳۔اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

پچھلی آیتوں میں پردہ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ان آیتوں میں پردہ کس طرح کیا جائے؟اس کی کیفیت بیان کی جارہی ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ حکم سنایا جارہا ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر سے نیچے تک ایک چادر ڈال لیں کہ جس سے نہ چہرہ نظر آئے اور نہ جسم کا کوئی حصہ۔ہاں! آنکھوں کو اس چادر سے نہ ڈھانکیں بلکہ اسے کھلی رہنے دیں تاکہ دیکھنے میں سہولت رہے،اس حجاب کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس حجاب کے ذریعہ تم شریف النسب خیال کی جاوگی اور لوگ اس حالت میں تمہیں چھیڑنے سے پرہیز کریں گے ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں کو اپنے سروں کے اوپر سے چادروں کے ذریعہ ڈھانک لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔(تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۳۲۴) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایتیں ہیں،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اپنی کچھ ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلیں اور وہ بھاری جسم والی تھیں جو انہیں جانتا تھا وہ انہیں دیکھ کر پہچان جاتا تھا تو انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور انہیں کہا کہ اے سودہ! تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں، دیکھو تو تم کیسے باہر نکلی ہو؟ وہ پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جبکہ وہ میرے گھر میں تھے اور شام کا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، وہ آکر کہنے لگی کہ یارسول اللہ! میں کچھ ضرورت کے لئے باہر گئی تو عمر نے مجھے ایسے ایسے کہا، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور وحی کے ختم ہونے کے بعد جبکہ ہڈی آپ کے ہاتھ ہی میں تھی آپ نے کہا کہ تم ضرورت کے لئے باہر جاسکتی ہو۔(بخاری ۴۷۹۵) اور دوسری روایت حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں رات میں ضرورت کے لئے نکلتیں تو منافق انکے سامنے آکر انہیں تکلیفیں پہنچاتے، جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ لوگ کہتے کہ ہم نے انہیں باندی سمجھا اسی لئے اس طرح کیا، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس طرح پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ انکی باندیوں سے الگ پہچان ہوجائے۔(الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۶۵۹) اس آیت کے بعد تمام عورتیں پردہ کرنے لگیں وہ پردہ کا اہتمام خوش دلی سے کیا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاری عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ لیا اور ان چادروں کو اوڑھنی بنا کر اوڑھ لیا، پھر وہ

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتیں کہ گویا انکے سروں پر کوے ہیں (الدر المنثور ۔ ج ۶۔ص، ۶۶۰) تمام مسلمان ماؤں اور بہنوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے اندر پردہ کرنے کا جذبہ پیدا کریں اور عفت وعصمت کی حفاظت کرتے ہوئے زندگی گذاریں۔

تم اللہ کے معاملہ میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پاؤ گے

﴿درس نمبر ۱۶۹۲:﴾ ﴿الاحزاب ۶۰ ۔تا۔ ۶۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلاً ○ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْآ اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً ○ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ البتہ اگر باز نہ آئیں الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ منافق اور وہ لوگ کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں میں مَّرَضٌ روگ ہے وَّ الْمُرْجِفُوْنَ اور جھوٹی افواہیں اڑانے والے فِي الْمَدِيْنَةِ مدینے میں لَنُغْرِيَنَّكَ توہم آپ کو ضرور مسلط کردیں گے بِهِمْ ان پر ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ پھر وہ آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے فِيْهَآ اس میں اِلَّا قَلِيْلاً مگر تھوڑی مدت مَّلْعُوْنِيْنَ پھٹکارے ہوئے ہیں اَيْنَمَا ثُقِفُوْآ جہاں بھی وہ پائے جائیں اُخِذُوْا وہ پکڑ لیے جائیں وَقُتِّلُوْا اور قتل کردیئے جائیں تَقْتِيْلاً قتل کیا جانا سُنَّةَ اللّٰهِ دستورِالٰہی کی فِي الَّذِيْنَ ان لوگوں میں جو خَلَوْا گزر گئے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَلَنْ تَجِدَ ہرگز نہیں آپ پائیں گے لِسُنَّةِ اللّٰهِ اللہ کے طریقے میں تَبْدِيْلاً کوئی تبدیلی

ترجمہ:۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو (مدینے کے شہر میں) بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں اُن کے پیچھے لگادیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن ○ (وہ بھی) پھٹکار کئے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارڈالے گئے ○ جولوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ کی یہی عادت رہی ہے اور تم اللہ کی عادت میں تغیر وتبدل نہ پاؤ گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ لوگ جو شہر میں شرانگیز افواہیں پھیلاتے ہیں باز نہیں آئے تو ہم ایسا کریں گے کہ تم انکے خلاف اٹھ کھڑے ہوگے۔

۲۔ پھر وہ تمہارے ساتھ اس شہر میں نہیں رہ سکتے سوائے تھوڑے دن کے۔

۳۔ جن میں وہ پھٹکارے ہوئے بھی ہونگے۔ ۴۔ پھر جہاں کہیں ملیں گے پکڑ لئے جائیں گے ۔

۵۔ایک ایک کر کے قتل کئے جائیں گے ۔

۶۔یہ اللہ کا وہ معمول ہے جس پر ان لوگوں کے معاملہ میں بھی عمل ہوتا رہا جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔

۷۔تم اللہ کے معاملہ میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں پاؤ گے۔

پچھلی آیت کی روشنی میں یہ بتلایا گیا کہ منافقین عورتوں کو تنگ کیا کرتے تھے،انہیں اس عمل سے باز رکھنے کیلئے اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ اگر یہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے اور وہ لوگ بھی جو مدینۂ منورہ کی فضا کو بگاڑنا چاہتے ہیں تو ہم اے نبی! آپ کو ان سے لڑائیں گے اور پھر جب آپ کی امت سے لڑائی ہوگی تو یہ لوگ مدینہ سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے ،اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقین میں سے کچھ لوگ اپنے نفاق کو ظاہر کرنا چاہتے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس آیت میں دھمکی دی گئی کہ اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو ان سے لڑائی کی جائے گی اور انہیں شہر سے باہر پھینک دیا جائے گا تو اس وعید کے بعد انہوں نے اسکو روبہ عمل نہیں لایا اور اپنے نفاق کو چھپائے ہی رکھا۔(الدر المنثور۔ ج،۶۔ص،۶۶۲)اس آیت میں ان منافقوں کی ایک حالت یہ بیان کی گئی کہ انکے دلوں میں روگ ہے یعنی بری نیتیں انکے دلوں میں راج کر رہی ہیں اور دوسری حالت اَلۡمُرۡجِفُوۡنَ کہہ کر بیان کی گئی یعنی یہ اہل نفاق جھوٹی باتوں کو پھیلاتے ہیں،انکی یہ خصلت ہے کہ جھوٹ کو پھیلا کر ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں،امام قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اَلۡمُرۡجِفُوۡنَ فِي الۡمَدِيۡنَةِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کو انکے دشمنوں کے متعلق بری خبریں سنا کر انہیں غمزدہ کرنا چاہتے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر لڑائی کے لئے جاتا تو یہ لوگ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر شکست کھا گیا یا مارا گیا،ان باتوں سے مسلمانوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور یہ کہتے تھے کہ اصحابِ صفہ کنوارے ہیں اور وہ عورتوں کے در پے لگے رہتے ہیں نعوذ باللہ،(تفسیر قرطبی۔ج،۱۴۔ص،۲۴۵)

اللہ تعالی ان منافقوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ ہمیشہ ملعون بنکر ہی رہیں گے جہاں کہیں بھی ہونگے یعنی اللہ کی لعنت ہر وقت ان منافقوں پر برستی رہے گی اور اگر یہ لوگ اس نفاق کی عادت سے باز نہیں آئیں گے اور اپنے نفاق کو ظاہر ہی کردیں گے تو ایسی صورت میں انکو جہاں کہیں بھی پکڑا جائے گا اور قتل ہی کردیا جائے گا،امام سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم یعنی اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِيۡلاً جہاں کہیں بھی ملیں پکڑ لئے جائیں گے اور قتل کردیئے جائیں گے۔قرآن میں ایک حکم ایسا ہے جس پر عمل نہیں ہوا،حکم یہ ہے کہ اگر کوئی ایک یا ایک سے زائد آدمی کسی عورت کا پیچھا کرے اور اس پر قابو پا کر اسکے ساتھ بدکرداری کرے تو انہیں نہ کوڑے لگائے جائیں گے اور نہ ہی رجم کیا جائے گا بلکہ ان سب کی گردنیں اڑادی جائیں گی ۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۶۶۳)اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انکی یہ سزا کا جو معاملہ ہے جو اللہ کی سنت ہے کہ جب کوئی اپنے نفاق کو ظاہر کرتا ہے اور بدامنی

پھیلانے کی کوشش کرتا ہے تو اسکی سزا اسکی گردن اڑا کر دی جاتی ہے اور اس سزا کا معاملہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلی امتوں میں تھا اور آپ اس سنت میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے جو حکم اللہ نے کر دیا سو کر دیا وہ کسی وجہ سے بھی ٹلنے والا نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۳:﴾ **قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے** ﴿الاحزاب ۶۳۔تا۔۶۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ○ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَسْئَلُكَ النَّاسُ آپ سے لوگ پوچھتے ہیں عَنِ السَّاعَةِ قیامت کے بارے میں قُلْ کہہ دیجئے اِنَّمَا عِلْمُهَا بس اس کا علم عِنْدَ اللّٰهِ اللہ ہی کے پاس ہے وَمَا يُدْرِيْكَ اور کیا آپ کو بتلاتی ہے لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت تَكُوْنُ قَرِيْبًا قریب ہی ہو اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ نے لَعَنَ لعنت کی ہے الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر وَاَعَدَّ اور اس نے تیار کی ہے لَهُمْ ان کے لیئے سَعِيْرًا خوب بھڑکتی ہوئی آگ خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَاۤ اَبَدًا اس میں ہمیشہ لَا يَجِدُوْنَ وہ نہیں پائیں گے وَلِيًّا کوئی دوست وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو ○ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کیلئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے ○ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

۲۔ آپ کہہ دیجئے کہ اسکا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

۳۔ تمہیں کیا پتہ شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو۔

۴۔ بے شک اللہ تعالی نے کافروں کو رحمت سے دور کر دیا۔

۵۔ انکے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ ۶۔ جس میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

۷۔ انہیں نہ کوئی حمایتی مل سکے گا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

جب ان منافقوں کو اور ان تکلیف دینے والوں کو عذاب کی دھمکی دی گئی اور قیامت کے دن مختلف قسم کے عذابوں سے انہیں ڈرایا گیا تو وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ عذاب وغیرہ کچھ ہونے والا نہیں ہے، اس لئے وہ لوگ بطور استہزا نبی رحمت ﷺ سے پوچھتے تھے کہ اچھا چلو! اب وہ عذاب ہم پر کب آئے گا ہمیں بتاؤ؟ چنانچہ کہا گیا کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اے محمد ﷺ! آپ انہیں جواب دیجئے کہ قیامت کا علم تو مجھے بھی نہیں ہے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ اور کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو اسلئے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (بخاری ۵۳۰۱) کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح یعنی قریب قریب بھیجا گیا، میرا آنا یہ قیامت کے آنے کی نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں اور منافقوں سے فرمارہے ہیں کہ قیامت کا آنا تو طے ہے جب بھی وہ آئے گی تم اس سے بچ نہیں سکو گے اور اللہ نے تو تم پر لعنت فرمائی کہ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا پھٹکارے ہوئے ہوں جہاں کہیں ملیں گے پکڑ لئے جائیں گے۔ آخرت میں تو تمہیں اس جرم کی کڑی سے کڑی سزا ملے گی کہ تم اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں کو ایذا پہنچاتے تھے اور امن وامان کو بگاڑنا چاہتے تھے، جسکے بدلہ میں تمہیں جہنم کی آگ کا دردناک عذاب دیا جائے گا جو تمہیں جلا کر رکھ دے گی اور پھر سے تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تمہیں ایسے ہی عذاب دیا جائے گا۔ یہ سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے حصہ میں ہوگی اور اس وقت کوئی ایسا نہیں ہوگا جو تمہاری حمایت کرے اور تمہیں اس عذاب سے بچائے اور نہ ہی کوئی اس وقت تمہاری مدد کیلئے آئے گا اسوقت تمام تر احکام وفیصلے اللہ تعالیٰ ہی کے ہوں گے اور اسی کی بادشاہت ہے دنیا اور آخرت میں، جب ان منافقین کی یہ حالت ہوگی کہ وہ کہہ رہے ہونگے کہ اے کاش! ہم بھی ایمان لے آتے، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کر لیتے اور انکا کہنا اگر مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے اور اس تکلیف سے بچ جاتے جیسے کہ یہ مسلمان بچے ہوئے ہیں، لیکن اس وقت پچھتاوے کا کیا فائدہ؟ آخرت تو دارالجزاء ہے جہاں پر جس نے جو کیا اسکا اسے انعام دیا جاتا ہے اب یہاں آ کر یہ کہنا کہ ہم اگر دنیا میں رب چاہی زندگی گذار لیتے تو اس عذاب سے بچ جاتے کوئی فائدہ نہیں، دنیا میں تمہیں ہر طرح سے سمجھایا گیا تھا، دلیلیں دی گئی تھی، وعیدیں سنائی گئی تھیں مگر پھر بھی تم نہیں سمجھے تھے، اب اپنے اعمال کی سزا اس جہنم میں برداشت کرتے رہو اب تمہیں اس سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۴﴾ **اے کاش! ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا!** ﴿الاحزاب ۶۶۔تا۔۶۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَ

قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن تُقَلَّبُ الٹ پلٹ کئے جائیں گے وُجُوْهُهُمْ ان کے چہرے فِي النَّارِ آگ میں يَقُوْلُوْنَ وہ کہیں گے يٰلَيْتَنَآ اے کاش! اَطَعْنَا اللّٰهَ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی وَ اَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی ہوتی الرَّسُوْلَا رسول کی وَ قَالُوْا اور وہ کہیں گے رَبَّنَآ اے ہمارے رب! اِنَّآ بے شک ہم نے اَطَعْنَا اطاعت کی سَادَتَنَا اپنے سرداروں کی وَ كُبَرَآءَنَا اور اپنے بڑوں کی فَاَضَلُّوْنَا تو انہوں نے گمراہ کیا ہمیں السَّبِيْلَا راستے سے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اٰتِهِمْ ان کو دے ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ دگنا عذاب وَالْعَنْهُمْ اور لعنت کر ان پر لَعْنًا كَبِيْرًا بہت بڑی لعنت

ترجمہ:۔ جس دن کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں گے کہ اے کاش! ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول اللہ کا حکم مانتے ○ اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو اُنہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا ○ اے ہمارے رب! ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن انکے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا۔

۲۔ وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کرلی ہوتی اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔

۳۔ وہ کہیں گے کہ اے رب! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا۔

۴۔ انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔ ۵۔ اے ہمارے پروردگار! انہیں دوگنا عذاب دے۔

۶۔ ان پر ایسی لعنت کر جو بڑی بھاری ہو۔

جب ان منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جھونکا جائے گا اور انکے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا تو ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ ہم جو کچھ کرتے تھے وہ سب کچھ غلط تھا اور اس وقت وہ کہنے لگیں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھا کر اپنے معبود ہونے کو بتلایا تھا تو اس وقت کاش! ہم اس رب کی نشانیوں پر ایمان لالیتے اور اسکے رسول نے جو ہمیں قرآن کے احکامات پڑھ کر سنائے تو ان احکامات کو مان لیتے تو آج یہ دن ہمیں دیکھنا نہ پڑتا اور ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے، ہائے ہماری قسمت! ہم نے حق کو جھٹلا کر بڑی غلطی کردی، اسکے بعد یہ جہنمی اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے اپنے کئے کا الزام اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں پر ڈال لیں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ! ہم تو آپ کی باتوں پر ایمان لے آتے مگر ہماری قوم کے جو بڑے سردار قسم کے لوگ اور جو ہماری قوم میں بڑے معتبر سمجھے جاتے تھے اور جو ہماری قوم کے راہب تھے ان لوگوں نے ہمیں حق کے راستے

سے بھٹکایا اور شرک وکفر کے راستے پر ہمیں ڈال دیا اور اس کفر و شرک کے راستے کو ہمارے لئے خوبصورت بنا کر پیش کیا جسکی وجہ سے ہم نے اس ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر گمراہی والے راستے کو اپنا لیا، اے اللہ! ہماری اس گمراہی کی اصل وجہ یہ ہمارے سردار اور بڑے لوگ ہیں اس لئے آپ انہیں دوگنا عذاب دیجئے کہ ایک تو اس لئے کہ یہ خود گمراہ تھے اور دوسرا یہ کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ گمراہی میں مبتلا کیا اور ان پر اپنی رحمت روک لے۔ ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت میں سَادَتَنَا وَ كُبَرَآئَنَا سے ابوجہل اور اس جیسے بڑے لوگ مراد ہیں۔ اگر لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی سوچ سمجھ استعمال کئے بغیر کسی بھی آدمی کو اپنا پیشوا مان لیتے ہیں اور اسے اپنا مرشد و رہبر بنا لیتے ہیں اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ انکی حالت اور ان کے اعمال اسلام اور شریعت کے موافق ہیں یا نہیں؟ وہ اللہ کے احکامات کو ماننے والا ہے یا نہیں؟ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے والا ہے یا نہیں؟ ان ساری چیزوں کو جانے بغیر ہی اسے اپنا مقتدا بنا لیتے ہیں اور انہی کی باتوں کو حق سمجھ کر پیروی کرتے ہیں، نتیجہ یہی ہوتا ہے جو ان کفار و منافقین کا ہوا کہ کل قیامت کے دن یہی کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا، مگر کیا اللہ تعالی نے ہمیں عقل، سوچ اور سمجھ عطا نہیں کی کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط راستہ پر ہے؟ جب ہم یہ سب سمجھ سکتے ہیں تو پھر دوسروں پر اپنی گمراہی کا الزام لگانا بیجا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم قرآنِ مجید کا مطالعہ کریں اور حق و سچ کو پہچانیں اور اللہ کے احکامات کو جانیں تاکہ ہم کسی کے بہکانے سے غلط راستے پر نہ ہولیں کہ جسکی سزا قیامت کے دن جہنم کی آگ ہوگی، ہمیں اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالی سے دعاء بھی مانگنی ہوگی کہ اسکی توفیق و رحمت کے بغیر ہم اس سے بچ نہیں سکتے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کئی ایسی دعائیں سکھائی ہیں۔ ایک دعا یہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دعاء پڑھا کرو "قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً كَثِیْراً وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری ۸۳۴) کہ اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا میری مغفرت فرمانے والا کوئی نہیں ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما یقینا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۵﴾ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ ﴿الاحزاب ۶۹ ۔ تا ۔ ۷۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تَكُوْنُوْا تم نہ ہوجانا كَالَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اٰذَوْا مُوْسٰى ایذا دی موسیٰ کو فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ پھر اس کو بری کردیا اللہ نے مِمَّا اس سے جو قَالُوْا انہوں نے کہا تھا وَكَانَ اور تھا عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک وَجِيْهًا بڑے رتبے والا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوا ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرو وَقُوْلُوْا اور کہو قَوْلًا سَدِيْدًا سیدھی بات يُّصْلِحْ وہ درست کرے گا لَكُمْ تمہارے لیے اَعْمَالَكُمْ تمہارے عمل وَيَغْفِرْ اور بخش دے گا لَكُمْ تمہارے لئے ذُنُوْبَكُمْ تمہارے گناہ وَمَنْ اور جو کوئی يُّطِعِ اللّٰهَ اطاعت کرے اللہ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی فَقَدْ فَازَ تو تحقیق اس نے کامیابی حاصل کرلی فَوْزًا عَظِيْمًا عظیم کامیابی

ترجمہ:۔ مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو اللہ نے اُن کو بے عیب ثابت کیا اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے ۝ مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو ۝ وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک بڑی مراد پائے گا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جاو جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ستایا تھا۔
۲۔ پھر اللہ نے انہیں ان باتوں سے بری کردیا جو ان لوگوں نے بنائی تھی۔
۳۔ وہ اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ والے تھے۔ ۴۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔
۵۔ سیدھی سچی بات کہو۔ ۶۔ اللہ تمہارے فائدے کے لئے تمہارے کام سنوار دے گا۔
۷۔ تمہارے گناہوں کی مغفرت کردے گا۔
۸۔ جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے، اس نے وہ کامیابی حاصل کی جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر ۵۳ میں مسلمانوں کی جانب سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچنے کا واقعہ بیان کیا گیا کہ بعض تمہارے کام ایسے ہوتے ہیں جن سے نبی رحمت ۝ کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا ان کاموں سے بچو اور آیت نمبر ۵۷ میں اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچانے پر کیا سزا ہے؟ اس کی وضاحت کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مثال دیکر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے روکا جا رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مومنو! جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں باندھ کر انہیں دلی تکلیف پہنچائی تھی تم لوگ اس طرح اپنے نبی کے ساتھ نہ کرنا، حالانکہ ان یہودیوں نے جو تہمت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگائی تھی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس تہمت سے بری کر دیا اور انکی سچائی ظاہر بھی کر دی تا کہ پھر سے یہ لوگ اس قسم کی حرکتوں سے انہیں تکلیف نہ پہنچائیں، حضرت موسی علیہ السلام کا مقام تو اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے، اب وہ کونسی باتیں ہیں جو یہود کہتے تھے جن سے حضرت موسی علیہ السلام کو تکلیف ہوئی اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے ۔ انکی حیاء کی وجہ سے انکے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے' وہ کیسے خاموش رہ سکتے تھے؟ ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے ۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہوئے الزام کو غلط قرار دیا جائے اور یہ بات ثابت کر دی جائے کہ جو عیب ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ اس عیب سے بری ہیں ۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے ۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر انکے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے ۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے پتھر! میرے کپڑے دیدے ۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں پایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے انکی تہمت سے انکی برات کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہن لیا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے ۔ اللہ کی قسم! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار جگہ نشان پڑ گئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ''تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی، پھر انکی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے ۔'' اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ (بخاری ۳۴۰۴) اور ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسی اور ھارون علیہما السلام ایک پہاڑ پر گئے، وہاں پر حضرت ہارون علیہ السلام کو موت آ گئی ۔ جب یہ خبر بنو اسرائیل کو پہنچی تو انہوں نے اسکا الزام حضرت موسی علیہ السلام پر ڈالا کہ آپ نے انہیں مار ڈالا اسلئے کہ ہم انہیں آپ سے زیادہ چاہتے تھے، اس بات سے حضرت موسی علیہ السلام کو تکلیف ہوئی ، پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو انکے پاس لیجاو، تو ملائکہ انہیں لے کر بنو اسرائیل کے پاس آئے اور انکی موت کے بارے میں انہیں بتلایا اس وقت ان لوگوں کو حقیقت کا علم ہوا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کو اس الزام سے بری کر دیا ، پھر ان ملائکہ نے حضرت ہارون

علیہ السلام کو لیجا کر دفن کر دیا جن کی قبر کے بارے میں سوائے رخم کے (ایک قسم کا پرندہ) کسی اور کو نہیں معلوم مگر اللہ تعالی نے اسے بھی گونگا اور بہرہ بنا دیا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۳۳۷۸۵)

اللہ تعالی مومنوں کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ ان جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر درست اور سچ بات کہنے کی عادت اپنالو اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گے تو اللہ تعالی تمہیں نیک اعمال کی توفیق نصیب فرمائے گا پھر ان نیک اعمال کی وجہ سے تمہارے گناہ معاف فرمائے گا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی منبر پر ٹھہرتے میں نے انہیں یہ آیت ضرور پڑھتے ہوئے سنا۔ (الزہد الکبیر للبیہقی ۹۶۰) انسان کی کامیابی گناہوں سے بچنے اور مغفرت پا کر جنت میں جانے میں ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں، انکا کہنا مانیں اور انہیں ایذا پہنچانے سے بچیں یقینا گناہوں سے بچ کر جنت کے راستے پر چلنا ہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۶﴾ ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی ﴿الاحزاب ۷۲۔۷۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّا بلاشبہ ہم نے عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ امانت پیش کی عَلَى السَّمٰوٰتِ آسمانوں پر وَ الْاَرْضِ اور زمین پر وَالْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَاَبَيْنَ تو انہوں نے انکار کردیا اَنْ يَّحْمِلْنَهَا اس کے اٹھانے سے وَ اَشْفَقْنَ اور وہ ڈر گئے مِنْهَا اس سے وَحَمَلَهَا اور اس (امانت) کو اٹھالیا الْاِنْسَانُ انسان نے اِنَّهٗ یقینا وہ كَانَ ظَلُوْمًا بڑا ظالم ہے جَهُوْلًا بہت بڑا جاہل لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ تاکہ عذاب دے اللہ الْمُنٰفِقِيْنَ منافق مردوں کو وَالْمُنٰفِقٰتِ اور منافق عورتوں کو وَ الْمُشْرِكِيْنَ اور مشرک مردوں کو وَالْمُشْرِكٰتِ اور مشرک عورتوں کو وَيَتُوْبَ اللّٰهُ اور توجہ (رحم) فرمائے اللہ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں پر وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں پر وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ غَفُوْرًا بہت بخشنے والا رَّحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین کو پیش کیا تو اُنہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۝ تا کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔

۲۔ انہوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔

۳۔ انسان نے اس کا بوجھ اٹھالیا۔ ۴۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم و نادان ہے۔

۵۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں کو، مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے گا۔

۶۔ مومن مردوں اور عورتوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا۔

۷۔ اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کن کاموں میں اطاعت کی جائے؟ بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ہم نے فرائض کو انجام دینے اور اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان کاموں سے بچنے کے احکام اور یہ امانت جب آسمانوں کے سامنے پیش کی کہ اگر تم یہ چیزیں کرنے اور نہ کرنے کا عہد کرو گے تو تمہیں اسکا بدلہ دیا جائے گا کہ اگر فرائض انجام دو گے تو تمہیں نعمتیں ملیں گی اور اگر حرام کا ارتکاب کرو گے تو جہنم ملے گی، اس پر آسمانوں نے اللہ تعالیٰ سے معذرت کی کہ ہم یہ امانت نہیں اٹھا سکتے پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہی سوال زمین سے کیا تو اس نے بھی اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کے سامنے یہ امانت پیش کی تو اس نے بھی معذرت چاہی مگر جب اس امانت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے اس امانت کو قبول فرمالیا اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ اس امانت کو قبول کر کے آدم نے اپنے آپ پر بوجھ ڈال لیا اور وہ اسکے انجام سے بے خبر ہے، ابنِ جریج رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑ کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں کچھ فرائض بنانے والا ہوں اور جنت و جہنم اور ثواب تیار کرنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو میری اطاعت کرے گا اور سزا تیار کرنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو میری نافرمانی کرے گا، پھر آسمان نے کہا کہ اے اللہ! آپ نے میرے اندر سورج و چاند کو مسخر کیا اور بادل، ہوا اور بن دیکھی چیزوں کو مسخر کیا تو میں ان چیزوں کے ساتھ مسخر ہوں جن کے ساتھ آپ نے مجھے پیدا کیا میں آپ کے فریضہ کو اٹھا نہیں سکتا، زمین نے کہا کہ آپ نے مجھے پیدا کیا، مسخر کیا اور میرے اندر نہریں جاری کیں، پھر آپ نے میرے اندر سے میوے نکالے اور آپ نے میرے لئے جو چاہا پیدا کیا تو میں آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے ساتھ مسخر ہوں، میں فرائض کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتی، پھر پہاڑ نے کہا کہ اے اللہ! آپ نے مجھے زمین کے لئے میخ (کیلے) بنایا تو میں اسی ذمہ داری پر ہوں جس پر آپ نے مجھے پیدا کیا اور اب میں فرائض کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ سامنے اس امانت کو پیش کیا تو

آپ نے اس امانت کو قبول کرلیا، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اس نے اپنے آپ پر اپنی خطاؤں کے بارے میں ظلم کیا اور فرمایا جَهُوْلًا وہ اس امانت کو اٹھانے میں جو سزا ہے اس سے وہ غافل ہے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ان فرائض کی امانت کو انسان کے سامنے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو سزا دیجائے جو ظاہری طور پر تو مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور فرائض کو انجام دینے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں، مگر اصل میں وہ لوگ اپنے دلوں میں کفر چھپائے ہوئے ہیں جنہیں منافقین کہا جاتا ہے اور انہیں بھی سزا دے جو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کرتے ہیں اور جو اس پر ایمان نہیں لاتے جنہیں مشرکین کہا جاتا ہے اور ان لوگوں پر رحم کرے اور گناہوں کو بخشے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے، اگر یہ منافقین اور مشرکین اپنے اعمال بد سے توبہ کر کے ایمان والوں میں شامل ہونا چاہیں تو اللہ ان پر بھی رحم فرمائے گا اور انکے گناہوں کو بخش دے گا وہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سُوۡرَۃُ سَبَا مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۷﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے ﴿سبا:۱۔۲﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَھُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡھَا وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡھَا ؕ وَھُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلۡحَمۡدُ سب تعریفیں لِلّٰہِ اللہ کے لئے ہیں الَّذِیۡ لَہٗ وہ جس کے لئے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا اور جو کچھ فِی الۡاَرۡضِ زمین میں ہے وَلَہُ اور اسی کے لئے ہیں الۡحَمۡدُ سب تعریفیں فِی الۡاٰخِرَۃِ آخرت میں وَھُوَ اور وہ الۡحَکِیۡمُ نہایت حکمت والا الۡخَبِیۡرُ خوب خبردار ہے یَعۡلَمُ وہ جانتا ہے مَا یَلِجُ جو داخل ہوتا ہے فِی الۡاَرۡضِ زمین میں وَمَا یَخۡرُجُ اور جو نکلتا ہے مِنۡھَا اس میں سے وَمَا یَنۡزِلُ اور جو اترتا ہے مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے وَمَا یَعۡرُجُ اور جو چڑھتا ہے فِیۡھَا اس میں وَھُوَ اور وہ الرَّحِیۡمُ نہایت رحم کرنے والا الۡغَفُوۡرُ بہت بخشنے والا ہے

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی وہ) کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے سب اُسی کا ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اُسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا اور خبردار ہے ۝ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اُس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اُس پر چڑھتا ہے سب اُس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے۔

سورۂ سبا کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ سبا پڑھی ہر نبی و رسول قیامت کے دن اس کے رفیق ہوں گے اور اس سے مصافحہ کریں گے۔ (تخریج احادیث الاشاف للزیلعی۔ ج۔۳۔ص،۱۴۲)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی صفت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے

۲۔ آخرت میں بھی تعریف اسی کی ہے۔

۳۔ وہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، مکمل باخبر ہے۔

۴۔ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتی ہیں اور ان چیزوں کو بھی جو زمین سے باہر آتی ہیں۔

۵۔ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو آسمان سے نیچے جاتی ہیں اور ان چیزوں کو بھی جو آسمان کی جانب اوپر جاتی ہیں۔

۶۔ وہی ہے جو بڑا مہربان ہے، بہت بخشنے والا ہے۔

قادرِ مطلق رب ذوالجلال کی تعریف سے اس سورت کی شروعات ہو رہی ہیں کہ کامل قدرت رکھنے والے کے لئے ہی ساری تعریفیں ہیں اور وہی تعریف کے لائق بھی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ اسی کا ہے اسی کی ان پر حکمرانی ہے، اور آخرت کے دن بھی اسی کی تعریف ہوگی جب سب کچھ فنا ہو جائے گا اور اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، جیسا کہ سورۂ قصص کی آیت نمبر ۷۰ میں بھی بیان فرمایا گیا لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ، اسی کے لئے تعریف ہے دنیا اور آخرت مین اسلئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی اللہ تعالی نے پیدا فرمایا وہ ایک انسان کے لئے عظیم نعمت ہے جسکا بدل کوئی ہو ہی نہیں سکتا اس مثال کو ہم اپنے موجودہ حالات سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کے زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کا انتظام فرمایا جس سے انسان بغیر کسی مشکل اور تکلیف کے اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے لیکن آج کی صورت حال یہ ہے کہ انسان اسی اللہ کی دی ہوئی آکسیجن کو استعمال کرنے کے قابل نہ ہونے پر اسے مصنوعی آکسیجن زندہ رہنے کے لئے جب دینا پڑتا ہے تو غیر معمولی رقم ادا کرنی پڑ رہی ہے اور بعض اوقات رقم ادا کرنے پر قادر ہونے کے باوجود بھی اسے وہ مصنوعی آکسیجن فراہم نہیں ہو رہی ہے۔ غور کیجئے کہ اللہ کی یہ چھوٹی سی نعمت جو کہ ہمارے لئے زندہ رہنے کا سبب بن رہی ہے ہم بچپن سے بوڑھے ہونے تک بھی آکسیجن کا استعمال بغیر کسی رقم کی ادائیگی کے استعمال کر رہے ہیں اور اللہ نے کبھی ہم سے ایک روپے کا بھی مطالبہ نہیں کیا، ہم اس نعمت پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے، یہ تو ایک چھوٹی سی نعمت ہے ایسی کئی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہمارے فائدہ کے لئے اتاری ہیں ہمیں ان نعمتوں پر اسکا کتنا شکر کرنا چاہئے کبھی ہم نے اس پر غور نہیں کیا؟ اب بھی وقت ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اسکا شکر اور اسکی تعریف بجالائیں۔ اور یہ ذات اقدس ایسی ہے کہ اس نے جو حکم دیا ہے اور جو فیصلے فرمائے ہیں اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ اس سے صرف وہی واقف ہے اور بندوں کے جو اعمال ہیں اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ ان سب سے بھی باخبر ہے۔

اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ جو کچھ زمین میں جاتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے، جیسے کہ بارش کا قطرہ کس جگہ کہاں گرتا ہے؟ اسی طرح زمین میں پوشیدہ خزانے اور مدفون مردے وغیرہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے اور اسی طرح جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے جیسے کہ پیڑ پودے، پانی دریا وغیرہ اور جو کچھ آسمانوں سے اترتا ہے جیسے فرشتے، کتاب، رزق، بارش، بجلی وغیرہ اسے

بھی وہ جانتا ہے، اور اسی طرح جو اوپر آسمانوں کی طرف لوٹتے ہیں جیسے ملائکہ، بندوں کے اعمال، گیس، دھنواں وغیرہ ہر چیز سے وہ واقف ہے، ہمیں اپنے اعمال میں ہمیشہ یہ سوچنا چاہیئے کہ اللہ ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے، جب ہم یہ سوچنے لگیں گے تو یقیناً ہم ان اعمال کے کرنے سے بچیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر بندہ گناہوں کے کرنے کے بعد اپنے گناہوں پر نادم ہو گیا اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور اس نے توبہ کی تو اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور اسکے گناہوں کو بھی معاف فرمادے گا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ...

﴿درس نمبر ۱۶۹۸﴾ ہر چھوٹی بڑی چیز کھلی کتاب میں درج ہے ﴿سبا ۳۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَقَالَ اور کہا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَا تَأْتِيْنَا نہیں آئے گی ہم پر السَّاعَةُ قیامت قُلْ کہہ دیجئے بَلٰى کیوں نہیں وَرَبِّيْ قسم ہے میرے رب کی لَتَأْتِيَنَّكُمْ البتہ وہ تم پر ضرور آئے گی عٰلِمِ جو جاننے والا ہے الْغَيْبِ غیب کا لَا يَعْزُبُ پوشیدہ نہیں رہتی عَنْهُ اس سے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ایک ذرے کے برابر فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ زمین میں وَلَآ اَصْغَرُ اور نہ چھوٹی مِنْ ذٰلِكَ اس سے وَلَآ اَكْبَرُ اور نہ بڑی اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ مگر واضح کتاب میں لِّيَجْزِيَ تا کہ وہ بدلہ دے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوْا اور انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک اُولٰٓئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لئے ہے مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ مغفرت اور اچھی روزی

ترجمہ:۔ اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے رب کی قسم! وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ رب) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز ذرے سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے ۝ اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو بدلہ دے، یہی ہیں جن کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔

۲۔ کہہ دو کیوں نہیں آئے گی؟ میرے عالم الغیب رب کی قسم! وہ ضرور آ کر رہے گی۔

۳۔ کوئی ذرہ برابر چیز اسکی نظر سے دور نہیں ہوتی، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

۴۔ نہ اس سے چھوٹی کوئی چیز ایسی ہے نہ اس سے بڑی جو ایک کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔

۵۔ تاکہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے انہیں انعام دے۔

۶۔ ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔

اس آیت میں کفار کے اس باطل عقیدہ کی تردید کی جارہی ہے جن کا یہ ماننا تھا کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی اور نہ ہم کبھی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، اس کا جواب اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنی قسم کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ اے کفار! یہ جو تمہارا عقیدہ ہے وہ بالکل باطل اور جھوٹا ہے کیونکہ میرے اس رب کی قسم! جس نے اس دنیا کو بسایا، انسانوں کو پیدا کیا وہ پھر اس دنیا کو ختم کر دیگا اور تمام انسانوں کو دوبارہ اپنی بارگاہ میں زندہ کر کے جمع کرے گا۔ اللہ تعالی کی شان قدرت بیان کی گئی کہ وہ سارے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر اس لئے قادر ہے کہ وہ سب کا رب ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور اس نے پیدا کرنے کے بعد چھوٹی سے چھوٹی چیز جسکی مثال اللہ تعالی نے ایک ذرہ سے دی کہ اتنی چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کہاں ہے؟ کس حالت میں ہے؟ سب اسے معلوم ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم کہاں جیوگے اور کہاں مروگے؟ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (لقمان ۳۴) کسی کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں مرے گا مگر اللہ تعالی کو اسکا علم ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔ تو جب سب کچھ اسے معلوم ہے تو پھر دوبارہ زندہ کرنے میں اسے کیا مشکل ہوگی؟ اس لئے دوبار قسم کھا کر اللہ کے نبی نے کہا کہ میرے رب کی قسم، غیب کے جاننے والے کی قسم! قیامت ضرور آئے گی اور اے کفار تمہیں دوبارہ زندہ بھی کیا جائے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی سزا بھی دی جائے گی، ابن کثیر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ ان تین آیتوں میں سے ایک آیت ہے کہ جس میں اللہ تعالی نے اپنے رسول کو قیامت کے آنے پر اپنی قسم کھانے کا حکم فرمایا چنانچہ پہلی آیت سورۂ یونس کی آیت نمبر ۵۳ ہے وَیَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَکَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ اور دوسری سورۂ سبا کی یہ آیت ہے اور تیسری آیت سورۂ تغابن کی آیت نمبر ۷ ہے زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ ص، ۱۳۹) آگے فرمایا کہ ایک ذرہ کیا اس سے بھی چھوٹی یا اس سے بھی بڑی ہر قسم کی چیز کا علم اللہ تعالی کو ہے اور ہر چیز کا حساب و کتاب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، کوئی بھی چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسکی تفصیل اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے، اللہ تعالی اس قیامت کے دن کے آنے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کی وجہ بیان فرما رہے ہیں اور سب سے پہلے ایمان والوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جو کوئی اس دنیا میں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا اور اسکے ساتھ نیک اعمال بھی اس نے جمع کئے ہوں تو اللہ قیامت کے دن انہیں بخش دے گا، اور جنت میں کھانے کے لئے عمدہ سے عمدہ رزق عطا کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۹:﴾ **اہلِ علم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب برحق ہے** ﴿سبا ۵۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جنہوں نے سَعَوْ کوشش کی فِيْٓ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں میں مُعٰجِزِيْنَ عاجز کرنے کی اُولٰٓئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ عذاب مِّنْ رِّجْزٍ بدترین قسم کا اَلِيْمٌ دردناک وَيَرَى اور دیکھتے ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اُوْتُوا الْعِلْمَ علم دیئے گئے الَّذِيْٓ وہ جو اُنْزِلَ نازل کیا گیا ہے اِلَيْكَ آپ کی طرف مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے هُوَ الْحَقَّ وہ حق ہے وَيَهْدِيْٓ اور وہ ہدایت کرتا ہے اِلٰى صِرَاطِ راستے کی طرف جو الْعَزِيْزِ نہایت غالب الْحَمِيْدِ لائق حمد وثنا کا ہے

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی کہ ہمیں ہرا دیں گے اُن کیلئے سخت درد دینے والے عذاب کی سزا ہے ○ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور (اللہ) غالب اور سزاوارِ تعریف کا رستہ بتاتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے بارے میں یہ کوشش کی کہ انہیں ناکام بنائیں۔

۲۔ ان لوگوں کے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

۳۔ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے وہ سراسر حق ہے۔

۴۔ اس اللہ کا راستہ دکھاتا ہے جو اقتدار کا مالک بھی ہے اور تعریف کا مستحق بھی۔

جو لوگ اس امید میں اللہ کی آیتوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اس مہم میں کامیاب ہو جائیں گے تو ان کا یہ خواب کبھی پورا ہونے والا نہیں ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ناکام بنا نہیں سکتے اور انہیں مٹا نہیں سکتے۔ قرآنِ مجید کی اپنی ایک تاریخ رہی ہے کہ اس کی آیتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی سازشیں کی گئیں، سازش کرنے والے مٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیتیں آج بھی باقی رہیں اور تا صبحِ قیامت باقی رہیں گی اور جو لوگ اس خبیث حرکت میں مصروف ہیں ان کے لئے قیامت کے دن بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہوگا جو ان کے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۵۱ میں بھی یہ وعید یوں بیان کی گئی وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ اور جولوگ ہماری نشانیوں کو پست کرنے کے در پے رہتے ہیں وہی دوزخی ہیں۔اسی سورۂ سبا کی آیت نمبر ۳۸ میں یہ بات یوں کہی گئی وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ اور جولوگ ہماری آیتوں کے مقابلہ کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں یہی ہیں جوعذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے۔

ہمارے ملک بھارت میں بھی ایسی سازشیں کی جارہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جن بدبختوں نے اللہ کی آیتوں سے چھیڑ چھاڑ کی آج وہ ذلت کی کھائی میں بے یارو مددگار پڑے ہیں۔

اگلی آیت میں اہل علم کی تعریف کی جارہی ہے کہ جو اہل علم حضرات ہوتے ہیں انہیں یہ معلوم ہے کہ یہ جو کتاب اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے سچی ہے اور برحق ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جو کوئی اس کتاب کی اتباع کرے گا وہ ہدایت کے راستے کو پالے گا اور یہ ہدایت والا راستہ سیدھا اللہ تک لیجاتا ہے جو اللہ سب کا مالک ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے۔بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد اہل کتاب کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، بہرحال اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان اگر علم سیکھتا ہے تو یہ علم اس انسان کو جہالت سے نکال کر دانائی کی طرف لاتا ہے اور اسکے اندر سمجھنے کا مادہ پیدا کرتا ہے جس سے انسان یہ معلوم کر سکتا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ اور جب اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں چیز حق ہے تو وہ اس چیز کو اپنا لیتا ہے اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے، لہٰذا ہم تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ہم دینی اور دنیوی علوم سے واقف ہوں اور جس قدر ہوسکے علم حاصل کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ ۲۲۴) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۰﴾ آخرت کا انکار کرنے والے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں ﴿سبا۔۸۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَقَالَ اور کہا اَلَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا هَلْ نَدُلُّكُمْ کیا ہم تمہاری رہنمائی کریں عَلٰى رَجُلٍ ایسے آدمی پر يُّنَبِّئُكُمْ جو تمہیں خبر دیتا ہے اِذَا مُزِّقْتُمْ جب تم پارہ پارہ

کر دیئے جاؤ گے كُلَّ مُمَزَّقٍ بالکل ہی پارہ پارہ کئے جانا اِنَّكُمۡ تو یقیناً تم لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ البتہ ہو گے ایک نئی پیدائش میں اَفۡتَرٰى کیا اس نے باندھا ہے عَلَى اللّٰهِ اللہ پر كَذِبًا جھوٹ اَمۡ بِهٖ جِنَّةٌ یا اسے جنون ہے بَلِ الَّذِيۡنَ بلکہ وہ لوگ جو لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ایمان نہیں رکھتے بِالۡاٰخِرَةِ آخرت پر فِى الۡعَذَابِ (وہ) عذاب میں وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِيۡدِ اور دور کی گمراہی میں ہیں

ترجمہ:۔ اور کافر کہتے ہیں کہ بھلا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب تم (مر کر) بالکل پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو نئے سرے سے پیدا ہو گے O یا تو اُس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اُسے جنون ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آفت اور پرلے درجے کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایک ایسے شخص کا پتا بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تم مر کر ریزہ ریزہ ہو جاوگے اس وقت تم ایک نئے جنم میں آ و گے؟

۲۔ پتہ نہیں اس شخص نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے کسی قسم کا جنون ہے؟

۳۔ نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب میں اور دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں

پچھلی آیتوں میں کہا گیا تھا کہ یہ کفار و مشرکین قیامت کے قائم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کے واقع ہونے کو جھٹلاتے ہیں، ان آیتوں میں ان لوگوں کا قول نقل کیا جارہا ہے کہ کس طرح کی باتیں کر کے یہ لوگ قیامت کے اس دن کو جھٹلاتے ہیں چنانچہ یہ مشرکین اپنے دوسرے ساتھیوں کو بطور سوال نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے کے لئے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب ہم مر جائیں گے اور گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ہمارا نشان بھی باقی نہیں رہیگا تو اس وقت ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں دوسری زندگی عطا کی جائے گی؟ مشرکین اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں تو لگتا ہے کہ یہ آدمی خواہ مخواہ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھ رہا ہے کہ اللہ تعالی نے ایسا کہا ہے جبکہ ان مشرکین کا خیال یہ ہے کہ یہ ناممکن کام ہے جو کبھی ہو ہی نہیں سکتا تو پھر کیسے اللہ تعالی اس کام کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو کہ ہونے والا ہی نہیں، اور یہ مشرکین کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو پاگل ہے۔ (نعوذ باللہ) ایسی باتیں کہتے پھر رہا ہے جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ مشرکوں کو یہ بات ہضم ہی نہیں ہوتی تھی کہ ان کے مرنے اور گل سڑ جانے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ مشرکین کی اس قسم کی باتیں دیگر آیات میں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۸ میں کہا گیا: وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا کیا جب ہم ہڈیاں اور رزے ریزے ہو جائیں گے پھر ہم نئی پیدائش میں کھڑے کئے جائیں گے؟ سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۸۲

میں بھی مشرکوں کا یہ قول یوں نقل کیا گیا ہے: قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا پھر بھی ہم ضرور اٹھائے جائیں گے۔ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی یہ بات یوں ذکر کی گئی ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈی ہو جائیں گے پھر کیا سچ مچ ہم اٹھائے جائیں گے کیا ہم سے پہلے کے ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کہنے والے لوگ قریش کے مشرکین تھے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ ص، ۶۷۴)

کافروں کی ان باتوں کا جواب اس وعید کے ساتھ دیا گیا کہ جو لوگ آخرت اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر ایمان نہیں لاتے وہ ایک طرف تو عذاب میں مبتلا ہوں گے اور دوسرے یہ کہ یہ لوگ آخرت کا انکار کرتے ہوئے بڑی دور کی گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۱﴾ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں ﴿سبا: ۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَلَمْ کیا پھر نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اِلٰى مَا اس کی طرف جو بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کے سامنے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے اِنْ نَّشَاْ اگر ہم چاہیں نَخْسِفْ بِهِمُ دھنسا دیں ان کو الْاَرْضَ زمین میں اَوْ نُسْقِطْ یا ہم گرا دیں عَلَيْهِمْ ان پر كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے ٹکڑے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيَةً البتہ نشانی ہے لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے اُس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے یعنی آسمان اور زمین، اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس میں ہر بندے کیلئے جو رجوع کرنے والا ہے ایک نشانی ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا جو انکے آگے بھی موجود ہے اور پیچھے بھی؟

۲۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں۔ ۳۔ یا آسمان کے کچھ ٹکڑے ان پر گرا دیں۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں ہر اس بندے کے لئے نشانی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غور کرو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہی اسکا مالک ہے اور یہ آسمان اور زمین تمہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں کہ تم اسکی حد سے باہر نہیں جا سکتے ہو، جب تم اسکے گھیرے میں ہو پھر تم اس سے کیسے مطمئن ہو کر بیٹھے ہوئے ہو؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اس زمین کو حکم دیں اور وہ تمہیں نگل لے، تم اس کا نوالہ بن کر اس زمین میں دھنس جاؤ؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا؟ یا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے کہ وہ اپنا ایک ٹکڑا تم پر گرا دے جس سے تم موت کی گھاٹ اُتر جاؤ؟ پھر اللہ کی قدرت سے یہ چیز کیسے باہر ہے کہ وہ تمہیں موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کردے؟ وہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی ضرور قادر ہے کہ تمہیں تمہارے مرنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مشرکین اپنی دائیں بائیں جانب دیکھ رہے ہیں کہ کیسے اس آسمان نے انہیں اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ ہم نے کیسے ان سے پہلے والے لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور کیسے آسمان سے ٹکڑے ان پر گرا کر انہیں عذاب دیا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰ ص، ۳۵۶) سورۃ النحل کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا :اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ بدترین داؤ پیچ کرنے والے کیا اس بات سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آجائے جہاں کا انہیں وہم وگمان بھی نہ ہو۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۸ میں کہا گیا :اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا کیا تم اس سے بے خوف ہوگئے ہو کہ تمہیں خشکی کی طرف لے جا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لئے کسی نگہبان کو نہ پاسکو۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر ۱۶ میں کہا گیا ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ آسمانوں والا تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے۔

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ جس کی طبیعت میں انصاف پسندی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کو معبود مان کر اسکی جانب رجوع ہوتا ہو تو ایسے لوگ ہی ان باتوں سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور انکا ایمان ان نشانیوں کو دیکھ کر اور بڑھتا ہے۔ ''منیب'' کہتے ہیں ایسے بندہ کو جو گناہوں سے توبہ کرکے اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، (تفسیر قرطبی۔ ج، ۴ ص، ۲۶۴) یہاں اس صفت کو اس لئے بیان کیا گیا کہ اس صفت والے بندے میں سوچ و فکر کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی قدرت میں غور وفکر کرتا ہے اور اپنے اعمال کو دیکھ کر انہیں غلط جان کر اللہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی جانب رجوع کرنے والوں میں سے بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۲:﴾ ہم نے حضرت داود علیہ السلام پر اپنا فضل کیا ﴿سبا: ۱۰-۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے عطا کی دَاوٗدَ داود کو مِنَّا فَضْلًا اپنی طرف سے فضیلت يٰجِبَالُ اے پہاڑو اَوِّبِيْ تسبیح دہراؤ مَعَهٗ اس کے ساتھ وَالطَّيْرَ اور پرندوں کو وَاَلَنَّا اور ہم نے نرم کردیا لَهُ اس کے لئے الْحَدِيْدَ لوہا اَنِ اعْمَلْ کہ تو بنا سٰبِغٰتٍ کامل کشادہ وَّقَدِّرْ اور مناسب اندازہ رکھ فِي السَّرْدِ کڑیاں ملانے میں وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور تم سب نیک عمل کرو اِنِّيْ بے شک میں بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم کرتے ہو بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہوں

ترجمہ: ۔ اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری بخشی تھی اے پہاڑو! ان کیساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (اُن کیلئے مسخر کردیا) اور اُن کیلئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا ۝ کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو، جو عمل تم کرتے ہو میں اُن کو دیکھنے والا ہوں۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے داود علیہ السلام کو خاص اپنے پاس سے فضل عطا کیا

۲۔ اے پہاڑو! تم بھی تسبیح میں انکے ساتھ ہم آواز بن جاو اور اے پرندو! تم بھی۔

۳۔ ہم نے انکے لئے لوہے کو نرم کردیا تھا۔

۴۔ کہ پوری پوری زرہیں بناؤ۔

۵۔ کڑیاں جوڑنے میں توازن سے کام لو۔

۶۔ تم سب لوگ نیک عمل کرو۔

۷۔ تم جو بھی عمل کرتے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کا ذکر کیا ہے جن پر آسمانی کتاب زبور نازل کی گئی۔ حضرت داود علیہ السلام کا ذکر قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۶۳، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۷۸، سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۱۷، سورۂ نمل کی آیت نمبر ۱۵، سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۷۸ اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۱ اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۸۴۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے داود کو ان کے اللہ کی جانب رجوع کرنے کی وجہ سے بڑے فضل سے نوازا اور وہ فضل کیا ہے؟ آگے بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت آواز سے نوازا تھا جس سے وہ اللہ کی تسبیح بیان

کرتے تھے اوران پر نازل کی ہوئی کتاب زبور کی وہ تلاوت فرماتے تھے اس لئے اللہ تعالی پہاڑوں اور پرندوں کو بھی یہ حکم دے رہے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام اللہ کی تسبیح کرنے لگیں تو تم بھی انکے ساتھ تسبیح کرنے لگ جاؤ اور دوسرا فضل یہ کیا کہ انکے ہاتھوں پر اللہ تعالی نے لوہے کو نرم مٹی کی طرح بنا دیا تھا کہ وہ لوہے کو اپنے ہاتھ سے بغیر آگ میں تپائے جس شکل میں ڈھالنا چاہیں ڈھال سکتے تھے انہیں کسی ہتھوڑے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے انکو جنگی سامان زرہ وغیرہ بنانے کا ہنر بھی عطا کیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے کسی نے بھی زرہ کو جنگ میں استعمال نہیں کیا حتیٰ کہ انہیں زرہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بھی پتہ نہیں تھا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لہٰذا کہ اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے زرہ بناتے تھے انہیں لوہے کو آگ میں ڈالنا بھی نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی ہتھوڑے سے مارنا اور حضرت داؤد علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کاریگری کی، اس سے پہلے لوگ لوہے کے پترے یعنی ڈھال استعمال کرتے تھے تا کہ دشمن کے حملہ سے بچیں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ص، ۶۷۶) ابن شوذب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے دو ہزار اپنے گھر والوں کے خرچ کے لئے رکھ لیتے اور باقی چار ہزار سے بنی اسرائیل کو کھانا کھلاتے تھے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ص، ۶۷۶) زرہ بنانے میں جو کڑیوں کو جوڑا جاتا ہے تا کہ وہ آپس میں ملکر ایک زرہ بن جائے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ توازن سے کام لیں تا کہ یہ زرہ نہ اتنی وزنی ہو جائے کہ پہننے والے کو مشکل ہونے لگے اور نہ اتنی لمبی کہ پہنا نہ جاسکے، پھر فرمایا کہ اے داؤد (علیہ السلام) جو چیزیں، انعامات میں ہم نے تمہیں دی ہیں اس میں نیکی کے کام کرو اس لئے کہ ہم دیکھ رہے ہیں جو کچھ بھی آپ کر رہے ہیں۔

حضرت داود علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ پرندے اور پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے۔ سورۂ ص کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں بھی اس کا ذکر یوں ہے: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے سب ان کی تسبیح کی وجہ سے مشغولِ ذکر رہتے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۳﴾ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کیلئے ہم نے ہوا کو تابع بنا دیا تھا ﴿سبا: ۱۲۔ ۱۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ

دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلِسُلَيْمٰنَ سلیمان کے الرِّيْحَ ہوا کو غُدُوُّهَا اس کا صبح کا چلنا شَهْرٌ ایک ماہ تھا وَّرَوَاحُهَا اوراس کا شام کا چلنا بھی شَهْرٌ ایک ماہ تھا وَ اَسَلْنَا اور ہم نے بہا دیا لَهٗ اس کے لئے عَيْنَ الْقِطْرِ پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ وَمِنَ الْجِنِّ اور کچھ جن تھے مَنْ يَّعْمَلُ جو کام کرتے تھے بَيْنَ يَدَيْهِ اس کے سامنے بِاِذْنِ رَبِّهٖ اس کے رب کے حکم سے وَمَنْ يَّزِغْ اور جو سرکشی کرتا ہے مِنْهُمْ ان میں سے عَنْ اَمْرِنَا ہمارے حکم سے نُذِقْهُ ہم اس کو چکھائیں گے مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ خوب بھڑکتی آگ کا عذاب يَعْمَلُوْنَ وہ بناتے تھے لَهٗ اس کے لئے مَا يَشَآءُ جو وہ چاہتا تھا مِنْ مَّحَارِيْبَ عالیشان عمارتیں وَتَمَاثِيْلَ اور مجسمے وَجِفَانٍ اور لگن كَالْجَوَابِ حوضوں جیسے وَقُدُوْرٍ اور دیگیں رّٰسِيٰتٍ ایک جگہ پر جمی ہوئیں اِعْمَلُوْٓا تم عمل کرو اٰلَ دَاوٗدَ اے آل داود! شُكْرًا شکر کرنے کا وَ قَلِيْلٌ اور بہت ہی تھوڑے ہیں مِّنْ عِبَادِيَ میرے بندوں میں سے الشَّكُوْرُ شکر گزار

ترجمہ:۔ اور ہوا کو (ہم نے) سلیمان کے تابع کر دیا تھا اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی اور ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے ایسے تھے جو اُن کے رب کے حکم سے اُن کے آگے کام کرتے تھے اور جو کوئی اُن میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اُس کو ہم (جہنم کی) آگ کا مزہ چکھائیں گے ۝ وہ جو چاہتے ہیں یہ اُن کیلئے بناتے یعنی قلعے اور مجسمے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب اور دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھی ہیں۔ اے داوٗد کی اولاد! (میرا) شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے لئے ہم نے ہوا کو تابع بنا دیا تھا۔

۲۔ اس کا صبح کا سفر بھی ایک مہینہ کی مسافت کا ہوتا تھا اور شام کا بھی۔

۳۔ ہم نے انکے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا۔

۴۔ جنات میں سے کچھ وہ تھے جو اپنے پروردگار کے حکم سے انکے آگے کام کرتے تھے۔

۵۔ ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے ہٹ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرے گا ہم اسے بھڑکتی آگ کا مزہ چکھائیں گے

۶۔ وہ جنات سلیمان علیہ السلام کے لئے جو وہ چاہتے بنا دیا کرتے تھے۔

۷۔ اونچی اونچی عمارتیں، تصویریں، حوضوں کے برابر جیسے بڑے بڑے لگن اور زمین میں جمی ہوئی دیگیں۔

۸۔ اے داوٗد (علیہ السلام) کے خاندان والو! تم ایسے کام کرو جس سے شکر ظاہر ہو۔

۹۔ میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گذار ہیں۔

اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے اور ان پر جو انعامات کئے گئے وہ بھی بیان کی جا رہی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر قرآنِ مجید کی دیگر آیات میں بھی موجود ہے۔ سورۂ ص کی آیت نمبر ۳۴، سورۃ النمل کی آیت نمبر ۱۵، سورۂ سبا کی آیت نمبر ۸۲، سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۸۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۸۴ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع بنا دیا کہ وہ انکے حکم سے چلتی تھی، وہ جہاں چاہتے ہوا انہیں لے جاتی، وہ ہوا ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی، وہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اڑتی اور ایک مہینہ کا سفر بس صبح کے وقت میں یا شام کے وقت میں طے کرا دیتی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو انکے گھوڑوں نے غافل کر دیا جس کی وجہ سے انکی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو انہوں نے غصہ میں گھوڑوں کے پیر کاٹ دیئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بہتر چیز عطا کی اور ہوا کو تیز چلایا تو وہ انکے حکم سے چلتی تھی جیسے وہ چاہیں، صبح کو وہ ایک ماہ کی مسافت تک لے جاتی اور شام میں ایک ماہ کی مسافت تک، حضرت سلیمان علیہ السلام صبح مقام ایلیا سے چلتے تو مقام قریرا میں قیلولہ کرتے اور پھر قریرا سے چلتے تو کابل میں رات گذارتے۔ (الدر المنثور۔ ج۶۔ ص۶۷۷) حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لکڑی کا ایک تخت تھا جسکے ایک ہزار ستون تھے اور ہر ستون میں ایک ہزار گھر تھے جس میں جنات و انسان سوار ہوتے تھے اور ہر ستون کے نیچے ایک ہزار شیطان ہوتے تھے جو اس تخت کو اٹھاتے تھے اور گرد و غبار بھی اس تخت کو اٹھاتی تھی، پھر پُر سکون ہوا اس تخت کو لے چلتی جس کے ساتھ وہ جنات و انسان بھی جاتے تو ایک قوم کے پاس قیلولہ کرتے جنکے درمیان کی مسافت ایک مہینہ کی ہوتی تو دوسری قوم کے پاس شام گزارتے جن کے درمیان کی مسافت بھی ایک مہینہ کی ہوتی، کسی قوم کو اسکا پتہ نہیں چلتا تھا مگر بس اتنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ان کا لشکر بھی اس قوم کے پاس آ جاتا تھا۔ (تفسیر طبری۔ ج۲۰۔ ص۳۶۳) دوسرا انعام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ انکے لئے تانبہ کی نہر جاری فرما دی تھی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کو نرم کر دیا تھا جو نہر کی شکل میں بہا کرتا تھا وہ اس نہر سے تانبے کو لیتے اور اس تانبے سے جو چاہتے بناتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تانبے کا چشمہ یمن میں تھا اور جو تانبہ لوگ آج استعمال کر رہے ہیں وہ وہی تانبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے نکالا تھا۔ (الدر المنثور۔ ج۶۔ ص۶۷۸) تیسرا انعام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ جنات کو انکے حکم کے تابع بنا دیا کہ آپ انہیں جو حکم دیں وہ اس حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر یہ جنات اس حکم سے روگردانی کریں جو ہم نے انہیں دیا تو ہم انہیں جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈال دیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں سے انکے اعمال کا حساب لے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ جنات

سے بھی انکے اعمال کا حساب لے گا اور انہیں بھی انکے کئے پر جزا و سزا ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ان جنات کے کاموں کو بیان فرما رہے ہیں جو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کیا کرتے تھے، فرمایا کہ یہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے تھے جو آپ انہیں حکم دیتے وہ اس حکم کو بجا لاتے تھے جیسا کہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰ میں ذکر ہے: قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ حضرت سلیمان نے کہا کہ اے درباروالو! کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے؟ ○ جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اس (کے اٹھانے کی) طاقت رکھتا ہوں (اور) امانتدار ہوں ○ ایک شخص جس کو کتابِ الٰہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے اُسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ بلقیس کے تخت کو اٹھا کر لانے کا حکم دیا تو جنات نے اسے آپ کے حکم کی تعمیل میں لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا اور انکا کام یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ لوگ بڑے بڑے محلات کی تعمیر کرتے اور تانبے سے مجسمے بناتے اور بڑے بڑے حوض کے مانند لگن بناتے اور زمین میں گڑھے ایسی دیگیں تیار کرتے کہ جو اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تانبے سے مجسمے بناتے اور پھر اللہ سے عرض کرتے کہ اے اللہ! ان مجسموں میں روح پھونکیئے کہ یہ لوگ خدمت کرنے میں بہت طاقتور ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس میں روح پھونکتا اور وہ خدمت کرنے لگتے اور کہا کہ ایران کا جو بادشاہ اسفندریا تھا وہ انہی میں سے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام سے کہا کہ اے داؤد کی اولاد! ہمارے ان انعامات پر ہمارا شکر ادا کرو، مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ناشکری بھری ہوئی ہے بس گنے چنے لوگ ہی شکر گذار ہوتے ہیں، حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے نماز کو اپنے گھر والوں یعنی بیوی بچوں پر تقسیم کر دیا، دن و رات میں کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گھر میں سے کوئی کھڑا نہ ہو اور نماز نہ پڑھے، پھر فرمایا کہ یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،٦۔ص،٦٨٠)

﴿درس نمبر ۱۷۰۴:﴾ جب ہم نے حضرت سلیمان کی موت کا فیصلہ کیا ﴿سبا : ۱۴﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَلَمَّا قَضَیۡنَا عَلَیۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰی مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ الۡغَیۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِی الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ ؕ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَمَّا پھر جب قَضَیۡنَا ہم نے فیصلہ کردیا عَلَیۡهِ اس پر الۡمَوۡتَ موت کا مَا دَلَّهُمۡ نہیں بتایا ان کو عَلٰی مَوۡتِهٖۤ اس کی موت کا اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ مگر گھن کے کیڑے نے تَاۡكُلُ جو کھا رہا تھا مِنۡسَاَتَهٗ اس کی لاٹھی کو فَلَمَّا پھر جب خَرَّ وہ گر پڑا تَبَیَّنَتِ الۡجِنُّ جنوں نے جان لیا اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ کہ اگر وہ جانتے ہوتے الۡغَیۡبَ غیب کو مَا لَبِثُوۡا وہ پڑے نہ رہتے فِی الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ ذلیل کرنے والے عذاب میں

ترجمہ:۔ پھر جب ہم نے اُن کیلئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے اُن کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو اُن کے عصاء کو کھا تا رہا جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر جب ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی موت کا فیصلہ کیا تو ان جنات کو انکی موت کا پتہ کسی اور نے نہیں بلکہ زمین کے کیڑے نے دیا جو انکے عصا کو کھا رہا تھا۔

۲۔ جب وہ گر پڑے تو ان جنات کو اس کا علم ہوا۔

۳۔ اگر وہ غیب کا علم جانتے ہوتے تو اس ذلت والی تکلیف میں مبتلا نہ رہتے۔

اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دی؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کو موت دی تو انکی موت کا علم کسی کو نہیں ہوا نہ کسی جن کو پتہ چلا اور نہ ہی کسی انسان کو بلکہ ایک چھوٹے سے کیڑے نے انہیں یہ بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی ہے وہ اس طور پر کہ اس کیڑے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس لکڑی کو کھا لیا جس لکڑی کے سہارے حضرت سلیمان علیہ السلام ٹھہرے ہوئے تھے، جب اس لکڑی کو اس کیڑے نے کھایا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم نیچے گر گیا جس کی وجہ سے ان جنات کو پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے جبکہ وہ جنات یہ دعوی کرتے تھے کہ انہیں غیب کی باتیں معلوم ہیں، اس واقعہ نے انہیں اس

غلط فہمی سے نکالدیا کہ انہیں غیب کا علم ہے اگر واقعی وہ غیب کو جانتے تو انہیں اس وقت ہی معلوم ہو جاتا جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت ہوئی مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ کئی سال تک ایسے ہی مرنے کی حالت میں اس لکڑی کے سہارے کھڑے رہے جس سے ان جنات کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ابھی زندہ ہیں حالانکہ وہ زندہ نہیں تھے،

حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں سال دو سال، مہینہ دو مہینہ، یا اس سے زیادہ یا کم مدت کے لئے اکیلے عبادت کیا کرتے اور اپنا کھانا پینا ساتھ رکھتے، جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوئی اس وقت بھی انہوں نے اپنا کھانا اپنی خلوت میں رکھا جس میں انکا انتقال ہوا، اسکی شروعات اس طرح ہوئی کہ ہر صبح بیت المقدس میں ایک درخت اُگتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے اسکا نام اور اسکے اگنے کی وجہ پوچھتے تو وہ سب بتا دیتا کہ میرا نام فلاں ہے اور میں فلاں مقصد کے لئے اگایا گیا ہوں، اگر اس درخت کے اگنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیتے اور اگر اس کے اگنے کی وجہ کسی بیماری کی دوا ہو تو اسے دوسری جگہ لگوا دیتے، ہر روز اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ ایک درخت اگا تو آپ علیہ السلام نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام خرنوبہ ہے اور میں اس مسجد کو ویران کرنے کیلئے اگایا گیا ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس مسجد کو کیسے ویران کر سکتا ہے جبکہ میں زندہ ہوں؟ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تیری ہی وجہ سے میری ہلاکت ہوگی اور یہ مسجد ویران ہوگی پھر آپ نے اسے اکھاڑا اور اسکے صحن میں لگوا دیا اور پھر سے آپ اپنی خلوت گاہ میں چلے گئے، آپ لکڑی کو ٹیک لگا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی مگر کسی کو اسکا علم نہ ہوا اور شیطان کو بھی جبکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر وہ یہاں سے نکلیں گے تو حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں سزا دینگے، شیطان اس محراب کے پاس جمع ہوتے تھے اس میں آگے اور پیچھے کی جانب ایک سوراخ تھا، جب کوئی شیطان اس سوراخ سے بھاگنا چاہتا تو دوسرا شیطان کہتا کہ تو اتنا طاقتور نہیں ہے بلکہ تو اس سوراخ سے جائیگا تو دوسرے سوراخ سے واپس آجائے گا اور وہ کوشش بھی کرتے تو ایسا ہی ہوتا کہ ایک سوراخ سے جاتے تو دوسرے سے پھر واپس آجاتے، ان میں سے ایک شیطان ایک مرتبہ اس میں داخل ہوا اور ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ اگر سلیمان علیہ السلام اسے دیکھ لیتے تو وہ جل جاتا مگر اس بار وہ شیطان گیا تو اسے سلیمان علیہ السلام کی آواز سنائی نہیں دی، پھر وہ بار بار ایسے ہی کرتا رہا مگر اسے کوئی آواز سنائی نہیں دی آخر کار اس شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلوت گاہ میں جھانکا تو اس نے دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ نیچے گرے ہوئے ہیں، اس نے باہر جا کر سب کو یہ خبر سنائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو باہر لایا گیا انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک لکڑی بھی ملی جسے دیمک نے کھایا تھا اور انہیں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کب ہوئی تو انہوں نے ایک لکڑی لی اور اس پر دیمک کو چھوڑ دیا تو اس

دیمک نے اس لکڑی کو ایک دن کھایا تو انہوں نے اس کھانے کا حساب لگایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ دیمک ایک سال تک اس لکڑی کو کھاتی رہی جس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو کر ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔(الدر المنثور۔ج،٦۔ص،٦٨٣)

اللہ تعالیٰ جنات کے غیب جاننے کا انکار فرمارہے ہیں کہ جنات کو کسی بھی قسم کے غیب کا علم نہیں ہے مثال تمہارے سامنے ہے کہ اگر انہیں غیب کی باتیں معلوم ہوتیں تو یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو بھی جان لیتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ انکی وفات کے بعد بھی ایک سال تک اسی طرح محنت میں لگے ہوئے تھے جس پر انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لگایا تھا اس ڈر سے کہ اگر ہم یہ کام نہیں کریں گے تو حضرت سلیمان علیہ السلام ہمیں سزا دیں گے، درمنثور میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی تھی کہ اے اللہ! میری وفات سے جنات کو ناواقف رکھتا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔(الدر المنثور۔ج،٦۔ص،٦٨٤)

﴿درس نمبر ١٧٠٥:﴾ اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو ﴿سبا:١٥۔تا۔١٧﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَقَدۡ كَانَ لِسَبَاٍ فِىۡ مَسۡكَنِهِمۡ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنۡ يَّمِيۡنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ ۝ فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سَيۡلَ الۡعَرِمِ وَبَدَّلۡنٰهُمۡ بِجَنَّتَيۡهِمۡ جَنَّتَيۡنِ ذَوَاتَىۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ وَّاَثۡلٍ وَّشَىۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِيۡلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا ؕ وَهَلۡ نُجٰزِىۡۤ اِلَّا الۡكَفُوۡرَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔لَقَدۡ كَانَ البتہ تحقیق تھی لِسَبَاٍ سبا کے لئے فِىۡ مَسۡكَنِهِمۡ ان کی بستی میں اٰيَةٌ ایک نشانی جَنَّتٰنِ دو باغ عَنۡ يَّمِيۡنٍ وَّشِمَالٍ دائیں اور بائیں طرف كُلُوۡا تم کھاؤ مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ اپنے رب کے رزق میں سے وَاشۡكُرُوۡا اور تم شکر کرو لَهٗ اس کا بَلۡدَةٌ شہر ہے طَيِّبَةٌ پاکیزہ وَّرَبٌّ اور رب ہے غَفُوۡرٌ بڑا بخشنے والا فَاَعۡرَضُوۡا پھر انہوں نے اعراض کیا فَاَرۡسَلۡنَا تو ہم نے بھیج دیا عَلَيۡهِمۡ ان پر سَيۡلَ الۡعَرِمِ بند کا سیلاب وَبَدَّلۡنٰهُمۡ اور ہم نے بدلے میں دیئے ان کو بِجَنَّتَيۡهِمۡ ان کے دو باغوں کے عوض جَنَّتَيۡنِ دو باغ ذَوَاتَىۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ کسیلے میوے والے وَّاَثۡلٍ اور کچھ جھاؤ کے درخت وَّشَىۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ اور کچھ بیری کے قَلِيۡلٍ تھوڑے سے ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ یہ ہم نے سزا دی ان کو بِمَا بہ سبب اس کے جو كَفَرُوۡا انہوں نے کفر کیا وَهَلۡ نُجٰزِىۡ اور ہم سزا نہیں دیتے اِلَّا الۡكَفُوۡرَ مگر ناشکروں ہی کو

ترجمہ:۔(اہلِ) سبا کیلئے اُن کے مقامِ بود و باش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشنے کو) اللہ بخشنے والا O تو انہوں نے (شکر گزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے اُن پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں اُن کے باغوں کے بدلے ایسے دو باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں O یہ ہم نے اُن کی ناشکری کی اُن کو سزا دی اور ہم سزا ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ میں قوم سبا کے لئے ایک نشانی موجود تھی جہاں وہ رہا کرتے تھے۔

۲۔دائیں اور بائیں دونوں طرف باغوں کے دو سلسلے تھے۔

۳۔اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اسکا شکر بجالاؤ۔

۴ایک تو شہر بہترین، دوسرے پروردگار بخشنے والا۔ ۵۔پھر بھی انہوں نے ہدایت سے منہ موڑ لیا۔

۶۔اس لئے ہم نے ان پر بند والا سیلاب چھوڑ دیا۔

۷۔ان کے دونوں طرف کے باغوں کو ایسے دو باغوں میں تبدیل کر دیا جو بدمزہ، جھاو کے درخت اور تھوڑی سی بیریوں پر مشتمل تھے۔

۸۔ہم نے یہ سزا انہیں اس لئے دی تھی کہ انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی تھی۔

۹۔ایسی سزا ہم کسی اور کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گذار بندوں اور اپنی طرف رجوع کرنے والوں کا حال بیان فرمایا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالی ناشکری کرنے والوں کا حال اور اُن پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہاں قومِ سبا کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو کہ یمن کے علاقہ میں آباد تھی، اللہ تعالی نے انہیں ہر طرح سے خوشحالی نصیب فرمائی تھی، انکے یہاں کھیت کھلیان کی پیداوار بہت ہوتی تھی کہ راستے کی دونوں جانب نظر دوڑائیں تو بس کھیتی ہی کھیتی نظر آتی تھی دور دراز سے تاجر لوگ یہاں آتے اور یہاں سے سازوسامان خرید کر لے جاتے تھے جس سے انکی دولت میں بھی بے تحاشہ اضافہ ہوتا تھا۔مفسرین نے کہا کہ انکے شہر میں کسی قسم کے کیڑے تک نہیں تھے جیسے مکھی، مچھر، بچھو، سانپ وغیرہ ان سب انعامات کے باوجود ان لوگوں نے اللہ تعالی کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ اپنی دولت پر ناز کرتے ہوئے یہ لوگ عیاشی میں مبتلا ہو گئے تھے، اس وقت اللہ تعالی نے انکی اس ناشکری پر انہیں عذاب میں مبتلا کیا اور ان کی کھیتیوں کو تباہ کر دیا۔انکے یہاں جو ڈیم تھا جس سے ان کی کھیتیوں کو پانی پہنچا کرتا تھا اس ڈیم کے بند کو اللہ تعالی نے توڑ دیا جس سے سارا پانی ان کی کھیتیوں اور گھروں میں داخل ہو گیا اور انکے کھیت وغیرہ سب تباہ

ہو گئے، انکے درخت جو پہلے میٹھے میٹھے پھل دیا کرتے تھے اب وہاں پر ان درختوں کے بجائے ایسے درخت اگائے جنکے پھل کڑوے اور جن کی چھاؤں بھی برائے نام تھی اور جگہ جگہ بیری کے درخت تھے، یہ ساری تباہی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی وجہ سے ہوئی، اگر یہ لوگ ناشکری نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی دولت میں سے غربا وفقراء کو خیرات کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا نہ کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا انہی لوگوں کے ساتھ کرتا ہے جو ناشکرے ہوتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم سبا کے دو پہاڑوں کے درمیان دو باغ تھے کہ ایک عورت ان باغوں کے درمیان سے ٹوکری اپنے سر پر لئے گذرتی تو اسکی ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی جبکہ وہ کسی پھل کو ہاتھ بھی نہ لگاتی، لیکن جب ان لوگوں نے ناشکری کی اور حد کو پار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ایک جانور پیدا کر دیا جسے ''جرذ'' یعنی چھوٹا چوہا کہتے ہیں۔ اس جانور نے اس ڈیم میں سوراخ کر دیا جس کی وجہ سے ڈیم ٹوٹ کر سیلاب آ گیا جس نے انہیں غرق کر دیا ان میں کوئی باقی نہ رہا سوائے جھاؤ کے درخت اور بیری کے کچھ درخت کے۔ (الدر المنثور ج ۶۔ص، ۶۸۷) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ سبا کیا ہے؟ آدمی ہے یا عورت ہے یا کوئی علاقہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ مذحج، کندہ، ازد، اشعریون، انمار اور حمیر یہ سب عربی یمن میں جا بسے، لخم، جذام، عاملہ اور غسان یہ شام میں جا بسے۔ (مسند احمد مسند بنی ھاشم، مسند عبداللہ بن عباس۔ ۲۸۹۸) حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم سبا کے پاس اللہ تعالیٰ نے تیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مسلسل بھیجا مگر انہوں نے انہیں نہیں مانا اور صاف جھٹلا دیا، اس قوم کا ایک ڈیم تھا جو انکے کھیتوں میں سیلاب آنے سے روکتا تھا، اس قوم کے کسی کاہن نے یہ کہا کہ اس قوم پر ڈیم کے ٹوٹنے سے سیلاب آئے گا اور ایک چوہا اس ڈیم کو ڈھانے میں مدد کریگا تو ان لوگوں نے ڈیم کے ہر سوراخ میں ایک بلی کو باندھ دیا مگر جب اللہ نے چوہے کو بھیجا تو اس نے اس بلی سے سر پوشی کی راہ پالی اور بلی وہاں سے ہٹ گئی پھر اس چوہے نے اس ڈیم کی عمارت کو اندر سے کمزور کر دیا اور قوم کو اس کا پتا بھی نہ تھا پھر جب سیلاب آیا تو اس نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ص، ۶۸۷)

﴿درس نمبر ۱۷۰۶:﴾ ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا ﴿سبا: ۱۸۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

شَکُوْرٍ O وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْہِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوْہُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ O وَمَا کَانَ لَہٗ عَلَیْہِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَۃِ مِمَّنْ ھُوَ مِنْھَا فِیْ شَكٍّ ط وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَجَعَلْنَا اور ہم نے کردی تھیں بَیْنَہُمْ ان کے درمیان وَبَیْنَ الْقُرَی اوران بستیوں کے درمیان الَّتِیْ بٰرَکْنَا کہ ہم نے برکت رکھی تھی فِیْھَا ان میں قُرًی کچھ بستیاں ظَاھِرَۃً باہم متصل وَّقَدَّرْنَا اورہم نے مقرر کردی تھیں فِیْھَا ان میں السَّیْرَ چلنے کی سِیْرُوْا تم چلو فِیْھَا ان میں لَیَالِیَ راتوں کو وَاَیَّامًا اوردنوں کو اٰمِنِیْنَ امن سے فَقَالُوْا پس انہوں نے کہا رَبَّنَا اے ہمارے رب! بٰعِدْ تو دوری پیدا کردے بَیْنَ اَسْفَارِنَا ہمارے سفروں کے درمیان وَظَلَمُوْٓا اورانہوں نے ظلم کیا اَنْفُسَھُمْ اپنی جانوں پر فَجَعَلْنٰھُمْ چنانچہ ہم نے انہیں بنادیا اَحَادِیْثَ افسانے وَمَزَّقْنٰھُمْ اورہم نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ان کو كُلَّ مُمَزَّقٍ مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کرنا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر صابروشاکر کے لئے وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق صَدَّقَ عَلَیْہِمْ سچ کردکھایا ان پر اِبْلِیْسُ ابلیس نے ظَنَّہٗ اپنا خیال فَاتَّبَعُوْہُ توانہوں نے پیروی کی اس کی اِلَّا فَرِیْقًا سوائے ایک فریق کے مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں میں سے وَمَا کَانَ اورنہیں تھا لَہٗ اس کا عَلَیْہِمْ ان پر مِّنْ سُلْطٰنٍ کوئی زور اِلَّا لِنَعْلَمَ مگرتا کہ ہم جان لیں مَنْ یُّؤْمِنُ کون ایمان رکھتا ہے بِالْاٰخِرَۃِ آخرت پر مِمَّنْ اس سے کہ ھُوَ مِنْھَا وہ اس کے بارے میں فِیْ شَكٍّ شک میں ہے وَرَبُّكَ اور آپ کا رب عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ ہر چیز پر حَفِیْظٌ خوب نگران ہے

ترجمہ:۔ اورہم نے ان کے اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اوران میں آمدورفت کا اندازہ مقرر کردیا تھا کہ رات دن بے خوف وخطر چلتے رہو O توانہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار! ہماری مسافتوں میں بُعد (اورطول پیدا) کردے اور (اس سے) انہوں نے اپنے حق میں ظلم کیا تو ہم نے (انہیں نابود کرکے) ان کے افسانے بنا دیئے اورانہیں بالکل منتشر کردیا اس میں ہر صابروشاکر کے لئے نشانیاں ہیں O اورشیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچ کردکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ اس کے پیچھے چل پڑے O اوراس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (ہمارا) مقصود یہ تھا کہ جولوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں ان سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے تھے جدا کر دیں اورتمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ ہم نے انکے اوران کی بستیوں کے درمیان جس پر ہم نے برکتیں نازل کررکھی ہیں ایسی بستیاں بسا رکھی تھیں جو دور سے نظر آتی تھیں۔

۲۔ان میں سفر کو نپے تلے مرحلوں میں بانٹ دیا تھا۔

۳۔ان بستیوں کے درمیان رات ہو یا دن امن وامان کے ساتھ سفر کرو۔

۴۔اس پر وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کے درمیان دور دور کے فاصلے پیدا کردے

۵۔اس طرح انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا۔

۶۔جس کی وجہ سے ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنادیا۔

۷۔انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بالکل تہس نہس کردیا۔

۸۔یقیناً اس واقعہ میں اس شخص کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر اور شکر کا خوگر ہے۔

۹۔واقعی ان لوگوں کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال درست پایا۔

۱۰۔چنانچہ وہ اسکے پیچھے چل پڑے سوائے اس گروہ کے جو مومن تھا۔

۱۱۔ابلیس کو ان پر کوئی تسلط نہیں تھا۔

۱۲۔ہم نے اسے بہکانے کی صلاحیت اس لئے دی کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون ہے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون ہے جو اس بارے میں شک میں پڑا ہوا ہے؟

۱۳۔تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ قومِ سبا پر کئے گئے انعامات بیان فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ جس بستی میں رہتے تھے اور اس بستی کے درمیان جس بستی کے اطراف اللہ تعالیٰ نے برکتیں نازل فرمائی تھی یعنی ملک شام کے درمیان جہاں یہ لوگ تجارت کی غرض سے جایا کرتے تھے ایسی بستیاں بسائیں جو دور سے بھی نظر آجاتی تھیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انکے لئے سفر کو آسان فرمادیا کہ سفر پر جاؤ تو اب امن وامان کے ساتھ دن رات کبھی بھی سفر کرو اس سفر کرنے میں تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی کہ اگر بھوک و پیاس لگے تو تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر بستیاں آباد تھیں تا کہ وہ وہاں جا کر اپنی بھوک و پیاس مٹالیں، اگر رات کو وقت ہے تو کسی بستی میں رات گزارلیں الغرض سفر میں ہر قسم کی آسانیاں انکے لئے اللہ تعالیٰ نے مہیا کردی تھیں مگر انہیں آسانیاں ہضم نہیں ہوئیں انکی یہ خواہش ہوئی کہ انکے سفر میں جو یہ آسانیاں پیدا کرنے والی بستیاں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں ان بستیوں کو مٹادیا جائے تا کہ یہ لوگ اپنے سفر میں جنگل و بیابان کا مزہ لے سکیں جس میں انہیں بہت سی مشکلیں اور بھوک، پیاس اور قافلہ کے لٹ جانے جیسی مشقتیں جھیلنے پڑیں، مگر انسان کی فطرت ہے کہ جب اسے آسانیاں مہیا ہوتی ہیں تو وہ اس پر شکر ادا نہیں کرتا جیسے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق دیا مگر انہیں یہ آسانی راس نہ آئی اسی طرح ان لوگوں کا بھی حال تھا جو ملکِ سبا میں آباد تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی ناشکری پر انہیں تباہ و برباد کردیا اور لوگوں کے لئے گفتگو کا سامان

یعنی عبرت کا مقام بنا دیا اور انہیں بکھیر کر رکھ دیا جسے دیکھ کر اللہ کی آزمائشوں پر صبر کرنے والے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والے نصیحت حاصل کریں اور اپنے ایمان کو تازہ کریں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہترین بندہ صبر اور شکر کرنے والا ہے کہ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے اور آزمایا جائے تو صبر کرے۔(الدر المنثور۔ ج ۶۔ص، ۶۹۴) حضرت عامر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شکر آدھا ایمان ہے اور صبر آدھا ایمان ہے اور یقین کامل ایمان ہے۔(شعب الایمان للبیہقی۔ ۴۱۳۴) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی کتنا اچھا ہے بلکہ وہ پورے کا پورا خیر ہے کہ جب اسے خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے جو کہ اسکے لئے خیر ہے یہ مومن کے سوا کوئی نہیں کرتا۔(صحیح ابن حبان۔ ۲۸۹۶)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ شیطان نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس نے یہ دعوی کیا تھا کہ میں انسانوں کو گمراہ کرونگا سوائے اس کے جو آپ کی جانب رجوع کرنے والا ہوگا یعنی مومن تو اسکا یہ گمان صحیح نکلا کہ اس نے انسانوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا سوائے ایمان والوں کے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جو مومن ہوگا اور اپنے عمل میں مخلص ہوگا اس پر اس شیطان ابلیس کا کچھ بس نہیں چل سکے گا اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (الحجر ۴۰:) اللہ تعالیٰ نے اس شیطان یعنی ابلیس کو جو بہکانے کی صلاحیت دی وہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتا ہے کہ کون اللہ کا فرمانبردار ہے اور کون آخرت پر ایمان رکھنے والا ہے اور کون ایمان رکھنے والا نہیں ہے جو ایمان والا ہوگا وہ اسکے بہکاوے میں نہیں آئے گا اور جو ایمان والا نہ ہوگا وہ اسکے بہکاوے میں آئے گا اور اسکے نقش قدم پر چلے گا، یہ لوگ جو عمل کریں گے چاہے وہ مومن ہوں یا کافران سب کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں جو کل قیامت کے دن انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے جس کے حساب سے انکے درمیان فیصلہ ہوگا تو جنکے اعمال اچھے ہونگے وہ جنت کے مستحق ٹھہریں گے اور جنکے اعمال برے ہونگے وہ جہنم میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۷:﴾ یہ باطل معبود کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں ﴿سبا: ۲۲۔ ۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ قُلِ آپ کہہ دیجئے اُدۡعُوا تم پکارو الَّذِیۡنَ ان کو جنہیں زَعَمۡتُمۡ تم نے گمان کیا تھا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اللہ کے سوا لَا یَمۡلِکُوۡنَ وہ اختیار نہیں رکھتے مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ ذرہ برابر بھی فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِی الۡاَرۡضِ اور نہ زمین میں وَمَا اور نہیں ہے لَہُمۡ ان کے لئے فِیۡہِمَا ان دونوں میں مِنۡ شِرۡکٍ کوئی حصہ وَّمَا اور نہیں ہے لَہٗ اس کے لئے مِنۡہُمۡ ان میں سے مِّنۡ ظَہِیۡرٍ کوئی مددگار وَلَا تَنۡفَعُ اور نفع نہیں دے گی الشَّفَاعَۃُ سفارش عِنۡدَہٗۤ اس کے پاس اِلَّا لِمَنۡ سوائے اس شخص کے کہ اَذِنَ اجازت دے گا لَہٗ اسے حَتّٰۤی یہاں تک کہ اِذَا فُزِّعَ جب دور کردی جاتی گھبراہٹ عَنۡ قُلُوۡبِہِمۡ ان کے دلوں سے قَالُوۡا کہتے ہیں مَاذَا قَالَ کیا کہا ہے رَبُّکُمۡ تمہارے رب نے قَالُوا وہ کہتے ہیں الۡحَقَّ حق وَہُوَ اور وہ الۡعَلِیُّ بہت بلند ہے الۡکَبِیۡرُ بہت بڑا ہے

ترجمہ: ۔ کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھی چیز کے مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے O اور اللہ کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دُور کر دیا جائے گا تو کہیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر (کافروں سے) کہو کہ پکارو ان کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا معبود سمجھا ہوا ہے۔

۲۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔

۳۔ نہ انکو آسمان اور زمین کے کسی معاملہ میں (اللہ کے ساتھ) کوئی شرکت حاصل ہے۔

۴۔ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ ۵۔ اللہ کے سامنے کوئی سفارش کار آمد نہیں ہے۔

۶۔ سوائے اس شخص کے جس کے لئے اس نے خود سفارش کی اجازت دی ہو۔

۷۔ یہاں تک کہ انکے دلوں سے جب گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا

۸۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ حق بات ارشاد فرمائی۔ ۹۔ وہی ہے جو بڑا عالیشان ہے۔

ان آیتوں میں مشرکوں کے باطل عقیدوں کی تردید کی جارہی ہے یعنی انکو جھوٹا ثابت کیا جارہا ہے کہ ان مشرکین میں بعض لوگ وہ تھے جو یہ کہتے تھے کہ یہ انکے تراشے ہوئے بت ہی ان کے معبود ہیں اور بعض کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ خدا تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اسکے مددگار و معاون ہیں اور بعض یہ کہتے تھے کہ یہ معبود وغیرہ تو نہیں ہیں البتہ یہ اللہ کے سامنے ہماری سفارش کریں گے کہ جنکی سفارش سے ہم جہنم کے عذاب سے بچ جائیں گے، ان آیتوں

میں مشرکین کے ان سارے عقیدوں کو غلط ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کافروں سے کہئے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ انکے تراشے ہوئے بت ہی خدا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تراشے ہوئے بتوں کو آسمانوں اور زمین میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی اختیار حاصل نہیں ہے اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں اور ان مشرکین سے یہ بھی کہہ دو جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انکے بت اللہ کے کاموں میں اسکے مددگار ہیں کہ اللہ تعالی کے معاملات میں کسی کو شرکت حاصل نہیں ہے وہی اکیلا کرتا ہے جو بھی کرتا ہے اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۹۴ میں بھی یہ بات یوں بتلائی گئی ہے وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں واقعی تمہارے آپس میں قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعوی تم سے گیا گزرا ہوا ہے۔

ان مشرکین کے سامنے بھی یہ بات واضح کردو جن کا یہ ماننا ہے کہ یہ بت قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے ان کی سفارش کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی اللہ تعالی کے سامنے سفارش کرنے کی جرات نہیں کرسکتا، کسی میں اس کی ہمت نہیں ہے ہاں! البتہ وہ لوگ اللہ کے سامنے کسی کی سفارش کرسکیں گے جن کو خود اللہ تعالی نے سفارش کرنے کی اجازت دے رکھی ہوگی مگر ان سفارش کرنے والوں کا بھی یہ حال ہوگا کہ وہ اللہ تعالی کے جلال کی وجہ سے ہوش وحواس میں نہیں ہوں گے بلکہ سہمے ہوئے ہوں گے، جب انکی یہ گھبراہٹ ختم ہوگی تو ساتھ والوں سے پوچھیں گے کہ ابھی اللہ تعالی نے کیا فرمایا تھا یعنی انہیں یہ بھی پتا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالی نے کیا کہا؟ اسی لئے وہ ساتھ والوں سے اس بارے میں پوچھیں گے، جب انہیں وہ بات معلوم ہوگی جو اللہ تعالی نے کہی تھی تو پھر جب وہ لوگ اس پر عمل کریں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالی آسمان پر کسی معاملہ کا فیصلہ سناتے ہیں تو فرشتے عجز وانکساری کے ساتھ اپنے پر ہلاتے ہیں جس کی وجہ سے ایسی آوازیں پیدا ہوتی ہیں جیسے کہ زنجیر کو پتھر پر مارا جارہا ہو، جب ان فرشتوں کی گھبراہٹ ختم ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کہی ہے اور وہی بلند وبالا ہے۔ (ترمذی ۳۲۲۳) جب اللہ کے مقرب بندوں اور فرشتوں کا یہ حال ہوگا تو پھر ان باطل معبودوں کی اس وقت کیا حالت ہوگی؟ اس کا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا۔ تفسیر منیر میں ہے کہ تمام فرشتے قیامت کے دن ڈرتے، خوف کھاتے سفارش کی اجازت دیئے جانے کا انتظار کرتے ہونگے پھر جب ان فرشتوں کا خوف ختم ہوگا تو وہ اپنے ساتھ والوں سے پوچھیں گے کہ اللہ تعالی نے سفارش کے بارے میں کیا حکم فرمایا؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالی نے صرف مومن کیلئے سفارش کا حکم فرمایا ہے کافروں کے لئے نہیں، وہ بڑی اونچی شان والا اور باعظمت ہے اور وہ جو چاہے فیصلے فرماتا ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ص، ۱۷۶)

یہاں یہ بات تو معلوم ہوگئی کی سفارش صرف مومن کے حق میں قبول ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف وہ لوگ ہی سفارش کریں گے جنہیں اللہ تعالی نے سفارش کا حق دیا ہو، اب وہ کونسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے سفارش کا حق دیا ہے؟ سب سے پہلے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنہیں اللہ تعالی نے اپنی امت کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا ہے، چنانچہ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے سفارش کی اجازت مانگنے کے لئے سجدہ میں گرجائیں گے پھر اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اٹھو، تمہیں سفارش کی اجازت دی گئی، تم جس کی بھی سفارش کروگے اس کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی۔ (مسلم ۱۹۳: عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ) اسی طرح اللہ تعالی شہید کو بھی سفارش کرنے کا حق عطاء فرمائیں گے چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کو اپنے گھر والوں میں سے ستر لوگوں کی سفارش کرنے کا حق دیا جائیگا۔ (ابوداود ۲۵۲۲) اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی سفارش کا حق دیا جائیگا چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے بقدر لوگوں کی سفارش کرینگے۔ (ترمذی ۲۴۳۹:) اسی طرح امت کا کوئی نہ کوئی فرد کسی نہ کسی کی سفارش کریگا جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا کوئی شخص کسی جماعت کے لئے سفارش کریگا تو کوئی ایک قبیلہ کے لئے سفارش کریگا تو کوئی ایک گروہ کے لئے سفارش کریگا تو کوئی کسی ایک آدمی کے لئے سفارش کریگا یہاں تک کہ امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوجائیگا۔ (ترمذی ۲۴۴۰:)

﴿درس نمبر ۱۷۰۸:﴾ وہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے؟ ﴿سبا: ۲۴ ـ تا ـ ۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ قُلْ کہہ دیجئے مَنْ يَّرْزُقُكُمْ تم کو کون رزق دیتا ہے مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے قُلِ اللّٰهُ کہہ دیجئے اللہ وَاِنَّاۤ اور بلاشبہ ہم اَوْ اِيَّاكُمْ یا تم لَعَلٰى هُدًى البتہ ہدایت پر ہیں اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یا واضح گمراہی میں قُلْ کہہ دیجئے لَّا تُسْـَٔلُوْنَ تم پوچھے نہیں جاؤ گے عَمَّاۤ اس کی بابت جو اَجْرَمْنَا ہم نے جرم کیا وَلَا نُسْـَٔلُ اور ہم پوچھے نہ جائیں گے عَمَّا اس کی بابت جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل

کرتے ہو قُلْ کہہ دیجئے يَجْمَعُ بَيْنَنَا جمع کرے گا ہم سب کو رَبُّنَا ہمارا رب ثُمَّ يَفْتَحُ پھر وہ فیصلہ کرے گا بَيْنَنَا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَهُوَ اور وہی ہے الْفَتَّاحُ خوب فیصلہ کرنے والا الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا

ترجمہ:۔ پوچھو کہ تم کو آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کہو کہ اللہ اور ہم یا تم (یا تو) سیدھے رستے پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں O کہہ دو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پرسش ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے پرسش ہوگی O کہہ دو کہ ہمارا پروردگار ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے گا اور وہ خوب فیصلہ کرنے والا اور صاحبِ علم ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہو وہ کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ ۲۔ کہو وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

۳۔ ہم ہوں یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

۴۔ کہو کہ ہم نے جو جرم کیا ہے اسکے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائیگا۔

۵۔ تم جو عمل کرتے ہو اسکے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائیگا۔

۶۔ کہو کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کریگا پھر ہم سب کے درمیان برحق فیصلہ کریگا۔

۷۔ وہی ہے جو خوب فیصلہ کرنے والا مکمل علم کا مالک ہے

ان آیتوں میں ان مشرکین سے سوال کیا جا رہا ہے جو اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود بناتے ہیں کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے پوچھئے تو سہی کہ تمہیں جو رزق آسمانوں اور زمین سے ملتا ہے یعنی آسمان سے بارش برستی ہے جس سے زمین سے کھیتی اگتی ہے اور درختوں پر پھل لگتے ہیں، ترکاریاں اگتی ہیں آخر یہ سب کچھ کون دیتا ہے؟ کس کے حکم سے یہ سارا رزق ہم تک اور تم تک پہنچتا ہے کیا تم بتا سکتے ہو؟ اگر تم نہیں بتا سکتے تو چلو ہم ہی بتا دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے آتا ہے "وَهُوَ الرَّزَّاقُ" وہی رزق دینے والا ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قوت وطاقت نہیں کہ وہ کسی کو ایک لقمہ تک پہنچائے، سورۂ یونس کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی کفار ومشرکین سے اسی طرح کے سوال کا ذکر ہے اور ان مشرکین کا جواب بھی وہاں بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جواب میں کہیں گے کہ یہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (یونس ۳۱) آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۵۱ میں کہا گیا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے

ہیں۔سورۃ الملک کی آیت نمبر ۲۱ میں کہا گیا: اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی روک لے تو بتاؤ کون ہے جو پھر تمہیں روزی دے گا؟

اسکے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان مشرکین سے سوال بیان کیا جارہا ہے کہ انہوں نے مشرکین سے کہا کہ دیکھو! ہم دونوں جب کہ الگ الگ عقیدے پر ہیں ہم تو اللہ کو معبود مانتے ہیں اور اسی کو رازق و نافع مانتے ہیں اور تم ان بتوں کو، اب بھلا ہم دونوں میں سے کوئی ایک ہدایت پر ہے یا تو تم ہدایت پر ہو یا ہم؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہ سوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین سے کیا کہ ہم اور تم کسی ایک فیصلہ پر نہیں ہو سکتے دونوں میں سے کوئی ایک حق پر ہے۔(تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۴۰۱) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہدایت پر ہیں اور تم لوگ کھلی گمراہی میں ہو۔(الدرالمنثور۔ج،۶۔ص،۷۰۱) اس لئے ہم ہدایت پر ہیں کہ تم نے دیکھ لیا کہ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہی ہے جو تمہیں بھی اور ہمیں بھی اور سارے جانوروں اور انسانوں اور جنات کو رزق دیتا ہے، اسی کے قبضہ میں سب کچھ ہے، تو جو ذات ایسی عظیم قدرت کی مالک ہو وہی ذات حقیقی معبود ہے اور جو اسکے ماننے والے ہیں وہی ہدایت پر ہیں۔اور جب قیامت قائم ہوگی تو تم سے ہمارے کئے ہوئے جرم یعنی ہمارا اللہ کو معبود جاننا تمہیں جرم لگتا ہے تو اس جرم کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائیگا کہ انہوں نے یہ جرم کیوں کیا؟ اور نہ ہی ہم سے یہ پوچھا جائیگا کہ تم نے کیا کیا عمل کئے؟ بلکہ ہوگا یہ کہ ہم سے ہمارے اعمال کی پوچھ ہوگی اور تم سے تمہارے اعمال کی، اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ یونس ۴۱:) تم اس سے بری ہو جو میں کر رہا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کر رہے ہو۔لہٰذا تم اپنے اعمال کی فکر کرو اور ہم اپنے اعمال کی فکر کرتے ہیں، لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (البقرۃ ۱۳۹، القصص ۵۵، العنکبوت ۱۵) ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔پھر اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے اور ہمارے اعمال کو سامنے کھول کر رکھ دیگا اور حق کو بھی واضح کر دیگا۔جس کسی کے اعمال اس حق کے موافق پائے جائیں گے اسے جنت میں بھیجا جائیگا اور جس کے اعمال اس حق کے مخالف نکلیں گے اسے جہنم میں بھیجا جائیگا، یقیناً اللہ تعالیٰ تو حق کو کھولنے والا ہے جس سے سب کو معلوم ہو جائیگا کہ کیا صحیح تھا؟ جبکہ اسے تو علم ہے کہ کیا حق ہے؟ مگر پھر بھی وہ تمہیں دکھانے کے لئے تمہارے سامنے اسکو کھول دیگا تا کہ تمہیں یقین آجائے اور وہ سب کے اعمال سے بھی باخبر ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۹:﴾ **ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہاں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے** ﴿سبا: ۲۷۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے اَرُوْنِيَ تم مجھے دکھاؤ الَّذِيْنَ وہ جن کو اَلْحَقْتُمْ تم نے ملا دیا تھا بِهٖ اس کے ساتھ شُرَكَآءَ شریک كَلَّا ہرگز ایسا نہیں بَلْ هُوَ اللّٰهُ بلکہ وہی اللہ ہے الْعَزِيْزُ خوب غالب الْحَكِيْمُ نہایت حکمت والا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مگر تمام انسانوں کے لئے بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کب ہوگا یہ وعدہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو قُلْ کہہ دیجئے لَّكُمْ تمہارے لئے مِّيْعَادُ وعدہ ہے يَوْمٍ ایک ایسے دن لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ تم پیچھے نہ رہ سکو گے عَنْهُ اس سے سَاعَةً ایک گھڑی وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ تم آگے بڑھ سکو گے

ترجمہ:۔ کہو کہ مجھے وہ لوگ تو دکھاؤ جن کو تم نے شریکِ (الٰہی) بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے کوئی نہیں بلکہ وہی (اکیلا) اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے ○ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب وقوع میں آئے گا؟ کہہ دو کہ تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے نہ آگے بڑھو گے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہو کہ ذرا مجھے دکھاؤ وہ کون ہے جنہیں تم نے شریک بنا کر اللہ سے جوڑ رکھا ہے۔

۲۔ ہرگز نہیں! (اس کا کوئی شریک نہیں) بلکہ وہ اللہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے حکمت بھی۔

۳۔ اے پیغمبر! ہم نے آپ کو سارے ہی انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

۴۔ جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔ ۵۔ لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔

۶۔ وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟

۷۔ کہہ دو کہ تمہارے لئے ایک ایسے دن کی میعاد مقرر ہے جس سے تم گھڑی برابر نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے جا سکتے ہو۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مشرکین سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ ذرا مجھے بتاؤ کہ جن معبودوں کو تم اللہ کے ساتھ جوڑ کر شرک کر رہے ہو انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں؟ یا انکی کوئی اللہ

کے ساتھ آسمانوں میں شراکت داری ہے کہ قیامت کے دن جب تم آوگے تو وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچاسکیں؟ کیا تمہارے معبودوں کا ایسا کوئی معاملہ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ ہی اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ ایسا بالکل نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے سارے جہاں میں اور اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ جو احکام نازل کرتا ہے اس میں کیا حکمت چھپی ہوئی ہے اسی کو معلوم ہے؟ کوئی دوسرا اس حکمت سے آشنا نہیں ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمارہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو سارے انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا ہے چاہے وہ گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، حاکم ہو یا محکوم آپ سب کے نبی ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جولوگ نیک عمل کریں انہیں آپ اس بات کی خوشخبری سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے جنت اور دیگر نعمتیں تیار کررکھی ہیں قیامت کے دن جب انکے اعمال کا حساب ہوگا وہ نعمتیں عطا کی جائیں گی اور جو آپ کا کہنا نہ مانیں اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے منہ موڑیں تو آپ انہیں جہنم کے عذاب سے ڈرائیں کہ اگر تم لوگ اسی طرح ان اعمال بد میں مبتلا رہو گے اور اسی پر تمہاری موت ہوجائے تو تمہیں کل قیامت میں جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہاں والوں کا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے وہ سب کسی ایک قبیلہ یا شہر یا ملک یا مخصوص زمانہ کیلئے نبی ہوا کرتے تھے رسولِ رحمت ﷺ کو ساری دنیا جہاں کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جس کا ثبوت قرآنِ مجید کی متعدد آیات سے ہوتا ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں کہا گیا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ میں کہا گیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئیں، ہر نبی اپنی خاص قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (دارمی ۱۴۲۹) اور مسلم میں مروی ہے کہ میں ہر لال اور کالے کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم ۵۲۱) اور سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں بھی ہے کہ میں تم تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اکثر لوگ اس رسالت کے عام ہونے کو نہیں جانتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ڈرانے اور خوشخبری دینے کی کیا اہمیت ہے؟ اور اپنی جہالت اور گمراہی کا خطرہ کیا ہے وہ اس سے بھی ناآشنا ہیں۔

مشرکین رسولِ رحمت ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ اپنے باغیوں کو قیامت کے دن سزا دے گا اگر آپ اپنی اس بات میں سچے ہیں تو ہمیں بتائیے کہ وہ قیامت کا دن کب آئیگا جس دن ہمیں سزا ہوگی؟ اسکا جواب بھی اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی انہیں دے رہے ہیں کہ اتنی بھی جلدی کیا ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا (الشوریٰ ۱۸) قیامت کے دن کی جلدی مچاتے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا وہی اسکی جلدی مچاتا ہے، تو سنو! اس وقت کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے جسے اللہ تعالی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لیکن ہاں! اتنا یاد رکھو کہ جب وہ مقررہ وقت آئیگا تب ایک منٹ بھی ادھر اُدھر نہیں ہوگا اور وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔

﴿درس نمبر ۱۰۷۱﴾ جب ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے ﴿سبا: ۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَقَالَ اور کہا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَنْ نُّؤْمِنَ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن کے ساتھ وَلَا بِالَّذِيْ اور نہ ان کے ساتھ جو بَيْنَ يَدَيْهِ اس سے پہلے وَلَوْ تَرٰۤى اور اگر آپ دیکھیں اِذِ الظّٰلِمُوْنَ جب ظالم لوگ مَوْقُوْفُوْنَ کھڑے کئے جائیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے يَرْجِعُ جبکہ رد کر رہا ہوگا بَعْضُهُمْ ان کا بعض اِلٰى بَعْضٍ بعض کی الْقَوْلَ بات يَقُوْلُ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ جو اسْتُضْعِفُوْا کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو اسْتَكْبَرُوْا تکبر کرتے تھے لَوْلَاۤ اَنْتُمْ اگر تم نہ ہوتے لَكُنَّا تو یقیناً ہم ہوتے مُؤْمِنِيْنَ مومن

ترجمہ:۔ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے اور نہ ان (کتابوں) کو جو اس سے پہلے کی ہیں اور کاش (ان) ظالموں کو تم اس وقت دیکھو جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ردّ و کد کر رہے ہوں گے جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہو جاتے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ اس قرآن پر کبھی ایمان لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے گذری ہیں۔

۲۔ اگر تم اس وقت کا منظر دیکھو جب یہ ظالم لوگ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو یہ ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں گے۔

۳۔ جن لوگوں کو دنیا میں کمزور سمجھا گیا تھا وہ لوگ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔

۴۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن بن جاتے۔

اس آیت میں دنیا و آخرت میں کفار و مشرکین کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ یہ کفار و مشرکین کہتے ہیں کہ یہ جو قرآن ہے ہم اس پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں یعنی انجیل، تورات اور زبور وغیرہ کو بھی نہیں مانتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کہنے والے عرب کے مشرکین ہیں اور وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد قرآن کریم سے پہلے گذری ہوئی آسمانی کتابیں اور انبیاء کرام علیہم السلام ہیں (الدر المنثور۔ ج ۶۔ ص، ۷۰۳) اور امام سدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد تورات اور انجیل ہیں، اور لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد اتباع کرنے والے ہیں اور لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا سے مراد لیڈر سے ہیں یعنی قوم کے سردار۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ ص، ۷۰۳) اور ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہنے والا یعنی لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ابوجہل بن ہشام تھا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ ص، ۳۰۲) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل کتاب نے مشرکین سے کہا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہماری کتاب میں بیان کی گئی ہے اگر چاہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو، تو ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ان کی بات سے اتفاق کیا، تب ان مشرکین نے کہا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴، ص۔ ۳۰۲) اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دنیا میں تو یہ لوگ غرور اور تکبر میں آکر اور اپنے باطل معبودوں کی عبادت میں لگ کر آخرت کا انکار کررہے ہیں اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا بھی انکار کررہے ہیں مگر جب وہ دن آئیگا جس دن انہیں دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کافروں و مشرکوں کو دیکھیں گے کہ چپ چاپ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہونگے، اور اپنے گناہوں کا الزام ایک دوسرے پر لگارہے ہونگے جو چھوٹے اور کمزور قسم کے لوگ تھے اس دن وہ انکے بڑے اور باعزت لوگوں پر یہ الزام ڈالیں گے کہ تم نے ہمیں بہکایا، تم نے ہمیں دین سے دور کیا، ہم تمہاری باتوں میں آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور اس کتاب کو تسلیم نہیں کیا، اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم ضرور ان پر ایمان لاتے، جب یہ لوگ اپنے سرداروں پر الزام لگائیں گے تو وہ سردار قسم کے لوگ کیا کہیں گے؟ اسکا تذکرہ اگلی آیت میں کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن مجرموں کو میدانِ محشر میں روک دیا جائے گا جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۲۴ میں ہے: وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ اور انہیں ٹھہرالو اس لئے کہ ان سے ضروری سوال کئے جانے ہیں۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۳۰ میں ہے: وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب یہ اپنے رب کے سامنے

کھڑے کئے جائیں گے اللہ فرمائے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔

کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟

﴿درس نمبر ۱۱۷۱﴾ ﴿سبا: ۳۲۔۳۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالَ الَّذِيْنَ وہ لوگ کہیں گے جو اسْتَكْبَرُوْا تکبر کرتے تھے لِلَّذِيْنَ ان سے جو اسْتُضْعِفُوْٓا کمزور سمجھے جاتے تھے اَنَحْنُ کیا ہم نے صَدَدْنٰكُمْ روک دیا تھا تمہیں عَنِ الْهُدٰى ہدایت سے بَعْدَ بعد اس کے اِذْ جَآءَكُمْ جب وہ تمہارے پاس آ گئی تھی بَلْ كُنْتُمْ بلکہ تم تھے مُّجْرِمِيْنَ مجرم وَقَالَ اور کہیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اسْتُضْعِفُوْا کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِيْنَ ان سے جو اسْتَكْبَرُوْا بڑے بنتے تھے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ بلکہ رات اور دن کی چالوں ہی نے اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ جب تم ہمیں حکم دیتے تھے اَنْ نَّكْفُرَ کہ ہم کفر کریں بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ وَنَجْعَلَ اور ہم ٹھہرائیں لَهٗٓ اَنْدَادًا اس کے لئے شریک وَاَسَرُّوْا اور وہ چھپائیں گے النَّدَامَةَ ندامت کو لَمَّا رَاَوُا جب وہ دیکھیں گے الْعَذَابَ عذاب وَجَعَلْنَا اور ہم کر دیں گے الْاَغْلٰلَ طوق فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا هَلْ يُجْزَوْنَ وہ بدلہ نہیں دیئے جائیں گے اِلَّا مَا مگر اسی کا جو كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ بڑے لوگ کمزوروں سے کہیں گے کہ بھلا ہم نے تم کو ہدایت سے جب وہ تمہارے پاس آ چکی تھی روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم ہی گنہگار تھے ۝ اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہاری) رات دن کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب تم ہم سے کہتے تھے کہ اللہ کا کفر کریں اور اس کا شریک بنائیں اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں پشیمان ہوں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے بس جو عمل وہ کرتے تھے ان ہی کا ان کو بدلہ ملے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو بڑے بنے ہوئے تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جنہیں کمزور سمجھا گیا تھا۔

۲۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا جبکہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی؟

۳۔اصل بات یہ ہے کہ تم خود مجرم تھے۔

۴۔جنہیں کمزور سمجھا گیا تھا وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔

۵۔نہیں! یہ تمہاری رات دن کی مکاری ہی تو تھی جس نے ہمیں روکا تھا۔

۶۔ جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کا معاملہ کریں اور اسکے ساتھ دوسروں کو شریک مانیں۔

۷۔ یہ سب جب عذاب کو دیکھ لیں گے تو اپنا پچھتاوا چھپا رہے ہونگے۔

۸۔جن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا تھا ہم ان سب کے گلوں میں طوق ڈال دینگے،

۹۔ان کو کسی اور بات کا نہیں بلکہ انہیں کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیت میں یہ بات بتلائی گئی تھی کہ قیامت کے دن کمزور قسم کے لوگ اپنے سرداروں پر الزام تراشی کریں گے۔اس آیت میں ان سرداروں کا وہ جواب نقل کیا جارہا ہے جو وہ کمزور اور اتباع کرنے والے لوگوں کو دیں گے کہ ہم نے تمہیں ہدایت سے نہیں روکا جبکہ وہ تمہارے سامنے موجود تھی اگر تم چاہتے تو اسے قبول کر سکتے تھے اور اپنی عقل وسمجھ کا استعمال کر سکتے تھے مگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اصل مجرم تم ہی لوگ ہو ہمیں کیوں اسکا موجب قرار دے رہے ہو؟ انکا یہ جواب سن کر پھر سے وہ کمزور اور اتباع کرنے والے لوگ کہیں گے کہ نہیں! یہ ہمارا جرم نہیں ہے بلکہ تم نے رات دن ہمیں بھٹکانے میں لگادیئے اور برابر کوششیں کرتے رہے کہ ہم اس دین کی اتباع نہ کریں اور تم دن رات اسی مکاری میں لگے رہتے تھے اور تم ہمیں تاکید کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کا معاملہ کریں اور اسکے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرائیں، ہم تمہیں اپنا بڑا مقتدا اور رہبر سمجھتے تھے اسی وجہ سے ہم تمہاری باتیں مانا کرتے تھے، تمہاری انہی باتوں کو ماننے کا نتیجہ ہے کہ ہم آج اس مجرمانہ حالت میں کھڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جب اس عذاب کو دیکھیں گے جو ہم نے انکے لئے تیار کر رکھا ہے جب یہ لوگ ہماری اطاعت قبول نہ کرنے کی بناء پر قیامت کے دن اپنا پچھتاوا چھپا رہے ہونگے کہ ہائے افسوس! کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم دنیا میں ان سرداروں کی بات نہ مان کر اللہ کی اطاعت قبول کر لئے ہوتے، مگر اب انکے پچھتاوے کا کیا فائدہ؟ انہیں تو انکے اعمال کی سزا مل کر ہی رہے گی اور وہ سزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انکی گردنوں میں طوق یعنی بیڑیاں ڈال دے گا جسکے وزن اور بوجھ کی وجہ سے یہ لوگ اپنے سروں کو تک اٹھا نہیں سکیں گے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہنم میں کوئی گھر، غار، بیڑی، قید، اور زنجیر نہیں ہوگی مگر اس پر اس شخص کا نام لکھا ہوا ہوگا جسے یہ پہنایا جائیگا۔(الدرالمنثور۔ ج،۶۔ص، ۷۰۴) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ سزا ہم انہیں یوں ہی نہیں دے رہے ہیں بلکہ یہ سزا انہیں انکے ان کاموں کے بدلہ میں دی جارہی ہے جو یہ لوگ دنیا میں کیا کرتے تھے، یہ انہی کا کیا کرایا ہے جو انہیں بھگتنا پڑ رہا

ہے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (فصلت ۴۶) اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

تقریباً تمام ہی قوموں کے سرداروں نے کمزور لوگوں کو گمراہ کیا اور اپنی چودھراہٹ کی طاقت سے ان کمزوروں پر دباؤ ڈالا۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۷۵ میں کہا گیا :قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غریب اور کمزور طبقہ حق بات کو پہلے قبول کرتا ہے اور مالدار کی انا آدمی کو حق بات کے ماننے سے عموماً روکتی ہے۔

ہمارے ملک میں ایک طبقہ وہ ہے جو اپنی برتری کے احساس میں ڈوب کر زندگی بسر کر رہا ہے جیسے برہمن وغیرہ اور دوسرا وہ طبقہ ہے جن کو ان چودھری قسم کے لوگوں نے اچھوت بنا کر ان میں احساس کمتری پیدا کی ہے۔ اگر مسلمان حق بات کو لے کر ان کمزور طبقات کے پاس جائیں گے اور ان کی زبانوں میں انہیں دین کی دعوت خاموش انداز میں دیں گے تو ان شاء اللہ یہ مہم نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۲﴾ جب بھی کسی نبی کو بھیجا گیا تو خوشحال لوگوں نے کیا کہا؟ ﴿سبا: ۳۴-تا-۳۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا اور ہم نے نہیں بھیجا فِيْ قَرْيَةٍ کسی بستی میں مِّنْ نَّذِيْرٍ کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالَ مگر کہا مُتْرَفُوْهَاۤ اس کے خوشحال لوگوں نے اِنَّا بلاشبہ ہم بِمَاۤ اس چیز کا کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو بِهٖ اس کے ساتھ كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا نَحْنُ اَكْثَرُ ہم زیادہ ہیں اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا مال اور اولاد میں وَّمَا نَحْنُ اور نہیں ہم بِمُعَذَّبِيْنَ عذاب دیئے جائیں گے قُلْ کہہ دیجئے اِنَّ رَبِّيْ بلاشبہ میرا رب ہی يَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لئے وہ چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے

ترجمہ:۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں O اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا O کہہ دو کہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس کسی بستی میں ہم نے کوئی خبردار کرنے والا پیغمبر بھیجا اسکے خوشحال لوگوں نے یہی کہا۔

۲۔ جس پیغام کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

۳۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم مال و دولت میں تم سے زیادہ ہیں۔ ۴۔ ہمیں عذاب ہونے والا نہیں ہے۔

۵۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے۔

۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

جب کبھی کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے پاس بھیجا تو اس قوم کے غریب اور مسکین حال لوگوں ہی نے انکے نبی ہونے کا اقرار کیا اور جو سردار قسم کے امیر لوگ تھے ان لوگوں نے ہر نبی کو جھٹلایا اور انکے ساتھ بھیجی ہوئی کتاب کو بھی ماننے سے انکار کیا، اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی آپس میں تجارت میں شریک تھے وہ کسی جگہ رہا کرتے تھے ان میں سے ایک ساحل کی طرف جا کر رہنے لگا اور دوسرا اسی جگہ رہنے لگا، پھر جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تو اس ساحل پر جانے والے نے اپنے ساتھی کو خط لکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ انکا کیا معاملہ ہے؟ اس ساتھی نے اس ساحل والے ساتھی سے کہا کہ قریش میں سے صرف کم مرتبہ والے اور مسکین لوگوں نے ہی انکی اتباع کی ہے، پھر وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اس ساتھی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے انکا پتہ بتلاؤ اور وہ شخص قرآن سے پہلے بھیجی ہوئی کتابیں پڑھتا تھا، وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں فلاں کی چیز دعوت میں دیتا ہوں پھر اس نے ایمان قبول کر لیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ ہر نبی کی اتباع کم رتبہ والے اور مسکین قسم کے لوگ ہی کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ تب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں اس آیت کو نازل فرمایا ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۶۔ص، ۷۰۴) اور سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا اور جب

ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۲۳ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی: وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآئَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقشِ پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔

ان مالدار لوگوں کے ایمان نہ لانے کی کیا وجہ تھی؟ اسے اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں کو اپنے مال و اولاد پر بڑا فخر اور گھمنڈ تھا اسی وجہ سے وہ لوگ کہا کرتے تھے ہم تم ایمان والوں سے زیادہ مالدار ہیں اور ہم زیادہ اولاد والے بھی ہیں، تو اگر اللہ تعالیٰ ہم سے راضی نہ ہوتا اور ہم سے ناراض ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مال و دولت اور اولاد سے نہ نوازتا، جب اس نے ہمیں یہ ساری چیزیں عطا کی ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے بھی راضی ہے اور ہمارے اعمال سے بھی، اس بات کا جواب اگلی آیت میں دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں سے کہیئے کہ یہ تمہارا جو گمان ہے کہ اللہ نے ہمیں دولت اور اولاد سے نوازا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے راضی ہے ایسا بالکل نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مرضی سے مال و اولاد عطا کرتا ہے اس میں راضی اور ناراضگی کی کوئی بات نہیں تھی جیسا کہ تم نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو بھی دیکھا کہ فرعون، ہامان اور قارون کو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی نعمتیں عطا کی تھیں؟ مگر وہ لوگ بھی بے ایمان تھے، دولت کا ہونا نہ ہونا اللہ کے راضی اور ناراض ہونے کی علامت نہیں ہے، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔ (ترمذی ۲۳۲۰) یعنی اللہ کے نزدیک اس دنیا کی کوئی قیمت و حیثیت نہیں ہے، لیکن اکثر لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی وہ لوگ تو یہی گمان کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ کر رہے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۳﴾ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کیلئے بشارت ﴿سبا: ۳۷ تا ۳۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۙ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَهُمۡ فِى الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يَسۡعَوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓئِكَ فِى الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ۝ قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ

یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَآ اورنہیں ہیں اَمْوَالُکُمْ تمہارے مال وَلَآ اَوْلَادُکُمْ اور نہ تمہاری اولاد بِالَّتِیْ ایسی چیز کہ تُقَرِّبُکُمْ وہ تمہیں قریب کردے عِنْدَنَا ہمارے پاس زُلْفٰی درجے ہیں اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر جو ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور اس نے نیک عمل کئے فَاُولٰٓئِکَ تو یہی لوگ ہیں لَھُمْ ان کے لئے جَزَآءُ الضِّعْفِ دگنا بدلہ ہے بِمَا بہ سبب ان کے جو عَمِلُوْا انہوں نے کئے وَھُمْ اور وہ فِی الْغُرُفٰتِ بالاخانوں میں اٰمِنُوْنَ امن سے رہیں گے وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ جو یَسْعَوْنَ کوشش کرتے ہیں فِیْٓ اٰیٰتِنَا ہماری آیتوں (کے جھٹلانے) میں مُعٰجِزِیْنَ عاجز کرنے کی اُولٰٓئِکَ وہی لوگ فِی الْعَذَابِ عذاب میں مُحْضَرُوْنَ حاضر کئے جائیں گے قُلْ کہہ دیجئے اِنَّ رَبِّیْ بے شک میرا رب ہی یَبْسُطُ الرِّزْقَ رزق کشادہ کرتا ہے لِمَنْ یَّشَآءُ جس کے لئے وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِہٖ اپنے بندوں میں سے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے لَہٗ اس کے لئے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ اور جو تم خرچ کرتے ہو مِّنْ شَیْءٍ کوئی چیز فَھُوَ یُخْلِفُہٗ تو وہ اس کا عوض دیتا ہے وَھُوَ اور وہ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

ترجمہ:۔ اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں ہاں! (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ خاطر جمع سے بالاخانوں میں بیٹھے ہوں گے ○ جو لوگ ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں ہرا دیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے ○ کہہ دو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نہ تمہارے مال تمہیں اللہ کا قرب عطا کرتے ہیں اور نہ تمہاری اولاد۔

۲۔ ہاں! مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کو انکے عمل کا دگنا ثواب ملیگا۔

۳۔ وہ جنت کے بالاخانوں میں چین سے رہیں گے۔

۴۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ اسے ناکام بنائیں۔

۵۔ ایسے لوگوں کو عذاب میں دھر لیا جائے گا۔

۶۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ۔

۷۔تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو وہ اسکی جگہ اور چیز دے دیتا ہے۔

۸۔وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کافروں کا یہ گمان نقل کیا گیا تھا کہ ان کے پاس مال و دولت اور اولاد کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان کے اس گمان کی تردید فرمارہے ہیں کہ اے کافرو! تمہارے مال اور اولاد سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پاسکتے اور نہ ہی تم اللہ کے مقرب ہوسکتے ہو بلکہ اللہ کا مقرب تو وہ ہوتا ہے جو ایمان لاتا ہے اور اعمالِ صالحہ بھی کرتا ہے اور پھر اپنے مال سے خرچ کرتا بھی ہے، ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور تم لوگ تو بے ایمان ہو تو پھر کیسے اللہ کے مقرب بندوں میں ہوسکتے ہو؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کو انکے مال اور اولاد سے مت پرکھو، اس لئے کہ کبھی کافر کو مال دیا جاتا ہے اور کبھی مومن کو نہیں دیا جاتا۔(الدر المنثور ۔ج ۶۔ص،۷۰۵) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا (اپنا مقرب بنانے کے لئے) بلکہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے کہ وہ کیسے ہیں؟(ابن ماجہ : ۴۱۴۳) جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کرینگے تو وہ اللہ کے مقرب تو ہونگے ، اسکے علاوہ انہیں انکے ان اعمال پر دوگنا ثواب بھی ملے گا اور انکے اعمال کے نتیجہ میں انہیں جنت کے بالاخانوں میں رکھا جائیگا جہاں وہ چین وسکون کے ساتھ رہیں گے اور جنت کے بالاخانے کیسے ہوں گے؟ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ جنت کے بالاخانوں کا حال یہ ہوگا کہ ان کے اندر کا نظارہ باہر سے کیا جاسکتا ہے اور باہر کا نظارہ اندر سے،تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یارسول اللہ! وہ کس کے لئے ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھی بات کی ہو،مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو، روزوں کی پابندی کی ہو، اور رات میں اُٹھ کر نمازیں پڑھی ہو جبکہ سارے لوگ سو رہے ہوں۔(ترمذی ۲۵۲۷) یہ تو ان لوگوں کی جزا تھی جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور جو لوگ بے ایمان ہیں اور اللہ کی آیتوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ اسمیں کبھی کامیاب نہیں ہونگے انہیں یہ سزا دی جائے گی کہ وہ لوگ جہنم کے مختلف عذابوں میں ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہونگے ، جہاں سے وہ نہ بھاگ سکیں گے اور نہ ہی اس عذاب سے بچ سکیں گے، اللہ تعالیٰ اس مال واولاد کا ذکر کررہے ہیں کہ جس پر ان کافروں کو غرور تھا اور جس کی وجہ سے یہ لوگ حق کو جھٹلا بیٹھے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مال و اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جسے چاہے اس دولت سے نوازتا ہے اور نوازتے وقت یہ نہیں دیکھتا کہ کون مومن ہے اور کون نہیں؟ بلکہ جسے چاہے وہ یہ دولت عطا کرتا ہے تو اس دولت کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ ہمیں ملی ہے اس لئے ہم ہی حق پر ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے اور ہاں! یہ بھی یاد رکھو کہ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اس میں سے تم جو بھی خرچ کروگے تمہیں اس کا بدلہ دیا جائیگا اگر اس مال کو غلط

راستے میں خرچ کیا گیا تو اسکا بھی بدلہ دیا جائیگا اور اگر نیکی کے راستے میں خرچ کیا گیا تو اسکا بھی بدلہ دیا جائیگا وہ سب کچھ اللہ کے یہاں محفوظ ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بندہ صبح کرتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو آپ کی دی ہوئی دولت میں سے خرچ کرے اسے اسکا بدل عطا فرما اور دوسرا یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو آپ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ نہ کرے اسکی دولت کو ملیامیٹ کردے۔(بخاری ۱۴۴۲) اللہ ہی ہے جو سب کو رزق دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، اسلئے کہ اگر اسکے علاوہ جو کوئی بھی رزق دیگا تو وہ اپنی دولت میں سے دے گا اور وہ دولت کبھی نہ کبھی ختم ہوجائیگی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے خزانے میں سے وہ رزق دیتا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ کئی گنا بڑھ کر دیتا ہے۔ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا :وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کردیتا ہے اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرتا ہے سورۃ الروم کی آیت نمبر ۳۹ میں کہا گیا :وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم دیتے ہو اللہ کی خوشنودی کیلئے تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دوچند کرنے والے۔ یعنی انہیں کئی گنا بڑھ کر بدلہ ملتا ہے۔ سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا :مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لئے پسندیدہ اجر ثابت ہوجائے۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۴﴾ اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا ﴿سبا : ۴۰ - تا - ۴۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَيَوْمَ اور جس دن يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا ثُمَّ يَقُوْلُ پھر وہ کہے گا لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے اَهٰٓؤُلَآءِ کیا یہی لوگ ہیں اِيَّاكُمْ تمہاری ہی كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ عبادت کیا کرتے تھے قَالُوْا وہ کہیں گے سُبْحٰنَكَ تو پاک ہے اَنْتَ وَلِيُّنَا تو ہی ہمارا کارساز ہے مِنْ دُوْنِهِمْ ان کے ماسوا بَلْ كَانُوْا بلکہ وہ تو تھے يَعْبُدُوْنَ عبادت کرتے الْجِنَّ جنوں کی اَكْثَرُهُمْ ان میں سے اکثر بِهِمْ

انہی پر مُّؤْمِنُوْنَ ایمان رکھتے تھے فَالْیَوْمَ پس آج لَا یَمْلِكُ اختیار نہیں رکھتا بَعْضُكُمْ تمہارا کوئی لِبَعْضٍ کسی کے لئے نَّفْعًا کسی نفع کا وَّلَا ضَرًّا اور نہ کسی نقصان کا وَنَقُوْلُ اور ہم کہیں گے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا ذُوْقُوْا تم چکھو عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب الَّتِيْ كُنْتُمْ وہ جو تم تھے بِهَا تُكَذِّبُوْنَ اسے جھٹلاتے

ترجمہ:۔ اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟O وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ یہ بلکہ یہ جنات کی پوجا کرتے تھے اور اکثر انہی کو مانتے تھے O تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے مزہ چکھو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو اس دن کو جب اللہ ان سب کو جمع کرے گا۔

۲۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کہ کیا یہ لوگ واقعی تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟

۳۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم تو آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

۴۔ ہمارا تعلق آپ سے ہے ان لوگوں سے نہیں۔

۵۔ اصل میں یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ۶۔ ان میں سے اکثر لوگ انہی کے معتقد تھے۔

۷۔ لہٰذا آج تم میں سے کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نقصان۔

۸۔ جن لوگوں نے ظلم کی روش اختیار کی تھی ان سے ہم کہیں گے کہ اس آگ کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو اس دن کی یاد دلا رہے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ دنیا جہاں کے سارے انسانوں کو میدانِ محشر میں جمع کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کو قیامت کا وہ ہولناک دن یاد رہے گا وہ کبھی گمراہی اور نافرمانی کی طرف اپنا قدم نہیں بڑھائے گا۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں اس دن کو یاد دلایا گیا ہے جس دن ساری انسانیت کو ایک ہی کھلے میدان میں جمع کر دیا جائے گا۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲۸ میں کہا گیا :وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام کو جمع کریں گے۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا :وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ ان کو اپنے حضور جمع کرے گا کہ گویا وہ دنیا میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۳ میں کہا گیا :وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری

آیتوں کو جھٹلاتے تھے گھیر کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے۔

یہ کفار و مشرکین اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ دعوی کرتے تھے کہ یہ ہمارے باطل معبود کل قیامت کے دن ہماری سفارش کرینگے تو جب کل قیامت کے دن ان کو اور ساری مخلوق کو اللہ کے سامنے لایا جائے گا اور اللہ تعالی فرشتوں کو مخاطب ہو کر کہیں گے کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ اس وقت فرشتے جواب دیں گے کہ اے اللہ؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم تو آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ہم خود آپ کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں تو جو خود آپ کی عبادت کرتا ہو اور آپ کا کہنا مانتا ہو وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ آپ کو چھوڑ کر ہماری عبادت کرے؟ اصل بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ جنات یعنی شیطان و ابلیس کی عبادت کرتے تھے کیونکہ وہی ہے جو انہیں آپ کیعبادت سے بھٹکاتا تھا اور اپنی مختلف ریا کاریوں کے ذریعہ اپنا مطیع و فرمانبردار بناتا تھا سو یہ لوگ اسکی باتوں میں آئے اور آپ کو چھوڑ کر اسی کی عبادت کرنے لگے اور ان میں کے اکثر لوگوں کا یہی حال تھا، اللہ تعالی کا ملائکہ سے سوال کرنا دراصل کفار و مشرکین کو لعن طعن کے ذریعہ ساری مخلوق کے سامنے انہیں تکلیف پہنچانا، ذلیل کرنا مقصود ہے نہ کہ حقیقت میں سوال کرنا کیونکہ اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے وہ پھر کیوں کسی سے سوال کرے گا جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۶ میں بھی اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال کیا وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کیا تم نے انہیں کہا تھا کہ یہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی عبادت کریں اللہ کو چھوڑ کر؟ اللہ تعالی کو پتہ ہے کہ یہ سب اس الزام سے پاک ہیں لیکن چونکہ ان مشرکین کو ذلیل کرنا مقصود ہے اس لئے اللہ تعالی ان سے یہ سوال کرینگے، پھر اللہ تعالی انکے سوال و جواب کے بعد یہ حکم فرمائیگا کہ تم میں سے جنکی بھی یہ لوگ دنیا میں عبادت کرتے تھے وہ انکے آج کسی کام نہیں آئیگا، انکو عذاب سے بچا کر انکو فائدہ پہنچانا اور انکے نہ ماننے والوں کو عذاب میں ڈال کر انہیں نقصان پہنچانا تو دور کی بات یہ انکے لئے سفارش تک نہیں کرسکیں گے، یہ تو ان لوگوں کا معاملہ ہو گیا جنہیں یہ کفار لوگ معبود جانا کرتے تھے اور جو انکی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے احکام کو نہ مان کر اپنے آپ پر ظلم انہوں نے کیا تھا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم نے دیکھ لیا کہ یہ تمہارے باطل معبود تمہارے کسی کام نہ آئے اور تم دنیا میں اللہ تعالی کی عبادت سے انکار کرتے تھے تو اب تم اپنے اس برے عمل کی وجہ سے جہنم کی آگ کا مزہ چکھو۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۵:﴾ قرآنِ مجید کے بارے میں کافروں کا ایک غلط الزام ﴿سبا: ۴۳-۴۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ

یَعْبُدُ اٰبَآؤُکُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا ھٰذَآ اِلَّآ اِفْکٌ مُّفْتَرًی ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَ
ھُمْ ۙ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ وَمَآ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ کُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَھَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمْ
قَبْلَکَ مِنْ نَّذِیْرٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاِذَا اور جب تُتْلٰی تلاوت کی جاتی ہیں عَلَیْھِمْ ان پر اٰیٰتُنَا ہماری آیتیں بَیِّنٰتٍ واضح قَالُوْا وہ کہتے ہیں مَا ھٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا رَجُلٌ مگر ایک ایسا آدمی یُّرِیْدُ جو چاہتا ہے اَنْ یَّصُدَّکُمْ کہ تمہیں روک دے عَمَّا ان سے کہ کَانَ یَعْبُدُ عبادت کرتے تھے اٰبَآؤُکُمْ تمہارے باپ دادا وَقَالُوْا اور وہ کہتے ہیں مَا ھٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّآ اِفْکٌ مُّفْتَرًی مگر ایک جھوٹ گھڑا ہوا وَقَالَ اور کہا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا لِلْحَقِّ حق کی بابت لَمَّا جَآءَھُمْ جب وہ آیا ان کے پاس اِنْ ھٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ مگر بالکل واضح جادو وَمَآ اٰتَیْنٰھُمْ اور ہم نے نہیں دیں ان کو مِّنْ کُتُبٍ کچھ کتابیں یَّدْرُسُوْنَھَا کہ وہ انہیں پڑھتے ہوں وَمَآ اَرْسَلْنَآ اور ہم نے نہیں بھیجا اِلَیْھِمْ ان کی طرف قَبْلَکَ آپ سے پہلے مِنْ نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا

ترجمہ:۔ اور جب ان کو ہماری روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک (ایسا) شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض جھوٹ ہے جو (اپنی طرف سے) بنا لیا گیا ہے اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اس کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ○ اور ہم نے نہ تو ان (مشرکوں) کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہیں اور نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا مگر انہوں نے تکذیب کی۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں۔

۲۔ کچھ نہیں! یہ شخص بس یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔

۳۔ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کچھ بھی نہیں ایک من گھڑت جھوٹ ہے۔

۴۔ جب ان کافروں کے پاس حق پیغام آیا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو ایک کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔

۵۔ حالانکہ ہم نے انہیں پہلے ایسی کتابیں نہیں دی تھیں جو یہ پڑھتے جاتے ہوں۔

۶۔ نہ ہم نے تم سے پہلے ان کے پاس کوئی خبردار کرنے والا نبی بھیجا تھا۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ کفار کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو، چنانچہ

انہیں جہنم میں ڈالدیا جائیگا، اس آیت میں انکے جہنم میں جانے کا سبب بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان مشرکین کے سامنے اللہ تعالی کا کلام پڑھا جاتا جو کلام واضح انداز میں بیان کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی سب کا رب ہے اور جب اسکے یہ احکامات بتلائے جاتے تو یہ لوگ کہا کرتے تھے پہلے تو یہ نبی وغیرہ کچھ نہیں ہیں اور انکا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو تمہارے اس دین سے ہٹادیں اور ان بتوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہیں جن پر تمہارے باپ دادا برسوں سے عمل کرتے آرہے ہیں۔ اسی طرح کا مضمون سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۷۰ میں بھی ہے: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں؟ پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوادو اگر تم سچے ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے جو بات ان سے کہی اس کا ذکر سورۂ ہود کی آیت نمبر ۶۲ میں یوں ہے: قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ انہوں نے کہا کہ اے صالح! اس سے پہلے تو ہم تجھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے تھے کیا تو ہمیں ان کی عبادتوں سے روک رہا ہے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے؟ ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔

ان کافروں نے دوسری بات یہ کہی کہ یہ کوئی اللہ کا بھیجا ہوا کلام نہیں ہے بلکہ اس کتاب کو تو انہوں نے نعوذ باللہ خود اپنے سے گھڑ لیا اور اسکی جھوٹی نسبت اللہ کی جانب کردی ہے اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اس شخص یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس سے یہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے دور کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں جسکی تمہارے باپ دادا برسوں سے عبادت کرتے آرہے ہیں اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا جبکہ انکے پاس اللہ کی جانب سے وہ کتاب حق کی شکل میں انکے پاس آئی کہ یہ جھوٹ ہے اس کتاب کی کوئی حقیقت نہیں، یہ کوئی آسمان سے اتاری ہوئی کتاب نہیں بلکہ یہ تو ایک کھلا اور واضح جادو ہے، ان کفار کی انہی باتوں کی وجہ سے اور انکے انہی عقیدوں کی وجہ سے ان کو سزا کے طور پر جہنم میں ڈالا گیا، مگر انکی ان باتوں کا جواب بھی اللہ تعالی نے اگلی آیت میں بیان فرمایا تاکہ قیامت کے دن کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ لوگ جو باتیں کہہ رہے ہیں ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیا ان اہل قریش کفار کے پاس اس قرآن سے پہلے کوئی کتاب آئی ہے کہ جس میں لکھا ہوا ہے کہ ان بتوں کی پوجا کرو یا یہ لکھا ہوا ہے کہ اپنے بڑے گذرے ہوئے لوگوں کے نقشِ قدم پر چلو اگرچہ کہ وہ لوگ دین سے بھٹکے ہوئے ہوں؟ ایسا تو نہیں ہے اس قرآن سے پہلے اس قوم کے پاس کوئی کتاب نہیں بھیجی گئی اور نہ ہی کوئی نبی انکے پاس آئے جو انہیں یہ باتیں سکھلا کر گئے ہوں، بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے یہ لوگ اپنے گمان کی پیروی کررہے ہیں اور دین سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۶:﴾ **دیکھو! میری دی ہوئی سزا کتنی سخت تھی؟** ﴿سبا : ۴۵-تا-۴۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَكَذَّبَ اور جھٹلایا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے وَمَا بَلَغُوْا جبکہ نہیں یہ پہنچے مِعْشَارَ دسویں حصے کو مَآ اٰتَيْنٰهُمْ اس کے جو ہم نے ان کو دیا تھا فَكَذَّبُوْا پس انہوں نے جھٹلایا رُسُلِيْ میرے رسولوں کو فَكَيْفَ كَانَ تو کیسا ہوا نَكِيْرِ میرا عذاب قُلْ کہہ دیجئے اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں بِوَاحِدَةٍ ایک کی اَنْ تَقُوْمُوْا کہ تم کھڑے ہوجاؤ لِلّٰهِ اللہ کے لئے مَثْنٰى وَفُرَادٰى دو دو اور ایک ایک ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا پھر تم غور کرو مَا بِصَاحِبِكُمْ نہیں ہے تمہارے ساتھی میں مِّنْ جِنَّةٍ کوئی دیوانگی اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ مگر ڈرانے والا تمہیں بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ایک سخت عذاب کے (آنے سے) پہلے قُلْ کہہ دیجئے مَا سَاَلْتُكُمْ جو میں نے مانگا ہو تم سے مِّنْ اَجْرٍ کوئی صلہ فَهُوَ لَكُمْ تو وہ تمہارے ہی لئے ہے اِنْ اَجْرِيَ نہیں ہے میرا صلہ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ مگر اللہ ہی کے ذمے وَهُوَ اور وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر شَهِيْدٌ شاہد ہے

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میرا عذاب کیسا ہوا○ کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہوجاؤ پھر غور کرو تمہارے رفیقکے بارے میں نہیں تمہارے ساتھی میں کوئی دیوانگی وہ تمہیں سخت عذاب سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں○ کہہ دو کہ میں نے تم سے کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے) میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ یہ عرب کے مشرکین اس ساز و سامان کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے ہیں جو ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو دے رکھا تھا۔

۳۔ پھر بھی انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ۴۔ تو دیکھ لو کہ میری دی ہوئی سزا کتنی سخت تھی؟
۵۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔
۶۔ وہ یہ کہ تم چاہے دو دو ملکر یا اکیلے اکیلے اللہ کی خاطر اٹھ کھڑے ہو۔
۷۔ پھر انصاف سے سوچو تو تمہیں سمجھ میں آ جائیگا کہ تمہارے اس ساتھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی جنون کی بات تو نہیں ہے؟
۸۔ وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں خبردار کرر ہے ہیں۔
۹۔ کہو! میں نے تم سے اس بات پر اگر اجرت مانگی ہے تو وہ تمہاری ہے۔
۱۰۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا کسی کے ذمہ نہیں۔ ۱۱۔ وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کا حال بیان کیا گیا کہ وہ کس طرح اللہ اور اسکے رسول اور اس پر نازل شدہ کتاب کو جھٹلائے؟ ان آیتوں میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان مشرکین سے پہلے والے جو لوگ تھے قومِ عاد، قومِ لوط اور قومِ ثمود وہ بھی اسی طرح رسولوں کو جھٹلاتے تھے اور انکا انکار کرتے تھے اور انکا حال تو مال و دولت میں قوت وطاقت میں عیش وعشرت میں ایسا تھا کہ یہ موجودہ قوم انکے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتی یعنی جو کچھ مشرکینِ مکہ کو ملا ہے وہ ان گزری ہوئی قوموں کا دس فیصد بھی نہیں ہیں مگر اسکے باوجود ان قوموں کو ہلاک وتباہ کردیا گیا اور تمہیں تو انکی تباہی کا حال اچھی طرح معلوم ہے کیونکہ ان تباہ شدہ قوموں کے محلات سے تمہارا گذر اکثر ہوتا ہے، جیسا کہ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۸۲ میں بھی اس بات کا تذکرہ کیا گیا اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ کیا ہوا اپنے سے پہلوں کا انجام؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اب بھی وقت ہے کہ پچھلی قوموں کے حالات سے کچھ سبق سیکھو اور صحیح راستے پر آنے کی کوشش کرو ورنہ تمہارا حال بھی انہی کی طرح یا ان سے بھی بدتر ہوگا۔

اگلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ میرا کام تمہیں ہدایت پر لانا نہیں ہے بلکہ تمہیں صرف نصیحت کرنا ہے اگر تم اس نصیحت کو غور سے سنو اور دو دو آدمی ملکر یا اکیلے اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر میری باتوں پر غور کرو تب تمہیں میری باتوں کی حقیقت سمجھ میں آئیگی اور جب تمہیں میری باتیں سمجھ میں آجائیں گی اس وقت تم کہو گے کہ یہ تو ٹھیک کہہ رہے ہیں ہم تو خواہ مخواہ انہیں مجنون کہتے تھے حالانکہ ان میں جنون ودیوانگی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ تو ہمیں قریب آنے والے عذاب یعنی قیامت سے باخبر اور آگاہ کرر ہے ہیں لہٰذا ہمیں انکی باتیں مان لینی چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی اے میرے بھائیو! تو سارے لوگ جمع ہو گئے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر صبح یا شام کسی بھی وقت حملہ کر سکتا ہے تو کیا تم لوگ میری بات مانو گے؟ تو سب نے کہا ہاں! کیوں نہیں۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ کہ میں تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ابولہب نے کہا تَبًّا لَّكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تمہارا ستیہ ناس ہو، کیا اسی لئے تم نے ہمیں یہاں جمع کیا؟ تو اس وقت اللہ تعالی نے سورۂ لہب نازل فرمائی۔ (بخاری ۴۸۰۱) الغرض ایک نبی کا کام تو لوگوں کو اللہ کے عذاب سے آگاہ کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ کام کسی روپے پیسے کی خاطر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں یہ فریضہ انجام دیتے ہیں اسی کو اللہ نے بیان فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ ان سے کہو کہ میں جو تمہیں خبردار کر رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی مال و دولت نہیں مانگ رہا ہوں بلکہ میں یہ کام تو اللہ کے حکم پر کر رہا ہوں جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تم ہی رکھو اور وہی اللہ مجھے میرا اجر دیگا، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو میں کر رہا ہوں اور جو تم کر رہے ہو۔

باطل میں کوئی دم خم نہیں ہوتا

(درس نمبر ۱۷۱) (سبا: ۴۸ تا ۵۰)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ○ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے اِنَّ رَبِّیْ بلاشبہ میرا رب ہی یَقْذِفُ القا کرتا ہے (پیغمبر پر) بِالْحَقِّ حق بات عَلَّامُ الْغُیُوْبِ خوب جانتا ہے پوشیدہ باتوں کو قُلْ کہہ دیجئے جَآءَ الْحَقُّ آ گیا حق وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں ابتدا کرتا باطل وَمَا یُعِیْدُ اور نہ وہ اعادہ کرتا ہے قُلْ کہہ دیجئے اِنْ ضَلَلْتُ اگر میں بہکا ہوا ہوں فَاِنَّمَآ اَضِلُّ تو بس میرے بہکنے کا عَلٰی نَفْسِیْ مجھ پر ہوگا وَاِنِ اور اگر اهْتَدَیْتُ میں ہدایت پر ہوں فَبِمَا تو بہ سبب اس کے جو یُوْحِیْٓ وحی کرتا ہے اِلَیَّ میری طرف رَبِّیْ میرا رب اِنَّهٗ بے شک وہ سَمِیْعٌ خوب سننے والا قَرِیْبٌ نہایت قریب ہے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اوپر سے حق اتارتا ہے (اور وہ) غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے ○ کہہ دو کہ حق آ چکا اور (معبودِ) باطل نہ تو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرے گا ○ کہہ دو کہ اگر میں گمراہ

ہوں تو میری گمراہی کا ضرر مجھ ہی کو ہے اور اگر ہدایت پر ہوں تو یہ اس کا طفیل ہے جو میرا پروردگار میری طرف وحی بھیجتا ہے بیشک وہ سننے والا (اور) نزدیک ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار حق کو اوپر سے بھیج رہا ہے۔ ۲۔ وہ غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

۳۔ کہہ دو کہ حق آچکا ہے۔ ۴۔ باطل میں نہ کچھ شروع کرنے کا دم ہے اور نہ دوبارہ کرنے کا۔

۵۔ کہہ دو کہ اگر میں راستے سے بھٹکا ہوں تو میرے بھٹکنے کا نقصان مجھ ہی کو ہوگا۔

۶۔ اگر میں نے سیدھا راستہ پالیا ہے تو یہ اس وحی کی بدولت ہے جو میرا رب مجھ پر نازل کررہا ہے۔

۷۔ یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، ہر ایک سے قریب ہے۔

پچھلی آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذمہ داری بیان کی گئی تھی جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اور اس ذمہ داری کا حکم آپ ﷺ تک وحی کے ذریعہ بھیجا گیا اور وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کو اس وحی سے مختلف احکام دیئے جاتے ہیں اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جو کہ بالکل سچی ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا اسی بات کو اس آیت میں بیان کیا گیا کہ اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب آسمان سے وحی کو حق کے ساتھ نازل کرتا ہے اللہ ایسا ہے کہ وہ غیب کی باتوں کو جانتا ہے یعنی جو کچھ انسانی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ آگے ہونے والا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے، اسی اعتبار سے وہ قرآن کریم کی آیتیں نازل کرتا ہے جسے دیکھ کر تم اس میں بیان کردہ حالتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تمہیں کوئی علم نہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو اس عالم الغیب نے نازل کیا اسے مان لو اسلئے کہ وہ حق ہے اور جب حق آجاتا ہے تو باطل اسکے سامنے ٹھہر نہیں پاتا اور یہ حقیقت ہے کہ حق اور باطل دونوں ایک ساتھ رہ نہیں سکتے یا تو باطل رہیگا یا حق لیکن جب حق آجاتا ہے تو باطل کو اسکے سامنے ٹھہرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور وہ باطل مٹ جاتا ہے اس لئے کہ باطل میں اتنی قوت نہیں کہ وہ حق کے خلاف کچھ اپنی طرف سے پیدا کرکے اسکا مقابلہ کرسکے اور نہ ہی اس میں اتنی صلاحیت ہے کہ اسکے مٹنے کے بعد وہ دوبارہ وجود میں آسکے، بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں باطل سے مراد ابلیس ہے کہ اس میں حق کا سامنا کرنے کی جرأت وطاقت نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی کو وجود میں لاسکتا ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ میں حق سے مراد وحی ہے اور جَآءَ الْحَقُّ میں حق سے مراد قرآن ہے، اور وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ میں باطل سے مراد ابلیس ہے یعنی ابلیس نہ تو کسی کو پیدا کرسکتا ہے اور نہ اسکو دوبارہ زندہ کرسکتا ہے۔) تفسیر طبری۔ج، ۲۰۔ص، ۴۲۰) اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مشرکین سے یہ کہلوا رہے ہیں کہ دیکھو! اگر میں حق سے ہٹ کر گمراہی کا راستہ اپنالوں تو اس گمراہی کو اپنانے کا وبال اور سزا مجھ ہی کو ملے گی، کسی انسان کی گمراہی کا عذاب کسی

دوسرے انسان کو نہیں ہوگا بلکہ جس نے جو کیا اسی کو اسکی سزا ملے گی اور اگر میں سیدھا راستہ اپنا لوں تو یہ میری اپنی کوئی صلاحیت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالی کی اس وحی کا نتیجہ ہے جو وہ مجھ پر نازل کرتا ہے، لہذا جو میں کہتا ہوں وہ اللہ سنتا ہے اور سننا بھی ایسا کہ جیسے کوئی پاس کھڑا ہو اس لئے کہ اللہ تعالی تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ١٦) اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، تو اس سے ہم کچھ بھی چھپا نہیں سکتے، جو کچھ بھی کر رہے ہو، کہہ رہے ہو سچ کہو اور دل سے کہو، اس لئے کہ انسان کو اسکے اعمال اور نیتوں پر بدلہ دیا جاتا ہے اگر نیت وعمل صاف ہونگے تو بدلہ بھی اچھا ملے گا ورنہ نہیں۔

وہاں بھاگنے کا راستہ نہیں ہوگا

﴿درس نمبر ۱۸۱۷﴾ ﴿سبا ۵۱۔تا۔۵۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَوْ تَرٰۤى اور کاش آپ دیکھیں اِذْ فَزِعُوْا جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے فَلَا فَوْتَ تو نہ بچ سکیں گے بھاگ کر وَاُخِذُوْا اور پکڑ لئے جائیں گے مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ نزدیک جگہ ہی سے وَّقَالُوْۤا اور وہ کہیں گے اٰمَنَّا ہم ایمان لے آئے ہیں بِهٖ اس پر وَاَنّٰى اور کہاں ہوگا لَهُمُ ان کے لئے التَّنَاوُشُ حاصل کرنا مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ دور جگہ سے وَّقَدْ حالانکہ تحقیق كَفَرُوْا انہوں نے انکار کیا تھا بِهٖ اس کے ساتھ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَيَقْذِفُوْنَ اور وہ پھینکتے رہے بِالْغَيْبِ بن دیکھے مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ دور جگہ ہی سے وَحِيْلَ اور آڑ کردی جائے گی بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَبَيْنَ اور درمیان مَا يَشْتَهُوْنَ ان چیزوں کے جو وہ چاہیں گے كَمَا فُعِلَ جیسے کیا گیا بِاَشْيَاعِهِمْ ان جیسے کام کرنے والوں کے ساتھ مِّنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِنَّهُمْ كَانُوْا بلاشبہ وہ تھے فِیْ شَكٍّ ایسے شک میں مُّرِيْبٍ اضطراب میں ڈالنے والا ہے

ترجمہ:۔ اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائیں گے تو (عذاب سے) بچ نہیں سکیں گے اور نزدیک ہی سے پکڑ لئے جائیں گے ۝ اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) اتنی دُور سے ان کا ہاتھ ایمان کے لینے کو کیونکر پہنچ سکتا ہے ۝ اور پہلے تو اس سے انکار کرتے رہے اور بن دیکھے دُور ہی سے (ظن کے) تیر چلاتے رہے ۝ ان میں اور ان کی خواہش کی چیزوں میں پردہ حائل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا وہ بھی الجھن میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے۔

تشریح:۔ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔اے پیغمبر! تمہیں انکی حالت عجیب نظر آئے گی جب تم وہ منظر دیکھو کہ جس وقت یہ گھبرائے پھرتے ہونگے اور بھاگنے کا راستہ نہیں ہوگا۔

۲۔انہیں قریب ہی سے پکڑ لیا جائے گا۔

۳۔اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

۴۔حالانکہ اتنی دور جگہ سے ان کو کوئی چیز کیسے ہاتھ آسکتی ہے؟ جبکہ انہوں نے پہلے اسکا انکار کیا تھا۔

۵۔یہ لوگ دور دور سے اندازے سے تیر پھینکا کرتے تھے۔

۶۔اس وقت یہ جس ایمان کی آرزو کریں گے، اسکے اور انکے درمیان ایک آڑ کر دی جائیگی۔

۷۔جیسا کہ ان جیسے لوگ جو ان سے پہلے ہوئے ہیں، انکے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔

۸۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ایسے شک میں پڑے ہوئے تھے جس نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر آپ ان کافروں کی حالت دیکھو گے جبکہ وہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جانے پر ڈر رہے ہونگے اور اپنی قبروں سے نکل کر وہ عذاب دیکھیں گے جو ان کیلئے تیار کیا گیا ہے تو وہ لوگ اس عذاب سے بھاگنے کی اور بچنے کی کوشش کرینگے، آپ کو اس وقت انکی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوگا کہ میں تو دنیا میں انہیں اسی عذاب سے ڈراتا تھا مگر وہ لوگ اس وقت تو اس عذاب سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ انکا حال تو اسوقت یہ تھا کہ یہ لوگ اس عذاب کو جلد پانے کی تمنائیں کرتے تھے جیسا کہ سورۂ حج کی آیت نمبر ۴۷ میں ہے وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں، مگر دیکھو کہ جس عذاب کی یہ لوگ جلدی کیا کرتے تھے آج اسی عذاب سے بھاگ رہے ہیں۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَلَوۡ تَرٰىٓ اِذۡ فَزِعُوۡا فَلَا فَوۡتَ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں موت کے وقت جب یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اس وقت انکا یہ حال ہوگا۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۷۱۱) اور امام سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے کہ جب ان کفار و مشرکین کی گردنیں اڑائی گئیں تو انہیں اس وقت عذاب دکھائی دینے لگا اور وہ لوگ اس عذاب سے بھاگ نہ سکے اور نہ ہی توبہ کر سکے، (الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۷۱۲) اور ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت انہیں اہل بدر کے مقتول مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۷۱۲)

قیامت کے دن کی گھبراہٹ کا ذکر قرآنِ مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے۔سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۷ میں کہا گیا: وَيَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوۡهُ دٰخِرِيۡنَ جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے

اللہ تعالیٰ چاہے اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ یہ حقیقت بھی بیان کی گئی کہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے وہ لوگ محفوظ رہیں گے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہوگی۔ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۹ میں یہی حقیقت بیان کی گئی: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ جولوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جس قدر بھی کوششیں کرلیں اس عذاب سے بچ نہ سکیں گے بلکہ انہیں قریب ہی سے یعنی جیسے ہی وہ لوگ قبر سے نکلیں گے انہیں پکڑ کر اس عذاب میں ڈال دیا جائے گا، جیسا کہ سورۂ سجدہ کی آیت نمبر ۱۲ میں بھی ذکر ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اگر آپ ان مجرموں کو دیکھو گے کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہونگے کہ اے پروردگار! ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے ہیں، اس لئے ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اچھی طرح یقین آچکا ہے، اسی کو اگلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لاچکے ہیں، حالانکہ یہ لوگ اتنی دور آچکے ہیں کہ یہاں انکا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا کیونکہ ایمان لانے کی اصل جگہ تو دنیا تھی وہاں تو یہ لوگ ایمان نہ لائے اور وہاں کفر پر اڑے رہے اور ہماری آیتوں اور بھیجے گئے رسولوں کا انکار کرتے رہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ نبی تو جادوگر ہے، یا کاہن ہے، یا شاعر ہے یا کاذب ہے، جبکہ ان کی ان باتوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں تھی اور اب ان کا حال تو دیکھو کہ اس وقت اپنے دنیوی کاموں کے بالکل مخالف ہوگئے ہیں جس اللہ کا انکار کرتے تھے اب اس پر ایمان لانے کی باتیں کررہے ہیں، جس نبی کو جادوگر، مجنون اور جھوٹا کہا کرتے تھے اب اسے سچا پکا رسول مان رہے ہیں لیکن یہاں انکے اور ان کے اس ایمان لانے کے درمیان ایک آڑ بنادی گئی ہے، ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں یعنی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قومیں ان میں کے مشرکین کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا، ان کے بھی اس وقت ایمان لانے کو ہم نے قبول نہیں کیا اور انکی بھی یہی حالت تھی کہ وہ لوگ بھی اس دن کے واقع ہونے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور شک میں پڑے رہتے تھے۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۴۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۹﴾ اللہ تعالیٰ کو اس کے ارادے سے کوئی روکنے والا نہیں ﴿فاطر ۱۔۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں فَاطِرِ پیدا کرنے والا ہے السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کا جَاعِلِ بنانے والا ہے الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا فرشتوں کو قاصد اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ پروں والے ہیں مَّثْنٰى وَثُلٰثَ دو دو اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار يَزِيْدُ وہ زیادہ کرتا ہے فِي الْخَلْقِ پیدائش میں مَا يَشَآءُ جو وہ چاہتا ہے اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ جو کھول دے اللہ لِلنَّاسِ لوگوں کے لئے مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت سے فَلَا مُمْسِكَ تو نہیں کوئی بند کرنے والا لَهَا اسے وَمَا يُمْسِكْ اور جو وہ بند کردے فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ تو نہیں ہے کوئی بھیجنے والا اسے مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد وَهُوَ اور وہ الْعَزِيْزُ نہایت غالب الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار ہے) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ اللہ جو اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کردے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ ملائکہ (فاطر) پڑھا، اسے جنت کے آٹھ دروازے بلائیں گے۔ (تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی۔ ج ۳۔ ص ۱۵۸)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمام تعریف اللہ کی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔ جس نے ان فرشتوں کو پیغام لے جانے کے لئے مقرر کیا ہے جو دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہیں۔

۳۔وہ پیدائش میں جتنا چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے۔ ۴۔ بیشک اللہ ہر چیز کی قدرت رکھنے والا ہے۔

۵۔جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لئے کھول دے، کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔

۶۔جسے وہ روک لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے بعد اسے چھڑا سکے۔

۷۔وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی۔

یہ سورۃ فاطر ہے جسکا دوسرا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے، اس سورت کا ربط پچھلی سورت سے یہ ہے کہ پچھلی سورت کی ابتدا بھی اللہ تعالی کی حمد وثنا سے کی گئی اور اس سورت کی ابتدا بھی اور دوسرا ربط یہ بھی ہے کہ پچھلی سورت کے آخر میں اللہ تعالی نے کفار ومشرکین کی حالت اور انہیں عذاب دیئے جانے کی صورت بیان کی اللہ تعالیٰ نے جس عذاب سے مومنوں کو محفوظ رکھا ان مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی اس نعمت پر اسکی تعریف اور حمد بیان کریں اسی بنا پر اس سورت کی ابتدا اللہ کی تعریف وحمد سے کی گئی چنانچہ فرمایا گیا کہ تمام تر تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جسکی صفت یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی تو سب کچھ پیدا کرنے والا ہے تو پھر یہاں آسمانوں اور زمین کا ہی تذکرہ کیوں فرمایا گیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہوسکتا ہے کہ چونکہ خلقت کے اعتبار سے یہ بڑی چیزیں ہیں اور ہماری نظروں کے سامنے ہیں تو جب بڑی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہ ہے تو اسکے مقابلہ میں دیگر جو چھوٹی چیزیں ہیں ان کا بھی پیدا کرنے والا وہی ہوگا، اس لئے اللہ تعالی نے یہاں صرف آسمانوں اور زمین کا ہی ذکر فرمایا مگر اس میں دنیا کی تمام چیزیں شامل ہیں هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (الانعام ۱۰۲) وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی کے خالق ہونے کو لفظ ''فاطر'' سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ سب سے پہلے بنانے والا یعنی اسی نے اس چیز کو بنانے کی ابتدا کی اس سے پہلے کسی نے ایسا کچھ نہیں بنایا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ مجھے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے معنی معلوم نہیں تھے یہاں تک کہ دو دیہاتی ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے میرے پاس آئے تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ یہ میرا کنواں ہے میں نے اسے بنایا ہے یعنی اسکی ابتدا میں نے کی ہے، اس وقت مجھے لفظ فاطر کے معنی معلوم ہوئے۔ (تفسیر منیر۔ج، ۲۲۔ص، ۲۲۲) اللہ تعالی کی ایک اور صفت یہاں یہ بیان کی گئی کہ اس نے ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام کے درمیان اپنا پیغام پہنچانے والا بنایا ان میں سے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ہیں کہ یہ فرشتے ایسے ہیں کہ انکے بازو اور پر بھی اللہ نے بنائے کہ ان میں سے بعض کے دو پر ہیں تو بعض کے تین اور بعض کے چار ہیں، لیکن یہ کوئی حد نہیں کہ کسی فرشتے کے چار ہی پر ہوں اس سے زیادہ نہ ہوں یہاں بس یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ملائکہ کے پر ہوتے ہیں کہ جس سے وہ آسمان تک جاتے ہیں اور نیچے آتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری ۳۲۳۲) اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ ان کی خلقت میں جس طرح کا چاہے اضافہ کرتا ہے، یعنی

کسی کے ایک پر بنا تا ہے تو کسی کے اس سے زیادہ، جیسا کہ امام سدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تشریح کی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۴) بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد مخلوق ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں جس طرح کا چاہے انکی بناوٹ میں اضافہ کرتا ہے اور جس طرح کی چاہے کمی کرتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۴۳۶) وہ اس لئے کہ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں وہ جو چاہے کرتا ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ۔

اللہ کی قدرت کاملہ کو بیان فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کے لئے خیر و رزق کے دروازے کھول دے اور اسے دولت سے نوازے تو کوئی اللہ تعالیٰ کو ایسا کرنے سے روکنے والا نہیں ہے اور اگر وہ کسی کے اوپر خیر و رزق کے دروازے بند کردے تو کوئی اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس پر روزی تنگ کردی گئی تو کوئی اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے خلاف اور اسکی تنگی کو دور نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعۡطَيۡتَ وَلَا مُعۡطِيَ لِمَا مَنَعۡتَ اے اللہ! جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ (بخاری ۸۴۴) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اقتدار کا مالک ہے وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے رزق کی تنگی میں مبتلا کر کے سزا دے سکتا ہے اور حکمت کا بھی مالک ہے کہ جسے رزق دینا ہے اسے رزق دیتا ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟ اسی کو معلوم ہے۔

پیغمبر! آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے

(درس نمبر ۱۷۲۰) (فاطر ۳۔۴)

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ۝ وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اذۡكُرُوۡا تم یاد کرو نِعۡمَتَ اللّٰهِ اللہ کی نعمت عَلَيۡكُمۡ اپنے اوپر هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ کیا کوئی اور خالق ہے غَيۡرُ اللّٰهِ سوائے اللہ کے يَرۡزُقُكُمۡ جو تمہیں رزق دے مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ آسمان اور زمین سے لَاۤ اِلٰهَ نہیں ہے کوئی معبود اِلَّا هُوَ مگر وہی فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ تو کہاں تم پھیرے جاتے ہو؟ وَاِنۡ اور اگر يُّكَذِّبُوۡكَ وہ جھٹلاتے ہیں آپ کو فَقَدۡ كُذِّبَتۡ تو تحقیق جھٹلائے گئے رُسُلٌ کئی رسول مِّنۡ قَبۡلِكَ آپ سے پہلے وَاِلَى اللّٰهِ اور اللہ ہی کی طرف تُرۡجَعُ لوٹائے جاتے ہیں الۡاُمُوۡرُ سارے معاملات

ترجمہ:۔ لوگو! اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم

کو آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو؟O اور (اے پیغمبر!) اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلا دیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں اور (سب) کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے لوگو! اللہ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی ہیں

۲۔کیا اسکے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمہیں آسمانوں و زمین سے رزق دیتا ہو؟

۳۔اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۴۔پھر کہاں اوندھے چلے جا رہے ہو؟

۵۔اے پیغمبر! اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے۔

۶۔تمام معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی گئی۔ان آیتوں میں تمام انسانوں کو اور خاص کر مشرکوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کیسی قدرت والا ہے اور رازق بھی کہ وہی آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی زمین کو بنانے والا بھی، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کی ہیں یعنی اس نے تمہارے لئے نفع کے خزانے کھول دیئے اور کثیر مقدار میں تمہارے لئے رزق مہیا کیا اور ان نعمتوں پر غور و فکر کرو اور پھر بتاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جس کے ہاتھ میں تمہارے رزق کی کنجیاں ہیں، کوئی اور خالق ہو سکتا ہے؟ کہ تم اس اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کر رہے ہو؟ جب تمہیں غور و فکر کرنے کے بعد معلوم ہو گیا کہ اسکے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پھر تم لوگ اس اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرنے لگے ہو؟ اور تم کہاں اوندھے چلے جا رہے ہو؟ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں آسمان سے رزق دینے کا مطلب بارش ہے اور زمین سے رزق دینے کا مطلب کھیتی ہے۔(الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۵)

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۴۷ اور ۱۲۲ میں بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ان نعمتوں کو یاد کریں جو ان پر کی گئی ہیں یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ ۔سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ میں حکم دیا گیا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے باوجود اگر یہ لوگ آپ پر ایمان نہ لائیں اور آپ کو جھٹلائیں تو آپ اس بات سے غمزدہ نہ ہوں اس لئے کہ یہ تو ان جیسے لوگوں کی عادت ہی ہے کہ وہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلاتے ہیں جیسا کہ ان سے پہلی امتوں نے بھی

اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا، یہ لوگ بھی انہی لوگوں کی اتباع میں پڑے ہوئے ہیں لہٰذا آپ انہیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے جووہ کرر ہے ہیں انہیں کرنے دیجئے، ایک دن انہیں ہمارے پاس ہی آنا ہے تو اگر وہ لوگ اسی حالت پر رہیں اور ہماری طرف رجوع نہ کریں اور توبہ نہ کریں اور آپ کی باتوں کو نہ مانیں تو انکا حال بھی ایسا ہی ہوگا جوان سے پہلے والے لوگوں کا ہوا۔

رسولِ رحمت ﷺ کو قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں تسلی دی گئی ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۴ میں کہا گیا: فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ پھر بھی اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے وہ رسول جھٹلائے گئے ہیں۔ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں، یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۲ میں کہا گیا: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد وثمود نے بھی جھٹلایا ہے۔

دنیوی زندگی تمہیں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے

﴿درس نمبر ۱۷۲۱﴾ ﴿فاطر ۵۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بے شک اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ چنانچہ نہ تم کو دھوکے میں ڈالے الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ اور نہ تم کو دھوکے میں ڈالے بِاللّٰهِ اللہ کی بابت الْغَرُوْرُ بڑا دھوکے باز اِنَّ الشَّيْطٰنَ بے شک شیطان لَكُمْ عَدُوٌّ تمہارا دشمن ہے فَاتَّخِذُوْهُ لہٰذا تم اس کو بناؤ عَدُوًّا دشمن ہی اِنَّمَا يَدْعُوْا بس وہ بلاتا ہے حِزْبَهٗ اپنے گروہ کو لِيَكُوْنُوْا تا کہ وہ ہوں مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اہلِ جہنم میں سے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ شَدِيْدٌ سخت عذاب وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کئے لَهُمْ ان کے لئے ہے مَّغْفِرَةٌ مغفرت وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ اور بہت بڑا اجر

ترجمہ:۔ لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے O شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروؤں کے) گروہ کو بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخ والوں میں ہوں O جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! یقین جانو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۲۔ لہٰذا تمہیں یہ دنیوی زندگی ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے۔

۳۔ نہ اللہ کے معاملہ میں تمہیں شیطان دھوکہ میں ڈالنے پائے جو بڑا دھوکہ باز ہے۔

۴۔ یقین جانو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی سمجھتے رہو۔

۵۔ وہ تو اپنے ماننے والوں کو جو دعوت دیتا ہے اس لئے دیتا ہے تا کہ وہ دوزخ کے باسی بن جائیں

۶۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کے لئے شدید عذاب ہے۔

۷۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسانو! یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی مرنے کے بعد اٹھایا جانا پھر اعمال کا حساب اور اس کے مطابق بدلہ دینا یعنی اچھے اعمال پر ثواب اور برے اعمال پر سزا، یہی اللہ کا وعدہ ہے جو کہ سچا ہے اور ایسا ہو کر رہے گا۔ قرآنِ مجید میں بار بار یہ حقیقت بتلادی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۲ میں کہا گیا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اللہ کا وعدہ جو سراسر سچا ہے۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے اور آیت نمبر ۵۵ میں کہا گیا اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اس دنیا کی عیش وعشرت میں کھو کر اس دن سے غافل نہ ہو جانا کہ جس دن تمہیں اس اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے اور تمہیں اس دنیا کی خوبصورتی اور اس میں موجود حرام چیزوں کی لذت کے ذریعہ شیطان تمہیں کہیں اللہ کی ملاقات نہ بھلا دے اور تم سے جھوٹے وعدے کر کے تمہیں دھوکے میں نہ رکھے، تم اس شیطان کی چال بازیوں اور مکاریوں سے آگاہ رہنا اور اسکے ہر حربے کا جواب اطاعت کے کاموں میں اور اضافہ کرتے ہوئے دینا تا کہ وہ شرمندہ ہو جائے۔ شیطان انسانوں کو جو سبز باغ بتاتا اور دھوکہ دیتا ہے اس حقیقت کو سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۰ میں یوں بتلایا گیا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''الغرور'' سے مراد شیطان ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۴۳۹) تم شیطان سے اسلئے بچو کہ یہ تمہارا کھلا ہوا

دشمن ہے کہ اس کے تمہارے دشمن ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس نے اللہ کے سامنے قسم کھائی کہ میں آپ کے سارے بندوں کو گمراہ کرنے میں لگا رہوں گا لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر ۳۹) کہ شیطان نے کہا تھا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ ان انسانوں کے لئے دنیا میں دل کشی پیدا کروں گا اور ان سب کو گمراہ کرتے رہوں گا۔ لہٰذا تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھنا کبھی اسے اپنا دوست مت سمجھ لینا اور اسکی اتباع و پیروی میں لگے نہ رہنا، اس لئے کہ جو اسکی اطاعت کرتا ہے اور اسکا کہنا مانتا ہے تو وہ انہیں اپنی جانب بلاتا ہے تاکہ تم دوزخ کے حقدار بن جاؤ وہ چاہتا ہے کہ دوزخ تمہارا ٹھکانہ بن جائے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المجادلہ ۱۹) یہ لوگ شیطان کے جماعتی اور دوست ہیں یقینا شیطان کے جماعتی گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جن لوگوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر کفر کی راہ اپنالی ہو تو ایسے لوگوں کے لئے کل قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب ہوگا جس میں انہیں ڈالا جائے گا انکے اعمال کے سبب، اسکے برخلاف جو لوگ شیطان کے بہکاوے میں نہیں آئے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور اسکی قدرت کو دیکھ کر اسکے رسول کی بتلائی ہوئی باتوں کو مان کر ایمان لے آئے اور پھر نیک اعمال کرنے لگے تو ایسے لوگوں کے پچھلے جو گناہ تھے معاف کر دیئے جائیں گے اور اب کئے ہوئے نیک اعمال پر انہیں بہت بڑا اجر دیا جائے گا جو کہ جنت کی شکل میں انہیں ملے گا۔ اللہ ہم تمام کو جنتیوں میں شامل فرمائے آمین۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں ''اجرِ عظیم'' سے مراد جنت ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۴۴۰)

﴿درس نمبر ۱۷۲۲﴾ کافروں پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان ہی جاتی رہے ﴿فاطر ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَمَنْ کیا وہ شخص جو زُيِّنَ مزین کر دیا گیا لَهٗ اس کے لئے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کا برا عمل فَرَاٰهُ وہ اسی کو دیکھتا ہے حَسَنًا اچھا فَاِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللہ يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے مَنْ يَّشَاۗءُ جس کو وہ چاہتا ہے وَيَهْدِيْ اور وہ ہدایت دیتا ہے مَنْ يَّشَاۗءُ جسکو وہ چاہتا ہے فَلَا تَذْهَبْ تو نہ جاتی رہے نَفْسُكَ آپ کی جان عَلَيْهِمْ ان پر حَسَرٰتٍ افسوس کرتے ہوئے اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے بِمَا يَصْنَعُوْنَ اس کو جو وہ کرتے ہیں

ترجمہ:۔ بھلا جس شخص کو اس کے اعمالِ بد آراستہ کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو عمدہ سمجھنے لگے تو (یا

وہ نیکو کار آدمی جیسا ہوسکتا ہے؟) بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو ان لوگوں پر افسوس کر کے تمہارا دم نہ نکل جائے یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے واقف ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا بتلاؤ کہ جس شخص کی نظروں میں اسکی بدعملی ہی خوشنما بنا کر پیش کی گئی ہو۔

۲۔ جس کی بنا پر وہ اس بدعملی کو ہی اچھا سمجھتا ہو تو وہ نیک آدمی کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟

۳۔ اللہ جس کو چاہتا ہے راستے سے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہے ٹھیک راستے پر پہنچا دیتا ہے۔

۴۔ اے پیغمبر! ایسا نہ ہو کہ ان کافروں پر افسوس کے مارے آپ کی جان ہی جاتی رہے۔

۵۔ یقین رکھو کہ جو کچھ بھی یہ لوگ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس آدمی کے برے اعمال کو شیطان نے اسکی نظر میں اچھے کر کے دکھلایا ہو اور پھر وہ اسی بدعملی پر اٹل ہو اور اس برے عمل کو اچھا عمل سمجھ رہا ہو تو کیا ایسا شخص اس آدمی کے برابر ہوسکتا ہے جو برے عمل کو برا سمجھے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آ کر اللہ کے پسندیدہ راستے پر چلے؟ ظاہر ہے کہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ جو گمراہی کے راستے پر چلنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے اسی راستے پر رکھے گا، زبردستی اس کو سیدھے راستے پر نہیں لائیگا، ہاں! اگر اس میں کچھ سمجھ بوجھ ہو اور وہ سمجھ بوجھ کا استعمال کرتے ہوئے اس گمراہی کے راستے سے ہٹ کر ہدایت کے راستے پر آنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ یہی مطلب فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ کا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی کہ اے اللہ! اپنے دین کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ عزت و قوت نصیب فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور ابو جہل کو اسکی گمراہی میں ہی رہنے دیا، انہی دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۷)

انسان بعض اوقات اس قدر دھوکہ کھا جاتا ہے کہ اس کو حقیر چیز اعلیٰ نظر آنے لگتی ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۱۲ میں کہا گیا زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا کافروں کیلئے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئی ہے۔ جبکہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت زینت والی حقیقی اور ابدی زندگی ہے۔ انسان کبھی برے کام میں مبتلا ہوجاتا ہے اور شیطان اس برے کام کو اچھا کر دکھلاتا ہے جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔ مشرکوں کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیں جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۳۷ میں کہا گیا وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ اور اس طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں

نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے۔ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ایمان بھلی چیز کو بھلی قرار دے اور بری چیز کو بری قرار دے اور اس کے دل میں اچھی چیز سے محبت اور بری چیز سے نفرت پیدا ہو جائے جس کا اچھا عمل اس کو خوش کر دے اور برا عمل اس کو غم میں مبتلا کرے وہی اس کے مومن ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جو لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں اور اپنی بداعمالیوں کو ہی اچھے سمجھ کر اسی میں رہنا چاہ رہے ہیں تو پھر آپ ان پر کیوں افسوس کر رہے ہیں؟ کیا آپ ان پر افسوس کرتے ہوئے اپنی جان دے دینگے؟ ایسا مت کیجئے اس لئے کہ جس کے دل میں سچائی کو قبول کرنے کا مادہ اگر ہوگا اور وہ ان بداعمالیوں کو برا سمجھ کر آپ کے بتائے ہوئے اعمال وعقائد کی طرف آنا چاہے گا تو اللہ تعالی ایسے شخص کو ہدایت نصیب فرمائے گا، اس لئے کہ انکے دل ودماغ میں کیا چل رہا ہے اور وہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ سب کچھ اللہ تعالی کو معلوم ہے، تو آپ کو ان پر کوئی افسوس کرنے کی ضرورت نہیں بس آپ اپنا کام یعنی ہماری توحید کا پیغام پہنچاتے رہا کیجئے باقی سب اللہ پر چھوڑ دیجئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۳﴾ ہم بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں ﴿فاطر ۹۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاللّٰهُ اور اللہ الَّذِيْٓ وہ ہے جس نے اَرْسَلَ الرِّيٰحَ ہوائیں بھیجی فَتُثِيْرُ چنانچہ وہ اٹھاتی ہیں سَحَابًا بادل کو فَسُقْنٰهُ تو ہم اس کو ہانک لے جاتے ہیں اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ مردہ شہر کی طرف فَاَحْيَيْنَا پھر ہم زندہ کرتے ہیں بِهِ اس کے ذریعے سے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مردہ ہو جانے کے بعد كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا النُّشُوْرُ دوبارہ اٹھایا جانا مَنْ جو شخص كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ عزت چاہتا ہے فَلِلّٰهِ تو اللہ ہی کے لئے ہے الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ساری عزت اِلَيْهِ اسی کی طرف يَصْعَدُ چڑھتی ہیں الْكَلِمُ الطَّيِّبُ پاکیزہ باتیں وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ اور صالح عمل يَرْفَعُهٗ وہی اسے اوپر اٹھاتا ہے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جو يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ بری چالیں چلتے ہیں لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ شَدِيْدٌ سخت عذاب وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ اور انہی لوگوں کی چال هُوَ يَبُوْرُ وہی نابود ہوگی

ترجمہ: ۔اور اللہ ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم ان کو ایک بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مُردوں کا جی اٹھنا ہو گاO جو شخص عزت کا طلب گار ہے تو عزت تو سب اللہ ہی کے لئے ہے اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں اور جو لوگ بُرے بُرے مکر کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر نابود ہو جائے گا۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے، پھر وہ ہوائیں بادل اٹھاتی ہیں۔

۲۔ پھر ہم انہیں ہنکا کر ایسے شہر کی طرف لیجاتے ہیں جو قحط کی وجہ سے مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔

۳۔ پھر ہم اس بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔

۴۔بس اسی طرح انسانوں کی دوسری زندگی ہو گی۔

۵۔جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ جان لے کہ تمام تر عزت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

۶۔ پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اسکو اوپر اٹھاتا ہے۔

۷۔جو لوگ بری بری مکاریاں کر رہے ہیں انہیں سخت عذاب ہو گا۔

۸۔انکی مکاری ہی ہے جو ملیامیٹ ہو جائے گی۔

پچھلی آیتوں میں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی بات کہی گئی کہ یہ ایک حق بات ہے جو ہو کر رہے گی، اسی بات کو یہاں چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو! ہم آسمانوں پر ہوائیں چلاتے ہیں تو یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لاتی ہیں پھر ان بادلوں کے ذریعہ ہم بارش برساتے ہیں پھر جب وہ بارش کسی ایسی زمین پر پڑتی ہے جو بنجر ہو گئی ہو، جس میں اگانے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہو اور مرکر ناکارہ ہو گئی ہو تو پھر جب اس زمین پر بارش کا پانی گرتا ہے تو اس مردہ اور بنجر زمین میں جان آجاتی ہے اور اس میں چیزوں کو اگانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، تو تم نے دیکھا کہ ایک زمین جو پہلے بالکل مردہ اور ناکارہ تھی اب وہ زندہ ہو گئی اور اسمیں اگانے کی صلاحیت پیدا ہو گئی بالکل اسی طرح جب تم سب مرجاوگے تو تمہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا، تمہارے لئے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک فرشتہ صور لے کر آسمان اور زمین کے درمیان کھڑا ہے، پھر جب وہ صور پھونکے گا تب آسمانوں اور زمین میں کوئی زندہ باقی نہیں رہے گا مگر وہی جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی بھیجے گا جیسے آدمی کا پانی (نطفہ) ہوتا ہے پھر اس پانی سے جسم اور گوشت بننے لگیں گے، جیسے زمین سے کھیتی اگتی ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی آیت پڑھی اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ۔ الخ (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۸) بارش

سے پہلے ہواؤں کے بھیجے جانے کا ذکر قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے۔سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۷ میں کہا گیا وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ اور وہ ایسا ہے کہ اپنی رحمت کی بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے۔سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۲ میں کہا گیا وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں پھر آسمان سے پانی برسا کر وہ تمہیں پلاتے ہیں اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دیکھو! اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ کی عبادت کرو اور اس سے عزت مانگو، ان بتوں کی عبادت کرنے سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا البتہ ذلت تمہارے حصے میں آئے گی وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (آل عمران ۲۶) اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے پاس عمدہ کلام یعنی توحید، اذکار ونماز وغیرہ ہی چڑھتے ہیں یعنی پہنچتے ہیں، ان اعمال کو وہ قبول کرتا ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا اللہ پاک ہے اور صرف پاک کو ہی قبول کرتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ کہتا ہے تو ملائکہ اسے اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں پھر اسے اپنے بازو کے نیچے دبا لیتے ہیں اور اسے لے کر آسمان کی جانب چڑھتے ہیں، جب بھی کسی فرشتے کے پاس سے انکا گذر ہوتا ہے تو ہر فرشتہ ان کلمات کے کہنے والے کیلئے مغفرت کی دعا مانگتا ہے ایسے ہی کرتے کرتے وہ اللہ کے پاس ان کلمات کو لے کر پہنچ جاتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہی آیت اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ پڑھی۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۸) جو لوگ ان اعمال صالحہ کو چھوڑ کر برے اعمال، جیسے، شرک کرنا، ریا کرنا، سود دینا یا دیگر گناہ کے کام کرنا تو ایسا کرنے والوں کو قیامت کے دن سخت سزا دی جائے گی اور انکے یہ برے عمل ملیامیٹ ہو جائیں گے یعنی انہیں اسکا کوئی نفع نہیں ملے گا۔حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ سے مراد ریا کرنے والے ہیں اور وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ میں بھی مکر سے مراد ریا کاری ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۹) کہ اس ریا کاری کا فائدہ قیامت کے دن کچھ نہیں ملے گا بلکہ وہ انکا دکھاوا ان کیلئے بیکار جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۴﴾ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا ﴿فاطر ۱۱﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے ثُمَّ جَعَلَكُمْ پھر اس نے تم کو بنایا اَزْوَاجًا جوڑے جوڑے وَمَا تَحْمِلُ اور نہیں حاملہ ہوتی مِنْ اُنْثٰى کوئی مادہ وَلَا تَضَعُ اور نہ وہ جنتی ہے اِلَّا بِعِلْمِهٖ مگر اس کے علم کے ساتھ وَمَا يُعَمَّرُ اور نہیں عمر دیا جاتا مِنْ مُّعَمَّرٍ کوئی عمر دیا جانے والا وَّلَا يُنْقَصُ اور نہ کمی کی جاتی ہے مِنْ عُمُرِهٖٓ اس کی عمر سے اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مگر وہ ہے کتاب میں اِنَّ ذٰلِكَ بلاشبہ یہ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر يَسِيْرٌ نہایت آسان ہے

ترجمہ:۔ اور اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے۔ ۲۔ پھر اس نے تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا۔

۳۔ کسی عورت کو جو کوئی حمل ہوتا ہے اور جو کچھ وہ جنتی ہے وہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔

۴۔ کسی عمر رسیدہ کو جتنی عمر دی جاتی ہے اور اسکی عمر میں جو کمی ہوتی ہے وہ سب ایک کتاب میں درج ہے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اس آیت میں بھی انسان کی پہلی پیدائش کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ یہ سمجھا رہے ہیں کہ تم سب کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی تو ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا، یہاں مٹی سے پیدا فرمایا اس لئے کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے ہی پیدا فرمایا جو ہم سب کے باپ ہیں، تو باپ کو مٹی سے پیدا کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ اس باپ کی تمام اولاد بھی مٹی ہی سے پیدا کی گئی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش کا سلسلہ انسان ہی کے نطفہ پر منحصر کر دیا کہ ماں اور باپ کا نطفہ جب ملتا ہے تو حمل ٹھہرتا ہے، اسی حمل کے نتیجہ میں انسان کی پیدائش ہوتی ہے اور اب پیدائش میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جنس کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ دو الگ الگ جنس اس نے پیدا فرمائے مرد وعورت یعنی نر اور مادہ جو کہ ایک دوسرے کے جوڑے ہیں اسی طرح اللہ کا نظام چلا آ رہا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدائش کا ثبوت سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۵۹ سے ملتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی ہے جسے مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔ سورۂ حج کی آیت نمبر ۵ میں بھی انسانوں کی پیدائش کی تفصیل بیان کی گئی ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد بھی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور وہ بے نقشہ تھا یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ پھر جب انسان پیدا ہو جاتا ہے تو وہ کتنی عمر پائے گا؟ یہ بھی اللہ تعالی نے لکھ دیا کہ کسی کو لمبی عمر عطا کی گئی تو کسی کو مختصر سی زندگی عطا کی گئی، کوئی سو سو سال تک زندہ رہتا ہے تو کوئی دس بیس سال یا پھر کوئی پیدا ہوتے ہی فوت ہو جاتا ہے یہ سب اللہ تعالی کی طرف سے طے کیا ہوا ہے اس میں کسی انسان کا کوئی دخل نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کے لئے لمبی عمر لکھ دی گئی وہ اپنی اس عمر کو پہنچ کر ہی رہتا ہے، کیونکہ یہ کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس لئے وہ اس متعین عمر سے نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی ایک لمحہ پیچھے، جو عمر متعین ہے اسی کے بقدر جیتا ہے، ایسے ہی جسکی زندگی مختصر لکھی گئی وہ اسی مختصر زندگی کو گذار کر اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۱۱) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی انسان کی عمر اسی وقت لکھ دیتا ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، پھر جب اسکی ماں اسے جنتی ہے تو وہ اپنی اس لکھی ہوئی عمر کو پہنچ کر رہتا ہے، اللہ تعالی نے ہر انسان کی عمر ایک جیسی نہیں لکھی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۱۱) اور حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس یا پینتالیس دن کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ اسکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب! یہ نیک ہوگا یا بد بخت ہوگا؟ پھر جو بھی اللہ طے کرتا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر اسکے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب! یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ پھر جو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر اسکے بعد اسکا عمل اور کتنا جئیے گا اور کب مرے گا اور اسے کتنا رزق ملے گا؟ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے اور صحیفہ کو لپیٹ دیا جاتا ہے اسکے بعد اس میں نہ کمی ہوتی ہے اور نہ ہی زیادتی۔ (مسلم ۲۶۴۴) اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ جو کچھ بندوں کی عمروں کا طے کرنا ہے چاہے وہ لمبی ہو یا کم یہ سب اللہ لئے آسان ہے، تو جب یہ اللہ کے لئے آسان ہے تو پھر تم کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے میں اسے کیا مشکل ہوگی؟

﴿درس نمبر ۱۷۲۵﴾ دو دریا برابر نہیں ہوتے ﴿فاطر ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج وَتَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَا اور نہیں يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ برابر دو دریا هٰذَا عَذْبٌ یہ ایک میٹھا فُرَاتٌ خوب میٹھا سَآئِغٌ آسان ہے شَرَابُهٗ اس کا پینا وَهٰذَا اور یہ مِلْحٌ اُجَاجٌ کھارا سخت کڑوا وَمِنْ كُلٍّ اور ہر ایک میں سے تَاْكُلُوْنَ تم کھاتے ہو لَحْمًا طَرِيًّا تازہ گوشت وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ اور تم نکالتے ہو حِلْيَةً زیورات تَلْبَسُوْنَهَا انہیں تم پہنتے ہو وَتَرَى اور آپ دیکھیں گے الْفُلْكَ کشتیوں کو فِيْهِ اس میں مَوَاخِرَ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں لِتَبْتَغُوْا تاکہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهٖ اس کے فضل سے وَلَعَلَّكُمْ اور تاکہ تم تَشْكُرُوْنَ شکر کرو

ترجمہ:۔ اور دونوں دریا (مل کر) یکساں نہیں ہو جاتے یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے کڑوا اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو۔

تشریح:۔ اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ دو دریا برابر نہیں ہوتے۔ ۲۔ ایک ایسا میٹھا ہوتا ہے کہ اس سے پیاس بجھتی ہے۔

۳۔ پینے میں میٹھا، خوشگوار ہے تو دوسرا کڑوا نمکین۔

۴۔ ہر ایک سے تم مچھلیوں کا تازہ گوشت کھاتے ہو۔

۵۔ وہ زیور نکالتے ہو جو تمہارے پہننے کے کام آتا ہے۔

۶۔ تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو پھاڑ کر چلتی ہیں۔

۷۔ تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ ۸۔ تاکہ شکر گذار بنو۔

اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قدرت و طاقت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف دلیلیں پیش فرما رہے ہیں کہ سب سے پہلے یہ دیکھو کہ سمندر دو قسم کے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں حالانکہ پانی دونوں میں بھی ہے مگر دونوں کے پانیوں کی خاصیت الگ الگ ہے، ایک سمندر کا پانی میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے کہ جب انسان اسے پیتا ہے تو اسے اچھا لگتا ہے اور اسکی پیاس بھی بجھ جاتی ہے اور دوسرے سمندر کا پانی ایسا کڑوا اور کھارا ہوتا ہے کہ انسان اسے اپنی زبان پر رکھنا بھی پسند نہیں کرتا، لیکن ہر دو سمندروں میں اللہ تعالیٰ نے مچھلیاں پیدا فرمائی ہیں کہ جنکا گوشت سب کھاتے ہیں، چاہے وہ کھارے پانی والے سمندر کی مچھلیاں ہوں یا میٹھے پانی والے سمندر کی مچھلیاں، ان ساری مچھلیوں سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور انہی سمندروں سے موتیاں نکلتی ہیں جن سے انسان اپنی خوبصورتی کے لئے زیور بناتا ہے اور پہنتا ہے، اسی طرح ان سمندروں پر تم کشتیاں چلاتے ہو اور دور دراز کا سفر اس سمندر کے ذریعہ طے کرتے ہو اور تجارت کرتے ہو جن سے تم روزی روٹی تلاش کرتے ہو، یہ ساری چیزیں تم اس سمندر سے حاصل کرتے ہو، یہ سب اللہ تعالیٰ نے کیوں بنایا؟ اس لئے

کہ تم ان چیزوں پر غور کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ یقینا ہم صرف اس ایک چیز سے اتنے فائدے حاصل کرتے ہیں تو دنیا میں ایسی سینکڑوں چیزیں ہیں جن سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں، جن چیزوں کا بنانے والا وہ ایک اللہ ہے لہٰذا ہمیں اس ایک اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمارے لئے اتنی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں۔ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلی ہے اور وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا سے مراد کھارے سمندر سے نکلنے والی موتیاں ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۱۴) اور امام ابوجعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بھی وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلی ہی لیا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۴۴۹)

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۴ میں بھی قدرت کی اس نشانی کا تذکرہ کیا گیا ہے وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا اور دریا بھی اسی نے تمہارے بس میں کر دیئے ہیں کہ تم اس میں سے نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے زیورات نکال سکو۔ سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۵۳ میں کہا گیا وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا اور وہی ہے جس نے دو سمندر آپس میں ملا رکھے ہیں، یہ ہے میٹھا اور مزیدار اور یہ ہے کھاری کڑوا اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب اور مضبوط اوٹ کر دی۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۱ میں بھی یہ مضمون اس طرح ہے اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کیا وہ جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے بلکہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ یہ اور اس قسم کی آیتوں پر غور کرنے سے رب ذوالجلال کی قدرت اور اس کی وحدانیت کا علم و احساس ہوتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۶﴾ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں ﴿فاطر ۱۳۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُوْلِجُ وہ داخل کرتا ہے الَّيْلَ رات کو فِي النَّهَارِ دن میں وَيُوْلِجُ اور داخل کرتا ہے

النَّهَارَ دن کو فِي الَّيْلِ رات میں وَسَخَّرَ اوراس نے کام پر لگا دیا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو كُلٌّ يَّجْرِيْ ہرایک چل رہا ہے لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ایک وقت مقرر تک ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یہی اللہ ہے رَبُّكُمْ تمہارا رب لَهُ اسی کی ہے الْمُلْكُ بادشاہی وَالَّذِيْنَ اوروہ جن کو تَدْعُوْنَ تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا مَا يَمْلِكُوْنَ وہ اختیار نہیں رکھتے مِنْ قِطْمِيْرٍ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر تم پکاروان کو لَا يَسْمَعُوْا وہ نہیں سنیں گے دُعَآءَكُمْ تمہاری پکار کو وَلَوْ اوراگر سَمِعُوْا وہ سن بھی لیں مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وہ تمہیں جواب نہیں دیں گے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن يَكْفُرُوْنَ وہ انکار کردیں گے بِشِرْكِكُمْ تمہارے شرک کا وَلَا يُنَبِّئُكَ اور خبر نہیں دے گا آپ کو مِثْلُ خَبِيْرٍ مانند خوب خبردار کے

ترجمہ:۔ وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی بادشاہی ہے اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک نہیں O اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کرسکیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کردیں گے اور (اللہ) باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔

۲۔اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہے۔

۳۔ان میں سے ہر ایک کسی مقررہ میعاد کے لئے رواں دواں ہیں۔

۴۔یہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔ ۵۔ساری بادشاہی اسی کی ہے۔

۶۔اسے چھوڑ کر جن جھوٹے خداوں کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

۷۔اگر تم انکو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار سنیں گے ہی نہیں۔

۸۔اگر سن بھی لیں تو وہ تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔

۹۔قیامت کے دن وہ خود تمہارے شرک کی تردید کریں گے۔

۱۰۔جس ذات کو تمام باتوں کی مکمل خبر ہے اسکے برابر تمہیں کوئی اور صحیح بات نہیں بتائے گا۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمارہے ہیں اور ان معبودانِ باطل کی حقیقت کو بھی بیان کررہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ جسکی سب کو عبادت کرنی چاہیئے وہ ایسی قدرت والا ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں، جس سے کبھی رات لمبی ہوتی ہے تو کبھی دن لمبا ہوتا

ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات دن میں داخل ہوتی ہے تو دن کا حصہ لمبا ہوتا ہے جیسا کہ ہم موسم گرما میں دیکھتے ہیں کہ دن لمبا ہوجاتا ہے، ایسے ہی جب دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو رات کا وقت بڑھ جاتا ہے اور اس رات کے حصہ میں زیادتی ہوتی ہے جیسا کہ سردیوں کے دنوں میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ رات اور دن کی ایک حد مقرر ہے کہ وہ اس حد کو پار نہیں کرسکتے اور نہ ہی اس حد میں کمی کرسکتے ہیں بلکہ جس قدر ان کے لئے کام مقرر کیا گیا ہے وہ اتنا ہی کرتے ہیں نہ زیادہ اور نہ کم۔

اسی طرح سورج اور چاند بھی اللہ کے حکم سے مامور ہیں وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر نکلتے ہیں اور مقررہ وقت پر غائب ہوجاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے ہیں اس میں انکا کوئی بس نہیں چلتا کہ اپنی مرضی سے آئیں اور اپنی مرضی سے جائیں، تو جسکے حکم سے یہ ساری چیزیں کام کررہی ہیں وہی تم سب کا بھی رب ہے اور وہی تمام مخلوقات کا بادشاہ بھی ہے چاہے وہ انسان ہوں یا جن، حیوانات ہوں یا جمادات ونباتات، چاند وسورج ہوں یا زمین وآسمان سب کے سب اسی رب ذوالجلال کی ملکیت ہیں ان سب پر اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ عظیم ذات جسکے قبضہ میں سب کچھ ہے، اس کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ تمہارے کسی کام کے نہیں ہیں حتی کہ وہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک سی پرت ہوتی ہے اتنی معمولی سی چیز بھی بنا نہیں سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ’’قطمیر‘‘ عموما چھلکے کو کہتے ہیں لیکن لفظا اسکے معنی اس پرت کے ہیں جو گٹھلی کے اوپر ہوتی ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ ص،۱۴)

آگے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ تمہارے باطل معبود ایسے ہیں کہ اگر تم انہیں اپنی مدد کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے پکاروگے تو انکے اندر اتنی بھی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ تمہاری پکار کو سن سکیں، یہ اتنے بے بس ولاچار ہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں جو کہ محال ہے تب بھی یہ لوگ تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے اور ہاں! تم اس دنیا میں جو انکی عبادت کررہے ہو اور سمجھ رہے ہو کہ یہ ہمیں عذاب سے بچائیں گے یا ہماری سفارش کریں گے ایسا کچھ ہونے والا نہیں ہے بلکہ جب قیامت کا دن ہوگا اور جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو جب اللہ بولنے کی صلاحیت عطا کرے گا تو وہ لوگ اس وقت تمہارے شرک کی تردید کریں گے کہ ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس کی عبادت کرتے تھے؟ اور ہم نے بھی ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کرو، یہ ہے تمہارے معبودوں کا حال مگر دوسری طرف وہ مالک الملک رب کائنات ہے جسے سب کچھ پتا ہے کہ تم کیا کرتے تھے؟ کیا کروگے اور کیا کرنے والے ہو؟ وہ تمہیں بتائے گا سب کچھ کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟۔ امام سدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ یہ باطل معبود اس شخص کی دعا نہیں سن سکتے جو اللہ کو چھوڑ کر ان سے دعا مانگتا ہے اور اسکی عبادت کرتا ہے اور فرمایا کہ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بالفرض تمہاری دعا سن بھی لیں تب بھی یہ لوگ تمہاری کسی قسم کی بھلائی کے ذریعہ مدد نہیں کرپائیں گے اور وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ کا مطلب

یہ ہے کہ تم جن معبودوں کی عبادت کر رہے ہو وہ معبود اسکا انکار کریں گے کہ انہوں نے ہماری عبادت نہیں کی یا یہ کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کرنے کو نہیں کہا تھا۔ (الدر المنثور۔ج۔۷۔ص۔۱۵)

﴿درس نمبر ۱۷۲۷﴾ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو ﴿فاطر ۱۵۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ○ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ تم سب محتاج ہو اِلَى اللّٰهِ اللہ کے وَاللّٰهُ اور اللہ هُوَ الْغَنِيُّ وہی ہے بہت بے نیاز الْحَمِيْدُ لائق حمد وثنا اِنْ يَّشَاْ اگر وہ چاہے يُذْهِبْكُمْ تمہیں لے جائے وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور لے آئے ایک نئی مخلوق وَمَا اور نہیں ہے ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یہ اللہ پر بِعَزِيْزٍ کچھ مشکل

ترجمہ:۔ لوگو! تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے پرواہ سزاوارِ حمد (وثنا) ہے ○ اگر چاہے تو تم کو نابود کر دے اور نئی مخلوقات لا آباد کرے ○ اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو۔ ۲۔ اللہ بے نیاز ہے وہ ہر تعریف کا بذات خود مستحق ہے۔

۳۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق وجود میں لے آئے۔

۴۔ یہ کام اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم سب اللہ ہی کے محتاج ہو، اسلئے کہ اسکے علاوہ کسی میں کائنات کو چلانے کی طاقت وقدرت نہیں ہے جیسا کہ تم نے اے مشرکو! پچھلی آیتوں میں دیکھ لیا کہ تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کسی کام کے نہیں ہیں، نہ تمہاری دعا کو وہ لوگ سن سکتے ہیں اور نہ اسے پورا کرنے کی ان میں کوئی طاقت ہے وہ بھی اللہ ہی کے محتاج ہیں اور تم سب بھی، لیکن وہ اللہ کسی کا محتاج نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے وہ سب کو عطا کرنے والا ہے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں، وہی سب کو پالنے والا ہے اسکے مقابلے میں کوئی نہیں، لہٰذا اسی اللہ کی عبادت کرو جسکے اختیار میں سب کچھ ہے، تمہارا جینا، مرنا، روزی، روٹی، صحت و بیماری، زندگی اور موت، نفع اور نقصان، کامیابی اور ناکامی سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس سے مانگو گے تو تمہیں دیا جائے گا کسی اور سے مانگو گے تو شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور اگر تم لوگ ان شرکیہ کاموں سے باز نہیں آ وگے تو اللہ تعالیٰ تم سب کو موت دے گا اور تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیگا جو صرف اسی کی عبادت کرے گی، اللہ کو تمہاری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، تم نہیں تو کوئی اور اسکی عبادت کرے گا، اسلئے اگر تم اسکی عبادت کرو گے تو اسکا فائدہ تمہیں خود

ہوگا اور یہ سب کچھ کرنا یعنی تمہیں موت دیکر دوسری قوم کو لانا اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ اسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے تو پھر سے تمہیں موت دینا اور تمہاری جگہ دوسروں کو لے آنا اسکے لئے آسان کام ہے جیسا کہ تم نے دیکھ لیا کہ تم سے پہلے کتنی قومیں اس دنیا میں گذری ہیں جنکا آج اس دنیا میں نام وشان تک باقی نہیں ہے ایسا ہی تمہارا حال بھی ہوگا۔ اس لئے اس اللہ سے ڈرو جو اونچی شان والا ہے اور سب کا مالک ہے اور اسی کی عبادت کرو اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اسی کی طرف لوٹو، اس سے پہلے کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۸﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ﴿فاطر ۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَا تَزِرُ اور بوجھ نہیں اٹھائے گا وَازِرَةٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا وِّزْرَ اُخْرٰى دوسرے کا بوجھ وَاِنْ تَدْعُ اور اگر بلائے گا مُثْقَلَةٌ کوئی بوجھ لدا شخص اِلٰى حِمْلِهَا اپنے بوجھ کو لَا يُحْمَلْ اٹھایا نہیں جائے گا مِنْهُ اس میں سے شَيْءٌ کچھ بھی وَّلَوْ كَانَ اگرچہ وہ ہو ذَا قُرْبٰى قریبی رشتے دار ہی اِنَّمَا تُنْذِرُ بس آپ تو ڈراتے ہیں الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو يَخْشَوْنَ ڈرتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور وہ نماز قائم کرتے ہیں وَمَنْ اور جو تَزَكّٰى پاک ہوگیا فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى تو بس وہ پاک ہوتا ہے لِنَفْسِهٖ اپنے ہی لئے وَاِلَى اللّٰهِ اور اللہ ہی کی طرف الْمَصِيْرُ لوٹ کر جانا ہے

ترجمہ:۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت دار ہی ہو (اے پیغمبر!) تم انہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہو جو بِن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز بالالتزام پڑھتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۲۔ جس کسی پر بڑا بوجھ لدا ہوا اگر وہ کسی اور کو اس بوجھ کے اٹھانے کی دعوت دیگا تو وہ اس میں سے کچھ بھی اٹھا نہیں پائے گا اگرچہ کہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔اے پیغمبر! آپ انہی لوگوں کوخبر دار کرسکتے ہو جو اپنے رب کو بغیر دیکھے ڈرتے ہیں۔
۴۔جنہوں نے نماز بھی قائم کی ہو۔ ۵۔جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی پاک ہوتا ہے۔
۶۔آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ جب تم سب مر کر دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور اپنے حساب وکتاب کے لئے جب اللہ تعالی کے پاس آوگے تو اس وقت جس پر گناہ کا جو بوجھ ہے وہی اس بوجھ کو اٹھائیگا، دوسروں کے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر کوئی نہیں لے گا چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا، بیوی ہو یا شوہر، دوست ہو یا کوئی اور رشتہ دار کوئی اس وقت کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ہر ایک کو اپنے گناہوں کی فکر لگی ہوگی کہ کہیں میرے ایک گناہ کی وجہ سے مجھے دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے، اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اگر کوئی کسی کو بلاتا ہے کہ میرے اس گناہ کو تم اپنے سر لے لو تو وہ اس سے انکار کردے گا اگر چہ کہ باپ ہی اپنے بیٹے کو کیوں نہ بلائے کہ اے بیٹے! میں نے اس دنیا میں تمہارے ساتھ کس قدر حسن سلوک کیا؟ اور تمہاری ہر خواہش پوری کی آج تم میری کچھ مدد کردو، میرے اس گناہ کے بوجھ کو اپنے سر لے لو تب وہ بیٹا اپنے باپ سے کہے گا کہ مجھے بھی وہی ڈر ہے جو آپ کو ہے کہ اگر میرا کوئی گناہ بڑھ گیا تو مجھے جہنم میں جانا نہ پڑے اس لئے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا،لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا (سورۂ لقمان ۳۳) نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ ہی بیٹا اپنے باپ کے۔حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر میرے والد سے کہا کہ کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا سچ کہہ رہے ہو؟ تو میرے والد نے کہا ہاں! میں اسکی گواہی دیتا ہوں کہ یہ میرا بیٹا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکی اس بات پر مسکرائے کیونکہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ میں انکا بیٹا ہوں کیونکہ میری شباہت اس جیسی تھی اور انہوں نے اس بات پر قسم کھائی تھی اس وجہ سے اور فرمایا کہ اسکے جرم سے تمہیں کوئی نقصان (قیامت کے دن) نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہارے جرم سے اسے کوئی نقصان ہوگا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (ابوداؤد ۴۴۹۵) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو پڑوسی اپنے پڑوسی سے چمٹ جائے گا اور کہے گا کہ اے رب! اس سے پوچھئے کہ وہ مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کیا کرتا تھا اور کافر بھی قیامت کے دن مومن سے چمٹ جائے گا اور کہے گا کہ اے مومن! میرا تجھ پر احسان تھا اور تو جانتا ہے کہ میں دنیا میں کیسا تھا؟ تو آج مجھے تیری ضرورت ہے، اس پر مومن بندہ اللہ سے اسکی سفارش کرے گا تو اللہ تعالی اس کافر کے عذاب کو تھوڑا سا ہلکا کردے گا مگر وہ جہنم میں ہی رہیگا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باپ اپنے

بیٹے سے کہے گا کہ اے بیٹے! میں دنیا میں تیرا کیسا والد تھا؟ تو وہ اپنے باپ کی تعریف کرے گا یعنی بہت اچھے والد تھے، اس پر وہ باپ کہے گا کہ اے بیٹے! آج مجھے تیری نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکی کی ضرورت ہے تا کہ میں اس عذاب سے بچ جاوں، اس پر بیٹا کہے گا کہ اے ابا جان! یقیناً آپ نے بہت معمولی سی چیز مانگی ہے مگر میں آپ کو نہیں دے سکتا مجھے بھی وہی خوف ہے جو آپ کو ہے، یہ سن کر وہ باپ اپنی بیوی سے کہے گا کہ اے میری زوجہ! میں دنیا میں تیرا کیسا شوہر تھا؟ اس پر وہ بیوی اسکی تعریف کرے گی کہ بہت اچھے شوہر تھے، اسکے بعد وہ اپنی بیوی سے بھی ایک ذرہ برابر نیکی مانگے گا اس پر وہ بیوی بھی وہی جواب دے گی جو بیٹے نے دیا، پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِھَا اگر کوئی بوجھ بردار قیامت کے دن کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلئے بلائے گا تو کوئی اسکا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۱۷) اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرمارہے ہیں کہ اے محمد! تم اس عذاب سے ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہو جو کہ قیامت کے دن کے اللہ کی سزاوں سے اسے بغیر دیکھے ڈرتے ہوں، انہوں نے مجھے دیکھا تو نہیں لیکن انکا ایمان مجھ پر ہے اس کتاب پر ایمان لانے کی وجہ سے جو میں نے بھیجی ہے اور وہ آپ پر بھی ایمان لانے والے ہیں، اس لئے ایسے لوگوں کو اس دن کے عذاب سے ڈرانا فائدہ مند ہوتا ہے نہ کہ ان لوگوں کو جو قیامت کے دن کو سچا ہی نہیں سمجھتے اور یہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ اسکے دئے گئے احکامات کو بھی پورا کرتے ہیں یعنی نماز وغیرہ ادا کرتے ہیں اور یہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں، گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اللہ کی اطاعت کرکے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کررہے ہیں تو اسکا فائدہ انہی لوگوں کو ہوگا کہ یہ لوگ قیامت کے عذاب سے بچ جائیں گے اور اس دنیا کو چھوڑ کر ایک دن سب کو اللہ کی طرف جانا ہے اس دن انہیں اس عبادت کا فائدہ ہوگا اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اور اپنے کفر میں ہی رہے ایسے لوگوں کو اس دن عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۹﴾ مومن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے ﴿فاطر ۱۹۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ○ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ○ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ○ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ج وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَمَا یَسْتَوِی اور برابر نہیں ہوسکتا الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اندھا اور دیکھنے والا وَلَا الظُّلُمٰتُ اور نہ اندھیرے وَلَا النُّوْرُ اور نہ روشنی وَلَا الظِّلُّ اور نہ سایہ وَلَا الْحَرُوْرُ اور نہ دھوپ

وَمَا يَسْتَوِي اور نہیں برابر ہو سکتے الْاَحْيَآءُ زندے وَلَا الْاَمْوَاتُ اور نہ مردے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ يُسْمِعُ سنوا دیتا ہے مَنْ يَّشَآءُ جسے چاہتا ہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ اور آپ نہیں سنا سکتے مَّنْ ان کو جو فِي الْقُبُوْرِ قبروں میں ہیں

ترجمہ:۔ اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں O اور نہ اندھیرا اور روشنی O اور نہ سایہ اور دھوپ O اور نہ زندے اور مُردے برابر ہو سکتے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ ۲۔ نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۔ نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہو سکتے ہیں۔ ۴۔ زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بات سنوا دیتا ہے۔ ۶۔ تم انکو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں۔

اِن آیتوں میں چند مثالیں دیکر ہدایت اور گمراہی نیز مومن اور کافر میں جو فرق اور تضاد ہے بیان کیا جارہا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اندھے اور دیکھنے والے شخص کی مثال دیکر فرمایا کہ ایک اندھا جو دیکھ نہیں سکتا اور ایک بینا ہے جو سب کچھ دیکھ سکتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک آدمی اپنی نظروں سے سب کچھ دیکھ سکتا ہے اور دیکھ کر اپنی رائے اور اپنا راستہ منتخب کر سکتا ہے مگر دوسری جانب ایک نابینا ہے جو کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اپنے راستہ کا انتخاب کر سکتا ہے، اسی طرح ایک مومن جو اپنے ایمان کی دولت سے ہدایت کے راستے کو دیکھتا ہے یہ کام وہ کافر نہیں کر سکتا، اس لئے کہ وہ تو نابینا ہے، اسکے پاس ایمان کی روشنی نہیں ہے جس سے وہ ہدایت کا راستہ دیکھ سکے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کے لئے دی ہے کہ جیسے یہ اور وہ برابر نہیں ہو سکتے ایسے ہی مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۱۷) اس طرح کی مثالیں قرآنِ مجید کی دیگر آیات میں بھی دی گئی ہیں۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۶ میں کہا گیا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان کرتا ہے دو شخصوں کی جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیجا جائے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا کیا یہ شخص اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً برابر نہیں ہو سکتے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی یہ مضمون اس طرح ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ کہہ دیجئے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟ کیا اندھیریاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہو سکتے کہ روشنی میں تو انسان اپنے سارے کام اچھے طریقے سے انجام دے سکتا ہے مگر اندھیرے میں وہ کوئی کام نہیں کرسکتا ایسے ہی ایمان کی مثال ایک روشنی کی سی ہے اور کافر کی مثال اندھیرے کی طرح ہے اور یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ایک کا مقام تو اللہ کے نزدیک اونچا ہے اور دوسرے کا کم سے کم تر، اور نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ سایہ تو راحت پہنچاتا ہے اور دھوپ کی شدت سے آدمی پریشان ہوتا ہے۔ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ سے مراد کافر اور مومن ہے وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوۡرُ سے مراد کفر اور ایمان ہے اور وَلَا الظِّلُّ وَلَا الۡحَرُوۡرُ سے مراد جنت اور جہنم ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زندہ اور مردہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے یعنی جن کے دل زندہ ہیں اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اللہ کی نازل کردہ کتاب کی سچائی کو ماننے کی وجہ سے ان کا درجہ تو بلند سے بلند تر ہے اور جن کے دل مردہ ہیں کفر کے ان پر غالب ہونے کی وجہ سے تو وہ اللہ کے حکموں اور ان چیزوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے جس سے انکو روکا گیا۔ ان کا تو رب ذوالجلال کے پاس کوئی درجہ اور مقام ہی نہیں ہے۔ یہ تمام کی تمام مثالیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کے لئے دی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی اہمیت مومن کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۲۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا مضمون بیان فرمایا مَثَلُ الۡفَرِيۡقَيۡنِ كَالۡاَعۡمٰى وَالۡاَصَمِّ وَالۡبَصِيۡرِ وَالسَّمِيۡعِ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ ان دو لوگوں کی مثال جیسے کہ اندھے اور بہرے، بینا اور سننے والے کی طرح ہیں تو کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی بات جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر آپ مردہ قوموں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اس آیت کے دو مطلب مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ پہلا مطلب یہ ہے کہ یہاں سنانے سے مراد ہدایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہدایت سے نواز سکتا ہے، جسے چاہے وہ سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا نہیں کر سکتے آپ کی بات تو وہی مانتے ہیں جو اللہ کو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں جیسا کہ پچھلی آیت میں بیان فرمایا گیا لیکن آپ ایسے شخص کو ہدایت کے راستے پر نہیں لا سکتے جنکے دل کفر کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہوں کہ اب ان پر آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور آپ کا کام بھی کسی کو ہدایت پر لانا نہیں ہے یہ تو اللہ کا کام ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے بلکہ آپ کا کام تو لوگوں کو جہنم سے ڈرانا اور جنت کی بشارتیں سنانا اور ہمارا پیغام ان تک پہنچانا ہے، امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التفسیر المنیر (ج،۲۲۔ص،۲۵۵) میں یہی مطلب اس آیت کا بیان فرمایا اور دوسرا مطلب جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا وہ یہ کہ اس آیت سے مراد مردوں کو سنانے اور نہ سنانے سے ہے (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۸) جس کی تفصیل سورۂ نور کی آیت نمبر ۵۲ میں گزر چکی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۰﴾ **کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی خبر دار کرنے والا نہ آیا ہو** ﴿فاطر ۲۳ ـ تا ـ ۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ O اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ O وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ج جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ O ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِنْ اَنْتَ نہیں ہیں آپ اِلَّا نَذِيْرٌ مگر ڈرانے والے اِنَّآ بلا شبہ ہم نے اَرْسَلْنٰكَ بھیجا ہے آپ کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اور نہیں کوئی امت اِلَّا خَلَا مگر گزرا ہے فِيْهَا اس میں نَذِيْرٌ ایک ڈرانے والا وَاِنْ اور اگر يُّكَذِّبُوْكَ وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں فَقَدْ كَذَّبَ تو تحقیق جھٹلایا تھا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے جَآءَتْهُمْ آئے تھے ان کے پاس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ وَبِالزُّبُرِ اور صحیفوں کے ساتھ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ اور روشن کتاب کے ساتھ ثُمَّ اَخَذْتُ پھر میں نے پکڑ لیا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فَكَيْفَ كَانَ تو (دیکھو) کیسے (نازل) ہوا (ان پر) نَكِيْرِ میرا عذاب

ترجمہ: ۔تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو O ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے O اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آتے رہے O پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا؟۔

تشریح: ۔ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔آپ تو بس خبر دار کرنے والے ہیں۔

۲۔ہم نے آپ کو حق بات دے کر اس طرح بھیجا ہے کہ آپ خوشخبری دو اور خبر دار کرو۔

۳۔کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی خبر دار کرنے والا نہ آیا ہو۔

۴۔اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا ہے

۵۔ان کے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر، صحیفے لے کر اور روشنی پھیلانے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

۶۔پھر جن لوگوں نے انکار کی روش اپنائی تھی میں نے انہیں پکڑ میں لے لیا۔

۷۔اب دیکھو کہ میری سزا کیسی تھی؟

نبی رحمت ﷺ کا کیا کام ہے؟ یہاں بیان فرمایا گیا ہے کہ آپ کا کام تو لوگوں کو جہنم سے ڈرانا ہے اگر وہ لوگ نافرمانی کریں۔ کیونکہ ہم نے آپ کو بھیجا ہی ہے حق بات دیکر کہ آپ اس حق بات یعنی ایمان باللہ اور شریعت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور کلام اللہ کے ذریعہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور بے ایمانوں کو اور برے اعمال کرنے والوں کو جہنم سے ڈرائیں اور ایسا بھی نہیں کہ یہ ذمہ داری صرف آپ پر ڈالی گئی ہو بلکہ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان سب پر بھی یہی ذمہ داری ڈالی گئی تھی کہ ہر امت میں ہم نے ایسا ڈرانے والا بھیجا ہے، جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی اللہ تعالی نے یہی فرمایا وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے۔ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۷۲ میں کہا گیا وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِیۡهِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ جن میں ہم نے ڈرانے والے رسول بھیجے تھے۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہر قوم کے پاس ایک نبی بھیجا سوائے عرب کے کہ انکے پاس نبی رحمت ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴۔ص، ۳۴۰) اللہ تعالی اپنے نبی کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! ان تمام چیزوں کے آپ کے پاس آنے اور آپ کو نبی بنا کر بھیجنے کے بعد جب آپ ان کفار قریش کو اسلام کی طرف بلائیں اور یہ لوگ اسلام قبول نہ کریں اور آپ کو نبی ماننے سے انکار کریں اور جھٹلائیں تو آپ ان کی اس حرکت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ ہر امت کے لوگوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام ان کے پاس کھلے کھلے معجزات اور واضح کتاب یعنی تورات، زبور، انجیل وغیرہ کہ جس میں انکے لئے سب کچھ رہنمائی تھی لے کر آئے تب بھی ان لوگوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا یعنی انہیں ماننے سے انکار کیا۔ اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کا انجام یوں بیان کیا گیا وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ (التغابن ۱۰) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر ۱۸ میں کہا گیا وَلَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تو دیکھو! ان پر میرا عذاب کیسا ہوا؟ سورۃ المرسلٰت میں متعدد بار یہ بات کہی گئی ہے کہ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ۔ جب یہ لوگ اپنی اس حرکت پر اڑے رہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے لاکھ سمجھانے کے باوجود ان کا کہنا نہ مانا اس وقت ہم نے انکی گرفت کی اور انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا جس کی گواہی انکی ویران بستیاں دے رہی ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح کا عذاب ہم نے ان پر بھیجا تھا؟ یہ تو دنیا میں انکے لئے سزا کو جلدی بھیجا گیا اور آخرت میں تو انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا، لہٰذا اگر آپ کی امت بھی اس طرح کرے گی اور آپ کا کہنا نہیں مانے گی تو ہم بھی اسے اسی طرح عذاب دیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۱﴾ ہم نے پانی کے ذریعہ رنگ برنگے پھل اُگائے ﴿فاطر ۲۷-۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ نے اَنْزَلَ نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی فَاَخْرَجْنَا پھر ہم نے نکالے بِهٖ اس کے ذریعے سے ثَمَرٰتٍ ایسے پھل مُّخْتَلِفًا مختلف ہیں اَلْوَانُهَا ان کے رنگ وَمِنَ الْجِبَالِ اور پہاڑوں میں جُدَدٌ گھاٹیاں ہیں بِيْضٌ وَّحُمْرٌ سفید اور سرخ مُّخْتَلِفٌ مختلف ہیں اَلْوَانُهَا ان کے رنگ وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ اور بہت گہرے سیاہ وَمِنَ النَّاسِ اور انسانوں میں سے وَالدَّوَآبِّ اور جانوروں وَالْاَنْعَامِ اور چوپایوں مُخْتَلِفٌ مختلف ہیں اَلْوَانُهٗ ان کے رنگ كَذٰلِكَ اسی طرح اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ بس ڈرتے ہیں اللہ سے مِنْ عِبَادِهٖ اس کے بندوں میں سے الْعُلَمٰٓؤُا علماء ہی اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ عَزِيْزٌ خوب غالب ہے غَفُوْرٌ بہت بخشنے والا ہے

ترجمہ:۔ کیا تمنے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں ○ انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں بیشک اللہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا؟

۲۔ پھر ہم نے اسکے ذریعہ رنگ برنگے پھل اگائے۔

۳۔ پہاڑوں میں بھی ایسے ٹکڑے ہیں جو رنگ برنگ سفید، سرخ اور کالے سیاہ ہیں۔

۴۔ انسانوں، جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں جنکے رنگ مختلف ہیں۔

۵۔ اللہ سے اسکے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

۶۔ یقیناً اللہ صاحب اقتدار بھی ہے اور بہت بخشنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس پانی

کے ذریعہ مختلف رنگوں کے پھل اگاتا ہے جیسے کے ہرے، سفید، لال، پیلے وغیرہ کہ یہ پھل رنگ میں مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ مزے میں بھی مختلف ہوتے ہیں کہ ہر ایک پھل کا مزہ دوسرے پھل سے جدا جدا ہوتا ہے، ایسے ہی اس نے پہاڑوں کو بھی پیدا کیا جن کی رنگتیں مختلف ہیں جیسے کہ بعض پہاڑ سفید ہوتے ہیں تو بعض لال اور بعض بہت کالے اور جس طرح یہ پھل اور پہاڑ مختلف رنگ کے اللہ تعالی نے پیدا فرمائے اسی طرح اللہ تعالی نے انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کو بھی مختلف رنگوں والا بنایا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی انسان گورا ہوتا ہے تو کوئی کالا، کوئی سرخی مائل ہوتا ہے تو کوئی گندمی رنگ کا یہ سب اللہ تعالی کی قدرت ہے کہ ہر کسی کی ایک ہی قسم ہے یعنی پہاڑ ہو یا پھل ہو یا انسان مگر ان میں ہر ایک کا رنگ، نسل، مزہ اور خصوصیت سب ایک دوسرے سے الگ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا سے مراد یہ کہ لال، سفید، ہرا اور کالا وغیرہ یہ مختلف رنگ پھلوں وغیرہ کے ہیں تو اسی طرح لال، کالا، سفید یہ انسانوں اور جانوروں کے رنگ ہیں۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۹) سورۂ روم کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَاَلۡوَانِكُمۡ اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش بھی ہے اور تمہارے رنگ اور زبانوں کا مختلف ہونا بھی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ کا رب رنگتا بھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! وہ رنگ بھی ایسا کہ جو پھیکا نہ پڑے، لال، پیلا اور سفید۔ (مسند البزار۔ج،۱۱۔ص،۳۰۴) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی کو بن دیکھے جو ڈرتا ہے وہ عالم ہوتا ہے، جسے اللہ تعالی کی قدرت کا اور اسکی وحدانیت کا پورا پورا علم ہوتا ہے، یہی علم اسے اللہ سے ڈرنے پر مجبور کرتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ علماء وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں یہ پتا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۰) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم زیادہ باتوں کو جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ علم اللہ سے ڈرنے کا نام ہے۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۰) حضرت حیان التیمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عالم تین طرح کے ہوتے ہیں۔(۱) جو اللہ کو اور اسکے احکامات کو جانتا ہو (۲) جو اللہ کو جانتا ہو مگر اللہ کے احکامات سے واقف نہ ہو (۳) جو اللہ کے احکامات کو جانتا ہو مگر اللہ کو نہ جانتا ہو یعنی اس کی قدرت کو، تو جو عالم اللہ اور اسکے احکامات کو جانتا ہو وہ ایسا ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ کے حدود یعنی حلال وحرام اور فرائض سے بھی واقف ہے، اور جو عالم اللہ کو جانتا ہے لیکن اسکے احکامات سے واقف نہیں تو ایسا عالم اللہ سے تو ڈرتا ہے لیکن اسکے حدود و فرائض کو نہیں جانتا اور جو عالم اللہ کے احکامات کو جانتا ہے لیکن اللہ کی قدرت سے غافل ہو تو ایسا عالم اللہ کے حدود و فرائض سے تو واقف ہوتا ہے لیکن اللہ سے نہیں ڈرتا۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۰) اور حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی کے عالم ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ

اسے اسکے عمل پر فخر ہو۔ (سنن الدارمی ۲۲ ۳:) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ سے ڈرنے والا اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والا بنائے آمین۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے گا اور اسکے نبی کو جھٹلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اسکا انتقام لینے پر قادر ہے اور لے کر رہے گا، لیکن اگر کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ کی جانب رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

پھلوں کی پیدائش کا ذکر مختلف آیات میں موجود ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۵۷ میں کہا گیا فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ پھر اس بادل سے ہم نے پانی برسایا پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالے۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۹۹ میں کہا گیا وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔

(درس نمبر ۱۷۳۲) یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی (فاطر ۲۹-۳۰)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ بلاشبہ وہ لوگ جو يَتْلُوْنَ تلاوت کرتے ہیں كِتٰبَ اللّٰهِ اللہ کی کتاب کی وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کرتے ہیں وَاَنْفَقُوْا اور خرچ کرتے ہیں مِمَّا اس میں سے جو رَزَقْنٰهُمْ ہم نے ان کو دیا سِرًّا وَّعَلَانِيَةً پوشیدہ اور علانیہ يَّرْجُوْنَ وہ امید کرتے ہیں تِجَارَةً ایسی تجارت کی لَّنْ تَبُوْرَ جو ہرگز نقصان والی نہیں لِيُوَفِّيَهُمْ تاکہ ان کو پورے دے اُجُوْرَهُمْ ان کے اجر وَيَزِيْدَهُمْ اور زیادہ دے ان کو مِّنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے اِنَّهٗ بے شک وہ غَفُوْرٌ بہت بخشنے والا شَكُوْرٌ قدردان ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی ۝ کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ ۲۔ جنہوں نے نماز کی پابندی رکھی۔
۳۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ نیکی کے کاموں میں خفیہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں۔
۴۔ یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔
۵۔ تاکہ اللہ ان کو ان کا پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے۔
۶۔ یقیناوہ بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔

جولوگ اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی کتاب یعنی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تا کہ اس میں بیان کئے گئے احکامات کا انہیں پتہ چلے اور پھر فرض نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ تعالی نے انہیں جو مال دیا ہے اس میں سے وہ لوگ چھپ چھپا کر اور دیکھ دکھا کر خرچ کرتے ہیں جبکہ دکھا کر دینے میں ریاکاری کی نیت نہ ہوتا کہ انہیں اس عمل کے بدلے میں ثواب ملے تو ایسے لوگوں کا یہ عمل گویا کہ ایک تجارت ہے اور تجارت بھی ایسی کہ اس تجارت میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے، اسی حقیقت کو اللہ تعالی اگلی آیت میں بیان فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ جو بھی نیک عمل اس دنیا میں کریں گے انکے اس عمل کے بدلہ میں جو ثواب انہیں ملنا چاہئے وہ ثواب انہیں پورا پورا عطا کیا جائے گا، ایک رتی برابر بھی انکے ثواب میں کمی نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالی تو انہیں انکے اس ثواب میں اور زیادہ دیں گے کہ جس کے ساتھ انہوں نے یہ تجارت کی ہے وہ تو بڑا قدردان ہے کہ انکے اس عمل کی اسکے پاس بڑی قدر و قیمت ہے اسی وجہ سے انکے عمل کے ثواب میں اضافہ کرے گا اور اگر اس عمل میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو وہ اس کوتاہی سے صَرفِ نظر کرے گا اور انہیں بخش دے گا۔ آج کل کے ماحول میں ہم سامان کی خرید و فروخت اور اس پر زیادہ مال ملنے کو تجارت سمجھتے ہیں جبکہ یہ حقیقی تجارت نہیں کیونکہ اس تجارت کے بدلہ میں جو نفع ہمیں ملے گا وہ ختم ہونے والا ہے، باقی رہنے والا نہیں ہے، لیکن اسکے برخلاف حقیقی تجارت تو وہ ہے جسے اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ اس دنیا میں اپنے اعمال کے بدلہ ثواب کا کمانا یہ اصل تجارت ہے جو کہ کبھی نقصان میں بھی نہیں جائے گی اور اس تجارت کا نفع بھی ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس تجارت پر نفع دینے والا اتنا مہربان ہے کہ جو نفع اس تجارت پر تجارت کرنے والے کو ملنا چاہئے اس سے بڑھ کر وہ اسے عطا کرتا ہے، تو انسان ہمیشہ وہی تجارت کرنے کا خواہش مند رہتا ہے جس میں نفع زیادہ ہو، اس لئے ہر کسی کو یہ تجارت کرنا چاہئے یعنی نیک اعمال کرنا، اللہ کی اطاعت کرنا اور گناہوں سے بچے رہنا چاہئے تا کہ آخرت کی زندگی پرسکون گذرے۔

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مشن کا ایک اہم ترین حصہ تلاوتِ قرآن بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (البقرہ ۱۲۹) اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری

آیتیں پڑھے انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲ میں تلاوتِ قرآن کی افادیت یوں بیان کی گئی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰۷ میں تلاوت کا اثر بیان کیا گیا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ تلاوتِ قرآن کے بعد نماز کی پابندی کا ذکر کیا گیا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں نمازوں کی پابندی کا حکم یوں دیا گیا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ نماز کی پابندی کے تذکرہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا کہ پوشیدہ اور علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب یوں دی گئی ہے اور اس پر بشارتیں بھی سنائی گئی ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ میں کہا گیا اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ تلاوتِ قرآن، پابندیِ نماز اور راہِ خداوندی میں خرچ کرنے والے ایسی کامیاب اور نفع بخش تجارت میں اپنی توانائی صرف کر رہے ہیں جس میں نقصان کا امکان ہی نہیں ہے بلکہ نفع ہی نفع اور کامیابی ہی کامیابی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۳﴾ تلاوتِ قرآن، اقامتِ صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت ﴿فاطر ۳۱-۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالَّذِيْۤ اور وہ جو اَوْحَيْنَاۤ ہم نے وحی کی اِلَيْكَ آپ کی طرف مِنَ الْكِتٰبِ کتاب سے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والی ہے لِّمَا اس کی جو بَيْنَ يَدَيْهِ اس سے پہلے سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کے ساتھ لَخَبِيْرٌ البتہ خوب خبردار ہے بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا پھر ہم نے وارث کیا الْكِتٰبَ کتاب کا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہیں اصْطَفَيْنَا ہم نے

چن لیا مِنۡ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے فَمِنۡهُمۡ پھر بعض تو ان میں سے ظَالِمٌ ظلم کرنے والے ہیں لِّنَفۡسِهٖ اپنے آپ پر وَمِنۡهُمۡ اور بعض ان میں سے مُّقۡتَصِدٌ میانہ رو ہیں وَمِنۡهُمۡ اور بعض ان میں سے سَابِقٌۢ سبقت کرنے والے ہیں بِالۡخَيۡرٰتِ نیکیوں میں بِاِذۡنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے ذٰلِكَ هُوَ یہی ہے وہ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ بہت بڑا فضل

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے O پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رَو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں یہی بڑا فضل ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعہ جو کتاب بھیجی ہے وہ سچی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی آئی ہے۔

۲۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

۳۔ ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے انکو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔

۴۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

۵۔ انہی میں سے کچھ ایسے ہیں جو درمیانی درجہ کے ہیں۔

۶۔ کچھ وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۷۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کی حقیقت اور سچائی بیان فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے جو کتاب آپ کی جانب وحی کی ہے اور جبرئیل علیہ السلام کے وسیلہ سے آپ تک پہنچایا ہے وہ کتاب بالکل حق اور سچی ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، آپ پر اور آپ کی امت پر یہ ضروری ہے کہ اس کتاب پر عمل کریں اور اس کتاب میں جو مضامین بیان کئے ہیں اس پر ایمان بھی لائیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کتاب سے پہلے ہم نے جتنی کتابیں بھیجی ہیں ان کتابوں میں اور اس کتاب میں الگ الگ باتیں بیان کی گئی ہوں، نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کتابوں میں جو توحید اور عقائد بیان کئے گئے اس کتاب میں بھی وہی مضامین بیان کئے گئے ہیں، یہ کتاب اپنے سے پہلے بھیجی ہوئی تمام کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ قرآنِ مجید مصدق ہے یعنی گزشتہ آسمانی کتابوں کے حق ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں یہ بات بتلائی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴۱ میں کہا گیا وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل فرمائی ہے۔ آیت نمبر ۸۹ میں کہا گیا وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳ میں کہا گیا نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب (قرآنِ مجید) کو نازل فرمایا جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۸ میں کہا گیا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔ لہٰذا تم جو بھی کرو گے اسکی اللہ تعالیٰ کو پوری خبر ہے اسلئے ہر کام کے کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ غلط کام تو نہیں؟ اگر غلط ہوگا تو یہ کام اللہ سے چھپنے والا نہیں ہے اور اس پر ہمیں سزا بھی دی جائے گی، اللہ ہمارے اعمال سے باخبر بھی ہے اور دیکھنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اب یہ سچی کتاب جو ہم نے نازل فرمائی اس کتاب کا وارث ہم نے ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا، ہم نے جنہیں پسند فرمایا اور چنا ہے ان لوگوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کہلائیں گے اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو درمیانی اعمال کرتے ہیں یعنی گناہوں کا بھی ارتکاب ان سے ہوتا ہے اور نیکی کے کام بھی وہ لوگ انجام دیتے ہیں، اور تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور گناہوں سے دور بھاگتے ہیں یہ کام یہ لوگ اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ کی توفیق سے کرتے ہیں، اگر اللہ کی توفیق انہیں شامل حال نہ ہوتی تو یہ لوگ بھی نیکی کے کاموں کو انجام نہیں دے پاتے اور یہ ان لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گناہوں کے کاموں سے دور رکھا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف باتیں بیان کی گئی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے تین حصے ہونگے ایک حصہ ان لوگوں کا ہوگا جو جنت میں بلا حساب و کتاب چلے جائیں گے۔ دوسرا حصہ ان لوگوں کا ہوگا جنکا حساب آسانی سے لیا جائے گا اور تیسرا حصہ ان لوگوں کا ہوگا جو بڑے بڑے گناہ لے کر آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے پوچھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبکہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، پھر وہ فرشتے جواب دیں گے کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں سوائے شرک کے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ انہیں میری رحمت کے آغوش میں داخل کر دو، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۴۶۵) اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد بائیں والے لوگ ہیں یعنی جنکا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ سے مراد داہنے والے لوگ ہیں یعنی جنہیں نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور سَابِقٌ م بِالْخَيْرٰتِ سے وہ لوگ مراد ہیں جو تمام لوگوں سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ (تفسیر طبری۔ج۔۲۰۔ص،۴۶۷)

﴿درس نمبر ۱۷۳۴﴾ جنتیوں کو سونے کے کنگن اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا ﴿فاطر ۳۳۔تا۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ جَنّٰتُ باغ ہیں عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے يَّدْخُلُوْنَهَا وہ ان میں داخل ہوں گے يُحَلَّوْنَ وہ پہنائے جائیں گے فِيْهَا ان میں مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ سونے کے کنگن وَّلُؤْلُؤًا اور موتی بھی وَلِبَاسُهُمْ اور ان کا لباس ہوگا فِيْهَا ان میں حَرِيْرٌ ریشمی وَقَالُوا اور وہ کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں الَّذِيْٓ وہ جس نے اَذْهَبَ دور کردیا عَنَّا الْحَزَنَ ہم سے غم اِنَّ رَبَّنَا بے شک ہمارا رب لَغَفُوْرٌ البتہ بہت بخشنے والا شَكُوْرُ نہایت قدردان ہے الَّذِيْٓ وہ جس نے اَحَلَّنَا ہمیں اتارا دَارَ الْمُقَامَةِ ہمیشہ رہنے کے گھر میں مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے لَا يَمَسُّنَا ہم کو نہیں پہنچتی فِيْهَا اس میں نَصَبٌ کوئی تکلیف وَّلَا يَمَسُّنَا اور ہمیں نہیں پہنچتی فِيْهَا اس میں لُغُوْبٌ کوئی تھکاوٹ

ترجمہ:۔ (ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی ۝ وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دُور کیا بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا (اور) قدردان ہے ۝ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تھکان ہی ہوگی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں جن میں وہ لوگ داخل ہونگے۔

۲۔ وہاں انکو سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا۔

۳۔ انکا لباس وہاں پر ریشم کا ہوگا۔

۴۔ وہ کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے ہر غم کو دور کردیا۔

۵۔ بے شک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔
۶۔جس نے اپنے فضل سے ہمیں ابدی ٹھکانے کے گھر میں لا اتارا ہے۔
۷۔جس میں نہ ہمیں کبھی کلفت چھو کر گزرے گی اور نہ کبھی کوئی تھکن پیش آئے گی۔

ان آیتوں میں ان منتخب بندوں کے ساتھ اللہ تعالی کا کیا معاملہ ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے جن لوگوں کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا وارث بنا کر انہیں اپنی عبادت کے لئے چنا ہے انہیں اللہ تعالی ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل کرے گا جہاں وہ پرسکون زندگی گزاریں گے اور انہیں مختلف قسم کے سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیورات پہنائے جائیں گے جس طرح سے دنیا میں بادشاہ لوگ پہنتے ہیں اس سے کہیں زیادہ حسین وجمیل زیور اللہ انہیں پہنائے گا اور ساتھ ہی بدن پر ریشم کا خوبصورت سا لباس بھی ہوگا جبکہ ان ساری چیزوں سے اللہ تعالی انہیں دنیا میں منع فرمایا تھا مگر آج یہ سب انکے لئے حلال ہوں گی اور وہ بھی خود اللہ کی جانب سے عطا کی جائیں گی۔ جنتیوں کو جو نعمتیں دی جائیں گی ان کا ذکر قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں ہے۔ سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۱۵ میں ہے وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دَور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ آیت نمبر ۲۱ میں کہا گیا عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲۳ میں کہا گیا اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ط وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں اللہ اُن کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں اُنہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے سجایا جائے گا اور جہاں اُن کا لباس ریشم کا ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہنے گا۔ (بخاری ۵۸۳۲) جب اللہ تعالی ان لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ فرمائیگا تو وہ لوگ کہہ اٹھیں گے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کردیا، بے شک ہم تو خطا کار تھے مگر ہمارے رب نے ہمیں معاف فرمایا اور ہمارے جو ٹوٹے پھوٹے عمل تھے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور قدردانی کرنے والا ہے۔ بعض علماء تفسیر نے کہا کہ یہاں پر الحزن سے مراد دنیوی غم و پریشانی ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پر موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھائے جانے کے وقت وحشت وگھبراہٹ نہیں ہوگی، گویا کہ میں انہیں صور

پھونکے جانے کے وقت دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے یہ کہہ رہے ہونگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کیا اور یقینا ہمارا رب بخشنے والا اور قدر داں ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۳۸۸۰) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد انکے کئے ہوئے گناہوں کا غم ہے جو انہیں پریشان کر رہا تھا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالی سے ڈرتے تھے اور علانیہ اور چھپ کر اللہ کی کثرت سے عبادت کرتے تھے لیکن ان کے دلوں میں ان گناہوں کا خوف تھا جو ان سے پہلے ہو چکے تھے اور انہیں ڈر رہو گا کہ اللہ انکی عبادتوں کو قبول کرے گا یا نہیں؟ لیکن جب اللہ انہیں معاف فرمادے گا تو یہ لوگ کہیں گے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔ بڑے مالک نے ہماری مغفرت فرمائی اور ہمارے تھوڑے سے عمل کی قدردانی کی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۲۸) اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد دوزخ کا غم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۲۸) اور یہ لوگ کہیں گے کہ اس مالک نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی ٹھکانہ میں جگہ عطا فرمائی کہ یہ ٹھکانہ ایسا ہے جہاں پر کسی قسم کی کلفت اور اکتاہٹ نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی تھکان۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی رحمت ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ نیند جس کے ذریعہ اللہ تعالی اس دنیا میں ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا ہے کیا یہ جنت میں بھی ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیند موت ہی کی ایک شکل ہے اور جنت میں موت نہیں ہوگی، پھر اس آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر جنت میں راحت کے کیا سامان ہونگے؟ یہ بات نبی رحمت ﷺ کو بڑی معلوم ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کسی قسم کی تھکان نہیں ہوگی وہاں راحت ہی راحت ہوگی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ جہاں نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔ (البعث والنشور للبیہقی ۴۴۴)

﴿درس نمبر ۱۷۳۵﴾ دوزخی نہ ہی مریں گے اور نہ ہی ان کے عذاب میں کمی ہوگی ﴿فاطر ۳۶۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا كفر كيا لَهُمْ ان كے لئے نَارُ جَهَنَّمَ آتشِ جہنم ہے لَا يُقْضٰى فیصلہ نہیں کیا جائے گا عَلَيْهِمْ ان پر فَيَمُوْتُوْا کہ وہ مر جائیں وَلَا يُخَفَّفُ اور نہ ہلکا کیا جائے گا عَنْهُمْ ان سے مِّنْ عَذَابِهَا اس کا عذاب كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِيْ ہم بدلہ دیتے ہیں كُلَّ كَفُوْرٍ ہر ناشکرے کو وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ اور وہ چلائیں گے فِيْهَا اس میں رَبَّنَا اے ہمارے رب! اَخْرِجْنَا تو نکال ہم کو نَعْمَلْ ہم عمل کریں گے صَالِحًا نیک غَيْرَ الَّذِيْ نہ کہ وہ جو كُنَّا نَعْمَلُ ہم عمل کرتے تھے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی مَّا يَتَذَكَّرُ اتنی کہ نصیحت پکڑ لیتا فِيْهِ اس میں مَنْ تَذَكَّرَ وہ شخص جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا وَجَآءَكُمُ اور آیا تمہارے پاس النَّذِيْرُ ڈرانے والا فَذُوْقُوْا اب تم چکھو فَمَا پس نہیں ہے لِلظّٰلِمِيْنَ ظالموں کے لئے مِنْ نَّصِيْرٍ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ان کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں O وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر کی روش اپنا لی ہے انکے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

۲۔ نہ تو انکا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا۔

۳۔ ہر ناشکرے کافر کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

۴۔ وہ لوگ دوزخ میں چیخ پکار مچائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں باہر نکال دے تا کہ ہم جو کیا کرتے تھے انہیں چھوڑ کر نیک عمل کریں۔

۵۔ ان سے کہا جائے گا کہ کیا بھلا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو اس میں سوچنا، سمجھنا ہوتا تو وہ سمجھ لیتا؟

۶۔ تمہارے پاس خبردار کرنے والا بھی آیا تھا۔

۷۔ اب مزہ چکھو، کیونکہ کوئی نہیں ہے جو ایسے ظالموں کا مددگار بنے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ہماری کتاب آنے کے بعد اس کتاب کو نہیں مانا اور ہمارا اور ہمارے رسول کا انکار کیا تو ایسے لوگوں کو جہنم کی دہکتی آگ میں پھینکا جائے گا کہ جس آگ میں پھینکے جانے کے باوجود انہیں موت نہیں آئے گی کیونکہ انہیں یہاں سزا دینا ہے اور اگر موت آ جائے گی تو انہیں راحت مل جائے گی اس لئے

موت کو اللہ نے موت دے دی، وہاں نہ ہی جنتیوں کو موت آئے گی اور نہ دوزخیوں کو جیسا کہ پچھلی آیت کی تشریح میں ایک حدیث گزری ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہاں موت نہیں ہے، لہٰذا ان لوگوں کو اسی عذاب میں ہمیشہ کے لئے وہاں رہنا ہوگا اور ایسا بھی نہیں کہ پہلے پہلے انہیں سخت عذاب ہوگا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا انکے عذاب میں نرمی آئے گی بلکہ جس سختی والا عذاب انہیں اب دیا جارہا ہے ہمیشہ ویسا ہی عذاب انہیں دیا جائے گا، یہ سزا ان کو اس لئے دی جارہی ہے کہ انہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا حالانکہ ہم نے انہیں پیدا کیا، ہم نے انہیں رزق دیا، ہم نے انہیں راحت وسکون بخشا مگر اسکے باوجود انہوں نے ہمارا ہی کہنا نہیں مانا، تو جو ایسا ناشکرا اور کافر ہوتا ہے اسکے لئے یہی لائق ہے کہ اسے اس عذاب میں ڈالا جائے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو اہل دوزخ ہیں وہ اسی میں رہیں گے، وہاں انہیں موت نہیں آئے گی اور نہ ہی سکون سے جی پائیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں انکے گناہوں کے سبب دوزخ میں ڈالا جائے گا پھر انہیں وہاں موت آجائے گی یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر کوئلہ ہوجائیں گے، پھر اسکے بعد انکے حق میں سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی، پھر جب سفارش کی جائے گی تو انہیں گروہ گروہ کر کے لایا جائے گا اور جنتیوں کے سامنے انہیں پھینکا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ان پر جنت کا پانی ڈالو، جب ان پر جنت کا پانی ڈالا جائے گا تو وہ لوگ اس کوئلہ سے انسان بننے لگیں گے جیسا کہ ایک درخت سیلاب کے کچرے سے اگتا ہے ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۲۲۳۰:) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انہیں دوزخ میں اتنا سخت عذاب دیا جائے گا کہ اس عذاب کی تاب نہ لا کر وہ لوگ چیخنے ، چلانے لگیں گے اور مدد کے لئے آواز لگانے لگیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دوزخ سے نکال دیجئے ، ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو ہم کرتے تھے وہ سب کچھ غلط تھا، آپ ہمیں اس دوزخ سے نکال لیجئے اور ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجئے ، وہاں جا کر ہم وہی کرینگے جو آپ کہیں گے، آپ کا ہی کہنا مانیں گے، آپ ہی کی عبادت کریں گے ۔ انکی یہ باتیں سن کر اللہ تعالی فرمائے گا کہ یہاں یہ باتیں کہنے کا کچھ فائدہ نہیں، ہم نے دنیا میں تمہیں بہت وقت دیا تھا اگر اس وقت میں کوئی سدھرنا چاہتا تو سدھر جاتا مگر تم نے اسے ضائع کر دیا اور اس وقت کو ہماری نافرمانیوں میں گزارا، حالانکہ ہم نے تمہاری بھلائی کے لئے پیغمبروں کو بھی بھیجا تھا اور وہ تمہیں اس دن کے عذاب سے آگاہ بھی کرتے تھے اسکے باوجود تم نے نصیحت حاصل نہیں کی اب تمہیں دوبارہ وہاں بھیج کر کیا فائدہ؟ لہٰذا اب اسی عذاب کا مزہ چکھتے رہو تم جیسے ظالموں کی یہی سزا ہے اور تمہیں اس سزا سے یہاں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے لمبی عمر أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کا تذکرہ فرمایا، اس لمبی عمر سے کتنی عمر مراد ہے؟ اس بارے میں مختلف رائے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو عمر اللہ تعالی نے ابن آدم کو عطا کی وہ چالیس سال ہے اور ایسا ہی ابن مسروق رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ جب تم چالیس سال کے ہوجاؤ تو اللہ کے تعلق سے بہت ہی

محتاط رہو، اور ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد ساٹھ سال ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۴۷۷) اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک حدیث روایت فرمائی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ آواز لگائی جائے گی کہ ساٹھ سال والے کہاں ہیں؟ اور فرمایا کہ یہ وہی عمر ہے جسکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ۔ الخ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۱۶۸۱)

﴿درس نمبر ۱۷۳۶﴾ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پچھلے لوگوں کا جانشین بنایا ﴿فاطر ۳۸۔۳۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ عٰلِمُ جاننے والا ہے غَيْبِ پوشیدہ چیزیں السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی اِنَّهٗ بے شک وہ عَلِيْمٌۢ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینوں کے بھید هُوَ الَّذِيْ وہی ہے جس نے جَعَلَكُمْ تمہیں بنایا خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ جانشین زمین میں فَمَنْ كَفَرَ پھر جس نے کفر کیا فَعَلَيْهِ تو اسی پر ہوگا كُفْرُهٗ اس کے کفر کا وَلَا يَزِيْدُ اور زیادہ نہیں کرتا الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو كُفْرُهُمْ ان کا کفر عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے نزدیک اِلَّا مَقْتًا مگر ناراضی ہی میں وَلَا يَزِيْدُ اور زیادہ نہیں کرتا الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو كُفْرُهُمْ ان کا کفر اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان ہی میں

ترجمہ:۔ بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے ۝ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں (پہلوں کا) جانشین بنایا تو جس نے کفر کیا اس کے کفر کا ضرر اسی کو ہے اور کافروں کے حق میں ان کے کفر سے پروردگار کے ہاں ناخوشی ہی بڑھتی ہے اور کافروں کو ان کا کفر نقصان ہی زیادہ کرتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کا علم رکھتا ہے۔

۲۔ بے شک وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

۳۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پچھلے لوگوں کا جانشین بنایا۔

۴۔ اب جو شخص کفر کرے گا تو اسکا کفر اسی پر پڑے گا۔

۵۔ کافروں کے لئے انکا کفر انکے پروردگار کے پاس غضب کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

۶ ۔ کافروں کو انکے کفر سے خسارہ کے سوا کسی چیز میں ترقی حاصل نہیں ہوتی ۔

یہاں یہ حقیقت بیان کی جارہی ہے کہ اللہ تعالی کو تمام غیب کی باتوں کا علم ہے کل کیا ہونے والا ہے کس کے ذہن میں کیا چل رہا ہے اور کون اپنے دل میں کیا چھپائے ہوئے ہے؟ اسے سب کا علم ہے، اسے معلوم ہے کہ اگر تمہیں وہ دنیا میں دوبارہ بھیجے گا تو تم پھر سے وہی کام کرنے لگو گے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (الانعام ۲۸) اگر انہیں دوبارہ بھیجا جائے گا تو وہ لوگ انہی کاموں کو کرنے لگیں گے جن سے انہیں روکا گیا ، یہ لوگ تو بالکل جھوٹے ہیں، اسی لئے اللہ تعالی تمہیں دوبارہ دنیا میں نہیں بھیج رہے ہیں، اب اسی جہنم میں پڑے اپنے کئے کی سزائیں بھگتتے رہو، یہ تفسیر امام زحیلی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب التفسیر المنیر میں فرمائی (ج،۲۲۔ص،۲۷۳) اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر کو عام رکھا اور فرمایا کہ اے انسانو! تم اپنے دلوں میں جو کچھ چھپاتے ہو وہ اللہ تعالی جانتا ہے اور جو بری نیتیں تم اپنے دلوں میں رکھتے ہو اس سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہے، وہ تم سے دور نہیں ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ۱۶) ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، کہ ہم اسکی ہر ہر حرکت سے خوب واقف ہیں، لہٰذا وہ ہمیں دور اور غائب سمجھ کر بداعمالیوں میں نہ پڑ جائیں بلکہ انہیں چاہیئے کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہیں اور اسکی اطاعت میں لگے رہیں اور دل کو ہر شک وشبہ سے پاک رکھیں چاہے وہ شک اللہ کی وحدانیت سے متعلق ہو یا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ۔ (تفسیر طبری ۔ ج،۲۰۔ص،۴۷۹)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اے نبی کی امت! ہم نے تمہیں اس زمین میں خلیفۃ بنایا یعنی پچھلی قوموں یعنی قوم عاد وثمود وغیرہ کے بعد اس زمین میں تمہیں بسایا، تو اب تمہیں چاہیئے کہ پچھلے لوگ جن غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہے تم ان چیزوں کو دیکھ کر سبق حاصل کرو اور انکی طرح غلط کاموں میں مت پڑ جاو، بعد میں آنے کا ایک فائدہ یہی ہوتا ہے کہ پہلے والوں کی غلطیوں سے بعد میں آنے والا نصیحت حاصل کرتا ہے تو اب تم بھی ان سے نصیحت حاصل کرو اور جس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر اختیار کیا، نبی کی نبوت کا انکار کیا تو تم اس طرح نہ کرنا ورنہ تمہیں بھی وہی انجام بھگتنا پڑے گا جیسے کہ ان لوگوں کا ہوا، اور تمہارے اس کفر کرنے سے اللہ تعالی کی شان میں کوئی فرق آنے والا نہیں ہے بلکہ اس کفر کی سزا تم کو ہی ملے گی، اور اس کفر کے بدلہ جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا، تمہیں اس کفر کے بدلہ طرح طرح کی سزائیں دوزخ میں جھیلنی پڑیں گی اور اس کفر کی وجہ سے تم اللہ کے غیض وغضب کے مستحق ٹھہرو گے اور جس پر اللہ کا غضب برستا ہے تو وہ گھاٹے میں پڑ جاتا ہے کہ وہ جنت جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتا ہے، اس لئے عقل سے کام لو اور پچھلے لوگوں کے واقعات اور ان پر ہوئے عذاب کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے ۔

﴿درس نمبر ۱۷۴۳﴾ کون ہے وہ جو آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے؟ ﴿فاطر ۴۰۔۴۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے اَرَءَيْتُمْ تم مجھے خبر دو شُرَكَآءَكُمُ اپنے ان شریکوں کی الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ وہ جنہیں تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اَرُوْنِيْ تم مجھے دکھاؤ مَاذَا خَلَقُوْا کیا کچھ انہوں نے پیدا کیا ہے مِنَ الْاَرْضِ زمین سے اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ یا ان کا کوئی حصہ ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ یا ہم نے ان کو دی كِتٰبًا کوئی کتاب فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ پس وہ کسی واضح دلیل پر ہیں مِّنْهُ اس میں سے بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ وعدہ نہیں دیتے ظالم بَعْضُهُمْ بَعْضًا ان کے بعض، بعض کو اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے ہی کا اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ ہی يُمْسِكُ تھامے ہوئے ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو اَنْ تَزُوْلَا اس بات سے کہ وہ ٹل جائیں وَلَئِنْ اور البتہ اگر زَالَتَآ وہ دونوں ٹل جائیں اِنْ اَمْسَكَهُمَا نہیں روک سکے گا ان دونوں کو مِنْ اَحَدٍ کوئی بھی مِّنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد اِنَّهٗ بلاشبہ وہ كَانَ حَلِيْمًا ہے نہایت بُردبار غَفُوْرًا بہت بخشنے والا

ترجمہ:۔ بھلا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کونسی چیز پیدا کی ہے یا (بتاؤ کہ) آسمانوں میں ان کی شرکت ہے یا ہم نے ان کو کتاب دی ہے تو وہ اس کی سند رکھتے ہیں (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں) بلکہ ظالم جو ایک دوسرے کو وعدہ دیتے ہیں محض فریب ہے ۝ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے بیشک وہ بُردبار (اور) بخشنے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن من گھڑت شریکوں کی پوجا کرتے ہو، ذرا مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا؟

۲۔ آسمانوں کی پیدائش میں انکی کوئی شرکت ہے؟

۳۔ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دے رکھی ہے جسکی واضح ہدایت پر یہ لوگ قائم ہیں؟

۴۔ نہیں! بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو خالص دھوکہ کی یقین دہانی کرتے آئے ہیں۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں۔

۶۔ اگر وہ ٹل جائیں تو اسکے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھام سکے۔ ۷۔ یقیناً اللہ بڑا بردبار، بخشنے والا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی نے ان مشرکین کے باطل معبودوں کی عبادت کرنے کو نامعقول بات قرار دیا اور اس پر ان سے مختلف سوالات کئے تا کہ انہیں بھی انکی نامعقولیت کا پتہ چلے، چنانچہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ان مشرکین سے سوال کیا کہ اے مشرکو! بھلا بتاؤ کہ جن بتوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو کیا ان لوگوں نے تمہارے لئے کچھ کیا؟ یا انہوں نے کوئی چیز اس دنیا میں پیدا کی؟ یا پھر جب اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تب یہ تمہارے معبود اس پیدائش میں شریک تھے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو چلو! ایسی کوئی کتاب ہی بتا دو کہ جس میں ہم نے یہ کہا ہو کہ یہ لوگ ہماری اس تخلیق میں شریک ہیں؟ بلکہ جو لوگ ان معبودوں کی پوجا کرتے ہیں ان ظالم لوگوں کا حال یہ ہے کہ لوگ اپنی خواہشوں اور اپنی سوچ کی اتباع کرتے ہیں، انکے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے جو یہ لوگ پیش کرسکیں اور یہ بتا سکیں کہ ہم صحیح راستے پر ہیں اور جس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو اور وہ محض اپنی سوچ اور خواہش کی پیروی کرتا ہو وہ سراسر غلط ہوتا ہے، اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ایسے ہی ان مشرکین کے معبودوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لئے کہ انکے معبود ہونے کی انکے پاس کوئی وجہ اور دلیل نہیں ہے۔

اللہ تعالی اپنی قدرت بیان فرمارہے ہیں تا کہ انہیں یہ معلوم ہوجائے کہ عبادت اسکی کی جاتی ہے جو ہر چیز کا مالک ہوتا ہے، جس کے قبضہ میں ہر چیز ہوتی ہے اور جو کائنات کا چلانے والا ہوتا ہے وہی عبادت کا اصل حقدار ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ کی ذات جسکی تمہیں عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ایسی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے یعنی وہ آسمان جو کسی ستون پر قائم نہیں ہے آخر اس آسمان کو کس نے تھامے رکھا ہے؟ وہ اللہ ہے اور ایسے ہی زمین کہ وہ دوسرے سیاروں کے اردگرد گھومتی رہتی ہے مگر کبھی کسی سیارے سے جا کر نہیں ٹکرائی یہ سارا نظام کون چلارہے ہیں؟ یہ سب اللہ تعالی ہی چلارہے اور اگر بالفرض یہ آسمان اور زمین اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ تعالی کے سوا کوئی اس بگاڑ کو دور نہیں کرسکتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیا اللہ تعالی کو نیند آتی ہے؟ اللہ تعالی نے انکے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جس نے انہیں تین دن تک جگائے رکھا اور انکے دونوں ہاتھ میں دو کانچ کی بوتلیں تھما دیں اور ان سے کہا کہ ان بوتلوں کی حفاظت کرو، تو جب بھی وہ سونے لگتے تو انکے ہاتھ سے بوتل گرنے لگتی مگر اس وقت وہ جاگ جاتے اور اسے سنبھالتے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے

لگنے سے بچاتے ایک دفعہ دونوں ہاتھ آپس میں ٹکرا گئے اور وہ دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کے لئے یہ مثال بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالی کو بھی نیند آتی تو نہ آسمان باقی رہتا اور نہ ہی زمین، (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۵۲۹۱) جو اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے تم اسے چھوڑ کر ان معبودوں کی پوجا کرتے ہو جو خود اپنے وجود میں آنے کے لئے تمہارے محتاج ہوتے ہیں، کیا تمہیں ذرا بھی عقل نہیں کہ تم یہ جان سکو کہ کس کی عبادت کرنا ہے اور کس کی نہیں؟ کون عبادت کے لائق ہے اور کون نہیں؟ ان تمام چیزوں کے باوجود تم اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کررہے ہو مگر پھر بھی وہ تمہیں مہلت دے رہا ہے، اس لئے کہ وہ بڑا بردبار ہے اور بخشنے والا بھی کہ اگر تمہیں یہ دلیلیں سمجھ میں آجائیں اور تمہیں اپنے کئے پر پچھتاوا ہو اور تم سیدھے راستہ پر آنا چاہتے ہو تو بالکل آجاؤ وہ اللہ تمہارے تمام پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیگا، تم یہ مت سوچو کہ ہم نے اتنی زندگی اس اللہ کی نافرمانی میں گزاردی ہے، کیا اب اللہ ہمیں معاف کرے گا؟ یادرکھو! اللہ تعالی معاف کرے گا، وہ بہت بخشنے والا ہے۔

تم کبھی اللہ کے دستور کو ٹلتا ہوا نہیں پاؤ گے

﴿درس نمبر ۱۷۳۸﴾ ﴿فاطر ۴۲-۴۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ج فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ط وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ط فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ج فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھائیں جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی پختہ قسمیں لَئِنْ جَآءَهُمْ البتہ اگر آیا ان کے پاس نَذِيْرٌ کوئی ڈرانے والا لَّيَكُوْنُنَّ توضرور وہ ہوں گے اَهْدٰى زیادہ ہدایت یافتہ مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ہر ایک امت سے فَلَمَّا جَآءَهُمْ پھر جب آیا ان کے پاس نَذِيْرٌ ڈرانے والا مَّا زَادَهُمْ اس نے زیادہ نہیں کیا ان کو اِلَّا نُفُوْرًا مگر نفرت ہی میں اسْتِكْبَارًا تکبر کی وجہ سے فِي الْاَرْضِ زمین میں وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور بری تدبیر کی وجہ سے وَلَا يَحِيْقُ اور نہیں گھیرتی الْمَكْرُ السَّيِّئُ بری تدبیر اِلَّا بِاَهْلِهٖ مگر اپنے کرنے والے ہی کو فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ سو وہ انتظار نہیں کرتے اِلَّا سُنَّتَ مگر طریقے کا الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کے فَلَنْ تَجِدَ پس ہرگز آپ نہ پائیں گے لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اللہ کے طریقے کا بدلنا وَلَنْ تَجِدَ اور ہرگز نہ آپ پائیں گے لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا طریقۂ الٰہی کا ٹلنا

ترجمہ:۔ اور یہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر

ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کو نفرت ہی بڑھی O یعنی (انہوں نے) ملک میں غرور کرنا اور بُری چال چلنا (اختیار کیا) اور بُری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے یہ اگلے لوگوں کی روِش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں سو تم اللہ کی عادت میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے اور اللہ کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔انہوں نے پہلے بڑی زوروں سے اللہ کی قسمیں کھائی تھیں کہ اگر انکے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو یہ لوگ دوسری امت سے کہیں زیادہ ہدایت کو قبول کرنے والے ہونگے۔

۲۔مگر ان کے پاس جب خبردار کرنے والا آیا تو اسکے آنے سے انکی حالت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔

۳۔سوائے اسکے کہ یہ لوگ حق کے راستے سے اور زیادہ بھاگنے لگے۔

۴۔اس لئے کہ انہیں زمین میں اپنی بڑائی کا گھمنڈ تھا۔

۵۔انہوں نے حق کی مخالفت میں بُری بُری چالیں چلنی شروع کر دیں۔

۶۔حالانکہ بُری چالیں کسی اور کو نہیں خود چال چلنے والوں ہی کو اپنے گھیرے میں لیتی ہیں۔

۷۔یہ لوگ اس دستور کے سوا کسی بات کے منتظر ہیں جس پر پچھلے لوگوں کے ساتھ عمل ہوتا آیا ہے۔

۸۔تم اللہ کے طے شدہ دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پاوگے۔

۹۔نہ تم کبھی اللہ کے دستور کو ٹلتا ہوا پاوگے۔

اس آیت میں اللہ تعالی ان مشرکین کی حالت بیان فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے تو بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور یہود ونصاری سے کہا کرتے تھے کہ تمہارے پاس انبیاء آئے اور ساتھ میں آسمانی کتاب بھی وہ لے آئے اگر ہمارے ساتھ ایسا ہوتا اور ہمارے پاس کوئی نبی آتا اور ساتھ میں کتاب لے آتا تو دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گزری ہوگی جو اپنے نبی کی سب سے زیادہ اطاعت کی ہو جتنا کہ ہم ان کی اطاعت کریں گے اور اس کتاب کو اپنا دستور بنائیں گے، اس کتاب میں جو جو احکام دیئے جائیں گئے ان سب پر عمل کریں گے، لیکن جب حقیقت میں اللہ تعالی نے انکے پاس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بالکل ان باتوں کی مخالفت کی جو یہ لوگ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم اپنے نبی کے ساتھ ایسا ایسا کریں گے وغیرہ انکی یہ ساری باتیں جھوٹی نکلیں بلکہ وہ لوگ تو انکا کہنا ماننے کے بجائے ان سے دور بھاگنے لگے، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے، حضرت ابی ابن ھلال رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ ہمارے درمیان کوئی نبی بھیجے گا تو کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی تابعدار نہیں ہوگی اور

نہ ہم سے بڑھ کر کوئی امت اپنے نبی کی فرمانبردار ہوگی اور نہ ہی ہم سے بڑھ کر کتاب پر عمل کرنے والی ہوگی تو اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ (الصافات ۱۶۸) کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی۔ لَوۡ اَنَّاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهۡدٰى مِنۡهُمۡ (الانعام ۱۵۷) یا (یہ نہ) کہوا گر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے۔ وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِيۡرٌ لَّيَكُوۡنُنَّ اَهۡدٰى مِنۡ اِحۡدَى الۡاُمَمِ (فاطر ۴۲) اور یہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔ (الدرالمنثور۔ ج۔ ۷۔ ص، ۳۵) اور جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے سامنے اللہ تعالی کا کلام پڑھ کر سناتے تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر متکبرانہ انداز میں چلے جاتے اور اس حق کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی چالیں بھی چلتے کہ کبھی راستوں پر بیٹھ کر اسلام لانے کی غرض سے آنے والوں کو گمراہ کرتے اور انہیں محمد ﷺ تک پہنچنے نہ دیتے تو کبھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جان سے مارنے کی کوششیں کرتے لیکن انکی ان تمام کوششوں کے باوجود اسلام کو سر بلندی نصیب ہوئی اور انکی ان تدبیروں کا عذاب انہی کو ملا کہ وہ لوگ دنیا میں ہلاک و برباد ہو گئے اور آخرت میں تو انکے لئے دردناک عذاب مقرر ہے۔ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ کیا انہیں پتا نہیں کہ ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ یہی چالیں چلی تھیں مگر انکا انجام کیا ہوا؟ اس انجام سے یہ لوگ خوب واقف ہیں۔ یہ اللہ کا اصول ہے کہ جو اسکے نبی کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کرتا ہے تو وہ اسے ہلاک و تباہ کر دیتا ہے، لہذا اگر یہ لوگ بھی اسی طرح کر رہے ہیں تو انہیں بھی ہلاک و برباد کیا جائے گا اور اللہ کا جو اصول ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ بعض مفسرین نے یہاں مَكۡرَ السَّيِّئِ سے شرک مراد لیا ہے کہ اگر کوئی شرک کرے گا تو اس سے اللہ تعالی کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور نہ اسکا کوئی نقصان ہوگا بلکہ انکے اس شرک کا نقصان انکی اپنی ذات کو ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۹﴾ زمین وآسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتی ﴿فاطر ۴۴۔۴۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَكَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعۡجِزَهٗ مِنۡ شَىۡءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيۡمًا قَدِيۡرًا ۝ وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيۡرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا وہ چلے پھرے نہیں فِي الْاَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوْا کہ وہ دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ کیا ہوا انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے وَكَانُوْٓا اَشَدَّ اور وہ تھے زیادہ سخت مِنْهُمْ قُوَّةً ان سے قوت میں وَمَا كَانَ اللّٰهُ اور نہیں ہے اللہ لِيُعْجِزَهٗ کہ اس کو عاجز کردے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ زمین میں اِنَّهٗ بلاشبہ وہ كَانَ عَلِيْمًا ہے خوب جاننے والا قَدِيْرًا نہایت قدرت والا وَلَوْ اور اگر يُؤَاخِذُ اللّٰهُ مواخذہ کرے اللہ النَّاسَ لوگوں کا بِمَا بہ سبب اس کے جو كَسَبُوْا انہوں نے کمایا مَا تَرَكَ نہ وہ چھوڑے عَلٰى ظَهْرِهَا اس کی پشت پر مِنْ دَآبَّةٍ کوئی چلنے والا جاندار وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ لیکن وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک فَاِذَا جَآءَ پھر جب آ جائے گا اَجَلُهُمْ ان کا وقت مقرر فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ تو بلاشبہ اللہ ہے بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کو بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے وہ علم والا (اور) قدرت والا ہے O اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر ایک چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے سو جب ان کا وقت آ جائے گا تو (ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) اللہ تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں کبھی سفر نہیں کیا جس سے وہ یہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں انکا انجام کیا ہوا؟

۲۔ جبکہ وہ لوگ طاقت میں ان سے بہت زیادہ مضبوط تھے۔

۳۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ آسمانوں یا زمین کی کوئی چیز اسے عاجز کر سکے۔

۴۔ بے شک وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی۔

۵۔ اگر اللہ لوگوں کے ہر کرتوت پر انکی پکڑ کرنے لگتا تو اس زمین کی پشت پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا۔

۶۔ لیکن وہ ایک معین مدت تک کے لئے ان سب کو مہلت دے رہا ہے۔

۷۔ پھر جب انکا مقرر وقت آ جائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو خود دیکھ لے گا۔

مشرکوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے اپنے آس پاس کے علاقوں کا سفر نہیں کیا؟ اور انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو قومیں یعنی قوم عاد اور ثمود وغیرہ گزری ہیں۔ انہیں کیا سزائیں

ملیں؟ نبیوں اور رسولوں کو جھٹلانے کے نتیجہ میں ان کو کس طرح ہلاک وتباہ کیا گیا اور ان کو کس طرح اس دنیا ہی میں عذاب دیا گیا؟ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں؟ یہاں سوال کا مقصد صرف پوچھنا نہیں ہے بلکہ انہیں ان حالات کا علم ہونے کی تصدیق کرنا ہے یعنی انہیں یہ سب کچھ معلوم ہے کیونکہ یہ لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام وغیرہ کا سفر اکثر کیا کرتے تھے اور یہ تباہ شدہ قومیں انہی علاقوں میں آباد تھیں جنکی ویران بستیاں اور کھنڈرات وہاں اس وقت تک موجود بھی تھے، تو اللہ تعالی انکی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہے کہ دیکھو! جس طرح انکا انجام ہوا اللہ کے حکموں کو نہ ماننے اور انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے تمہارا بھی یہی حال ہوگا اگر تم بھی انہی کے نقش قدم پر چلو گے تو یاد رکھو کہ تمہیں ہلاک وتباہ کرنا تو اللہ کیلئے اور بھی آسان ہے کیونکہ تم سے پہلے جو قومیں تھی انکو تو اللہ تعالی نے ایسی ایسی قوت اور طاقت عطا کی تھی جنکا تم تصور بھی نہیں کرسکتے، اور وہ ساٹھ ساٹھ فیٹ کے انسان ہوا کرتے تھے، جب ان جیسے لوگوں کو اللہ تعالی نے ہلاک کردیا تو تمہاری کیا حیثیت ہے؟ جب وہ نہیں بچ سکے تو تم کیسے بچ پاؤ گے؟ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر بھی ہے کہ اسکو کوئی عاجز نہیں کرسکتا نہ آسمانوں میں ایسا کوئی ہے جو اسکے مدمقابل کا ہو اور نہ ہی زمین میں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تمہارے گناہوں کی جو تمہیں سزا ابھی نہیں ملی تو اس سے یہ نہ سمجھنا کہ تم سچے ہو کہ یہ خیال کرو کہ اللہ نے ہمیں عذاب نہیں دیا، اگر ہم گمراہ ہوتے تو وہ ہمیں بھی ہلاک کردیتا جس طرح دوسروں کو اس نے ہلاک کیا، یہ تمہاری غلط سوچ ہے بلکہ اللہ تعالی تو ہر کسی کو مہلت دیتا ہے اور ڈھیل دیتا ہے، ہر کسی کو انکے جرم کی فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں موقع دیتا ہے تاکہ وہ لوگ اپنے کئے پر توبہ کرسکیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ہر وقت انہیں ڈھیل دیتا جائے گا بلکہ اس ڈھیل دینے کا بھی ایک وقت متعین ہے، جب وہ وقت بھی گزر جائے گا تو انہیں سزا دی جائے گی اور جب سزا دی جائے گی تو زمین پر کوئی انسان تو انسان کوئی جانور بھی باقی نہیں رہے گا اور اسے پتہ ہے کہ کون سزا کا مستحق ہے اور کون نہیں؟ کس کو کونسی سزا دینا ہے؟ یہ سب وہ جانتا ہے فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا پس اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۸۳ آیات پر مشتمل ہے۔

یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہیں

﴿درس نمبر ۱۷۴۰:﴾ ﴿یٰسٓ ۱۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰسٓ یٰس وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ قسم ہے حکمت والے قرآن کی اِنَّكَ بلاشبہ آپ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ البتہ رسولوں میں سے ہیں عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ راہِ راست پر تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ اتارا ہوا نہایت غالب الرَّحِيْمِ خوب رحم کرنے والے کا لِتُنْذِرَ تا کہ آپ ڈرائیں قَوْمًا اس قوم کو مَّآ اُنْذِرَ نہیں ڈرائے گئے اٰبَآؤُهُمْ ان کے باپ دادا فَهُمْ غٰفِلُوْنَ لہٰذا وہ غافل ہیں

ترجمہ:۔ یٰسٓ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے، (اے محمد ﷺ!) بیشک تم پیغمبروں میں سے ہو، سیدھے راستے پر (یہ اللہ) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے، تا کہ ان لوگوں کو جن کے باپ دادا کو متنبہ نہیں کیا گیا تھا متنبہ کردے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورۃ کی فضیلت:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے، جس نے سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی گویا اس نے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھا۔ (دارمی ۳۴۵۹)

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یٰس قسم ہے حکمت سے بھرے قرآنِ مجید کی۔ ۲۔ یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہو۔

۳۔ بالکل سیدھے راستے پر ہو۔

۴۔ یہ قرآن اس ذات کی طرف سے اتارا جا رہا ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے اور رحمت بھی۔

۵۔ تا کہ آپ ان لوگوں کو خبردار کرو جن کے باپ داداوں کو پہلے خبردار نہیں کیا گیا تھا۔

۶۔ اس لئے وہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اِس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور انہیں خبردار کرنے کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "یٰسٓ"۔ یہاں علماء تفسیر نے اس لفظ کے کئی معنی لئے

ہیں۔بعض نے کہا اس سے مراد اے انسان ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔(تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۴۸۸)اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول ہے اور محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۴۱)اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ اس سے مراد اے محمد ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مخاطب فرمایا:اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ بیشک آپ پیغمبروں میں سے ہیں (تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۴)کافروں نے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی۔چنانچہ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا :يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًۢا بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اللہ کے پاس دس نام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دس ناموں میں سے "یٰسٓ" اور "طٰہٰ" بھی بیان فرمایا ہے۔(جامع الاحادیث للسیوطی ۸۳۵۲ :)اور بعض نے یہ بھی کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے الغرض مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو اس لئے کہ آگے مخاطب آپ ہی کو کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی قسم کھائی کہ قسم ہے حکمت والی کتاب کی جس میں تمام احکامات بیان فرمائے گئے کہ اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے گئے نبی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی دیکر بھیجا ہے اور آپ درست وسیدھے راستے پر ہیں جو راستہ اسلام کا راستہ ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا ٹیڑھا پن نہیں ہے بلکہ یہ بالکل سیدھا راستہ ہے جو جنت کی طرف لیجاتا ہے۔اور جس قرآن کی قسم کھائی گئی وہ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ یہ قرآن تو ایسے رب کی جانب سے اتارا جارہا ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے اور رحمت بھی،آپ کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کلام کے ذریعہ ان لوگوں کو خبردار کریں جن کے باپ داداوں کو پہلے خبردار نہیں کیا گیا تھا اس لئے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں،یعنی عرب میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا جسکی وجہ سے انکے درمیان بہت سی گمراہیوں نے جنم لے لیا تھا اور وہ لوگ اللہ سے دور غفلت میں پڑے ہوئے تھے،انکے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور آپ کا کام ان غافل لوگوں کو ہمارا کلام سنا کر خواب غفلت سے جگانا ہے اور انہیں قیامت کے دن سے آگاہ وخبردار بھی کرنا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قرآن کریم پڑھتے تو زور سے پڑھتے تھے جس سے قریش کو ناگوار گذرتا تھا ایک دفعہ وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا دبانے کے لئے اٹھے اور جب ان سب کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن تک پہنچے تو انکی بینائی ختم ہوگئی،پھر وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

آئے اور کہا کہ اے محمد! ہم آپ کو اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیتے ہیں اور قریش کا کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو انکی یہ حالت ختم ہوگئی۔ اس وقت يٰسٓ O وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔تا۔ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ نازل ہوئی اور راوی نے کہا کہ ان لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی ایمان قبول نہیں کیا۔ (الخصائص الکبری للسیوطی۔ج۱، ص ۲۱۴)

﴿درس نمبر ۱۷۴۱﴾ ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں ﴿يٰسٓ ۷۔تا۔ ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ O اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ O وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ O وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ O اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ O اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ البتہ تحقیق ثابت ہوگئی بات عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ ان کی اکثریت پر فَهُمْ لہٰذا وہ لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں لائیں گے اِنَّا جَعَلْنَا بے شک ہم نے ڈال دیئے فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا ان کی گردنوں میں طوق فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ تو وہ ٹھوڑیوں تک فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ چنانچہ وہ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں وَجَعَلْنَا اور ہم نے بنادی مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ ان کے سامنے سَدًّا ایک دیوار وَّمِنْ خَلْفِهِمْ اور ان کے پیچھے سَدًّا ایک دیوار فَاَغْشَيْنٰهُمْ پھر ہم نے ڈھانک دیا ان کو فَهُمْ لہٰذا وہ لَا يُبْصِرُوْنَ نہیں دیکھتے وَسَوَآءٌ اور برابر ہے عَلَيْهِمْ ان پر ءَاَنْذَرْتَهُمْ کیا آپ ان کو ڈرائیں اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ یا آپ ان کو نہ ڈرائیں لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے اِنَّمَا تُنْذِرُ بس آپ تو ڈرا سکتے ہیں مَنِ اتَّبَعَ اس شخص کو جو پیروی کرے الذِّكْرَ نصیحت کی وَخَشِيَ اور وہ ڈرے الرَّحْمٰنَ رحمن سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے فَبَشِّرْهُ پس آپ اس کو خوشخبری دے دیجئے بِمَغْفِرَةٍ مغفرت کی وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ اور عزت والے اجر کی اِنَّا نَحْنُ بلاشبہ ہم ہی نُحْيِ الْمَوْتٰى زندہ کرتے ہیں مردوں کو وَنَكْتُبُ اور ہم لکھتے ہیں مَا قَدَّمُوْا اسے جو وہ آگے بھیجتے ہیں وَاٰثَارَهُمْ اور ان کے آثار بھی وَكُلَّ شَيْءٍ اور ہر چیز اَحْصَيْنٰهُ ہم نے محفوظ کر رکھا ہے اس کو فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ایک واضح کتاب میں

ترجمہ:۔ ان میں سے اکثر پر (اللہ کی) بات پوری ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے O ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے ہیں) تو ان کے سر اُلل رہے ہیں O اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی پھر ان پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے O اور تم ان کو نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے O تم تو صرف اس شخص کو نصیحت کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور اللہ سے غائبانہ ڈرے سو اس کو مغفرت اور بڑے ثواب کی بشارت سنا دو O بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) ان کے نشان پیچھے رہ گئے ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے کتابِ روشن (یعنی لوحِ محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگوں کے بارے میں بات پوری ہو چکی ہے۔

۲۔ اس لئے وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۳۔ ہم نے انکے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔

۴۔ اس وجہ سے انکے سر اوپر کو اٹھے رہ گئے ہیں۔

۵۔ ہم نے ایک آڑ انکے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک آڑ پیچھے۔

۶۔ اس طرح انہیں ہر طرف سے ڈھانک لیا ہے جسکی وجہ سے انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

۷۔ ان کیلئے دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے انہیں آپ خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۸۔ آپ صرف ایسے شخص کو خبردار کر سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدائے رحمن کو بغیر دیکھے ڈرے۔

۹۔ چنانچہ ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت سنا دو۔

۱۰۔ یقیناً ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے۔

۱۱۔ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے ہم انکو بھی لکھتے ہیں اور ان کاموں کے جو اثرات ہیں ان کو بھی۔

۱۲۔ ہم نے ایک واضح کتاب میں ہر ہر چیز کا پورا احاطہ کر رکھا ہے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام غافل لوگوں کو جنکے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تو اب جبکہ انہیں ڈرایا جائے گا تو آپ کی باتوں کو سن کر ہر کوئی مانے گا بلکہ اکثر لوگ تو آپ کی باتوں کو ماننے سے انکار کریں گے اس لئے کہ اللہ نے انکے مقدر میں یہی لکھ دیا ہے کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے آگے بیان فرمایا کہ انکے حق میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے لیکن آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آپ جب انہیں اسلام کی طرف بلائیں گے اور

انہیں ہمارا کلام پڑھ کر سنائیں گے تو تھوڑے بہت لوگ اس کلام کو سن کر ہدایت پر آ جائیں گے لیکن انکی اکثریت تو اس سے دور بھاگے گی تو آپ اس سے غمزدہ نہ ہوں کیونکہ یہ اللہ کا لکھا ہوا ہے آپ کے ارادے کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ آپ کا کام تو بس انہیں خبردار کرنا ہے آپ وہ کام کرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے رسولِ رحمت ﷺ سے فرمایا کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص ۵۶) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مشرکین کے کفر پر اڑے رہنے کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ انکی حالت ایسی ہے گویا سمجھو کہ ہم نے انکی گردنوں میں طوق ڈال دیا ہو جو طوق ان کی تھوڑیوں تک جا پہنچا ہے جسکی وجہ سے انکا حال یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی گردنیں نہیں ہلا پاتے، نہ سر اوپر اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی نیچے جھکا سکتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۵ میں بھی گردنوں پر طوق ڈالے جانے ذکر ہے وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ سورۂ سبا کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کافروں کے گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے۔ ایسا ہی سمجھو کہ ہم نے انکے آگے ایک دیوار بنا دی اور پیچھے بھی گویا ہر طرف دیوار لگا کر انہیں اس چہار دیواری میں پھنسا دیا تو جیسے گلے میں طوق لٹکا ہوا آدمی ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتا ایسے ہی یہ لوگ حق کو نہیں دیکھ سکتے، ان پر جہالت اور محرومی کی طوق پڑی ہوئی ہے جس سے وہ آزاد نہیں ہو سکتے اور جیسے چہار دیواری میں پھنسا شخص نہ کہیں جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اسکے پاس آ سکتا ہے ایسے ہی یہ لوگ نہ حق کے پاس جا سکتے ہیں اور نہ ہی حق ان کے پاس آ سکتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر مجھے محمد نظر آ گئے تو میں انکے ساتھ ایسا ایسا کروں گا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا سے لَا يُبْصِرُوْنَ تک۔ ابوجہل کی بات سن کر قریش کہتے تھے کہ محمد یہاں ہیں وہ یعنی ابوجہل کہاں ہے؟ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷۔ ص، ۴۳) اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوجہل بن ہشام اور اسکے دو مخزومی دوستوں کے بارے میں نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل نے قسم کھائی کہ اگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لے گا تو انکا سر پتھر سے توڑ دے گا، تو جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پتھر اٹھا لایا، جیسے ہی وہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا تو اسکا ہاتھ اسکی گردن کے پاس ہی واپس آ گیا اور پتھر اسکے ہاتھ سے چپک گیا، حضرت ابن عباس اور عکرمہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اسکی یہ حالت ایک مثال تھی یعنی وہ اس شخص کی طرح ہو گیا کہا جاتا تھا اسکا ہاتھ اسکی گردن میں گھس گیا غُلَّتْ يَدُهٗ اِلٰى عُنُقِهٖ (یہ مثال عام طور سے بخیل آدمی کے لئے دی جاتی ہے کہ اسکا ہاتھ جیب تک پیسے نکالنے کے لئے نہیں آتا) ایسا لگتا ہے کہ اسکا ہاتھ اسکی گردن سے چپک گیا۔ پھر جب وہ اپنے دوستوں کے پاس آیا تو جو اس نے دیکھا اپنے دوستوں کو سنایا، پھر دوسرے دوست

نے کہا کہ میں ہی اب انکی گردن توڑوں گا، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھیں اندھی کر دیں، اسے صرف آواز سنائی دے رہی تھی مگر وہ انہیں دیکھ نہیں پا رہا تھا، پھر وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹا تو وہ انہیں بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا پھر ان لوگوں نے اسے آواز دی تو وہ آیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں انکی صرف آواز سن پا رہا تھا مگر انہیں دیکھ نہیں پا رہا تھا، پھر تیسرے دوست نے کہا میں انکا سر کچل دونگا پھر وہ پتھر لیکر آگے بڑھا مگر وہ واپس اپنے ایڑیوں کے بل آ گیا اور گدی کے بل بے ہوش ہو کر گر گیا، پھر اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ تو بہت خطرناک معاملہ ہوا جیسے ہی میں انکے قریب ہوا تو وہاں ایک گھوڑا دم ہلاتے کھڑا ہوا تھا، میں نے اپنی زندگی میں اس سے خطرناک گھوڑا کبھی نہیں دیکھا جو میرے اور انکے درمیان حائل تھا، لات وعزی کی قسم! اگر میں انکے قریب جاتا تو وہ مجھے کھا لیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص،۷)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اسی لئے اے محمد! آپ ان لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ لوگ آپ کی بات ماننے والے نہیں ہیں انکو ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے، یہی بات سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۵ میں بھی کہی جا چکی ہے، الغرض آپ کا ڈرانا اس شخص کو فائدہ دے گا جو نصیحت پر عمل کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرتا ہو، ایسا شخص آپ کی بات مانے گا تو جب وہ آپ کی بات مان لے تو آپ اسے پچھلے گناہوں کی مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ میں اتباع ذکر سے مراد قرآن کی اتباع کرنا ہے اور وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ سے مراد اللہ کے عذاب اور جہنم سے ڈرانا ہے اور فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِیۡمٍ سے مراد جنت ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۴۶) ان کافروں کا رد کرتے ہوئے فرما رہے ہیں جو یہ کہا کرتے تھے ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم ضرور مردوں کو زندہ کریں گے جہاں انہیں ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا جس کے لئے ہم انکے ہر ہر عمل کو چاہے وہ نیک ہو یا بد، اچھا ہو یا برا سب کچھ لکھ رہے ہیں، قیامت کے دن ان کو بدلہ دیا جائے گا، اگر اعمال اچھے ہوں گے تو جنت ورنہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور فرمایا کہ انکی ہر ہر چھوٹی بڑی چیز کتاب یعنی نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی ہے جو کل قیامت کے دن پیش کی جائے گی، جیسا کہ سورۂ قمر کی آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَكُلُّ شَیۡءٍ فَعَلُوۡهُ فِی الزُّبُرِ ○ وَكُلُّ صَغِیۡرٍ وَّكَبِیۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ جو کچھ انہوں نے اعمال کئے ہیں سب نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں، اسی طرح ہر چھوٹی بڑی بات بھی لکھی ہوئی ہے۔ جو جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں محفوظ ہیں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنو سلمہ مدینہ کے آخری کنارے پر رہتے تھے، ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی :اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى۔ الخ۔ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ تمہارے آثار (قدموں کے نشان جو تم وہاں یہاں مسجد چل کر آتے ہو) لکھے جاتے ہیں، (جس پر تمہیں ثواب ملے گا)، پھر انکے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی تب انہوں نے منتقل ہونے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ (شعب الایمان للبیہقی ۲۶۳۰:)

﴿درس نمبر ۲۷۴۲﴾ پیغمبر! آپ ان کے سامنے ایک بستی کی مثال پیش کیجئے ﴿یٰسٓ ۱۳۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِضْرِبْ آپ بیان کیجئے لَهُمْ ان کے لئے مَّثَلًا ایک مثال اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ بستی والوں کی اِذْ جب جَآءَهَا آئے اس بستی میں الْمُرْسَلُوْنَ بھیجئے ہوئے اِذْ جب اَرْسَلْنَآ ہم نے بھیجے اِلَيْهِمُ ان کی طرف اثْنَيْنِ دو فَكَذَّبُوْهُمَا تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا فَعَزَّزْنَا پھر ہم نے ان کو تقویت دی بِثَالِثٍ تیسرے کے ساتھ فَقَالُوْٓا چنانچہ انھوں نے کہا اِنَّآ بے شک ہم اِلَيْكُمْ تمہاری طرف مُّرْسَلُوْنَ بھیجے گئے ہیں قَالُوْا انھوں نے کہا مَآ نہیں ہو اَنْتُمْ تم اِلَّا مگر بَشَرٌ بشر ہی مِّثْلُنَا ہم جیسے وَ اور مَآ نہیں اَنْزَلَ نازل کیا الرَّحْمٰنُ رحمن نے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز اِنْ نہیں ہو اَنْتُمْ تم اِلَّا مگر تَكْذِبُوْنَ جھوٹ بولتے قَالُوْا انھوں نے کہا رَبُّنَا ہمارا رب يَعْلَمُ جانتا ہے اِنَّآ بلاشبہ ہم اِلَيْكُمْ تمہاری طرف لَمُرْسَلُوْنَ البتہ بھیجے گئے ہیں وَ اور مَا نہیں ہے عَلَيْنَآ ہم پر اِلَّا مگر الْبَلٰغُ پہنچا دینا الْمُبِيْنُ کھول کر

ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر!) تم ان کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال پیش کرو، جب ان کے پاس رسول آئے تھے، جب ہم نے ان کے پاس (شروع میں) دو رسول بھیجے، تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعہ ان کی تائید کی اور ان سب نے کہا کہ "یقین جانو کہ ہمیں تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، انہوں نے کہا "تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی آدمی ہو اور خدائے رحمن نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے اور تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔" ان (رسولوں) نے کہا "ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ہمیں واقعی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، اور ہماری ذمہ داری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ صاف صاف پیغام پہنچا دیں۔"

تشریح: ۔ ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ انکے سامنے ایک بستی والوں کی مثال پیش کرو جب انکے پاس رسول آئے تھے۔

۲۔ جب ہم نے انکے پاس دو رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا۔

۳۔ پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعہ انکی تائید کی۔

۴۔ ان سب پیغمبروں نے کہا کہ یقین جانو ہمیں تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۵۔ ان لوگوں نے کہا تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم ہم جیسے ہی آدمی ہو۔

۶۔ خدائے رحمن نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ ۷۔ تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔

۸۔ ان رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہمیں واقعی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۹۔ ہماری ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ ہم صاف صاف اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیں۔

پچھلی آیتوں میں عرب کے مشرکین کی حالت بیان کی گئی کہ پہلے تو ان لوگوں نے بڑے اعتماد سے کہا تھا کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئیں گے تو ہم انکی ایسی اتباع کرینگے کہ اب تک دنیا میں کسی نے اپنے نبی کی ایسی اتباع نہ کی ہو لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا تو ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، ان آیتوں میں اللہ تعالی ان مشرکین کے لئے ایسی بستی کی ہلاکت وتباہی کی مثال دے رہے ہیں جو ان سے پہلے گذری ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ آپ کا اور اللہ کے کلام کا انکار کر رہے ہیں ان لوگوں کے سامنے اس بستی کا حال سنائیے جو ان سے پہلے گزری ہے جس بستی کے لوگ بھی رسولوں کو جھٹلاتے تھے، وہ بستی کے لوگ تو ایسے تھے کہ ہم نے انکے پاس ایک، دو نہیں بلکہ تین تین رسولوں کو بھیجا تا کہ وہ ان لوگوں کی بات تو مان لیں لیکن ان لوگوں نے ان رسولوں کی باتوں کو نہ مانا بلکہ ان رسولوں سے کہنے لگے کہ تم ہمیں رسول تو نہیں لگ رہے ہو بلکہ تم لوگ تو ہماری ہی طرح کے ایک آدمی ہو اسکے علاوہ تمہاری کوئی خصوصیت نہیں ہے اور اگر تم واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہوتے تو تم انسان نہیں بلکہ فرشتے ہوتے۔ (تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۰۔ ص، ۵۰۱) اور تم کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالی نے اپنا کلام تمہارے ساتھ بھیجا ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے اللہ نے کوئی چیز نہیں بھیجی بلکہ ہمیں تو لگتا ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہاں فرمایا کہ بستی والے، تو یہ بستی کونسی تھی جسکے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں؟ اسکا جواب اکثر مفسرین نے یہ دیا ہے کہ یہ بستی "انطاکیہ" کی تھی جو سوریہ کے شمالی حصہ میں بحر متوسط کے کنارے واقع تھی، جیسا کہ حضرت ابن عباس، بریدہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۴۹) اور یہی تفسیر امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۲۔ ص، ۳۰۱) میں فرمائی ہے، لیکن امام طنطاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب (التفسیر الوسیط۔ ج، ۱۲۔ ص، ۱۸) میں

فرمایا کہ ابن کثیر علیہ الرحمہ اس بستی کے ''انطاکیہ'' ہونے سے متفق نہیں ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اہلِ انطاکیہ اپنی جانب بھیجے گئے رسول حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لاچکے تھے اور یہ پہلا ایسا شہر تھا جس نے عیسی علیہ السلام پر ایمان قبول کیا اسی وجہ سے نصاری کے نزدیک یہ ان چار شہروں میں سے ایک شہر ہے جس میں انکے علماء کی باقیات موجود ہیں، الغرض جب اللہ تعالی نے کسی چیز کو مخصوص نہیں کیا تو بہتر یہی ہے کہ ہم بھی اس کو خاص نہ کریں بلکہ یہ یقین رکھیں کہ یہ بستی کونسی تھی؟ وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور بعض مفسرین نے ان بھیجے گئے رسولوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے رسول تھے اور انکے نام صادق، صدوق اور شلوم تھے بعض نے شلوم کی جگہ شمعون یا یوحنا کہا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۵۔ص، ۱۴) اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول نہیں بلکہ عیسی علیہ السلام کے بھیجے ہوئے قاصد تھے۔ (تفسیر بغوی۔ج، ۷۔ص، ۱۱)، (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۵۔ص، ۱۴) لیکن راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے اس لئے کہ ان رسولوں کو بھیجنے کی نسبت اللہ تعالی نے اپنی طرف کی ''اِذْ أَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ''۔ ان رسولوں نے ان بستی والوں سے کیا کہا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ ان پیغمبروں نے اس بستی والوں سے کہا کہ تم مانو یا مانو، تم جانو یا نہ جانو ہمارا پروردگار تو جانتا ہے کہ ہم اسکے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور ہم جو تم سے کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے، ہمارے ذمہ جو اللہ نے کام دیا تھا وہ ہم نے کردیا یعنی اللہ تعالی کا جو پیغام تھا وہ صاف صاف تم تک پہنچادیا اب ہم پر اور کسی قسم کی ذمہ داری نہیں ہے، اب تم لوگ اسے قبول کرو یا نہ کرو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بلکہ اگر تم لوگ اسے قبول کروگے تو تمہارا ہی فائدہ ہوگا ورنہ تمہیں اسکا نقصان ضرور اٹھانا پڑے گا، قوموں نے پیغمبروں سے یہ بات کہی کہ تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو، اس سے بڑھ کر تمہاری کوئی حیثیت وفضیلت نہیں، چنانچہ سورۂ ابراھیم کی آیت نمبر 10 میں بھی یہ بات موجود ہے، قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو، سورۂ قمر کی آیت نمبر 24 میں یوں ہے فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ اور کہنے لگے کیوں ہم ہی میں سے ایک شخص کی ہم فرمانبرداری کرنے لگیں تب تو ہم یقیناً اور دیوانگی اور غلطی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۷۴۳﴾ تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے ﴿یٰسٓ ۱۸۔تا۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ O قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ O وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ O اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا

وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ
اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ؕ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ
یَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالُوْٓا انھوں نے کہا اِنَّا ہم نے تو تَطَیَّرْنَا نامبارک خیال کیا ہے بِكُمْ تمہیں ج لَئِنْ البتہ اگر لَّمْ تَنْتَهُوْا تم باز نہ آئے لَنَرْجُمَنَّكُمْ تو ضرور ہم سنگسار کردیں گے تمہیں وَ اور لَیَمَسَّنَّكُمْ البتہ ضرور تمہیں پہنچے گی مِّنَّا ہماری طرف سے عَذَابٌ سزا اَلِیْمٌ دردناک قَالُوْا انہوں نے کہا طَآئِرُكُمْ تمہاری نحوست مَّعَكُمْ تمہارے ساتھ ہے اَئِنْ کیا اگر ذُكِّرْتُمْ تم نصیحت کئے جاؤ بَلْ بلکہ اَنْتُمْ قَوْمٌ تم لوگ ہی ہو مُّسْرِفُوْنَ حد سے بڑھنے والے وَ اور جَآءَ آیا مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ شہر کے دور دراز کے مقام سے رَجُلٌ ایک آدمی یَّسْعٰی دوڑتا ہوا قَالَ اس نے کہا یٰقَوْمِ اے میری قوم اتَّبِعُوا تم پیروی کرو الْمُرْسَلِیْنَ رسولوں کی اتَّبِعُوْا تم پیروی کرو مَنْ ان کی جو لَّا یَسْـَٔلُكُمْ تم سے نہیں مانگتے اَجْرًا کوئی صلہ وَّ جبکہ هُمْ وہ مُّهْتَدُوْنَ ہدایت یافتہ ہیں وَ اور مَا کیا ہے لِیَ مجھے لَآ اَعْبُدُ میں عبادت نہ کروں الَّذِیْ اس ذات کی جس نے فَطَرَنِیْ مجھے پیدا کیا وَ اور اِلَیْهِ اس کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم سب لوٹائے جاؤ گے ءَاَتَّخِذُ کیا میں بنالوں مِنْ دُوْنِهٖۤ اس اللہ کے سوا اٰلِهَةً معبود اِنْ اگر یُّرِدْنِ ارادہ کرے میرے ساتھ الرَّحْمٰنُ رحمن بِضُرٍّ نقصان پہنچانے کا لَّا تُغْنِ عَنِّیْ کام نہیں آئے گی میرے شَفَاعَتُهُمْ ان کی شفاعت شَیْئًا کچھ بھی وَّ اور لَا یُنْقِذُوْنِ ○ نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے اِنِّیْۤ بے شک میں اِذًا اس وقت لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ البتہ کھلی گمراہی میں ہوں گا اِنِّیْۤ اور بے شک میں اٰمَنْتُ ایمان لایا ہوں بِرَبِّكُمْ تمہارے رب کے ساتھ فَاسْمَعُوْنِ لہذا تم میری بات سنو قِیْلَ کہا گیا ادْخُلِ تو داخل ہوجا الْجَنَّةَ جنت میں ط قَالَ اور اس نے کہا یٰلَیْتَ اے کاش! قَوْمِیْ میری قوم یَعْلَمُوْنَ جان لے بِمَا اس کو کہ غَفَرَ لِیْ مجھے بخش دیا ہے رَبِّیْ میرے رب نے وَ اور جَعَلَنِیْ اس نے کردیا مجھے مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ معزز لوگوں میں

ترجمہ:۔ بستی والوں نے کہا: ”ہم نے تو تمہارے اندر نحوست محسوس کی ہے۔ یقین جانو اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھر برسائیں گے اور ہمارے ہاتھوں تمہیں بڑی دردناک سزا ملے گی، رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے، کیا یہ باتیں اس لئے کررہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو، اور شہر کے پرلے علاقے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! ان رسولوں کا کہنا مان لو، ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگ رہے ہیں اور وہ صحیح راستے پر ہیں، اور بھلا میں اس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ اور اسی کی طرف تم سب کو

واپس بھیجا جائے گا، بھلا کیا اسے چھوڑ کر میں ایسوں کو معبود مانوں کہ اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو ان کی سفارش میرے کسی کام نہ آئے ، اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں، اگر میں ایسا کروں گا تو یقیناً میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا، میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا، اب تم بھی میری بات سن لو،(آخر کار بستی والوں نے اس کو قتل کر دیا اور اللہ تعالی کی طرف سے) کہا گیا کہ: ''جنت میں داخل ہو جاؤ'' اس نے (جنت کی نعمتیں دیکھ کر) کہا کہ: ''کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے ، کہ اللہ نے کس طرح میری بخشش کی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کیا ہے''

تشریح:۔ ان گیارہ آیتوں میں انیس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔بستی والوں نے کہا : ہم نے تو تمہارے اندر نحوست محسوس کی ہے۔

۲۔یقین جانو کہ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھر برسائیں گے۔

۳۔ہمارے ہاتھوں تمہیں بڑی دردناک سزا ملے گی۔

۴۔رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

۵۔کیا تم یہ باتیں اس لئے کرر ہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟

۶۔اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو۔

۷۔شہر کے دور علاقہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔

۸۔اس شخص نے کہا کہ اے میری قوم !ان رسولوں کا کہنا مان لو۔

۹۔ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں لے رہے ہیں اور وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

۱۰۔بھلا میں اس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا؟

۱۱۔اسی کی طرف تم سب کو واپس بھیجا جائے گا۔

۱۲۔بھلا کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو انکی سفارش میرے کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں؟

۱۳۔اگر میں ایسا کرونگا تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاونگا۔ ۱۴۔میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا۔

۱۵۔اب تم لوگ بھی میری بات سن لو۔ ۱۶۔اس آدمی سے کہا گیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاو۔

۱۷۔وہ آدمی جنت میں جانے کے بعد کہنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے۔

۱۸۔کہ اللہ نے میری کس طرح بخشش کی۔ ۱۹۔مجھے باعزت لوگوں میں شامل کیا۔

پچھلی آیتوں میں ان رسولوں نے بستی والوں سے جو کہا تھا اسکا ذکر تھا، یہاں ان بستی والوں نے ان رسولوں کو

کیا جواب دیا اسکا ذکر ہے کہ ان رسولوں کی یہ باتیں سن کر ان بستی والوں نے کہا کہ ہم پر جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ تمہاری ہی وجہ سے آ رہی ہیں، اگر تم لوگ اپنی اس تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور تمہیں بہت سخت سزائیں دیں گے جس سے کہ تم لوگ تڑپتی حالت میں موت کا سامنا کرو گے، اس لئے بہتر ہے کہ تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاو، ان بستی والوں کی یہ باتیں سن کر ان رسولوں نے کہا کہ یہ تم پر جو آزمائشیں آ رہی ہیں وہ تمہاری بداعمالیوں کی وجہ سے ہی ہیں کہ یہ تمہارے لئے سدھرنے کا ایک موقع ہے جو اللہ تمہیں ان سختیوں میں مبتلا کر کے دے رہا ہے اگر تم لوگ اس رب کا کہنا نہیں مانو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا، اور تم ہم پر جو الزام لگا رہے ہو وہ الزام بس اسلئے ہے کہ ہم تمہیں خبر دار کر رہے ہیں اور نصیحت کر رہے ہیں؟ اگر تمہیں یہ نصیحت راس نہیں آتی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ حق سے گذرے ہوئے لوگ ہو کہ جنہیں نصیحت کرنا کچھ فائدہ مند نہیں ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ تم لوگوں کی وجہ سے ہی آ رہی ہیں، اور لَنَرْجُمَنَّكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ہم تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے، اور طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ یہ مصیبتیں تمہارے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے اور أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم تم کو نصیحت کریں تو تم ہم کو منحوس سمجھو۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۵۰) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انکی آزمائش کے لئے تین سال تک ان سے بارش کو روک لیا اور ان پر قحط سالی نازل فرمائی جس کی وجہ سے ان لوگوں نے ان رسولوں کو اس قحط سالی کا سبب مانا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۱۶) آخر کار بستی والے ان رسولوں کو جان سے مارنے کے لئے جمع ہوئے اس بستی میں ایک مومن شخص بھی تھا جب اسے اس بستی والوں کی اس حرکت کا پتہ چلا کہ وہ ان رسولوں کو مار دینے والے ہیں تو وہ شخص دوڑتا ہوا اپنی قوم کے پاس آیا اسی واقعہ کو یہاں بیان فرمایا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک شہر کے دور علاقہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم لوگ ان رسولوں کا کہنا مان لو اور جس خدا پر ایمان لانے کے لئے یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر ایمان لاؤ اور ان بتوں کی عبادت سے پرہیز کرو اور یہ رسول جو کام کر رہے ہیں اس کام کے کرنے پر وہ تم سے کوئی اجرت یا پیسہ نہیں مانگ رہیں کہ انکا مقصد ان باتوں سے مال کمانا ہو بلکہ یہ جو کام کر رہے ہیں وہ محض اس لئے کہ تم لوگ سیدھے راستے پر آ جاؤ اور یہ لوگ بھی اپنے رب کا جو راستہ ہے اسی پر قائم ہیں، اور رہی بات میری تو میں بھی انکے خدا پر ایمان لا چکا ہوں اور کیوں نہ لاتا جبکہ وہ خدا تو ایسا ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو جس خدا نے ہمیں پیدا کیا اس خدا کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرنا یہ سراسر جرم کی بات ہے کہ "کھاؤ کسی کا اور گاؤ کسی کا" اس لئے میں اس خدا پر ایمان لا چکا ہوں اور تم سب بھی اس خدا پر ایمان لے آؤ اس لئے کہ جب تم مرجاؤ گے تو تم اسی رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو جب وہاں جاو گے تو وہ ہی تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، تو کیا

تم لوگ ایسے خدا کو چھوڑ کر جو کہ اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو تمہارے وہ معبود جسکی تم عبادت کرتے ہو تو تم کو بچا نہیں سکتے ، کیا تم انکی عبادت کرتے ہو؟ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ تمہارے معبود کل قیامت کے دن تمہاری سفارش کر کے تمہیں اسکے عذاب سے بچا سکیں ، اگر میں ایسے رب کو چھوڑ کو دوسروں کی عبادت کروں تب تو میں گمراہ ہونے والوں میں لکھا جاؤں گا ، جب ان بستی والوں نے اس آدمی کی یہ باتیں سنیں تو اسے بھی مار دیا ، اللہ تعالی نے اسے اس کے بدلہ جنت عطا کی وہ آدمی جب جنت میں پہنچا تو وہاں کی نعمتوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب پر ایمان لانے کا مجھے کیا انعام ملا ، کاش! کہ وہ یہ دیکھ پاتے کہ کس طرح اللہ نے میری بخشش کر دی اور مجھے اپنے اس عمل کے بدلہ باعزت لوگوں میں شامل کیا ، ان آیتوں میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ آدمی کون ہے؟ اسکے بارے میں اکثر مفسرین کا قول ہے کہ وہ آدمی حبیب بن مری تھے ، بعض نے انکے تعلق سے کہا کہ وہ مومن تھے ۔ (الدر المنثور ۔ ج ، ۷ ۔ ص ، ۵۱) اور بعض نے کہا کہ وہ بت پرست تھے لیکن جب انہوں نے ان رسولوں کی بات سنی تو ایمان لے آئے ، امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں یہ واقعہ بیان کیا کہ یہ حبیب نامی شخص کو جذام کی بیماری تھی اور وہ شہر سے دور رہا کرتے تھے جہاں وہ ستر سال سے بتوں کی پوجا کرتے تھے تا کہ یہ بت اسکی حالت پر رحم کھا کر اسکی اس تکلیف کو دور کر دیں مگر ان بتوں نے اسکی حاجت پوری نہیں کی ، جب اس نے ان رسولوں کو دیکھا تو ان رسولوں نے اسے اللہ کی عبادت کی جانب بلایا ، تب اس شخص نے کہا کہ کیا اللہ تعالی کی کوئی نشانی ہے؟ ان رسولوں نے کہا ہاں! ہمارا رب ہر چیز پر قادر ہے اور وہ تم سے اس بیماری کو بھی دور فرما دے گا ، اس شخص نے کہا کہ یہ تو میرے لئے تعجب کی بات ہے ، میں ان بتوں کی ستر سال سے عبادت کر رہا ہوں مگر وہ لوگ یہ نہ کر سکے پھر تمہارا رب بس ایک گھڑی میں یہ کیسے کر سکتا ہے؟ ان رسولوں نے کہا ہاں! ہمارا پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے مگر یہ بت نہ تو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان ، اسکے بعد وہ شخص ایمان لے آیا اور ان رسولوں نے اس شخص کے لئے دعا کی تو اللہ نے اسکی اس بیماری کو اس طرح دور فرما دیا گویا اسے یہ بیماری تھی ہی نہیں ، تو جب بھی وہ کمائی کرتا تو اپنی کمائی میں سے ہر دن آدھا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا اور آدھا صدقہ کر دیتا ، جب اسکی قوم نے ان رسولوں کو جان سے مارنے کی سازش کی تو وہ دوڑتے ہوئے ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی اتباع کرو ۔ (تفسیر قرطبی ۔ ج ، ۱۵ ۔ ص ، ۱۸) اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ ان رسولوں کی اتباع کرو تب اسکی قوم نے اسکا گلا گھونٹ دیا تا کہ وہ مرجائے جب وہ اس حالت میں تھا تب وہ ان رسولوں کی جانب منہ کیا اور کہا اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ کہ میں تمہارے رب پر ایمان لا چکا ہوں تم لوگ اس پر گواہ رہنا ۔ (الدر المنثور ۔ ج ، ۷ ۔ ص ، ۵۲)

﴿درس نمبر ۱۷۴۴﴾ **وہ ایک چنگھاڑتھی جس سے وہ بجھ کررہ گئے** ﴿یٰسٓ: ۲۸۔تا۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ O اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ O يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ O اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ O وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَآ نہیں اَنْزَلْنَا ہم نے اتارا عَلٰى قَوْمِهٖ اس کی قوم پر مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد مِنْ جُنْدٍ کوئی لشکر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے وَ اور مَا نہیں كُنَّا تھے ہم مُنْزِلِيْنَ اتارنے والے ہی اِنْ نہیں كَانَتْ تھا اِلَّا مگر صَيْحَةً وَّاحِدَةً ایک زور کی آواز ہی فَاِذَا تو ناگہاں هُمْ وہ خٰمِدُوْنَ بجھ کررہ گئے يٰحَسْرَةً وائے افسوس عَلَى الْعِبَادِ بندوں پر مَا نہیں يَاْتِيْهِمْ آتا ان کے پاس مِّنْ کوئی رَّسُوْلٍ رسول اِلَّا مگر كَانُوْا وہ ہوتے بِهٖ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ استہزاء ہی کرتے اَلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا كَمْ کتنی اَهْلَكْنَا ہم نے ہلاک کردیں قَبْلَهُمْ ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ امتیں اَنَّهُمْ بے شک وہ اِلَيْهِمْ ان کی طرف لَا يَرْجِعُوْنَ نہیں لوٹیں گی وَ اور اِنْ نہیں ہے كُلٌّ کوئی بھی لَّمَّا مگر جَمِيْعٌ سب کے سب لَّدَيْنَا ہمارے پاس مُحْضَرُوْنَ حاضر کئے جائیں گے

ترجمہ:۔ اور اس شخص کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ تو بس ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ ایک دم بجھ کررہ گئے، افسوس ہے ایسے بندوں کے حال پر! ان کے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے رہے ہوں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو اس طرح ہلاک کرچکے ہیں کہ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آتے؟، اور یہ جتنے لوگ ہیں، ان سبھی کو اکٹھا کیا جائے گا اور ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس شخص کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا۔

۲۔ نہ ہی ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی۔ ۳۔ وہ تو بس ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ ایک دم بجھ کررہ گئے۔

۴۔ افسوس ہے ایسے بندوں کے حال پر۔

۵۔ انکے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جنکا وہ مذاق نہ اڑاتے رہے ہوں۔

۶۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو اس طرح ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ انکے پاس لوٹ کر نہیں آئے؟

۷۔ یہ جتنے لوگ ہیں ان سبھی کو اکٹھا کر کے ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

ان آیتوں میں اس قریہ والوں کے قصہ کا باقی حصہ بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے اس مومن بندہ حبیب بن مری نجاّر کو قتل کر دیا تو اللہ تبارک نے ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے فرشتوں کو بھیجا کہ اس قوم کو ہلاک کر دو، یہاں اللہ تعالی نے ایسا اس لئے فرمایا کہ فرشتوں کو جب بھیجا جاتا ہے تو کسی اونچے کام کے لئے بھیجا جاتا ہے اور یہ قوم تو اتنی لاچار ہے کہ اس جیسی حقیر قوم کو ہلاک کرنے کے لئے ان معزز فرشوں کو کیوں بھیجا جائے بلکہ ہم نے ایک زوردار آواز انکے پاس بھیجی جسے جبرئیل علیہ السلام نے نکالا تھا کہ جس کی ہولنا کی سے یہ سب ختم ہو گئے اور ایک نکتہ یہاں یہ بھی ہے کہ انکی کمزوری کا یہ عالم تھا کہ بس ایک ہی چیخ انکو ہلاک کرنے کے کافی ہو گئی اور اللہ تعالی نے اس قوم کی کمزوری کو بیان کرنے کے لئے خَامِدُوْن کا لفظ استعمال کیا یعنی جس طرح چراغ کو پھونک ماری جائے تو جس طرح وہ بجھ جاتا ہے اس طرح یہ قوم بھی اتنی معمولی سی تھی کہ انہیں ایک چیخ نے ایسے ہی بجھا دیا جیسے ہوا سے چراغ بجھ جاتا ہے، زوردار آواز یعنی چیخ کے ذریعہ عذاب دیئے جانے کا ذکر مختلف آیات میں موجود ہے، سورۂ ہود کی آیت نمبر ۶۷ میں ہے وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ اور ظالموں کو بڑے زور کی چنگھاڑ نے آدبوچا پھر تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے، قوم شعیب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (ہود: ۹۴) اور ظالموں کو سخت چنگھاڑ کے عذاب نے آدبوچا، سورۂ مؤمنون کی آیات نمبر ۴۱ میں کہا گیا فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً آخر کار چیخ نے انہیں پکڑ لیا عدل کے ساتھ اور ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ بنا دیا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اس قدر کمزور ہونے کے باوجود اس قوم کو اپنے آپ پر غرور تھا انکے اس غرور پر افسوس ہی کرنا چاہئے اور اوپر سے انکی حرکتیں ایسی کہ انکے پاس کوئی رسول آئے تو یہ ان رسولوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اس آیت میں اس بستی والوں کا قصہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان مشرکین سے فرما رہے ہیں کہ ان مشرکوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک و تباہ کر دیا؟ یہ تو ایک مثال تمہارے سامنے پیش کی گئی ورنہ ایسی بہت سی قومیں ہیں جنہیں انکے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک و تباہ کیا گیا جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، ارم وغیرہ، اور ہلاک بھی ایسا کیا گیا کہ اب انکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا اور نہ ہی وہ اب اس دنیا میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے، ہاں! البتہ جب قیامت قائم ہو گی تب سبھی لوگ چاہے وہ لوگ ہوں جنہیں ہم نے اس طرح ہلاک کیا یا چاہے وہ لوگ جو اپنی طبعی موت مر کر اس دنیا سے چلے گئے سب کے سب دوبارہ وہاں میدان محشر میں جمع ہوں گے اور وہاں انہیں انکے کئے کی مزید سزا

دی جائے گی، دنیا میں تو بس معمولی سی سزا انہیں دی گئی کہ انہیں ہلاک کیا گیا مگر وہاں جو سزا دی جائے گی وہ سزا ابدی ہوگی جہاں انہیں کبھی موت نہیں آئے گی، ابو اسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے دوبارہ آئیں گے، اس پر آپ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ ہم بہت برے لوگ ہیں کہ ہم انکی عورتوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کی میراث کو تقسیم کرتے تھے (یعنی کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمارا انکی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہوتا مگر ہم نے کیا، اور ان کی میراث کو تقسیم کرنا ناجائز ہوتا مگر ہم نے کی)۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ آیت نہیں پڑھتے : أَوَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۔ (الدر المنثور ۔ ج، ۷۔ ص، ۵۵) دیگر آیات میں بھی یہ مضمون موجود ہے سورہ رعد کی آیت نمبر 32 میں کہا گیا ہے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ یقیناً آپ سے پہلے کے پیغمبروں کا مذاق اڑایا گیا تھا، سورۃ الحجر کی آیت نمبر 11 میں کہا گیا وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ جو بھی رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے ۔ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا یہ منکرین جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی

﴿درس نمبر ۱۷۴۵﴾ ﴿یٰسٓ : ۳۳ ۔ تا ۔ ۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ○ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ اور ایک نشانی ہے ان کیلئے الْاَرْضُ زمین الْمَيْتَةُ مردہ اَحْيَيْنٰهَا ہم نے زندہ کردیا اسے وَ اور اَخْرَجْنَا ہم نے نکالا مِنْهَا اس سے حَبًّا دانہ فَمِنْهُ پھر اسی سے يَاْكُلُوْنَ وہ کھاتے ہیں وَ اور جَعَلْنَا ہم نے بنائے فِيْهَا اس میں جَنّٰتٍ باغات مِّنْ نَّخِيْلٍ کھجوروں کے وَّ اور اَعْنَابٍ انگوروں کے وَّ اور فَجَّرْنَا ہم نے جاری کیے فِيْهَا ان میں مِنَ الْعُيُوْنِ چشمے لِيَاْكُلُوْا تا کہ وہ کھائیں مِنْ ثَمَرِهٖ اس کے پھلوں سے وَ اور مَا نہیں عَمِلَتْهُ بنایا اسکو اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں نے اَ فَلَا کیا پھر نہیں يَشْكُرُوْنَ وہ شکر کرتے۔

ترجمہ:۔ اور ان کے لئے ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی، ہم نے اسے زندگی عطا کی، اور اس سے غلہ نکالا جس کی خوراک یہ کھاتے ہیں، اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور ایسا

انتظام کیا کہ اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے، تا کہ یہ اس کی پیداوار میں سے کھائیں، حالانکہ اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔ کیا پھر بھی یہ شکرادا نہیں کریں گے؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انکے لئے ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی۔

۲۔ ہم نے اسے زندگی عطا کی۔ ۳۔ اس سے غلہ نکالا جسکی خوراک یہ کھاتے ہیں۔

۴۔ ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔

۵۔ ایسا انتظام کیا کہ اس سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔

۶۔ تا کہ یہ اسکی پیداوار میں سے کھائیں حالانکہ اسکو انکے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

۷۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کریں گے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، اسکی مثال تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس زمین کو دوبارہ زندہ کرتا ہے جو بنجر و مردہ ہوگئی ہو جو کسی قسم کی پیداوار کے قابل نہ ہو، پھر اس زمین سے تمہارے لئے غلہ نکالا جس سے تم کھاتے ہو، مردہ زمین کو زندہ کرنے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ہے فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا پھر اس پانی سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کیا ہے، پھر اسی زمین میں مختلف درخت اگائے جیسے کہ کھجور اور انگور کہ تم اس نعمت سے لذت حاصل کرتے ہو، یہاں اللہ تعالیٰ نے دیگر میوہ جات کو چھوڑ کر صرف کھجور اور انگور کا ذکر کیا اسکی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اس بارے میں امام زحیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اسکی دو خصوصیتیں ہیں ایک تو یہ کہ تمام میوہ جات میں یہ دو میوے سب سے لذیذ میٹھے ہوتے ہیں، دوسرے میووں میں بھی یہ صفت ہوتی ہے مگر ان دونوں پھلوں میں زیادہ ہوتی ہے، اور ایک وجہ یہ ہے کہ دونوں میووں میں قوت زیادہ ہوتی ہے، یہ بطور قوت بھی کھایا جاتا ہے اور بطور میوہ بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا یہاں بیان فرمایا اور کیا خاص وجہ ہوسکتی ہے اسکا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۳۔ ص، ۱۳) کھجور اور انگور کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے، سورۂ بقرہ کی آیات نمبر ۲۵۶ میں ہے، اَيَوَدُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ تَكُوۡنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں، سورۃ انعام کی آیت نمبر ۹۹ میں بھی کھجوروں اور انگور کا ذکر ہے وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ اور کھجوروں کے درختوں سے ان کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۴ میں ہے وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّنَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَيۡرُ صِنۡوَانٍ

يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ اور زمین میں مختلف ٹکڑے ایک دوسرے سے لگے لگائے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیت ہیں اور کھجور کے درخت ہیں اور پھر اس زمین سے ہم نے چشمے نکالے کہ اسکے پانی سے تم کھیتی کر کے اور درخت اُگاؤ اور مختلف قسم کے میوے اپنی کاشت کی محنت سے کھاو، ان سب نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی تمہیں یقین نہیں آتا کہ اللہ تعالی دوبارہ انسان کو زندہ کرنے پر قادر ہے، اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو دیکھنے کے باوجود بھی شکر نہیں کرتے، آخر ایسا کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ ایک انسان اپنے اوپر احسان کرنے والے شخص کا شکر ادا کرتا ہے مگر تم لوگ ایسے ہو کہ اللہ نے تم پر اتنے احسانات کئے مگر تم شکر کا ایک لفظ اسکی بارگاہ میں ادا نہیں کرتے، بلکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ شکر کرنے کے بجائے اس رب کے ساتھ شرک کرتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۴۶﴾ اللہ تعالی نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ﴿یٰسٓ: ۳۶-تا-۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ O وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ O وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ O وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ O لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سُبْحٰنَ پاک ہے الَّذِيْ وہ ذات جس نے خَلَقَ پیدا کیے الْاَزْوَاجَ جوڑے كُلَّهَا سب کے سب مِمَّا ان چیزوں کے جن کو تُنْۢبِتُ اگاتی ہے الْاَرْضُ زمین وَ اور مِنْ اَنْفُسِهِمْ خود ان کے پاس سے بھی وَ اور مِمَّا ان کے بھی جنہیں لَا يَعْلَمُوْنَ وہ نہیں جانتے وَ اور اٰيَةٌ ایک نشانی لَّهُمُ ان کے لئے الَّيْلُ رات ہے نَسْلَخُ ہم کھینچ لیتے ہیں مِنْهُ اس سے النَّهَارَ دن کو فَاِذَا پھر یکا یک هُمْ وہ مُّظْلِمُوْنَ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں وَ اور الشَّمْسُ سورج تَجْرِيْ رواں دواں رہتا ہے لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اپنے ٹھکانے پر ذٰلِكَ یہ تَقْدِيْرُ اندازہ الْعَزِيْزِ نہایت غالب الْعَلِيْمِ خوب جاننے والے کا وَ اور الْقَمَرَ چاند قَدَّرْنٰهُ ہم نے مقرر کردی ہیں اس کی مَنَازِلَ منزلیں حَتّٰى یہاں تک کہ عَادَ وہ ہو جاتا ہے كَالْعُرْجُوْنِ مانند کھجور کے خوشے کی الْقَدِيْمِ پرانی ٹیڑھی ڈنڈی کے لَا الشَّمْسُ نہ سورج يَنْۢبَغِيْ لائق ہے لَهَا اس کے لئے اَنْ تُدْرِكَ کہ وہ پکڑ لے الْقَمَرَ چاند کو وَ اور لَا الَّيْلُ نہ رات ہی سَابِقُ پہل کرنے والی ہے النَّهَارِ دن سے وَ اور كُلٌّ سب فِيْ فَلَكٍ مدار میں يَّسْبَحُوْنَ تیرتے پھرتے ہیں

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے ہیں، اس پیداوار کے بھی جو زمین اگاتی

ہے، اور خود انسانوں کے بھی، اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ لوگ جانتے تک نہیں ہیں اور ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے۔ہم اس پر سے دن کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل۔اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے۔نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

تشریح:۔ان پانچ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں۔

۲۔اس پیداوار کے بھی جو زمین اگاتی ہے اور خود انسان کے بھی

۳۔ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ لوگ ابھی جانتے تک نہیں...

۴۔انکے لئے ایک اور نشانی رات ہے۔

۵۔ہم اس پر سے دن کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

۶۔سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔

۷۔یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے، علم بھی۔

۸۔چاند ہے کہ ہم نے اسکی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں۔

۹۔یہاں تک کہ جب وہ لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے۔

۱۰۔نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے۔ ۱۱۔نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔

۱۲۔یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

اللہ تعالی نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے جبکہ انکے باطل معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں نہ ہی کچھ دے سکتے ہیں مگر انکی عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون حقیقی معبود ہے اور کون باطل معبود؟۔ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے اللہ تعالی نے پیدا فرمائے یعنی ملائکہ کے، جنات کے، انسان کے، درختوں کے، پرندوں کے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۵۵) انسان کے بھی جوڑے بنائے سورۃ نساء کی آیت نمبر ا میں کہا گیا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے ایک بیوی کو پیدا کیا، سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۴۳ میں مویشیوں کے جوڑوں کی پیدائش کے بارے میں کہا گیا ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ

اثْنَيْنِ ۔ یہ آٹھ نر مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم ۔الخ ۔سورۂ ھود کی آیت نمبر ۴۰ سے بھی ایک جوڑے ہونے کا ثبوت ملتا ہے قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں میں سے جوڑے دو یعنی نر اور مادہ سوار کرلو، نباتات میں بھی جوڑے ہونے کا ثبوت یوں ملتا ہے، وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ اور ہر قسم کے پھل کہ ان کے بھی دوہرے جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۷ میں کہا گیا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۔اور کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر نفیس قسم کی کتنی چیزیں اگائی ہیں؟ یہاں ذہن میں آ سکتا ہے کہ درختوں کے بھی جوڑے ہوتے ہیں؟ تو اسکا جواب ہے ہاں! سائنس دانوں نے کہا کہ درختوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے پھولوں کے جو دانے ہوتے ہیں جب وہ ملتے ہیں تو اسی کے نتیجہ میں پھل پیدا ہوتا ہے، آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور ان چیزوں کے علاوہ بھی جوڑے ہوتے ہیں جسے تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ سورۂ ذاریات کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت یہاں بیان فرما رہے ہیں کہ ان مشرکین کے لئے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں ایک اور نشانی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو پیدا فرمایا کہ وہ تاریک اور سیاہ ہے اس سیاہی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورج کو ایک روشنی دیکر پیدا فرمایا جو روشنی اس سورج پر ایک پرت کی طرح ہے جب اللہ تعالیٰ اس پرت کو اتار لیتے ہیں تو بالکل اندھیرا چھا جاتا ہے، اس طرح کبھی رات کے بعد روشنی یعنی دن آتا ہے اور دن کے بعد تاریکی یعنی رات آتی ہے جیسا کہ سورۂ حج کی آیت نمبر ۶۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں اور دن کو رات میں، یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے کہ اگر صرف دن ہی دن ہوتا تو انسان نیند کی جو راحت ہے اس سے محروم ہو جاتا اور اگر صرف رات ہی رات ہوتی تو انسان اپنی روزی روٹی ڈھونڈنے میں بڑی تکلیفیں جھیلتا۔ ان نشانیوں کو دیکھ کر ہی سہی کم سے کم ان لوگوں کو عقل تو آ جائے کہ وہ اتنا بڑا نظام چلا رہا ہے، اللہ فرما رہے ہیں کہ یہ سورج اپنا چکر کاٹ کر ٹھکانہ پر چلا جاتا ہے، اب اس سورج کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا جو ٹھکانہ ہے وہ عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری ۴۸۰۳) سورج کا یہ ایسا پیارا نظام ہے جسے اللہ رب العزت نے قائم فرمایا تاکہ کوئی کسی سے نہ ٹکرائے، اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے ٹکرا جاتا ہے تو دنیا میں تباہی آ جائے گی ، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا اپنا ایک ٹھکانہ مقرر کر رکھا ہے، اسی طرح چاند کی بھی منزلیں اللہ تعالیٰ نے طے کر دی ہیں کہ چاند پورے مہینے میں ان منزلوں پر

سے ہو کر گزرتا ہے اور جب جب وہ کسی منزل پر سے گزرتا ہے تو اس چاند کی شکل میں کمی آتی جاتی ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں چاند کبھی پورا ہوتا ہے تو کبھی آدھا، اور کبھی اس سے کم یا زیادہ پھر آخر کار وہ ایسی منزل پر پہنچتا ہے جہاں وہ چاند بالکل ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ کھجور کے درخت کی ٹہنی ہوتی ہے یعنی بالکل باریک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چاند ایک مہینہ میں اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے، چودہ شامی اور چودہ یمانی اور انہوں نے ان منزلوں کے نام بھی بیان کئے کہ سرطین، بطین، ثریا، دبران، ہقعہ، ہنعہ، ذراع، نثرہ، طرف، جبھہ، زبرہ، صرفہ، عوام، سماک یہ شامی ہیں اور یمنی عقرب، زبانین، اکلیل، قلب، شولہ، نعائم، بلاہ، سعد الزابح، سعد البلع، سعد السعود، سعد الاخبیہ، مقدم الدلو، مؤخر الدلو، اور حوت یہ یمانی ہیں، جب چاند ان منزلوں کو طے کرتا ہے تو وہ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے جیسے وہ مہینہ کے شروع میں ہو جاتا ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۵۷) نہ سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کے مداروں پر آئے اسے پکڑ لے اور نہ ہی چاند کی یہ جرأت کہ وہ سورج کے مدار پر پہنچے، اور نہ ہی رات کبھی دن سے آگے نکل سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے اپنا اپنا مقام طے کر رکھا ہے یہ اپنے ہی مقامات پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ۔الخ۔ کے بارے میں فرمایا کہ ہر ایک کی اپنی ایک حکومت ہے چاند کی حکومت رات پر ہے اور سورج کی دن پر تو سورج رات میں نہیں نکل سکتا۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۵۸)

﴿درس نمبر ۱۷۴۷﴾ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ﴿یٰسٓ: ۴۱۔تا۔۴۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ O وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ O وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ O اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اٰيَةٌ ایک نشانی لَّهُمْ ان کے لیئے اَنَّا بے شک حَمَلْنَا ہم نے اٹھایا ذُرِّيَّتَهُمْ ان کی اولاد کو فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی میں وَ اور خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیں لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ مِّثْلِهٖ اس جیسی مَا جن پر يَرْكَبُوْنَ وہ سوار ہوتے ہیں وَ اور اِنْ اگر نَّشَاْ ہم چاہیں نُغْرِقْهُمْ ہم غرق کر دیں ان کو فَلَا پھر نہیں صَرِيْخَ کوئی فریاد رس لَهُمْ ان کے لئے وَ اور لَا نہ هُمْ وہ يُنْقَذُوْنَ چھڑائے جائیں گے اِلَّا مگر رَحْمَةً رحمت سے مِّنَّا ہماری طرف سے وَ اور مَتَاعًا فائدہ ہے اِلٰى حِيْنٍ ایک مدت تک

ترجمہ:۔ اور ان کے لیے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور

ہم نے ان کے لیے اس جیسی اور چیزیں بھی پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر ڈالیں، جس کے بعد نہ تو کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور نہ ان کی جان بچائی جاسکے لیکن یہ سب ہماری طرف سے ایک رحمت ہے اور ایک معین وقت تک (زندگی کا) مزہ اٹھانے کا موقع ہے۔ (جو انہیں دیا جارہا ہے)۔

تشریح:۔ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان کے لئے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے انکی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

۲۔ہم نے ان کے لئے اسی جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں۔

۳۔اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر ڈالیں۔

۴۔جس کے بعد نہ تو کوئی انکی فریاد کو پہنچے اور نہ ہی انکی جان بچائی جاسکے۔

۵۔یہ سب ہماری طرف سے ایک رحمت ہے۔

۶۔ایک معین وقت تک زندگی کا مزہ اٹھانے کا موقع ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالی نے اپنی وہ نشانی بیان فرمائی جو زمین سے متعلق تھی، اب وہ نشانی بیان فرمارہے ہیں جو سمندر سے متعلق ہے چنانچہ فرمایا انکے لئے ایک نشانی وہ کشتی ہے جس پر انکی اولاد کو ہم نے سوار کیا اور اس جیسی اور بھی چیزیں پیدا کیں جنپر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں، یعنی اسی جیسی کشتیاں بھی مراد ہوسکتی ہیں اور دیگر جانور بھی مراد ہوسکتے ہیں جنپر سواری کی جاتی ہے، اب یہ کشتی کونسی ہے جس پر اللہ تعالی نے انکی اولاد کو سوار کیا اور وہ کون لوگ تھے؟ اس بارے میں حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جس پر اللہ تعالی نے ہر قسم کے دو جوڑوں کو سوار کیا اور اس جیسی دیگر چیزیں جن پر انہیں اللہ تعالی نے سوار کیا وہ انہیں جیسی کشتیاں ہیں جو نہروں اور سمندروں میں چلتی ہیں۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۶۰) بعض مفسرین نے کہا وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد اونٹ ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۶۰) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فرمایا کہ اس سے مراد اونٹ ہے جسے اللہ تعالی نے پیدا فرمایا اور تم دیکھتے ہو کہ وہ صحرا کی کشتی مانا جاتا ہے جس پر بوجھ بھی ڈالا جاتا ہے اور سواری بھی کی جاتی ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ص،۶۰)، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۶۴ میں سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو بھی قدرت کی نشانی قرار دیا گیا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ بیشک آسمان اور زمین کی تخلیق میں رات دن کے لگا تار آنے جانے میں اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان

لے کر سمندر میں تیرتی ہیں اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں، سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۲ میں بھی یہ مضمون موجود ہے، وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهٰرَ اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں، اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں، سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۶ میں کہا گیا رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تمہارا پروردگار وہ ہے، جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، سورہ لقمان کی آیت نمبر ۳۱ میں کہا گیا اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں، اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں کو جو کشتی پر سوار ہیں انکے ساز و سامان کے ساتھ غرق کر دیں۔ اللہ تعالی کے قادر ہونے کی علامت یہ ہے کہ ان سب کی جان اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہے کہ جب چاہے انہیں موت دے اور اگر اللہ ایسا کرے تو کوئی انکی فریاد رسی کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی انکی مدد کو کہ وہ انہیں ڈوبنے سے بچا سکیں، لیکن یہ ہماری تم پر رحمت ہے کہ ہم نے تمہیں غرق نہیں کیا بلکہ ہم نے تو تمہیں کچھ مہلت دی ہے تا کہ تم ان باتوں پر غور کر سکو اور ہماری قدرت کو پہچان کر اسلام لے آؤ، اور یہ ڈھیل صرف چند روزہ ہے کہ اگر اس مدت میں سنبھلنا چاہو تو سنبھل جاو ورنہ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تو دوبارہ تمہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیا جائے گا بلکہ سزا دی جائے گی جس سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکے گا اور نہ ہی یہ تمہارے بت بھی بچا سکیں گے جن کے بارے میں تم نے سوچ رکھا ہے کہ وہ تمہیں عذاب سے بچائیں گے یا تمہاری سفارش کریں گے، یہ سب تمہارا صرف گمان ہے جس میں کوئی سچائی نہیں۔

درس نمبر ۱۷۴۸ — اللہ کی ہر نشانی سے لوگوں نے منہ موڑا ہے — یٰسٓ : ۴۵ ۔ تا ۔ ۴۷

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O وَ مَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ O وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا قِيْلَ جب کہا جاتا ہے لَهُمُ ان کے لیئے اتَّقُوْا تم بچو مَا اس سے جو بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ تمہارے سامنے ہے وَ اور مَا جو خَلْفَكُمْ تمہارے پیچھے ہے لَعَلَّكُمْ تا کہ تم تُرْحَمُوْنَ رحم کیۓ جاؤ وَ اور مَا نہیں تَاْتِيْهِمْ آتی ان کے پاس مِّنْ کوئی اٰيَةٍ نشانی مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ ان کے رب کی نشانیوں میں سے اِلَّا مگر كَانُوْا وہ ہوتے ہیں عَنْهَا اس سے مُعْرِضِيْنَ اعراض کرنے والے وَ اور اِذَا قِيْلَ جب کہا جاتا ہے لَهُمْ ان سے اَنْفِقُوْا تم خرچ کرو مِمَّا اس میں سے جو رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اللہ نے رزق دیا ہے تمہیں قَالَ کہتے ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے أَنُطْعِمُ کیا ہم کھلائیں مَنْ اس کو کہ لَّوْ اگر يَشَآءُ چاہتا اللّٰهُ اللہ اَطْعَمَهٗ کھلا دیتا اس کو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا مگر فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کھلی گمراہی میں

ترجمہ:۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بچو اس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے (مرنے کے) کے بعد آئے گا تا کہ تم پر رحم کیا جاۓ۔ (تو وہ ذرا کان نہیں دھرتے) اور ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے وہ منہ نہ موڑ لیتے ہوں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ : اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے (غریبوں پر بھی) خرچ کرو، تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا (مسلمانو) تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہوۓ ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بچو اس عذاب سے جو تمہارے سامنے ہے جو تمہارے مرنے کے بعد آئے گا۔

۲۔ تا کہ تم پر رحم کیا جاۓ۔

۳۔ انکے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے وہ منہ نہ موڑ لیتے ہوں۔

۴۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔

۵۔ یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں کہ جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔

۶۔ تمہاری حقیقت اسکے سوا کچھ نہیں کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہوۓ ہو۔

جب ان مشرکین سے یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھو! جو عذاب اللہ تعالی نے تم سے پہلی قوموں یعنی عاد، ثمود وغیرہ پر نازل فرمایا اس سے کچھ سبق حاصل کرو اور اللہ سے ڈرو، اسی طرح اس عذاب سے بھی ڈرو جو قیامت کے دن نافرمانوں کو ہونے والا ہے اور ڈرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم اپنے گناہوں سے توبہ کرو گے اور اللہ کی اطاعت قبول کرو گے، اگر تم اس طرح کرتے ہو تو پھر اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے گا اور تمہارے سارے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا،

لیکن ان مشرکین کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھی نشانی اللہ کے پاس سے آتی ہے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش تو دور اسکی طرف دیکھتے تک نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہیں ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں، مگر انہیں اب یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی مگر جب قیامت کے دن انکے کوئی اعمال پر انکو سزا دیجائے گی اس وقت یہ لوگ اللہ کے سامنے گڑ گڑائیں گے لیکن اس وقت انکے اس گڑ گڑانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے جو مال و دولت تمہیں دی ہے اس مال و دولت میں سے کچھ غریبوں پر خرچ کرو، انہیں کھانا کھلاو، انکی حاجت پوری کرو، تو یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کیوں کھلائیں؟ تم کہتے ہو کہ یہ مال و دولت اللہ نے ہمیں دی ہے تو پھر اللہ انکو بھی یہ مال و دولت کیوں نہیں دیتا؟ وہی انہیں کیوں نہیں کھلاتا؟ اصل بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔ اس لئے کہ جب کوئی کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس دی ہوئی چیز میں دینے والے کا جو حکم ہوتا ہے اسے ماننا لازمی ہوتا ہے اس لئے کہ اگر وہ حکم نہ مانا جائے تو اس سے بھی وہ چیز چھین لی جاتی ہے مگر یہ بات ان مشرکین کو سمجھ میں نہیں آتی، گمراہی کا اثر ان پر اتنا ہے کہ انکی عقلیں بھی کام نہیں کر رہی ہیں، یہ لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ اگر اللہ نے ہمیں یہ سب کچھ دیا ہے تو پھر انہیں دینے میں اسے کیا مشکل ہے؟۔ جیسا اس نے ہمیں دیا انہیں بھی تو دے سکتا ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالی نے سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۲۷ میں دیا کہ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ اگر اللہ سب بندوں کے رزق کو کشادہ کردے تو یہ لوگ سرکشی پر اتر آئیں گے، لیکن اللہ تعالی جتنا چاہتا ہے حساب سے نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے اور انہیں دیکھنے والا بھی ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکہ میں کچھ زندیق لوگ (جو دنیا کے ختم ہونے کا انکار کرتے ہیں، حشر و نشر کو نہیں مانتے) رہا کرتے تھے، جب ان سے غریبوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا تو کہتے کہ غریب اللہ نے انہیں بنایا اور کھلائیں ہم؟ اور یہ مومنین کو یہ کہتے سنتے تھے کہ تمام چیزیں اللہ کی مشیت و ارادہ پر معلق ہیں تو یہ زندیق لوگ کہتے کہ اگر اللہ چاہے تو فلاں کو مالدار کردے، فلاں کو بے نیاز کرے اور اگر چاہے تو فلاں فلاں کام کردے، یہ بطور مذاق انہوں نے مومنوں سے کہا، اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۳۷) قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ میں کہا گیا وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرو اور آیت نمبر ۲۵۴ میں کہا گیا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اے ایمان والو۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے وہ دن آنے سے پہلے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرلو جس دن نہ کوئی سودا ہوگا نہ کوئی دوستی (کام آئے گی) اور نہ کوئی سفارش ہوسکے گی۔ اور ظالم وہ لوگ ہیں جو کفر اختیار کیے ہوئے ہیں۔

درس نمبر ۱۷۴۹ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں (یٰسٓ :۴۸-تا-۵۰)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ O فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں مَتٰى کب ہوگا هٰذَا یہ الْوَعْدُ وعدہ اِنْ اگر كُنْتُمْ ہو تم صٰدِقِيْنَ سچے؟ مَا نہیں يَنْظُرُوْنَ وہ انتظار کرتے اِلَّا مگر صَيْحَةً وَّاحِدَةً ایک زور کی آواز کا تَاْخُذُهُمْ جوان کو آ پکڑے گی وَ جبکہ هُمْ وہ يَخِصِّمُوْنَ جھگڑیں گے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ پس وہ طاقت نہ رکھیں گے تَوْصِيَةً وصیت کرنے کی وَّ اور لَآ نہ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ اپنے گھر والوں کی طرف يَرْجِعُوْنَ وہ لوٹ سکیں گے

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ (مسلمانو) بتاؤ، اگر تم سچے ہو۔ (دراصل) یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کی حجت بازی کے عین درمیان انہیں آ پکڑے گی۔ پھر نہ یہ کوئی وصیت کر سکیں گے، اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو؟۔

۲۔ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گی اور یہ باہم لڑائی جھگڑے ہی میں ہوں گے۔

۳۔ پھر یہ لوگ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ سکیں گے۔

جب مشرکوں نے اس عذاب کے بارے میں سنا تو کہنے لگے کہ اچھا جس عذاب سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو اگر تم واقعی سچی بات کہہ رہے ہو کہ عذاب آنے والا ہے تو بتاؤ کہ وہ عذاب کب آئے گا؟ یہ بات بھی ان مشرکین نے مذاق اڑانے کے لئے کہی یعنی یہ لوگ حقیقت میں اس عذاب کے آنے پر یقین نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ انکے اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ تم جس عذاب کا انتظار کر رہے ہو وہ عذاب تو بس ایک گھڑی میں آ کر تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اور تم کچھ کر نہیں پاؤ گے حتیٰ کہ تمہیں اتنی بھی مہلت اس وقت نہیں ملے گی کہ تم اپنا وہ کام مکمل کر سکو جو تم کر رہے ہو اور نہ ہی تمہیں اتنی مہلت مل سکے گی کہ تم کوئی وصیت کر سکو یا پھر جہاں تم ہو وہاں سے گھر جا سکو، وہ ایک زوردار دھماکے جیسی آواز میں بھی آ سکتا ہے جو ایک پل میں تمہیں اپنی زد میں لے لیگا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ قیامت اس طرح اچانک لوگوں کے پاس آئے گی کہ ایک آدمی اپنے جانور کو پانی پلا رہا ہوگا تو کوئی آدمی اپنا حوض ٹھیک کر رہا ہوگا، کوئی اپنا سامان بازار

میں بیچ رہا ہوگا تو کوئی اپنی ترازو درست کر رہا ہوگا تو وہ قیامت انکے پاس آ پہنچے گی اور وہ اسی حالت پر ہوں گے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ نہ وہ کسی کو اس وقت وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ سکیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی تیاری کرنے میں جلدی کرو (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۵۲۸) احادیث میں آیا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جملہ تین مرتبہ صور پھونکیں گے اس میں سے یہ پہلا صور ہوگا جسے نَفْخَةُ الْفَزَعِ یعنی گھبراہٹ کا صور کہا جاتا ہے جب یہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ مر جائیں گے، اسی کو اس آیت میں صَیْحَةً وَّاحِدَةً کہا گیا، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صور ضرور پھونکا جائے گا اور اس وقت حال یہ ہوگا کہ لوگ اپنے اپنے راستوں، بازاروں اور مجلسوں میں ہوں گے حتیٰ کہ دو آدمی اپنے ہاتھوں میں کپڑا لئے بھاؤ تاؤ کر رہے ہوں گے، لیکن جب صور پھونکا جائے گا تو اس کپڑے کو لوٹا بھی نہ سکیں گے اور اس صور کی وجہ سے ایک زوردار چیخ نکلے گی جس سے سارے لوگ مر جائیں گے، یہ صور وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ (تفسیر المنیر۔ج،۲۳۔ص،۲۸) مشرکوں اور کافروں کا یہ سوال کہ یہ وعدہ کا دن کب آئے گا یعنی جس قیامت کے دن کے آنے کی دھمکی دی جا رہی ہے آخر وہ دن کب آئے گا؟ یہ مضمون قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے، سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۸ میں یوں ہے وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۸ میں بھی یہ مضمون اسی طرح ہے وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اسی طرح سورۂ نمل کی آیت نمبر ۷۱، سورۂ سبا کی آیت نمبر ۲۹ اور سورۂ ملک کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی یہ مضمون اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۰﴾ **جب صور پھونک دیا جائے گا** ﴿یٰسٓ :۵۱۔تا۔۵۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ O قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ٚ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ O اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ O فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور نُفِخَ پھونکا جائے گا فِی الصُّوْرِ صور میں فَاِذَا تو یکا یک هُمْ وہ مِّنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سے اِلٰى رَبِّهِمْ اپنے رب کی طرف یَنْسِلُوْنَ تیزی سے دوڑیں گے قَالُوْا وہ کہیں گے یٰوَیْلَنَا ہائے افسوس ہم پر! مَنْ کس نے بَعَثَنَا اٹھایا ہمیں مِنْ مَّرْقَدِنَا ہماری خواب گاہ سے؟ هٰذَا یہ ہے مَا وہ جو وَعَدَ

الرَّحْمٰنُ رحمن نے وعدہ کیا تھاوَ اور صَدَقَ سچ کہا تھاالْمُرْسَلُوْنَ رسولوں نے اِنْ نہیں كَانَتْ ہوگی وہ اِلَّا مگر صَيْحَةً وَّاحِدَةً ایک زور کی آواز فَاِذَا تو یکا یک هُمْ وہ جَمِيْعٌ سب کے سب لَّدَيْنَا ہمارے سامنے مُحْضَرُوْنَ حاضر کئے جائیں گے فَالْيَوْمَ پس آج لَا تُظْلَمُ ظلم نہیں کیا جائے گا نَفْسٌ کسی جان پر شَيْئًا کچھ بھی وَّ اور لَا تُجْزَوْنَ تم بدلہ نہ دیئے جاؤ گے اِلَّا مگر مَا وہی جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے

ترجمہ:۔ اور صور پھونکا جائے گا تو یکا یک یہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے روانہ ہوجائیں گے۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! ہمیں کس نے ہمارے مرقد سے اٹھا کھڑا کیا ہے؟ (جواب ملے گا کہ) یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچی بات کہی تھی۔ اور کچھ نہیں، بس ایک زور کی آواز ہوگی، جس کے بعد یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے۔ چنانچہ اس دن کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور تمہیں کسی اور چیز کا نہیں، بلکہ انہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ صور پھونکا جائے گا تو یکا یک یہ لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے روانہ ہوجائیں گے

۲۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری بدقسمتی! ہمیں کس نے ہماری قبروں سے اٹھا کھڑا کیا؟

۳۔ یہ وہی چیز ہے جسکا خدائے رحمن نے وعدہ کیا تھا۔ ۴ ۔ رسولوں نے سچی بات کہی تھی۔

۵۔ کچھ نہیں بس ایک زور کی آواز ہوگی جس کے بعد یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے۔

۶۔ اس دن کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

۷۔ تمہیں کسی اور چیز کا نہیں بلکہ انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیت میں اس صور کا ذکر ہے جس سے سارے لوگ مرجائیں گے، ان آیتوں میں اس صور کا ذکر ہے جسے نَفْخَةُ الْبَعْث کہا جاتا ہے کہ جس صور کے پھونکے جانے کے بعد لوگ اپنی قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر تیزی کے ساتھ اپنے رب کے پاس جانے لگیں گے تاکہ انکا حساب و کتاب جلدی سے ہوسکے، جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ معارج کی آیت نمبر ۴۳ میں بھی فرمایا يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ جس دن یہ جلدی جلدی اپنی قبروں سے نکلیں گے گویا کہ اپنے بتوں کی طرف دوڑ رہے ہوں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں صوروں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، پہلے صور سے سب لوگ مرجائیں گے اور دوسرے صور سے سب لوگ زندہ ہوجائیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۴۰) سورۃ القمر کی آیت نمبر۔۷۔ میں بھی یہ مضمون اس طرح بیان کیا

گیا ہے، خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ یہ جھکی آنکھوں قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہونگے کہ گویا وہ پھیلا ہوٹڈی دل ہے۔ جب یہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو یہ کہنے لگیں گے کہ ہماری تو تباہی کا وقت آ گیا، ہمیں کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھایا؟ ہم تو وہاں سور ہے تھے؟ انکے اس سوال پر جواب دیا جائے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے کیا تھا کہ سب کا ایک دن حساب ضرور ہوگا تو یہ وعدہ سچا ہو گیا ہے اور یہی بات اسکے بھیجے ہوئے رسولوں نے بھی کہی تھی، اب چلو حساب وکتاب کے لئے ہمیں بلایا جارہا ہے، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کافروں کے لئے نیند ہوگی کہ جس میں وہ نیند کا مزہ لے رہے ہوں گے پھر جب قبر والوں کو اٹھنے کے لئے پکارا جائے گا تو کافر لوگ کہیں گے يٰوَيۡلَنَا مَنۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھایا؟ اس پر مومنین جو انکے بازو ہوں گے، جواب دیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ یہ وعدہ ہے جو اللہ نے کیا تھا اور اسکے رسولوں نے سچ کہا تھا۔ (الدر المنثور۔ ج،۶۔ص، ۶۳) یہاں کہا جارہا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں سور ہے ہوں گے جبکہ حال یہ ہوگا کہ قبر ہی سے عذاب کا سلسلہ شروع ہوجائے گا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا ہے۔ (مسلم ۹۰۳) پھر یہاں سونے کا کیا مطلب؟ اس بارے میں امام قرطبی رحمہ اللہ نے ابو صالح رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو سب قبر والوں سے عذاب ہٹالیا جائے گا اور دوسرا صور پھونکنے تک ان پر نیند طاری ہوجائے گی اور اس درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، پھر جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ جائیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص،۴۱)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ صرف ایک ہی پکار ہوگی جس پر لوگ حاضر ہوجائیں گے، ایسا نہیں ہوگا کہ بار بار انہیں بلانا پڑے گا، بلکہ ہیبت کا یہ عالم ہوگا کہ بس ایک ہی پکار انکے لئے کافی ہوگی کہ وہ سب اللہ کے سامنے میدان حشر میں حاضر ہوجائیں گے تاکہ جلد سے جلد انکے حساب کا معاملہ ختم ہوجائے، اس وقت یہ ہیبت انسانوں پر طاری ہوگی کہ کسی کو کسی چیز کی خبر نہیں ہوگی، سب لوگ ننگے پاؤں، ننگے پیر اور ننگے بدن اس دن جمع ہوجائیں گے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اللہ کے پاس ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کے جمع کئے جائیں گے، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! مرد اور عورت دونوں؟ کیا وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی اسکا خیال بھی نہ کر سکے گا۔ (بخاری ۶۲۵۷) پھر جب سب لوگ اپنے اپنے حساب کے لئے جمع ہوجائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کے دن کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس نے جو عمل کیا ہوگا اسی کا بدلہ دیا جائے گا، کسی کے گناہ کا بوجھ کسی اور پر نہیں ڈالا جائے گا۔

﴿درس نمبر۱۷۵۱﴾ **جنتی اپنی بیویوں کے ساتھ آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے بیٹھیں گے** ﴿یٰسٓ: ۵۵-تا-۵۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بے شک اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اہل جنت الْيَوْمَ آج فِيْ شُغُلٍ شغل میں فٰكِهُوْنَ خوش ہوں گے هُمْ وہ وَ اور اَزْوَاجُهُمْ ان کی بیویاں فِيْ ظِلٰلٍ سایوں میں عَلَى الْاَرَآئِكِ تختوں پر مُتَّكِئُوْنَ ٹیک لگائے ہوں گے لَهُمْ ان کے لئے فِيْهَا اس میں فَاكِهَةٌ میوہ ہوگا وَّلَهُمْ اوران کے لئے مَّا وہ ہوگا جو يَدَّعُوْنَ وہ مانگیں گے سَلٰمٌ سلام قَوْلًا کہا جائے گا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ نہایت مہربان رب کی طرف سے

ترجمہ:۔ جنت والے لوگ اس دن یقیناً اپنے مشغلے میں مگن ہوں گے۔ اور وہ ان کی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ وہاں ان کے لیے میوے ہوں گے، اور انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔ رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنتی لوگ اس وقت یقیناً اپنے شغل میں مگن ہوں گے۔

۲۔ وہ اور انکی بیویاں گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔

۳۔ وہاں انکے لئے میوے ہوں گے۔ ۴۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔

۵۔ رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں میدان محشر میں جمع ہونے کی حالت بیان کی گئی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہر کسی کو انکے عمل ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ رہی یہ بات کہ ایمان والوں کو انکے عمل کا کیا بدلہ دیا جائے گا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ مومنوں کو جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کیا کرتے تھے، حشر نشر کے ہونے پر یقین رکھتے تھے، اعمال صالحہ میں مصروف رہتے تھے وہ لوگ اس دن اپنی ہی دھن میں جنت میں بیٹھے مزے کر رہے ہوں گے، انہیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوگا، وہ اپنی جگہ آرام سے رہیں گے جہاں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ گھنے سایوں میں آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہر چیز کا مزہ لے رہے ہوں گے جنکے اطراف بہت سارے خدمت گزار ہوں گے جو انکی خدمت میں لگے ہوں گے، وہ انہیں میوہ جات لالا کر دے رہے ہوں گے جنہیں یہ لوگ مزے سے اپنی اپنی پسند کے مطابق کھا رہے ہوں گے، اس لئے کہ انکے سامنے ہر طرح کے میوے پیش کئے جائیں گے ان میووں میں سے انہیں جو پسند آئے گا وہ کھائیں گے، اسکے علاوہ جو کچھ بھی وہ لوگ کھانا چاہیں گے وہ انکے سامنے لاکر حاضر کر دیا جائے گا، وہاں کسی قسم کی انہیں پریشانی

نہیں ہوگی بلکہ ہر جگہ سلامتی ہی سلامتی ہوگی جو انکے پروردگار کے جانب سے انہیں انکے اعمال کے بدلہ میں عطا کی جائے گی ، یہاں یہ سوال ہوگا کہ جنت میں کھانے کے لئے سب کچھ عطا کیا جائے گا تو جب کوئی کچھ کھا تو اسے قضائے حاجت کی بھی ضرورت پڑیگی تو جنت میں کوئی قضائے حاجت کیسے کریگا ؟ اسکا جواب نبی رحمت ﷺ کی اس حدیث میں ہے جسے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک یہودی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو القاسم ! تم یہ کہتے ہو کہ جنت میں کھانے اور پینے کو ملے گا ؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہاں ! جنت کے ہر آدمی کو سو آدمیوں کے برابر کھانے پینے کی چیزیں اور جماع کی طاقت دی جائے گی ، اس پر اس یہودی نے کہا کہ جب کوئی کھاتا پیتا ہوگا تو اسے قضائے حاجت کا تقاضہ ہوتا ہوگا ، مگر جنت میں تو کسی قسم کی کوئی گندگی نہیں ہوگی ، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگوں کی حاجت پسینہ کی شکل میں انکے جسموں سے نکلے گی جو مشک کی طرح ہوگی ، جس سے انکا پیٹ ہلکا ہوجائے گا ۔ (المعجم الأوسط للطبرانی ۱۷۲۲ :) اور ملائکہ ہر طرف سے انہیں سلام علیکم کی صدائے لگا رہے ہوں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد ۲۳ ، ۲۴) کہ تم پر تمہارے صبر کے بدلہ سلامتی ہو ، آخرت کے گھر کا کیا ہی اچھا انجام ہے ؟ ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنتی جنت کی شراب مانگے گا تو اسکے پاس ایک لوٹے میں شراب پیش کی جائے گی پھر وہ پیش کرنے والا اپنی جگہ واپس چلا جائے گا ۔ (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی ۳۷۳۸) اس طرح کا معاملہ جنتیوں کے ساتھ جنت میں پیش آئیگا ، قرآن مجید کی متعدد آیات میں جنت کی مختلف نعمتوں کا ذکر کیا گیا ؟ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵ میں یوں منظر کشی کی گئی ، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ، جب کبھی ان کو ان (باغات) میں سے کوئی پھل رزق کے طور پر دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا گیا تھا اور انہیں وہ رزق ایسا ہی دیا جائے گا جو دیکھنے میں ملتا جلتا ہوگا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵ میں کہا گیا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ تقویٰ والوں کیلئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ سورۂ محمد کی آیت نمبر ۱۵ میں جنت کی چار نہروں کا ذکر یوں کیا گیا ، مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۔ متقی لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے ، اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں ، دودھ کی ایسی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا ۔ شراب کی نہریں ایسی ہیں جو پینے والوں

کے لیے سراپا لذت ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو نتھرا ہوا ہوگا اور ان جنتیوں کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت! کیا یہ لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا، چنانچہ وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا؟ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو جنت کی یہ نعمتیں عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۲﴾ شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ﴿یٰسٓ: ۵۹۔تا۔۶۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ امْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ O اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ O وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ O وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور امْتَازُوا تم الگ ہو جاؤ الْیَوْمَ آج اَیُّهَا اے الْمُجْرِمُوْنَ مجرمو! اَلَمْ کیا نہیں اَعْهَدْ میں نے وصیت کی تھی اِلَیْكُمْ تمہیں یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اے بنی آدم اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ کہ تم عبادت مت کرنا شیطان کی اِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَكُمْ تمہارا عَدُوٌّ دشمن ہے مُّبِیْنٌ کھلم کھلا وَّ اور اَنِ اعْبُدُوْنِیْ کہ تم میری ہی عبادت کرنا هٰذَا یہی ہے صِرَاطٌ راستہ مُّسْتَقِیْمٌ سیدھا وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَضَلَّ اس نے گمراہ کی مِنْكُمْ تم میں سے جِبِلًّا مخلوق كَثِیْرًا بہت سی اَفَلَمْ کیا پھر نہیں تَكُوْنُوْا تم تھے تَعْقِلُوْنَ عقل رکھتے؟

ترجمہ:۔ (اور کافروں سے کہا جائے گا کہ) اے مجرمو! آج تم (مومنوں سے) الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تم میں سے ایک بڑی خلقت کو گمراہ کر ڈالا۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے۔؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کافروں سے کہا جائے گا کہ اے مجرمو! آج تم مومنوں سے الگ ہو جاو۔

۲۔ اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۳۔ یہ تاکید نہیں کی تھی کہ تم میری عبادت کرنا۔ ۴۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تم میں سے ایک بڑی خلقت کو گمراہ کر ڈالا۔

۶۔ کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟

پچھلی آیتوں میں ایمان والوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اسے بیان کیا گیا، ان آیتوں میں کافروں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ جب کافرلوگ اللہ تعالی کے سامنے حشر کے میدان میں کھڑے ہوں گے توسب سے پہلی ذلت انہیں یہ دی جائے گی کہ انہیں ایمان والوں سے الگ ہونے کو کہا جائے گا کہ تم لوگوں کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ تم ان معزز ایمان والوں کے ساتھ کھڑے ہوسکو، لہذا پہلے تم لوگ ان سے الگ ہوجاو اوراپنی ایک الگ صف بنالو، جیسا کہ قرآن مجید کی دیگرآیتوں میں بھی اس طرح کا مضمون ملتا ہے چنانچہ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲۸ میں ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ جس دن ہم سب کوجمع کرینگے اس دن ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تم بھی اور وہ لوگ بھی جنکوتم نے میری عبادت میں شریک کیا تھا اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اور سورۂ روم کی آیت نمبر ۱۴ میں ہے وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ جب قیامت قائم ہوگی تولوگ الگ الگ جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قیامت کادن ہوگا توتمام لوگوں کوایک بلندٹیلہ پرجمع کیا جائے گا پھراسکے بعد یہ اعلان کیاجائے گا کہ اے مجرمو! تم مسلمانوں سے الگ ہوجاو۔ (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۶۶)، پھرجب یہ مجرم یعنی کفارالگ الگھو جائیں گے تب اللہ ان مجرموں سے کہے گا کہ کیامیں نے تمہیں اپنے رسولوں کی زبانی یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلادشمن ہے کہکس طرح اس نے اپنی دشمنی کا پہلاحملہ اورتمہارے باپ آدم علیہ السلام پر کیا تھا؟ تمہیں اتنا سب کچھ بتانے کے بعدبھی تم لوگوں نے اسی کی عبادت کی، اسی کا کہنامانااوراسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہے جوراستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، اورمیں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ دیکھو! میری ہی عبادت کرنا، میرے ہی احکامات پرچلنااس لئے کہ میری عبادت کرناہی دراصل سیدھے راستے پرچلنا ہے جوسیدھے جنت کی طرف جاتا ہے، مگران باتوں نے تم پر کوئی اثرنہیں کیااورتم شیطان کے بندے بن کررہ گئے جس نے تمہیں گمراہ کرڈالااورآج تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے، کیاتم ان سب چیزوں کے کرنے سے پہلے سوچانہیں کرتے تھے؟ کیا تمہاری عقل بھی مردہ ہوچکی تھی کہ تم بےوقوفوں کی طرح اس شیطان کے گن گاتے چلے گئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۳﴾ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے ﴿یٰسٓ: ۶۳۔تا۔۶۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ

عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ O وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هٰذِهٖ یہ ہے جَهَنَّمُ دوزخ الَّتِیْ وہ جس کا كُنْتُمْ تم تھے تُوْعَدُوْنَ وعدہ دیئے جاتے، اِصْلَوْهَا تم داخل ہوجاؤاس میں الْيَوْمَ آج بِمَا بسبب اس کے جو كُنْتُمْ تم تھے تَكْفُرُوْنَ کفر کرتے اَلْيَوْمَ آج نَخْتِمُ ہم مہر لگادیں گے عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ ان کے مونہوں پر وَ اور تُكَلِّمُنَا ہم سے کلام کریں گے اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھ وَ اور تَشْهَدُ گواہی دیں گے اَرْجُلُهُمْ ان کے پیر بِمَا ساتھ اس کے جو كَانُوْا وہ تھے يَكْسِبُوْنَ کماتے وَ اور لَوْ اگر نَشَآءُ ہم چاہیں لَطَمَسْنَا ضرور ہم مٹادیں عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ ان کی آنکھیں فَاسْتَبَقُوا پھر وہ دوڑیں الصِّرَاطَ راستہ کو فَاَنّٰى پھر کیونکر يُبْصِرُوْنَ وہ دیکھ سکیں گے وَ اور لَوْ اگر نَشَآءُ ہم چاہیں لَمَسَخْنٰهُمْ تو ہم مسخ کردیں عَلٰى مَكَانَتِهِمْ انہی کی جگہوں پر فَمَا اسْتَطَاعُوْا پھر وہ طاقت نہ رکھیں گے مُضِيًّا چلنے کی وَّ اور لَا يَرْجِعُوْنَ نہ وہ لوٹ سکیں گے وَ اور مَنْ جو شخص نُّعَمِّرْهُ ہم اس کی عمر دیں نُنَكِّسْهُ ہم الٹا دیتے ہیں اس کو فِي الْخَلْقِ پیدائش سے اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟

ترجمہ:۔ یہ ہے وہ جہنم جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔آج اس میں داخل ہوجاؤ، کیونکہ تم کفر کیا کرتے تھے۔آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے،اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے،اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔اور اگر ہم چاہیں تو (یہیں دنیا میں ان کی آنکھیں ملیامیٹ کردیں، پھر یہ راستے (کی تلاش) میں بھاگے پھریں،لیکن انہیں کہاں کچھ سجھائی دے گا۔؟اور اگر ہم چاہیں تو ان کی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ان کی صورتیں اس طرح مسخ کردیں کہ یہ نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔اور ہم جس شخص کو لمبی عمر دیتے ہیں اسے تخلیقی اعتبار سے الٹ ہی دیتے ہیں۔کیا پھر بھی انہیں عقل نہیں آتی؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ وہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔ ۲۔آج اس میں داخل ہوجاو۔

۳۔تم کفر کیا کرتے تھے۔ ۴۔آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے۔

۵۔ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے۔

۶۔ان کے پاوں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کرتے تھے؟

۷۔اگر ہم چاہیں تو انکی آنکھیں ملیامیٹ کردیں۔

۸۔پھر یہ راستے کی تلاش میں بھاگے پھریں۔ ۹۔لیکن انہیں کہاں کچھ سجھائی دے گا؟

۱۰۔اگر ہم چاہیں تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے انکی صورتیں اس طرح مسخ کردیں کہ یہ نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے ہٹ سکیں

۱۱۔ہم جسے لمبی عمر دیتے ہیں تخلیقی اعتبار سے اسے الٹ ہی دیتے ہیں۔
۱۲۔کیا پھر بھی انہیں عقل نہیں آتی؟

ان آیات میں کافروں کو جو عذاب دیا جائے گا اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان کافروں سے جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کیا کرتے تھے کہا جائے گا کہ تم نے جو اعمال کئے ہیں ان اعمال کی سزا تمہیں دنیا میں بتائی جاتی تھی کہ تمہیں دوزخ کی آگ میں پھینکا جائے گا تو جان لو کہ یہی ہے وہ دوزخ جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے، آج یہی تمہارا ٹھکانہ ہے چلو! اب اس جہنم میں داخل ہوجاو، یہ تمہارے اس کفر کا نتیجہ ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، تمہارے اعمال کا تمہیں یہاں بدلہ دیا جارہا ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ اپنا اپنا حساب دینے کے لئے اللہ کے سامنے آئیں گے تب لوگوں کے منہ پر مہر لگادی جائے گی یعنی وہ کچھ بول نہ سکیں گے پھر اللہ تعالی انسان کے ہاتھ اور پیر کو گویائی عطا کریں گے تب وہ ہاتھ اور پیر اس انسان کے اعمال اللہ کے سامنے سنانے لگیں گے کہ فلاں وقت اس نے فلاں کام کیا وغیرہ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ ہم نے کہا اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندے کے اپنے رب سے گفتگو کرنے پر ہنسا ہوں، وہ کہے گا کہ اے رب! کیا آپ نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا؟ اللہ تعالی فرمائے گا کہ کیوں نہیں، بالکل بچایا ہے، اس پر وہ بندہ کہے گا کہ آج میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی کو گواہ بننے کی اجازت نہیں دیتا، اس پر اللہ تعالی ہوں گے کہ تمہارے خلاف تمہارا نفس اور کراما کاتبین ہی گواہی دینے کے لئے کافی ہوں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اسکے اعضا سے کہا جائے گا کہ بولو، تو وہ اسکے اعمال گناتے جائیں گے، اس بندے اور اس کے کلام کے درمیان کوئی نہیں آئے گا، پھر اس پر وہ بندہ بول اٹھے گا کہ دور ہوجاو، چلے جاو، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کررہا تھا۔(مسلم ۲۹۶۹)
حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن کو قیامت کے دن حساب کے لئے بلایا جائے گا، پھر اسکے اعمال اسکے سامنے پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ کیا یہ تم نے کیا؟ اس پر وہ کہے گا کہ ہاں! اے میرے رب! میں نے ہی کیا، میں نے ہی کیا، پھر اللہ اسکے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اس کی پردہ پوشی فرمادے گا تو کوئی مخلوق اسے دیکھ نہیں پائے گی، پھر اسکی نیکیاں ظاہر کی جائیں گی اور وہ چاہے گا کہ سارے لوگ اسے دیکھیں، پھر اسکے بعد کافر کو بلایا جائے گا اور اسکے سامنے اسکے اعمال پیش کئے جائیں گے اس پر وہ کہے گا کہ میں نے کیا ہی نہیں، اے پروردگار تیری عزت کی قسم! اس فرشتہ نے وہ اعمال لکھے ہیں جو میں نے کیا ہی نہیں، پھر وہ فرشتہ کہے گا کہ کیا تم نے یہ کام فلاں جگہ، فلاں وقت میں نہیں کیا؟ وہ پھر سے انکار کردے گا تو اللہ تعالی اس کے منہ پر مہر لگادیں گے۔

پھر ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کا داہنا پیر گواہی دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ ۔الخ۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۵۴۴)

آ گے اللہ تعالیٰ چند مثالیں دیکر انسان کو آگاہ کرر ہے ہیں کہ دیکھو! اگر ہم چاہیں تو کسی کو بھی اندھا کر سکتے ہیں، اسکی آنکھوں کی بینائی کو ختم کر سکتے ہیں پھر وہ راستے ڈھونڈتا پھرے گا مگر اسے راستہ نہیں ملے گا، ایسا ہی اگر ہم چاہیں تو کسی کے چہرہ کو مسخ کر دیں، اسکی صورت ہی بالکل بدل ڈالیں، چاہے تو بندر بنا ڈالیں چاہے تو خنزیر تو وہ ایک انچ نہ ادھر ہٹ سکیں گے نہ ادھر۔ ان آیتوں کے بارے میں مفسرین نے دو باتیں بیان کی ہیں ایک تو یہ کہ اگر اللہ چاہے تو انہیں سیدھے راستے سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈال دے، مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہر کسی کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جو راستہ اختیار کرنا چاہے کر سکتا ہے، کسی کو مجبور نہیں کیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی۔ (الدر المنثور۔ج،۲۰۔ص،۵۴۵) اور بعض نے کہا کہ یہاں حقیقی معنی میں اندھا کرنا مراد ہے، جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ (الدر المنثور۔ج،۲۰۔ص،۵۴۵)

اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ جب انسان بہت زیادہ عمر کا ہوجاتا ہے تو اسکے اعضاء بھی کمزور ہوتے جاتے ہیں جیسے کہ بچپن میں کسی بچہ کے ہوتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۴﴾ قرآنِ مجید حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے ﴿یٰسٓ :۶۹۔تا۔۷۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۞ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا عَلَّمْنٰهُ ہم نے نہیں سکھایا اس کو الشِّعْرَ شعر کہنا وَ اور مَا يَنْۢبَغِيْ لائق ہی نہ تھا لَهٗ اس کے اِنْ نہیں ہے هُوَ وہ اِلَّا مگر ذِكْرٌ ایک نصیحت وَّ اور قُرْاٰنٌ قرآن مُّبِيْنٌ واضح لِّيُنْذِرَ تا کہ وہ ڈرائے مَنْ اس کو جو كَانَ ہے حَيًّا زندہ وَّ اور يَحِقَّ ثابت ہوجائے الْقَوْلُ بات عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر اَوَ کیا لَمْ يَرَوْا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا کہ بے شک ہم نے خَلَقْنَا پیدا کیئے لَهُمْ ان کے لئے مِّمَّا ان میں سے جن کو عَمِلَتْ بنایا اَيْدِيْنَآ ہمارے ہاتھوں نے اَنْعَامًا چوپائے فَهُمْ چنانچہ وہ لَهَا ان کے مٰلِكُوْنَ مالک ہیں

ترجمہ:۔ اور ہم نے (اپنے) ان (پیغمبر) کو نہ شاعری سکھائی ہے اور نہ وہ ان کے شایانِ شان ہے۔ یہ تو بس ایک نصیحت کی بات ہے، اور ایسا قرآن جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تا کہ ہر اس شخص کو خبردار

کرے جوزندہ ہو، اور تا کہ کفر کرنے والوں پر حجت پوری ہوجائے۔اور کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اور یہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے اپنے ان پیغمبر کو نہ تو شاعری سکھائی اور نہ ہی یہ انکی شایانِ شان ہے۔

۲۔ یہ تو ایک نصیحت کی بات ہے۔ ۳۔ یہ ایسا قران ہے جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔

۴۔تا کہ ہر اس شخص کو خبردار کرے جوزندہ ہو۔ ۵۔تا کہ کفر کرنے والوں پر حجت پوری ہوجائے۔

۶۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مویشی پیدا کئے

۷۔ یہ انکے مالک بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے اپنے اس نبی کو شاعر بنا کر نہیں بھیجا اور نہ ہی شاعر ہونا ان کی شایانِ شان ہے، اس لئے کہ شاعر اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو صرف خیالی ہوتی ہیں جن میں کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور یہ نبی جو کہتے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے جو بالکل سچا ہے نہ تو وہ کلام شعر ہے اور نہ ہی یہ رسول شاعر ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (الانبیاء ۵) وَيَقُوْلُوْنَ أَئِنَّا لَتَارِكُوْا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (الصافات ۳۶) وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور مجنون کے لئے چھوڑ دیں؟۔ بلکہ یہ قرآن تو ایک نصیحت نامہ ہے جو تمہیں اچھے کاموں کی نصیحت کرتا ہے اور جو حقیقت ہے اسے کھول کھول کر بیان کرتا ہے یعنی انسان کو مرنا ہے، مرنے کے بعد پھر سے زندہ ہونا ہے اور پھر اپنے رب کے پاس اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہے وغیرہ۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شعر پڑھا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ چیز یعنی شعر کہنا آپ کو سب سے زیادہ ناپسند تھا، ہاں! مگر کبھی کبھی وہ بنو قیس قبیلہ کے بھائی کے اشعار پڑھا کرتے تھے مگر وہ بھی بے ترتیب، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ ایسا نہیں ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی یہ میرے لئے مناسب ہے۔(تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۵۴۹) یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ایسے کلمات ملتے ہیں جو اشعار ہیں مثلاً أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ○ أَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ ○ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ مَدَمَيْتِ ○ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ ○ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْآخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ وغیرہ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ اشعار نہیں ہیں کیونکہ اشعار تو وہ ہوتے ہیں جو بطور ارادہ کہے جائیں اور یہ الفاظ جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے ہیں وہ غیر ارادی طور پر کہے ہیں اور خلیل احمد الفراہی نے اپنی کتاب کتاب العین میں لکھا ہے جو دو جزؤں پر مشتمل سجع ہوتا ہے وہ اشعار نہیں کہلائے جاتے۔(کتاب العین۔ج،۶۔ص،۶۵) بلکہ اللہ

کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشعار کہنے کو اتنا ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کہا کرتے تھے اگر کسی کا منہ قئےسے بھر جائے تو یہ اسکے لئے اچھا ہے بجائے اس کے کہ اسکا منہ اشعار سے بھرے۔ (جامع الأحادیث للسیوطی ۴۰۴۱۴) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو انہی لوگوں کو ڈرانا ہے جو زندہ دل ہوں، جنکے پاس سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہو، یعنی آپ نصیحت تو ہر کسی کو کرتے ہیں مگر آپ کی نصیحت وہی سنتا ہے جو عقل مند ہوتا ہے اور کافروں کے لئے بھی یہ موقع نہ رہے کہ اللہ کے نبی نے ہمیں احکام نہیں بتائے، ہمیں اس دوزخ سے نہیں ڈرایا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت پر ایک اور دلیل بیان کر رہے ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنی کاریگری سے انکے لئے مویشی پیدا کئے جن مویشیوں سے یہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، ان پر سواری کرتے ہیں، ان کے دودھ اور گوشت وغیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں، اگر اللہ چاہتا تو اسکے بر عکس بھی کرسکتا تھا یعنی ان مویشیوں کو وحشی بنا دیتا کہ نہ یہ تمہارے بس میں آتے اور نہ ہی تم ان سے فائدہ اٹھا سکتے بلکہ تمہارا حال تو یہ ہوتا کہ تم اس سے دور بھاگتے پھرتے، کیا تمہیں یہ باتیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں کہ یہ سب کرنے والا وہی ایک رب ہے جسکی ہمیں عبادت کرنی چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۵﴾ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو انسانوں کے قابو میں کر دیا ﴿یٰسٓ: ۷۲-تا-۷۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ○ وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور ذَلَّلْنٰهَا ہم نے تابع کر دیا ان کو لَهُمْ ان کے لئے فَمِنْهَا پھر کچھ ان میں سے رَكُوْبُهُمْ ان کی سواریاں ہیں وَ اور مِنْهَا کچھ ان میں سے يَأْكُلُوْنَ وہ کھاتے ہیں وَ اور لَهُمْ ان کے لئے فِيْهَا ان میں مَنَافِعُ فائدے ہیں وَ اور مَشَارِبُ پینے کی چیزیں ہیں اَفَلَا کیا پھر نہیں يَشْكُرُوْنَ وہ شکر کرتے وَ اور اتَّخَذُوْا انہوں نے بنا لیئے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اٰلِهَةً کئی معبود لَّعَلَّهُمْ تا کہ وہ يُنْصَرُوْنَ مدد کیئے جائیں لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ وہ طاقت نہیں رکھتے نَصْرَهُمْ ان کی مدد کرنے کی وَ جبکہ هُمْ وہ تو لَهُمْ خود ان کے جُنْدٌ لشکر ہیں مُّحْضَرُوْنَ حاضر کئے گئے، فَلَا يَحْزُنْكَ پس غم میں نہ ڈالیں آپ کو قَوْلُهُمْ ان کی باتیں اِنَّا بلا شبہ ہم نَعْلَمُ جانتے ہیں مَا جو يُسِرُّوْنَ وہ چھپاتے ہیں وَ اور مَا جو يُعْلِنُوْنَ وہ ظاہر کرتے ہیں

ترجمہ:۔ اور ہم نے ان مویشیوں کو ان کے قابو میں دے دیا ہے، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ان کی

سواری بنے ہوئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔ نیز ان کو ان مویشیوں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں بجالائیں گے؟ اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں کہ انہیں (ان سے) مدد ملے۔ (حالانکہ) ان میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ ان کی مدد کرسکیں بلکہ وہ ان کیلئے ایک ایسا (مخالف) لشکر بنیں گے جسے (قیامت میں ان کے سامنے) حاضر کرلیا جائے گا۔ غرض (اے پیغمبر) ان کی باتیں تمہیں رنجیدہ نہ کریں۔ یقین جانو ہمیں سب معلوم ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے اور کیا کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے ان مویشیوں کو ان کے قابو میں دے دیا ہے۔

۲۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو انکی سواری بنے ہوئے ہیں۔

۳۔ کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔

۴۔ نیز انکو ان مویشیوں سے اور بھی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۵۔ پینے کی چیزیں بھی ملتی ہیں۔

۶۔ کیا پھر بھی یہ لوگ شکر نہیں بجالائیں گے؟

۷۔انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں کہ انہیں مدد ملے۔

۸۔ان میں یہ طاقت ہی نہیں کہ انکی مدد کرسکیں۔

۹۔ بلکہ وہ ان کے لئے ایسا لشکر بنیں گے جسے حاضر کرلیا جائے گا۔

۱۰۔غرض اے پیغمبر! انکی باتیں آپ کو رنجیدہ نہ کریں۔

۱۱۔یقین جانو ہمیں سب کچھ معلوم ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جانوروں سے انسان بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے ان آیات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ان جانورں کیمنفعت کیا ہے؟ جسامت میں بڑے بڑے یہ جانور ایک ادنی سے انسان کے تابع ہوتے ہیں کہ جس طرح انسان چاہے اسے استعمال کرتا ہے اور وہ جانور اس آدمی کے اشاروں پر چلتا ہے کہ وہ اسے جہاں لے جانا چاہے لیجا سکتا ہے، دوسرا فائدہ یہ کہ ان جانوروں پر وہ سواری کرتے ہیں، انکی پیٹھ پر بیٹھ کر دور دراز کا سفر طے کرتے ہیں اور تیسرا فائدہ یہ کہ ان جانوروں میں بہت سے ایسے جانور اللہ تعالی نے بنائے ہیں جو انسان کے لئے حلال ہیں کہ جنکا گوشت انسان کھاتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ تو چند فائدے ہم نے بیان کئے اسکے علاوہ اور بھی بہت سارے فائدے انسان ان جانوروں سے حاصل کرتا ہے جیسے ان جانوروں کا اون، انکے چمڑے، ہڈی اور چربی، ان تمام چیزوں سے بھی انسان فائدہ اٹھاتا ہے اسکے ساتھ ساتھ ان جانوروں کا دودھ بھی انسان کو پینے کیلئے ملتا ہے، صرف ایک جانور سے اتنے سارے فائدے انسان حاصل کرتا ہے مگر پھر بھی ان نعمتوں پر وہ اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ

ہر پل اللہ کے شکر میں گزارے مگر نتیجہ یہاں الٹا ہی ہے کہ وہ ناشکرا بنا ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی سوال فرما رہے ہیں کہ اتنی ساری چیزیں اس اللہ نے عطا کی ہیں اسکے باوجود بھی کیا یہ لوگ شکر ادا نہیں کرینگے؟ بلکہ انکی حالت تو یہ ہے کہ ان میں کے مشرکین نے تو اس نفع پہنچانے والے رب کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بنالیا ہے، اس امید پر یہ لوگ ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں کہ شاید یہ بت انکے کچھ کام آسکیں، انکی کچھ مدد کرسکیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ انکی کوئی مدد نہیں کرسکیں گے، بلکہ معاملہ یہ ہوگا کہ انکے معبودوں کا لشکر خود انکے خلاف کل قیامت میں گواہی دے گا کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں، ہم نے تو ان سے نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو، بلکہ یہ لوگ خود ہی گمراہ تھے، اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے انبی! اگر یہ لوگ ہمارے ان احسانات اور ہماری قدرت کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں اور آپکو جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچائیں، آپ کو شاعر، مجنون وغیرہ کہیں تو آپ ان کی اس حرکت پر غمگین نہ ہوں، کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ آپ انکے سامنے جتنی بھی نشانیاں بیان کردیں یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور انبیاء کو ستانا انکی پرانی روایت ہے، اور ہاں! یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں چاہے دکھا کر ہو یا چھپا کر ہمیں سب پتا ہے، ہم انکی ہر ہر حرکت سے واقف ہیں اور انہیں ان حرکتوں پر سزا ضرور ملے گی۔

ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا

﴿درس نمبر ۱۷۵۶﴾ ﴿یٰسٓ: ۷۷۔تا۔۸۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ O وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ O قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ O الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ يَرَ کیا نہیں دیکھا الْاِنْسَانُ انسان نے اَنَّا کہ بے شک ہم نے خَلَقْنٰهُ پیدا کیا اس کو مِنْ نُّطْفَةٍ قطرۂ منی سے فَاِذَا پھر ناگہاں هُوَ وہ خَصِيْمٌ جھگڑنے والا مُّبِيْنٌ کھلم کھلا وَ اور ضَرَبَ اس نے بیان کی لَنَا ہمارے لیے مَثَلًا ایک مثال وَّ اور نَسِيَ وہ بھول گیا خَلْقَهٗ اپنی پیدائش کو قَالَ اس نے کہا مَنْ کون يُّحْيِ زندہ کرے گا الْعِظَامَ ہڈیوں کو وَ جبکہ هِيَ وہ رَمِيْمٌ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی قُلْ آپ کہہ دیجئے يُحْيِيْهَا ان کو زندہ کرے گا الَّذِيْ وہ جس نے اَنْشَاَهَا ان کو پیدا کیا اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی بار وَ اور هُوَ وہ بِكُلِّ ہر طرح کے خَلْقٍ پیدا کرنے کو عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے اَلَّذِيْ وہ جس نے جَعَلَ بنا دیا لَكُمْ تمہارے لیئے مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ سبز درخت سے نَارًا آگ فَاِذَآ پھر یکایک اَنْتُمْ تم مِّنْهُ اس سے تُوْقِدُوْنَ آگ سلگاتے ہو

ترجمہ:۔ اور کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تھا؟ پھر اچانک وہ کھلم کھلا

جھگڑا کرنے والا بن گیا۔ ہمارے بارے میں تو وہ باتیں بناتا ہے، اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے، کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جبکہ وہ گل چکی ہوں گی؟ کہہ دو کہ ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے۔ پھر تم ذراسی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا؟

۲۔ پھر یہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا بن گیا۔

۳۔ ہمارے بارے میں تو یہ باتیں بناتا ہے اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے۔

۴۔ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندگی دے جبکہ وہ گل چکی ہوں گی؟

۵۔ کہہ دو کہ انہیں وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

۶۔ وہ پیدا کرنے کا کام جانتا ہے۔

۷۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی۔

۸۔ تم ذراسی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو مختلف مثالوں سے سمجھا رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا انسان نے اپنی پیدائش پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ایک حقیر، بدبودار پانی یعنی نطفہ سے پیدا کیا جس سے ایک انسان وجود میں آتا ہے، انسان کی حیثیت تو بس یہ ہے کہ وہ ایک گندے پانی سے بنا ہوا ہے مگر اسکی حالت تو دیکھو! ہر کسی سے جھگڑنے لگتا ہے، یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی سے نطفے سے انسان کو جب پیدا کر سکتا ہے تو پھر انسان کے مرنے کے بعد اسکو دوبارہ پیدا کرنے میں اسے کیا مشکل ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ اسے ختم کر دیا گیا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، تجھے موت دے گا پھر تجھے زندہ کریگا اور تجھے جہنم میں ڈال دیگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ سے آخر سورت تک۔ (مستدرک حاکم۔ ج،۲۔ص،۴۶۶) واضح ہو کہ عاص بن وائل کا یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ وہ آنے والا، امیہ بن ابی صلت تھا اور ایک روایت میں ابی بن خلف ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۷۴) یہ تو

ایک مثال ہے جو ہم نے انکے سامنے بیان کی، انہیں اس حقیقت کا پتہ چل جاتا اگر وہ اپنی پیدائش پر ہی غور کر لیتے کہ کس طرح ایک گندے، بے جان پانی سے انکی پیدائش ہوئی ہے؟ لیکن وہ لوگ تو اس ہڈی کو لیکر آپ سے حجت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس ہڈی کو تم لیکر آئے ہو مجھے یہ بتاؤ کہ اس ہڈی کو کس نے پیدا کیا جبکہ اسکا وجود بھی نہیں تھا؟ انہیں معلوم ہے کہ یہ کام اللہ ہی نے کیا، تو اب یہ بتاؤ کہ جب وہ اس ہڈی کو بنا سکتا ہے تو اس بنی ہوئی ہڈی کو پھر سے جوڑ کر کیا زندگی نہیں دے سکتا؟ وہ تو ہر چیز پیدا کر سکتا ہے، کوئی چیز چاہے وہ راکھ بن گئی ہو یا چرند پرند نے اسے کھالیا ہو ہر صورت میں وہ ان کو زندہ کرے گا۔

ایک دوسری مثال ان مشرکین کے سامنے بیان کی جارہی ہے کہ دیکھو! یہ ایک درخت ہے جسکی پیدائش بھی پانی سے ہوئی پھر وہ بڑھ کر ایک ہرا بھرا پھل دار درخت ہو گیا، جیسا کہ تم بچپن سے جوانی میں قدم رکھتے ہو، پھر اسکے بعد اس درخت پر بھی بڑھاپا چھا گیا اور وہ سوکھ گیا، جیسا کہ تم بوڑھے ہو کر مر جاتے ہو، پھر تم اس سوکھے درخت کی لکڑی سے آگ جلاتے ہو کہ پہلے تو وہ درخت آگ پیدا کرنے کے قابل نہیں تھا مگر اللہ نے اسکی حالت بدل دی تو اب اس میں آگ جلانے کی صلاحیت پیدا ہو گئی، تو پھر تمہیں کیوں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تمہیں دوبارہ زندہ کریگا؟ یہاں جن درختوں کی بات کی گئی وہ درخت اصل میں مرخ اور عفار کے درخت ہیں جو حجاز کی سرزمین پر اگتے ہیں انکے سوکھنے کے بعد جب ایک کو دوسرے سے رگڑا جاتا ہے تو اس سے آگ نکلتی ہے، چونکہ یہ لوگ اس کو استعمال کرتے تھے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مثال ان کے سامنے بیان کی تاکہ انہیں اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۷﴾ اللہ تعالیٰ صرف حکم دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ جاتی ہے ﴿یٰسٓ: ۸۱۔تا۔۸۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ O اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ O فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَ لَيْسَ کیا نہیں الَّذِيْ وہ جس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو بِقٰدِرٍ قدرت رکھنے والا عَلٰٓى اس پر اَنْ يَّخْلُقَ کہ وہ پیدا کردے مِثْلَهُمْ ان کی مثل بَلٰى کیوں نہیں وَ اور هُوَ وہی الْخَلّٰقُ پیدا کرنے والا الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا ہے اِنَّمَا بس اَمْرُهٗ اس کا حکم اِذَآ جب اَرَادَ وہ ارادہ کرتا

ہے شَیْئًا کسی چیز کا اَنْ یَّقُوْلَ کہ وہ کہتا ہے لَهٗ اس کو كُنْ ہو جا فَيَكُوْنُ پھر وہ ہو جاتی ہے فَسُبْحٰنَ سو پاک ہے الَّذِیْ وہ کہ بِيَدِهٖ جس کے ہاتھ میں ہے مَلَكُوْتُ بادشاہی كُلِّ شَيْءٍ ہر ایک چیز کی وَّ اور اِلَيْهِ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو (دوبارہ) پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔ اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔ غرض پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو آخر کار لے جایا جائے گا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو دوبارہ زندہ کرے۔

۲۔ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔

۳۔ معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اتنا کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

۴۔ پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔

۵۔ اسی کی طرف آخر کار تم سب کو لیجایا جائے گا۔

توحید سے متعلق دو مثالیں پچھلی آیتوں میں بیان کی گئیں یہاں تیسری مثال ان مشرکین کے سامنے بیان کی جارہی ہے جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین جیسی بڑی بڑی چیزوں کو پیدا کیا، ان آسمانوں میں چاند، تارے، سورج، وغیرہ کو پیدا کیا اور زمین میں پہاڑ، پودے، نہریں سب کچھ پیدا کیا، کیا وہ اللہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ تمہاری اوقات ان آسمانوں اور زمینوں کے آگے کچھ نہیں ہے جب وہ اللہ ان چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے تو تمہیں پیدا کرنا اسکے لئے بہت ہی آسان ہے، جیسا کہ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۵۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے کے مقابلہ میں بڑا معلوم ہوتا ہے (مگر پھر بھی اسکو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کر دیا)۔ سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں بھی ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہ کیا ان کو یہ سجھائی نہیں دیا کہ وہ اللہ جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے سے اس کو ذرا بھی تھکن نہیں ہوئی، وہ یقیناً اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ اور کیوں نہ ہو؟ وہ بیشک ہر چیز کی پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ کا پیدا کرنا ایسا نہیں ہے کہ

ہاتھوں سے اسکو بنانے لگ جائے بلکہ اللہ کا بنانا ایسا ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو صرف پیدا ہونے کا حکم کرتا ہے تو وہ پیدا ہوجاتی ہے، ان چیزوں کے پیدا کرنے میں اسے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، تو ایسی ذات جس کو ان تمام چیزوں پر قدرت ہے تم اسی ذات کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو تمہارے اس شرک سے پاک اور اعلیٰ ہے جسکے قبضہ میں ساری کائنات کی حکومت ہے وہ جب چاہے جسے چاہے موت دے سکتا ہے اور زندہ کرسکتا ہے اور آخر کار جب یہ سب کچھ فنا ہوجائے گا تو سب کو اسی اللہ ہی کے پاس جانا ہے، تو جو اس ایک اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ اسے بخش دے گا اور جو غیروں کو پوجتا تھا وہ ہلاک و برباد ہوجائے گا۔

سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۱۸۲ آیات پر مشتمل ہے۔

قطار کی شکل میں صف بنانے والوں کی قسم

﴿درس نمبر ۱۷۵۸﴾ ﴿الصّٰفّٰت: ۱ - تا - ۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالصّٰٓفّٰتِ قسم ہے صف بستہ کی صَفًّا قطار باندھ کر فَالزّٰجِرٰتِ پھر ڈانٹنے والوں کی زَجْرًا جھڑک کر فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی اِنَّ بلاشبہ اِلٰهَكُمْ تمہارا معبود لَوَاحِدٌ البتہ ایک ہے رَبُّ رب السَّمٰوٰتِ آسمانوں وَ اور الْاَرْضِ زمین کا وَ اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان میں ہے وَ اور رَبُّ رب الْمَشَارِقِ مشرقوں کا

ترجمہ:۔ قسم ان کی جو پر باندھ کر صف بناتے ہیں، پھر ان کی جو روک ٹوک کرتے ہیں، پھر ان کی جو ذکر کی تلاوت کرتے ہیں، تمہارا معبود ایک ہی ہے، جو تمام آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے اور ان تمام مقامات کا مالک جہاں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ جس نے جمعہ کے دن سورۂ یٰسٓ اور سورۃ الصّٰٓفّٰت پڑھا، پھر اللہ سے مانگا تو اسے مانگی ہوئی چیز عطا کی جائے گی۔ (کنز العمال ۲۶۹۴)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ قطار کی شکل میں صف بنانے والوں کی قسم۔ ۲۔ روک ٹوک کرنے والوں کی قسم۔

۳۔ ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والوں کی قسم۔ ۴۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

۵۔جو آسمانوں اور زمین کا اور انکے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے۔

۶۔ان تمام مقامات کا مالک ہے جہاں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں۔

اس سورت کی ابتدا اللہ تعالی نے ملائکہ کی مختلف صفتوں کے ساتھ قسم کھا کر کی ہے اور اس قَسَم کا مقصد یہ بتانا ہے کہ معبود صرف ایک ہی ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، ویسے تو اللہ تعالی کو اپنی بات ثابت کرنے کے لئے کسی کی قسم کھانا ضروری نہیں ہے لیکن چونکہ یہ عربی زبان کی فصاحت ہے اسی لئے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے قسم کھائی ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن چیزوں کی اللہ تعالی نے قرآن میں قسم کھائی ہے وہ آگے آنے والی باتوں کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ اگر غور کیا جائے تو یہاں اللہ تعالی نے ملائکہ کی قسم کھائی اور قسم کھا کر یہ بات بیان کی کہ اللہ ہی صرف ایک معبود ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں تو اسکی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں جیسی مخلوق تک اسکی عبادت کرتی ہے جنہیں یہ مشرک وکافر اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے ہیں (جسکا ذکر آگے آرہا ہے)، تو پھر کیسے اس کے علاوہ کوئی اور معبود ہوسکتا ہے جبکہ فرشتوں کی طاقت کا کسی کو اندازہ بھی نہیں۔امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں پر قسم ان فرشتوں کی نہیں بلکہ ان فرشتوں کے رب کی ہے اصل معنیٰ "بِرَبِّ الصّٰٓفّٰت" ہے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۶۱) الغرض یہاں پر جتنی بھی صفتیں لیکر قسم کھائی گئی ہے ان تمام سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن کریم میں جہاں بھی الصافات، المرسلات، النازعات کہا گیا وہاں اس سے مراد فرشتے ہی ہیں۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۷۸) یہاں پر فرشتوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں پہلی صفت کہ وہ لوگ صف باندھ کر اللہ کے آگے کھڑے ہوتے ہیں۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسطرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں اس طرح تم لوگ کیوں صف نہیں باندھتے؟ ہم نے کہا فرشتوں اپنے رب کے پاس کس طرح صف باندھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ پہلی صف کو مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں ملکر کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداود ۶۶۱:)
دوسری صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ روک ٹوک کرتے ہیں یعنی یا تو وہ لوگ بادلوں کو جو اپنی جگہ سے ہٹ کر چلتے ہیں انہیں ٹوکتے ہیں اور انہیں ہانکتے ہیں یا پھر یہ کہ یہ ملائکہ گناہ کرنے والے کو نصیحت اور موعظت کے ذریعہ ڈانتے ہیں کہ تم اس گناہ سے باز آجاو۔(تفسیر قرطبی ج،۱۵،ص،۶۲) تیسری صفت یہ بیان کی کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں جو اللہ نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی یہ فرشتے ان کتابوں کی آسمان پر تلاوت میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔یہاں ان تین صفتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صفتیں کتنی اہم صفتیں ہیں کہ اللہ تعالی نے خاص طور پر ان صفتوں کی قسم کھائی اس سے یہ سبق ملا کہ ہم کہیں کسی اہم جگہ کھڑے ہوں تو ہمیں بے ترتیبی کے ساتھ نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ صف باندھ کر سلیقہ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے، دوسری صفت یہ کہ اگر ہم کہیں دیکھیں کہ ہمارے ماتحت لوگ

کسی گناہ کے کام میں مشغول ہوں تو ہمیں انہیں متنبہ کرنا چاہئے اور انہیں ان گناہ کے کاموں سے روکنا چاہئے، تیسری صفت قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہے یہ اتنی اونچی صفت ہے کہ فرشتے ہر وقت اس صفت کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی وہ قرآن کریم کی تلاوت میں لگے رہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنا وقت جتنا ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت میں گزاریں، اللہ ہمارے اندر بھی ان صفات کو پیدا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا جواب بیان کیا کہ وہ اہم بات جس کے لئے قسم کھائی گئی وہ یہ ہے کہ اللہ ہی اصل اور ایک معبود ہے اسکے علاوہ کوئی اور عبادت کا حقدار ہی نہیں وہ اس لئے کہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے ساری مخلوق کو پالنے والا وہی ہے، ساری انسانیت کی پرورش کرنے والا وہی، ساری مخلوق کی سننے والا وہی ہے حتیٰ کہ ملائکہ جیسی عظیم مخلوق بھی اسی کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں تو پھر انسان کو کس چیز پر گھمنڈ ہے کہ وہ اس ایک معبود کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی کام کے نہیں ہیں، اسی حقیقت کو آگے اللہ نے فرمایا کہ وہ اللہ ایسا ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان یعنی چاند، سورج، ستارے، سیارے، ہوا، بادل، پہاڑ، دریا، چرند، پرند، جنات، انسان سب کا مالک وہی اللہ ہے اور مشرق و مغرب کا بھی رب وہی ہے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اسکی مخلوق نہ ہو اور وہ اسکا رب نہ ہو، دنیا جہاں کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا مالک وہی اللہ ہے لہٰذا ہمیں ایسے ہی عظیم قدرت کے مالک کی عبادت کرنی چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۹﴾ ستاروں کے ذریعہ آسمان کی سجاوٹ ﴿الصّٰٓفّٰت: ۶ ـ تا ـ ۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ○ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ○ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّا زَيَّنَّا بے شک ہم نے زینت دی السَّمَآءَ الدُّنْيَا آسمانِ دنیا کو بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ایک آرائش ستاروں سے وَ اور حِفْظًا حفاظت کے لیے مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ہر سرکش شیطان سے لَا يَسَّمَّعُوْنَ وہ سن نہ پائیں اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى عالمِ بالا کی وَ اور يُقْذَفُوْنَ پھینکے جاتے ہیں مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ہر جانب سے دُحُوْرًا بھگانے کے لیے وَّ اور لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب وَّاصِبٌ ہمیشہ رہنے والا اِلَّا مگر مَنْ جو خَطِفَ اچک لے الْخَطْفَةَ جھٹ سے فَاَتْبَعَهٗ تو اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ ستارہ ثَاقِبٌ چمکتا ہوا۔

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے اور ہر شریر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، وہ اوپر کے جہاں کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے، انہیں دھکے دیئے جاتے ہیں اور ان کو (آخرت میں) دائمی عذاب ہوگا، البتہ جو کوئی کچھ اُچک لے جائے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے۔

۲۔ اسے ہر شریر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔

۳۔ وہ شیطان اوپر کے جہاں کی باتیں نہیں سن سکتے۔ ۴۔ ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے۔

۵۔ انہیں دھکے دیئے جاتے ہیں۔ ۶۔ انکو آخرت میں دائمی عذاب ہوگا۔

۷۔ جو کوئی کچھ اچک لے جائے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان جتنی چیزیں ہیں انکی پیدائش کا ذکر فرمایا، یہاں اللہ تعالیٰ ان آسمانوں کی تزئین کی بارے میں فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان ساتوں آسمانوں میں سے جو پہلا آسمان ہے یعنی جو ہمیں نظر آتا ہے جسے آسمانِ دنیا کہا جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ستاروں سے سجایا ہے جیسے کوئی اپنے گھر کی چھت پر برقی بلب لگا کر اسے چمکدار بناتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان قدرتی بلبوں کے ذریعہ اس آسمان کو مزین کیا اور سجایا ہے، پھر ان ستاروں کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ یہ ستارے شیطانوں کو اوپر آنے سے روکتے ہیں کہ جب کبھی کوئی شیطان آسمان میں چڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ ستارے اسکو مارتے ہیں اور وہاں سے بھگاتے ہیں، اس شیطان کو مار بھگانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ شیطان ان باتوں کو نہ سن سکیں جو آسمانوں میں اللہ اور فرشتوں کے درمیان ہورہی ہیں، ان شیاطین کو وہاں سے مار مار کر بھگایا جاتا ہے لیکن آخرت میں انہیں بھی سخت سے سخت سزا دیجائے گی چونکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے، اسکو دارالجزا یعنی بدلہ دینے کی جگہ نہیں بنایا جاتا، اسی لئے چاہے انسان ہو یا جنات وشیاطین سب کو آخرت یعنی دارالجزا میں سزائیں دی جائیں گی۔ سورۂ ملک کی آیت نمبر ۵ میں بھی اس طرح کا ذکر آیا ہے **وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوماً لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ** ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے مزین کیا اور ہم نے اسے شیاطین کو مارنے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کررکھی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین قسم کے ستاروں کو پیدا کیا گیا ایک وہ جو شیطان کو مار بھگانے کا کام کرتے ہیں، دوسرے وہ جنہیں نور کی شکل میں پیدا کیا گیا کہ اس سے راستہ کا پتا لگایا جاتا ہے، تیسرے وہ جو کہ زینت کا کام کرتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

کہ پہلے شیطان آسمان میں جا کر بیٹھا کرتے تھے اور وحی سنا کرتے تھے، تب ستارے ان شیاطین کو مارنے نہیں دوڑتے تھے اور نہ شیطانوں کو مارا جاتا تھا، تو جب وہ وحی سنتے تو زمین پر آتے اور اس سنی ہوئی باتوں میں نو باتیں اپنی طرف سے ملا دیتے ایک حصہ تو وحی کا ہوتا جو درست ہوتا باقی نو حصے باطل ہوتے، پھر جب اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی تب شیطان پھر سے پہلے کی طرح وہاں جا کر بیٹھنے لگے تو شہاب نامی ستارہ جو کہ شعلہ کی طرح ہے آ کر انہیں مارتا اور اسکا نشانہ نہ چوکتا پھر انہیں جلا دیتا، جب یہ معاملہ ان کے ساتھ ہونے لگا تو ان شیطانوں نے اپنے سردار ابلیس کو یہ بات بتائی کہ ہمارے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے، تو اس نے کہا کہ پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا، پھر اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اس نے اپنے لشکر کو بھیجا تو اس لشکر نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطن نخلہ میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا اور جا کر اس ابلیس کو اسکی خبر دی، ابلیس نے کہا کہ ہاں! یہ معاملہ ہوا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۱۶) اللہ تعالی نے یہی فرمایا کہ یہ شیاطین ان پہرے دار ستاروں سے بچ بچا کر اگر تھوڑا اسا اوپر پہنچ جاتے ہیں تب یہ شیطان شہاب ثاقب (بھڑکتا ہوا شعلہ) سے نہیں بچ سکتے اسکا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا بلکہ سیدھا انہیں شیاطین پر پڑتا ہے جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ یہ شہاب ثاقب نامی ستارہ بھی پہلے نہیں تھا لیکن جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تب اللہ تعالی نے آسمان کے حفاظتی نظام کو اور بہتر بنانے کے لئے اس ستارے کو پیدا کیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص،۶۶) اکثر کاہن لوگ شیاطین کو اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور انہیں غیب کی خبریں لانے کے لئے بھیجتے ہیں مگر وہ لا نہیں سکتے، اسی وجہ سے وہ سزا کے خوف سے اپنی طرف سے باتیں کہہ دیتے ہیں جو کہ سچی نہیں ہوتیں، ان کاہنوں کی باتوں پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی انکے پاس جانا چاہئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہانت اختیار کرنے اور انکے پاس جانے سے منع فرمایا اور یہاں تک فرمایا کہ اس سے مسلمان مسلمان باقی نہیں رہتا۔ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (ابن ماجہ ۶۳۹) جو کاہن کے پاس آئے اور اسکی بتائی ہوئی باتوں کو سچا سمجھے تو اس شخص نے محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب کا انکار کیا، (سو جو قرآن کا انکار کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا) اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کہانت کی وہ ہم میں سے نہیں (الجامع الصغیر للسیوطی ۹۵۶۶) ہم مسلمان ہیں اور ہمارا کام نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ہے لہذا ہم ان چیزوں سے ہمیشہ دور رہیں انکے قریب بھی نہ جائیں، اکثر ان کا شکار عورتیں ہوا کرتی ہیں اس لئے بطور خاص خواتین کو توجہ دلائی جائے کہ وہ کاہنوں اور جادوگروں اور شعبدہ باز عاملوں کے پاس جانے سے بچیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں، اللہ ہم تمام کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۰﴾ اے پیغمبر! آپ ان کی باتوں پر تعجب کرتے ہو ﴿الصّٰٓفّٰت: ۱۱۔تا۔۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ O بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ O وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ O وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ O وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ O ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ O اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ O قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔فَاسْتَفْتِهِمْ پس آپ پوچھیے ان سے اَهُمْ کیا وہ اَشَدُّ زیادہ سخت ہیں خَلْقًا پیدائش میں اَمْ یا مَّنْ وہ جن کو خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا اِنَّا بے شک ہم نے خَلَقْنٰهُمْ پیدا کیا ان کو مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ چپکتی مٹی سے بَلْ بلکہ عَجِبْتَ آپ نے تعجب کیا وَ جبکہ يَسْخَرُوْنَ یہ مذاق اڑاتے ہیں وَ اور اِذَا جب ذُكِّرُوْا وہ نصیحت کیے جاتے ہیں لَا يَذْكُرُوْنَ وہ نصیحت قبول نہیں کرتے وَ اور اِذَا جب رَاَوْا وہ دیکھتے ہیں اٰيَةً کوئی نشانی يَّسْتَسْخِرُوْنَ تو وہ مذاق اڑاتے ہیں وَ اور قَالُوْٓا وہ کہتے ہیں اِنْ نہیں ہے هٰذَآ یہ اِلَّا مگر سِحْرٌ جادو مُّبِيْنٌ صریح ءَاِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مرجائیں گے وَ اور كُنَّا ہم ہوجائیں گے تُرَابًا مٹی وَّ اور عِظَامًا ہڈیاں ءَاِنَّا کیا بلاشبہ ہم لَمَبْعُوْثُوْنَ البتہ اٹھائے جائیں گے اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی قُلْ آپ کہہ دیجیے نَعَمْ ہاں وَ اور اَنْتُمْ تم دَاخِرُوْنَ ذلیل وخوار ہوگے۔

ترجمہ: ۔اب ذرا ان (کافروں) سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی؟ ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے، (اے پیغمبر!) حقیقت تو یہ ہے کہ تم (ان باتوں پر) تعجب کرتے ہو اور یہ ہنسی اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت مانتے نہیں اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلے جادو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیوں کی صورت اختیار کرلیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اور بھلا کیا ہمارے پچھلے باپ داداوں کو بھی؟ کہہ دو کہ ہاں! اور تم ذلیل بھی ہوں گے۔

تشریح: ۔ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان کافروں سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی؟

۲۔ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔

۳۔اے پیغمبر! آپ انکی باتوں پر تعجب کرتے ہو اور یہ ہنسی اڑاتے ہیں۔

۴۔ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں مانتے۔
۵۔ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔
۶۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلے جادو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔
۷۔ بھلا ہم مر کر مٹی اور ہڈیوں کی صورت اختیار کرلیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا؟
۸۔ کیا ہمارے پچھلے باپ داداوں کو بھی؟ ۹۔ کہہ دو کہ ہاں! اور ذلیل بھی ہو جاؤ گے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی حقیقت بیان فرمارہے ہیں چنانچہ آپ ﷺ کی زبانی ان مشرکین سے یہ سوال کیا گیا کہ بھلا یہ بتاؤ کہ تم ایک انسان ہو جسکو بس ایک چپکی ہوئی مٹی سے پیدا کیا گیا اور اسکے علاوہ اللہ تعالی کی دوسری مخلوقات ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے پیدا کیا جو تمہارے مقابلہ میں بڑی ہیں جیسے آسمان، زمین، چاند سورج، ملائکہ، شیاطین وغیرہ تو ان چیزوں کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا تمہیں؟ ظاہر ہے کہ انسان کے مقابلہ میں ان چیزوں کا پیدا کرنا بڑا کام ہے لیکن پھر بھی وہ کام اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے تو کیا پھر انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس اللہ کے لئے کوئی مشکل کام ہوگا؟ نہیں بالکل نہیں۔ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۵۷ میں بھی اللہ تعالی نے اس حقیقت کو بیان فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسانوں کے مقابلہ میں بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگوں کو اسکا علم نہیں۔ اور سورۃ النّٰزعٰت کی آیت نمبر ۲۷ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا کیا تمہاری پیدائش زیادہ سخت ہے یا آسمان کی جسکو ہم نے بنایا ہے؟ ان تمام حقیقتوں کو جاننے کے بعد بھی یہ لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے جسے دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا کہ اتنی بڑی نشانیاں دیکھ کر بھی کوئی کیسے ایمان نہیں لاسکتا؟ اسی بات کو اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا" بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ "اور یہ کافر ہیں کہ آپ کے اس تعجب پر ہنسی مذاق کرتے ہیں، جب یہ قرآن نازل ہوا اور لوگ پھر بھی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے تو آپ کو تعجب ہوا، وہ اس لئے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان تھا کہ ہر کوئی جو اس قرآن کو سنے گا تو ایمان لے آئے گا، مگر جب مشرکوں نے اسے سنا تو وہ اسکا مذاق بنانے لگے اور اس پر ایمان نہیں لائے، اسی بات پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا تو اللہ تعالی نے فرمایا بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ کہ آپ تو تعجب کر رہے ہیں اور یہ لوگ ہنسی مذاق کررہے ہیں۔ (تفسیر بغوی۔ج،۶۔ص،۳۶) بلکہ ان مشرکین کا تو حال یہ تھا کہ انہیں جب سمجھایا جاتا اور نصیحت کی جاتی تو سمجھتے ہی نہیں تھے بلکہ جب انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں تو اسکا مذاق اڑاتے تھے یعنی اس قرآن میں موجود باتوں کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ ہونے والی کیسی باتیں اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں اور کہتے کہ جو دلائل اور معجزے ہمیں دکھارہے ہو یہ تو کھلا جادو ہے اسکے سوا اور کچھ نہیں یعنی یہ رب

کی جانب سے بھیجے ہوئے نہیں ہیں ۔ جن باتوں کو لیکر یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی میں ملکر مٹی ہی بن جائیں گے اور صرف ہماری ہڈیاں باقی رہ جائیں گی تو اس حالت میں بھی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا ؟ اور ہمیں ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں سے جو ہمارے باپ دادا اس زمین میں پڑے ہیں جنکی تو ہڈیاں بھی شاید گل گئی ہوں گی تو کیا انہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائیگا ؟ یہ تو بڑی ہنسی کی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو ۔ اللہ نے انکے اس سوال کا جواب دیا کہ ہاں ! بالکل ایسا ہوگا تمہیں اس بات میں کوئی شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے کہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے، اسکی قدرت و طاقت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اور جب تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو تم اس وقت ذلیل ہوگے اور تمہارے ساتھ جو معاملہ کیا جائیگا وہ معاملہ رسوا کرنے والا ہوگا اس وقت تم ذلت محسوس کروگے تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے جواب تم لوگ کہہ رہے ہو ۔ سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸۷ میں بھی فرمایا گیا وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ وہ سب لوگ اللہ کے پاس ذلیل ہوکر آئیں گے ۔ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۶۰ میں بھی کہا گیا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ جو لوگ ہمارے بندوں میں سے تکبر کیا کرتے تھے وہ لوگ جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہونگے ۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۱﴾ **وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی** ﴿الصّٰفّٰت: ۱۹ ۔ تا ۔ ۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ O وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ O هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ فَاِنَّمَا سو بس هِيَ وہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ایک زور کی آواز ہوگی فَاِذَا پھر یکا یک هُمْ وہ يَنْظُرُوْنَ دیکھتے ہوں گے وَ اور قَالُوْا وہ کہیں گے يٰوَيْلَنَا ہائے افسوس ہمارے لئے هٰذَا یہ يَوْمُ الدِّيْنِ جزا کا دن ہے هٰذَا یہی ہے يَوْمُ الْفَصْلِ فیصلے کا دن الَّذِيْ وہ جو كُنْتُمْ تم تھے بِهٖ اسے تُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے ۔

ترجمہ: ۔ بس وہ تو ایک ہی زوردار آواز ہوگی جس کے بعد وہ اچانک (سارے ہولناک مناظر) دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری شامت ! یہ تو حساب و کتاب کا دن ہے، (جی ہاں !) یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ۔

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں ۔

۱ ۔ بس وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی جسکے بعد وہ اچانک سارے ہولناک مناظر دیکھنے لگیں گے

۲ ۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری شامت ! یہ تو حساب و کتاب کا دن ہے ۔

۳۔ ہاں! یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں مرنے کے بعد اٹھایا جانا کس طرح ہوگا اور اسکے بعد کیا حالات پیش آئیں گے؟ اس منظر کو بیان کیا جارہا ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے لئے صرف ایک آواز ہی کافی ہے کہ جب وہ آواز اسرافیل علیہ السلام کے ذریعہ لگائی جائیگی تو تم سب بغیر کسی تاخیر کے اپنی اپنی قبروں سے یا جہاں کہیں بھی تمہاری موت ہوئی ہوگی وہاں سے اٹھ جاوگے اور تمہارے سارے اعضاء ملنا شروع ہوجائیں گے اور تم ایک جاندار کی شکل اختیار کرلوگے جیسے تم دنیا میں رہا کرتے تھے۔ سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۶۰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے ایک گزارش کہ اے اللہ! میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں؟ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے ابراہیم! کیا تمہیں ہماری بات پر یقین نہیں ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ بالکل یقین ہے اے اللہ! مگر میرے دل کو تسلی ہوجائے اسی لئے دیکھنا چاہتا ہوں، پھر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندوں کو لے آؤ اور انہیں اپنے سے مانوس کرلو پھر اسکے بعد انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرکے الگ الگ پہاڑ پر رکھ آو اور پھر اسکے بعد انہیں آواز دو تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ تو قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہوگا اگرچہ کہ انسان کا ایک جز ایک شہر میں دوسرا جز دوسرے شہر میں ہو تب بھی جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تب وہ سارے اجزاء آپس میں ملکر انسان کی شکل میں ہوجائیں گے اور زندہ ہوجائیں گے۔ جب وہ لوگ زندہ ہوجائیں گے اور اس وقت کے ہولناک مناظر کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہونگے تب انکی زبانوں سے نکلے گا کہ ہائے افسوس! ہماری تو بربادی آ گئی، ہم تو دنیا میں کہا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے مگر یہ ہمارا گمان غلط تھا، اب تو ہماری شامت ہے ہمیں ہمارے کئے کی سزا ضرور ملے گی اور اللہ تعالی یا ملائکہ ان مشرکین سے کہیں گے کہ ہاں! یہی وہ سچائی اور جھوٹ کے درمیان، ایمان اور کفر کے درمیان، صحیح اور غلط کے درمیان فیصلہ کرنے کا دن ہے، اسی دن کو تم لوگ جھٹلاتے تھے، لو! اب یہ دن تمہارے سامنے ہے اور تم اپنے اپنے اعمال کی سزا پانے کے لئے تیار ہوجاو، ان مشرکین کے ساتھ اس دن کیا معاملہ کیا جائے گا اگلی آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۲﴾ **گھیر لاؤ ان سارے ظالموں کو** ﴿الصّٰٓفّٰت: ۲۲۔تا۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اُحۡشُرُوۡا اکٹھا کرو الَّذِیۡنَ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَلَمُوۡا ظلم کیا وَ اور اَزۡوَاجَهُمۡ ان کے جوڑوں کو وَ اور مَا ان کو جن کی کَانُوۡا وہ تھے یَعۡبُدُوۡنَ عبادت کرتے مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا فَاهۡدُوۡهُمۡ پھر تم ہانک لے جاؤان کو اِلٰی صِرَاطِ الۡجَحِيۡمِ جہنم کے راستے کی طرف وَ اور قِفُوۡهُمۡ تم ٹھہراؤان کو اِنَّهُمۡ بلاشبہ یہ مَّسۡئُوۡلُوۡنَ باز پرس کیے جائیں گے مَا لَكُمۡ کیا ہواتمہیں لَا تَنَاصَرُوۡنَ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بَلۡ بلکہ هُمُ وہ الۡيَوۡمَ آج مُسۡتَسۡلِمُوۡنَ فرمانبردار ہیں۔

ترجمہ:۔ اور ذرا انہیں ٹھہراؤ، ان سے کچھ پوچھا جائے گا، کیوں جی؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرر ہے؟ اس کے بجائے یہ تو آج سر جھکائے کھڑے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرشتوں سے کہا جائے گا کہ گھیر لاؤان سب کو جنہوں نے ظلم کیا تھا، انکے ساتھیوں کو بھی۔

۲۔ انہیں بھی جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

۳۔ پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاو۔ ۴۔ ذرا انہیں ٹہراو، ان سے کچھ پوچھا جائیگا۔

۵۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرر ہے ہو؟

۶۔ اسکے بجائے تو یہ لوگ سر جھکائے کھڑے ہیں۔

کافروں کی آخرت میں کیا حالت ہوگی اور انکے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا؟ ان آیتوں میں بیان کیا جار ہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب صور پھونکا جائیگا اور سب زندہ ہو جائیں گے تو فرشتوں سے اللہ تعالی فرمائے گا کہ ان ظالموں کو جو کفر کیا کرتے تھے لے آؤ اور ساتھ میں انکے ساتھیوں کو بھی جو پچھلی امتوں میں ان جیسے گناہوں کے مرتکب تھے ان سب کو ایک ساتھ لے آؤ اور انہیں بھی لے آؤ جنکی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے، اس آیت میں هُمۡ وَاَزۡوَاجُهُمۡ سے کیا مراد ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہمانے بیان فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو سود خور ہوگا اسے سود خور کے ساتھ، جو زانی ہوگا اسے زانی کے ساتھ، جو شرابی ہوگا اسے شرابی کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷۔ ص، ۸۳) یعنی جو شخص جس گناہ میں مبتلا ہوگا اسے اس گناہ کے کرنے والوں کی صف میں ہی جمع کیا جائے گا، جس سے انکی رسوائی اور ذلت میں اضافہ ہوگا، اس لئے کہ جب آسانی سے پہچانا جائے گا کہ کون کیا گناہ کرتا تھا؟ اور اسی طرح جب انہیں انکے معبودوں کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا تو وہ اور ذلت محسوس کریں گے کہ ہم دنیا میں ان بے فائدہ چیزوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو ہمارے کچھ کام کے نہیں ہیں؟ پھر جب یہ سب لوگ جمع ہو جائیں گے تو فرشتوں سے کہا جائیگا کہ چلو! اب انہیں جہنم کی طرف لے چلو، مگر انہیں جہنم میں لیجانے سے پہلے ذرا انہیں روکو، ان سے چند سوالات کرنا ابھی باقی ہے، حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن جب تک آدمی سے اسکی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں اسکو گزارا ہے، اور اسکے علم کے بارے میں کہ کتنا اس نے اس پر عمل کیا؟ اور اسکے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا اور اسکے جسم کے بارے میں کہ کہاں اسکو اس نے بوڑھا کیا جب تک ان چیزوں کا سوال نہ کرلیا جائے انکے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔ (ترمذی ۲۴۱۷) اور ان مشرکین سے یہ بھی کہا جائے گا کہ کیا ہوا وہ تمہارا دعوی جو تم کیا کرتے تھے کہ ہم تو ایک دوسرے کے مددگار ہیں، پھر آج کیوں کوئی کسی کی مدد نہیں کر رہا ہے؟ تمہیں اپنی طاقت و جماعت اور اپنے معبودوں پر بڑا فخر و گھمنڈ تھا کہاں گئے وہ سب کیوں کوئی کسی کے کام نہیں آتا؟ تمہاری حالت تو آج یہ ہے کہ سر جھکائے ہمارے سامنے کھڑے ہو، کچھ بھی تمہارے منہ سے آج نہیں نکل رہا ہے اس دنیا میں تو تم بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے پھر آج تمہیں کیا ہوا؟ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، سب اپنی اپنی فکر میں رہیں گے شاید کہ آج تمہیں یہ دیکھ کر سمجھ میں آگیا ہوگا، اللہ تعالی کا ان کافروں سے یہ کہنا انہیں اور ذلیل کرنے کے لئے ہوگا تاکہ انہیں تکلیف ہو۔

ماتحت اپنے بڑوں سے کیا کہیں گے؟

﴿درس نمبر ۱۷۶۳﴾ ﴿الصّٰفّٰت ۲۷۔تا۔ ۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ O قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ O قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ O وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ O فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ O فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَقْبَلَ متوجہ ہوگا بَعْضُهُمْ بعض ان کا عَلٰى بَعْضٍ بعض پر يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے پوچھیں گے قَالُوْٓا کہیں گے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ بے شک تم تو تھے تَاْتُوْنَنَا آتے ہمارے پاس عَنِ الْيَمِيْنِ دائیں طرف سے قَالُوْا وہ کہیں گے بَلْ بلکہ لَّمْ تَكُوْنُوْا تم نہیں تھے مُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے وَ اور مَا نہیں كَانَ تھا لَنَا ہمارا عَلَيْكُمْ تم پر مِّنْ کوئی سُلْطٰنٍ زور بَلْ بلکہ كُنْتُمْ تم تھے قَوْمًا لوگ طٰغِيْنَ سرکشی کرنے والے فَحَقَّ اب ثابت ہوگئی عَلَيْنَا ہم پر قَوْلُ بات رَبِّنَآ ہمارے رب کی اِنَّا بے شک ہم لَذَآئِقُوْنَ البتہ چکھنے والے ہیں فَاَغْوَيْنٰكُمْ پس ہم نے گمراہ کیا تمہیں اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم تھے غٰوِيْنَ گمراہ۔

ترجمہ:۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں سوال جواب کریں گے (ماتحت لوگ اپنے بڑوں سے) کہیں گے کہ تم تھے جو ہم پر بڑے زوروں سے چڑھ کر آتے تھے، وہ کہیں گے کہ نہیں! بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہیں تھے اور تم پر ہمارا کوئی زور نہیں تھا، اصل بات یہ ہے کہ تم خود سرکش لوگ تھے، اب تو ہمارے

پروردگار کی یہ بات ہم پر ثابت ہوگئی ہے کہ ہم سب کو یہ مزہ چکھنا ہے، کیونکہ ہم نے تمہیں بہکایا، ہم خود بہکے ہوئے تھے۔

تشریح: ۔ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ لوگ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں سوال وجواب کرینگے۔

۲۔ماتحت لوگ اپنے بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ تم ہی تھے جو ہم پر بڑے زوروں سے بڑھ چڑھ کر آتے تھے

۳۔وہ کہیں گے کہ نہیں! بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہیں تھے۔

۴۔تم پر ہمارا کوئی زور نہیں تھا۔ ۵۔اصل بات یہ ہے کہ تم خود سرکش لوگ تھے۔

۶۔اب تو تمہارے پروردگار کی یہ بات ہم پر ثابت ہوگئی ہے کہ ہم سب کو یہ مزہ چکھنا ہے۔

۷۔کیونکہ ہم نے تمہیں بہکایا، ہم خود بہکے ہوئے تھے۔

یہاں بھی انہی کافروں کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ جب قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے اس وقت ان میں جو ماتحت لوگ رہے ہونگے وہ اپنے سرداروں پر یہ الزام لگائیں گے کہ تم لوگوں نے ہی ہمیں ایمان لانے سے روکا، تم اپنی طاقت کا استعمال کرتے تھے اور ہمیں ایمان لانے سے روکا کرتے تھے اسی وجہ سے ہم ایمان نہیں لائے، یہ تفسیر امام زحیلی نے التفسیر المنیر (ج، ۲۳۔ص، ۸۲) میں کی ہے اور امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر یوں کی کہ اس دن انسان جنات سے کہیں گے کہ تم نے ہمیں ایمان لانے سے، حق بات کے قبول کرنے سے روکا اور اس ہدایت والے راستے سے ہمیں ہٹا دیا (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص، ۳۲) ان دونوں تفسیروں میں تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ امام طبری رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق انسان جنات وشیاطین پر انہیں گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے اور امام زحیلی رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق وہ انسان جو کمزور قسم کے تھے جو کسی کی ماتحتی میں رہا کرتے تھے وہ اپنے سرداروں پر الزام لگائیں گے کہ انہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا، ان لوگوں کا جواب بیان کیا جارہا ہے جن پر گمراہ کرنے کا الزام لگایا گیا، وہ کہیں گے کہ نہیں! ہم نے تمہیں گمراہ نہیں کیا بلکہ اصل بات تو یہ تھی کہ تم ایمان نہیں لانا چاہتے تھے، اگر تمہیں ایمان لانا ہوتا تو تم ایمان لاچکے ہوتے، ہمارے بولنے کا تم پر کوئی اثر نہ ہوتا سو اب یہ الزام ہم پر نہ ڈالو تم ہی لوگ سرکش تھے، تمہیں ایمان پسند نہیں تھا اسی لئے تم اس سے دور بھاگے اور پھر یہ کہیں گے کہ اب جھگڑا کر کے کیا فائدہ؟ اللہ کا وعدہ تھا کہ وہ گمراہ لوگوں کو سزا دے گا وہ سچا ہوگیا، اب ہمیں اپنے کئے کی سزا پانا ہے، ہمیں بھی یہ سزا پانا ہے کہ ہم تمہیں گمراہ کرتے رہے خود گمراہ رہتے ہوئے اور تمہیں بھی تمہارے گمراہ ہونے کی سزا دیجائے گی۔ جیسا کہ دوسری جگہ بھی کہا گیا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص ۸۵) کہ میں جہنم کو تم سے اور ان لوگوں سے بھر دوں گا جنہوں نے تمہاری پیروی کی۔ اور سورۂ سجدہ کی آیت نمبر ۱۳ میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالی نے جنت اور جہنم پیدا کئے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ جنت کے مستحق اور جہنم کے مستحق بھی پیدا کئے ہیں۔ (مسلم ۲۶۶۲) اللہ ہمارا حشر جنت والوں کے ساتھ فرمائے اور دوزخیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۴﴾ سب لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے ﴿الصّٰٓفّٰت ۳۳۔تا۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِنَّهُمْ سو بے شک وہ يَوْمَئِذٍ اس دن فِي الْعَذَابِ عذاب میں مُشْتَرِكُوْنَ مشترک ہوں گے اِنَّا بے شک ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَفْعَلُ کرتے ہیں بِالْمُجْرِمِيْنَ مجرموں کے ساتھ اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْٓا وہ تھے اِذَا جب قِيْلَ کہا جاتا لَهُمْ ان سے لَآ کہ نہیں ہے اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا اللّٰهُ سوائے اللہ کے يَسْتَكْبِرُوْنَ وہ تکبر کرتے وَ اور يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے اَئِنَّا کیا بے شک ہم لَتَارِكُوْٓا البتہ چھوڑ دیں گے اٰلِهَتِنَا اپنے معبودوں کو لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ بوجہ ایک دیوانے شاعر کے بَلْ بلکہ جَآءَ وہ تو آیا ہے بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور صَدَّقَ اس نے تصدیق کی الْمُرْسَلِيْنَ رسولوں کی

ترجمہ:۔ غرض اس دن یہ سب عذاب میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے، ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکڑ دکھاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ بیٹھیں؟ حالانکہ وہ (پیغمبر ﷺ) حق لے کر آئے تھے اور انہوں نے دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کی تھی

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ غرض اس دن یہ سب لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔

۲۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔

۳۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ اکڑ دکھاتے تھے۔

۴۔ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ بیٹھیں؟

۵۔ حالانکہ وہ پیغمبر حق لیکر آئے تھے۔ ۶۔ انہوں نے دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کی تھی۔

یہاں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے ماتحتوں کو گمراہ کیا اور جو لوگ ان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہو گئے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرنے لگے اور اللہ کی نافرمانیوں میں زندگی گزارنے لگے یہ سب کے سب عذاب میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے یعنی جو عذاب ان گمراہ کرنے والوں کو دیا جائے گا وہی عذاب ان گمراہ و نافرمان لوگوں کو بھی دیا جائے گا اس لئے کہ یہ سب کے سب اللہ تعالی کی نافرمانی میں شریک تھے اس وجہ سے ان تمام کو مشترکہ عذاب دیا جائیگا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے ہماری عبادت سے منہ موڑ کر غیروں کو اپنا معبود بنالیا اور ہمارے حکموں کی نافرمانی کی یہ لوگ مجرم ہیں اور ان مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں یعنی انہیں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، ان مجرموں کو یہ عذاب اس لئے دیا جارہا ہے کہ انہیں جب اللہ تعالی کی عبادت کرنے کو کہا جاتا اور اس طرف بلایا جاتا تو یہ لوگ تکبر کے ساتھ منہ پھیر کر چلے جاتے گویا کہ انہیں اللہ کی عبادت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور کہتے کہ کیا ایک شاعر اور دیوانہ کی باتوں میں آ کر ہم اپنے جو معبود ہیں جنکی ہمارے باپ دادا برسوں سے عبادت کرتے آئے ہیں انہیں چھوڑ کر اس معبود کی عبادت کریں جس کی عبادت کرنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں؟ یہ تو کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ ہم اپنے برسوں سے چلے آ رہے طریقہ کو چھوڑ کر ایک نیا طریقہ جو یہ لیکر آئے ہیں اس کو اپنا لیں، اللہ تعالی ان مشرکوں کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں کہ جسے تم شاعر و مجنون کہہ رہے ہو وہ تو ایک سچے نبی ہیں جو ہمارا پیغام تم تک لے آئے ہیں اور ایسا نہیں کہ یہ نئی بات تم سے کہہ رہے ہیں یہ تو وہی بات تم سے کہہ رہے ہیں جو ان سے پہلے تمام انبیاء اور رسول کہا کرتے تھے گویا یہ انکی ہی تصدیق کررہے ہیں جنکا کام بھی اللہ کی توحید کی دعوت دینا، شرک و بت پرستی سے روکنا اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانا تھا تو یہ بھی وہی کام کررہے ہیں جو وہ کیا کرتے تھے پھر یہ کیسے شاعر و مجنون ہو گئے؟ مگر بات یہ ہے کہ تم لوگ ہی ایسے ہو کہ گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۵﴾ برگزیدہ بندوں کیلئے طئے شدہ رزق اور میوے ﴿الصّٰفّٰت ۳۸۔تا۔۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِنَّكُمْ بے شک تم لَذَآئِقُوا البتہ چکھو گے الْعَذَابِ عذاب الْاَلِیْمِ بہت دردناک وَ اور مَا نہیں تُجْزَوْنَ تم بدلہ دیئے جاؤ گے اِلَّا مگر مَا اسی کا جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے اِلَّا لیکن عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندے الْمُخْلَصِیْنَ چنے ہوئے اُولٰٓئِكَ یہی لوگ لَهُمْ ان کے لیے ہے رِزْقٌ رزق مَّعْلُوْمٌ معلوم فَوَاكِهُ میوے وَ اور هُمْ وہ مُّكْرَمُوْنَ معزز ہونگے فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ نعمت کے باغوں میں عَلٰی سُرُرٍ تختوں پر مُّتَقٰبِلِیْنَ ایک دوسرے کے سامنے یُطَافُ پھرایا جائے گا عَلَیْهِمْ ان پر بِكَاْسٍ بھرا جام مِّنْ مَّعِیْنٍ بھرے چشمے سے بَیْضَآءَ سفید لَذَّةٍ لذت لِّلشّٰرِبِیْنَ پینے والوں کے لیے لَا فِیْهَا نہ اس میں غَوْلٌ سر کا چکرانا وَّ اور لَا نہ هُمْ وہ عَنْهَا اس سے یُنْزَفُوْنَ مدہوش ہونگے وَ اور عِنْدَهُمْ ان کے پاس ہوں گی قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ نیچی نگاہ رکھنے والیاں عِیْنٌ بڑی بڑی آنکھوں والیاں كَاَنَّهُنَّ گویا کہ وہ بَیْضٌ انڈے ہیں مَّكْنُوْنٌ پردے میں چھپا کر رکھے ہوئے

ترجمہ: ۔اوران کے پاس وہ بڑی بڑی آنکھوں والی خواتین ہوں گی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی (ان کا بے داغ وجود) ایسا لگے گا جیسے وہ (گرد وغبار سے) چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔

تشریح: ۔ان بارہ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تم سب کو دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

۲۔تمہیں کسی اور بات کا نہیں بلکہ خود تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

۳۔البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں انکے لئے طے شدہ رزق اور میوے ہیں۔

۴۔انکی پوری پوری عزت کی جائے گی۔

۵۔نعمت سے بھرے باغات میں وہ اونچی اونچی نشستوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

۶۔ایسی عمدہ شراب کے جام انکے لئے گردش میں آئیں گے جو سفید رنگ کی ہوگی۔

۷۔پینے والوں کے لئے سراپا لذت ہوگی۔ ۸۔نہ اس سے سر میں خمار ہوگا اور نہ انکی عقل بہکے گی۔

۹۔انکے پاس وہ بڑی بڑی آنکھوں والی خواتین ہوں گی جنکی نگاہیں اپنے شوہروں پر مرکوز ہوں گی۔

۱۰۔وہ خواتین ایسی لگیں گی جیسے کہ گرد وغبار سے چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔

یہاں بھی انہی کافروں سے متعلق کہا جارہا ہے کہ جب وہ لوگ ایک دوسرے پر الزام ڈال کر چپ ہوجائیں گے تو ان سے فرشتے کہیں گے کہ اب تمہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا اس وجہ سے کہ تم دنیا میں اللہ کی نافرمانی کرتے تھے اور اسکے ساتھ شرک جیسے برے اعمال میں مبتلا تھے تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو نہ تمہیں کسی نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ ہی نقصان بس یہ تمہارے انہی اعمال کا بدلہ ہے جو

آج تمہیں ملے گا اس میں کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کا ظلم تم پر کیا جائے گا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (فصلت ۴۶) اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ان کفار ومشرکین کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کا ذکر فرمارہے ہیں کہ ہمارے جو مخلص بندے ہیں جنہوں نے صرف ہماری عبادت کی، ہمارا کہنا مانا، ہماری اطاعت میں اپنی زندگی گزاری تو انہیں اللہ تعالی اس عذاب سے بچالیگا جو تمہیں ملنے والا ہے، انہیں تو طرح طرح کی نعمتیں جنت میں عطا کی جائیں گی اور اللہ نے تو انکی دعوت کا انتظام مختلف قسم کی غذاوں کے ذریعہ کررکھا ہے جیسے قسم قسم کے میوہ جات انکے لئے جنت میں ہونگے جن سے انکا اکرام کیا جائے گا، سورہ طور کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی اللہ تعالی نے انکے اکرام کی منظر کشی کی ہے کہ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ہم انہیں ایک سے ایک پھل اور گوشت جو بھی انکا دل چاہے گا دیتے چلے جائیں گے۔ یہاں پر اللہ تعالی نے جنتیوں کو میوے دینے کی بات کہی جبکہ دوسری بہت ساری چیزیں ہیں جنہیں انسان کھاتا ہے، یہ سب چھوڑ کر یہاں صرف میوہ کیوں کہا؟ اسکا جواب مفسرین نے یہ دیا کہ غذا جو کھائی جاتی ہے وہ جسم کو قوت پہنچانے کے لئے کھائی جاتی ہے، جنت میں تو اللہ ہر جنتی کو سو سو آدمیوں کی قوت عطا فرمائے گا۔ وہاں غذا کی ضرورت نہیں پڑے گی، البتہ جو میوے کھائے جاتے ہیں وہ لذت حاصل کرنے کے لئے کھائے جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالی نے یہاں میووں کا ذکر فرمایا، اللہ تعالی جنتیوں کے رہن سہن کی کیفیت بیان فرمارہے ہیں کہ یہ جنتی لوگ اونچی اونچی مسندوں پر ٹیک لگائے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہونگے کہ سامنے میوے رکھے ہوئے ہیں اور مزے لیتے ہوئے ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہوں گے، کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں سب لوگ ہنسی مذاق و دل لگی میں مصروف ہوں گے، پھر انکی محفل میں شراب بھیجی جائیگی وہ شراب بھی ایسی سفید عمدہ نہایت ہی لذیذ ہوگی اور یہ شراب دنیوی شراب کی طرح جنون پیدا کرنے والی نہیں ہوگی اور نہ ہی اسکے پینے کے بعد ہوش گم ہوجائیں گے بلکہ عمدہ قسم کی مزیدار مشروب کی طرح یہ شراب ہوگی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شراب میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں، نشہ، سردرد، قے، پیشاب، اللہ تعالی نے جنت کی شراب کو ان چیزوں سے پاک کردیا لَا فِيْهَا غَوْلٌ کہ اس میں نشہ نہیں ہوگا کہ عقل میں فتور آجائے، وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اس کے پینے سے وہ قے نہیں کرینگے جیسا کہ دنیا میں لوگ کرتے ہیں اور قے گندی چیز ہوتی ہے۔ (الدر المنشور۔ ج،۷۔ص،۸۸) اللہ تعالی نے بیان فرمایا لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ کہ اس شراب کو پینے سے نہ ان کے سر میں خمار ہوگا اور نہ انکی عقل بہکے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نافع ابن ازرق نے ان سے لَا فِيْهَا غَوْلٌ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جنت کی شراب میں نہ ہی بو ہوگی اور نہ ہی ناپسندیدگی جیسا کہ دنیا کی شراب میں ہوتا ہے۔ (الدر المنشور۔ ج،۷۔ص،۸۹) اللہ تعالی نے ان جنتیوں کو ملنے والی عورتوں کی صفت بیان کی کہ یہ عورتیں ایسی پاک باز ہونگی کہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی بلکہ سب سے نظر

جھکائی ہوئی ہوں گی، جیسا کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد رضی عنہما نے فرمایا۔ (الدر المنثور ۔ج،۷۔ص،۸۹) اور خوبصورتی میں اتنی حسین ہوں گی کہ جیسے کوئی خوبصورت موتی رکھا ہوا ہو اور بعض نے کہا کہ انڈا جتنا سفید ہوتا ہے ایسی ہی انکی خوبصورتی ہوگی جیسا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (الدر المنثور ۔ج،۷۔ص،۸۹)

جنتیوں کا آپس میں سوال

﴿درس نمبر ۱۷۶۶﴾ ﴿الصّٰٓفّٰت ۵۰۔تا۔۶۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ O قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ O يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ O ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ O قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ O فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ O قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ O وَلَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ O اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ O اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ O اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَقْبَلَ پھر متوجہ ہوگا بَعْضُهُمْ بعض ان کا عَلٰى بَعْضٍ بعض پر يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے پوچھیں گے قَالَ کہے گا قَآئِلٌ ایک کہنے والا مِّنْهُمْ ان میں سے اِنِّىْ بے شک میں كَانَ تھا لِىْ میرا قَرِيْنٌ ایک ہم نشیں يَّقُوْلُ وہ کہتا تھا ءَاِنَّكَ کیا بے شک تو ہے لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ البتہ تصدیق کرنے والوں میں سے ءَاِذَا کیا جب مِتْنَا ہم مرجائیں گے وَ اور كُنَّا ہم ہوجائیں گے تُرَابًا مٹی وَّ اور عِظَامًا ہڈیاں ءَاِنَّا کیا بے شک ہم لَمَدِيْنُوْنَ البتہ بدلہ دیئے جائیں گے قَالَ وہ کہے گا هَلْ کیا اَنْتُمْ تم مُّطَّلِعُوْنَ جہنم میں جھانک کر دیکھو گے فَاطَّلَعَ پھر وہ جھانکے گا فَرَاٰهُ تو اسے دیکھے گا فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ جہنم کے درمیان میں قَالَ وہ کہے گا تَاللّٰهِ اللہ کی قسم! اِنْ بلاشبہ كِدْتَّ قریب تھا کہ لَتُرْدِيْنِ تو مجھے ہلاک کرڈالتا وَ اور لَوْ لَا اگر نہ ہوتا نِعْمَةُ فضل رَبِّىْ میرے رب کا لَكُنْتُ تو البتہ میں ہوتا مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ حاضر کیے ہوئے میں اَفَمَا کیا پس نہیں نَحْنُ ہم بِمَيِّتِيْنَ مرنے والے اِلَّا سوائے مَوْتَتَنَا ہمارے مرنے کے الْاُوْلٰى پہلی بار وَ اور مَا نہ نَحْنُ ہم بِمُعَذَّبِيْنَ عذاب دیئے جائیں گے اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ لَهُوَ البتہ وہی ہے الْفَوْزُ کامیابی الْعَظِيْمُ بہت بڑی لِمِثْلِ هٰذَا ایسی ہی کے لیے فَلْيَعْمَلِ پس چاہیے کہ عمل کریں الْعٰمِلُوْنَ عمل کرنے والے۔

ترجمہ:۔ پھر جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر آپس میں سوالات کریں گے، ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو جو (آخرت کی زندگی کو) سچ مانتے ہیں؟ کیا جب ہم مٹی اور ہڈیوں میں تبدیل ہوجائیں گے تو کیا واقعی ہمیں (اپنے کاموں

کا) بدلہ دیا جائے گا؟ وہ جنتی (دوسرے جنتیوں سے) کہے گا کہ کیا تم (میرے اس ساتھی) کو جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر وہ خود (دوزخ میں) جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے دوزخ کے بیچوں بیچ نظر آئے گا، وہ جنتی (اس سے) کہے گا کہ اللہ کی قسم! تم تو مجھے بالکل ہی برباد کرنے لگے تھے اور اگر میرے پروردگار کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو اور لوگوں کے ساتھ مجھے بھی دھرلیا جاتا (پھر وہ خوشی کے عالم میں اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا) اچھا تو کیا اب ہمیں موت نہیں آئے گی؟ سوائے اس موت کے جو ہمیں پہلے آچکی؟ اور ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ زبردست کامیابی یہی ہے، اسی جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے، بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟

تشریح:۔ ان بارہ آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوالات کریں گے۔

۲۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا۔

۳۔ جو کہا کرتا تھا کہ کیا تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو جو آخرت کی زندگی کو سچ مانتے ہیں؟

۴۔ کیا جب ہم مٹی اور ہڈیوں میں تبدیل ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں اپنے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا؟

۵۔ وہ جنتی دوسرے جنتی سے کہے گا کہ کیا تم میرے اس ساتھی کو جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟

۶۔ پھر وہ خود جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے دوزخ کے بیچوں بیچ نظر آئے گا۔

۷۔ وہ جنتی اس سے کہے گا کہ اللہ کی قسم! تم تو مجھے بالکل ہی برباد کرنے لگے تھے۔

۸۔ اگر میرے پروردگار کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو اور لوگوں کے ساتھ مجھے بھی دھرلیا ہوتا۔

۹۔ وہ خوشی کے عالم میں اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا کہ اچھا تو کیا اب مجھے موت نہیں آئے گی؟

۱۰۔ سوائے اس موت کے جو ہمیں پہلے آچکی ہے۔ ۱۱۔ کیا ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا؟

۱۲۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زبردست کامیابی ہے۔

۱۳۔ اس جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے

ایک جنتی اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک کافر دوست تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تم اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ جب ہماری موت ہو جائے گی اور ہم مٹی میں ملکر بکھر جائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو پھر ہمیں زندہ کیا جائے گا اور ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ یہ تو مجھے کوئی غیر معقول بات لگتی ہے؟ پھر وہ جنتی اپنے پاس بیٹھے جنتیوں سے کہے گا کہ کیا تم میرے اس دوست کا اس وقت حال دیکھنا چاہتے ہو جو دوزخ میں ہے؟ پھر وہ جنتی خود ہی اپنے دوست کو جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے جہنم کے بیچوں بیچ ملے گا جو اپنے کئے کی سزا کاٹ رہا ہوگا، پھر وہ

جنتی اپنے دوزخی دوست سے کہے گا کہ تم تو مجھے اپنی باتوں میں پھنسا کر برباد ہی کرنا چاہتے تھے اچھا ہوا کہ اللہ کا فضل و احسان مجھ پر تھا جس کی وجہ سے میں تمہاری باتوں میں نہیں آیا اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آیا ورنہ میرا حال بھی اس وقت تمہارے جیسا ہی ہوتا، یہ کہہ کر وہ پھر سے اپنے جنتی دوستوں کی طرف متوجہ جائے گا اور خوشی میں کہنے لگے گا کہ اب ہمیں یہاں جنت میں موت نہیں آئے گی وہ ایک ہی موت تھی جو ہم دنیا میں سہہ کر آئے ہیں یہاں تو ہمیں مزے سے ہمیشہ اسی جنت میں رہنا ہے اور نہ ہی ہمیں وہ عذاب ہوگا جو دوزخیوں کو ہو رہا ہے بلکہ ہم تو عیش وعشرت کے ساتھ یہاں رہیں گے یہ تو ہمارے پروردگار کا ہم پر احسان ہے اور ہمارے لئے ایک بڑی کامیابی ہے جو ہم نے حاصل کر لی اور ایک عمل کرنے والے کو اس جیسی کامیابی ہی کے لئے محنت و کوشش کرنی چاہیئے اس لئے کہ اس کامیابی سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں ہے جس نے یہ کامیابی حاصل کر لی اس نے سب کچھ پالیا۔ مقصد اس دنیا کا بھی یہی ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنے رب کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر اس آخرت کے لئے عمل کرے اس لئے کہ یہ دنیا مومن کا ٹھکانہ نہیں ہے، مومن کا ٹھکانہ تو وہ جنت ہے جو اسکے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی میراث ہے بس اسی کے خاطر اسے اس دنیا کی مشقت برداشت کرنی ہے اور جب اسے وہ مل گئی تو سمجھو کہ اسے سب کچھ مل گیا اب کسی اور چیز کی اسکو ضرورت نہیں۔ عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ دو آدمی کاروبار میں شریک (پارٹنرز) تھے اور دونوں کے آٹھ ہزار دینار تھے تو ان دونوں نے اسے آپس میں بانٹ لیا، پھر ان میں سے ایک نے ارادہ کر کے ایک ہزار دینار میں ایک زمین خریدی تو اسکے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار میں ایک زمین خریدی اور میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ جنت میں زمین خریدتا ہوں، پھر اس نے ہزار دینار صدقہ کر دیئے، پھر اسکے ساتھی نے ایک ہزار دینار سے گھر بنوایا، پھر اسکے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار میں گھر بنایا اور میں آپ سے اس ہزار دینار سے جنت میں گھر خریدتا ہوں، پھر اس نے ہزار دینار صدقہ کر دئے، پھر اسکے دوست نے ہزار دینار سے شادی کر لی اور اس ہزار دینار کو اپنی اہلیہ پر خرچ کیا، تو اسکے ساتھی نے کہا کہ اے اللہ! فلاں نے شادی کر لی اور ہزار دینار اس پر خرچ کئے، اے اللہ! میں اس ہزار دینار کے بدلہ جنت کی عورت سے منگنی کرتا ہوں، پھر اس نے وہ ایک ہزار دینار بھی صدقہ کر دئے، اسکے بعد اسکے دوست نے باقی ہزار سے نوکر چاکر اور کچھ سامان خریدا، اس پر اسکے دوست نے کہا اے اللہ! میں آپ سے ایک ہزار دینار کے بدلہ آپ سے جنت کے خادم اور ساز و سامان کا سودا کرتا ہوں پھر اس نے وہ باقی ہزار دینار بھی صدقہ کر دئے، پھر ایک دن اس نیک آدمی کو سخت پریشانی پیش آئی اور اس نے سوچا کہ اگر میں اپنے دوست کے پاس جاوں تو وہ میرے کچھ کام آئے گا یہ سوچ کر وہ راستے میں اسکا انتظار کرتے بیٹھ گیا، اتنے میں وہ اپنی شان وشوکت کے ساتھ اپنے گھر والوں کو لئے گزر رہا تھا تو اس نے اس دوست کو پہچان لیا اور کہا کہ تم وہی ہو؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تمہیں؟ اس نیک آدمی نے کہا کہ مجھے کچھ ضرورت پڑ گئی اس لئے

میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم میری کچھ مدد کردو، پھر اس نے اپنے دوست سے کہا کہ جو مال ہم نے تقسیم کرلیا تھا اسکا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے ہزار دینار میں گھر خریدا اور ایسے ایسے کیا، پھر اس نے بھی اسے اپنا قصہ سنایا تو اس نے کہا کہ تم تو صدقہ کرنے والے بن گئے اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا اور اسے واپس لوٹا دیا اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی موت کا فیصلہ سنا دیا تو وہ لوگ مر گئے، انہی دونوں کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ سے لے کر ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ تک۔ (الدرالمنثور۔ ج۔۷۔ص۔۹۱)

﴿درس نمبر ۱۷۶۷﴾ بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت ہے؟ ﴿الصّٰٓفّٰت ۶۲۔تا۔۶۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ O اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ O اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ O طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ O فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ O ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَذٰلِكَ کیا یہ خَيْرٌ بہتر ہے نُّزُلًا مہمانی اَمْ یا شَجَرَةُ درخت الزَّقُّوْمِ تھوہر کا؟ اِنَّا بلاشبہ ہم نے جَعَلْنٰهَا اسے بنایا فِتْنَةً آزمائش لِّلظّٰلِمِيْنَ ظالموں کے لیے اِنَّهَا بے شک وہ شَجَرَةٌ ایک درخت ہے تَخْرُجُ جو نکلتا ہے فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ دوزخ کی گہرائی میں طَلْعُهَا اس کا پھل كَاَنَّهٗ گویا کہ وہ رُءُوْسُ سر ہیں الشَّيٰطِيْنِ شیطانوں کے فَاِنَّهُمْ بلاشبہ وہ لَاٰكِلُوْنَ البتہ کھائیں گے مِنْهَا اس میں سے فَمَالِئُوْنَ پھر بھر لیں گے مِنْهَا اس سے الْبُطُوْنَ پیٹ ثُمَّ پھر اِنَّ بے شک لَهُمْ ان کے لیے عَلَيْهَا اس کے اوپر لَشَوْبًا البتہ آمیزہ ہوگی مِّنْ حَمِيْمٍ گرم پانی کی۔

ترجمہ:۔ بھلا یہ مہمانی اچھی ہے، یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنا دیا ہے، دراصل وہ درخت ہی ایسا ہے جو دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے، اس کا خوشہ ایسا ہے جیسے شیطانوں کے سر، چنانچہ دوزخی لوگ اسی میں سے خوراک حاصل کریں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے، پھر انہیں اس کے اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کا آمیزہ ملے گا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟

۲۔ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے آزمائش بنا دیا۔

۳۔ دراصل وہ درخت ہی ایسا ہے جو دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے۔

۴۔ اسکا خوشہ ایسا ہے جیسے شیطانوں کے سر۔

۵۔ جہنمی لوگ اس درخت سے خوراک حاصل کریں گے۔

۶۔ اسی سے پیٹ بھریں گے۔ ۷۔ پھر انہیں اسکے اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کا مزہ ملے گا۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ دیکھو! جونعمتیں ہم نے ایک مومن کو جنت میں دی ہیں وہ اچھی ہیں یا زقوم کا درخت؟ جس درخت کو ہم نے ظالموں کی آزمائش کا ذریعہ بنایا، یعنی وہ آزمائش یہ ہے کہ ہم ان سے کہہ رہے ہیں کہ جہنم میں زقوم نامی درخت ہوگا تو یہ بات سن کر یہ کافر ہماری بات کو مانیں گے یا جھٹلائیں گے؟ مگر یہ کافر لوگ اس آزمائش میں ناکام ہو گئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے زقوم کے درخت کا ذکر فرما کر ظالموں کو آزمائش میں ڈالا، جس پر ابوجہل نے کہا کہ تمہارے یہ ساتھی کا یہ خیال ہے کہ جہنم میں ایک درخت ہوگا جبکہ جہنم کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی درخت کو رہنے نہیں دیتی اسے جلا دیتی ہے اور ہمیں یہ بھی نہیں پتا کہ وہ زقوم ہے کیا؟ کھجور ہے یا مکھن جسے تم نگلو گے، تو اللہ تعالی نے انکے تعجب پر کہ آگ میں درخت کیسے اُگے گا یہ آیت نازل فرمائی: إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ کہ وہ درخت آگ ہی میں اُگے گا جیسے دوسرے درخت مٹی سے اگتے ہیں طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ کہ اس درخت کا اوپری حصہ شیطان کے سر کے مشابہ ہوگا۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۹۵) درخت کے اس پھل کی خاصیت کیا ہوگی؟ بیان کیا جارہا ہے کہ جب جہنمیوں کو یہ پھل کھانے کے لئے دیا جائیگا تو یہ لوگ اسی سے کام چلائیں گے اس پھل کے علاوہ اور کوئی چیز انہیں کھانے نہیں دی جائے گی، سورۂ دخان کی آیت نمبر ۴۳ سے ۴۶ تک اسی درخت کا تذکرہ ہے کہ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ زقوم کا درخت یعنی پھل گنہ گاروں کی غذا ہوگی، جب وہاں سے کھائیں گے تو یہ انکے پیٹ میں پگھلے ہوئے تانبے کی طرح جوش مارے گا اور جوش بھی ایسے مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی ہوگا۔ اور انہیں پینے کے لئے جو دیا جائے گا وہ کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ سورۂ محمد کی آیت نمبر ۱۵ میں اس پانی کی ایک اور صفت بیان کی گئی کہ فَقَطَّعَ اَمْعَآءَ هُمْ جب وہ لوگ یہ پانی پئیں گے تو یہ پانی انکی انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اللہ سے جس طرح ڈرنا ہے اس طرح ڈرو اور صرف مسلمان بن کر ہی اس دنیا سے جاو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کے پھل کا ایک قطرہ زمین پر (پانی میں) ڈالا جائے تو وہ ایک قطرہ تمام دنیا والوں کی زندگی کو خراب کر کے رکھ دیگا، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جسکا کھانا صرف یہی ہوگا؟ (ترمذی ۲۵۸۵) اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۸﴾ **یہ لوگ انہی کے نقشِ قدم پر لپک لپک کر دوڑتے ہیں** ﴿الصّٰفّٰت ۶۸ ۔تا۔ ۷۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَھُمْ لَاۡ اِلَی الْجَحِیْمِ O اِنَّھُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَھُمْ ضَآلِّیْنَ O فَھُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ یُھْرَعُوْنَ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَھُمْ اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ O وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ O فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ O اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر اِنَّ بے شک مَرْجِعَھُمْ ان کا لوٹنا ہوگا لَاۡ اِلَی الْجَحِیْمِ البتہ جہنم کی طرف اِنَّھُمْ بلاشبہ اَلْفَوْا انہوں نے پایا اٰبَآءَھُمْ اپنے باپ دادا کو ضَآلِّیْنَ گمراہ فَھُمْ چنانچہ وہ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ ان کے قدموں کے نشانات پر یُھْرَعُوْنَ دوڑے جاتے ہیں وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق ضَلَّ گمراہ ہوئے قَبْلَھُمْ ان سے پہلے اَکْثَرُ بہت سے الْاَوَّلِیْنَ اگلے لوگ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے فِیْھِمْ ان میں مُّنْذِرِیْنَ ڈرانے والے فَانْظُرْ پھر دیکھیے کَیْفَ کیسا کَانَ ہوا عَاقِبَةُ انجام الْمُنْذَرِیْنَ ان کا جن کو ڈرایا گیا اِلَّا سوائے عِبَادَ اللّٰہِ اللہ کے بندوں کے الْمُخْلَصِیْنَ جو خالص کئے ہوئے ہیں

ترجمہ:۔ پھر وہ لوٹیں گے تو اسی دوزخ کی طرف لوٹیں گے، انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا، چنانچہ یہ انہی کے نقشِ قدم پر لپک لپک کر دوڑتے رہے اور ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے درمیان خبردار کرنے والے (پیغمبر) بھیجے تھے، اب دیکھ لو کہ جن کو خبردار کیا گیا تھا، ان کا انجام کیسا ہوا؟ البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے، (وہ محفوظ رہے)۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر وہ لوٹیں گے تو اسی دوزخ کی طرف لوٹیں گے۔

۲۔ انہوں نے اپنے باپ داداوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا۔

۳۔ یہ لوگ انہی کے نقشِ قدم پر لپک لپک کر دوڑتے رہے۔

۴۔ ان سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انکے درمیان خبردار کرنے والے بھیجے تھے۔

۶۔ اب دیکھ لو! جن کو خبردار کیا گیا تھا انکا انجام کیسا ہوا؟

۷۔ البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے وہ محفوظ رہے۔

جب دوزخی لوگ زقوم کا پھل کھائیں گے اور کھولتا ہوا پانی پی لیں گے تو پھر واپس اپنی جگہ یعنی جہنم میں

آ جائیں گے، امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ بات بیان کی کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہنمی لوگ کھولتے ہوئے پانی پیتے وقت جہنم میں نہیں ہونگے، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھولتے ہوئے پانی کی جگہ جہنم سے ہٹ کر ہوگی وہ اسکے پاس پینے کے لئے جائیں گے جیسا کہ اونٹ پانی پینے کے لئے جاتا ہے پھر اسکے بعد یہ لوگ واپس جہنم میں لوٹ کر آئیں گے، یہی بات اللہ تعالی نے سورۃ رحمن کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بیان کی ھٰذِہٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ O یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم لوگ جھٹلاتے تھے، یہ لوگ جہنم اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر لگاتے پھریں گے۔ (تفسیر المنیر۔ ج، ۲۳۔ص، ۱۰۰) اللہ تعالی ان جہنمیوں کے عذاب کی وجہ بیان فرمارہے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہی کی حالت میں پایا تو ان لوگوں نے بھی انکی پیروی کرتے ہوئے گمراہی کو اپنالیا، جس پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی کتاب مگر پھر بھی وہ لوگ اس گمراہی میں مبتلا ہوگئے، یہ سلسلہ ایسے ہی برسوں سے چلا آرہا ہے اس لئے ان سے پہلے جو لوگ تھے ان میں بھی اکثر لوگ اسی طرح اپنے باپ دادا کی اتباع کر کے گمراہی میں پڑے ہوئے تھے حالانکہ ہم نے ہر قوم میں ایک ڈرانے والا، سمجھانے والا، ہدایت کی جانب بلانے والا بھیجا مگر یہ لوگ ان کی باتوں کو نہ ہی سنتے اور نہ ہی عمل کرتے بلکہ انہی سے حجت بازی کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادا برسوں سے یہ کام یعنی شرک کرتے آرہے ہیں تو کیا وہ لوگ گمراہ تھے؟ کہ اب تم آکر ہمیں نئی نئی باتیں بتارہے ہو جس کا دور دور تک تعلق ہمارے باپ دادا سے نہیں تھا تو کیسے ہم اس پرانے راستے کو چھوڑ کر تمہارے نئے راستے کو اپنالیں؟ ہمیں تو تمہارا راستہ ہی غلط لگتا ہے اس لئے ہم اسے نہیں مانیں گے، جب اس طرح ان لوگوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، انکی باتوں پر ایمان نہیں لائے تو ہم نے انہیں ہلاک و برباد کردیا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا (یونس ۱۳) ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو اس موقع پر ہلاک کیا جب انہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا تھا اور انکے پیغمبر انکے پاس روشن دلائل لیکر آئے تھے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ اللہ فرمارہے ہیں کہ دیکھو! جن لوگوں کو خبردار کیا گیا تھا جب انہوں نے اپنے انبیاء کی بات نہیں مانی تو انکا انجام کیسا ہوا؟ شاید کہ تم لوگ اس انجام کو دیکھ کر ڈر کے مارے ہی سہی ایمان تو لے آؤ اور ہر قوم میں کچھ ایمان والے بھی تھے ان ایمان والوں کو اللہ تعالی نے اس عذاب سے بچالیا، جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان والوں کو اللہ تعالی نے اس پتھر کی بارش والے عذاب سے بچالیا جو ان کی نافرمان قوم پر بھیجی گئی تھی، حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے مومنوں کو طوفان سے بچالیا، موسی علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالی نے غرق ہونے سے بچالیا وغیرہ اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ اس عذاب سے بچے رہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۹﴾ **ہم پکار کا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟** ﴿الصّٰفّٰت ۷۵۔تا۔۸۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ O وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ O وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ O وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ O سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ O اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ O اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ O ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق نَادٰىنَا پکارا ہم نے نُوْحٌ نوح فَلَنِعْمَ پس البتہ خوب الْمُجِيْبُوْنَ قبول کرنے والے ہیں وَ اور نَجَّيْنٰهُ ہم نے نجات دی اس کو وَ اور اَهْلَهٗ اس کے اہل کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بہت بڑی پریشانی سے وَ اور جَعَلْنَا ہم نے کر دیا ذُرِّيَّتَهٗ اس کی اولاد کو هُمُ انہی کو الْبٰقِيْنَ باقی رہنے والے وَ اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِ اس پر فِي الْاٰخِرِيْنَ پیچھے آنے والوں میں سَلٰمٌ سلام ہو عَلٰى نُوْحٍ نوح پر فِي الْعٰلَمِيْنَ جہانوں میں اِنَّا بلاشبہ ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ بے شک وہ تھا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے ثُمَّ پھر اَغْرَقْنَا ہم نے غرق کر دیا الْاٰخَرِيْنَ دوسروں کو۔

ترجمہ:۔ اورنوح نے ہمیں پکارا تھا تو (دیکھ لو کہ) ہم پکار کا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟ اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی اور ہم نے ان کی نسل ہی کو باقی رکھا اور جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو نوح پر دنیا جہان کے لوگوں میں! ہم نیک عمل کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے، پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو پانی میں غرق کر دیا۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔نوح نے ہمیں پکارا تو دیکھ لو ہم پکار کا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟

۲۔ہم نے انہیں اور انکے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی۔

۳۔ہم نے ان ہی کی نسل کو باقی رکھا۔

۴۔جو لوگ ان کے بعد آئے ہم نے ان میں یہ روایت قائم کی۔

۵۔کہ وہ یہ کہا کریں کہ سلام ہو نوح پر دنیا جہاں کے لوگوں میں۔

۶۔ہم نیک عمل کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

٧۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

٨۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو پانی میں غرق کر دیا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی اپنے چند مخلص بندوں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے عذاب سے بچا لیا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب ہمارے مخلص بندے نوح نے اپنی قوم سے تنگ آ کر ہمیں پکارا جن کا تذکرہ سورۂ نوح کی آیت نمبر ٢٦ تا ٢٨ میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین پر باقی مت چھوڑنا اس لئے کہ اگر آپ انہیں زندہ رکھیں گے تو یہ لوگ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور انکی جو اولاد ہوگی وہ بھی کافر اور گنہ گار ہی ہوگی اور اے اللہ! میری اور میرے والدین کی اور ہر ایمان لانے والے کی چاہے وہ مرد ہو یا عورت مغفرت فرما دے اور جو ظالم ہیں انہیں تباہ کر کے رکھ دے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو اللہ نے انکی اس دعا کو قبول فرمایا اور کہا کہ ہم کیا ہی اچھا جواب دینے والے ہیں جو ہم سے مانگتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ میرے گھر میں نماز پڑھتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ تو آپ فرماتے کہ اے میرے رب! یقینا آپ نے سچ کہا (بندہ جسے پکارتا ہے ان پکارنے والوں میں) آپ سب سے قریب ہیں اور جو (اس پکار کو سن کر) جواب دیتا ہے ان جواب دینے والوں میں بھی آپ سب سے قریب ہیں، تو کیا ہی اچھا پکارنے والا ہے اور کیا ہی اچھا دینے والا اور کیا ہی اچھی ہے وہ چیز جو دی جائے، اے میرے رب! آپ ہی بہتر کارساز ہیں اور آپ ہی بہترین مددگار۔ (الدر المنثور۔ ج،٧۔ص،٩٨) اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اور انکے گھر والوں کو جو ایمان والے تھے اس طوفان جیسی بڑی آفت سے بچا لیا، انکے علاوہ جتنے لوگ تھے ان سب کو اس طوفان میں ڈبو کر مار ڈالا اور انکی اولاد کو ہی اس سرزمین پر باقی رکھا اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کو "آبٌ ثَانِيٌ" دوسرے باپ کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا میں آپ ہی کی نسل باقی ہے، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کا اس آیت کے بارے میں قول نقل کرتے ہیں کہ یہاں انکی ذریت سام، حام اور یافث ہیں کہ جن سے ہی اللہ تعالی نے انسانی نسب کو باقی رکھا۔ (ترمذی ٣٢٣٠) اس آیت میں اللہ تعالی نے ذُرِّيَّتَه، کا لفظ استعمال کیا جس کا مطلب صرف آپ کے گھر والے نہیں بلکہ سارے مومن لوگ ہیں جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سارے لوگ ہی نوح علیہ السلام کی ذریت و اولاد ہیں (الدر المنثور۔ ج،٧۔ص،٩٩) اور فرمایا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کا ذکر خیر تا دم دنیا باقی رکھا وہ اس طرح کہ ہر مومن بندہ آپ پر سلامتی کی دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! دونوں جہاں میں نوح علیہ السلام پر سلامتی نازل فرما، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ہم اپنے نیک بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور انہیں ایسا ہی بدلہ عطا کرتے ہیں کہ انکا نام رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے، بے شک حضرت نوح علیہ السلام اللہ

کے نیک مومن بندوں میں سے تھے جسکا انہیں اللہ تعالی نے بہترین صلہ عطا فرمایا انکے علاوہ جتنے کافر تھے ان سب کو اللہ نے غرق کر دیا۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۰﴾ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام صاف ستھرا دل لے کر آئے ﴿الصّٰٓفّٰت ۸۳۔تا۔۹۵﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّ بے شک مِنْ شِيْعَتِهٖ اسی کے گروہ سے لَاِبْرٰهِيْمَ البتہ ابراہیم تھا اِذْ جب جَآءَ وہ آیا رَبَّهٗ اپنے رب کے پاس بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ پاک صاف دل کے ساتھ اِذْ جب قَالَ اس نے کہا لِاَبِيْهِ اپنے باپ سے وَ اور قَوْمِهٖ اپنی قوم سے مَاذَا کس چیز کی تَعْبُدُوْنَ تم عبادت کرتے ہو اَئِفْكًا کیا جھوٹے گھڑے ہوئے اٰلِهَةً معبودوں کو دُوْنَ اللهِ سوائے اللہ کے تُرِيْدُوْنَ تم چاہتے ہو؟ فَمَا پھر کیا ظَنُّكُمْ خیال ہے تمہارا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی نسبت فَنَظَرَ پھر اس نے دیکھا نَظْرَةً ایک نظر دیکھنا فِي النُّجُوْمِ ستاروں کی طرف فَقَالَ پھر کہا اِنِّيْ بے شک میں سَقِيْمٌ بیمار ہوں فَتَوَلَّوْا چنانچہ وہ واپس پھرے عَنْهُ اس سے مُدْبِرِيْنَ پیٹھ پھیرتے ہوئے فَرَاغَ تو وہ متوجہ ہوا اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ ان کے معبودوں کی طرف فَقَالَ اور اس نے کہا اَلَا تَاْكُلُوْنَ کیا تم نہیں کھاتے؟ مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں لَا تَنْطِقُوْنَ تم نہیں بولتے؟ فَرَاغَ پس متوجہ ہوا عَلَيْهِمْ ان پر ضَرْبًا مارتا ہوا بِالْيَمِيْنِ دائیں ہاتھ سے فَاَقْبَلُوْٓا پھر وہ آئے اِلَيْهِ اس کی طرف يَزِفُّوْنَ دوڑتے ہوئے قَالَ اس نے کہا اَتَعْبُدُوْنَ کیا تم عبادت کرتے ہو مَا ان کی جن کو تَنْحِتُوْنَ تم خود تراشتے ہو؟

ترجمہ:۔ اور انہی کے طریقے پر چلنے والوں میں یقینا ابراہیم بھی تھے، جب وہ اپنے پروردگار کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے، جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے خدا چاہتے ہو؟ تو پھر جو ذات سارے جہانوں کو پالنے والی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس کے بعد انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نگاہ ڈال کر دیکھا اور کہا کہ میری طبیعت خراب ہے، چنانچہ وہ لوگ پیٹھ موڑ کر ان کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد یہ ان کے بنائے ہوئے معبودوں (یعنی

بتوں) میں جا گھسے (اور ان سے) کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے نہیں؟ پھر وہ پوری قوت سے مارتے ہوئے ان (بتوں) پر پل پڑے، اس پر ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے، ابراہیم نے کہا کیا تم ان (بتوں) کو پوجتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟

تشریح:۔ ان تیرہ آیتوں میں چودہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١۔ انہی کے طریقے پر چلنے والوں میں یقیناً ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

٢۔ جب وہ اپنے پروردگار کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے۔

٣۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟

٤۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے معبود چاہتے ہو؟

٥۔ تو پھر جو ذات سارے جہانوں کو پالنے والا ہے اسکے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

٦۔ اس کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نگاہ ڈال کر دیکھا۔

٧۔ کہا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ ٨۔ وہ لوگ انکے پاس سے پیٹھ موڑ کر چلے گئے۔

٩۔ اسکے بعد یہ انکے معبودوں میں جا گھسے۔ ١٠۔ ان سے کہا کہ کیا تم کھاتے نہیں ہو؟

١١۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے نہیں؟ ١٢۔ پھر وہ پوری قوت سے مارتے ہوئے ان بتوں پر پل پڑے۔

١٣۔ اس پر ان کی قوم کے لوگ انکے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔

١٤۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم ان بتوں کو پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے انہی مخلص بندوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ بھی نوح علیہ السلام کے ہی دین پر تھے انہی کے نقش قدم پر چلا کرتے تھے، اسی دین کی پیروی کرتے تھے جس دین کی حضرت نوح علیہ السلام پیروی کیا کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے رب کی جانب شرک سے پاک دل لیکر متوجہ ہوئے اور اخلاص کے ساتھ آپ کی عبادت کی اور ساتھ میں انہوں نے تبلیغ دین بھی کی تو سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے اس تبلیغ کی ابتدا کی اور اپنے والد کو سمجھانے لگے کہ اے ابا جان! آپ کن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں؟ ایسے بے جان چیزوں کی جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، نفع دینا یا نقصان پہنچانا تو بہت دور کی بات یہ بت تو اپنے اوپر بیٹھی مکھی بھی ہٹا نہیں سکتے تو یہ کیسے معبود ہوئے؟ اور انکا حال تو یہ ہے کہ آپ لوگ ہی اسے وجود بخشتے ہو جبکہ حقیقی مالک و خالق وہ ہوتا ہے جو دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا، وہ سب کو پیدا کرتا ہے وہی سب کی سنتا ہے وہی سب کو پالتا ہے، معبود ایسا ہوتا ہے نہ کہ ان بتوں جیسا یہ تو جھوٹے معبود ہے جن کی تم پوجا کرتے ہو، حقیقی رب تو وہ اونچی شان والا اللہ ہے جسکے علاوہ کوئی معبود ہی نہیں، یہ باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے بھی کہی اور پھر کہا کہ اب

بتاؤ تمہاری اس ذات کے بارے میں کیا رائے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے؟ جب کل قیامت میں تم اس سے ملوگے تو کیا منہ دکھاؤ گے؟ وہ تمہیں اس وقت تمہارے ان اعمال بد کی سزا دیگا اور تم کچھ نہیں کر پاؤ گے، وہ تمہیں جہنم میں ڈالیگا اور تم اس سے بھاگ نہیں پاؤ گے، تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم اس رب کی عبادت کرلو جو تمہیں کل قیامت میں اس عذاب سے بچا سکے ورنہ تو تمہیں اسکی سزا سے کوئی بچا نہیں پائے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی طرح اپنی قوم میں دین کی تبلیغ کرتے رہے حتی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب اس قوم کی عید کا دن تھا اور وہ لوگ عید منانے کے لئے میدان کی جانب جانے والے تھے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی انکے ساتھ چلنے کو کہا کہ آؤ! ہمارے ساتھ ہماری اس عید میں شریک ہوجاو، اس پر حضرت ابرہیم علیہ السلام ستاروں کی جانب دیکھنے لگے یعنی کچھ سونچ میں پڑ گئے اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں بیمار ہوں، مجھے طاعون یعنی وبائی مرض نے گھیر لیا ہے ،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر انکی قوم ان سے دور ہوگئی کہ کہیں یہ بیماری انہیں بھی نہ لگ جائے جیسا کہ آج اس وقت لوگ کرونا وبا کا نام سنتے ہی ایک دوسرے سے دور بھاگنے لگے اسی طرح اس قوم نے بھی کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلا چھوڑ کر اپنی عید منانے کے لئے چلے گئے، حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالہ سے اس آیت فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ کی تفسیر یوں بیان کی کہ اس قوم کے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلوا بھیجا جب وہ آ گئے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کل ہماری عید کا دن ہے تم بھی ہمارے ساتھ اس عید میں شریک رہو، اس بادشاہ کی یہ بات سن کر آپ ستارہ کی جانب دیکھنے لگے اور کہا کہ یہ ستارہ اب تک کبھی نہیں نکلا مگر آج میری بیماری لے کر آیا ہے اور پھر بادشاہ سے کہا کہ میں بیمار ہوں۔(تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۶۴) یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں بیمار ہوں جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا تو کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ کہا؟ اس بارے میں بعض مفسرین نے کہا کہ یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ یہ توریہ ہے یعنی ایک لفظ کہہ کر اسکا دوسرا معنی مراد لیا جائے اسے توریہ کہا جاتا ہے اور توریہ جھوٹ کی قبیل میں سے نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ کہا مگر وہ جھوٹ اللہ کی ذات کے لئے کہا اس لئے اس جھوٹ پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ کہے ان میں سے دو تو اللہ کی خاطر کہے کہ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ میں بیمار ہوں اور دوسرا بَلۡ فَعَلَهٗ كَبِيۡرُهُمۡ انکے ساتھ یہ معاملہ اس بڑے بت نے کیا، اور تیسرا جھوٹ انہوں نے یہ کہا کہ اپنی بیوی سارہ علیہا السلام سے آپ نے یہ کہا کہ جب بادشاہ تمہیں روکے تو تم یہ کہنا کہ میں تمہارا شوہر نہیں بلکہ بھائی ہوں۔(ترمذی ۳۱۶۶) الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس قوم کے بت کدہ یعنی جہاں انکے بت رکھے ہوئے تھے پہنچے اور دیکھا کہ انکے سامنے کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں یہ دیکھ کر آپ نے ان بتوں سے مخاطب ہو کر بطور مذاق وہنسی یہ

کہا کہ تمہارے سامنے تو یہ غذا رکھی ہوئی ہے تو پھر تم کھاتے کیوں نہیں؟ اور پھر کہنے لگے کہ میں تم سے بات کر رہا ہوں اور تم میرا جواب ہی نہیں دے رہے ہو کیوں؟ ایسا آپ علیہ السلام نے ان بتوں کی حقارت کو ظاہر کرنے کے لئے کیا پھر اسکے بعد آپ علیہ السلام ان بتوں کی جانب تیزی سے گئے اور انہیں ہتھوڑے سے مار کر توڑ ڈالا، جب اسکی خبر انکی قوم کو پہنچی تو وہ لوگ دوڑتے ہوئے ان بتوں کے پاس آئے اور کہا جاتا ہے کہ جب انہیں انکے بتوں کا یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہو نہ ہو یہ ابراہیم کا ہی کام ہے اور آ کر کہنے لگے کہ اے ابراہیم! ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور تم نے انہیں توڑ دیا؟ انکی یہ باتیں سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کیا تم ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو؟ تمہیں ذرا بھی سمجھ نہیں کہ جس چیز کو تم خود بناتے ہو کیا وہ معبود ہو سکتا ہے؟

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کیلئے ایک عمارت بناؤ ﴿الصّٰفّٰت ۹۶ ـ تا ـ ۱۰۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ O قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ O فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ O وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ O رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ O فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو وَمَا اور وہ جو تَعْمَلُوْنَ تم کرتے ہو قَالُوا انہوں نے کہا ابْنُوْا تم بناؤ لَهٗ اس کے لیے بُنْيَانًا ایک عمارت فَاَلْقُوْهُ اور ڈال دو اس کو فِي الْجَحِيْمِ دہکتی آگ میں فَاَرَادُوْا چنانچہ انہوں نے ارادہ کیا بِهٖ اس کے ساتھ كَيْدًا ایک چال چلنے کا فَجَعَلْنٰهُمْ تو ہم نے انہی کو کر دیا الْاَسْفَلِيْنَ نیچا وَ اور قَالَ اس نے کہا اِنِّيْ بے شک میں ذَاهِبٌ جانے والا ہوں اِلٰى رَبِّيْ اپنے رب کی طرف سَيَهْدِيْنِ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا رَبِّ اے میرے رب! هَبْ لِيْ تو عطا فرما مجھے مِنَ الصّٰلِحِيْنَ صالحین میں سے فَبَشَّرْنٰهُ پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ایک بردبار لڑکے کی۔

ترجمہ:۔ حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو بھی، ان لوگوں نے کہا ابراہیم کے لئے ایک عمارت بناؤ اور اسے دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو، اس طرح انہوں نے ابراہیم کے خلاف ایک برا منصوبہ بنانا چاہا لیکن ہم نے انہیں نیچا دکھا دیا اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں، وہی میری رہنمائی فرمائے گا، میرے پروردگار! مجھے ایک ایسا بیٹا دیدے جو نیک لوگوں میں سے ہو، چنانچہ ہم نے انہیں ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو بھی۔

۲۔ان لوگوں نے کہا ابراہیم کے لئے ایک عمارت بناو۔

۳۔اسے دہکتی آگ میں پھینک دو۔

۴۔اس طرح انہوں نے ابراہیم کے خلاف ایک برا منصوبہ بنانا چاہا۔

۵۔ہم نے اس منصوبہ کو نیچا دکھادیا۔ ۶۔حضرت ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں۔

۷۔وہی میری رہنمائی فرمائے گا۔

۸۔میرے پروردگار! مجھے ایک ایسا بیٹا دیدے جو نیک لوگوں میں سے ہو۔

۹۔ہم نے انہیں ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے انکے بتوں کو توڑ دیا جسکا تذکرہ سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۶۲ اور ۶۳ میں بھی ہے کہ جب وہ لوگ یہ خبر سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے؟ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ بلکہ انکے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے ہی پوچھ لو، جب انکی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب سنا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے یہ ابراہیم ہی نے کیا ہے اب انہیں اسکی سزا دینی ہوگی، فیصلہ ہوا کہ سزا دینے کے لئے ایک عمارت بنائی جائے اور اس میں آگ جلائی جائے اور انہیں اس آگ میں ڈال دیا جائے، چنانچہ انہوں نے عمارت بنوا کر اس میں آگ جلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈال دیا گیا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انکی جو سازش تھی کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلائیں تو انکی اس سازش کو اللہ تعالی نے زیر کردیا یعنی انکی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی بلکہ اللہ نے کہا قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ O وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (الانبیاء ۶۹، ۷۰) ہم نے اس آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، ان لوگوں نے ابراہیم کے لئے برائی کا منصوبہ بنایا تھا ہم نے اس منصوبہ کو بری طرح ناکام کردیا۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادی گئی، یہاں ٹھنڈی کے ساتھ اللہ تعالی نے سلامتی کا لفظ بھی استعمال کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان زیادہ ٹھنڈک کو بھی برداشت نہیں کرسکتا اور زیادہ ٹھنڈ بھی انسان کے لئے نقصاندہ ہے اس لئے اللہ تعالی نے یہاں ایسی ٹھنڈک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے پیدا فرمائی جو اس قدر ٹھنڈی بھی نہ ہو کہ جو برداشت کے باہر ہو بلکہ ایسی سکون والی ٹھنڈک جس سے انسان راحت وسکون محسوس کرتا ہے، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے انہیں ایک

گھر میں بند کر دیا اور انکے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگے، وہاں ایک عورت بھی تھی جو بیمار تھی اس نے کہا کہ اگر اللہ مجھے اس بیماری سے نجات عطا کر دے تو میں ابراہیم کے لئے لکڑیاں جمع کروں گی، پھر جب قوم نے لکڑیاں جمع کیں جو کہ کثیر تعداد میں تھیں، انکی بلندی اتنی تھی کہ اگر آسمان سے کوئی پرندہ اڑتا تو اسکی تپش سے جل جاتا، بہر حال جب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بنائے ہوئے گھر میں جو کہ ایک تنور یعنی بھٹی کی شکل میں تھا، ڈالنے کا ارادہ کیا تو انہیں ایک عمارت کی چھت پر لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اسوقت آسمان ،زمین، پہاڑ حتی کہ ملائکہ نے بھی اللہ تعالی سے کہا کہ اے اللہ! آپ کی خاطر ابراہیم کو جلایا جا رہا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ انکے ساتھ کیا ہو رہا ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے، اگر وہ تم سے مدد مانگیں تو جاؤ تم ہی انکی مدد کرو لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان کی جانب نظر اٹھائی تو فرمایا کہ اے اللہ! آپ ہی اکیلے (معبود) ہیں آسمان میں اور زمین میں بھی اور میرے علاوہ کوئی بندہ نہیں ہے جو آپ کی عبادت کرے، میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور بہترین کارساز ہے، اس پر اللہ تعالی نے ندا لگائی قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (الدر المنثور ۔ج،۷۔ص،۱۰۲) الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دیکھ لیا کہ انکی قوم انکی سننے والی نہیں ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اب جس جگہ اللہ تعالی مجھے جانے کا حکم دیں گے وہاں میں چلا جاؤنگا وہی مجھے سیدھا راستہ دکھانے والا ہے چنانچہ وہاں سے ہجرت کر گئے اور آپ علیہ السلام نے اللہ سے یہ بھی دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایک نیک سیرت اولاد عطا کر جو تیری اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے، دنیا میں اصلاح کا کام کرے ،فساد نہ برپا کرے، اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی جسکا ذکر اگلی آیت میں ہے کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ہم نے ابراہیم کو ایک بردبار اولاد عطا کی یعنی جب وہ بڑے ہونگے تو بڑے بردبار اور نیک ہونگے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء میں مانگا تھا، اب وہ لڑکے کون ہیں جسکی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی تھی؟ اس میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے حلم کی صفت کے ذریعہ صرف دو لوگوں کی تعریف فرمائی اور وہ دو ابراہیم واسحاق علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر طبری ۔ج،۲۱۔ص،۷۳) اور دوسرا قول یہ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور امام شعبی رحمہ اللہ کا بھی قول یہی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور فرمایا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی نبوت کی خوشخبری اسکے بعد دی گئی۔ (الدر المنثور ۔ج) امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، اس لئے کہ وہ پہلے لڑکے ہیں جس کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ

السلام کو دی گئی اور وہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے بھی ہیں، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری اس وقت دی گئی جبکہ آپ کی عمر ۸۰ رسال کی تھی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جبکہ آپ کی عمر ۹۹ سال تھی۔(التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۱۱۴) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔(الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۱۰۵) حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت مجاہد اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔(الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۱۰۶) اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اگلی آیت میں اللہ تعالی حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جنکی صفت صَالِحًا بیان کی اور اس لئے بھی کہ جو قربانی کا قصہ ہے وہ اکثر علماء تفسیر کی رائے کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق ہی ہے۔(التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۱۱۸)،(تفسیر قرطبی۔ج، ۱۵۔ص، ۱۰۰)

﴿درس نمبر ۱۷۷۲﴾ آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۰۲۔تا۔۱۰۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَمَّا چنانچہ جب بَلَغَ وہ پہنچ گیا مَعَهُ اس کے ساتھ السَّعْيَ دوڑنے کو قَالَ اس نے کہا يٰبُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے اِنِّيْٓ بے شک میں اَرٰى دیکھتا ہوں فِي الْمَنَامِ خواب میں اَنِّيْٓ کہ بے شک میں اَذْبَحُكَ ذبح کر رہا ہوں تجھے فَانْظُرْ اب تو دیکھ مَاذَا کیا ہے تَرٰى تیری رائے قَالَ اس نے کہا يٰٓاَبَتِ ابا جان افْعَلْ آپ کر گزریئے مَا جو تُؤْمَرُ آپ کو حکم دیا جاتا ہے سَتَجِدُنِيْٓ یقیناً آپ پائیں گے مجھے اِنْ اگر شَآءَ اللّٰهُ اللہ نے چاہا مِنَ الصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والوں میں سے فَلَمَّآ پھر جب اَسْلَمَا دونوں مطیع ہو گئے وَ اور تَلَّهٗ اس نے لٹا دیا اس کو لِلْجَبِيْنِ کروٹ کے بل وَ اور نَادَيْنٰهُ ہم نے پکارا اسے اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ کہ اے ابراہیم قَدْ تحقیق صَدَّقْتَ تو نے سچ کر دکھایا الرُّءْيَا خواب اِنَّا بے شک ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ لَهُوَ البتہ وہی ہے الْبَلٰٓؤُا آزمائش الْمُبِيْنُ صریح وَ اور فَدَيْنٰهُ ہم نے بدلے میں دیا اسکے بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ایک عظیم القدر ذبح کرنے کو وَ اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِ اس پر فِي الْاٰخِرِيْنَ پچھلے لوگوں میں۔

ترجمہ:۔ پھر جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، چنانچہ (وہ عجیب منظر تھا) جب دونوں نے سر جھکا دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرایا اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دے کر اس بچے کو بچا لیا اور جو لوگ ان کے بعد آئے ان میں یہ روایت قائم کی۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا۔

۲۔ اے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔

۳۔ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟

۴۔ بیٹے نے کہا ابا جان! آپ وہی کیجئے جسکا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔

۵۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

۶۔ جب دونوں نے سر جھکایا، اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا۔

۷۔ ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔

۸۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا۔

۹۔ ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دیکر اس بچے کو بچا لیا۔

۱۰۔ جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی۔

یہاں پر اللہ تعالی اس بچے کا قصہ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قصہ بیان فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے حلیم یعنی بردباری کی صفت سے موصوف کیا جسکی وجہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب وہ بچہ چلنے کے قابل ہو گیا یعنی جب وہ تھوڑے سے بڑے ہو گئے اور سمجھ بوجھ کے قابل ہو گئے نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انکے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے بیٹے! مجھے خواب آیا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں اس لئے مجھے یہ کرنا ہی ہے اب تمہاری رائے بتاؤ کیا ہے؟ اس پر اس بیٹے نے کہا کہ اے ابا جان! جب یہ آپ کے رب کا حکم ہے تو اس میں سوچنا یا مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟ بس آپ وہ کام کیجئے جسکا آپ کو حکم ہوا ہے یعنی مجھے ذبح کر دیجئے، میں اللہ کے اس حکم پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوں ان شاء اللہ آپ مجھے اس فیصلہ پر صبر کرنے والا پائیں گے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم دیا گیا تو شیطان کو آپ کے

سامنے لایا گیا تو وہ آپ سے حجت بازی کرنے لگا (یعنی ہوسکتا ہے کہ آپ سے کہنے لگا ہو کہ یہ تم کیا کرنے جارہے ہو؟ تم اپنے ہی بیٹے کو ذبح کرنے جارہے ہو جسکی ولادت کے لئے تم نے دعائیں مانگی تھیں)، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس شیطان کو جمرۂ عقبہ کے پاس لے آئے اور پھر سے وہ شیطان آپ کے راستے میں آ گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ چلا گیا، لیکن پھر سے جمرۂ وسطی کے پاس آیا تو پھر سے آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں، اسکے بعد آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا، اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدن پر سفید قمیص تھی، تو آپ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان! میرے پاس اس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہیں ہے جس میں آپ مجھے کفن دے سکو، اس لئے اس لباس کو نکال لو تا کہ آپ مجھے اس میں کفن دے سکیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لباس کو نکالنے کی کوشش کررہے تھے تو اللہ تعالی کی آواز پیچھے سے آئی کہ یٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچا کردکھایا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آواز کی جانب پلٹے تو دیکھا کہ ایک سفید، لمبی سینگ والا مینڈھا رکھا ہوا تھا۔ (مسند احمد، مسند بنو ہاشم، مسند ابن عباس ۲۷۰۷:) فرمایا گیا کہ ہم احسان یعنی فرمانبرداراور اخلاص کے ساتھ صرف رضاء الٰہی کی خاطر عمل کرنے والوں کو اسی طرح کا بدلہ عطا کرتے ہیں، یعنی آپ سے جس ذبیحہ کی مانگ کی گئی تھی اس ذبیحہ سے اللہ نے آپ کو دور رکھا اور آپ کے لڑکے کو آپ کے لئے باقی رکھا اور جس تکلیف وغم میں بحیثیت باپ آپ مبتلا تھے اس سے اللہ تعالی نے آپ کو نجات عطا کی کیونکہ اللہ کا مقصد آزمائش ہے اور آپ اس آزمائش میں کامیاب اترے، جس کے بدلہ اللہ تعالی نے آسمان سے ایک مینڈھا بطور فدیہ آپ کے لئے بھیجا جو اس لڑکے کی قربانی کی جگہ آپ نے قربان کیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ ایک مینڈھے کو ذبح کیا۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۱۰۵) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ مینڈھا جو اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمان سے اتارا تھا اسکا نام جریر تھا۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۱۴) اور اللہ تعالی نے آپ کے اس عمل پر اچھی تعریف کو رہتی دنیا تک باقی رکھا جو کہ اخلاص کی ایک نایاب مثال ہے، خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مسلمان ہو سارے ہی آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ کا نام اپنی زبان سے احترام کے ساتھ لیتے ہیں، یہ ہے اللہ کا انعام جو اللہ تعالی نے آپ کو اس دنیا میں عطا کیا۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۳:﴾ سلام ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۰۹۔۱۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ

بِإِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى إِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَلٰمٌ سلام ہو عَلٰٓى إِبْرٰهِيْمَ ابراہیم پر كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي ہم بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو إِنَّهٗ بے شک وہ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا وَ اور بَشَّرْنٰهُ ہم نے خوشخبری دی اسے بِإِسْحٰقَ اسحاق کی نَبِيًّا اس حال میں کہ وہ نبی ہوگا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ صالحین میں سے وَ اور بٰرَكْنَا ہم نے برکت کی عَلَيْهِ اس پر وَ اور عَلٰٓى إِسْحٰقَ اسحاق پر وَ اور مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا ان دونوں کی اولاد میں سے مُحْسِنٌ کوئی نیکی کرنے والا ہے وَّ اور ظَالِمٌ ظلم کرنے والا ہے لِّنَفْسِهٖ اپنے نفس پر مُبِيْنٌ کھلم کھلا۔

ترجمہ:۔ (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو ابراہیم پر! ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے اور ہم نے انہیں اسحاق کی خوشخبری دی کہ وہ صالحین میں سے ایک نبی ہوں گے اور ہم نے ان پر بھی برکتیں نازل کیں اور اسحاق پر بھی اور ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ نیک عمل کرنے والے ہیں اور کچھ اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سلام ہو ابراہیم پر۔

۲۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۳۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

۴۔ ہم نے انہیں اسحاق کی خوشخبری دی جو کہ صالحین میں سے ایک نبی ہونگے۔

۵۔ ہم نے ان پر بھی برکتیں نازل کیں اور اسحاق پر بھی۔

۶۔ انکی اولاد میں سے کچھ لوگ نیک عمل کرنے والے ہیں۔

۷۔ کچھ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تو انسان تھے جو آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے، لیکن ہم نے آپ پر سلامتی نازل کی ہے اور آپ کی بہتر انداز میں تعریف کی ہے جو قیامت تک ان قرآنی صفحات میں موجود ہے، صرف ہم ہی نے نہیں بلکہ سارے انسان، ملائکہ اور جنات بھی آپ کی تعریف کرتے ہیں اور فرمایا کہ جو ہماری اطاعت کرتا ہے اور ہمارے حکموں پر بلا جھجک عمل کرتا ہے تو ہم ایسے نیک عمل کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں، کہ آپ کی ذبیحہ کی یہ سنت جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے ہر صاحب نصاب پر واجب قرار دے دیا جو کہ ہمیشہ آپ کی یاد کو تازہ رکھے گی اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اے ابراہیم! آپ یقینا ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں جس نے ہماری رضا کی خاطر اپنی اس اولاد کو تک قربان کر دیا جس لڑکے کو آپ

نے ہم سے مانگا تھا، ہمیں آپ کا یہ اخلاص بہت پسند آیا ہم آپ کے اس عمل کے بدلہ ایک اور اولاد جسکا نام اسحاق ہوگا عطا کرتے ہیں اور وہ بھی آپ ہی کی طرح ایک نبی ہونگے جو کہ آپ ہی کی طرح نیک وصالح ہونگے، ہم نے آپ پر بھی برکتیں نازل کیں اور آپ کی اولاد اسحاق پر بھی برکتیں نازل کیں اس طور پر کہ آپ کو آل واولاد بڑی کثرت سے ہونگے اور ہم آپ کی نسل میں انبیاء پیدا کریں گے جیسے کہ حضرت ایوب، حضرت شعیب علیہما السلام وغیرہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر بھیجا تھا جو کہ آپ ہی کی نسل میں سے تھے، اور آپ کی نسل میں نیک لوگ بھی ہونگے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلیں گے اور برائی سے بچیں گے، مگر وہیں ایسے لوگ بھی ہونگے جو اللہ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کریں گے جنہیں انکے ظلموں کی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ مفسرین نے یہاں ایک نکتہ یہ بیان کیا کہ اگر کسی کا نسب اونچا ہو اور نیک وصالح ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس میں سب لوگ ایسے ہی نیک ہونگے، نسب کا تعلق نیکی اور برائی سے نہیں ہے بلکہ وہ انسان کی ذات سے ہے، بعض کی نسل بہت خراب ہوتی ہے مگر اسی نسل میں سے اونچے اونچے رتبہ والے نیک لوگ پیدا ہوتے ہیں اور بعض کی نسل شریف ونیک ہونے کے باوجود اس میں شریر وجاہل لوگ پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا نسب سے انسان کو کچھ فائدہ ملنے والا نہیں ہے بلکہ انسان کو فائدہ اسکے اعمال سے ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وَأَنذِرۡ عَشِيرَتَكَ ٱلۡأَقۡرَبِينَ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، میں تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہی کوئی نقصان، تم سے میرا خون کا رشتہ ہے تو میں اسکا احساس (اس دنیا میں) رکھوں گا۔ (ترمذی ۳۱۸۵) اور جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۶۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزۡرَ أُخۡرَىٰ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (قیامت کے دن)۔ لہٰذا انسان کو اپنے اعمال پر نگاہ رکھنی چاہئے نہ کہ نسب پر۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۴﴾ ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر بھی احسان کیا ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۱۴ تا ۱۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ۝ وَ نَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۝ وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ۝ وَاٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِيۡنَ ۝ وَهَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدۡ البتہ تحقیق مَنَنَّا ہم نے احسان کیا عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ موسیٰ اور ہارون پر وَ اور

نَجَّيْنٰهُمَا ہم نے نجات دی ان دونوں کو وَ اور قَوْمَهُمَا ان کی قوم کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بہت بڑی مصیبت سے وَ اور نَصَرْنٰهُمْ ہم نے مدد کی ان کی فَكَانُوْا چنانچہ ہوئے هُمُ وہی الْغٰلِبِيْنَ غلبہ حاصل کرنے والے وَ اور اٰتَيْنٰهُمَا ہم نے دی ان دونوں کو الْكِتٰبَ کتاب الْمُسْتَبِيْنَ واضح وَ اور هَدَيْنٰهُمَا ہم نے ہدایت دی ان دونوں کو الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ راہِ راست کی وَ اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِمَا ان دونوں پر فِي الْاٰخِرِيْنَ پچھلے لوگوں میں سَلٰمٌ سلام ہو عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ موسیٰ اور ہارون پر اِنَّا بے شک ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو اِنَّهُمَا بلاشبہ وہ دونوں مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا اور ہم نے انہیں ان کی قوم کو ایک بڑے کرب سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی جس کے نتیجہ میں وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو ایسی کتاب عطا کی جو بالکل واضح تھی اور ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر! یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً ہم نے موسی اور ہارون پر بھی احسان کیا۔

۲۔ ہم نے انہیں اور انکی قوم کو ایک بڑی مصیبت سے نجات دی۔

۳۔ ہم نے ان کی مدد کی جس کے نتیجہ میں وہی غالب رہے۔

۴۔ ہم نے ان دونوں کو ایسی کتاب عطا کی جو بالکل واضح تھی۔

۵۔ ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی۔

۶۔ جو لوگ انکے بعد آئے ان میں ہم نے ایک روایت قائم رکھی۔

۷۔ وہ یہ کہ وہ لوگ کہا کریں کہ سلام ہو موسی اور ہارون پر۔

۸۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۹۔ بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

یہاں حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام پر بھی احسان کیا، وہ احسان کیا تھا جو اللہ تعالی نے ان دونوں پر کیا؟ مفسرین نے بیان کیا کہ وہ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں علم اور اطاعت والی صفت عطا کی اور نبوت جیسی عظیم ذمہ داری ان پر ڈالی اور انہیں معجزات عطا

کئے گئے اللہ تعالیٰ خود ہی یہ احسانات بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے انہیں اور انکی قوم کو بڑی تکلیف سے نجات عطا کی وہ بڑی تکلیف یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعون اور اسکی قوم قبطی کے غلام بنے ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ لوگ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالتے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور بھی طرح طرح کے ظلم ان پر کرتے تھے، یہ وہ تکلیفیں تھیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو نجات عطا کی اور اسکے بعد فرمایا کہ ہم نے ان دونوں نبیوں کو فرعون اور اسکی قوم کے مقابلہ میں فتح عطا کی اس طور سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کو سمندر میں ڈبو کر ختم کر دیا اب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور بنی اسرائیل باقی رہ گئے اور ان پر غالب آ گئے، انکے سارے مال و جائیداد وغیرہ سب کچھ بنی اسرائیل کے ہاتھ آ گیا کہ پہلے غلامی کی زندگی جیا کرتے تھے اب عیش و آرام کے سامان انکے قبضہ میں آ گئے یہ تمام احسانات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور انکی قوم پر کئے اور سب سے بڑا احسان ان دونوں نبیوں پر اللہ نے یہ کیا کہ انہیں ایک آسمانی کتاب تورات عطا کی جسکے احکام واضح ہیں اور وہ تمام چیزیں اس کتاب میں بیان کر دی گئیں جنکی انہیں ضرورت ہے سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۴۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل کا ایک معیار، ہدایت کی ایک روشنی اور متقی لوگوں کے لئے نصیحت کا سامان عطا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان انبیاء کا بھی ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے آگے آنے والی تمام امتوں میں باقی و جاری رکھا اور ہماری طرف سے بھی سلامتی ہو ان پر اور تمام جن و انس بھی آپ کے لئے یہ دعاء کرتے رہیں گے۔

جو لوگ نیک اعمال کرتے ہیں، اخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کیلئے عبادت کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ایسا ہی بدلہ عطا کرتے ہیں، ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ ہم ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ خالص اللہ کی خاطر اعمال و عبادت کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی بہتر بدلہ عطا کرتے ہیں کہ تمام لوگ انکا ذکر خیر کرتے ہیں، انکا احترام کرتے ہیں جیسا کہ بہت سے اللہ کے اولیاء ایسے گزرے ہیں کہ جنکی تعظیم اب بھی لوگوں کے دلوں میں باقی ہے یہ ان کے انہی نیک اعمال کا بدلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا، جو کوئی ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا، ایسا نہیں ہے کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی انبیاء کے ساتھ کیا تھا اور اب وہ ختم ہو چکا ہے بلکہ یہ وعدہ اللہ کا قیامت تک کے لئے باقی ہے، اگر ہم اپنا بھی ذکر خیر دنیا میں باقی رکھنا چاہتے ہیں تو وہی عمل کریں جو اللہ نے بیان کیا ہے تو ان شاء اللہ ہم بھی اس آیت کے مستحق ہو سکتے ہیں، آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں میں سے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۵:﴾ **حضرت الیاس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے** ﴿الصّٰفّٰت ۱۲۳۔تا۔۱۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ O اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ O اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا
وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ O اللهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآءِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ O فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ
لَمُحْضَرُوْنَ O اِلَّا عِبَادَ اللهِ الْمُخْلَصِيْنَ O وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ O سَلٰمٌ عَلٰٓى
اِلْ يَاسِيْنَ O اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ O اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّ بے شک اِلْيَاسَ الیاس لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ البتہ رسولوں میں سے تھا اِذْ جب قَالَ اس نے کہا لِقَوْمِهٖٓ اپنی قوم سے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ اَتَدْعُوْنَ کیا تم پکارتے ہو بَعْلًا بعل کو وَّ اور تَذَرُوْنَ تم چھوڑ دیتے ہو اَحْسَنَ سب سے بہتر الْخَالِقِيْنَ پیدا کرنے والے اَللهَ اللہ کو رَبَّكُمْ رب ہے تمہارا وَ اور رَبَّ رب ہے اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ تمہارے پہلے باپ دادوں کا؟ فَكَذَّبُوْهُ پھر انہوں نے جھٹلایا اسے فَاِنَّهُمْ سو یقیناً وہ لَمُحْضَرُوْنَ ضرور حاضر کیے جائیں گے اِلَّا سوائے عِبَادَ اللهِ اللہ کے بندوں کے الْمُخْلَصِيْنَ خالص کیئے ہوئے ہیں وَ اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِ اس پر فِي الْاٰخِرِيْنَ پچھلے لوگوں میں سَلٰمٌ سلام ہو عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ الیاسین پر اِنَّا بے شک ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِی بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ بے شک وہ تھا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے۔

ترجمہ:۔ اور الیاس بھی یقینا پیغمبروں میں سے تھے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا تم لوگ اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اس کو چھوڑ دیتے ہو جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے؟ اس اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے باپ دادوں کا بھی جو پہلے گذر چکے ہیں؟ پھر ہوا یہ کہ انہوں نے الیاس کو جھٹلایا، اس لئے وہ ضرور (عذاب میں) دھر لئے جائیں گے، البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے (محفوظ رہیں گے) اور جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں ہم نے یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو الیاسین پر! یقینا ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت الیاس بھی یقینا پیغمبروں میں سے تھے۔

۲۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا تم لوگ اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟

۳۔ کیا تم بعل نامی بت کو پوجتے ہو؟

۴۔اس کو چھوڑ دیتے ہو جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے؟

۵۔اس اللہ کو جو تمہارا پروردگار ہے، تمہارے باپ دادوں کا بھی جو پہلے گذر چکے ہیں؟

۶۔پھر ہوا یہ کہ انہوں نے الیاس کو جھٹلایا، ضرور انہیں عذاب میں پکڑا جائیگا۔

۷۔البتہ اللہ کے مخلص بندے اس عذاب سے محفوظ رہیں گے جو لوگ انکے بعد آئے ان میں یہ روایت قائم کی

۸۔وہ کہا کریں کہ سلام ہو الیاس پر، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۹۔بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اللہ کے مخلص بندے حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد بنو اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اس وقت یہ قوم بعل نامی ایک بت کی عبادت کیا کرتے تھے جیسا کہ بعض حضرات نے کہا اور بعض نے کہا کہ بعل یمنی زبان میں رب کو کہتے ہیں تو یہاں یہ معنی ہوا کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود کی عبادت کرنا اور بعض نے کہا کہ بعل ایک عورت تھی جسکی یہ لوگ عبادت کرتے تھے، مگر اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ وہ ایک بت تھا جسکی طرف نسبت کرتے ہوئے اس شہر کا نام ہی **بعلبك** پڑ گیا، حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ تم سب سے بہترین خالق یعنی اللہ کو چھوڑ کر اس بعل نامی بت کی عبادت کررہے ہو؟ حالانکہ یہ بت کی عبادت کرنا تمہارے باپ دادا کی روایت بھی نہیں تھی وہ لوگ تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، اے میری قوم! اس سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے ان اعمال بد کی وجہ سے کہیں تم پر عذاب نہ بھیج دے اور مجھے بتاؤ کہ یہ بت تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ نہ تو تمہیں ان بتوں نے پیدا کیا اور نہ ہی یہ تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں تو پھر تم نے انہیں کیوں معبود بنالیا؟ جبکہ معبود تو وہ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہاری شکل وصورت بنائی، تمہیں ایک انسان بنا کر پیدا کیا، وہی تمہیں روزی روٹی دیتا ہے، وہی تمہاری پرورش کرتا ہے ان سب کے باوجود تم لوگ اس اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ اپنی اس حرکت سے باز آ جاو، مگر حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہیں مانی اور آپ علیہ السلام کو جھٹلا دیا کہ آپ نہ تو کوئی نبی ہیں اور نہ ہی اللہ نے آپ کو بھیجا ہے، ان کی اس حرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم اس قوم کو عذاب میں مبتلا کریں گے ہوسکتا ہے کہ یہ عذاب آخرت میں ہو یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ عذاب انکے اس انکار کے بعد ہی اس دنیا میں ان پر بھیجا گیا ہو، درمنثور میں ایک طویل روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو ان پر تین سال کا قحط نازل کیا گیا۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۱۷) مگر جو لوگ حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ انکو اس عذاب سے بچالے گا جو عذاب ان نافرمان لوگوں پر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام کا بھی ذکر خیر ہم نے رہتی دنیا تک کے لوگوں میں باقی رکھا کہ جو کوئی بھی اس دنیا میں آئے گا وہ حضرت الیاس علیہ السلام پر سلامتی کی دعا کریگا اور انکا نام تعظیم و عزت کے ساتھ لے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اس طرح کا بدلہ عطا فرمایا کیونکہ ہر نیک عمل کرنے والے اور مخلص بندے کو اللہ تعالیٰ اسی طرح اجر سے نوازتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے الیاسین کا لفظ استعمال کیا جس کے معنی بعض حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہی ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد ہم آل محمد یعنی امت محمدی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۰۶۴)

حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چار انبیاء ایسے ہیں جو آج تک زندہ ہیں دو آسمان پر جن میں حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام ہیں اور دو دنیا میں جن میں حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۱۱۷)

﴿درس نمبر ۱۷۷۶:﴾ یقیناً حضرت لوط علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿الصّٰفّٰت ۱۳۳۔تا۔۱۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّ بلاشبہ لُوْطًا لوط لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ البتہ رسولوں میں سے تھا اِذْ جب نَجَّيْنٰهُ ہم نے نجات دی اس کو وَ اور اَهْلَهٗٓ اس کے اہل کو اَجْمَعِيْنَ سب کو اِلَّا سوائے عَجُوْزًا ایک بڑھیا کے فِي الْغٰبِرِيْنَ پیچھے رہ جانے والوں میں ثُمَّ پھر دَمَّرْنَا ہم نے ہلاک کردیا الْاٰخَرِيْنَ دوسروں کو وَ اور اِنَّكُمْ بے شک تم لَتَمُرُّوْنَ البتہ گزرتے ہو عَلَيْهِمْ ان پر مُّصْبِحِيْنَ صبح کے وقت وَ اور بِالَّيْلِ رات کو بھی اَفَلَا کیا پھر نہیں تَعْقِلُوْنَ تم عقل رکھتے ؟

ترجمہ:۔ اور یقینا لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب ہم نے ان کو اور ان کے سارے گھر والوں کو (عذاب سے) نجات دی تھی، سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی، پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ملیا میٹ کردیا اور (اے مکہ والو!) تم ان (کی بستیوں) پر سے گذرا کرتے ہو (کبھی) صبح کرتے اور (کبھی) رات کے وقت، کیا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آتی؟

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ ۲۔ ہم نے ان کو اور انکے گھر والوں کو عذاب سے نجات دی۔
۳۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی۔
۴۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ملیا میٹ کر دیا۔
۵۔ اے مکہ والو! تم ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے ہو۔
۶۔ کبھی صبح تو کبھی شام کے وقت۔ ۷۔ کیا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آتی؟

یہاں سے اللہ کے مخلص بندے حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں بھی رسول بنا کر انکی قوم اہل سدوم کے پاس بھیجا تھا جو کہ برائیوں میں اور ایسے ایسے گناہوں میں مبتلا تھی جن گناہوں کا ارتکاب اس وقت تک دنیا میں کسی قوم نے بھی نہیں کیا تھا جسکا تفصیلی ذکر سورۂ ہود کی آیت نمبر ۷۷ میں گزر چکا، یہاں پر مختصر انداز میں اللہ تعالی بیان کر رہے ہیں کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان گناہوں سے روکا اور انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو انکی قوم نے انکی بات کا انکار کیا، جس پر اللہ تعالی نے انکی قوم پر عذاب بھیجا جو سخت ہواوں اور شعلہ پتھروں کی شکل میں ان پر برسایا گیا اس عذاب میں حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی شامل تھی جسے اللہ تعالی نے یہاں عَجُوْزًا کہہ کر بیان کیا، جب اللہ تعالی نے یہ عذاب بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت لوط علیہ السلام کو یہ حکم بھیجا کہ تم اور تم پر ایمان لانے والے اس بستی سے نکل جاو، ہم ان پر عذاب بھیجنے والے ہیں چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام ایمان لانے والوں کو لیکر اس بستی سے نکل گئے اور اللہ نے ان تمام کو اس عذاب سے بچا لیا، باقی سارے نافرمان لوگوں کو اس عذاب کے ذریعہ ملیا میٹ کر دیا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان مشرکینِ مکہ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ اے مشرکو! تم تو اس قوم کی ہلاکت سے اور انکے انجام سے واقف ہی ہو کیونکہ تمہارا گذر تو ان تباہ شدہ بستیوں سے اکثر ہوتے رہتا ہے جو کہ ملک شام کے راستے میں واقع ہیں اور تم صبح جب ملک شام جاتے ہو انبستیوں کو دیکھتے ہو اور جب شام کے وقت تم لوٹتے ہو تب بھی ان بستیوں کا نظارہ کرتے ہو، تمہارے بار بار ان بستیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی تم اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے آخر کیوں؟ کیا تمہاری سوچنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے یا پھر تمہارے پاس عقل ہی نہیں ہے؟ کیونکہ جو عقل مند آدمی ہوتا ہے وہ ان چیزوں کو دیکھ کر سبق حاصل کرتا ہے اور اپنا راستہ درست کر لیتا ہے، لیکن تم لوگ ایسا نہیں کر رہے ہو جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تم واقعی بے عقل لوگ ہو اور جو بے عقل ہوتا ہے اسے سمجھایا نہیں جا سکتا، سمجھدار کے لئے تو بس اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اسلئے جو تم میں سمجھدار تھے وہ تو ایمان لا چکے اور جو بچ گئے وہ بے عقل لوگ ہیں جنکے ایمان لانے کی اب کوئی امید ہی نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۷﴾ **یقیناً حضرت یونس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے** ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۳۹۔تا۔۱۴۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ O اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ O فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ O فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ O فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ O لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ O فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ O وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ O وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ O فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّ بے شک يُوْنُسَ یونس لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ البتہ رسولوں میں سے تھا اِذْ جب اَبَقَ وہ بھاگ کر گیا اِلَى طرف الْفُلْكِ کشتی الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی فَسَاهَمَ پھر قرعہ اندازی کی فَكَانَ تو وہ ہو گیا مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ شکست خوردگان میں سے فَالْتَقَمَهُ چنانچہ نگل لیا اس کو الْحُوْتُ مچھلی نے وَ جبکہ هُوَ وہ مُلِيْمٌ ملامت کرنے والا تھا فَلَوْ پھر اگر لَآ نہ اَنَّهٗ بے شک وہ كَانَ تھا مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ تسبیح کرنے والوں میں سے لَلَبِثَ تو وہ رہتا فِيْ بَطْنِهٖٓ اس کے پیٹ میں اِلٰى يَوْمِ اس دن تک يُبْعَثُوْنَ کہ لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے فَنَبَذْنٰهُ پھر ہم نے ڈال دیا اس کو بِالْعَرَآءِ چٹیل میدان میں وَ جبکہ هُوَ وہ سَقِيْمٌ بیمار تھا وَ اور اَنْۢبَتْنَا ہم نے اگا دیا عَلَيْهِ اس پر شَجَرَةً ایک درخت مِّنْ يَّقْطِيْنٍ بیل دار وَ اور اَرْسَلْنٰهُ ہم نے بھیجا اس کو اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ ایک لاکھ کی طرف اَوْ یا يَزِيْدُوْنَ زیادہ ہوں گے فَاٰمَنُوْا پھر وہ ایمان لے آئے فَمَتَّعْنٰهُمْ تو ہم نے ان کو فائدہ دیا اِلٰى حِيْنٍ ایک وقت تک۔

ترجمہ:۔ اور یقینا یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے، پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور قرعے میں مغلوب ہوئے، پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا، جبکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے، چنانچہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا، پھر ہم نے انہیں ایسی حالت میں ایک کھلے میدان میں لا کر ڈال دیا کہ وہ بیمار تھے اور ان کے اوپر ایک بیل دار درخت اگا دیا اور ہم نے انہیں ایک لاکھ، بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا تھا، پھر وہ ایمان لے آئے تھے، اس لئے ہم نے انہیں ایک زمانے تک زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقینا یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ ۲۔ جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے۔

۳۔وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے۔ ۴۔وہ قرعہ میں مغلوب ہو گئے۔

۵۔مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ ۶۔وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔

۷۔اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔

۸۔ہم نے انہیں ایسی حالت میں ایک کھلے میدان میں لا کر ڈال دیا کہ وہ بیمار تھے۔

۹۔ان کے اوپر ایک بیل دار درخت اگا دیا۔

۱۰۔ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا۔

۱۱۔پھر وہ ایمان لے آئے۔ ۱۲۔ہم نے انہیں ایک زمانہ تک زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

اللہ کے ایک اور مخلص بندے حضرت یونس علیہ السلام کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے کہ یونس بن متی علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے جنہیں اللہ تعالی نے اہل نینوی کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا، اگلی آیت میں ایک قصہ کی جانب اشارہ ہے جسے امام طاؤس علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ انکی قوم پر فلاں فلاں دن عذاب آئے گا، چنانچہ جب وہ عذاب کا دن آ گیا تو حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے نکل گئے، تب انکی قوم نے انہیں اپنے درمیان نہیں پایا تو وہ سمجھ گئے کہ ہم پر عذاب آنے والا ہے چنانچہ وہ لوگ ہر چھوٹے بڑے کو لیکر اور جانوروں کو لیکر نیز ہر چیز کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہو گئے اور ہر بچے کو انکی ماں سے الگ کر دیا حتی کہ بکری، اونٹ، گائے وغیرہ کے بچوں کو بھی انکی ماں سے الگ کر دیا، جب انہوں نے چیخ و پکار سنی اور دیکھا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے اس عذاب کو دیکھ کر اللہ سے دعا کی تو اس عذاب کو ان سے ہٹا دیا گیا، جب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان پر عذاب نہیں آیا تو حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے بے چین ہو کر نکل گئے تو وہ سمندر میں ایک کشتی میں لوگوں کے ساتھ سوار ہو گئے، پھر جب کشتی جہاں تک جانا اللہ کو منظور تھا وہاں تک پہنچی تو کشتی لڑکھڑانے لگی اور آگے نہیں بڑھ رہی تھی تو کشتی والے نے کہا کہ ہماری کشتی آگے نہ بڑھنے کی بس ایک ہی وجہ ہے کہ ہمارے درمیان کوئی نامبارک آدمی موجود ہے، پھر کہا کہ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جسکا نام اس قرعہ میں آئے گا وہ اس کشتی سے سمندر میں کود جائے گا جب قرعہ کیا گیا تو اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، انہوں نے آپ کی بزرگی کو دیکھ کر کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے، اس کے بعد دوبارہ اور پھر تیسری مرتبہ بھی قرعہ کیا گیا تو آپ ہی کا نام نکلا تو اس پر حضرت یونس علیہ السلام خود ہی سمندر میں کود پڑے تو مچھلی نے انہیں نگل لیا اور حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے کہا کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ جب اس مچھلی نے انہیں خشکی پر ڈالا تو وہ بیمار تھے جنہیں سایہ دینے کے لئے ایک یقطین کا درخت اگا یقطین کدو کو کہتے ہیں، پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ درخت سوکھ گیا

جس پر حضرت یونس علیہ السلام کو رونا آیا، اللہ تعالی نے اس وقت آپ کی جانب وحی بھیجی کہ تمہیں اس ایک درخت کے سوکھنے پر رونا آرہا ہے اور وہاں بستی میں لاکھوں لوگ مر رہے ہیں ان پر تمہیں رونا نہیں آرہا ہے؟۔(الدرالمنثور۔ ج،۷۔ص،۱۲۱) اسی واقعہ کو اللہ تعالی نے اگلی آیتوں میں بیان فرمایا کہ جب وہ بھاگ کر کشتی کی جانب چلے گئے، تو کشتی والوں کے قرعہ کرنے میں وہ بھی شریک ہوگئے اور قرعہ انکے ہی حق میں نکل آیا اور انہوں نے مغلوب ہوکر اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا اور ایک مچھلی جو انکے انتظار میں تھی انہیں نگل لی، حضرت یونس علیہ السلام اپنی اس حرکت پر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ میں نے اپنے رب کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی یہ قدم اٹھالیا جو کہ میرے لئے مناسب نہ تھا اور اپنے اس فیصلہ پر اللہ تعالی سے استغفار کرنے لگے جو کہ ان کلمات کے ذریعہ تھا لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء۸۷) کہا اے میرے پاک رب! جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں یقینا میں ظالموں میں سے ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمند میں ڈال دیا تو مچھلی نے انہیں نگل لیا اور انہیں لیکر زمین کے ایک کشادہ حصہ میں جہاں پانی بہتا ہے لے گئی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کوئی ملتا جلتا لفظ کہا، پھر وہاں پر حضرت یونس علیہ السلام نے زمین سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنی تو وہ بھی اپنے رب کو پکارنے لگے کہ اے میرے پاک رب! یقینا تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، تو یہ آپ کی پکار عرش کے ارد گرد منڈلانے لگی جس پر فرشتوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہم ایک بے بس آواز سن رہے ہیں جو کہ انجان جگہ سے آرہی ہے، پھر اللہ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس کی آواز ہے؟ ملائکہ نے کہا: نہیں! ہمارے پروردگار ہم نہیں جانتے، پھر اللہ تعالی نے کہا کہ وہ میرے بندے یونس کی آواز ہے، پھر فرشتوں نے کہا کہ کیا وہی یونس کہ جن کے مقبول اعمال ودعائیں ہم برابر آپ کے پاس لاتے تھے؟ تو اللہ نے کہا ہاں! وہی، پھر فرشتوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ آپ خوشحالی میں کئے گئے اعمال کے بدلہ ان پر رحم فرمادیں اور انہیں مصیبت کے وقت نجات دیدیں، پھر اللہ نے کہا ہاں! کیوں نہیں، اسکے بعد اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو خشکی پر ڈال دے (الدعاءللطبرانی ۴۷۔جامع الاحادیث للسیوطی ۳۵۹۸۹) اسی کو اللہ تعالی نے یہاں فرمایا کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اپنے آپ پر اس دعا کے ذریعہ ملامت کرنے لگے کہ میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اگر وہ اسطرح اللہ کی تسبیح نہ کرتے اور اپنے آپ کو قصوروار نہ ٹھہراتے تو اللہ تعالی انکو یوں ہی مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رکھتا کہ وہ اس سے باہر نہ آتے، مگر چونکہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور انہوں نے اللہ سے معافی بھی مانگی اس لئے اللہ نے بھی انہیں معاف فرمادیا اور انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکال باہر لایا، جب انہیں باہر لایا تو وہ اس وقت بیمار جیسے تھے یہاں پر اللہ تعالی نے سَقِيْمٌ کہا جسکا مطلب مفسرین نے کہا کہ جب وہ مچھلی کے

پیٹ سے نکلے تو بالکل ایسے نرم ملائم تھے جیسے ایک چھوٹا پیدا ہوا بچہ ہوتا ہے، جن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالی نے ایک درخت اگایا جسے مفسرین نے کدو کا درخت کہا جسکے سایہ میں وہ رہتے تھے، حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایک لاکھ لوگوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا یا اس سے زائد، ان تمام لوگوں نے اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگی اور وہ سب لوگ اللہ کی جانب رجوع کئے تو اللہ تعالی نے ان سے عذاب کو دور کر دیا جوان پر آنے والا تھا اور انہیں ایک متعین مدت تک اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر واقعہ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۹۸ اور سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۸۷ میں بھی گذر چکا ہے وہاں بھی تفسیر دیکھ سکتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۸:﴾ کیا رب کے حصے میں بیٹیاں اور تمہارے حصے میں بیٹے؟ ﴿الصّٰفّٰت ۱۴۹۔تا۔۱۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاسْتَفْتِہِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ لا وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ○ مَا لَكُمْ قف كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاسْتَفْتِہِمْ سو آپ پوچھیے ان سے اَلِرَبِّكَ کیا آپ کے رب کے لیے تو الْبَنَاتُ بیٹیاں ہیں وَ اور لَهُمْ ان کے لیے الْبَنُوْنَ بیٹے اَمْ یا خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا الْمَلٰٓئِكَةَ فرشتوں کو اِنَاثًا مؤنث وَّ اس حال میں کہ هُمْ وہ شٰهِدُوْنَ دیکھ رہے تھے اَلَآ خبردار اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ مِّنْ اِفْكِهِمْ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر لَيَقُوْلُوْنَ البتہ وہ کہتے ہیں وَلَدَ اللّٰهُ اللہ کی اولاد ہے وَ اور اِنَّهُمْ بے شک وہ لَكٰذِبُوْنَ البتہ جھوٹے ہیں اَصْطَفَى کیا اس نے پسند کیا الْبَنَاتِ بیٹیوں کو عَلَى الْبَنِيْنَ بیٹیوں پر مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں كَيْفَ کیسا تَحْكُمُوْنَ تم فیصلہ کرتے ہو اَفَلَا کیا پھر نہیں تَذَكَّرُوْنَ تم غور کرتے۔

ترجمہ:۔ اب ان (مکہ کے مشرکوں) سے پوچھو کہ کیا (اے پیغمبر!) تمہارے رب کے حصے میں تو بیٹیاں آئی ہیں اور خود ان کے حصے میں بیٹے؟ یا پھر جب ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا تھا تو کیا یہ دیکھ رہے تھے؟، یاد رکھو! یہ اپنی من گھڑت بات کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ کے کوئی اولاد ہے اور یہ لوگ یقینی طور پر جھوٹے ہیں، کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کی ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا انصاف کرتے ہو؟ بھلا کیا تم اتنا بھی دھیان نہیں دیتے؟

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ مکہ کے ان مشرکین سے پوچھو کہ کیا تمہارے رب کے حصے میں بیٹیاں آئی ہیں اور خود ان کے حصے میں بیٹے؟

۲۔ یا پھر جب ہم نے فرشتوں کو بیٹیاں بنایا تھا تو کیا یہ دیکھ رہے تھے؟

۳۔ یادرکھو! یہ اپنی من گھڑت بات کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی اولاد ہے۔

۴۔ یہ لوگ یقینی طور پر جھوٹے ہیں۔ ۵۔ کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کی ہیں۔

۶۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ ۷۔ تم کیسے انصاف کرتے ہو۔

۸۔ بھلا کیا تم اتنا بھی دھیان نہیں دیتے؟

اب تک اللہ تعالی اپنے مخلص بندوں کا ذکر فرما رہے تھے، یہاں سے انہی کافروں کی حالت بیان کی جارہی ہے جن کا تذکرہ اس سورت کی ابتدا میں کیا گیا مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے نعوذ باللہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، تو اللہ تعالی اپنے نبی سے کہہ رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان مشرکین قریش سے یہ تو پوچھئے کہ تم تو اپنے لئے بیٹوں کو پسند کرتے ہو اور اللہ کے لئے بیٹیوں کو ایسا کیوں؟ اور ان کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ لڑکیاں ہیں لڑکے نہیں اسی وجہ سے انکو اللہ کی بیٹیاں کہنے لگے، اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ یہ تم جو کہہ رہے ہو کہ ملائکہ لڑکیاں ہیں لڑکے نہیں تو یہ کہنا کس بنیاد پر ہے؟ کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تعالی تمہارے گمان کے مطابق ملائکہ کو لڑکیاں بنا رہا تھا کہ جس سے تمہیں پتا لگا ہو کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو لڑکیاں بنا کر پیدا کیا ہے، سورۂ زخرف کی آیت نمبر ۱۹ میں بھی اللہ تعالی نے اسی بات کو بیان فرمایا کہ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ وہ لوگ ان ملائکہ کو جو کہ رحمن کے بندے ہیں اسکی بیٹیاں کہتے ہیں، کیا وہ لوگ انکے پیدا کرنے کے وقت موجود تھے؟ مگر حقیقت میں تو ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ تم لوگ یہ بات اپنی طرف سے بنا کر کہہ رہے ہو جو کہ کھلا جھوٹ اور اللہ پر ایک قسم کا بہتان ہے جو تم لگا رہے ہو، نہ تو ملائکہ لڑکیاں ہیں اور نہ ہی وہ اللہ کی بیٹیاں اللہ کی شان تو ان سب چیزوں سے پاک و بے نیاز ہے وہ تو لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے نہ تو وہ کسی کی اولاد ہے نہ ہی کوئی اسکی اولاد، اولاد کا ہونا تو یہ انسانوں اور جنات اور دیگر مخلوقات کے لئے ہے کہ وہ انکے کام آسکیں، بڑھاپے کی زندگی میں وہ انکی دیکھ بھال کر سکیں، اللہ تو ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے، اگر یہ بات تسلیم کر بھی لیجائے کہ اللہ کی اولاد ہے جبکہ اللہ بے نیاز ہے، تو اللہ تعالی بیٹیوں ہی کو کیوں اولاد بناتا ہے، بیٹوں کو کیوں نہیں؟ کیونکہ بیٹیاں اور لڑکیاں تو نازک ہوتے ہیں وہ جنگ و جدال نہیں کر سکتے جبکہ لڑکے اور بیٹے طاقت اور جنگجو ہوتے ہیں، تو اگر (نعوذ باللہ) اللہ کو اولاد بنانی ہی ہوتی تو وہ لڑکوں کو بناتا، لڑکیوں کو نہیں، جیسا کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ ہمیں لڑکے ہوں لڑکیاں نہ ہوں وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (النحل ۵۸) جب انہیں لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی تو یہ خوش ہونے کے بجائے اپنا چہرہ لٹکا لیتے ہیں۔ تو پھر کیوں لڑکیوں کی نسبت اللہ کی جانب کرتے ہو؟ یہ تو بہت برا فیصلہ ہے جو تم کر رہے ہو کہ اپنے لئے اچھی چیز چن لو اور دوسروں کے لئے خراب۔

﴿درس نمبر ۱۷۷۹:﴾ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۵۶۔تا۔۱۶۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ O فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ O سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ O اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمْ یا لَكُمْ تمہارے لیے ہے سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کوئی واضح دلیل فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ تو تم لے آؤ اپنی کتاب اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِيْنَ سچے وَ اور جَعَلُوْا انہوں نے ٹھہرایا بَيْنَهٗ اس کے درمیان وَ اور بَيْنَ الْجِنَّةِ جنوں کے درمیان نَسَبًا رشتہ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق عَلِمَتِ جان لیا الْجِنَّةُ جنوں نے اِنَّهُمْ کہ بلاشبہ وہ لَمُحْضَرُوْنَ ضرور حاضر کیے جائیں گے سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ پاک ہے عَمَّا ان سے يَصِفُوْنَ جو وہ بیان کرتے ہیں اِلَّا سوائے عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندوں کے الْمُخْلَصِيْنَ جو خالص کیے ہوئے ہیں۔

ترجمہ:۔ یا اگر تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو، اور انہوں نے اللہ اور جنات کے درمیان بھی نسبی رشتہ داری بنا رکھی ہے، حالانکہ خود جنات کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ لوگ مجرم بن کر پیش ہوں گے، (کیونکہ) جو باتیں یہ بتاتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہے، البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے (محفوظ رہیں گے)۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ ۲۔ تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو۔

۳۔ انہوں نے اللہ اور جنات کے درمیان نسبی رشتہ داری بنا رکھی ہے۔

۴۔ حالانکہ خود جنات کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ لوگ مجرم بن کر پیش ہوں گے۔

۵۔ جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہے۔

۶۔ مگر اللہ کے برگزیدہ بندے (اس جرم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے)

اللہ تعالی ان مشرکین سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانی یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر تمہاری ان باتوں پر کوئی واضح دلیل ہو تو بیان کرو، یا اللہ کے پاس سے کوئی آسمانی کتاب ایسی آئی ہو جس میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو وہ کتاب ہی ہمارے سامنے پیش کر دو اگر واقعی تم اپنی باتوں میں سچے ہو، تمہارے بعض افراد نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ اللہ اور جنات کے بیچ بھی رشتہ داری قائم ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ دشمنان خدا یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالی اور ابلیس نعوذ باللہ بھائی بھائی

ہیں۔(تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۱۲۱) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ کفار قریش یہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ پھر ان فرشتوں کی ماں کون ہے؟ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ سرداران جن کی بیٹیاں ہیں (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے شان نزول میں فرمایا کہ یہ آیت قریش کے تین قبیلوں سلیم، خزاعہ اور جہینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ نعوذ باللہ اللہ کا جنات سے سسرالی رشتہ ہے۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۳۳) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ یہود یہاں تک کہا کرتے تھے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالی نے ان جنات سے شادی کرلی ہے، جسکے نتیجہ میں ملائکہ پیدا ہوئے، نعوذ باللہ۔ آگے راوی نے اسکی تردید میں فرمایا کہ اللہ کی ذات تو ان سب چیزوں سے پاک صاف ہے۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۲۱) اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ جنات کی جانب جن چیزوں کی نسبت کرر ہے ہیں ان جنات کو خود یہ پتا ہے کہ جو لوگ یہ باتیں کرر ہے ہیں ان سب کو اس جرم کی سزادی جائے گی اور وہ مجرم بن کر اللہ کے سامنے حاضر ہونگے، اللہ تعالی ان مشرکین کی باتوں کی تردید کرر ہے ہیں کہ یہ سب بیکار اور جاہلانہ قسم کی باتیں ہیں اللہ تعالی ان سب چیزوں سے پاک ہے جسکی نسبت یہ جاہل و بے عقل لوگ اللہ کی جانب کرر ہے ہیں، یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں جنہیں انکے جھوٹ کی سزادی جائے گی، ہاں! اس عذاب سے وہ لوگ بچ جائیں گے جن کا ان بیہودہ باتوں سے دور دور تک تعلق نہ تھا بلکہ وہ تو اللہ کے مخلص بندے بن کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، جو کچھ انکے انبیاء ان سے کہتے وہ اس پر عمل کیا کرتے تھے تو بھلا ایسے نیک و مخلص لوگوں کو کیسے سزادی جاسکتی ہے؟ انہیں تو اللہ تعالی قیامت کے دن ان کے اعمال کی بدولت انعامات سے نوازے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۰﴾ **ہر فرشتے کا ایک متعین مقام ہے** ﴿الصّٰفّٰت ۱۶۱۔تا۔۱۷۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ O مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ O اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ O وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ O وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ O وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ O وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ O لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ O لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ O فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِنَّكُمْ پس بے شک تم وَ اور مَا وہ جن کی تَعْبُدُوْنَ تم عبادت کرتے ہو مَا نہیں ہو اَنْتُمْ تم عَلَيْهِ اس کے خلاف بِفٰتِنِيْنَ بہکانے والے اِلَّا مگر مَنْ اسی کو کہ هُوَ وہ صَالِ الْجَحِيْمِ جہنم میں جانے والا ہے وَ

اور مَا نہیں ہے مِنَّا ہم میں سے اِلَّا مگر لَهٗ اس کے لیے مَقَامٌ مرتبہ ہے مَّعْلُوْمٌ معلوم وَّ اور اِنَّا لَنَحْنُ بے شک ہم تو البتہ الصَّآفُّوْنَ صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں وَ اور اِنَّا لَنَحْنُ بیشک ہم تو البتہ الْمُسَبِّحُوْنَ تسبیح کرنے والے ہیں وَ اور اِنْ یقیناً كَانُوْا وہ تھے لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے لَوْ اگر اَنَّ ہوتی عِنْدَنَا ہمارے پاس ذِكْرًا نصیحت مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی لَكُنَّا ہم ضرور ہوتے عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندے الْمُخْلَصِيْنَ برگزیدہ فَكَفَرُوْا تو انہوں نے کفر کیا بِهٖ اس کے ساتھ فَسَوْفَ پھر عنقریب يَعْلَمُوْنَ وہ جان لیں گے۔

ترجمہ:۔ کیونکہ تم اور جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ کسی کو اللہ کے بارے میں گمراہ نہیں کر سکتے، سوائے ایسے شخص کے جو دوزخ میں جلنے والا ہو اور (فرشتے تو یہ کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا معین مقام ہے اور ہم تو اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور یہ (کافر) لوگ پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی طرح کوئی نصیحت کی کتاب ہوتی تو ہم بھی ضرور اللہ کے برگزیدہ بندوں میں شامل ہوتے، پھر بھی انہوں نے کفر کی روش اپنائی اس لئے انہیں سب پتہ چل جائے گا۔

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم اور جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ کسی کو اللہ کے بارے میں گمراہ نہیں کر سکتے۔

۲۔ سوائے ایسے شخص کے جو دوزخ میں جلنے والا ہے۔

۳۔ فرشتے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین مقام ہے۔

۴۔ ہم تو اللہ کی اطاعت میں صف باندھے رہتے ہیں۔

۵۔ ہم تو اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ یہ کافر لوگ پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی طرح نصیحت کی کتاب ہوتی تو ہم بھی ضرور اللہ کے برگزیدہ بندوں میں شامل ہوتے۔

۷۔ پھر بھی انہوں نے کفر کی روش اپنالی ہے۔ ۸۔ اس لئے انہیں سب پتہ چل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مشرکین اور انکے باطل معبودوں کی عاجزی و بے کسی ظاہر کر رہے ہیں کہ اے مشرکو! تم اور تمہارے یہ باطل و بے بس معبود جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کسی کو اللہ کے راستے سے گمراہ نہیں کر سکتے، تم میں یہ طاقت ہی نہیں کہ تم کسی کو بھٹکا سکو، کسی پر بھی تمہارا ذرا برابر بھی بس نہیں چلتا، یہاں ایک سوال ذہنوں میں آ سکتا ہے کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ انسان بری صحبتوں میں رہ کر برے لوگوں کی باتیں سن کر اچھے راستے سے ہٹ جاتا ہے مگر یہاں اللہ تعالیٰ تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی کسی کو سیدھے راستے سے بھٹکا نہیں سکتا اسکا کیا جواب ہے؟ اسکا جواب اللہ تعالیٰ خود دے رہے ہیں کہ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ان جاہلوں کی باتوں میں آ کر اپنے سیدھے

راستے کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اپنا لیتے ہیں مگر یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جنکے بارے میں اللہ نے فیصلہ کردیا تھا کہ وہ گمراہ ہی ہونگے، تو یہ ان مشرکوں اور انکے باطل معبودوں کا کوئی کارنامہ نہیں ہے بلکہ انکے حق میں اللہ تعالی نے فیصلہ کردیا تھا اسی لئے یہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ (مسلم ۸۶۷) اللہ جسے ہدایت دے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ اسے گمراہ کرسکے اور اللہ جسے گمراہ کردے کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ اسے سیدھے راستے پر لاسکے۔ اللہ تعالی اپنی پاکی بیان کررہے ہیں ان چیزوں سے جنکی غلط نسبت یہ مشرکین اللہ کی جانب کیا کرتے تھے یعنی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں ماننا تو اس سے متعلق ان فرشتوں ہی کی بات کو اللہ تعالی یہاں نقل فرمارہے ہیں کہ وہ ملائکہ جنہیں تم اللہ کی بیٹیاں کہہ رہے ہو وہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی بیٹیاں نہیں ہیں بلکہ ہم تو اللہ کی مخلوق ہیں اور ہم سب کا الگ الگ مقام اللہ تعالی نے بنا رکھا ہے کہ کسی کا رتبہ کسی سے بڑھا ہوا تو کسی کا رتبہ کسی سے ادنی ہے اور ہم اللہ کے حکم کی خلاف ورزی بھی نہیں کرسکتے، تو جو رتبہ اور جو مقام اللہ نے ہمارا متعین کیا ہے ہم اس پر راضی ہیں بلکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالی کے سامنے سر جھکا کر اور صف بنا کر کھڑے ہوتے ہیں ہم میں اتنی بھی ہمت نہیں کہ ہم اللہ کے آگے سر اونچا کرسکیں تو پھر کیسے ہم اللہ کی بیٹیاں ہوسکتے ہیں؟ ہمارا کام تو بس یہ ہے کہ ہم اللہ کی تسبیح پڑھتے رہیں اور اسکی پاکی بیان کرتے رہیں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں میں ایسی کوئی پیر برابر بالش برابر اور ہاتھ برابر جگہ نہیں ہے جہاں فرشتے کھڑے، رکوع کئے ہوئے اور سجدہ کئے ہوئے اللہ کی عبادت نہ کررہے ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ کہیں گے کہ اے رب! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، ہم نے آپ کی جیسی عبادت کرنی تھی ویسی نہیں کی ہاں! مگر ہم نے یہ ضرور کیا کہ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷۵۱) اور ملائکہ کے صف باندھ کر کھڑے ہونے کے سلسلہ میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ مسجد میں تھے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور کہا کہ تم فرشتوں کے صف باندھنے کی طرح صف کیوں نہیں باندھتے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! فرشتے کس طرح صف باندھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے پہلی صف مکمل کرتے ہیں اور مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم ۴۳۰) آگے ان مشرکوں کی ایک اور حالت بیان کی جارہی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا تب یہ مشرکین یہود ونصاری سے کہا کرتے تھے کہ تمہارے پاس تو آسمانی کتاب تمہاری رہنمائی کے لئے موجود ہے مگر پھر بھی تم لوگ اسکو نہیں مانتے، اگر یہی کتاب ہمارے پاس ہوتی تو ہم سب قوموں سے بڑھ کر اس کتاب کی پیروی کرتے، مگر انکا حال یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن کریم نازل فرمائی تو یہ لوگ ہی سب سے زیادہ اس کتاب کی مخالفت کرنے لگے اور اسے ماننے سے بھی انکار کردیا، جو کہتے تھے اسکے بالکل مخالف عمل

انہوں نے کر دکھایا جسکی سزا انہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی، اس دن انہیں سب پتا چل جائے گا کہ کیا صحیح تھا اور کیا غلط؟ یہی مضمون سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۴۲ اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۵۷ میں بھی گذر چکا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۱:﴾ اللہ کی طرف سے پیغمبروں کی مدد طے ہے ﴿الصّٰٓفّٰت ۱۷۱۔تا۔۱۷۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ O اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ O وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ O فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ O وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ O اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ O فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق سَبَقَتْ پہلے سے صادر ہو چکی ہے كَلِمَتُنَا ہماری بات لِعِبَادِنَا اپنے بندوں کے لیے الْمُرْسَلِيْنَ جو بھیجے ہوئے ہیں اِنَّهُمْ لَهُمُ کہ بے شک البتہ وہی الْمَنْصُوْرُوْنَ مدد کیے جائیں گے وَ اور اِنَّ بلاشبہ جُنْدَنَا ہمارا لشکر لَهُمُ البتہ وہی الْغٰلِبُوْنَ غالب رہے گا فَتَوَلَّ سو آپ منہ موڑ لیجیے عَنْهُمْ ان سے حَتّٰى حِيْنٍ ایک مدت تک وَّ اور اَبْصِرْهُمْ آپ دیکھیے انہیں فَسَوْفَ پھر عنقریب يُبْصِرُوْنَ وہ بھی دیکھیں گے اَفَبِعَذَابِنَا کیا پھر ہمارا عذاب يَسْتَعْجِلُوْنَ وہ جلدی مانگتے ہیں فَاِذَا سو جب نَزَلَ وہ نازل ہوگا بِسَاحَتِهِمْ ان کے صحن میں فَسَآءَ تو بری ہوگی صَبَاحُ صبح الْمُنْذَرِيْنَ ڈرائے گئے لوگوں کی۔

ترجمہ:۔ اور ہم پہلے اپنے پیغمبر بندوں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر ان کی مدد کی جائے گی اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں، لہذا (اے پیغمبر!) تم کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پروا ہو جاؤ اور انہیں دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے، بھلا کیا یہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟ سو جب وہ ان کے صحن میں آ اترے گا تو جن لوگوں کو خبردار کیا جا چکا تھا ان کی وہ صبح بہت بری صبح ہوگی۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم پہلے ہی اپنے پیغمبر! بندوں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر انکی مدد کی جائیگی۔

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں۔

۳۔ لہٰذا اے پیغمبر آپ کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائیے۔

۴۔ انہیں دیکھتے رہئے۔ ۵۔ عنقریب یہ لوگ بھی خود دیکھ لیں گے۔

۶۔ بھلا کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟

۷۔ جب وہ انکے آنگن میں آ اتریگا تو جن لوگوں کو خبردار کیا جا چکا تھا انکی وہ صبح بہت بری صبح ہوگی۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جب اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ کے ساتھ کلام الٰہی کو انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا تو وہ لوگ جو پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی آسمانی کتاب آئے گی تو ہم اس پر عمل کریں گے یہ کہہ کر انکار کرنے لگے اور اس کتاب کو جھٹلانے لگے اور ساتھ ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیفیں دینے لگے، یہاں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو یہ تسلی دے رہے ہیں کہ تم گھبراؤ مت مدد و نصرت ہمیشہ اللہ کے مخلص بندوں اور رسولوں کی ہی ہوتی ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ یہ بات ہم پہلے ہی طے کر چکے ہیں کہ ہم اپنے پیغمبر بندوں کی ضرور مدد کریں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کے بارے میں کیا ہے اور آگے ایمان والوں کے بارے میں بھی یہی کہا کہ جو اہل ایمان ہیں اور اپنے ایمان پر جمے ہوئے ہیں، جن کا یقین اللہ پر کامل ہے اللہ انہیں بھی کبھی مغلوب ہونے نہیں دیگا، اللہ انکی بھی ہر حال میں کفار و مشرکین کے خلاف مدد فرمائے گا مگر شرط یہ ہے کہ مومن کامل ہو جسکا یقین بھی اللہ پر پورا پورا ہو، اگر ہمارے اندر بھی یہ صفت پیدا ہو جائے تو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہو کر رہیگا اور نصرت و کامیابی ہمارے حصہ میں آئے گی، سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے، کسی میں یہ قوت نہیں کہ انہیں زیر کر دے اور سورۂ روم کی آیت نمبر ۴۷ میں بھی ایمان والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنین کی مدد کرنا تو ہمارے ذمہ ہے اور جب اللہ کسی چیز کا ذمہ لے لیتے ہیں تو پھر اسے پورا کر کے ہی رہتے ہیں بس جسکا ذمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اللہ کی ان شرطوں پر پورا اترنا ہوتا ہے جن شرطوں کی بنا پر اللہ نے انکی مدد کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے بعد فرما رہے ہیں کہ سارے معاملات کو اللہ پر چھوڑ دو جب اللہ نے آپ کی ذمہ داری لی ہے اور آپ کی نصرت کا بھی وعدہ کیا ہے تو وہ پورا ہو کر رہے گا، آپ ان جاہلوں کی باتوں کو دل سے نہ لگائیں اور ان سے اعراض کریں، مگر ہاں! انکا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اس پر ضرور نگاہ رکھیئے اور جس دن وہ عذاب ان پر آئے گا اس دن وہ لوگ بھی دیکھ لیں گے اور ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اپنے انجام کار کو دیکھنے کے لئے ابھی سے اتنے بے چین ہیں؟ اصل یہ لوگ ہماری باتوں کو معمولی سمجھ رہے ہیں مگر انہیں جان لینا چاہئے کہ جس عذاب سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے جب وہ عذاب آئے گا تو یہ عذاب کا وقت انکی زندگی کا سب سے بدترین وقت ہوگا۔ اس آیت کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیبر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لیے) جا رہے تھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد لشکر لے کر آ گئے، وہ قلعہ کی طرف بھاگے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللہ اکبر خیبر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کیلئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ (بخاری ۷۶۴ ۳)

﴿درس نمبر ۱۷۸۲:﴾ **آپ کچھ وقت ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائیے** ﴿الصّٰفّٰت ۱۷۸۔تا۔۱۸۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ O وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ O سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ O وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ O وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور تَوَلَّ آپ اعراض کرلیجیے عَنْهُمْ ان سے حَتّٰى حِيْنٍ ایک مدت تک وَّ اور اَبْصِرْ آپ دیکھیے فَسَوْفَ پھر عنقریب يُبْصِرُوْنَ وہ بھی دیکھیں گے سُبْحٰنَ پاک ہے رَبِّكَ آپ کا رب رَبِّ الْعِزَّةِ عزت کا مالک عَمَّا ان سے جو يَصِفُوْنَ وہ بیان کرتے ہیں وَ اور سَلٰمٌ سلام ہے عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ رسولوں پر وَ اور الْحَمْدُ تمام تعریفیں لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

ترجمہ:۔ اور تم کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پرواہو جاؤ اور دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے، تمہارا پروردگار، عزت کا مالک، ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بناتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر تعریف اللہ کی جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔آپ کچھ وقت ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائیے۔

۲۔دیکھتے رہو، عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے۔

۳۔تمہارا پروردگار عزت کا مالک ہے۔ ۴۔ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

۵۔سلام ہو پیغمبروں پر۔ ۶۔تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ان آیتوں میں پھر سے وہی بات اللہ تعالی بطور تاکید نبی رحمت ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ! آپ ان لوگوں کے منہ نہ لگیں، ان سے بالکل انجان ہو جائیں اور اعراض کریں اور انکی آخرت میں کیا سزا ہونے والی ہے اسکا انتظار کیجئے، اس وقت آپ دیکھ لیں گے کہ کس قسم کے عذاب میں انکو مبتلا کیا جائے گا اور خود یہ لوگ بھی اس وقت دیکھ لیں گے کہ جو جھوٹی باتیں ہم کہتے تھے، جو الزام ہم اللہ رب العزت پر لگاتے تھے اور اسکی عبادت سے منہ موڑتے تھے تو اسکا کیا عذاب ہمیں مل رہا ہے؟ اس وقت انہیں پتا چل جائیگا اب تو یہ لوگ دنیا کی عیش و عشرت میں کھو کر اپنے انجام سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں مگر یہ چند روزہ زندگی ہے جو یہ جی رہے ہیں آپ انہیں جینے دیجئے، آخرت میں ان کا انجام بہت خطرناک ہونے والا ہے جسکا انہیں اندازہ بھی نہیں اور رہی بات انکا اللہ کی جانب جھوٹ بات منسوب کرنا کہ نعوذ باللہ اللہ کی اولاد ہے، بیوی ہے تو یہ سب انکی اپنی سوچ ہے جس میں کسی قسم

کی کوئی سچائی نہیں اور بغیر کسی دلیل کے یہ لوگ یہ باتیں اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں مگر آپ کا رب تو ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ یہ سب تو انسانی ضرورت ہے کہ وہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو قوت دیتے ہیں اور انکی مدد حاصل کرتے ہیں جبکہ اللہ تو خود ہی بڑی قوت والا ہے جسکے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا اور اللہ ان سب چیزوں سے پاک ہے جو چیزیں یہ اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں، چونکہ ایمان کا تعلق اللہ اور رسولوں سے ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ یہاں اپنے ذکر کے ساتھ اپنے رسولوں کا بھی ذکر فرما کر اس سورت کی تکمیل کر رہے ہیں کہ پہلے تو اللہ کی تسبیح و پاکی ہو پھر اسکے بعد اسکے رسولوں پر سلامتی ہو کہ وہ اللہ کے احکام کو لیکر ان دنیا میں بھیجے گئے اور اس ذمہ داری کو نبھانے میں انہیں بہت سی ایذاوں اور تکلیفوں کو سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ان سب چیزوں پر صرف اللہ کے لئے صبر سے کام لیتے رہے تو ایسے نیک و مخلص اللہ کے بندوں اور رسولوں پر بھی سلامتی ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو میرے ساتھ تمام رسولوں پر بھی سلامتی بھیجو اس لئے کہ میں بھی ایک رسول ہی ہوں۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۲۷۸)

آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی تعریف سے اس سورت کا اختتام فرما رہے ہیں کہ ساری تعریف اور شکر اس اللہ کے لئے ہے جو سب عالموں کا اکیلا مالک ہے، جسکا نہ تو کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اسکا ہم پلہ، وہی تمام انسانوں، جنوں اور کائنات کے ہر ذرہ ذرہ کا رب ہے اور ان فرشتوں کا بھی یہی رب ہے جس کے بارے میں یہ مشرکین کہا کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار کہتے سنا کہ وہ نماز کے آخر میں یا پھر جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ پڑھا کرتے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پاک ہے آپ کے رب کی ذات جو بڑی قوت کا بھی مالک ہے، اور سلام ہو رسولوں پر، اور تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (الدعوات الکبیر للبیہقی ۱۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اجر کا پیمانہ پورا بھرا ہوا لے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ تین آیتیں پڑھے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (کنز العمال ۴۰۷۶)

سُوْرَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۸۸ آیات پر مشتمل ہے۔

غرور اور ہٹ دھرمی کفر کی وجہ

﴿درس نمبر ۱۷۸۳﴾ ﴿صٓ ۱۔تا۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ O بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ O کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ صٓ ص وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ قسم ہے قرآن نصیحت والے کی بَلْ بلکہ الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوْا کفر کیا فِیْ عِزَّۃٍ تکبر میں وَّ اور شِقَاقٍ مخالفت میں ہیں کَمْ کتنی ہی اَھْلَکْنَا ہم نے ہلاک کردیں مِنْ قَبْلِھِمْ ان سے پہلے مِّنْ قَرْنٍ قومیں فَنَادَوْا تو انہوں نے پکارا وَّ اور لَاتَ نہ رہا تھا حِیْنَ وہ وقت مَنَاصٍ خلاصی کا

ترجمہ:۔ قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی، کہ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ کسی اور وجہ سے نہیں، بلکہ اس لئے اپنایا ہے کہ وہ بڑائی کے گھمنڈ اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا تو انہوں نے اُس وقت آوازیں دیں جب چھٹکارے کا وقت رہا ہی نہیں تھا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں سورۃ ص لکھ رہا ہوں اور جب سجدہ) کی آیت (پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور ہر وہ چیز جو میرے سامنے تھی سجدہ میں چلی گئی، پھر جب میں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ کو سنایا تو آپ مسلسل سجدہ کرنے لگے۔ (مسند احمد ۱۱۷۹۹)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی۔

۲۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ بس گھمنڈ اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہے۔

۳۔ ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا؟۔

۴۔ انہوں نے اس وقت آوازیں دیں جب چھٹکارے کا وقت رہا ہی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ اسی نصیحت والے کلام کی قسم کھا کر کہ جسکے نازل ہونے کی یہ لوگ تمنا کرتے تھے کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ جو حق کو نہ مان کر گمراہی وضلالت اپنا رہے ہیں اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ متکبر ہیں، مغرور و گھمنڈی ہیں، انکا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اس محمد کی بات مان لیں گے تو ہم سے ہماری یہ سرداری چھن جائے گی اور ہمیں اس محمد ﷺ کے

تابع ہو کر زندگی گزارنی پڑے گی اور ہم کسی کے آگے جھکنے والے نہیں ہیں، اسی غرور و گھمنڈ نے انہیں اسلام لانے سے روکے رکھا اور نہ یہ لوگ بھی دل سے مانتے کہ جو کلام محمد ﷺ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے مگر اپنی انا کی خاطر انہوں نے اسکا انکار کر دیا، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار پڑے، تو قریش انکے پاس آئے اور نبی اکرم ﷺ بھی آئے، ابوطالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی، ابوجہل اٹھا تا کہ وہ آپ کو وہاں بیٹھنے سے روک دے اور ان سب نے ابوطالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی، ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھتیجے! تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے صرف ایک ایسا کلمہ تسلیم کرانا چاہتا ہوں جسے یہ قبول کرلیں تو اس کلمہ کے ذریعہ پورا عرب مطیع وفرماں بردار ہوجائے گا اور عجم کے لوگ انہیں جزیہ ادا کریں گے، انہوں نے کہا ایک ہی کلمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایک ہی کلمہ، آپ نے فرمایا: چچاجان! آپ لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دیجئے، انہوں نے کہا ایک معبود کو تسلیم کرلیں؟ یہ بات تو ہم نے اگلے لوگوں میں نہیں سنی ہے، یہ تو صرف بناوٹی اور (تمہاری) گھڑی ہوئی بات ہے، (ہم یہ بات تسلیم نہیں کر سکتے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں: انہی لوگوں سے متعلق سورۂ ص کی آیات صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ (سے) مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ تک نازل ہوئیں۔ (ترمذی ۳۲۳۲)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکے تکبر کرنے نہ کرنے سے کیا ہونے والا ہے؟ یہ دین تو پھیل کر ہی رہے گا اگر چہ کہ یہ لوگ اسے ناپسند کریں اور یہ جو لوگ اسے ناپسند کر رہے ہیں ایسے بہت سے لوگ ان سے پہلے بھی گذر چکے ہیں جو متکبرانہ انداز میں اللہ کے رسولوں کو اور اسکے کلام کو جھٹلاتے تھے، جیسا کہ فرعون، قارون، ہامان، قوم عاد وثمود وغیرہ مگر کوئی اللہ کے دین کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے، نقصان اگر ہوا تو انہی لوگوں کا ہوا کہ عبرت ناک سزا اللہ نے اُنہیں دی اور انہیں ہلاک وتباہ کر دیا اور جب ان لوگوں کی تباہی کا وقت انکی آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگا تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور اسکے رب ہونے کا اقرار کرنے لگے مگر افسوس کہ اس وقت انکا یہ پکارنا کچھ کام نہیں آیا کیونکہ جس وقت اسے پکارنا تھا اس وقت تو یہ لوگ گھمنڈ میں چور چور تھے اب تو پکار کا بھی کوئی فائدہ نہیں، لہٰذا اب بھی تمہارے پاس وقت ہے اگر تم اپنے رب سے معافی مانگنا چاہو تو چاہ لو ورنہ پچھلی قوموں کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائیگا اور اس وقت تمہارا اللہ کو پکارنا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۴﴾ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی ﴿صٓ: ۴-تا-۷﴾

اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ ۡ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ

اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور عَجِبُوْٓا انہوں نے تعجب کیا اَنْ اس بات پر کہ جَآءَهُمْ آیا ان کے پاس مُّنْذِرٌ ایک ڈرانے والا مِّنْهُمْ ان میں سے وَ اور قَالَ کہا الْكٰفِرُوْنَ کافروں نے هٰذَا یہ سٰحِرٌ جادوگر ہے كَذَّابٌ انتہائی جھوٹا ہے اَجَعَلَ کیا اس نے کر دیا الْاٰلِهَةَ معبودوں کو اِلٰهًا وَّاحِدًا ایک ہی معبود اِنَّ بے شک هٰذَا یہ لَشَيْءٌ ایک چیز ہے عُجَابٌ بڑی عجیب وَ اور انْطَلَقَ چلے الْمَلَاُ سردار مِنْهُمْ ان کے اَنِ کہ امْشُوْا تم چلو وَ اور اصْبِرُوْا جمے رہو عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اپنے معبودوں پر اِنَّ بے شک هٰذَا یہ لَشَيْءٌ کوئی چیز ہے يُّرَادُ ارادہ کیا جاتا ہے مَا نہیں سَمِعْنَا ہم نے سنی بِهٰذَا یہ بات فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ پچھلے دین میں اِنْ نہیں ہے هٰذَآ یہ اِلَّا مگر اخْتِلَاقٌ گھڑی ہوئی بات

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کو اس پر تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا انہی میں سے آ گیا۔

۲۔ ان کافروں نے یہ کہہ دیا کہ وہ جھوٹا جادوگر ہے۔

۳۔ کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں تبدیل کر دیا ہے؟

۴۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

۵۔ ان میں کے سردار لوگ یہ کہتے چلتے گئے کہ چلو اور اپنے خداؤں پر ڈٹے رہو۔

۶۔ یہ بات تو ایسی ہے کہ اس کے پیچھے کچھ اور ہی ارادے ہیں۔

۷۔ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی۔ ۸۔ یہ تو بس ایک من گھڑت کہانی ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مشرکین قریش کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو ان مشرکین کا کیا جواب تھا؟ یہاں بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور میں تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر وہ مشرکین کہنے لگے کہ اگر اللہ کو کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو وہ کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا، ہم جیسے کسی انسان کو نبی بنا کر نہ بھیجتا اور پھر تم تو ہمارے ہی قبیلہ کے ایک آدمی ہو تو پھر ہم کیسے تمہیں نبی مان سکتے ہیں؟ یہ تو ایک بڑا عجب ہی معاملہ ہے کہ ہم اپنے جیسے کسی آدمی کو نبی مانیں، ہمیں تو لگتا ہے کہ تم جادوگر ہو جو اپنی باتوں سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیتے ہو اور تمہارا یہ کہنا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں بالکل جھوٹ ہے، اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور رہی بات تمہارا یہ کہنا کہ معبود ایک ہے اسی کی عبادت کرو، تو تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ یعنی انسانوں کو پیدا بھی وہی کرے،

انہیں کھانا بھی وہی دے، آسمان سے بارش بھی وہی برسائے، رزق وغلہ بھی وہی پیدا کرے، بیماری بھی وہی دے، شفا بھی وہی دے وغیرہ وغیرہ، ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کرسکتا ہے؟ یہ تو ہر کسی کے عقل سے باہر کی چیز ہے، کوئی اس بات کو کیسے تسلیم کرسکتا ہے؟ جبکہ یہ تو ایک اچھنبے والی بات ہوگئی کہ معبود ایک ہو اور ہزاروں کام نمٹا رہا ہو، یہ کہہ کر قریش مکہ وہاں سے اٹھ گئے اور جاتے جاتے اپنے لوگوں سے کہنے لگے کہ چلو چلو جو کچھ یہ محمد کہہ رہے ہیں اسے بالکل مت سنو تم بس اپنے جن معبودوں کی عبادت کرتے تھے وہی کرتے رہو، محمد کا تو ارادہ یہ ہے کہ یہ ہم پر حکمرانی کرے اور ہمیں اپنا ماتحت بنا کر رکھے اس لئے ان کی باتوں سے ہمیشہ چوکنا رہنا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا یہ کہنے والا عقبہ بن ابی معیط تھا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۵۱) اور ان مشرکین نے کہا کہ تم یہ جو باتیں ہم سے کہہ رہے ہو ہم نے کبھی ان باتوں کو پہلے نہیں سنا اور نہ ہی ہمارے باپ دادا ایسی باتیں کیا کرتے تھے، یہ پہلی بار ہے جو ہم یہ باتیں سن رہے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ نئی باتیں ہیں جو تم ہمیں سنا رہے ہو جسکا تعلق سچائی سے نہیں ہے اگر یہ باتیں سچی ہوتیں تو ضرور ہم کو اسکا پتا ہوتا یہ مگر ایسا کچھ نہیں ہے ہمارے لحاظ سے یہ تمہاری اپنی کارستانی ہے اور تمہارا اپنا ایجاد کیا ہوا ہے اور ہم تمہاری ان باتوں کو نہیں مانیں گے۔ اس آیت میں الملة الآخرة کہا گیا جس سے مراد بعض مفسرین کے نزدیک نصرانی ہیں اور بعض کے نزدیک عیسائی اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اس سے مراد ہمارا دین دینِ قریش ہے کہ جس پر ہمارے باپ دادا برسوں سے عمل کرتے آئے ہیں۔ یعنی اگر تمہاری یہ باتیں جو تم ہمیں بتا رہے ہو سچی ہوتیں تو ہمیں نصاری یا عیسائی ضرور بتاتے کیونکہ انکے پاس آسمانی کتاب موجود ہے مگر انہوں نے بھی ایسا کبھی نہیں کہا۔ حالانکہ تورات اور انجیل میں بھی ایک اللہ کے معبود ہونے کی بات کہی گئی مگر یہ لوگ اس سے واقف نہیں تھے اس لئے ایسی باتیں کہہ رہے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۵﴾ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ﴿صٓ:۸۔تا۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ O اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ O اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ O جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ءَ کیا اُنْزِلَ نازل کی گئی ہے عَلَيْهِ اسی پر الذِّكْرُ نصیحت مِنْ بَيْنِنَا ہمارے درمیان بَلْ بلکہ هُمْ وہ تو فِيْ شَكٍّ شک میں ہیں مِّنْ ذِكْرِيْ میری نصیحت سے بَلْ بلکہ لَّمَّا ابھی تک نہیں يَذُوْقُوْا انہوں نے چکھا عَذَابِ میرا عذاب اَمْ کیا عِنْدَهُمْ ان کے پاس خَزَآئِنُ خزانے ہیں رَحْمَةِ رَبِّكَ آپ کے

رب کی رحمت کے الْعَزِیْزِ جونہایت غالب الْوَهَّابِ بہت دینے والا ہے اَمْ یا لَهُمْ ان کے لیے ہے مُّلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان ہے فَلْيَرْتَقُوْا تو چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں فِی الْاَسْبَابِ رسیوں کے ذریعے سے جُنْدٌ ایک لشکر ہے مَّا چھوٹا سا هُنَالِكَ وہاں مَهْزُوْمٌ شکست خوردہ ہوگا مِّنَ الْاَحْزَابِ لشکروں میں سے

ترجمہ:۔ کیا یہ نصیحت کی بات ہم سب کو چھوڑ کر اسی شخص پر نازل کی گئی ہے؟'' اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ میری نصیحت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں، بلکہ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا تمہارا رب جو بڑا داتا، بڑا صاحبِ اقتدار ہے، کیا اُس کی رحمت کے سارے خزانے انہی کے پاس ہیں؟ پھر یا آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہر چیز کی بادشاہت ان کے قبضے میں ہے؟ پھر تو انہیں چاہئے کہ رسیاں تان کر اُوپر چڑھ جائیں (ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ) یہ مخالف گروہوں کا ایک لشکر سا ہے جو یہیں پر شکست کھا جائے گا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ نصیحت کی بات ہم سب کو چھوڑ کر اسی شخص پر نازل کی گئی؟

۲۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ میری نصیحت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔

۳۔ بلکہ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔

۴۔ تمہارا رب جو بڑا داتا، بڑا صاحب اقتدار ہے کیا اسکی رحمت کے سارے خزانے انہی کے پاس ہیں۔

۵۔ یا پھر آسمانوں اور زمین اور اسکے درمیان ہر چیز کی بادشاہت انکے قبضہ میں ہے؟

۶۔ پھر تو انہیں چاہئے کہ رسیاں تان کر اوپر چڑھ جائیں۔

۷۔ یہ مخالف گروہوں کا ایک لشکر سا ہے جو یہیں پر شکست کھا جائیگا۔

ان آیتوں میں بھی انہی قریش مکہ کا تذکرہ ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ کہا تھا کہ مجھے اللہ نے اپنا نبی بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم سب کو اس ایک اللہ کی عبادت کی جانب بلاؤں تب ان مشرکین قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا اللہ کو ہم اتنے سارے لوگوں میں آپ ہی ایک ملے کہ جسے نبی بنایا گیا؟ اور کیا آپ ہی پر یہ آسمانی کتاب اترتی ہے؟ جیسا کہ سورۂ زخرف کی آیت نمبر ۳۱ میں بیان کیا گیا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا؟ حالانکہ نہ تو تم ہمارے مقابل کے ہو کہ ہم تو صاحب منصب لوگ ہیں اور نہ تو تم مالدار ہو، ایک لاچار و نادار شخص کو اللہ کیسے نبی بنا کر بھیج سکتا ہے؟ ان باتوں کے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ تو اصل میں ہمارے کلام اور نصیحت کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، انہیں اس بات

کا یقین ہی نہیں کہ یہ محمد ہمارے نبی ہیں، انہیں کیا پتا کہ کسی کو نبی اسکے حسب ونسب، جاہ ومرتبہ اور مال دولت کو دیکھ کر نہیں بنایا جاتا، بلکہ نبی تو اسے بنایا جاتا ہے جو تمام باطنی عیوب سے پاک صاف ہو، جسکی صفات عمدہ ہوں، جسکی عادتیں اچھی ہوں، جسکے اخلاق اعلیٰ ہوں، اور تم سب اس بات کے گواہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ ساری چیزیں حد درجہ موجود ہیں، تو پھر اللہ انہیں نبی کیوں نہ بناتا؟ اصل میں تم لوگوں پر اللہ نے وہ عذاب نازل نہیں کیا جو پچھلی قوموں پر نازل کیا گیا اس لئے تمہیں مستی چڑھی ہوئی ہے اور اپنے رتبہ ومرتبہ پر تم غرور وگھمنڈ کر رہے ہو، بس اسی ایک وجہ سے تم انہیں ماننے سے انکار کر رہے ہو ورنہ اور کوئی وجہ انکار کی نہیں ہے، یہ لوگ اپنی دولت وطاقت پر اس طرح غرور کر رہے ہیں کہ گویا اللہ کے سارے انعامات انہی کے پاس ہیں، کیا ایسا کچھ ہے؟ نہیں بلکہ وہ اللہ ہی ہے جو کہ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست وقوت والا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس لئے اس بادشاہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے تو اب سب کا کام ہے کہ انہیں نبی تسلیم کریں۔

اللہ تعالی نے ان مشرکین سے کہا کہ یہ لوگ اپنی اس معمولی سے دولت اور طاقت کو ایسا سمجھ رہے ہیں کہ گویا ان ہی کی بادشاہت سارے جہاں میں قائم ہوگئی اور آسمانوں اور زمین کا اور اسکے درمیان موجود چیزوں پر انہوں نے قبضہ کرلیا ہو، اگر یہ لوگ ایسا سمجھ رہے ہیں تو پھر ایک کام یہ کیوں نہیں کرتے کہ آسمان پر ایک سیڑھی لگا کر آجائیں اور اللہ کا جو فیصلہ یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجنا اسے تبدیل کردیں، کیا یہ لوگ ایسا کرسکتے ہیں؟ انکے اندر اتنی طاقت ہے کہ وہ ایسا کرسکیں؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ ان کی حیثیت تو ایک معمولی سے لشکر جیسی ہے جو یہیں انہی کی سرزمین پر جہاں رہ کر یہ لوگ غرور کر رہے ہیں شکست کھا جائیں گے، اور ہوا بھی ایسا ہی ہے جنگ بدر سے لیکر فتح مکہ تک کے حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور خود اپنے ملک میں دوسروں کے تابع بن کر رہنے لگے، یہ ہوتا ہے انجام اللہ کے حکموں سے منہ موڑنے کا۔

ان سے پہلے مختلف قوموں نے جھٹلایا

﴿درس نمبر ۱۷۸۶﴾ ﴿صٓ: ۱۲۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ O وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ O اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ O وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ O وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ قوم نوح وَّ اور وَّعَادٌ عاد وَّ اور فِرْعَوْنُ فرعون ذُو الْاَوْتَادِ میخوں والے نے وَ اور ثَمُوْدُ ثمود وَ اور قَوْمُ لُوْطٍ قوم لوط وَّ اور اَصْحٰبُ الْـَٔيْكَةِ بن والوں

نے اُولٰٓئِكَ یہ الْاَحْزَابُ لشکر ہیں اِنْ كُلٌّ نہیں ہے کوئی بھی اِلَّا مگر كَذَّبَ اس نے جھٹلایا الرُّسُلَ رسولوں کو فَحَقَّ تو ثابت ہو گیا عِقَابِ میرا عذاب وَ اور مَا يَنْظُرُ انتظار نہیں کر رہے هٰٓؤُلَآءِ یہ لوگ اِلَّا مگر صَيْحَةً وَّاحِدَةً ایک زور کی آواز کا مَّا نہیں ہوگا لَهَا اس کے لیے مِنْ فَوَاقٍ کوئی وقفہ وَ اور قَالُوْا کہا رَبَّنَا اے ہمارے رب عَجِّلْ تو جلدی دے لَّنَا ہمیں قِطَّنَا ہمارا حصہ قَبْلَ پہلے يَوْمِ الْحِسَابِ یوم حساب سے

ترجمہ:۔ ان سے پہلے نوح کی قوم، قومِ عاد اور میخوں والے فرعون نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا، اور قومِ ثمود، اور لوط کی قوم اور اَیکہ والوں نے بھی۔ وہ تھے مخالف گروہ کے لوگ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے پیغمبروں کو نہ جھٹلایا ہو، اس لئے میرا عذاب بجا طور پر نازل ہو کر رہا اور (مکہ کے) یہ لوگ (بھی) بس ایک ایسی چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا۔ اور کہتے ہیں کہ ''اے ہمارے پروردگار! ہمارا حصہ ہمیں روزِ حساب سے پہلے ہی جلدی دیدے!

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے نوح کی قوم، قومِ عاد اور میخوں والے فرعون نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ قومِ ثمود، قومِ لوط اور ایکہ والوں نے بھی یہی کام کیا تھا۔

۳۔ یہ سب لوگ مخالف گروہ کے لوگ تھے۔

۴۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے میرے پیغمبروں کو نہ جھٹلایا ہو۔

۵۔ اس لئے میرا عذاب بجا طور پر نازل ہو کر رہا۔

۶۔ یہ لوگ بس ایک ہی چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں وقفہ نہیں ہوگا۔

۷۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا حصہ ہمیں روزِ جزا سے پہلے ہی جلدی دیدے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کے لئے بطور نصیحت ان قوموں کا اور ان لوگوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو ان سے پہلے یہ کام کر چکے یعنی انہوں نے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور انکے اس جھٹلانے پر انکا کیا انجام ہوا؟ ان مشرکوں کے سامنے رکھا جارہا ہے تاکہ ان واقعات سے وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے اعمال کو درست کرلیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا، کہ ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی نوح علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کیا تو انکا جو حال ہوا اس سے یہ سب لوگ واقف ہیں کہ کس طرح انہیں سیلاب کی زد میں لا کر تباہ کر دیا گیا؟ لیکن وہ طویل قصہ یہاں بیان نہیں کیا گیا بس اس جانب اشارہ کر دیا گیا اس لئے کہ اس قوم کی تباہی بہت مشہور ہے اور یہ لوگ اس سے واقف بھی ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا واقعہ اگر تفصیل سے جاننا ہو تو سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۹ تا ۶۳ اور سورۂ ہود کی آیت نمبر ۲۵ تا ۴۸ کی تفسیر میں دیکھ سکتے ہیں،

اسکے بعد اللہ تعالی نے قوم عاد کا تذکرہ فرمایا جس قوم کی طرف حضرت ھود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا مگر اس قوم نے بھی انہیں جھٹلایا اور انکا کہنا نہیں مانا، اس قوم کی ہلاکت کے بارے میں بھی سورۃ ہود کی آیت نمبر ۵۰ تا ۶۰ کی تفسیر میں دیکھ سکتے ہیں، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے فرعون کا ذکر فرمایا اور اسکے ساتھ ایک صفت جوڑ دی کہ میخوں والے فرعون نے، یہاں اسکی یہ صفت اللہ تعالی نے کیوں بیان کی؟ اس بارے میں دو تین قول علماء تفسیر نے ذکر فرمائے ہیں کہ یا تو اسکی یہ صفت اس لئے بیان کی کہ اسکے پاس میخوں سے بنا ایک میدان تھا یعنی اس میدان میں میخیں لگی ہوئی تھیں جہاں پر اسکے لئے خونی کھیل کھیلا جاتا، اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو ان میخوں کے ذریعہ سزا دیتا تھا یعنی میخوں کو انکی آنکھوں میں، سروں میں اور جسم کے دیگر حصوں پر مار کر سزا دیتا تھا، (تفسیر طبری۔ ج ۲۱۔ص، ۱۵۸) اور بعض نے یہاں ذُو الْاَوْتَادِ کے معنی لشکر و طاقت والا بیان کئے ہیں، (تفسیر رازی۔ ج ۲۶۔ص، ۳۷۱) اسکے بعد اللہ تعالی نے قوم ثمود کی مثال بیان کی جنکی جانب حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا، جس قوم کا تذکرہ سورۃ ہود کی آیت نمبر ۶۰ تا ۶۸ میں بیان کیا گیا ہے وہاں اسکی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے، پھر اسکے بعد اللہ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا جسکی تفصیل بھی سورۃ ہود کی آیت نمبر ۷۷ تا ۸۳ موجود ہے ، اسکے بعد اللہ تعالی نے اصحاب ایکہ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا جنکا تذکرہ سورۃ ھود ہی کی آیت نمبر ۸۴ تا ۹۵ میں بیان کیا گیا ہے، یہاں اللہ تبارک وتعالی نے مثال کے طور چھ قوموں کی ہلاکت کا سرسری ذکر فرمایا، اسکے علاوہ بھی اور بہت سی قومیں ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے انکی تکذیب کی بنا پر ہلاک و برباد کیا، ان چھ قوموں کو اس لئے یہاں بیان کیا گیا کہ مکہ کے یہ مشرکین ان قوموں اور انکی ہلاکت سے اچھی طرح واقف تھے تو جنکا حال انہوں نے خود دیکھا ہے اسے بیان کر کے اگر سمجھایا جائے تو بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے اسی لئے اللہ تعالی نے ان قوموں کا تذکرہ فرمایا ان سب قوموں کے ہلاک ہونے کی یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ اپنے اپنے نبی کو جھٹلا چکے تھے، انکو نہ تو نبی مانا اور نہ ہی ان کے پاس جو کلام بھیجا گیا اسے اللہ کا کلام تسلیم کیا جیسا کہ یہ مشرکین مکہ کر رہے ہیں، اے مشرکو! ان قوموں کے واقعات سے سبق حاصل کرو اور اپنے نبی کو جھٹلانے سے باز آ جاو ورنہ جو حال ان قوموں کا ہوا ہے وہی تمہارا بھی ہوسکتا ہے

اللہ کے عذاب کی باتیں سن کر یہ مشرکین مذاق کے طور پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ چلو! جس عذاب سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو وہ عذاب لیکر ہی آ جاو، ہم بھی تو دیکھیں کہ عذاب کیسے ہوتا ہے؟ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں کہ عذاب کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑی لمبی چیز ہوگی کہ اگر وہ آئے گی تو ہم اسے دیکھ کر تب تک سنبھل جائیں گے، مگر ایسا ہر گز نہیں ہے وہ عذاب تو بس ایک زوردار چیخ کی شکل میں اچانک آ جائے گا کہ اس وقت کسی کو اتنی مہلت بھی نہیں مل سکے گی کہ اپنا جو کام وہ کر رہا ہے پورا کر

سکے۔احادیث میں آیا ہے کہ لوگ جو ہاتھ میں کپڑا لیکر بھاؤ تاؤ کررہے ہونگے وہ کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ بھی نہ سکیں گے یعنی اس عذاب کے آنے کے بعد اتنے سکنڈ کا بھی وقت نہیں مل سکے گا جسکا ذکر سورۃ یٰس کی آیت نمبر ۴۹، ۵۰ میں گذر چکا ہے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ بے وقوف لوگ ہیں کہ اس خطرناک چیز کی جلدی مچا رہے ہیں؟ اور یوں کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! جو عذاب آپ آخرت میں دینے والے ہیں وہ اسی دنیا میں ہمیں دیدیجئے

سورۃ انفال کی آیت نمبر ۳۲ میں ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن وہی حق ہے جو آپ کی طرف سے آیا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل فرمادے یا پھر ہم پر کوئی تکلیف دہ عذاب ڈالدے۔امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ کہنے والا انضر بن حارث تھا جسکا تذکرہ سورۃ معارج کی پہلی آیت میں بھی کیا گیا۔(التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۱۷۷)

﴿درس نمبر ۱۷۸۷﴾ اے پیغمبر! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے ﴿صٓ:۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِصْبِرْ آپ صبر کیجئے عَلٰى مَا ان پر جو يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں وَ اور اذْكُرْ یاد کیجیے عَبْدَنَا ہمارے بندے دَاوٗدَ داود ذَا الْاَيْدِ صاحب قوت کو اِنَّهٗ بے شک وہ اَوَّابٌ بہت رجوع کرنے والا تھا اِنَّا بے شک ہم نے سَخَّرْنَا تابع کر دیا تھا الْجِبَالَ پہاڑوں کو مَعَهٗ اس کے ساتھ يُسَبِّحْنَ وہ تسبیح بیان کرتے تھے بِالْعَشِيِّ شام وَ اور الْاِشْرَاقِ صبح وَ اور الطَّيْرَ پرندوں کو بھی مَحْشُوْرَةً جبکہ وہ جمع ہوتے تھے كُلٌّ سب لَّهٗ اس کے آگے اَوَّابٌ رجوع کرنے والے تھے وَ اور شَدَدْنَا ہم نے مضبوط کردی تھی مُلْكَهٗ اس کی بادشاہی وَ اور اٰتَيْنٰهُ ہم نے دی تھی اسے الْحِكْمَةَ حکمت وَ اور فَصْلَ فیصلہ کن الْخِطَابِ خطاب کی صلاحیت

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) یہ جو کچھ کہتے ہیں، اس پر صبر کرو، اور ہمارے بندے داود (علیہ السلام) کو یاد کرو جو بڑے طاقتور تھے۔وہ بے شک اللہ سے بہت لو لگائے ہوئے تھے ۝ ہم نے پہاڑوں کو اس کام پر لگادیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج کے نکلتے وقت اُن کے ساتھ تسبیح کیا کریں ۝ اور پرندوں کو بھی، جنہیں اِکٹھا کرلیا جاتا تھا۔ یہ سب اُن کے ساتھ مل کر اللہ کا خوب ذکر کرتے تھے ۝ اور ہم نے اُن کی سلطنت کو اِستحکام بخشا تھا اور اُنہیں دانائی اور فیصلہ کن گفتگو کا سلیقہ عطا کیا تھا۔

تشریح: ۔ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔

۲۔ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو جو بڑے طاقتور تھے۔

۳۔وہ بے شک اللہ سے بہت لَو لگائے ہوئے تھے۔

۴۔ہم نے پہاڑوں کو اس کام پر لگادیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج کے نکلتے وقت ان کے ساتھ تسبیح کیا کریں۔

۵۔ان پرندوں کو بھی جنہیں اکٹھا کرلیا جاتا تھا۔

۶۔یہ سب ان کے ساتھ ملکر اللہ کا خوب ذکر کیا کرتے تھے۔

۷۔ہم نے انکی سلطنت کو استحکام بخشا۔

۸۔انہیں دانائی اور فیصلہ کن گفتگو کا سلیقہ عطا کیا تھا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین مکہ کی ایذاوں اور تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کی ان باتوں پر جن سے آپ کو دلی تکلیف ہوتی ہے صبر سے کام لیجئے، یقینا ہم جانتے ہیں کہ جس طرح کی جلی کٹی باتیں یہ لوگ کررہے ہیں اس سے آپ کا دل دکھتا ہے، ہم ضرور انہیں انکے کاموں کی سزا دینگے اور عنقریب ہم انہیں ذلیل کرکے آپ کے سامنے لاکھڑا کرینگے، وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآءِكُمۡ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا (النساء ۴۵) اللہ آپ کے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے، اللہ رکھوالا بننے اور مددگار بننے کے لئے کافی ہے، سورۂ حجر کی آیت نمبر ۹۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ ہم جانتے ہیں کہ انکی باتوں سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے، مگر آپ اس تکلیف پر صبر سے کام لیجئے اور باقی اللہ پر چھوڑ دیجئے،

رسول رحمت ﷺ کو دلی تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر آٹھ انبیاء کا قصہ بیان کیا تاکہ آپ ان انبیاء کے واقعات اور ان میں سے جس نے زمانہ کی تکلیفوں پر صبر کیا انہیں دیکھ کر آپ میں بھی صبر کرنے کی ہمت آجائے اور یہ واقعات ان مشرکین کے سامنے بھی بیان کئے جائیں تاکہ ان مشرکوں کی یہ یقین ہوجائے کہ حضرت محمد ﷺ ان انبیاء کی طرح ایک نبی ہیں اور یہ لوگ ان واقعات سے نصیحت حاصل کرسکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کا حال تو یاد کرو، بعض مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یوں بھی کیا کہ اے محمد! ذرا ہمارے بندے داؤد کا قصہ ان مشرکین کو تو سناؤ جو بڑے طاقتور تھے طاقتور اس معنی سے کہ آپ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ پوری زندگی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے اس کے باوجود بھی آپ علیہ السلام میں کسی قسم کی کمزوری نہیں تھی اور جنگ میں بھی دشمنوں سے مقابلہ کیا کرتے

تھے اور آپ آدھی آدھی رات عبادت میں مصروف رہتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے پاس سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ اللہ کے یہاں داود علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھی رات سوتے اور پھر تہائی رات عبادت کرتے اور پھر رات کا چھٹواں حصہ سوجاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے۔ (بخاری ۱۱۳۱) اسی کو اللہ تعالی نے "اَلْاَوَّاب" کہہ کر یاد کیا کہ وہ اللہ کی جانب بہت زیادہ رجوع کرنے والے تھے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ دنیا کے سب سے زیادہ عبادت کرنے والے بندے تھے۔ (ترمذی ۳۴۹۰) اللہ تعالی حضرت داؤد علیہ السلام پر کئے گئے انعامات بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے پہاڑوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج نکلتے وقت جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کریں تو تم بھی انکے ساتھ تسبیح کرو اور ساتھ میں پرندوں کو بھی اللہ تعالی نے یہی حکم دیا تھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں، سورہ سبا کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی اللہ تعالی نے یہی فرمایا یَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَه وَالطَّيْرَ اے پہاڑو! اور پرندو! تم بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ انکی تسبیح میں شریک ہوجاو، ہوتا یہ تھا کہ جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ اپنی سریلی آواز سے مشہور ہیں جب کبھی تسبیح یا زبور کی تلاوت کرتے تو یہ سارے پرندے اور پہاڑ بھی آپ کی آواز میں آواز ملاتے اور سارا سماں اللہ کی تسبیح سے گونج اٹھتا، اسکے بعد دوسرا انعام جو اللہ نے حضرت داود علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ آپ کو اللہ تعالی نے ایک بڑی سلطنت کا مالک بنایا جہاں پر آپ قوم کے بادشاہ تھے اور انکے درمیان فیصلے بھی کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے آپ کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت، دانائی اور سلیقہ مند گفتگو کا ہنر بھی عطا کیا تھا، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اللہ کے قول شَدَدْنَا مُلْکَه، کے بارے میں فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی دن رات نگرانی کے لئے چار ہزار پہرہ دار مقرر تھے اور آتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ سے مراد نبوت ہے اور فَصْلَ الْخِطَابْ سے مراد فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص، ۱۵۴)

﴿درس نمبر ۱۷۸۸﴾ آپ ہمارے درمیان ٹھیک فیصلہ کیجئے ﴿ص ۲۱۔تا۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى

نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور ھَلْ کیا اَتَاكَ آئی آپ کے پاس نَبَؤُا خبر الْخَصْمِ جھگڑنے والوں کی اِذْ جب تَسَوَّرُوْا وہ دیوار پھاند کر آگئے الْمِحْرَابَ کمرے میں اِذْ جب دَخَلُوْا وہ داخل ہوئے عَلٰى دَاوٗدَ داؤد پر فَفَزِعَ تو وہ گھبرا گئے مِنْهُمْ ان سے قَالُوْا انہوں نے کہا لَا تَخَفْ آپ نہ ڈریں خَصْمٰنِ دو جھگڑنے والے ہیں بَغٰى زیادتی کی ہے بَعْضُنَا ہمارے بعض نے عَلٰى بَعْضٍ بعض پر فَاحْكُمْ لہٰذا آپ فیصلہ فرمائیں بَيْنَنَا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور لَا تُشْطِطْ بے انصافی نہ کیجئے وَ اور اهْدِنَا ہماری رہنمائی کیجئے اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ سیدھی راہ کی طرف اِنَّ بے شک هٰذَآ یہ اَخِيْ میرا بھائی ہے لَهٗ اس کے پاس تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ ننانوے نَعْجَةً دنبیاں ہیں وَّ اور لِيَ میرے پاس نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ایک ہی دنبی ہے فَقَالَ تو کہتا ہے اَكْفِلْنِيْهَا وہ بھی میرے سپرد کردے وَ اور عَزَّنِيْ مجھ پر غالب آجاتا ہے فِي الْخِطَابِ بات کرنے میں قَالَ آپ نے فرمایا لَقَدْ البتہ تحقیق ظَلَمَكَ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے بِسُؤَالِ سوال کر کے نَعْجَتِكَ تیری دنبی کا اِلٰى نِعَاجِهٖ اپنی دنبیوں میں وَ اور اِنَّ بلاشبہ كَثِيْرًا بہت سے مِّنَ الْخُلَطَآءِ شرکاء لَيَبْغِيْ البتہ زیادتی کرتے ہیں بَعْضُهُمْ ان کے بعض عَلٰى بَعْضٍ بعض پر اِلَّا مگر الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوْا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک وَ اور قَلِيْلٌ مَّا هُمْ تھوڑے ہی ہیں ایسے لوگ وَ اور ظَنَّ دَاوٗدُ داؤد نے یقین کرلیا اَنَّمَا کہ فَتَنّٰهُ ہم نے اسے آزمایا ہے فَاسْتَغْفَرَ تو اس نے بخشش مانگی رَبَّهٗ اپنے رب سے وَ اور خَرَّ وہ گر پڑا رَاكِعًا رکوع میں وَّ اور اَنَابَ رجوع کیا

ترجمہ:۔ اور کیا تمہیں اُن مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے؟ جب وہ داود کے پاس پہنچے تو داود اُن سے گھبرا گئے۔ اُنہوں نے کہا ''ڈریئے نہیں، ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اب آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دیجئے ۞ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دُنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کرو، اور اس نے زورِ بیان سے مجھے دبالیا ہے۔'' ۞ داود نے کہا ''اس نے اپنی دُنبیوں میں شامل کرنے کے لئے تمہاری دُنبی کا جو مطالبہ کیا ہے، اُس میں یقیناً تم پر ظلم کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں اور وہ بہت کم ہیں۔'' اور داود کو خیال آیا کہ ہم نے دراصل اُن کی آزمائش کی ہے، اس لئے اُنہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی، جھک کر سجدے میں گر گئے اور اللہ سے لو لگائی۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سترہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تمہیں ان مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے؟

۲۔ جب وہ داؤد (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو داؤد (علیہ السلام) ان سے گھبرا گئے۔

۳۔ ان لوگوں نے کہا ڈریئے نہیں! ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں۔

۴۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔

۵۔ آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجئے، زیادتی نہ کیجئے۔ ۶۔ ہمیں ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دیجئے۔

۷۔ یہ میرا بھائی ہے جسکے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔ ۸۔ میرے پاس ایک ہی دنبی ہے۔

۹۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی میں اس کے حوالے کر دوں۔ ۱۰۔ اس نے زور بیان سے مجھے دبا لیا ہے۔

۱۱۔ داؤد (علیہ السلام) نے کہا :اس نے اپنی دنبیوں میں شامل کرنے کے لئے تمہاری دنبی کا جو مطالبہ کیا ہے وہ یقیناً تم پر ظلم ہے۔

۱۲۔ بہت سے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

۱۳۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں۔ ۱۴۔ مگر ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔

۱۵۔ داؤد (علیہ السلام) کو خیال آیا کہ ہم نے ان کی آزمائش کی ہے۔

۱۶۔ اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی۔

۱۷۔ جھک کر سجدے میں گر گئے اور اللہ سے لو لگا لیا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کا قصہ بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان لینا چاہا تو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دو آدمیوں کو بھیجا، بعض مفسرین نے کہا کہ وہ آنے والے دو فرشتے تھے جنکے آنے سے حضرت داؤد علیہ السلام گھبرا گئے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مکان پر کئے پہرے دار ہوتے تھے جو آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے نہیں دیتے تھے اور یہ وقت بھی آنے کا نہیں تھا اور یہ لوگ جو آئے تھے وہ دروازے سے بھی نہیں آئے تھے بلکہ ایک دیوار چڑھ کر آئے تھے بعض مفسرین نے کہا کہ وہ محراب کی دیوار اتنی اونچی تھی کہ کوئی آسانی سے اس پر چڑھ بھی نہیں سکتا تھا اگر کوئی اس دیوار پر چڑھنا چاہے تو اسے ۱۵ سے ۳۰ دن لگ سکتے تھے تو ان سب پابندیوں کے باوجود جب یہ دو لوگ آپ کے پاس آپ کے کمرے میں جہاں بیٹھ کر آپ زبور کی تلاوت کر رہے تھے آ گئے تو انہیں دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام ڈر گئے کہ یہ لوگ یہاں کیسے آ گئے؟ اور اس وقت اتنی رات کو انکے آنے کا مقصد کیا ہے؟ جب ان دو لوگوں نے دیکھا کہ آپ ان کے آنے سے گھبرا گئے ہیں تو انہوں نے حضرت داود علیہ السلام سے کہا کہ آپ ڈریئے نہیں! ہم یہاں

کسی غلط مقصد یعنی آپ کو مارنے یا تکلیف دینے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمارے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمارے معاملہ میں فیصلہ کریں کہ یہ میرا بھائی ہے، مفسرین نے کہا کہ یہاں بھائی سے مراد حقیقی نہیں بلکہ دینی بھائی ہے، چنانچہ میرے بھائی کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک، اور یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی دنبی بھی اسے دیدوں تاکہ اسکے پورے سو ہوجائیں، جب داؤد علیہ السلام نے اس ایک آدمی کی بات سنی تو فوراً آپ کی زبان سے یہ نکل گیا کہ اس ۹۹ دنبیاں والے نے توتم پر ظلم کردیا کہ وہ بطور طاقت تمہاری دنبی لینا چاہتا ہے، اور ایسا کام تو اکثر لوگ کرتے ہیں جب انکا آپس میں کوئی کاروبار یا تجارت ہوتی ہے کہ اپنے سے کمزور آدمی کا حق مار کر کھا جاتے ہیں مگر یہ ظلم وہ آدمی نہیں کرتا جو ایمان والا ہوتا ہے، یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام نے دوسرے آدمی کی بات سنے بغیر یہ کہہ دیا کہ تم مظلوم ہو اور وہ ظالم، آپ علیہ السلام کے اسی جملہ پر اللہ تعالی نے آپ کی پکڑ کی اور داؤد علیہ السلام کو بھی معلوم ہوگیا کہ ان کی آزمائش ہوئی ہے اور انہوں نے ایک غلطی کردی کہ دوسرے کی بات سنے بغیر اسے مظلوم اور دوسرے کو ظالم کہہ دیا، اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام فوراً سجدے میں گر پڑے اور اپنے اس فعل پر اللہ سے توبہ کرنے لگے۔ اسی قصہ کو ان آیتوں میں بیان کیا گیا ہے، ان آیتوں سے دو تین باتیں ہمیں معلوم ہوتی ہیں پہلی بات یہ کہ اگر ہم کسی کے درمیان کوئی فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھیں تو ہمیں کسی ایک کی بات سنتے ہی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ دونوں فریقین کی باتوں کو سن کر فیصلہ کرنا چاہیئے ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا : جب تمہارے پاس دو آدمی کوئی مقدمہ لیکر آئے تو تم دوسرے کی بات سننے سے پہلے، پہلے والے کے حق میں فیصلہ نہ سنانا۔ (ترمذی ۱۳۳۱) اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو کسی دوسرے کے ساتھ ملکر تجارت و کاروبار کرسکتے ہیں اور تیسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ ہم مشترکہ کاروبار اگر کررہے ہیں تو اس کاروبار میں یقیناً اگر ایمان کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو زیادتیاں ضرور واقع ہوتی ہیں اور کاروبار کو لیکر ایک دوسرے کے درمیان جھگڑا پیدا ہوتا ہے، اگر ہم مشترکہ کاروبار کررہے ہیں تو ہمیں تجارت کے اصول اور جو حقوق ہیں ان کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے تاکہ اس طرح کے جھگڑوں سے بچا جاسکے اور سب سے اہم اور ضروری بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوجائے یا کوئی گناہ ہوجائے اور ہمیں اس گناہ یا اس غلطی کا پتا چل جائے تو فوراً اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر اپنی اس غلطی یا گناہ پر توبہ کرلینا چاہیئے تاکہ اللہ ہماری اس غلطی یا گناہ کو معاف فرمادیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۹﴾ اے داود! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے؟ ﴿صٓ ۲۵-۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي

الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَغَفَرْنَا پھر ہم نے بخش دی لَهٗ اس کی ذٰلِكَ یہ وَ اور اِنَّ بے شک لَهٗ اس کے لیے عِنْدَنَا ہمارے پاس لَزُلْفٰى البتہ بڑا قرب ہے وَ اور حُسْنَ اچھا مَاٰبٍ ٹھکانا ہے يٰدَاوٗدُ اے داود! اِنَّا بے شک ہم نے جَعَلْنٰكَ بنایا ہے تجھے خَلِيْفَةً خلیفہ فِي الْاَرْضِ زمین میں فَاحْكُمْ لہٰذا تو فیصلہ کر بَيْنَ النَّاسِ لوگوں کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور لَا تَتَّبِعِ اتباع نہ کر الْهَوٰى خواہش نفس کا فَيُضِلَّكَ کہ وہ تجھے گمراہ کردے عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَضِلُّوْنَ گمراہ ہوتے ہیں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کے راستے سے لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ شَدِيْدٌ شدید عذاب بِمَا بہ سبب اس کے جو نَسُوْا انہوں نے بھلادیا يَوْمَ الْحِسَابِ یوم حساب کو

ترجمہ:۔ تو ہم نے ان کو بخش دیا اور بیشک ان کے لئے ہمارے ہاں قریب اور عمدہ مقام ہے ۝ اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی، جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے اس معاملہ میں انہیں معافی دے دی۔

۲۔ حقیقت یہ ہے ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے اور بہترین ٹھکانہ۔

۳۔ اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ ۴۔ لہٰذا تم لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کرو۔

۵۔ نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے سیدھے راستے سے بھٹکا دے گی۔

۶۔ یقین رکھو کہ جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکاتے ہیں انکے لئے سخت عذاب ہے۔

۷۔ کیونکہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنی لغزش پر اللہ کے سامنے سربسجود ہوگئے اور توبہ کی اور اپنی اس لغزش پر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس لغزش کو معاف فردیا جس کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا کہ ہم نے انہیں انکی اس لغزش پر معافی دے دی، اس وجہ سے کہ انکا ہمارے پاس ایک خاص مقام ہے اور بروز قیامت ایک خاص ٹھکانہ ان کے لئے مقرر ہے، اس مقام کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ انہیں معاف کردیا جائے جبکہ انہیں اپنی لغزش کا احساس ہوگیا اور انہوں نے اس پر اپنے رب سے رجوع کر کے معافی بھی مانگی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں توبہ کے لئے سجدہ کیا تھا اور ہم بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔ (نسائی ۹۵۷) اس کے بعد اللہ تعالی نے بطور نصیحت چند باتیں حضرت داؤد علیہ السلام سے کہیں جنکا یہاں تذکرہ ہے کہ اے داؤد! ہم نے آپ کو اس زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے، تو جس مالک نے آپ کو خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اس مالک نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی کسی کے ساتھ ناانصافی کی، تو آپ بھی جبکہ خلیفہ ہیں تو آپ بھی کبھی ظلم نہ کرنا اور جب کبھی آپ فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھیں تو انصاف سے فیصلہ کرنا اور انصاف سے فیصلہ کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دونوں فریقوں کی بات کو پہلے غور سے سنا جائے، صرف ایک کی بات سن کر فیصلہ مت کرنا اور ہاں! اپنے دل کی بات سن کر بھی فیصلہ مت کرنا بلکہ دلیلیں اور شواہد جس کے حق میں ہوں اس کے حق میں فیصلہ سنانا اس لئے کہ انسان اکثر اپنی خواہش اور دل کی بات سنتا ہے تو وہ اپنے فیصلہ میں غلط ہو جاتا ہے جیسا کہ اگر اسکے سامنے اسکے دوست اور اسکے دشمن کا فیصلہ آئے گا تو اگر وہ دل کی بات سنے گا تو دوست کے حق میں فیصلہ سنائے گا جو کہ حق کے خلاف ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنی آنکھوں سے اللہ کے حدود کی خلاف ورزی کرتا دیکھ لوں تو فوراً اس کی پکڑ نہیں کرتا بلکہ میں اپنے علاوہ کسی اور کی گواہی طلب کرتا ہوں، اگر کوئی دوسرا بھی اس کی گواہی دیدے تو تب میں اس پر حد لگاتا ہوں۔ (البدر المنیر لابن ملقن۔ج ۹۔ص ۶۰۹) اور یہ غلطی کرنا انسان کو اللہ کے راستے سے بہکا دیتا ہے، لہٰذا فیصلہ کرتے وقت ان چیزوں کا خیال کرنا کیونکہ جو اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتا ہے تو اسکے اندر یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ آخرت کو بھول جاتا ہے اور اسے پس پشت ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے اسے آخرت میں سخت عذاب ہوگا، سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵۸ میں بھی اللہ تعالی نے حکم دیا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم لوگ امانتیں انکے مالکوں کو ادا کر دو، اور (یہ بھی تمہیں حکم دیتا ہے کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴۲ میں بھی اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف سے فیصلہ کرنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ اِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ جب آپ انکے بیچ فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں۔

ہم نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی

﴿درس نمبر ۱۷۹۰﴾ ﴿صٓ ۲۷۔تا۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۚ فَوَیْلٌ

لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۞ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ
فِی الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ۞ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا
اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ آسمان اور زمین کو وَ اور مَا جو کچھ کہ بَیْنَهُمَا ان کے درمیان ہے بَاطِلًا بے کار ذٰلِكَ یہ ظَنُّ گمان ہے الَّذِیْنَ ان لوگوں کا جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فَوَیْلٌ چنانچہ ہلاکت ہے لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مِنَ النَّارِ اَمْ کیا نَجْعَلُ ہم کردیں گے الَّذِیْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوْا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک كَالْمُفْسِدِیْنَ ان لوگوں کی مانند جو فساد کرنے والے ہیں فِی الْاَرْضِ زمین میں اَمْ کیا نَجْعَلُ ہم کردیں گے الْمُتَّقِیْنَ پرہیزگاروں کو كَالْفُجَّارِ بدکاروں کی مانند كِتٰبٌ ایک کتاب ہے اَنْزَلْنٰهُ ہم نے نازل کیا اسے اِلَیْكَ آپ کی طرف مُبٰرَكٌ بڑی برکت والی ہے لِّیَدَّبَّرُوْٓا تاکہ وہ غور کریں اٰیٰتِهٖ اس کی آیتوں پر وَ اور لِیَتَذَكَّرَ تاکہ نصیحت پکڑیں اُولُوا الْاَلْبَابِ عقل والے

ترجمہ:۔ اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں اُن کو فضول ہی پیدا نہیں کردیا۔ یہ تو اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ہے، چنانچہ ان کافروں کیلئے دوزخ کی شکل میں بڑی تباہی ہے۔ ۞ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، کیا ہم اُن کو ایسے لوگوں کے برابر کردیں گے جو زمین میں فساد مچاتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے؟ ۞ (اے پیغمبر!) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اس لئے اُتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور تاکہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں انہیں فضول پیدا نہیں کیا۔

۲۔ یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ہے۔

۳۔ ان کافروں کے لئے دوزخ کی شکل میں بڑی تباہی ہے۔

۴۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے کیا ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کردینگے جو زمین میں فساد مچاتے ہیں؟

۵۔ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے؟

۶۔ اے پیغمبر! یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں۔

۷۔ عقل رکھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ہم نے اس آسمان وزمین اور جو بھی ان دونوں چیزوں کے درمیان ہیں یعنی شجر حجر، انسان اور جانور، چرند پرند وغیرہ ان ساری چیزوں کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے، اور سب سے بڑا مقصد ان چیزوں کو پیدا کرنے کا یہ ہے کہ انسان ان چیزوں کی پیدائش، بناوٹ وخلقت پر غور وفکر کرے، جب کوئی شخص ان چیزوں پر غور کریگا تو اسے ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کے بارے میں معلوم ہوگا کہ یہ چیزیں جو ہم ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اتنی بڑی بھی ہیں کہ جنہیں ہماری آنکھیں پورا گھیر بھی نہیں سکتیں اور اتنی چھوٹی بھی ہیں کہ ہم کسی آلہ کے بغیر اسے دیکھ بھی نہیں سکتے، تو یقیناً انکا پیدا کرنے والا بڑی قدرت کا مالک ہے اور ایسے ہی خالق کی ہمیں عبادت کرنی چاہیئے، اسطرح ان چیزوں پر غور وفکر کرکے انسان اپنے مالک کو پہچان سکتا ہے، مگر یہ جو کفار ومشرکین ہیں انکا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان سب چیزوں کو ایسے ہی بغیر مقصد کے پیدا کیا ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی اور ہمیں وہاں اپنے کئے کا حساب دینا نہیں ہوگا، اللہ تعالی اس جیسی سوچ رکھنے والوں کو تنبیہ کررہے ہیں کہ جو کوئی اس طرح کی سوچ رکھے گا اور اللہ کی قدرت اور اسکے خالق ہونے کا انکار کریگا تو ایسے لوگوں کو یہی خالق و مالک کل قیامت کے دن جہنم کی آگ میں ڈال کر ہلاک کردے گا، یہ سزا انہیں انکے اعمال کے بدلہ میں ہے اور اس دن کے جھٹلانے کے نتیجہ میں انہیں دی جائے گی۔ سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۱ میں عقلمندوں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا معلوم یہ ہوا کہ کائنات کا ہر ذرہ کسی نہ کسی مقصد سے پیدا کیا گیا ہے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار، بے مقصد پیدا کیا اور تم یہ سوچتے ہو کہ تمہیں دوبارہ اللہ کے پاس نہیں لوٹنا ہے؟۔ اللہ تعالی ایمان والوں اور کافروں کے درمیان عدم برابری کو واضح کررہے ہیں اور ان مشرکین کو آگاہ کررہے ہیں کہ جو نیک ہوگا، مومن ہوگا، صالح ہوگا، جو اپنے رسول پر ایمان لایا ہوگا، انکی باتوں کو سچ مانا ہوگا اسکا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے اور ان جیسے لوگوں کی جزا بھی بہت عمدہ ہوگی إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ النَّعِيْمِ (القلم ۳۴) بیشک متقی اپنے رب کے ہاں نعمتوں کے باغات میں ہوں گے لیکن تم جیسے کافروں کی جزا تو بہت خطرناک ہوگی، دہکتی آگ میں تمہیں ڈالا جائے گا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء ۱۵۱) اور ہم نے کافروں کے لئے توہین آمیز عذاب تیار کررکھا ہے تو اب بتاؤ کہ ایک تو وہ ہے جسے اللہ نے اس کے اعمال کے بدلے نعمتوں سے نوازا اور ایک وہ ہے جسے اسکے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں ڈالا گیا، تو کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ ایک کو تو انعامات ملے ہیں اور دوسرے کو سزا تو یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے ان کی طرح بنادیں گے جو

زمین میں فساد کرتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح بنادیں گے؟ یہ تو تھا ان مخلوقات کو پیدا کرنے کا مقصد کہ ان کے ذریعہ ان کے خالق و مالک تک رسائی ہوجائے اور اب جو کتاب اللہ نے بھیجی ہے اسکا کیا مقصد ہے؟ کہا گیا کہ جو کلام اللہ نے نازل کیا اور اپنے رسول پر اسے اتارا وہ بابرکت ہے، بابرکت اس طور سے کہ اس کلام میں اللہ نے دلوں کی شفاء رکھی ہے اس کلام کے ذریعہ بندوں کی زندگی میں چین وسکون بھی آتا ہے اور رنج وغم دور بھی ہوتا ہے اور اس کلام کے ذریعہ انسان کی زندگی سنور بھی جاتی ہے اور بھی بہت سی برکتیں اس پاک کتاب میں پوشیدہ ہیں کہ اگر انسان اس کتاب میں غور وفکر کریگا تو اسے پتا چل جائیگا اور جو جتنا اس کلام کو سمجھے گا اسے اتنا ہی فائدہ پہنچے گا اور اس کتاب کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کتاب میں غور وفکر کیا جائے، اس میں موجود احکامات کا پتہ لگایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں پر ''لِيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهٖ'' کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عمل کے ذریعہ اس کتاب کی اتباع کی جائے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن کے الفاظ کو یاد کرکے اسکے احکامات کو ضائع کرکے (یعنی اس پر عمل نہ کرکے) کوئی اس کتاب میں غور نہیں کرسکتا، ہاں البتہ اس وقت یہ تو کہا جائیگا کہ اس نے پورا قرآن تو پڑھ لیا مگر اس قرآن نے نہ تو اسکے اخلاق کو بہتر بنایا اور نہ ہی اسکے عمل کو، کیونکہ اس نے کلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی غرض سے نہیں پڑھا۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۱۹۵) آگے اللہ تعالی بھی یہی فرمارہے ہیں کہ اس قرآن سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور نصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں اور عقلمند آدمی کی یہ نشانی ہے کہ وہ کوئی بھی چیز پڑھتا ہے تو بغیر سمجھے آگے نہیں بڑھتا۔ ہمیں بھی آج سے یہ عہد کرلینا ہے کہ ہم جتنا بھی قرآن پڑھیں گے اسے سمجھنے کی کوشش کرینگے اور اس میں جو احکامات بیان کئے گئے ہیں اس پر عمل کرینگے۔ ان شاء اللہ۔

﴿درس نمبر ۱۷۹﴾ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے ﴿صٓ ۳۰ تا ۳۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔وَ اور وَهَبْنَا ہم نے عطا کیا لِدَاوٗدَ داود کو سُلَيْمٰنَ سلیمان نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھا اِنَّهٗ بلاشبہ وہ اَوَّابٌ بہت رجوع کرنے والا تھا اِذْ جب عُرِضَ پیش کیے گئے عَلَيْهِ اس پر بِالْعَشِيِّ شام کے وقت الصّٰفِنٰتُ اصیل تیز رو الْجِيَادُ عمدہ فَقَالَ تو اس نے کہا اِنِّيْۤ بلاشبہ میں نے اَحْبَبْتُ محبوب رکھا ہے حُبَّ الْخَيْرِ

مال کی محبت کو عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّیۡ اپنے رب کی یاد کی وجہ سے حَتّٰی یہاں تک کہ تَوَارَتۡ چھپ گئے بِالۡحِجَابِ اوٹ میں رُدُّوۡهَا ان کو واپس لاؤ عَلَیَّ میرے پاس فَطَفِقَ تو وہ لگے مَسۡحًۢا پھیرنے بِالسُّوۡقِ پنڈلیوں پر وَاور الۡاَعۡنَاقِ گردنوں پر

ترجمہ:۔ اور ہم نے داود کو سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا، وہ بہترین بندے تھے، واقعی وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے O (وہ ایک یادگار وقت تھا) جب اُن کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے O تو انہوں نے کہا: ”میں نے اس دولت کی محبت اپنے پروردگار کی یاد ہی کی وجہ سے اختیار کی ہے“ یہاں تک کہ وہ اوٹ میں چھپ گئے O (اس پر انہوں نے کہا:) ”ان کو میرے پاس واپس لے آؤ، چنانچہ وہ (اُن کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ ۲۔ وہ بہترین بندے تھے۔

۳۔ واقعی وہ اللہ سے خوب لگاؤ لگائے ہوئے تھے۔

۴۔ جب ان کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے۔

۵۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے پروردگار کی یاد پر ان گھوڑوں کی محبت کو ترجیح دی۔

۶۔ یہاں تک کہ آفتاب چھپ گیا ۷۔ انہوں نے کہا ان کو میرے پاس لے آو۔

۸۔ جب وہ آئے تو وہ انکی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ان آیات میں کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نیک و فرمانبردار بیٹے کی شکل میں حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کیا، جو اپنے والد ہی کی طرح اللہ سے بڑے لو لگانے والے تھے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیٹے کی شکل میں حضرت سلیمان عطا کیا تو داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے چند سوالات کئے کہ اے بیٹے! سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کی جانب سے عطا کردہ اطمینان، پھر پوچھا کہ سب سے بری چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا ایمان لانے کے بعد کفر کرنا، پھر پوچھا کہ سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان رحمت کا معاملہ کرنا، پھر پوچھا کہ سب سے ٹھنڈی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا اللہ کا انسانوں کو درگزر کرنا اور انسانوں کا ایک دوسرے کو درگزر کرنا، اسکے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اب تم نبی بن چکے ہو۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۱۷۵)

اسکے بعد بیان کیا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں سے محبت تھی اور یہ محبت اس لئے نہیں تھی کہ یہ

مال و دولت انکے پاس ہے بلکہ ان سے محبت اس لئے تھی کہ یہ اللہ کی نعمت ہے جو اللہ نے انہیں عطا کی ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، صرف اللہ کی خاطر ان گھوڑوں سے انہیں محبت تھی نہ کہ دنیا کی محبت میں، بعض مفسرین نے کہا کہ یہ گھوڑے اللہ تعالی نے بطور خاص آپ کو عطا فرمائے تھے جو کہ سمندر سے نکلے تھے اور جنہیں پر بھی تھے، بعض مفسرین نے کہا، مگر یہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب وہ گھوڑے آپ کی آنکھوں سے دور ہوجاتے تو آپ ان کے لئے تھوڑا سا بے چین ہوجاتے اور انہیں اپنے پاس بلا بھیجتے پھر ان پر محبت سے ہاتھ پھیر کر دل کو سکون پہنچاتے۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۲﴾ ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی ﴿صٓ ۳۴۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ O قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق فَتَنَّا ہم نے آزمایا سُلَيْمٰنَ سلیمان کو وَ اور اَلْقَيْنَا ہم نے ڈالا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ اس کی کرسی پر جَسَدًا ایک دھڑ ثُمَّ پھر اَنَابَ وہ رجوع ہوا قَالَ اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب! اغْفِرْ تو بخش دے لِيْ مجھے وَ اور هَبْ تو عطا کر لِيْ مجھے مُلْكًا ایسی بادشاہی کہ لَّا يَنْۢبَغِيْ لائقنہ ہو لِاَحَدٍ کسی کے لیے مِّنْۢ بَعْدِيْ میرے بعد اِنَّكَ اَنْتَ بلاشبہ تو ہی ہے الْوَهَّابُ بہت عطا کرنے والا۔

ترجمہ:۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی اور اُن کی کرسی پر ایک دھڑ لا کر ڈال دیا تھا، پھر انہوں نے (اللہ سے) رُجوع کیا O کہنے لگے کہ "میرے پروردگار! میری بخشش فرمادے اور مجھے ایسی سلطنت بخش دے جو میرے بعد کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو۔ بیشک تیری، اور صرف تیری ہی ذات وہ ہے جو اتنی سخی داتا ہے۔"

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی۔ ۲۔ ان کی کرسی پر ایک دھڑ لا کر ڈال دیا تھا۔

۳۔ پھر انہوں نے اللہ سے رجوع کیا۔ ۴۔ کہنے لگے کہ میرے پروردگار! میری بخشش فرمادے۔

۵۔ مجھے ایسی سلطنت بخش دے جو میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہو۔

۶۔ بے شک تیری ہی ذات وہ ہے جو اتنی سخی داتا ہے۔

یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالی نے انکی کوئی آزمائش کی تھی، وہ کیا

آزمائش تھی؟اس سے متعلق بہت ساری اسرائیلی روایات ہیں جواس بارے میں بیان کی گئی ہیں مگروہ روایتیں بھی ایسی ہیں جن کا بیان کرنا گویا نبی کی شان میں کمی کرنے کے مترادف ہے اس لئے ان جیسی روایتوں کو بیان نہ کیا جائے تو بہتر ہے، ہاں! البتہ ایک روایت صحیح حدیث سے ثابت ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات اپنی سو یا ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اوران میں سے ہر ایک سے ایسا گھوڑسوار مجاہد پیدا ہوگا جو اللہ کے راستے میں جہاد کریگا، ان کے ساتھی نے ان سے کہا ان شاء اللہ کہہ دو مگر انھوں نے نہیں کہا چنانچہ ان سب بیویوں میں سے سوائے ایک کے کسی کو حمل نہ ٹہرا اور جسے حمل ٹہرا تھا وہ بھی ناقص تھا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو ان سب بیویوں کو مجاہد لڑکا پیدا ہوتا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔(بخاری ۲۸۱۹) یہ واقعہ صحیح روایات سے ثابت ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کی آزمائش کی ہو، اس آزمائش کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالی نے آپ کی بادشاہت کو آپ سے چھین لیا اور آپ کی جگہ آپ کی صورت میں دوسرے کو آپ کے تخت پر بٹھادیا، اب سوال یہ ہے کہ وہ کون شخص تھا جسے اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کی جگہ بادشاہ بنا کر بٹھادیا تو بعض روایات میں یہ تذکرہ ہے کہ وہ شیطان تھا جسے اللہ تعالی نے اس تخت پر بٹھایا اور وہ چالیس دن تک اسی تخت پر بیٹھا حکمرانی کرتا رہا۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ ص،۱۸۵) بہرحال جیسی بھی آزمائش اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کی کی وہی بہتر جانتا ہے اور جب آپ پر یہ آزمائش کا سخت دور آیا تو آپ اللہ کی جانب فورا رجوع ہوگئے اور اپنی بھول پر اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگنے لگے، آخرکار اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ کی اس بھول چوک کو معاف فرمادیا، اسی کو اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ اَنَابَ غلطی کا ہونا انسانی فطرت ہے، لیکن اس غلطی پر اللہ سے معافی مانگنا یہی اصل بندگی ہے اور جو اپنی غلطی پر شرمندہ نہ ہو اور اللہ سے معافی نہ مانگے وہ انسان نہیں بلکہ شیطان ہوتا ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ بَنِیْٓ اٰدَمَ خَطَّاۗءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْن ہر بنی آدم خطا کرنے والا ہوتا ہے لیکن خطا کرنے والوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو سب سے زیادہ توبہ بھی کرنے والے ہوں۔(ترمذی ۲۴۹۹) اپنی خطاؤں پر نادم وشرمندہ ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اپنی خطا پر اللہ سے معافی مانگی لیکن غلطی کرکے اس پر ڈٹے رہنا اور معافی نہ مانگنا یہ شیطان کا طریقہ ہے، ہمیں اپنے اندر انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت کو پیدا کرنا چاہئے نہ کہ شیطان کی، اللہ تعالی ہمیں توبہ کرنے والوں میں شامل فرمائے آمین، پھر آگے جب اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خطاء کو معاف فرمادیا تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! آپ نے مجھ سے یہ حکومت چھینی تھی اب مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو ایسی حکومت نہ ملے، چنانچہ اللہ تعالی نے وہ دعا قبول فرمائی اور ہواؤں جنات اور چرند پرند سب کو آپ کے تابع کردیا۔

﴿ درس نمبر ۱۷۹۳ ﴾ **ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں کر دیا** ﴿ صٓ ۳۶ تا ۴۰ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ O وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ O وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ O هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ O وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔فَسَخَّرْنَا چنانچہ ہم نے تابع کر دی لَهُ اس کے الرِّيحَ ہوا تَجْرِي وہ چلتی ہے بِأَمْرِهِ اس کے حکم سے رُخَاءً نرمی سے حَيْثُ أَصَابَ جہاں کا وہ ارادہ کرتا ہے وَاور الشَّيَاطِينَ شیطانوں کو كُلَّ ہر بَنَّاءٍ عمارت بنانے والے وَاور غَوَّاصٍ غوطہ لگانے والے کو وَ اور آخَرِينَ دوسروں کو مُقَرَّنِينَ جکڑے ہوئے تھے فِي الْأَصْفَادِ زنجیروں میں هَٰذَا یہ ہے عَطَاؤُنَا ہماری بخشش فَامْنُنْ پھر احسان کر أَوْ یا أَمْسِكْ محفوظ رکھ بِغَيْرِ نہیں ہوگا حِسَابٍ کوئی حساب وَ اور إِنَّ بے شک لَهُ اس کے لیے عِنْدَنَا ہمارے پاس لَزُلْفَىٰ البتہ بڑا قرب ہے وَ اور حُسْنَ اچھا مَآبٍ ٹھکانا ہے

ترجمہ: ۔ چنانچہ ہم نے ہوا کو اُن کے قابو میں کر دیا جو اُن کے حکم سے جہاں وہ چاہتے، ہموار ہو کر چلا کرتی تھی O اور شریر جنات بھی اُن کے قابو میں دے دیئے تھے، جن میں ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور شامل تھے O اور کچھ وہ جنات جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے O (اور اُن سے کہا تھا کہ) "یہ ہمارا عطیہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ احسان کر کے کسی کو کچھ دو، یا اپنے پاس رکھو، تم پر کسی حساب کی ذمہ داری نہیں ہے۔" O اور حقیقت یہ ہے کہ اُن کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے، اور بہترین ٹھکانا!

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے ہوا کو ان کے قابو میں کر دیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے ہموار ہو کر چلا کرتی تھی۔

۲۔شریر جنات بھی ان کے قابو میں دیدئے تھے جن میں ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور شامل تھے۔

۳۔اسکے علاوہ کچھ وہ جنات بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔

۴۔ہم نے ان سے کہا تھا کہ یہ ہمارا عطیہ ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ تم احسان کر کے کسی کو کچھ دو یا اپنے پاس رکھو۔

۵۔تم پر کسی حساب کی ذمہ داری نہیں۔

۶۔حقیقت یہ ہے کہ ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔

پچھلی آیتوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا ذکر تھا کہ انہوں نے اللہ تعالی سے ایک عظیم سلطنت

عطا کرنے کی درخواست کی تھی، اس درخواست کی قبولیت کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی نے انکی دعا کی وجہ سے انہیں ہواؤں پر اختیار دیا کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے وہ ہوائیں انہیں لیکر چلا کرتیں، کئی کئی دنوں کا سفر اس کے ذریعہ آپ چند گھنٹوں میں پورا کر لیتے، اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے شریر شیاطین کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا کہ وہ آپ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے تھے اور جو آپ انہیں حکم دیتے وہ اسے پورا کرتے، آپ کے حکم پر اونچی اونچی عمارتیں تیار کرتے اور ان کے حکم پر سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر موتیاں نکال لاتے، ان کے علاوہ بھی کچھ جنات ایسے تھے جو دیگر لوگوں کو پریشان کیا کرتے تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر قیدی بنا کر رکھا تھا تا کہ ان کے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھا جا سکے، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۱ اور ۸۲ میں بھی اللہ تعالی نے اسکا تذکرہ فرمایا اور سورہ سبأ کی آیت نمبر ۱۲ میں بھی اسکا تذکرہ موجود ہے وہاں پر تفصیل سے یہ واقعہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اے سلیمان! آپ کی دعا پر ہم نے آپ کو یہ عطیہ عطا کیا ہے اب آپ کی مرضی اور آپ کو اس بات کا اختیار ہے کہ چاہے تو آپ اس دولت کو اپنے پاس رکھیں یا اس دولت کو بانٹتے پھریں، آپ کی اس سلسلہ میں کوئی سرزنش نہیں کی جائے گی، فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اب تو احسان کر یا روک رکھ کچھ حساب نہیں بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جن جنات کو اللہ تعالی نے آپ کے تابع کر دیا ان جنات میں سے جسے چاہے آپ آزاد کر دیں اور جسے چاہے آپ اپنے پاس رکھیں، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں کئی ایک بیویاں تھیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ میں ان میں سے ہر ایک کے پاس اس رات جاؤں گا اور اس سے ان سب کو حمل ٹھہریگا، تو انہی بیویوں کے بارے میں یہاں کہا گیا کہ آپ ان بیویوں میں سے جن کو چاہے اپنے پاس رکھو اور جنہیں چاہے اپنے نکاح سے آزاد کر دو، جو نعمتیں اللہ تعالی نے آپ کو عطا کی ہیں ان میں سے آپ جسے چاہے دیں، جسے چاہے نہ دیں آپ کو اختیار ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۲۰۸) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ سلیمان نے اپنی لغزش پر اللہ سے توبہ کی اور اپنی اس لغزش پر معافی مانگی جس کی وجہ سے ان کا مرتبہ ہمارے نزدیک بہت ہی اونچا ہے اور وہ ہم سے بہت قریب ہیں اور آخرت میں تو انہیں بہتر سے بہتر مقام عطا کیا جائیگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۴﴾ ہم نے کہا اپنے پیر زمین پر مارو ﴿صٓ ۴۱۔تا۔۴۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ

بِرِجۡلِكَ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنَّا وَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ○ وَخُذۡ بِيَدِكَ ضِغۡثًا فَاضۡرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحۡنَثۡ ؕ اِنَّا وَجَدۡنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اذۡکُرۡ آپ یاد کریں عَبۡدَنَاۤ اَیُّوۡبَ ہمارے بندے ایوب کو اِذۡ جب نَادٰی اس نے پکارا رَبَّهٗۤ اپنے رب کو اَنِّیۡ کہ بلاشبہ مَسَّنِیَ پہنچائی مجھے الشَّیۡطٰنُ شیطان نے بِنُصۡبٍ تکلیف وَّ اور عَذَابٍ ایذا اُرۡکُضۡ تو مار بِرِجۡلِكَ اپنا پیر هٰذَا یہ مُغۡتَسَلٌۢ غسل کرنے کو بَارِدٌ ٹھنڈا وَّ اور شَرَابٌ پینے کو وَ اور وَهَبۡنَا ہم نے عطا کیے لَهٗۤ اس کو اَهۡلَهٗ اس کے گھر والے وَ اور مِثۡلَهُمۡ ان کے برابر مزید مَّعَهُمۡ ان کے ساتھ رَحۡمَةً مِّنَّا اپنی رحمت سے وَ اور ذِكۡرٰى نصیحت لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ عقلمندوں کے لیے وَ اور خُذۡ تو پکڑ بِيَدِكَ اپنے ہاتھ میں ضِغۡثًا ایک مٹھا تنکوں کا فَاضۡرِبْ اور مار بِّهٖ اس کے ساتھ وَ اور لَا نہ تَحۡنَثۡ توڑ قسم اِنَّا بے شک ہم نے وَجَدۡنٰهُ پایا اس کو صَابِرًا صابر نِعۡمَ الۡعَبۡدُ اچھا بندہ تھا اِنَّهٗۤ بلاشبہ وہ اَوَّابٌ بہت رجوع کرنے والا تھا

ترجمہ:۔ اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، جب اُنھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ ''شیطان مجھے دُکھ اور آزار لگا گیا ہے ○ ہم نے اُن سے کہا ''اپنا پاؤں زمین پر مارو لو! یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لئے بھی، اور پینے کے لئے بھی۔'' ○ اور (اس طرح) ہم نے اُنھیں اُن کے گھر والے بھی عطا کردیئے، اور اُن کے ساتھ اُتنے ہی اور بھی، تاکہ اُن پر ہماری رحمت ہو، اور عقل والوں کے لئے ایک یادگار نصیحت ○ اور (ہم نے اُن سے یہ بھی کہا کہ) ''اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو، اور اُس سے مار دو، اور اپنی قسم مت توڑو۔'' حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اُنھیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعی وہ اللہ سے خوب لَو لگائے ہوئے تھے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔

۲۔ جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ شیطان مجھے دکھ اور تکلیف لگا گیا۔

۳۔ ہم نے کہا اپنے پاؤں زمین پر مارلو۔

۴۔ یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لئے بھی اور پینے کے لئے بھی۔

۵۔ ہم نے انھیں انکے گھر والے عطا کئے۔

۶۔ انکے ساتھ اتنے ہی اور بھی۔

۷۔ تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو۔

۸۔ عقل والوں کے لئے یادگار نصیحت ہو۔

۹۔ ہم نے ان سے کہا کہ اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر تنکے لو۔

۱۰۔ اس سے ماردو اور اپنی قسم توڑ دو۔

۱۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انھیں صبر کرنے والا پایا۔

۱۲۔ وہ بہترین بندے تھے۔ ۱۳۔ اللہ سے خوب لو لگانے والے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق یہ واقعات اللہ تعالی اپنے نبی سے اس لئے ذکر فرما رہے ہیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ان سے پہلے کتنے انبیاء نے بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر سے کام لیا، ان واقعات کو سن کر آپ کو بھی ان مشرکوں کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں پر صبر کرنے میں آسانی ہو اور دوسرے لوگ ان واقعات کو دیکھ کر نصیحت حاصل کریں الغرض اللہ تعالی اپنے نبی سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! ذرا حضرت ایوب علیہ کا قصہ تو یاد کرو کہ جب اللہ تعالی نے انکو آزمائش میں ڈالا تو اس آزمائش کی تاب نہ لا کر آخر کار انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب اب مجھ میں اس آزمائش کی طاقت باقی نہیں رہی، اس شیطان کی وجہ سے مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے، آپ مجھے اس آزمائش سے نجات عطا کیجئے، چنانچہ اللہ تعالی نے انکی دعا قبول فرمائی اور کہا کہ اے ایوب! اپنے پیر زمین پر مارو اس سے پانی نکلے گا پھر پانی سے تم غسل کرو اور اس پانی کو پیو اس سے تمہاری تکلیف ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی اٹھارہ سال آزمائش کی اس حال میں سارے تعلق رکھنے والے آپ سے دور ہو گئے سوائے دو آدمیوں کے جو آپ کے مخلص دوست تھے، ان دونوں میں سے ایک نے اپنے دوست سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ ایوب نے کوئی ایسی غلطی کی ہے جو اب تک کسی نے نہیں کی، اس ساتھی نے کہا وہ کیوں؟ اس نے کہا اٹھارہ سال سے اللہ تعالی نے ان پر رحم نہیں کیا اور انکی تکلیف کو دور نہیں کیا (یہ اسی غلطی کی وجہ سے ہے جو آپ نے کیا)، پھر وہ دونوں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس گئے اور ان میں سے ایک نے آپ سے پوچھ لیا، تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ میں دو آدمیوں کے پاس سے گزر رہا تھا جو آپس میں جھگڑ رہے تھے اور اس درمیان اللہ کا نام لے رہے تھے، مجھے یہ پسند نہ آیا کہ وہ اپنے جھگڑے کے بیچ اللہ کا نام بغیر کسی حق کے لیں تو میں نے ان کے جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی، راوی نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے جاتے تو آپ کی زوجہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر لیجاتیں اور لے آتیں، ایک دن آپ کی زوجہ نے آنے میں کچھ تاخیر کی (جس پر آپ نے اللہ کو مدد کے لئے پکارا) تو اللہ تعالی نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ اپنے پیر کو زمین پر رگڑو، آپ نے پیر رگڑے جس سے پانی نکلا اس پانی سے آپ کو نہانے اور پینے کے لئے کہا گیا آپ نے ایسا ہی کیا تو آپ پہلے جیسے تندرست ہو گئے پھر جب آپ کی زوجہ آپ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ کوئی خوبصورت صحت مند انسان بیٹھا ہوا ہے آپ نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کو برکت دے یہاں ایک نبی تھے جو کچھ بیمار تھے، اللہ کی قسم! اگر وہ صحت مند ہوتے تو بالکل تم سے بہت مشابہ ہوتے، اس پر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ وہ نبی میں ہی ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ کے پاس دو کھلیان تھے ایک گیہوں کا دوسرا جو کا، اللہ تعالی نے دو بادلوں کو بھیجا، ایک

بادل گیہوں کے کھلیان پر سونا برسانے لگا تو دوسرا جو کے کھلیان پر سونا برسانے لگا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۳۔ص،۲۰۸)

جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار تھے انکی اہلیہ کے سوا سب لوگ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے جب انکی بیماری دور ہوئی تو جو لوگ چلے گئے تھے وہ پھر واپس آ گئے اور اللہ نے انکی اولاد میں اور برکت دی اسی کو یہاں بیان کیا گیا وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ ۔ یہ اللہ کی رحمت تھی جو اس نے آپ پر کی اور اس واقعہ میں عقلمندوں کے لئے ایک نصیحت بھی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اسی طرح آزماتا ہے جب وہ اس آزمائش پر پورے اترتے ہیں تو انکی اس آزمائش کو ختم بھی فرما دیتے ہیں، ہر حال میں ایمان اللہ پر ہونا چاہئے ایسا نہیں کہ کچھ آزمائشیں اور مصیبتیں انسان پر آ جائیں اور وہ اللہ سے شکوہ شکایت کرنے لگے یہ کسی مومن کی شان نہیں ہے بلکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ کی آزمائشوں پر صبر کرے۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبریاں سنا دو۔ (البقرہ ۱۵۵)

اگلی آیت میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک اور واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے، واقعہ یہ ہوا کہ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ سے طبیب کی صورت میں ملاقات کی، آپ کی بیوی نے اسے علاج کرنے کو کہا تو شیطان نے کہا کہ میں انکا علاج کروں گا مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ جب وہ صحت یاب ہو جائیں تو انہیں یہ کہنا ہوگا کہ (اللہ نے نہیں) میں نے انہیں شفا دی ہے؟ آپ کی زوجہ اس بات پر راضی ہو کر آپ علیہ السلام سے مشورہ لینے کے لئے گئیں تو اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ جب میں صحت مند ہو جاؤں گا تو تمہیں سو کوڑے لگاؤں گا اور کہا کہ وہ شیطان ہے جس کی باتوں میں تم آ گئی ہو۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۲۱۲) جب آپ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے شفا دی تو آپ کو اپنی قسم پر افسوس ہوا کہ میری اس بیماری میں سب نے میرا ساتھ چھوڑ دیا سوائے میری اس بیوی کے تو میں کیسے اب اسے کوڑے لگاؤں؟ اگر کوڑے نہ لگاؤں گا تو میں قسم توڑنے والا بن جاؤں گا اور اگر قسم کو پوری کرتا ہوں تو ایک مخلص بیوی کو تکلیف دینے والا بن جاؤں گا، آپ اس فکر میں تھے کہ اللہ تعالی نے آپ پر وحی بھیجی کہ تم ایک کام کرو باریک جھاڑو کی لکڑی کی طرح سو لکڑی ایک ساتھ باندھ لو اور پھر ان سے اپنی بیوی کو ایک مار مارو، اس طرح آپ کی قسم سو کوڑے مارنے کی بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کی بیوی کو اس سے زیادہ تکلیف بھی نہیں ہوگی، اللہ تعالی آپ کی تعریف کے ذریعہ اس قصہ کا اختتام فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایوب کو بڑا صبر کرنے والا پایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام قیامت تک آنے والوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہیں بلکہ آپ تو سب کے سردار ہیں۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۱۹۶) اور وہ بہت ہی اچھے بندے اور اللہ کی جانب رجوع کرنے والے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۵﴾ **وہ جو قوت والے اور صاحب بصیرت تھے** ﴿صٓ ۴۵-تا-۴۷﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاذۡكُرۡ عِبٰدَنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ اُولِى الۡاَيۡدِىۡ وَالۡاَبۡصَارِ ۝ اِنَّاۤ اَخۡلَصۡنٰهُمۡ بِخَالِصَةٍ ذِكۡرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اذۡكُرۡ اور یاد کیجئے عِبٰدَنَاۤ ہمارے بندوں اِبۡرٰهِيۡمَ ابراہیم وَ اور اِسۡحٰقَ اسحاق وَ اور يَعۡقُوۡبَ یعقوب کو اُولِى الۡاَيۡدِىۡ وَالۡاَبۡصَارِ جو اصحابِ قوت اور بصیرت تھے اِنَّاۤ بے شک ہم نے اَخۡلَصۡنٰهُمۡ چن لیا تھا بِخَالِصَةٍ ایک خاص کے ساتھ ذِكۡرَى الدَّارِ یاد آخرت وَ اور اِنَّهُمۡ بے شک وہ عِنۡدَنَا ہمارے نزدیک لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ البتہ برگزیدہ بہترین بندوں میں سے تھے

ترجمہ:۔ اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو (نیک عمل کرنے والے) ہاتھ اور (دیکھنے والی) آنکھیں رکھتے تھے ۝ ہم نے اُنہیں ایک خاص وصف کے لئے چن لیا تھا، جو (آخرت کے) حقیقی گھر کی یاد تھی ۝ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہمارے بندوں میں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کو یاد کرو جو قوت والے اور صاحبِ بصیرت تھے۔

۲۔ ہم نے انہیں ایک خاص وصف کے لئے چن لیا جو حقیقی گھر کی یاد تھی۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو کہ انہوں نے صبر سے کام لیا؟، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اللہ کی خاطر اس تکلیف پر صبر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے انکے اس صبر کے بدلہ اس آگ کو ہی ٹھنڈا کر دیا، اسکے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام نے اپنی قوم بنواسرائیل کو دعوت دیتے وقت جو تکلیفیں انہیں پہنچی اس پر انہوں نے بھی صبر سے کام لیا، اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹے یوسف کی جدائی میں رو رو کر جو حال تھا اس پر انہوں نے صبر سے کام لیا اور وہ اللہ سے دعاء و مناجات کرتے رہے، انکے انہی مناجات و دعاوں کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالی نے انہیں ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملادیا اور آپ کی کھوئی ہوئی بینائی بھی واپس کردی، ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات آپ کے سامنے بیان کئے جارہے ہیں تاکہ آپ کو بھی ان مشرکین کی ایذاوں پر صبر کرنے میں ہمت اور مدد ملے اور

جس طرح ان انبیاء کرام علیہم السلام کے صبر کرنے کی وجہ سے انکی مدد کی گئی اسی طرح آپ کی بھی مدد کی جائے گی اور ان مشرکین کو ہلاک کیا جائے گا بس آپ تھوڑا سا صبر کیجئے پھر دیکھئے کہ اللہ کیا کرتا ہے؟ یہ انبیاء کرام علیھم السلام بڑی قوت والے تھے کہ وہ اللہ کے نافذ کردہ امور کو بخوبی انجام دیتے تھے اور اسکے ادا کرنے میں کسی قسم کی تکلیف و پریشانی کا خیال بھی نہیں کرتے تھے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں بصیرت وسمجھ اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی، یہ انبیاء کرام علیہم السلام اس وجہ سے صبر کرتے رہے کہ ہم نے انکے اور انکے لوگوں کو اسلام کی جانب بلانے انہیں اطاعت پر ابھارنے کی وجہ سے آخرت کا گھر خاص کر دیا اور یہ انبیاء کرام علیھم السلام اللہ کے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام وہ بھی نبی، انکے بیٹے حضرت اسحٰق وہ بھی نبی، انکے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام وہ بھی نبی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبوت کو انکی نسل میں باقی رکھا، یہ اللہ کا خاص انعام حضرت ابرہیم علیہم السلام پر ہوا۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۶﴾ متقیوں کا آخری ٹھکانہ بہترین ہوگا ﴿صٓ ۴۸-تا-۵۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اذْكُرْ یاد کیجئے إِسْمٰعِيْلَ اسماعیل وَ اور الْيَسَعَ یسع وَ اور ذَا الْكِفْلِ ذوالکفل کو وَ اور كُلٌّ ہر ایک مِّنَ الْأَخْيَارِ نیکوں میں سے تھا هٰذَا یہ ذِكْرٌ ایک نصیحت ہے وَ اور إِنَّ بے شک لِلْمُتَّقِيْنَ متقیوں کے لیے لَحُسْنَ مَاٰبٍ البتہ اچھا ٹھکانا ہے جَنّٰتِ باغات ہیں عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے مُّفَتَّحَةً کھلے ہوں گے لَّهُمُ ان کے لیے الْأَبْوَابُ دروازے مُتَّكِئِيْنَ تکیہ لگائے ہوں گے فِيْهَا ان میں يَدْعُوْنَ وہ منگوائیں گے فِيْهَا ان میں بِفَاكِهَةٍ میوے كَثِيْرَةٍ بہت سے وَّ اور شَرَابٍ مشروبات وَ اور عِنْدَهُمْ ان کے پاس ہوں گے قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ نیچی نگاہ رکھنے والیاں أَتْرَابٌ ہم عمر

ترجمہ:۔ اور اِسماعیل اور اَلیسع اور ذُوالکفل کو یاد کرو۔ اور یہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔ ۝ یہ سب کچھ ایک نصیحت کا پیغام ہے اور یقین جانو کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں، آخری ٹھکانے کی بہتری اُنہی کے حصے میں آئے گی ۝ یعنی ہمیشہ بسے رہنے کے لئے جنتیں جن کے دروازے اُن کے لئے پوری طرح کھلے ہوں گے ۝ جہاں وہ تکیہ لگائے ہوئے بہت سے میوے اور مشروبات منگوا رہے ہوں گے ۝ اور اُن کے پاس وہ ہم عمر خواتین ہوں گی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی۔

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اسماعیل، یسع اورذوالکفل کو یاد کرو۔ ۲۔یہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔

۳۔یہ سب کچھ ایک نصیحت کا پیغام ہے۔

۴۔یقین جانو جولوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں، آخری ٹھکانہ کی بہتری انہی کے حصہ میں آئے گی۔

۵۔ہمیشہ بسے رہنے کے لئے جنتیں جنکے دروازے انکے لئے پوری طرح کھلے ہونگے۔

۶۔جہاں وہ تکیہ لگائے ہوئے بہت سے میوے اورمشروبات منگوارہے ہوں گے۔

۷۔انکے پاس وہ ہم عمر خواتین ہوں گی جنکی نگاہیں اپنے شوہروں پر مرکوز ہوں گی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کے ساتھ دیگر دو انبیاء حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان انبیاء کے بارے میں بھی جان لیجئے اور انکا قصہ ان مشرکین کو سنائیے تاکہ آپ کو بھی صبر کرنے میں آسانی ہو اور یہ مشرکین بھی ان واقعات سے کچھ نصیحت حاصل کرسکیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے اور اکثر مفسرین کے نزدیک ذبح کا قصہ آپ ہی کی جانب منسوب ہے، اور حضرت یسع کون تھے اس بارے میں امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے جو بعد میں نبی بنے جو بنواسرائیل کی جانب بھیجے گئے تھے، اسکے بعد حضرت ذوالکفل کے بارے میں بیان کیا گیا کہ وہ حضرت یسع علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے، انکی نبوت کے بارے میں بعض نے اختلاف کیا ہے مگر امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ نبی تھے ۔(التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۲۱۳)
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صبر کے واقعات تو معلوم ہیں کہ کس طرح وہ اپنے والد کے خواب کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہوگئے، مگر حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کے واقعات کیا ہیں؟ اسکا کسی جگہ تذکرہ نہیں ہے، قرآن کریم میں حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کا تذکرہ آیا ہے، حضرت یسع کا ذکر اس آیت میں اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۸۶ میں ہے، مگر آپ کا کوئی بھی واقعہ بیان نہیں کیا گیا، صرف نام ذکر کیا گیا ہے، اوراسی طرح حضرت ذوالکفل کا نام اس آیت میں اور سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۵ میں ہے، مگر آپ کا بھی کوئی واقعہ مذکور نہیں ہے، سوائے ایک حدیث کے جسے امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ میں اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو ایک دو بار یا سات بار بھی سنتا تو بیان نہ کرتا مگر میں نے یہ حدیث کئی مرتبہ آپ سے سنی کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک عورت اس سے مدد مانگنے آئی تو اس نے اسے ساٹھ دینار دیئے اس لئے کہ وہ اس سے بدکاری کرے، جب وہ اسکے ساتھ بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت رونے لگے، اس نے اس

عورت سے کہا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا میں نے تمہیں کوئی تکلیف دی ہے؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ میں نے یہ گناہ کبھی نہیں کیا، مجھے سخت مصیبت کی وجہ سے آپ کے پاس آنا پڑا، اس کے یہ کہنے کے بعد ذوالکفل نے کہا کہ تم یہ غلط کام کرنے جا رہی ہو جو تم نے کبھی نہیں کیا، لہٰذا تم یہ دینار بھی لے لو اور چلے جاو، پھر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! آج کے بعد میں گناہ کبھی نہیں کرونگا، پھر اس رات کے بعد اسکا انتقال ہو گیا اور اسکے دروازہ پر لکھا ہوا تھا کہ اِنَّ اللہَ قَدۡ غَفَرَ لِلۡکِفۡلِ اللہ نے ذوالکفل کی مغفرت فرمادی۔ (ترمذی ۲۴۹۶) مگر اکثر محدثین نے اس حدیث کو بہت ہی ضعیف قرار دیا ہے، یہاں اس حدیث کو ذکر کرنے کا مقصد صرف ذوالکفل سے متعلق مذکورہ روایت کو نقل کرنا ہے نہ کہ کوئی نتیجہ نکالنا۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث میں کفل کا نام ہے لیکن قرآن میں ذاالکفل بیان کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں ایک نہیں، واللہ اعلم۔ الغرض ان تمام انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمام کے تمام سب سے بہترین لوگ تھے جو اللہ کی خاطر ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھے مگر ایمان سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں تھے، ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ سب واقعات جو تمہارے سامنے بیان کئے گئے ہیں یہ ایک نصیحت ہے جو تمہیں بیان کی گئی ہے، جو اس نصیحت کو مانے گا وہ کامیاب ہوگا اور نہ ماننے والا خسارہ میں رہ جائیگا، اصل بات تو یہ ہے جو لوگ متقی ہوتے ہیں، اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے رہنے کیلئے بہترین جگہ اللہ تعالی نے تیار کر رکھی ہے اور وہ جنت ہے جو ہمیشہ رہے گی، کوئی اس جگہ کو مٹا نہیں سکے گا، اس جنت کے دروازے ان متقیوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں، جس دروازے سے وہ آنا چاہیں گے آ سکیں گے، ملائکہ انکے استقبال میں کھڑے ہوئے ہونگے ان کا شاندار استقبال کیا جائے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کریگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق ہیں (ترمذی ۲۴۹۶) پھر جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو انکے بیٹھنے کے لئے خاص جگہ ہوگی جہاں وہ تکیے لگائے آرام سے بیٹھے ہونگے اور قسم قسم کے میوے اور پینے کے لئے مختلف قسم کے مشروبات منگوا رہے ہونگے اور انکے آرام کے لئے جنت میں ایسی خوبصورت اور نیک سیرت بیویاں ہوں گی جو اپنے اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی۔ یہ سب نعمتیں اللہ انکے اعمال حسنہ کے بدلہ عطا کرے گا جو کہ اللہ کا وعدہ ہے،

﴿درس نمبر ۱۷۹۷﴾ یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ﴿صٓ ۵۳۔تا۔۵۷﴾

أَعُوۡذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِيَوۡمِ الۡحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزۡقُنَا مَا لَهٗ مِنۡ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا ؕ وَاِنَّ

لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هٰذَا یہ ہے مَا وہ جس کا تُوْعَدُوْنَ تم وعدہ دیئے جاتے تھے لِيَوْمِ الْحِسَابِ یوم حساب کے لیے اِنَّ بے شک هٰذَا یہ لَرِزْقُنَا البتہ ہمارا رزق ہے مَا نہیں ہے لَهٗ اس کے لیے مِنْ نَّفَادٍ کبھی ختم ہونا هٰذَا یہ ہے ط وَ اور اِنَّ بلاشبہ لِلطّٰغِيْنَ سرکشوں کے لیے لَشَرَّ البتہ بہت بُرا مَاٰبٍ ٹھکانا ہے جَهَنَّمَ جہنم يَصْلَوْنَهَا وہ اس میں داخل ہوں گے فَبِئْسَ پس بُری ہے الْمِهَادُ آرام کرنے کی جگہ هٰذَا یہ ہے فَلْيَذُوْقُوْهُ تو وہ چکھیں اس کو حَمِيْمٌ کھولتا ہوا پانی وَّ اور غَسَّاقٌ پیپ

ترجمہ:۔ یہ ہے وہ (نعمتوں سے بھر پور زندگی) جس کا تم سے روزِ حساب میں وعدہ کیا گیا ہے ۔O بیشک یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں O ایک طرف تو یہ ہے، اور (دوسری طرف) جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی ہے، یقین جانو، اُن کا آخری ٹھکانا بہت بُرا ہوگا O یعنی دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے! پھر وہ اُن کا بدترین بستر بنے گا O یہ ہے کھولتا ہوا پانی اور پیپ! اب وہ اس کا مزہ چکھیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ ہے وہ نعمتوں سے بھر پور زندگی جسکا تم سے روز حساب میں وعدہ کیا گیا ہے۔

۲۔ بے شک یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

۳۔ ایک طرف تو یہ ہے اور دوسری طرف جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی ہے یقین جانو انکا آخری ٹھکانہ بہت برا ہوگا۔

۴۔ یعنی دوزخ جس میں وہ داخل ہونگے۔

۵۔ وہ انکا بدترین بستر بنے گا۔

۶۔ یہ ہے کھولتا ہوا پانی اور پیپ

۷۔ اب وہ اسکا مزہ چکھیں گے۔

پچھلی آیتوں میں متقیوں اور انہیں ملنے والے انعامات کا تذکرہ کیا گیا، یہاں ان نعمتوں کے ملنے کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ جو نعمتیں اللہ متقیوں کو عطا کریگا وہ نعمتیں انہیں اس وعدہ کی وجہ سے مل رہی ہیں جو وعدہ اللہ تعالی نے ان متقیوں کے اعمال پر ان سے کیا تھا کہ یہ یہ نعمتیں ہم تمہیں عطا کرینگے اگر تم اس طرح کا عمل کرو گے، ان متقیوں نے یہ عمل کر دکھایا تو اللہ تعالی نے بھی اپنا وعدہ کو پورا کر دیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (الرعد ۳۱) اللہ تعالی کئے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جو نعمتیں ہم انہیں جنت میں عطا کریں گے جیسے کہ پاک باز بیویاں، کھانے کے لئے میوے، پینے کے لئے طرح طرح کے مشروبات یہ سب اللہ تعالی کی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گی جیسا

کہ دنیاوی نعمتوں کا حال ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں انسان کے پاس ہمیشہ نہیں رہتیں، مگر یہ جنت کی نعمتیں ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم ہی نہیں ہوں گی وہ ساری زندگی ان نعمتوں میں خوش وخرم رہیگا، مفسرین نے یہاں یہ بیان کیا ہے کہ جب جنتی کسی درخت سے پھل توڑ کر کھائے گا تو فوراً ایک دوسرا پھل اسی جگہ نکل آئے گا، اس طرح سے اللہ تعالی کی ساری نعمتیں جوں کی توں برقرار رہیں گی، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جنت کا رزق ایسا ہے کہ جب کوئی اس رزق سے کچھ لیتا ہے تو فوراً اس جگہ اسی طرح کی چیز آجاتی ہے اور دنیا کے رزق کا حال یہ ہے کہ وہ ختم ہونے والا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۲۲۴) أُكُلُهَا دَائِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ (۳۵۔الرعد) اسکے پھل بھی سدا بہار ہیں اور اسکی چھاوں بھی، یہ انعام ہے ان لوگوں کا جنھوں نے تقوی اختیار کیا، جبکہ کافروں کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔متقیوں کے ذکر اور انہیں ملنے والی نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نافرمانوں اور سرکشی اختیار کرنے والوں کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ یہ تو تھا متقیوں کا صلہ جو انہیں ملے گا اب دوسری جانب ایسے لوگ ہونگے جنھوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی اور اس کے حکم سے اعراض کیا ہوگا اور دنیا میں فساد مچایا ہوگا تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالی نے بہت ہی برا ٹھکانہ تیار کیا ہے اور وہ برا ٹھکانہ جہنم ہے کہ جس میں انہیں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا، جسکی آگ کا یہ عالم ہے کہ اس سے نکلنے والی بھانپ ہی سے انسان کا چہرہ جل کر خاک ہوجائے گا تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس میں داخل ہوگا؟ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ بہت ہی برا اور بدترین بستر ہے جس پر ان نافرمانوں اور سرکشوں کو سلایا جائے گا، لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاش (الاعراف ۴۱) ان کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہے اور اوڑھنا بھی اسی کا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انکی مہمانی تو کھولتے ہوئے پانی اور پیپ سے کی جائے گی جو انہیں پینا ہوگا، امام زحیلی رحمۃ اللہ نے حَمِيْمٌ کی تعریف یوں کی کہ وہ ایسا کھولتا ہوا پانی ہوگا کہ جب اسے چہرے کے قریب لایا جائے گا تو اس سے چہرہ ہی بھن جائے گا، ایسی شدت کی گرمی ہوگی اس پانی میں، جب اس کی بھانپ سے ہی چہرہ جل جائے گا تو غور کرو کہ جب وہ پانی پیٹ میں پہنچے گا تو اس پیٹ کا کیا عالم ہوگا؟ اتنا ہی نہیں جہنمیوں کو آگ میں ڈالنے کی وجہ سے جو پیپ انکے جسموں سے نکلے گی وہ بھی انہی جہنمیوں کو پینے کے لئے دی جائے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غساق یعنی پیپ کا ایک ڈول زمین پر بہا دیا جائے تو وہ ساری دنیا کو بدبو سے بھر دیگا۔ (ترمذی ۲۵۸۴) اللہ اکبر اللہ تعالی ہم سب کو اس جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۸﴾ **یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ گھسا آرہا ہے** ﴿صٓ ۵۸۔تا۔۶۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا

النَّارِ ○ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ قف لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ط اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ج فَبِئْسَ الْقَرَارُ ○
قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور اٰخَرُ دوسرے ہیں مِنْ شَكْلِهٖٓ اس کی مثل ہی اَزْوَاجٌ کئی قسم کے هٰذَا یہ ہے فَوْجٌ ایک گروہ مُّقْتَحِمٌ جو گھسا چلا آتا ہے مَّعَكُمْ تمہارے ساتھ لَا نہ مَرْحَبًا خوشی اور فراخی ہو بِهِمْ ان کے لیے اِنَّهُمْ بے شک یہ صَالُوا داخل ہونے والے ہیں النَّارِ آگ میں قَالُوْا وہ کہیں گے بَلْ بلکہ اَنْتُمْ تم ہی ہو ایسے لَا نہ مَرْحَبًا خوشی اور فراخی ہو بِكُمْ تمہارے لیے اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ تم ہی آگے لائے ہو اس کو لَنَا ہمارے فَبِئْسَ پس بُری ہے الْقَرَارُ قرارگاہ قَالُوْا وہ کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب! مَنْ جو قَدَّمَ آگے لایا لَنَا ہمارے هٰذَا یہ فَزِدْهُ پس تو زیادہ کر اس کو عَذَابًا عذاب ضِعْفًا دگنا فِي النَّارِ آگ میں

ترجمہ:۔ اور اُن طرح طرح کی چیزوں کا جو اسی جیسی (تکلیف دہ) ہوں گی○ (جب وہ اپنے پیروکاروں کو آتا دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے "یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ گھسا چلا آرہا ہے، پھٹکار ہو ان پر، یہی سب آگ میں جلنے والے ہیں۔"○ وہ (آنے والے) کہیں گے نہیں، بلکہ پھٹکار تم پر ہو، تم ہی تو یہ مصیبت ہمارے آگے لائے ہو، اب تو یہی بدترین جگہ ہے جس میں رہنا ہوگا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکے ساتھ ساتھ ان طرح طرح کی چیزوں کا بھی جو اس جیسی ہوں گی۔

۲۔ یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ گھسا آرہا ہے۔

۳۔ پھٹکار ہو ان پر، یہ سب آگ میں جلنے والے ہیں۔

۴۔ وہ کہیں گے نہیں! بلکہ پھٹکار تم پر ہو، تم ہی تو یہ مصیبت ہمارے آگے لائے ہو۔

۵۔ اب تو یہی بدترین جگہ ہے جس میں رہنا ہوگا۔

۶۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جو کوئی بھی یہ مصیبت ہمارے آگے لایا ہے اسے دوزخ میں دوگنا عذاب دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ جو عذاب کفار کے لئے بیان کیا گیا ہے یہ تو ایک جھلک تھی جس سے انہیں روشناس کروایا گیا ان عذابوں کے علاوہ اور بھی بہت سے عذاب ہیں جو انہیں دیئے جائیں گے جو تکلیف میں انہی جیسے ہونگے، جیسا کہ زقوم کا پھل، آگ کی لو وغیرہ، آگے ان جہنمیوں کی ایک دوسرے سے گفتگو کہ وہ جو سردار قسم کے لوگ ہوں گے وہ اپنے پیروکار اور متبعین کو جہنم میں آتا دیکھیں گے تو کہنے لگیں کہ یہ دیکھو! اب یہ لوگ بھی یہیں آئیں گے، ان پر تو پھٹکار ہو، انکا یہاں پر اکرام نہیں بلکہ انہیں بھی عذاب میں ڈالا جائیگا، جہنم میں موجود سردار قسم کے

لوگوں کی یہ باتیں جب وہ لوگ سنیں گے تو کہیں گے کہ پھٹکار ہم پر نہیں تم پر ہو، اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول کی بات مان لیتے اور یہاں نہ آتے مگر ہم تمہاری باتوں میں آ کر یہاں پہنچے ہیں، یہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے یہاں یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ دنیا میں جو محبت ان کافروں کے درمیان تھی اب وہ یہاں نفرت میں بدل جائے گی اور یہ ایک دوسرے پر ہی لعنت کرنے لگیں گے جب یہ لوگ جہنم میں آئیں گے اور اپنے سرداروں کو دیکھیں گے تو اللہ سے کہیں گے کہ اے اللہ! جن لوگوں نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے، جن لوگوں کی وجہ سے ہم یہاں آئے ہیں ان لوگوں کو آپ دوگنا عذاب دیجئے ایک تو خود انکی گمراہی کا اور دوسرا اس کا کہ انہوں نے ہمیں بھی آپ کے راستے سے بھٹکایا، یہ خود بھی گمراہ تھے ساتھ میں ہمیں بھی گمراہ کیا۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۸ میں ہے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ اے ہمارے رب! انہی لوگوں نے ہمیں آپ کے راستے سے گمراہ کیا ہے لہٰذا آپ انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دیجئے۔ اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۶۷ اور ۶۸ میں ہے رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا اے ہمارے رب! ہم نے اپنے بڑے سرداروں کی بات مانی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا، اے ہمارے رب! آپ انہیں دوگنا عذاب دیجئے اور ان پر بڑی لعنت بھیجئے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جب کوئی کسی دوسرے آدمی کو گمراہ کرتا ہے تو اسے اس گمراہ ہونے والے کا بھی گناہ ملے گا؟ اور اسکے گناہ کرنے پر اسے بھی گناہ ملے گا؟ تو اسکا جواب اس حدیث میں ہے جسے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین میں کوئی اچھی راہ پیدا کی تو اس راہ پر چلنے والوں کا ثواب بھی اس راہ پیدا کرنے والے کو ملیگا، اور اگر کسی نے دین میں بری راہ پیدا کی تو اس بری راہ پر چلنے والے کا گناہ بھی اس راہ پیدا کرنے والے کو ملے گا۔ (ترمذی ۲۶۷۵) لہٰذا ہمیں سوچ سمجھ کر آگے والے سے بات کرنی چاہئے اور اگر ہمیں دین کا علم نہ ہو تو پھر خاموش ہی رہنا چاہیئے کہ اگر ہم بغیر کسی علم کے کوئی بات کہہ دیں اور وہ دین کے خلاف ہو تو اگر اس سننے والے نے اس بات پر عمل کرلیا تو اس کا گناہ بھی ہمیں ملے گا، آج کل لوگوں میں یہ عام رواج پھیلا ہوا ہے کہ دین کا علم نہ ہونے کے باوجود لوگ دین کے غلط مسائل بتاتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کو متنبہ ہونا چاہئے کہ کہیں کل قیامت میں ہمیں اسکی سزا نہ دیجائے؟

کیا ہم نے ان کا ناحق مذاق اڑایا تھا؟

﴿درس نمبر ۱۷۹۹﴾ ﴿صٓ ۶۲۔تا۔۶۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ

عَنۡهُمُ الۡاَبۡصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاور قَالُوْا وہ کہیں گے مَا کیا ہے لَنَا ہمارے لیے لَا نَرٰی ہم نہیں دیکھتے ہیں رِجَالًا ان آدمیوں کو کُنَّا ہم تھے نَعُدُّهُمْ ان کو شمار کرتے مِّنَ الۡاَشۡرَارِ بُرے لوگوں میں اَتَّخَذۡنٰهُمۡ کیا ہم نے بنائے رکھا ان کو سِخۡرِيًّا مذاق اَمۡ یا زَاغَتۡ پھر گئیں عَنۡهُمُ ان سے الۡاَبۡصَارُ نگاہیں اِنَّ بلاشبہ ذٰلِكَ یہ لَحَقٌّ البتہ حق ہے تَخَاصُمُ باہم جھگڑنا اَهۡلِ النَّارِ اہل دوزخ

ترجمہ:۔ اور وہ (ایک دوسرے سے) کہیں گے کیا بات ہے کہ ہمیں وہ لوگ (یہاں دوزخ میں) نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے؟ O کیا ہم نے اُن کا (ناحق) مذاق اُڑایا تھا، یا اُنہیں دیکھنے سے نگاہوں کو غلطی لگ رہی ہے؟ O یقیناً دوزخیوں کے آپس میں جھگڑنے کی یہ ساری باتیں بالکل سچی ہیں جو ہو کر رہیں گی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہیں گیکہ کیا بات ہے ہمیں وہ لوگ یہاں جہنم میں نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔؟

۲۔ کیا ہم نے انکا ناحق مذاق اڑایا تھا؟ ۳۔ یا انہیں دیکھنے سے نگاہوں کی غلطی لگ رہی ہے؟

۴۔ یقینا دوزخیوں کے آپس میں جھگڑنے کی یہ ساری باتیں بالکل سچی ہیں جو ہو کر رہیں گی۔

ان آیتوں میں بھی انہی کافروں کا ذکر ہے جنکا تذکرہ پچھلی آیتوں میں گذرا، جب وہ لوگ جہنم میں جائیں گے تو کہیں گے کہ ہمیں یہاں جہنم میں وہ لوگ نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم دنیا میں برے سمجھتے تھے، امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ وہ کہنے والے ابوجہل، ولید بن مغیرہ وغیرہ ہوں گے اور جنکے بارے میں کہا جارہا ہے یا پوچھا جارہا ہے وہ لوگ حضرت صہیب، حضرت خباب، حضرت سلمان فارسی اور بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱۔ص ۲۳۲)، ان حضرات کو برا سمجھنا اس لئے تھا کہ یہ لوگ فقراء اور غلاموں میں سے تھے جنکی حیثیت ان مشرکین کی نظر میں کچھ بھی نہیں تھی، یہ مشرکین خیال کرتے تھے کہ ہم اتنے بڑے سردار لوگ جب جہنم میں ہیں تو یہ معمولی سے غلام قسم کے لوگ اس جہنم میں کیوں نہیں؟ پھر وہی لوگ کہیں گے کہ ہم انکی ظاہری حالت کو دیکھ کر انکا جو مذاق اڑاتے تھے کہیں یہ بڑی غلطی تو نہیں تھی؟ یا پھر ایسا ہے کہ وہ لوگ بھی جہنم میں ہی ہیں مگر ہماری آنکھیں انہیں دیکھ نہیں پارہی ہیں؟ پھر وہ لوگ اپنے کئے پر پچھتائیں گے کہ ہم نے انکی ظاہری حالت کو دیکھ کر انہیں قوم کا سب سے بدتر شخص کہا تھا مگر یہ ہماری غلطی تھی کیونکہ آج وہ لوگ بڑی عیش وعشرت کی زندگی میں ہیں اور ہم یہاں دوزخ کا دردناک عذاب جھیل رہے ہیں، اس وقت افسوس ظاہر کرنے لگیں گے، ہمیں یہاں ایک سبق حاصل کرنا چاہئے کہ

ہمیں کسی بھی شخص کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اس پر کسی قسم کا حکم نہیں لگانا چاہیئے ہوسکتا ہے کہ جو ہمیں پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آ رہا ہو اور دنیا جسے حقیر سمجھ رہی ہو اسکا مقام اللہ کے یہاں بہت اونچا ہو؟ اور کہیں ہم اس شخص پر اس طرح کا حکم لگا کر کل قیامت میں اپنی شرمندی کا سبب تو پیدا نہیں کر رہے ہیں؟ اس لئے ہمیں ان سب چیزوں سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالی کے یہاں مقبولیت کا سبب نہ ہی مال و دولت ہے اور نہ ہی ظاہری رونق وخوبصورتی بلکہ اسکے یہاں مقبولیت کا سبب پرہیزگاری اور نیکی ہے، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ اِلٰى أَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلٰى أَحْسَابِكُمْ وَلَا اِلٰى أَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوبِكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ صَالِحٌ تَحَنَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا اَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَأَحَبُّكُمْ اِلَيَّ أَتْقَاكُمْ اللہ تعالی نہ ہی تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے حسب نسب کو اور نہ ہی تمہاری دولت کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے تو جس کا دل نیک ہوگا اللہ اس پر ترس کھائے گا، اور تم لوگ تو آدم کی اولاد ہو اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہوگا جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہوگا۔ (المعجم الأوسط للطبرانی ۳۴۵۶) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ہم یہ جو دوزخیوں کی گفتگو کا قصہ تمہارے سامنے بیان کررہے ہیں یہ ایسے ہی بہلانے کے لئے نہیں بتا رہے ہیں بلکہ یہ تمام چیزیں ہوکر رہیں گی، جس پر ایمان والوں کو یقین کرنا چاہیئے۔

مجھے عالَمِ بالا کا کچھ علم نہیں تھا

(درس نمبر ۱۸۰۰) (صٓ ۶۵-تا-۷۰)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنَّمَآ اَنَا بس میں تو مُنْذِرٌ ایک ڈرانے والا ہوں وَّ اور مَا نہیں ہے مِنْ کوئی اِلٰهٍ معبود اِلَّا مگر اللّٰهُ اللہ الْوَاحِدُ یکتا الْقَهَّارُ بہت قوتوں والا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رب آسمانوں اور زمین کا وَ اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان میں ہے الْعَزِيْزُ خوب غالب الْغَفَّارُ بہت معاف کرنے والا قُلْ آپ کہہ دیجیے هُوَ وہ نَبَؤٌا ایک خبر ہے عَظِيْمٌ بہت بڑی اَنْتُمْ تم عَنْهُ اس سے مُعْرِضُوْنَ اعراض کرنے والے ہو مَا نہیں كَانَ تھا لِيَ مجھے مِنْ کوئی عِلْمٍ علم بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى مجلس بالا کا اِذْ جب يَخْتَصِمُوْنَ وہ تکرار کررہے تھے اِنْ نہیں يُّوْحٰٓى وحی کی جاتی اِلَيَّ میری طرف اِلَّا مگر اَنَّمَآ اَنَا بس میں تو نَذِيْرٌ ایک ڈرانے والا ہوں مُّبِيْنٌ کھول کر

ترجمہ:۔(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میں تو ایک خبردار کرنے والا ہوں اور اُس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ایک ہے، جو سب پر غالب ہے O جو تمام آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان ہر چیز کا مالک ہے، جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے، جو بہت بخشنے والا ہے۔'' O کہہ دو کہ یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے O جس سے تم منہ موڑے ہوئے ہو O مجھے عالم بالا کی باتوں کا کچھ علم نہیں تھا جب وہ (فرشتے) سوال جواب کر رہے تھے O میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں''۔

تشریح:۔ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! کہہ دو کہ میں ایک خبردار کرنے والا ہوں۔

۲۔اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ایک ہے، سب پر غالب ہے۔

۳۔جو آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان ہر چیز کا مالک ہے۔

۴۔جسکا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے۔ ۵۔جو بہت بخشنے والا ہے۔

۶۔کہہ دو کہ یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے جس سے تم منہ موڑے ہوئے ہو۔

۷۔مجھے عالم بالا کی باتوں کا کچھ علم نہیں تھا جب وہ فرشتے سوال وجواب کر رہے تھے۔

۸۔میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجئے کہ دیکھو! میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا ہوں بلکہ میرا کام تو بس تمہیں اس آخرت کے عذاب سے ڈرانا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں کو ہوگا اور میں تمہیں اس عذاب سے ڈرا رہا ہوں کہ اگر تم لوگ اسی طرح شرک پرستی میں رہو گے اور اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرو گے تو جس عذاب کا پچھلی آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ تمہیں مل کر رہے گا، اگر تم اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو میری بات مان لو اور ایک اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ، وہی تو ایک معبود ہے جو سب پر غالب ہے، ہر کسی کی جان اسی کے قبضہ میں ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، وہی آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہیں ان سب کا مالک ہے، جسکا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے، اسکی حکمرانی سب ہی پر ہے، سبھی لوگ اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اس اللہ کے حکم کو جھٹلا سکیں اور اگر کوئی اسکے حکم کو جھٹلاتا ہے تو وہ اسے دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے لیکن اگر کوئی اس سے معافی مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے وہ اللہ اسے معاف کر دیگا وہ تو بہت بخشنے والا ہے کہ جتنی بار بھی تم سے غلطی ہو پھر تم اس غلطی پر شرمندہ ہو کر اس اللہ سے معافی مانگو گے تو وہ معاف کر دے گا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالی کی خاص صفتیں بیان کی گئی ہیں وَّمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ O رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ان ہی خاص صفات کے ذریعہ نبی رحمت ﷺ اپنے

رب کو یاد کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت کہا کرتے تھے وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ (الجامع الصغیر للسیوطی ۸۸۲۲)

یہ جو قرآن تمہارے سامنے ہے یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے یعنی اللہ کی عبادت کرنے اور اسکے احکامات کو ماننے پر جنت کی بشارت اور اللہ اور اسکے رسول کا انکار کرنے پر دوزخ کی دھمکی یہ سب کچھ حق ہے جو ہو کر رہے گا، ان باتوں کو تم لوگ مذاق میں مت لینا، یہ بات تمہارے سامنے اس لئے بیان کی جارہی ہیں ہے کہ تم اس سے سبق حاصل کرو اور آخرت کی جو زندگی ہے اس کے لئے اپنے اعمال کو درست کرلو، مگر تم لوگ ہو کہ اس کتاب سے اعراض کئے جارہے ہو اور یہ جو کچھ غیب کی خبریں ہیں وہ مجھے بھی معلوم نہ تھیں، جب اللہ تعالی نے مجھ پر وحی بھیجنا شروع کیا تب مجھے ان باتوں کا علم ہونے لگا، مجھے تو یہ بھی علم نہیں تھا کہ فرشتوں نے اللہ تعالی سے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق جھگڑا کیا تھا کہ اے اللہ! آپ ایسے انسان کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو زمین میں جا کر فساد مچائے گا اور خون بہائے گا؟ جس پر اللہ تعالی نے ان فرشتوں سے کہا کہ مجھے وہ معلوم ہے جو تمہیں نہیں معلوم، اسی قصہ کی جانب اس آیت میں اشارہ دیا گیا ہے، مَا کَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ۔ مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی بات کا کوئی علم ہی نہیں جبکہ وہ تکرار کر رہے تھے نبی رحمت اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی ہے کہ آپ نے کہا یہ سب باتیں مجھے وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہوئی ہیں، اگر وحی نہ ہوتی تو مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا اور وحی کے ذریعہ ہی مجھے یہ کام سونپا گیا ہے کہ میں ان خبروں کو تم تک پہنچاؤں اور تمہیں آخرت کے عذاب سے ڈراوں یہی میرا کام ہے جو اللہ تعالی نے میرے حوالے کیا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰﴾ میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں ﴿صٓ ۷۱۔تا۔۷۴﴾

اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذْ جب قَالَ کہا رَبُّکَ آپ کے رب نے لِلْمَلٰٓئِکَۃِ فرشتوں سے اِنِّیْ بے شک میں خَالِقٌۢ پیدا کرنے والا ہوں بَشَرًا ایک انسان مِّنْ طِیْنٍ مٹی سے فَاِذَا چنانچہ جب سَوَّیْتُہٗ میں ٹھیک بنادوں اسے وَ اور نَفَخْتُ میں پھونک دوں فِیْہِ اس میں مِنْ رُّوْحِیْ اپنی روح فَقَعُوْا تو تم گر پڑنا لَہٗ اس کے لیے سٰجِدِیْنَ سجدہ

کرتے ہوئے فَسَجَدَ پھر سجدہ کیا الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتوں نے كُلُّهُمْ سب کے سب نے اَجْمَعُوْنَ اکٹھے اِلَّآ مگر اِبْلِيْسَ ابلیس نے اِسْتَكْبَرَ اس نے تکبر کیا وَ اور كَانَ وہ ہوگیا مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کافروں میں سے

ترجمہ:۔ یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں گارے سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں O چنانچہ جب میں اُسے پوری طرح بنادوں اور اُس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم اُس کے آگے سجدے میں گرجانا O پھر ہوا یہ کہ سارے کے سارے فرشتوں نے تو سجدہ کیا O البتہ ابلیس نے نہ کیا، اُس نے تکبر سے کام لیا اور کافروں میں شامل ہوگیا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو! جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں گارے سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔

۲۔ جب میں اسے پوری طرح بنادوں اور اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ میں گرجانا۔

۳۔ پھر ہوا یہ کہ سارے کے سارے فرشتوں نے تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

۴۔ اس نے تکبر سے کام لیا۔ ۵۔ وہ کافروں میں سے ہوگیا۔

یہاں سے وہی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا یہ قصہ اس سورت کا آخری قصہ ہے جو بیان کیا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں یعنی حضرت آدم اور انکی اولاد کو، سورۂ حجر کی آیت نمبر ۲۶ میں مذکور ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ جب میں انہیں بنادوں اور ان میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب ان کے آگے سجدہ میں گرجانا، یہ سجدہ عبادت کا نہیں ہوگا بلکہ یہ سجدہ بطور تکریم اور بطور سلام ہوگا، اب سوال یہاں یہ ہے کہ کیا بطور عزت وتکریم کسی کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ تو علماء نے کہا کہ سجدۂ عبادت کرنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور سجدۂ شکر کرنے سے انسان مشرک ہوجاتا ہے، اب چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اس لئے اس حکم کی تعمیل ہی ایمان کا حصہ ہے جس بنا پر ملائکہ نے اس حکم کو تسلیم کیا جسکا ذکر آگے آرہا ہے، الغرض حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے بنائی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، تورات اپنے ہاتھ سے لکھی اور (جنت میں) فردوس (کا درخت) اپنے ہاتھ سے لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کی قسم! اس نعمتوں والے باغ (جنات الفردوس) میں نہ کوئی شراب کا عادی رہ سکے گا اور نہ ہی دیوث قسم کا آدمی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ دیوث کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے ہی گھر والوں کے لئے برائی کو فراہم کرتا ہے (گھر والوں کی دلالی کرنے والا)۔ (الاسماء

والصفات للبیہقی ۶۹۲) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنا دیا اور ان میں اپنی روح پھونک دی تو سب فرشتے اللہ کے حکم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان ابلیس نے آپ کو سجدہ نہیں کیا اور اللہ کے حکم کو ٹھکرا دیا، اس حکم کو نہ ماننے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں تکبر پیدا ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے آگ سے پیدا کیا ہے جسکی صفت یہ ہے کہ وہ اوپر کو جاتی ہے اور آدم کو مٹی سے جو کہ نیچے کو جاتی ہے، تو پھر میں کیوں انہیں سجدہ کروں؟ یہ مضمون قرآن کریم کی کئی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۳۴، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۱، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۱، سورۂ کہف کی آیت نمبر ۵۰، سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۶ وغیرہ۔ یہاں اس بات پر ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ تکبر کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جو کہ اللہ کا سب سے زیادہ عبادت گذار تھا اس ایک صفت کی وجہ سے اپنے سے دور کر دیا، انسان چاہے کتنی بھی عبادت کرے اگر اسکے اندر تکبر کی صفت پیدا ہو جائے تو اسکے یہ سارے اعمال بے کار جائیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بڑائی کی وجہ سے تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتے ہیں اور جو کوئی اللہ سے ڈر کر تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے درجات کو بلند کرتا ہے۔ (شعب الأیمان للبیہقی ۷۷۹۴) لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ اس بری صفت کو اپنے اندر کبھی پیدا ہونے نہ دیں، اللہ ہمیں تکبر سے بچائے اور تواضع اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

میں اس آدم سے بہتر ہوں

﴿درس نمبر ۱۸۰۲﴾ ﴿صٓ ۷۵-تا-۷۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قَالَ اللہ نے فرمایا يٰۤاِبْلِيْسُ اے ابلیس مَا کس چیز نے مَنَعَكَ تجھے منع کیا اَنْ تَسْجُدَ اس سے کہ تو سجدہ کرے لِمَا اس کو جسے خَلَقْتُ میں نے پیدا کیا بِيَدَيَّ اپنے ہاتھوں سے اَسْتَكْبَرْتَ کیا تو نے تکبر کیا اَمْ یا كُنْتَ تو تھا مِنَ الْعَالِيْنَ بلند درجہ لوگوں میں سے قَالَ اس نے کہا اَنَا میں خَيْرٌ بہتر ہوں مِّنْهُ اس سے خَلَقْتَنِيْ تو نے مجھے پیدا کیا مِنْ نَّارٍ آگ سے وَّ اور خَلَقْتَهٗ تو نے پیدا کیا اسے مِنْ طِيْنٍ مٹی سے قَالَ فرمایا فَاخْرُجْ اب تو نکل جا مِنْهَا یہاں سے فَاِنَّكَ پس بے شک تو رَجِيْمٌ مردود ہے وَّ اور اِنَّ بے شک عَلَيْكَ تجھ پر لَعْنَتِيْۤ میری لعنت ہے اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ یوم جزا تک

ترجمہ:۔ اللہ نے کہا: ''اے اِبلیس! جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اُس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟ کیا تو نے تکبر سے کام لیا ہے، یا تو کوئی بہت اُونچی ہستیوں میں سے ہے؟''O کہنے لگا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو گارے سے پیدا کیا ہےO اللہ نے فرمایا کہ اچھا تو نکل جا یہاں سے! کیونکہ تو مردود ہےO اور یقین جان قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔''

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے کہا اے ابلیس! جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟

۲۔ کیا تو نے تکبر سے کام لیا ہے؟ ۳۔ یا پھر تو کوئی اونچی ہستیوں میں سے ہے؟

۴۔ وہ ابلیس کہنے لگا کہ میں اس آدم سے بہتر ہوں۔

۵۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گارے سے۔

۶۔ اللہ نے فرمایا اچھا تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے۔

۷۔ یقین جان کہ قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔

یہاں اسی ابلیس کا ذکر ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس وقت اللہ تعالی نے اس ابلیس سے پوچھا کہ اے ابلیس! جب میں نے تجھے حکم دیا کہ میرے اپنے ہاتھوں سے بنائے گئے انسان کو سجدہ کر تو پھر اور تجھے کیا چاہیئے جبکہ میں خود تجھ سے کہہ رہا تھا کہ انہیں سجدہ کر کیا تو اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھ رہا ہے کہ میرا حکم بھی ماننے میں تجھے ذلت محسوس ہو رہی ہے؟ یا تو اپنے آپ کو بہت ہی بڑے لوگوں میں شمار کر رہا ہے کہ جنہیں کسی کا حکم ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں؟ اللہ تبارک وتعالی کا یہ سوال سن کر وہ ابلیس کہنے لگا کہ ہاں! میرا رتبہ اس آدم سے بڑا ہے اس لئے کہ آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے جو مٹی کو بھی جلا دیتی ہے، تو جو مجھ سے جل جائے اس کمزور انسان کو میں کیسے سجدہ کروں؟ یہاں شیطان نے اللہ کے حکم کے آگے اپنی عقل چلائی اور مردود ہو گیا کہ اللہ تعالی نے اسے جنت سے نکال دیا اور کہا کہ اے ابلیس! اب تو یہاں رہنے کے قابل نہیں ہے لہذا یہاں سے چلا جا کیونکہ تجھے دھتکار دیا گیا ہے اور ہاں! یہاں سے قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار اور لعنت ہو گی، پھر اسے جنت سے نکال دیا گیا اور نیچے زمین پر پھینک دیا گیا، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۲ اور ۱۳ میں بھی اسی قسم کا مضمون وارد ہے کہ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ O قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ اللہ تعالی نے ابلیس سے کہا کہ تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا؟ جبکہ میں نے تجھے حکم دیا ہے اس نے کہا کہ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے تو آگ

سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے، پھر اللہ تعالی نے کہا کہ یہاں سے نکل جا یہاں تکبر کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے بس تو یہاں سے چلا جا کہ تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔ اسی طرح سورہ حجر کی آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ میں بھی یہ بات اللہ تعالی نے بتلائی ہے۔ یہ بات بھی ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالی کا حکم ہمارے سامنے آجائے تو وہ حکم ہمیں مان لینا چاہیئے اگرچہ کہ وہ حکم ہمیں اپنی عقل کے خلاف ہی کیوں نہ لگے، اللہ کے حکم کے آگے اپنی عقلوں کو نہیں چلانا چاہیئے جو حکم ہمیں دیا گیا اس حکم کو ماننا ہی بندگی ہے ورنہ ہم بھی اس شیطان کی طرح مردود جائیں گے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہ

چل تجھے مہلت دے دی گئی

﴿درس نمبر ۱۸۰۳﴾ ﴿صٓ ۷۹۔تا۔۸۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالَ اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب فَاَنْظِرْنِيْٓ پھر تو مجھے مہلت دے اِلٰى يَوْمِ اس دن تک کہ يُبْعَثُوْنَ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے قَالَ فرمایا فَاِنَّكَ تو بلاشبہ تو مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ مہلت دیے گئے لوگوں میں سے ہے اِلٰى يَوْمِ اس دن تک الْوَقْتِ جس کا وقت الْمَعْلُوْمِ معلوم ہے قَالَ اس نے کہا فَبِعِزَّتِكَ تیری عزت کی قسم لَاُغْوِيَنَّهُمْ البتہ میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا اَجْمَعِيْنَ سب کو اِلَّا سوائے عِبَادَكَ تیرے بندوں کے مِنْهُمُ ان میں سے الْمُخْلَصِيْنَ جو خالص کیے ہوئے ہیں قَالَ فرمایا فَالْحَقُّ تو حق یہی ہے وَ اور الْحَقَّ حق بات ہی اَقُوْلُ میں کہتا ہوں لَاَمْلَئَنَّ البتہ میں ضرور بھر دوں گا جَهَنَّمَ جھنم کو مِنْكَ تجھ سے وَ اور مِمَّنْ ان سے جو تَبِعَكَ تیری پیروی کریں گے مِنْهُمْ ان میں سے اَجْمَعِيْنَ سب سے

ترجمہ:۔ اس نے کہا: ”میرے پروردگار! پھر تو مجھے اُس دن تک کے لئے (جینے کی) مہلت دیدے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔“ ۝ اللہ نے فرمایا ”چل، تجھے اُن لوگوں میں شامل کرلیا گیا ہے جنہیں مہلت دی جائے گی ۝ لیکن ایک متعین وقت کے دن تک۔“ ۝ کہنے لگا: ”بس تو میں تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سب کو بہکاؤں گا ۝ سوائے تیرے برگزیدہ بندوں کے۔“ ۝ اللہ نے فرمایا: ”تو پھر سچی بات یہ ہے، اور میں سچی بات ہی کہا کرتا ہوں ۝ کہ میں تجھ سے اور اُن سب سے جو ان میں سے تیرے پیچھے چلیں گے، جہنم کو بھر کر رہوں گا۔“

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر اس ابلیس نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اس دن تک کی مہلت دیدے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

۲۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ چل تجھے ان لوگوں میں شامل کرلیا گیا جنہیں مہلت دی جائے گی۔

۳۔ لیکن ایک متعین وقت کے دن تک۔

۴۔ کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سب کو بہکاؤں گا۔

۵۔ سوائے تیرے برگزیدہ بندوں کے۔

۶۔ اللہ تعالی نے فرمایا: تو پھر سچی بات یہ ہے اور میں سچی بات ہی کہتا ہوں۔

۷۔ میں تجھ سے اور ان سب سے جو تیرے پیچھے چلیں گے جہنم کو بھر کر رہوں گا۔

جب اللہ تعالی نے ابلیس سے کہا کہ اس جنت سے نکل جا تب اس ابلیس نے اللہ تعالی سے ایک التجا کی کہ اے میرے پروردگار! تو مجھے اس دوزخ سے نکال چکا ہے تو کوئی بات نہیں۔ البتہ مجھ پر اتنا احسان کر کہ مجھے قیامت تک یعنی جس دن انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا مہلت دے اور زندہ رکھ، اس ابلیس کی اس درخواست کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا مگر اس نے تو وقت مانگا تھا لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے تک کا مگر اللہ تعالی نے اسے مہلت دی ایک متعین وقت تک یعنی اس وقت تک نہیں جس وقت تک کے لئے اس نے مہلت مانگی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک متعین وقت تک لئے اسے مہلت دی، اب وہ متعین وقت کیا ہے؟ وہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں پھر بھی علماء تفسیر نے کہا کہ وہ متعین وقت نفخہ اولی کا وقت ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکا جائیگا تو سب مرجائیں گے اسی وقت یہ ابلیس بھی مرجائے گا، (التفسیر الوسیط للزحیلی۔ ج، ۳۔ص، ۲۲۱۹) جب ابلیس نے یہ سنا کہ اللہ تعالی نے اسے مہلت دی ہے تو وہ کہنے لگا یہ اے میرے پروردگار! تیری عزت، بزرگی اور بادشاہت کی قسم! میں تیرے تمام بندوں کو بھٹکاوں گا کہ انکی وجہ سے مجھے اس جنت سے نکلنا پڑا، میں اس کا بدلہ ان سے لوں گا اور انہیں تیرے راستے سے گمراہ کروں گا، انہیں گناہ کے کام میں لگا کر دکھاؤں گا کہ انہیں اس گناہ کے کام کرنے میں مزہ آنے لگے گا اور وہ اس میں ڈوب جائیں گے مگر میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہ چل سکے گا، ان لوگوں کو بھٹکانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، میں کوشش تو کروں گا مگر وہ لوگ تیرے قرب کی وجہ سے میرے بھٹکاوے میں نہیں آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر میں تو سب سے زیادہ حق بات کہنے والا ہوں اور حق بات یہ ہے کہ جو جو لوگ بھی تیرے بہکاوے میں آکر تیری اتباع کرنے لگیں گے اور مجھے چھوڑ بیٹھیں گے تو انکا حال بھی تیری طرح ہی ہوگا کہ ان سب کو تیرے ہی ساتھ جہنم میں ڈال دونگا، سورۂ حجر میں بھی یہی مضمون ہے البتہ وہاں ایک چیز کا اضافہ ہے کہ جب اس ابلیس نے اللہ سے کہا کہ میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہیں چل سکے گا تو اللہ تعالی

نے فرمایا اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تجھے کوئی قدرت نہیں کہ انہیں بھٹکا سکے ہاں! البتہ گمراہ لوگ تیرے پیچھے چل پڑیں گے، اور جو گمراہ ہوں گے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہونا طے ہے۔ اس مضمون سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ شیطان کے بہکاوے سے محفوظ رہیں اور کہیں اسکی پیروی میں پڑ کر جہنم میں نہ چلے جائیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے مخلص بندے بننے کی کوشش کریں اس لئے کہ خود شیطان نے یہ کہا کہ میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہیں چل سکے گا جب ہم اللہ کے مخلص بندے بن جائیں گے تو ہم شیطان کے بہکاوے سے بھی محفوظ رہیں گے اور جہنم سے بھی، اب ہمیں مخلص بندے بننے کے لئے کرنا کیا ہوگا؟ تو اسکا جواب یہ ہے ہمیں حد درجہ گناہوں کے کاموں سے بچ کر اللہ کے احکامات پر چلنا ہوگا، اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا ہوگا، اللہ سے شیطان کی ہمیشہ پناہ مانگتے رہنا ہوگا اور عبادت میں خشوع وخضوع یعنی دل سے عبادت کرنا ہوگا اسکے علاوہ کچھ دعائیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں انہیں پڑھتے رہنا ہوگا، یہ چند امور ہیں کہ شاید ان پر عمل کرنے سے ہم اللہ کے مخلص بندوں میں شامل ہوکر شیطان کے حملے سے بچ سکیں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ دعا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دن میں سومرتبہ پڑھے گا تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملیگا اور اسکے نامہ اعمال میں سونیکیاں لکھی جائے گی اور سو گنا (صغیرہ) مٹا دیئے جائیں گے اور ان کلمات کے ذریعہ شیطان سے اس دن شام تک اسکی حفاظت کی جائے گی۔ (بخاری ۳۲۹۳)

میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں

﴿درس نمبر ۱۸۰۴﴾ ﴿صٓ ۸۶-تا-۸۸﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ آپ کہہ دیجیے مَآ اَسْئَلُكُمْ میں نہیں مانگتا تم سے عَلَيْهِ اس پر مِنْ اَجْرٍ کوئی اجر وَّ اور مَآ نہیں اَنَا میں مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ تکلف کرنے والوں میں سے اِنْ نہیں ہے هُوَ یہ اِلَّا مگر ذِكْرٌ نصیحت لِّلْعٰلَمِيْنَ جہانوں کیلئے وَ اور لَتَعْلَمُنَّ البتہ آپ ضرور جان لیں گے نَبَاَهٗ اس کا حال بَعْدَ حِيْنٍ کچھ مدت کے بعد

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ ''میں تم سے اس (اسلام کی دعوت) پر کوئی اُجرت نہیں مانگتا، اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں ○ یہ تو دنیا جہان کے لوگوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے ○ اور تھوڑے سے وقت کے بعد تمہیں اس کا حال معلوم ہوجائے گا۔''

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سے اس اسلام کی دعوت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

۲۔ نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ ۳۔ یہ تو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے۔

۴۔ تھوڑے سے وقت کے بعد تمہیں اسکا حال معلوم ہو جائے گا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کو جنہیں آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں اور ایک اللہ کی عبادت کی جانب بلا رہے ہیں یہ کہہ دیجئے کہ دیکھو! میں تمہیں جو اسلام کی جانب بلا رہا ہوں یہ تمہارے فائدے کے لئے کر رہا ہوں تا کہ تم کل قیامت کے دن عذاب سے بچ جاو، میں اس فریضہ پر تم سے اجرت بھی نہیں مانگ رہا ہوں جیسا کہ تم لوگ مجھ سے کہہ رہے ہو اے محمد! اگر تمہارا اس کی طرف بلانے کا مقصد سرداری کرنا ہو یا مال جمع کرنا ہو تو ہم آپ کی یہ تمنا پوری کر دیں گے، رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ایسی کوئی تمنا نہیں ہے اور نہ میں سرداری کرنا چاہتا ہوں میں تو بس آگاہ کرنے اور ڈرانے کے لئے آیا ہوں میں وہی کام کر رہا ہوں اور ہاں! تم لوگ مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالی نے کوئی نبی نہیں بھیجا میں بس ایسے ہی تم سے جھوٹ کہہ رہا ہوں تو سنو! اللہ نے یقینا مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے میں بناوٹی طور پر تم سے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں رسول ہوں اور یہ قرآن جو تمہارے سامنے ہے یہ وہ کلام ہے جسے پڑھ کر اور سمجھ کر تم نصیحت حاصل کر سکتے ہو اور جہنم سے بچ سکتے ہو۔ اگر تمہارے اندر عقل ہو تو سمجھ جاو، ورنہ بے عقل لوگوں کو تو یہ کچھ فائدہ نہیں دے گا اس لئے کہ وہ اس کلام کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے، فائدہ تو تب ہوگا جب اسے سمجھنے اور عمل کرنے کی نیت سے پڑھا جائے، یہ باتیں جو میں تم لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں تم لوگ ان باتوں کو مذاق میں لے رہے ہو اور اسکی حقیقت کو سمجھ نہیں رہے ہو لیکن یہی باتیں تمہیں اس وقت یاد آئیں گے جب قیامت تمہارے سامنے کھڑی ہوگی اور اسکی ہولناکی تمہیں پریشان کر رہی ہوگی، اس وقت غور کرو گے کہ کاش! میں نے اس وقت ہی ان باتوں پر عمل کر لیا ہوتا تو آج مجھے ان حالات سے گزرنا نہ پڑتا۔

ان آیتوں سے ہمیں ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ جب ہم دعوت وتبلیغ کا کام کر رہے ہوں تو ہمیں یہ کام صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے، یہ اس کام کے ذریعہ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس کام کے ذریعہ لوگوں میں نام کمائیں، یا اس کام کے ذریعہ ہم پیسہ حاصل کریں، اس طرح کی فکر رکھ کر کام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اپنی ذات کو خود اسکا نقصان پہنچے گا، اور ایک بات اس آیت کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوئی کہ ہمیں کسی بھی کام میں تکلف، یعنی بناوٹ نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں جو ہے جیسا ہے تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ حضرت مسروق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے کہا کہ اے لوگو! جب تم کسی چیز کے بارے

میں جانتے ہوتو اسے کہہ دو، اور اگر نہ جانتے ہوتو یہ کہہ دو کہ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے خود اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے نبی! کہہ دو کہ میں تم سے اس دعوت پر اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ (بخاری ۴۸۰۹)

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۸ رکوع اور ۷۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۵﴾ اے پیغمبر! یہ کتاب ہم نے آپ پر برحق نازل کی ہے ﴿الزمر ۱۔تا۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تَنْزِيْلُ نازل کردہ الْكِتٰبِ کتاب ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے الْعَزِيْزِ جو بڑا غالب الْحَكِيْمِ جو خوب حکمت والا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ بے شک ہم نے نازل کیا اِلَيْكَ آپ کی طرف الْكِتٰبَ اس کتاب کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَاعْبُدِ اللّٰهَ لہٰذا آپ اللہ کی عبادت کیجیے مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لَّهُ اس کے لیے الدِّيْنَ بندگی کو اَلَا سنو لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے الدِّيْنُ بندگی الْخَالِصُ خالص وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے اتَّخَذُوْا بنا لیے مِنْ دُوْنِهٖٓ اس کے سوا اَوْلِيَآءَ کارساز مَا نَعْبُدُهُمْ ہم عبادت نہیں کرتے ہیں ان کی اِلَّا مگر لِيُقَرِّبُوْنَآ اس لئے کہ وہ ہمیں قریب کردیں اِلَى اللّٰهِ اللہ کے زُلْفٰى زیادہ قریب اِنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ يَحْكُمُ فیصلہ فرمائے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان فِيْ مَا ان باتوں میں کہ هُمْ وہ فِيْهِ ان میں يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے تھے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ لَا يَهْدِيْ ہدایت نہیں کرتا مَنْ اس کو کہ هُوَ وہ كٰذِبٌ جھوٹا ہے كَفَّارٌ ناشکرا ہے

ترجمہ:۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی جارہی ہے، جو بڑے اقتدار کا مالک ہے، بہت حکمت والا ○ (اے پیغمبر!) بیشک یہ کتاب ہم نے تم پر برحق نازل کی ہے، اس لئے اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اُسی کے لئے ہو ○ یاد رکھو کہ خالص بندگی اللہ ہی کا حق ہے۔ اور جن لوگوں نے اُس کے بجائے دوسرے رکھوالے بنالئے ہیں (یہ کہہ کر کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں ان کے

درمیان اللہ اُن باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔یقین رکھو کہ اللہ کسی ایسے شخص کو راستے پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو، کفر پر جما ہوا ہو۔

سورت کی فضیلت: ۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تک سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر پڑھ نہ لیتے بستر پر سوتے نہ تھے۔(ترمذی ۲۹۲۰)

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جارہی ہے۔

۲۔ جو بڑے اقتدار کا مالک ہے، بہت حکمت والا ہے۔

۳۔اے پیغمبر! یہ کتاب ہم نے آپ پر برحق نازل کی ہے۔

۴۔اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اسی کے لئے ہو۔

۵۔ یادرکھو! خالص بندگی اسی کا حق ہے۔

۶۔جن لوگوں نے اس کے بجائے دوسرے رکھوالے بنالیئے ہیں یہ کہہ کر کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔

۷۔ان کے درمیان اللہ ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔

۸۔یقین رکھو! اللہ کسی ایسے شخص کو راستے پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو، کفر پر جما ہوا ہو۔

پچھلی سورت کا اختتام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس صفت سے کیا کہ یہ قرآن سارے جہاں والوں کے لئے ایک نصیحت نامہ ہے، اس سورت کی ابتدا بھی اللہ تعالیٰ قرآن کریم ہی کی صفت سے کررہے ہیں کہ یہ کتاب جو تم لوگ اپنے سامنے دیکھ رہے ہو یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، وہ اللہ جو اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، اقتدار کا مالک تو اس لحاظ سے کہ وہ جو چاہے کرسکتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اسی کی بادشاہت سب جگہ چلتی ہے اور حکمت کا مالک اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ بندوں کے لئے کیا مناسب ہے اور کیا نہیں؟ اس قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہی باتوں کو بیان کیا ہے جو انسان کی رہنمائی اور اسکے لیئے نفع بخش ہیں، سورۂ شعراء کی آیت نمبر ۹۲ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے اپنی جانب سے نازل ہونے کے بارے میں فرمایا وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہ قرآن کریم رب العالمین کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، اور سورۃ الصّٰفّٰت ۴۲ میں بھی کہا گیا تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ یہ قرآن تعریف کے لائق اور حکمت والے رب کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، لہٰذا اس کلام میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے، اور جو کوئی اس کلام کے رب العالمین کی جانب سے نازل ہونے میں شک کرے گا وہ مسلمان باقی نہیں رہے

گا، جیسا کہ آج کل بدبخت قسم کے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کلام اللہ کی چند آیتیں ایسی ہیں جو نعوذ باللہ قرآن کریم کی آیتیں نہیں ہیں، بلکہ ان آیتوں کو معاذ اللہ بعد میں قرآن کریم میں شامل کیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم ایک ایسی واضح کتاب ہے کہ بڑے سے بڑا فصیح اور ماہر شخص بھی اس کی ایک آیت بھی بنا نہیں سکتا جیسا کہ خود قرآن نے قریش کے ادیبوں اور شاعروں کو چیلنج کیا تھا مگر کوئی اس چیلنج کو قبول نہ کرسکا، تو پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ اس کلام اللہ کے ساتھ کچھ چھیڑ چھاڑ کی گئی ہو؟ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خود اس کلام کا محافظ اللہ ہے اور جسکا محافظ اللہ ہوتا ہے اس کے مقابل میں آنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تو اس میں کچھ تبدیلی کہاں کی جاسکے گی؟ اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں نے اے محمد! تم پر یہ کتاب بالکل حق اور سچی نازل کی ہے کہ جو کچھ بھی اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے وہ شک وشبہ سے بالاتر ہے اور جو بھی مناظر جنت وجہنم کے بیان کئے ہیں اور جنتیوں اور دوزخیوں کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں وہ سب کچھ ہونے والا ہی ہے، اے محمد! جب ہم نے آپ پر یہ احسان کیا ہے کہ آپ پر اس کلام کو اتارا ہے اور اسکی تبلیغ کے لئے ہم نے آپ کو منتخب کیا ہے تو اب آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ صرف اور صرف ہماری ہی عبادت کیجئے، ہماری ہی اطاعت وفرمانبرداری کیجئے اور ہم سے ہی ڈریئے اور یاد رکھو کہ خالص بندگی اسی ایک اللہ کا حق ہے اس لئے کہ وہی تو ہے جس نے سب کو پیدا کیا تو جس نے تمہیں پیدا کیا تمہیں اسی کی عبادت کرنی چاہیئے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بطور خاص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ خالص اللہ کی ہی عبادت کریں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آپ میں اخلاص کی کمی ہو کہ جسکی جانب آپ کو متوجہ کیا جارہا ہے بلکہ یہاں مخاطب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور کیا گیا مگر مقصود تمام انسان ہیں کہ انہیں اس جانب متوجہ کیا جارہا ہے جسکی دلیل اگلی آیت ہے کہ جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے انہی لوگوں کے لئے یہ بات کہی گئی کی عبادت خالص اللہ کی ہونی چاہیئے نہ کہ دوسروں کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں انکا کہنا یہ ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ رب ہیں بلکہ ہم ان معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ان معبودوں کے ذریعہ ہمارا اللہ تک پہنچنا آسان ہو اور یہ کل قیامت کے دن ہماری اللہ تعالیٰ سے سفارش کرسکیں گویا کہ ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے اس لئے ان بتوں کا سہارا ہمیں لینا پڑا، جیسا کہ آج کچھ لوگوں کا حال ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی مزاروں پر جاکر ان سے دعائیں کرتے ہیں، اپنی حاجتیں سناتے ہیں اور انکا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ یہ تو اللہ سے ہماری سفارش کریں گے اور ہم جس چیز کی دعا مانگ رہے ہیں وہ اس چیز کو اللہ سے ہمیں دلوائیں گے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت تین قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی، عامر، کنانہ اور بنوسلمہ، جو کہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ ملائکہ نعوذ باللہ، اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۱۱) جب انہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ اللہ تو تمہاری دعاء بغیر کسی وسیلہ کے سنتا ہے وہ کہتا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (غافر ۶۰) تم مجھے پکارو میں خود ہی تمہاری بات کو سنتا ہوں، مگر ان لوگوں نے نہیں مانا، جس پر اللہ تعالی نے یہ کہا کہ جانے دو اگر یہ لوگ آج نہیں مان رہے ہیں اور آپ سے جھگڑا کر رہے ہیں تو انہیں کل قیامت کے دن پتا چل جائے گا جب اللہ خود انکے درمیان اس چیز کا فیصلہ کردے گا جس میں یہ لوگ جھگڑا کر رہے تھے، آپ کی باتوں کو وہ لوگ کبھی نہیں مانیں گےجنکی فطرت میں جھوٹ اور کفر بھرا ہوا ہے اور جنکی فطرت ان گندی چیزوں سے بھری ہو تو اس میں ایمان جیسی نورانی چیز کہاں سے داخل ہوگی؟۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۶:﴾ اللہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے ﴿الزمر ۴۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ سُبْحٰنَہٗ ط ہُوَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ O خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ج یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّھَارِ وَیُکَوِّرُ النَّھَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط اَلَا ہُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَوْ اگر اَرَادَ ارادہ کرتا اللّٰہُ اللہ اَنْ کہ یَّتَّخِذَ وہ بنائے وَلَدًا فرزند لَّاصْطَفٰی تو وہ چن لیتا مِمَّا ان میں سے جن کو یَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مَا جس کو یَشَآءُ وہ چاہتا سُبْحٰنَہٗ وہ تو پاک ہے ہُوَ وہ اللّٰہُ اللہ الْوَاحِدُ ایک ہے الْقَھَّارُ بڑی قوتوں والا خَلَقَ اس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَ اور الْاَرْضَ زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یُکَوِّرُ وہ لپیٹتا ہے الَّیْلَ رات کو عَلَی النَّھَارِ دن پر وَ اور یُکَوِّرُ وہ لپیٹتا ہے النَّھَارَ دن کو عَلَی الَّیْلِ رات پر وَ اور سَخَّرَ اس نے کام میں لگادیا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو کُلٌّ ہر ایک یَّجْرِیْ چل رہا ہے لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ایک مقررہ وقت تک اَلَا سنو! ہُوَ وہ الْعَزِیْزُ بڑا غالب الْغَفَّارُ خوب بخشنے والا ہے

ترجمہ:۔ اگر اللہ یہ چاہتا کہ کسی کو اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا (لیکن) وہ پاک ہے (اس بات سے کہ اُس کی کوئی اولاد ہو) وہ تو اللہ ہے، ایک اور زبردست اقتدار کا مالک ہے O اُس نے سارے آسمان اور زمین برحق پیدا کئے ہیں۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اُس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہوا ہے۔ ہر ایک کسی معین مدت تک کے لئے رواں دواں ہے۔ یاد رکھو وہ بڑے اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر اللہ یہ چاہتا کہ کسی کو اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا لیکن وہ اس سے پاک ہے۔
۲۔ وہ تو اللہ ہے جو ایک ہے اور اقتدار کا مالک ہے۔
۳۔ اس نے سارے آسمان اور زمین برحق پیدا کئے۔
۴۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر۔
۵۔ اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا یا ہوا ہے۔
۶۔ ہر ایک کسی مدت تک کے لئے رواں دواں ہے۔ ۷۔ یاد رکھو! وہ بڑے اقتدار کا مالک ہے۔
۸۔ بہت بخشنے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کفار قریش کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے تھے اور جنکا عقیدہ یہ تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں نعوذ باللہ، اللہ تعالی انکے اسی عقیدہ کی یہاں تردید فرمارہے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنی اولاد بنا سکتا تھا، تمہارے زعم کے مطابق فرشتوں ہی کو کیوں اپنی بیٹیاں بنائے ؟ اسکے علاوہ اور بھی بہت سی مخلوقات کو اللہ تعالی نے پیدا کیا اگر بنانا چاہتا تو ان فرشتوں کے علاوہ دوسروں کو بھی بنا سکتا تھا؟ اللہ تعالی تو بیوی اور اولاد جیسی چیزوں سے پاک ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اسکی اولاد، وہ تو ایک اللہ ہے ہر چیز پر اسی کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اسکی مخلوق ہے، یہ چیز عقل سے بھی دور کی بات ہے کہ سب کچھ اسی نے بنایا ہو، پیدا کیا ہو اور پھر اسی بنائے ہوئے کو وہ اپنی اولاد یا بیوی بنالے یہ کیسے ممکن ہے؟

اللہ تعالی اپنی قدرت کی چند جھلکیاں ان کافروں اور مشرکوں کے سامنے بیان کر رہے ہیں تا کہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ نہ اللہ کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی اس کی کوئی بیوی، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس ایک خالق و مالک ہی نے ان ساتوں آسمانوں کو جو تمہارے اوپر نظر آرہے ہیں اور تمہارے پیروں کے نیچے جو زمین نظر آرہی ہے درست اور ٹھیک پیدا کیا ایسا نہیں کیا کہ زمین کو اوپر بنایا اور آسمان کو نیچے؟ اور نہ ہی ایسا کہ زمین ٹیڑھی ہو یا آسمان ٹیڑھا ہو، ہر چیز کو اس نے درست بنایا، غور کرو اگر زمین تمہارے سر پر ہوتی اور آسمان نیچے ہوتا تو کیا ہوتا؟ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی اس دنیا میں جی نہیں سکتا تھا، پھر ان آسمانوں کو بنانے کے بعد اس نے دن اور رات کا نظام بنایا تا کہ تمہیں راحت اور سکون مل سکے اور تم اپنی زندگی جینے کے لئے روزی روٹی تلاش کر سکو، اس نے رات کو دن پر لپیٹ دیا کہ جب رات جاتی ہے تو دن رونما ہوتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیا کہ جب رات چلی جاتی ہے تو دن کا اجالا چھا جاتا ہے غور کرو اگر دن نہ ہوتا تو تم کیسے اپنے کام کاج کر پاتے؟ اور اگر رات نہ ہوتی تو تم کیسے آرام و سکون کر پاتے؟ وہی ہے وہ اللہ جس نے ان ساری باتوں کا خیال کیا اور اس کام کے لئے اس نے چاند اور سورج جیسی مخلوق کو

پیدا کیا جو اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ سورج آتا ہے تو دن کی روشنی پھیلتی ہے اور جب سورج چھپ کر چاند نکلتا ہے تو رات کی تاریکی ہم پر سایہ کرتی ہے، ہر چیز اپنے اپنے وقت مقررہ پر نکلتی ہے اور جاتی ہے یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جو وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے طے کیا ہے، اگر وہ طے شدہ وقت ختم ہو جائے گا تو یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی اور دنیا ہلاک وتباہ ہو جائے گی۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ جس دن ان کا وقت مقرر ختم ہو جائے گا تو ہم آسمان کو ایسے لپیٹ دینگے جیسے کہ کوئی کاغذ کی پٹی لپیٹ دی جاتی ہے۔ کہ جو ایسی عظیم طاقت کا مالک ہے تم اسکی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کر رہے ہو اس کا کیا انجام ہوگا؟ وہ تو بڑی قدرت والا ہے جب انتقام لینے لگ جائے تو کوئی بچا نہیں سکتا، ہاں! اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور پھر تم اس رب کے دربار میں توبہ کرنا چاہو تو کر سکتے ہو وہ تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ وہ بہت بخشنے والا بھی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۷﴾ تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کئے ﴿الزمر ۶۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ خَلَقَكُمْ اس نے پیدا کیا تمہیں مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک ہی جان سے ثُمَّ پھر جَعَلَ اس نے بنایا مِنْهَا اس سے زَوْجَهَا اس کا جوڑا وَ اور اَنْزَلَ اس نے اتارے لَكُمْ تمہارے لئے مِّنَ الْاَنْعَامِ چوپایوں میں سے ثَمٰنِيَةَ آٹھ اَزْوَاجٍ جوڑے يَخْلُقُكُمْ وہ پیدا کرتا ہے تم کو فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں خَلْقًا ایک پیدائش مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ پیدائش کے بعد فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین اندھیریوں میں ذٰلِكُمُ یہ ہے اللّٰهُ اللہ رَبُّكُمْ تمہارا رب لَهُ اسی کی ہے الْمُلْكُ بادشاہی لَاۤ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی فَاَنّٰى تو کہاں تُصْرَفُوْنَ تم پھیرے جاتے ہو اِنْ اگر تَكْفُرُوْا تم کفر کرو فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَنِيٌّ بے پرواہ ہے عَنْكُمْ تم سے وَ اور لَا نہیں يَرْضٰى وہ پسند کرتا لِعِبَادِهِ اپنے بندوں کیلئے الْكُفْرَ کفر کو وَ اور اِنْ اگر تَشْكُرُوْا تم شکر کرو يَرْضَهُ تو وہ اسے پسند کرتا ہے لَكُمْ تمہارے لئے وَ اور لَا تَزِرُ بوجھ نہیں اٹھائے

گا وَازِرَۃٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا وِّزْرَ اُخْرٰی بوجھ دوسرے کا ثُمَّ پھر اِلٰی رَبِّکُمْ اپنے پروردگار ہی کی طرف مَّرْجِعُکُمْ تمہارا لوٹنا ہے فَیُنَبِّئُکُمْ تو وہ تمہیں خبر دے گا بِمَا اس چیز کے ساتھ جو کُنْتُمْ تھے تم تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے ط اِنَّہٗ بلاشبہ وہ عَلِیْمٌ جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینوں کے راز

ترجمہ:۔ اُس نے تم سب کو پیدا کیا ایک شخص سے پھر اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کئے ۔ وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دُوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے ساری بادشاہی اُسی کی ہے، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ پھر بھی تمہارا منہ آخر کوئی کہاں سے موڑ دیتا ہے؟ O اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اُسے تمہارے لئے پسند کرے گا اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، اُس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے ۔ یقیناً وہ دلوں کی باتیں بھی خوب جانتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پندرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ ۲۔ پھر اسی سے اس کا جوڑا بنا دیا۔

۳۔ تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کئے۔

۴۔ وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔

۵۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔ ۶۔ ساری بادشاہی اسی کی ہے۔

۷۔ اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ۸۔ پھر بھی تمہارا منہ کوئی آخر کہاں سے موڑ دیتا ہے؟۔

۹۔ اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے۔

۱۰۔ وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

۱۱۔ اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرے گا

۱۲۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۱۳۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

۱۴۔ اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

۱۵۔ یقیناً وہ دلوں کی باتیں بھی خوب جانتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اور جتنے بھی اس دنیا میں اس وقت موجود ہیں اور جتنے بھی آگے آنے والے ہیں ان سب کو صرف اور صرف ایک جان سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے، اور پھر انہی سے یعنی انکی پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، یہاں ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کے بعد جتنے بھی انسان اس دنیا میں آئے وہ سب مرد اور عورت دو لوگوں کے ملنے کی وجہ سے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ کیوں فرمایا کہ تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا؟ اس کا جواب بعض مفسرین نے یہ دیا ہے کہ باقی تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کے صلب کے پانی کی وجہ سے پیدا ہوئے اس لئے یہاں مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ کہا گیا یعنی ایک جان سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے پیٹ سے قیامت تک پیدا ہونے والے سب جاندار گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی دو آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا فرمائی، پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے رب! یہ سب کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب تمہاری اولاد ہیں۔ (کنز العمال ۱۵۱۲۲) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں آدم اور حوا علیہا السلام دونوں مراد ہیں الغرض اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آٹھ جوڑے چوپایوں کے تمہارے لئے پیدا کئے، یہاں آٹھ جوڑوں سے مراد اونٹ اور گائے کے دو دو جوڑے چار، اور بھیڑ کے دو اور بکری کے دو چار جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۴۳ اور ۱۴۴ میں مذکور ہے، یہاں پر بھی ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ان چار جانوروں کے علاوہ اور بھی بہت سارے جانور ہمارے لئے پیدا کئے ہیں پھر انکا ذکر یہاں پر کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو جنت میں پیدا کیا جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نیچے بھیجے گئے انہی کے ساتھ انہیں بھی بھیج دیا گیا اسی لئے بطور خاص ان جانوروں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۲۳۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ایک وسیلہ کے ذریعہ تمہارے ماوں کے پیٹوں میں تین اندھیروں کے درمیان مرحلہ وار تم سب کی پیدائش کی، یہاں تین اندھیروں سے مراد پیٹ، رحم اور آنول ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۱۶۶) اور بعض نے کہا کہ آنول، رحم اور رات کی تاریکی ہے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۵۔ص،۲۳۶) سلسلہ وار اس طور پر کہ پہلے نطفہ پیدا ہوا پھر وہ نطفہ جا کر خون کا ایک ٹکڑا بنا پھر اسکے بعد پھر وہ خون کا ٹکڑا مضغۃ یعنی چھوٹے سے گوشت کے ٹکڑے میں تبدیل ہوا پھر وہ ہڈی بنا پھر اس پر گوشت لگایا گیا جس کا تذکرہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۱۴ میں، سورۂ حجر کی آیت نمبر ۱۵ اور سورۂ مومن کی آیت نمبر ۶۷ میں کیا گیا۔ قدرت کی ان نشانیوں کو بیان

کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ سب جو تمہیں بیان کیا گیا وہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نہ کہ ان باطل معبودوں نے جو تمہیں نفع دینا تو دور کی بات خود اپنی ذات کو نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی نقصان سے بچا سکتے ہیں، یہی وہ اللہ ہے جسکی ملکیت میں سارے جہاں ہیں، اسی کی سلطنت اور بادشاہت ہر جگہ قائم ہے، اسی کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس ایک رب کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں، جب تم یہ سب جانتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم سب اس ایک رب کی عبادت سے منہ پھیر رہے ہو؟ غور کرو اور سمجھو کہ کون ہوسکتا ہے جسکی عبادت کی جائے؟ اگر تم قدرت کی ان نشانیوں پر بھی غور کرلو گے تو تمہیں خود سمجھ میں آجائے گا کہ حقیقی مالک کون ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان سب چیزوں کو جاننے کے بعد بھی اگر تم کفر کرو گے تو اس میں صرف تمہارا ہی نقصان ہے، اللہ کا اس میں کوئی نقصان نہیں وہ تو تمہاری عبادتوں سے بے نیاز ہے، اسے تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ آخرت میں اپنی نجات کے لئے تمہیں اسکی عبادت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالی یہ نہیں چاہتا کہ اسکے بندے کفر کریں اور جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں، ان پر کسی قسم کی زبردستی نہیں ہوتی۔ ہاں! اگر تم اللہ پر ایمان لاوگے اور اسکی اطاعت کروگے تو تمہارے اس شکر پر وہ راضی ہوگا اور قیامت کے دن ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا چاہے وہ باپ، بیٹا، بیوی یا شوہر ہی کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کو اپنے ہی اعمال کا حساب دینا ہوگا اس لئے اپنے اپنے اعمال کی فکر میں لگے رہو کیونکہ تم سب کو اپنے رب کے پاس ہی جانا ہے جب وہاں جاوگے تو وہ تمہیں بتلادے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ کونسے اعمال برے تھے اور کونسے اعمال اچھے؟، یہاں ایک سوال ہوگا کہ اللہ کو کیسے معلوم کہ ہم کیا کررہے ہیں؟ اور اگر ہم کسی ایسی جگہ کوئی کام کریں جہاں پر کوئی ہمیں نہ دیکھتا ہو کیا تب بھی اللہ کو یہ معلوم ہوجائے گا؟ تو اس کا جواب آگے دیا گیا کہ تم ان اعمال کی بات کررہے ہو وہ تو تمہارے دلوں میں چھپی باتوں کو تک جانتا ہے، اس لئے جو بھی عمل کرنا ہو پہلے غور کرلو کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۸:﴾ انسان کا بھی عجیب حال ہے ﴿الزمر ۸۔۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب مَسَّ پہنچتی ہے الْاِنْسَانَ انسان کو ضُرٌّ کوئی تکلیف دَعَا وہ پکارتا ہے رَبَّهٗ اپنے رب کو مُنِیْبًا رجوع کرتے ہوئے اِلَیْهِ اس کی طرف ثُمَّ پھر اِذَا جب خَوَّلَهٗ وہ اسے عطا کرتا ہے نِعْمَةً کوئی نعمت مِّنْهُ اپنی طرف سے نَسِیَ وہ بھول جاتا ہے مَا اس کو جو كَانَ تھا یَدْعُوْٓا وہ پکارتا ہے اِلَیْهِ اس کی طرف مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَ اور جَعَلَ وہ ٹھہراتا ہے لِلّٰهِ اللہ کے لیے اَنْدَادًا شریک لِّیُضِلَّ تاکہ وہ گمراہ کرے عَنْ سَبِیْلِهٖ اس کے راستے سے قُلْ آپ کہہ دیجیے تَمَتَّعْ تو فائدہ اٹھا بِكُفْرِكَ اپنے کفر کے ساتھ قَلِیْلًا تھوڑا سا اِنَّكَ بلاشبہ تو مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ دوزخیوں میں سے ہے اَمَّنْ کیا جو شخص کہ هُوَ وہ قَانِتٌ عبادت کرنے والا ہو اٰنَآءَ الَّیْلِ رات کی گھڑیوں میں سَاجِدًا سجدہ کرتے وَّ اور قَآئِمًا کھڑے ہوئے یَّحْذَرُ وہ ڈرتا ہے الْاٰخِرَةَ آخرت سے وَ اور یَرْجُوْا وہ امید کرتا ہے رَحْمَةَ رَبِّهٖ اپنے رب کی رحمت کی قُلْ آپ کہہ دیجیے هَلْ کیا یَسْتَوِی برابر ہو سکتے ہیں الَّذِیْنَ وہ لوگ جو یَعْلَمُوْنَ علم رکھتے ہیں وَ اور الَّذِیْنَ وہ لوگ جو لَا یَعْلَمُوْنَ علم نہیں رکھتے اِنَّمَا بس یَتَذَكَّرُ نصیحت پکڑتے ہیں اُولُوا الْاَلْبَابِ عقل والے ہی

ترجمہ:۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو اُسی سے لَو لگا کر پکارتا ہے، پھر جب وہ انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتا ہے تو وہ اُس (تکلیف) کو بھول جاتا ہے جس کے لئے پہلے اللہ کو پکار رہا تھا اور اللہ کے لئے شریک گھڑ لیتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکاتا ہے۔ کہہ دو کہ کچھ دن اپنے کفر کے مزے اُڑا لے، یقیناً تو دوزخ والوں میں شامل ہے۔''O (بھلا کیا ایسا شخص اُس کے برابر ہوسکتا ہے) جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے، کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں، آخرت سے ڈرتا ہے، اور اپنے پروردگار کی رحمت کا اُمیدوار ہے؟ کہو کہ: ''کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے سب برابر ہیں؟'' (مگر) نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب انسان کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو اسی سے لو لگا کر پکارتا ہے۔

۲۔ پھر جب وہ انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتا ہے تو وہ اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ پہلے اللہ کو پکار رہا تھا۔

۳۔ وہ اللہ کے لئے شرک گھڑ لیتا ہے، جس کے نتیجہ میں دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔

۴۔ کہہ دو کہ کچھ دن اپنے کفر کے مزے اڑا لے، یقینا تو دوزخ والوں میں شامل ہے۔

۵۔ کیا ایسا شخص اس کے برابر ہوسکتا ہے جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے؟

۶۔ کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں۔

۷۔ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار رہے؟۔

۸۔ کہو کہ کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ سب برابر ہیں؟

۹۔ نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کے بارے میں بیان کیا گیا تھا کہ وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرتے تھے جبکہ اللہ تعالی ہی عبادت کے اصل حقدار ہیں، یہاں انہی کفار و مشرکین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ جب ان کفار و مشرکین کو کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے تو یہ لوگ اپنے معبودوں کو چھوڑ کر اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے رب! تو ہی ہے جو ہمیں اس مصیبت و آفت سے نکال سکتا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا اس لئے وہ اللہ سے رجوع ہوتے ہیں اور وہ بھی بڑے اخلاص کے ساتھ، پھر جیسے ہی اللہ تعالی اس مصیبت و پریشانی کو ان سے دور کر دیتا ہے اور انہیں راحت و سکون عطا کرتا ہے تو پھر سے یہ لوگ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر انہی بے بس بتوں کی عبادت کرنے لگتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں، اسی کو اللہ تعالی نے سورۃ العادیات میں فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ یقیناً انسان بڑا ناشکرا ہے، اور اس برائی کا اثر ان پر اس طرح ہوتا ہے کہ خود تو گمراہ ہیں ہی اس شخص کو بھی گمراہ کرنے میں لگ جاتے ہیں جو اللہ کی طرف آنا چاہتا ہے، ایسے شخص سے کہا جا رہا ہے کہ تو بس اس دنیا کا تھوڑا سا مزہ اٹھا لے اس لئے کہ یہ دنیا ہے ہی تھوڑی سی اور اس کا مزہ بھی تھوڑا ہے مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء ۷۷) اس تھوڑے سے مزے کے بعد ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہے اور وہاں کی سزا بھگتنا ہے تو اس کے لئے تیار رہو۔

اللہ تعالی مومنوں کے حالات بیان کر رہے ہیں جو ہر حال میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں چاہے انہیں کوئی مصیبت پیش آئے تب بھی اور جب خوشحالی ہو تب بھی بھلا وہ بندہ جو رات کے وقت اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے، کبھی سجدے کرتا ہے تو کبھی قیام کرتا ہے اور ساری رات ایسے ہی اللہ کی عبادت میں گزار دیتا ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اتنی عبادت کرنے کے بعد بھی آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے کہ کہیں مجھے عذاب میں نہ ڈالا جائے لیکن ساتھ ہی وہ اللہ کی رحمت پر بھروسہ بھی کرتا ہے کہ شاید اللہ تعالی میری اس حالت پر رحم کرے گا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا لے گا یہ ہوتی ہے ایک مومن کی شان کہ نہ تو وہ اللہ سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے اور نہ ہی بالکل مایوس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس اس وقت گئے جبکہ وہ حالت نزع میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو؟ اس نے کہا میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اے اللہ کے رسول! اور اس سے اپنے گناہوں کے معاملہ میں ڈرتا بھی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں جس کسی بندے میں اس جیسے وقت جمع ہوتی ہے تو اللہ تعالی اسے وہ عطا کرتا ہے جسکی وہ امید

رکھتا ہے اور اس سے امن نصیب فرماتا ہے جسکا وہ خوف کرتا ہے۔ (ترمذی ۹۸۳) اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انسان کا اللہ سے خوف اور اس کی امید دونوں برابر ہونی چاہیئے، اگر ان میں سے ایک بھی زیادہ ہو گیا تو انسان تباہ ہو گیا۔ (شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین۔ ج، ۳۔ص، ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ ہمارے نیک اعمال پر ہمیں کیا ثواب ملے گا اور برے اعمال پر کیا سزا ملے گی کیا ایسے لوگ ایسے لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جنہیں ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم؟ ایک عقل مند انسان یہی کہے گا کہ نہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے، تو پھر جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو ہر نیک اور بد، مومن اور کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟، مومن تو جنت میں جائے گا اور کافر دوزخ میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود، عمار، اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۲۱۴)

﴿درس نمبر ۱۸۰۹:﴾ صابرین کو بے حساب اجر دیا جائے گا ﴿الزمر ۱۰۔تا۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے يٰعِبَادِ اے میرے بندو! الَّذِيْنَ وہ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہوا اتَّقُوْا تم ڈرو رَبَّكُمْ اپنے رب سے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اَحْسَنُوْا اچھے عمل کیے فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا اس دنیا میں حَسَنَةٌ بھلائی ہے وَ اور اَرْضُ اللّٰهِ اللہ کی زمین وَاسِعَةٌ کشادہ ہے اِنَّمَا بس يُوَفَّى پورا دیا جائے گا الصّٰبِرُوْنَ صبر کرنے والوں کو اَجْرَهُمْ ان کا اجر بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنِّيْۤ اُمِرْتُ بے شک میں حکم دیا گیا ہوں اَنْ اَعْبُدَ کہ میں عبادت کروں اللّٰهَ اللہ کی مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لَّهُ اس کے لیے الدِّيْنَ بندگی کو وَ اور اُمِرْتُ میں حکم دیا گیا ہوں لِاَنْ اَكُوْنَ یہ کہ ہوں میں اَوَّلَ پہلا الْمُسْلِمِيْنَ مسلمان

ترجمہ:- کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو۔ بھلائی اُنہی کی ہے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، اُن کا ثواب اُنہیں بے حساب دیا جائے گا۔'' ۝ کہہ دو کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح

عبادت کروں کہ میری بندگی خالص اُسی کے لئے ہو O اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلا فرماں بردار میں بنوں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو۔

۲۔ بھلائی انہی کیلئے ہے جس نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے۔ ۳۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔

۴۔ جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں انہیں انکا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔

۵۔ کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ میری بندگی خالص اسی کے لئے ہو۔

۶۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں۔

پچھلی آیتوں میں مومن اور کافر کے درمیان فرق واضح کیا گیا کہ وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ مومن تو جنت میں جائے گا اور کافر جہنم میں۔ ان آیات میں مومن کو نیک کاموں کی نصیحت کی جا رہی ہے اور انہیں جو اجر دیا جائے گا اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان مومنوں سے کہہ دو کہ اپنے رب سے ڈرا کریں، اسکی نافرمانی کرنے سے اور اسکی اطاعت میں کوتاہی کرنے سے بچیں اس لئے کہ جو لوگ اچھے عمل کرتے ہیں آخرت میں انکا معاملہ بھی اچھا ہی ہوگا، لیکن اگر کوئی برائی کرتا ہے تو اس کا انجام بھی بہت سخت ہوگا اور اگر تمہیں اپنے مقام پر رہ کر اللہ کی عبادت کرنے میں دشواری ہو رہی ہو اور اسکی وجہ سے تم پر ظلم کیا جا رہا ہو تو وہاں رہنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں، اللہ نے جو زمین بنائی ہے وہ بہت ہی وسیع ہے، تم اس مقام کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم آسانی کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو اور سورۂ نساء کی آیت نمبر ۹۷ میں بھی کہا گیا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کیا اللہ تعالی نے جو زمین بنائی ہے وہ کشادہ نہیں ہے؟ تو پھر وہاں ہجرت کر چلو، اس ہجرت کرنے کے دوران تمہیں جو مشقتیں آئیں، تکلیفیں پہنچیں تو اس پر صبر سے کام لو، جو اللہ کی راہ میں صبر سے کام لیتا ہے اللہ تعالی اسے اس کی ہر تکلیف پر بے حساب اجر دیتا ہے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تمہارے لئے نہ وہاں ترازو ہوگی اور نہ ہی کوئی پیمانہ یعنی بلا حساب و کتاب تمہیں اس صبر کے بدلے اجر عطا کیا جائے گا (تفسیر طبری۔ ج ۲۱ ۔ص ۲۷۰) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ترازوئیں لگائی جائیں گی، پھر نمازیوں کو لایا جائے گا اور انہیں تول کر انکی نماز کا پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ایسے ہی اہل صدقہ کو لایا جائے گا اور انہیں بھی تول کر پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ایسے ہی حجاج کرام کو بلوایا جائے گا اور انہیں بھی تول کر پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ان لوگوں کو بلایا جائے گا جن پر آزمائشیں اور مصیبتیں ڈالی گئیں لیکن انکے لئے نہ تو کوئی ترازو قائم کی جائے گی اور نہ ہی انکے نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا بلکہ بے حساب اجر ان پر انڈیلا جائے گا، اس اجر کو دیکھ کر وہ لوگ کہ جن پر کوئی آزمائش

نہیں ڈالی گئی یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے جسموں کو بھی قینچی سے کاٹا جاتا (یعنی اتنی مصیبتیں ہم پر آتیں) تو آج ہمیں بھی یہ اجر ملتا جو انہیں ملا ہے۔ (تفسیر مظہری۔ج ۸،ص ۲۰۱)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کروں اور میری بندگی خالص اسی کے لئے ہو، تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت سے متعلق مضمون قرآن مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۲۹ میں کہا گیا وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو سورۃ مومن کی آیت نمبر ۱۴ میں کہا گیا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں مجھے تو یہ بھی حکم دیا گیا کہ میں ہی سب سے پہلا اللہ کا فرمانبردار بنوں اور خالص اسی ایک اللہ کی عبادت میں لگا رہوں پھر بعد میں دوسروں کو اسکی دعوت دوں، اسی حکم کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے آباء و اجداد کے دین کی مخالفت کی اور ایک اللہ کی عبادت کی اور آپ نے اپنے رب کے حکم پر پورا پورا عمل کیا،

﴿درس نمبر ۱۸۱۰:﴾ نافرمانی پر عذاب کا خوف ﴿الزمر ۱۳۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنِّيْٓ اَخَافُ بے شک میں ڈرتا ہوں اِنْ اگر عَصَيْتُ میں نے نافرمانی کی رَبِّيْ اپنے رب کی عَذَابَ عذاب سے يَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن کے قُلِ آپ کہہ دیجیے اللّٰهَ اللہ ہی کی اَعْبُدُ میں عبادت کرتا ہوں مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لَّهٗ اس کے لیے دِيْنِيْ اپنی بندگی کو فَاعْبُدُوْا تو تم عبادت کرو مَا جس کی شِئْتُمْ تم چاہو مِّنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنَّ بلاشبہ الْخٰسِرِيْنَ نقصان اٹھانے والے تو الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خَسِرُوْٓا خسارے میں ڈالا اَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں کو وَ اور اَهْلِيْهِمْ اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن اَلَا خبردار! ذٰلِكَ یہ هُوَ وہی ہے الْخُسْرَانُ خسران الْمُبِيْنُ ظاہر لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ فَوْقِهِمْ ان کے اوپر ظُلَلٌ سائبان ہوں گے مِّنَ النَّارِ آگ کے وَ اور مِنْ تَحْتِهِمْ

ان کے نیچے ظُلَلٌ سائبیگان ہوں گے ذٰلِكَ یہی ہے یُخَوِّفُ ڈراتا ہے اللّٰهُ اللہ بِهٖ اس کے ساتھ عِبَادَهٗ اپنے بندوں کو یٰعِبَادِ اے میرے بندو! فَاتَّقُوْنِ پس تم مجھ سے ڈرو

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ: ''اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے''O کہہ دو کہ: ''میں تو اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بندگی صرف اُسی کے لئے خالص کرلی ہے O اب تم اُسے چھوڑ کر جس کی چاہو عبادت کرو۔'' کہہ دو کہ: ''گھاٹے کا سودا کرنے والے تو وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں سب کو ہرا بیٹھیں گے۔ یاد رکھو کہ کھلا ہوا گھاٹا یہی ہے۔''O ایسے لوگوں کے لئے اُن کے اُوپر بھی آگ کے بادل ہیں، اور اُن کے نیچے بھی ویسے ہی بادل۔ یہ وہی چیز ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لہٰذا اے میرے بندو! میرا خوف دل میں رکھو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

۲۔ کہہ دو کہ میں تو اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بندگی خالص اسی کے لئے کرلی ہے۔

۳۔ اب تم اسے چھوڑ کر جسکی چاہو عبادت کرو۔

۴۔ کہہ دو کہ گھاٹے کا سودا کرنے والے تو وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں سب کو نقصان میں ڈال دیں گے۔

۵۔ یاد رکھو کہ کھلا ہوا گھاٹا یہی ہے۔

۶۔ ایسے لوگوں کے لئے انکے اوپر بھی آگ کے بادل ہیں اور نیچے بھی ویسے ہی بادل۔

۷۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

۸۔ لہٰذا اے میرے بندو! میرا خوف اپنے دل میں رکھو۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خطاب ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکوں اور تمام ہی لوگوں سے یہ کہہ دو کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر کہیں مجھ سے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی تو مجھے اللہ کی طرف سے عذاب کا خوف ہے اس لئے میں اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرتا ہوں اور اس ایک اللہ کی پورے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہوں کہ میری عبادت میں سوائے اللہ کے اور کسی کا حصہ نہ ہوا گر تم سب جان بوجھ کر بھی ان باطل معبودوں کی یا جسکی تم چاہتے ہو عبادت کرنا چاہو تو کرلو، تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے، مگر اتنا یاد رکھو کہ تمہیں اس جرم کی سزا ضرور ملے گی اور یہ جان لو کہ سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں شرک و بت پرستی کے ذریعہ آخرت کے فائدہ سے اپنا خسارہ کرلیا، دنیا تو اب انکے ہاتھ سے گئی آخرت میں بھی وہ جنت اور اسکی نعمتوں سے محروم ہوگئے، دنیا

میں اہل وعیال کے ساتھ تو رہے مگر آخرت میں انکا کوئی اہل وعیال نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر کسی کے لئے اللہ تعالی نے جنت میں ایک بیوی رکھی ہے لیکن جب وہ دوزخ میں جاتا ہے تو اپنی جان کا بھی نقصان کر بیٹھتا ہے اور اپنی اس جنتی بیوی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص، ۲۴۳)

اللہ نے فرمایا یہی تو سب سے بڑا گھاٹا اور نقصان ہے کہ یہاں کی ابدی زندگی میں اسے کوئی راحت نصیب نہیں، عقل مند انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ تھوڑے وقت کی مشقت برداشت کر لے تا کہ ہمیشہ کی تکلیف سے اسے راحت مل جائے اور وہ اسکے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے، لیکن یہ کافر تو بے عقل ہیں کہ اس دنیا کے مختصر سے فائدہ کے لئے آخرت کے ہمیشہ کے فائدہ سے اپنے آپ کو ان کافروں نے محروم کر لیا، آخرت میں انکا کیا نقصان ہے اور انہیں کس طرح کی سزا دی جائے گی؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے انکو آگ میں ڈالا جائے گا اور آگ میں بھی اس طرح کہ انکے اوپر سے بھی آگ ہوگی اور نیچے سے بھی تو غور کر وان جہنمیوں کا حال کیا ہوگا؟ جب ہمیں اس دنیا ہی کا ایک انگارہ لگتا ہے تو ہم بے چین ہو جاتے ہیں تو پھر اس جہنم میں کیسے رہیں گے کہ جس کا بچھونا بھی آگ کا ہے اور اوڑھنا بھی؟ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ان جہنمیوں کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہے اور اوپر سے اوڑھنا بھی اسی کا، اور سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۵۶ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ جس دن انہیں اوپر سے عذاب گھیر لے گا اور نیچے سے بھی، اللہ تعالی حفاظت فرمائے آمین، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہی وہ عذاب ہے جس سے اللہ تعالی ہم تمام انسانوں کو ڈرا رہے ہیں تا کہ ہم اس سے بچنے کی تدبیریں اسی دنیا میں کر لیں کیونکہ وہاں آخرت میں جو کچھ بھی دیا جائے گا وہ اسی دنیا میں کئے ہوئے اعمال پر دیا جائے گا، اس لئے اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ اے میرے بندو! میرے اس عذاب سے ڈرو اور اپنی آخرت کی فکر کر لو ابھی موقع ہے کچھ کرنے کا جب اس دنیا سے جدا ہو جائیں گے کچھ نہیں کر پائیں گے۔

(درس نمبر ۱۱۸۱:) ایسے لوگوں نے اللہ سے لو لگائی ہے (الزمر ۱۷۔۱۸)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالَّذِيْنَ اور جو لوگ کہ اجْتَنَبُوا وہ بچے رہے الطَّاغُوْتَ طاغوت سے اَنْ يَّعْبُدُوْهَا کہ

وہ عبادت کریں اس کی وَاَنَابُوْٓا اور انہوں نے رجوع کیا اِلَی اللّٰهِ اللہ کی طرف لَهُمُ ان کے لیے الْبُشْرٰی خوشخبری ہے فَبَشِّرْ لہٰذا آپ خوشخبری دے دیں عِبَادِ میرے بندوں کو الَّذِیْنَ وہ لوگ جو یَسْتَمِعُوْنَ سنتے ہیں الْقَوْلَ بات کو فَیَتَّبِعُوْنَ پھر وہ پیروی کرتے ہیں اَحْسَنَهٗ اس میں سے اچھی بات کی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یہی وہ لوگ ہیں کہ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ہدایت دی ان کو اللہ نے وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اور یہی لوگ ہیں اُولُوا الْاَلْبَابِ عقل والے

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا ہے کہ وہ طاغوت کی عبادت کرنے لگیں اور اُنہوں نے اللہ سے لَو لگائی ہے، خوشی کی خبر اُنہی کے لئے ہے، لہٰذا میرے اُن بندوں کو خوشی کی خبر سنادو O جو بات غور سے سنتے ہیں تو اُس میں جو بہترین ہوتا ہے، اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا ہے کہ وہ طاغوت کی عبادت کرنے لگیں۔

۲۔ ایسے لوگوں نے اللہ سے لو لگائی ہے۔ ۳۔ خوشی کی خبر انہی لوگوں کے لئے ہے۔

۴۔ لہٰذا میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو۔

۵۔ جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں پھر سب سے بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔

۶۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے۔ ۷۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عقل والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب توحید پرست لوگوں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہوں نے ان بتوں کی عبادت سے اپنے آپ کو بچائے رکھا اور ایک اللہ کی عبادت کرتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچے رہے اور اپنے آپ کو بت پرستی سے دور رکھا اور صرف اور صرف اللہ کی جناب عبادت کے ساتھ رجوع کیا تو ایسے بندوں کے لئے جنت کی نعمتوں کی خوشخبری ہے کہ وہ مزے سے جنت میں رہیں گے، طاغوت کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی موجود ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۶ میں کہا گیا فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ اللہ فرما رہے ہیں کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو کہ جنت انکا ٹھکانہ ہوگا جو میری کہی ہوئی باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور بہتر سے بہتر انداز میں ان بتائے ہوئے احکامات پر عمل بھی

کرتے ہیں، ایسے ہی لوگ ان بشارتوں کے مستحق ہیں کہ انہیں جنت کی نعمتوں سے نوازا جائے اور یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے اس لگاؤ کو دیکھ کر انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا اور یہ لوگ عقل والے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغام کو سنا اور سمجھا اور اس میں غور وفکر کیا تب انہیں اس بات کا پتہ چل گیا کہ یہی چیز حق ہے اسکے علاوہ ساری چیزیں غلط اور باطل ہیں لہذا ہمیں اس حق کی اتباع کرنی چاہئے اور ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اور وہ اسی ہدایت کے راستے پر چل پڑے۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں تین لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو زمانہء جاہلیت میں بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا کرتے تھے اور وہ تینوں زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما زمانہ جاہلیت میں بھی سب سے بہتر قول یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی اتباع کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنے نبی رحمت ﷺ پر یہ آیت یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ نازل فرمائی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۲۱۷) اور اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت بھی ہے جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (الحجر ۴۴:) نازل ہوئی تو ایک انصاری صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس سات غلام ہیں اور میں ان ساتوں کو جنت کے ان سات دروازوں کے عوض آزاد کرتا ہوں، تو انہی کے بارے میں یہ آیت فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۳۔ص،۲۶۴)

﴿درس نمبر ۱۸۱۲:﴾ کیا تم لوگ اسکو بچالو گے جو آگ کے اندر پہنچ چکا؟ ﴿الزمر ۱۹۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللهُ الْمِيْعَادَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص کہ حَقَّ ثابت ہوگئی عَلَيْهِ اس پر كَلِمَةُ الْعَذَابِ عذاب کی بات اَفَاَنْتَ کیا پھر آپ تُنْقِذُ چھڑالیں گے مَنْ جو فِي النَّارِ آگ میں ہے لٰكِنِ لیکن الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اتَّقَوْا ڈر گئے رَبَّهُمْ اپنے رب سے لَهُمْ ان کے لیے ہیں غُرَفٌ بالاخانے مِّنْ فَوْقِهَا ان کے اوپر غُرَفٌ بالاخانے ہیں مَّبْنِيَّةٌ بنائے ہوئے تَجْرِيْ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں وَعْدَ اللهِ اللہ کا وعدہ ہے لَا يُخْلِفُ خلاف نہیں کرتا اللهُ اللہ الْمِيْعَادَ اپنے وعدے کے

ترجمہ:۔ بھلا جس شخص پر عذاب کی بات طے ہو چکی تو کیا تم اُسے بچا لو گے جو آگ کے اندر پہنچ چکا ہے؟O البتہ جنہوں نے اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھا ہے، اُن کے لئے اُوپر تلے بنی ہوئی اُونچی اُونچی عمارتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ کبھی وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا جس شخص پر عذاب کی بات طے ہو چکی ہے تو کیا تم اسے بچا لو گے جو آگ کے اندر پہنچ چکا ہے؟

۲۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھا ان کے لئے اوپر تلے بنی ہوئی اونچی اونچی عمارتیں ہیں۔

۳۔ ان عمارتوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ۴۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ سے یہ خواہش تھی کہ انکی ساری قوم ایک اللہ پر ایمان لے آئے اور اس عذاب سے بچ جائے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے تیار کر رکھا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ابولہب اور اسکی اولاد اور آپ کے خاندان والے ایمان لے آئیں، (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۲۴۴) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تاکید کر رہے ہیں کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا کہ وہ جہنمی ہے تو بس وہ جہنمی ہے اسے کوئی جہنم سے بچا نہیں سکتا، خود آپ بھی اس کو ہدایت پر نہیں لا سکتے لہٰذا آپ نے اپنا کام کر دیا یعنی اسلام کا پیغام جو ان تک پہنچانا تھا پہنچا دیا، بس آپ کا فریضہ ادا ہو گیا اب آپ کا انکے پیچھے لگے رہنا ضروری نہیں ہے کہ وہ ایمان لے آئیں، جسکے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا وہ ایمان لے آئے گا لیکن جس کے حق میں لکھ دیا کہ وہ جہنمی ہے تو چاہے آپ اسے جس قدر بھی سمجھا لیں وہ سمجھے گا نہیں بلکہ جہنم میں جا کر ہی رہے گا، سورۂ قصص کی آیت نمبر ۵۶ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور سورۂ کہف کی آیت نمبر ۱۷ میں ہے کہ مَنۡ یَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرۡشِدًا جس کو اللہ ہدایت دیدے وہی ہدایت پر ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو آپ اس کے لئے نہ کوئی حامی و مددگار پائیں گے اور نہ ہی راہ دکھانے والا، تو آپ انکے ایمان نہ لانے سے دلی رنجش میں مبتلا نہ ہوں ہاں! اگر کوئی خود چاہتا ہے کہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ کر جنت کے حسین محلوں میں اپنا ٹھکانہ بنا لے تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اسکے حکموں کو مانے، اسکی نافرمانی کرنے سے بچے، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت کے سب سے اوپر بنے ہوئے محلات میں رکھے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ محلات یاقوت وزبر جد یعنی قیمتی موتیوں اور پتھروں سے بنے ہوں گے (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۲۴۵) یہ محلات

ایسے خوشگوار ہونگے کہ ان محلات کے نیچے سے اور بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہا ہوگا، ان حسین مناظر میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، یہ جو وعدہ ہے وہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا گیا ہے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ پورا کر کے رہتا ہے، ان وعدوں پر بھروسہ رکھو اور اس جنت کے لئے اعمال صالحہ کرتے رہو۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۳:﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا ﴿الزمر ۲۱۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ کیا نہیں تَرَ آپ نے دیکھا اَنَّ اللّٰهَ کہ بے شک اللہ ہی نے اَنْزَلَ نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی فَسَلَكَهٗ پھر اس کو داخل کیا يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ زمین کے چشموں میں ثُمَّ پھر يُخْرِجُ وہ نکالتا ہے بِهٖ اس کے ذریعے سے زَرْعًا کھیتی مُّخْتَلِفًا جبکہ مختلف ہوتے ہیں اَلْوَانُهٗ اس کے رنگ ثُمَّ پھر يَهِيْجُ وہ خشک ہو جاتی ہے فَتَرٰىهُ پھر آپ دیکھتے ہیں اس کو مُصْفَرًّا زرد شدہ ثُمَّ پھر يَجْعَلُهٗ وہ اس کو کر دیتا ہے حُطَامًا ریزہ ریزہ اِنَّ بلاشبہ فِىْ ذٰلِكَ اس میں لَذِكْرٰى البتہ نصیحت ہے لِاُولِى الْاَلْبَابِ اہل عقل کے لیے اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص کہ شَرَحَ اللّٰهُ کھول دیا اللہ نے صَدْرَهٗ اس کا سینہ لِلْاِسْلَامِ اسلام کے لیے فَهُوَ اور وہ عَلٰى نُوْرٍ روشنی پر مِّنْ رَّبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے فَوَيْلٌ تو ہلاکت ہے لِّلْقٰسِيَةِ ان کے لیے کہ سخت ہیں قُلُوْبُهُمْ ان کے دل مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کی یاد سے اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ صریح گمراہی میں

ترجمہ:۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر اُسے زمین کے سوتوں میں پرو دیا؟ پھر وہ اُس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پیلی پڑ گئی ہیں، پھر وہ اُنہیں چورا چورا کر دیتا ہے۔ یقیناً ان باتوں میں اُن لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں ۝ بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے، (سنگدلوں کے برابر ہو سکتا ہے؟) ہاں! بربادی اُن کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے آسمان سے پانی اتارا۔
۲۔ پھر اسے زمین کے سوتوں میں پرودیا۔
۳۔ پھر وہ اس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں۔
۴۔ پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پیلی پڑ گئی ہیں۔
۵۔ پھر وہ انہیں چورا چورا کر دیتا ہے۔
۶۔ یقیناً ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں۔
۷۔ بھلا کیا وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے؟
۸۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے،
۹۔ ہاں! بربادی انکی ہے جنکے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔
۱۰۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ نے اور تمام انسانوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے بادلوں کے ذریعہ اس زمین پر پانی اتارا کہ اس پانی کو اللہ تعالی نے زمین کی تہہ میں اتار دیا، پھر اس برسائے ہوئے پانی کے ذریعہ اللہ تعالی نے زمین کی خاک سے درخت، کھیتی وکھلیان اگائے جنکے رنگ بھی الگ الگ، مزہ بھی الگ الگ، تاثیر بھی الگ الگ، تاکہ یہ تمہارے اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے کام آئیں اور تم ان سے اپنی غذا حاصل کرو، پھر یہ ہری بھری کھیتی گھانس پھونس میں بدل جاتی ہے اور پیلی پڑ جاتی ہے اور ہواؤں کے ذریعہ بکھر جاتی ہے کہ اب تم اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، بس ایسا ہی معاملہ انسان کی زندگی کا ہوتا ہے کہ پہلے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں جنم لیتا ہے اور پھر بڑا ہو کر جوانی کی تازگی میں قدم رکھتا ہے اور زندگی کا لطف حاصل کرتا ہے پھر اس پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بوڑھا ہو جاتا ہے بس یہ دنیا اتنی ہی ہے اس سے آگے کچھ نہیں، تو جو انسان عقل مند ہوتا ہے وہ اس سے سبق حاصل کرتا ہے اور اس مختصر سی دنیا کو چھوڑ کر وہ آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اور اس کے لئے محنت کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس مثال میں عقل مندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے، سورۂ کہف کی آیت نمبر ۴۵ میں ہے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اے پیغمبر! آپ انہیں دنیوی زندگی کی مثال دیجئے کہ وہ ایسی ہی ہے جیسے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو اس کا سبزہ خوب گھنا ہو گیا، پھر وہ ایسا ریزہ ریزہ ہوا کہ اسے ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے، یہ جو مثالیں اللہ تعالی نے بیان کی ہیں ان سے وہی انسان سبق حاصل کرتا ہے جس کے سینہ کو اللہ نے ہدایت کے لئے کھول دیا ہو، تو جسکا

سینہ ہدایت کے لئے کھل جاتا ہے تو اس میں ایمان کی روشنی داخل ہوجاتی ہے اور وہ ہدایت والا بن جاتا ہے، اسکے برخلاف جسکا سینہ سخت ہوتا ہے اس میں ایمان کی روشنی داخل نہیں ہوتی اور وہ ہدایت کو نہیں پا سکتا اور جو ہدایت نہیں پاتا وہ ہلاکت وتباہی میں پڑ جاتا ہے اور گمراہی کے دلدل میں پھنس جاتا ہے، جہاں سے اس کا نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔ تو جسکا سینہ اسلام اور ایمان کی روشنی کے لئے کھل جاتا ہے وہ تو جنت میں جائے گا اور جسکا سینہ سخت ہوتا ہے تو اس میں ایمان داخل نہیں ہوپاتا تو وہ جہنم میں چلا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جنتی اور جہنمی دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ جنتی تو عیش وعشرت میں ہوگا اور جہنمی عذاب وکرب میں ہوگا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت فَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ پڑھی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! دل کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے اور کشادہ ہوجاتا ہے، پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کیفیت کی نشانی کیا ہے (یعنی ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارے دل میں نور داخل ہوگیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : آخرت کی جانب رجوع کرنا اور دھوکہ والی (دنیوی) زندگی سے کنارہ کشی کرنا اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔ (الزھد الکبیر للبیہقی۔ص، ۳۵۶) اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر اللہ کے ذکر سے زیادہ بات مت کرو کیونکہ بغیر اللہ کے ذکر کے زیادہ گفتگو کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے، اور اللہ سے سب سے دور وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ سخت دل ہوگا۔ (ترمذی ۲۴۱۱:) ، لہٰذا ہمیں بھی دیکھتے رہنا چاہئے کہ ہمارے دل میں ایمان کا نور مکمل داخل ہوا ہے یا نہیں؟ اللہم سب کے دلوں کو نور سے بھر دے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۴:﴾ ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں؟ ﴿الزمر ۲۳۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اللہ نے نازل کی اَحْسَنَ بہترین الْحَدِيْثِ بات كِتٰبًا کتاب مُّتَشَابِهًا باہم ملتی جلتی مَّثَانِيَ بار بار دہرائی ہوئی تَقْشَعِرُّ کانپ اٹھتی ہیں مِنْهُ اس سے جُلُوْدُ جلدیں الَّذِيْنَ ان لوگوں کی جو يَخْشَوْنَ ڈرتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب سے ثُمَّ پھر تَلِيْنُ نرم ہوجاتی ہیں جُلُوْدُهُمْ ان کی جلدیں وَ اور

قُلُوْبُهُمْ ان کے دل اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کی یاد کی طرف ہیں ذٰلِكَ یہی ہے هُدَى اللّٰهِ اللہ کی ہدایت يَهْدِيْ وہ ہدایت دیتا ہے بِهٖ اس کے ذریعے سے مَنْ جسے يَّشَآءُ چاہتا ہے وَ اور مَنْ جسے يُّضْلِلِ گمراہ کردے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں ہے لَهٗ اسے مِنْ کوئی بھی هَادٍ ہدایت دینے والا اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص يَّتَّقِيْ بچتا ہے بِوَجْهِهٖ اپنے چہرے کے ذریعے سے سُوْٓءَ الْعَذَابِ بُرے عذاب سے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وَ اور قِيْلَ کہا جائے گا لِلظّٰلِمِيْنَ ظالموں سے ذُوْقُوْا تم چکھو مَا جو كُنْتُمْ تم تھے تَكْسِبُوْنَ کماتے

ترجمہ:۔ اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی باتیں بار بارُ دہرائی گئی ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رُعب ہے ان کی کھالیں اس سے کانپ اُٹھتی ہیں، پھر اُن کے جسم اور ان کے دِل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو چاہتا ہے، راہِ راست پر لے آتا ہے، اور جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے، اُسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔ O بھلا (اس شخص کا کیسا بُرا حال ہوگا) جو قیامت کے دن اپنے چہرے ہی سے بدترین عذاب کو روکنا چاہے گا؟ اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ: ''چکھو مزہ اُس کمائی کا جو تم نے کر رکھی تھی۔''

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔

۲۔ ایک ایسی کتاب جسکے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

۳۔ جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔

۴۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے انکی کھالیں اس سے کانپ اٹھتی ہیں۔

۵۔ پھر انکے جسم اور انکے دل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

۶۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکے ذریعہ وہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے۔

۷۔ جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے اسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔

۸۔ بھلا اس شخص کا کیسا برا حال ہوگا جو قیامت کے دن اپنے چہرے سے بدترین عذاب کو روکنا چاہے گا؟

۹۔ ظالموں سے کہا جائے گا کہ چکھو مزہ اس کمائی کا جو تم نے کر رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس قرآن کریم کی صفت بیان کر رہے ہیں جو قرآن دلوں کی تنگی کو دور کرتا ہے اور ان میں کشادگی پیدا کرتا ہے اور دل کو سکون اور راحت پہنچاتا ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر کلام اس قرآن کی شکل میں نازل فرمایا یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے کہ جس میں جتنے بھی مضامین بیان کئے گئے ہیں وہ سارے

مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں یعنی کوئی ایک مضمون بھی دوسرے مضمون سے الگ نہیں ہے اور نہ ہی ان مضامین میں آپس میں اختلاف ہے کہ کسی میں ایک بات بیان کی گئی ہو اور دوسرے میں اس کے خلاف کچھ بیان کیا گیا ہو، قرآن کریم ان سب چیزوں سے پاک ہے اور اس کلام کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں اسے دہرایا گیا ہے تا کہ وہ باتیں دماغ میں بیٹھ جائیں، عربی کا مقولہ ہے کہ اِذَا تَكَرَّرَ الْكَلَامُ عَلَى السَّمْعِ تَقَرَّرَ فِي الْقَلْبِ جب کوئی بات بار بار کانوں پر پڑتی ہے تو وہ باتیں ذہن میں پیوست ہو جاتی ہے، اللہ تعالی کا بھی یہی مقصد ہے کہ جو سب سے اہم باتیں قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہیں انسان اسے اپنے ذہنوں میں اچھی طرح بٹھا لے اور انہیں دلوں میں محفوظ بھی کر لے اور ان پر عمل بھی کرے۔

اس کلام کی خاصیت یہ بھی ہے کہ جب کوئی سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کلام کو پڑھتا ہے تو اس میں بیان کئے ہوئے مضامین کو پڑھنے کے بعد، اسکے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل سہم جاتے ہیں، جبکہ دوزخ کی ہولناکیاں بیان کی جاتی ہیں اور جب آیت رحمت آتی ہے اور جنت اور اسکی نعمتوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے، حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت جب وہ قرآن پڑھتے تو کیسی ہوتی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انکی حالت وہی ہوتی تھی جو قرآن نے انکے بارے میں بیان کی ہے کہ انکی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور دل خوف سے سہمے ہوئے رہتے ہیں، (الدر المنثور۔ ج،۷۔ ص ۲۲۲) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی نشانی ہے کہ (قرآن سنتے وقت) انکے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے انکے دل مطمئن ہو جاتے ہیں، (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۳۔ص، ۲۷۹) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں کچھ اچھی باتیں اور خبریں سنائیے، اس پر یہ آیت اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ۔ الخ، نازل فرمائی (التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۲۷۷)

یہ کتاب جو اللہ نے نازل کی اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر وہی شخص ہدایت پا سکتا ہے جسکے مقدر میں اللہ نے ہدایت لکھی ہو اور اس گمراہ شخص کا حال اس وقت کیا ہوگا جب اسے جہنم میں منہ کے بل ڈالا جائے گا، کتنی تکلیف اسے اس وقت پہنچے گی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا وہ بہت ہی بدترین عذاب ہوگا جو اسے اس دن دیا جائے گا انہیں کہا جائے گا کہ اب چکھو اس عذاب کا مزہ ان اعمال کے بدلہ جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے یقینا تمہارا حال یہاں سب سے برا ہوگا، سورۂ فصلت کی آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ کیا وہ شخص جسے آگے

میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو ہر طرح سے مامون ومحفوظ ہو کر قیامت کے دن آئے گا؟۔ یقیناً سب سے بہتر وہی ہے جو جہنم کے عذاب سے بچ گیا۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۵:﴾ آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے ﴿الزمر ۲۵۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ O فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَ جھٹلایا تھا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے فَاَتٰىهُمُ تو آیا ان کے پاس الْعَذَابُ عذاب مِنْ حَيْثُ ایسی جگہ سے کہ لَا يَشْعُرُوْنَ وہ شعور نہیں رکھتے تھے فَاَذَاقَهُمُ چنانچہ چکھائی ان کو اللّٰهُ اللہ نے الْخِزْيَ رسوائی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَ اور لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ البتہ آخرت کا عذاب اَكْبَرُ بہت بڑا ہے لَوْ کاش كَانُوْا وہ ہوتے يَعْلَمُوْنَ جانتے

ترجمہ:۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے، اُنہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا جس کے نتیجے میں اُن پر عذاب ایسی جگہ سے آیا جس کی طرف اُن کا گمان بھی نہیں جاسکتا تھا O چنانچہ اللہ نے اُن کو اسی دُنیوی زندگی میں رُسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے!

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ ان لوگوں کے جھٹلانے کے نتیجہ میں ان پر عذاب ایسی جگہ سے آیا جسکی طرف انکا گمان بھی نہیں جاسکتا تھا

۳۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔

۴۔ آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے۔ ۵۔ کاش یہ لوگ ان باتوں کو جان لیتے!

پچھلی آیتوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی تھی کہ انسان کے گمراہ ہونے اور اسکے اسلام نہ لانے کی وجہ سے آپ سے کوئی پوچھ نہیں ہوگی آپ کا کام اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے وہ مانیں یا نہ مانیں یہ انکی مرضی ہے، آپ انہیں زبردستی اسلام پر لا بھی نہیں سکتے، ہدایت دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، ان آیتوں میں ان لوگوں کے بارے میں کہا جارہا ہے جنہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہیں مانا اور آپ کو جھٹلایا چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! ہر قوم نے اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا ہے، اگر آپ کی قوم بھی آپ کو جھٹلاتی ہے تو اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے مگر ہاں! ان جھٹلانے والوں کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جن جن قوموں نے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کو

جھٹلایا ان کا کیا انجام ہوا؟ تا کہ انہیں ان واقعات سے سبق ملے، تو ہم نے ان تمام لوگوں کو اسی دنیا میں عذاب میں مبتلا کیا اور ایسی ایسی جگہ سے انکے پاس عذاب آیا کہ وہ سوچ بھی نہ تھے کہ اس جگہ سے بھی ہمارے پاس عذاب آسکتا ہے، جیسے کہ ان پر بادلوں نے سایہ کیا تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ یہ عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے جو ان پر برسے گا مگر ہوا یہ کہ وہی بادل ان پر عذاب برسانے لگے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ بادل یا ہواوں کو دیکھتے تو پریشانی کے اثرات آپ کے چہرے پر نمایاں ہوجاتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لوگ جب ان بادلوں یا ہواؤں کو دیکھتے ہیں تو اس امید سے خوش ہوتے ہیں کہ شاید بارش ہوگی، میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب بھی آپ اسے دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ناگواری علانیہ ظاہر ہوتی ہے؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا ضمانت کہ اس میں عذاب نہ ہو؟ جبکہ ایک قوم کو انہی ہواؤں کے ذریعہ عذاب دیا گیا، جب انہوں نے ان بادلوں کو دیکھا تو کہا تھا کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ (بخاری ۴۸۲۹) یعنی جہاں سے عذاب کے آنے کی امید بھی نہ تھی اللہ تعالی نے وہاں سے ان پر عذاب برسایا۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ جو ہلاکت اور تباہی انکی ہوئی یہ تو ایک معمولی سا عذاب تھا جو ان پر بھیجا گیا اور جس عذاب کے ذریعہ تمام دنیا کے سامنے اس قوم کو رسوا کیا گیا کہ جب بھی ان قوموں کا تذکرہ ہوگا تو کہا جائے گا کہ یہ تو بہت برے لوگ تھے جس کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا گیا، یقیناً انکے لئے بڑی رسوائی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالی نے کسی قوم کے چہروں کو مسخ کر دیا تو کسی کو بندر بنا دیا وغیرہ، آخرت میں اور دردناک عذاب انہیں دیا جائے گا جس کا اندازہ یہ لوگ کر نہیں پائیں گے، وہ دنیوی عذاب تو پل بھر کا تھا لیکن آخرت کا عذاب ہمیشہ انہیں ملتا رہے گا جس سے انہیں کوئی چھٹکارہ نہیں، کاش! یہ نافرمان لوگ اس عذاب کو جان جاتے تو شاید وہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانے کی فکر کرتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انکی عقلیں گم ہوگئی ہیں اب یہ نہ سمجھیں گے اور نہ ہی سبق حاصل کریں گے اس لئے ان پر سوائے حسرت کے اور کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۶:﴾ قرآنِ مجید میں ہر قسم کی مثالیں ﴿الزمر ۲۷۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق ضَرَبْنَا ہم نے بیان کی لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اس قرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثال لَّعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ تا کہ وہ نصیحت پکڑیں قُرۡاٰنًا قرآن ہے عَرَبِيًّا عربی میں غَيۡرَ نہیں ہے ذِىۡ عِوَجٍ کجی والا لَّعَلَّهُمۡ تا کہ وہ يَتَّقُوۡنَ ڈریں

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں، تا کہ لوگ سبق حاصل کریں O یہ عربی قرآن جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں! تا کہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔

۲۔ ان مثالوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔

۳۔ یہ قرآن جو نازل کیا گیا ہے عربی قرآن ہے کہ جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں۔

۴۔ اس قرآن کو عربی میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ متقی ہو جائیں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے سرسری طور پر فرمایا کہ اس امت سے پہلے بھی دوسری امتوں کو انکی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کیا گیا لیکن قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں ان قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے، یہاں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اس طرح کی گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت کی مثالیں ہم لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ انہیں ان واقعات سے کچھ نصیحت ملے اور وہ سیدھے راستے پر آ جائیں، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں طرح طرح کی مثالیں بیان کی ہیں چاہے وہ وحدانیت اور قدرت سے متعلق ہوں یا دوسری قوموں کی ہلاکت و تباہی سے متعلق ہوں ہر ایک مثال کو اللہ تعالی نے کھول کھول کر بیان فرمایا تا کہ لوگ ان مثالوں کو سمجھ کر صحیح راستے پر آ جائیں، قرآن کریم کی آیتوں میں اللہ تعالی نے اس مضمون کو بیان فرمایا جیسا کہ سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تا کہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں، سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۵ میں بھی فرمایا وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ اور اللہ تعالی لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعۡقِلُهَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ یہ چند مثالیں لوگوں کے لئے ہیں اسے وہی سمجھے گا جو عقل مند ہوگا۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم کی اور دو صفتیں بیان کی ہیں یہاں فرمایا قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا یہ کتاب جو اللہ تعالی نے نازل فرمائی یہ قرآن ایسی کتاب ہے جو بار بار پڑھی جانے والی ہے، قیامت تک کے لئے یہ قرآن ویسی ہی رہے گی جس طرح اسے اتارا گیا اور اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا گیا جسکا ایک مقصد تو یہ تھا اس لئے کہ اس کلام کو عربوں کے درمیان اتارا گیا تو چونکہ انکی زبان بھی عربی ہے اس لئے اس قرآن کو سمجھنے میں انہیں آسانی ہو اور سمجھ

کر اللہ کا خوف انکے دلوں میں آ جائے اور وہ متقی بن جائیں جیسا کہ آگے کہا بھی گیا لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ شاید وہ لوگ متقی بن جائیں اور دوسرا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ تمام زبانوں میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اگر کوئی زبان سب سے اونچی ہے تو وہ عربی زبان ہے جسکی فصاحت و بلاغت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اسی لئے اس فصاحت و بلاغت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس عظیم کلام کو اس زبان میں نازل کیا گیا (التفسیر المنیر۔ج، ۲۳۔ص، ۲۸۴) اور ایک صفت قرآن کریم کی یہاں بیان کی گئی غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ اس کلام میں کسی قسم کی کجی یعنی اختلاف نہیں ہے اور یہ کلام ہر شک وشبہ سے پاک ہے کہ اگر سارا کلام پڑھ لیا جائے تو کوئی ایک آیت بھی اس کلام کی ایسی نہیں ملے گی جو دوسری آیتوں سے ٹکراتی ہو یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالی نے فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اگر یہ کلام اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتا تو اس کلام میں تمہیں بہت زیادہ اختلاف ملتا، مگر چونکہ یہ کلام اللہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اس لئے اس کلام میں کوئی کمی نہیں ہے اگر کوئی اس کلام میں کمی نکالنا چاہے گا تو اسکی زندگی ختم ہوجائے گی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے گا۔ اس آیت کے ضمن میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک مسئلہ کی جانب اشارہ کیا کہ یہ قرآن کریم مخلوق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ کلام مخلوق نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہوسکتا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ سے اس آیت کے بارے میں نقل فرمایا کہ قران مخلوق نہیں ہے، اسی طرح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔ (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۲۲۳)

﴿درس نمبر ۱۸۱۷﴾ اے پیغمبر! موت انہیں بھی آنی ہے اور تمہیں بھی ﴿الزمر ۲۹۔تا۔۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ضَرَبَ اللّٰهُ اللہ نے بیان کی مَثَلًا مثال رَّجُلًا ایک ایسے آدمی کی فِيْهِ جس میں شُرَكَآءُ کئی شریک ہیں مُتَشٰكِسُوْنَ باہم اختلاف رکھنے والے وَ اور رَجُلًا ایک ایسے آدمی کی سَلَمًا جو خالص ہے لِّرَجُلٍ ایک ہی آدمی کے لیے هَلْ کیا يَسْتَوِيٰنِ وہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں مَثَلًا مثال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریف اللہ کے لیے ہے بَلْ بلکہ اَكْثَرُهُمْ ان کے اکثر لَا يَعْلَمُوْنَ علم نہیں

رکھتے اِنَّکَ بلاشبہ آپ مَیِّتٌ مرنے والے ہیں وَّ اور اِنَّھُمْ بے شک وہ مَّیِّتُوْنَ مرنے والے ہیں ثُمَّ پھر اِنَّکُمْ بلاشبہ تم یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن عِنْدَ رَبِّکُمْ اپنے رب کے پاس تَخْتَصِمُوْنَ جھگڑو گے

ترجمہ:۔ اللہ نے ایک مثال یہ دی ہے کہ ایک (غلام) شخص ہے جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں جن کے درمیان آپس میں کھینچ تان بھی ہے اور دُوسرا (غلام) شخص ہے جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں جن کے درمیان آپس میں کھینچ تان بھی ہے اور دوسرا (غلام) شخص وہ ہے جو پورے کا پورا ایک ہی آدمی کی ملکیت ہے۔ کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہوسکتی ہے؟ الحمدللہ! (اس مثال سے بات بالکل واضح ہوگئی) لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں O اے پیغمبر!) موت تمہیں بھی آنی ہے، اور موت انہیں بھی آنی ہے O پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس اپنا مقدمہ پیش کروگے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے ایک مثال یہ دی ہے کہ ایک غلام شخص ہے جسکی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں۔

۲۔ ان شریک لوگوں کے درمیان کھینچا تانی بھی ہے۔

۳۔ دوسرا غلام شخص وہ ہے جو پورے کا پورا ایک ہی آدمی کی ملکیت ہے۔

۴۔ تو کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہوسکتی ہے؟

۵۔ الحمدللہ اس مثال سے بات واضح ہوگئی لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

۶۔ اے پیغمبر! موت انہیں بھی آنی ہے اور تمہیں بھی۔

۷۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس اپنا مقدمہ پیش کروگے۔

مومن اور کافر کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک مثال کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے اسے واضح کررہے ہیں کہ سمجھو کہ ایک غلام ایسا ہے جسکے کئی مالک ہوں یعنی اس غلام کو کئی لوگوں نے اپنی رقم لگا کر خریدا ہو تو اب یہ غلام ان تمام مالکوں کے درمیان تقسیم ہوگیا اور مالکوں کی حالت یہ ہے کہ ان کی آپس میں نہیں جمتی تو اب ان تمام لوگوں میں سے جو کوئی بھی اس غلام کو اپنی خدمت کے لئے بلائے گا تو اسے اسکے پاس جانا ہوگا، تو کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ ہر مالک ایک ہی وقت میں اس غلام کو بلائے تو یہ ان سب کے پاس نہیں جاسکتا اور انہیں راضی نہیں کرسکتا کہ اگر ایک کو راضی کرے گا تو دوسرا مالک ناراض ہوجائے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ اس پر اسے سزا بھی دے، یہ حال ہے کافر کا جو کہ کئی معبودوں کی عبادت کرتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا غلام ہے جسکا مالک صرف ایک ہے تو اب اس غلام کو اسی ایک مالک کی خدمت کرنی ہوگی اور اسے راضی کرنا ہوگا جو کہ آسان ہے بمقابل پہلے والے غلام کے تو یہ حال ہے مومن بندے کا جو ایک رب کی عبادت کرتا ہے۔

اللہ تعالی اس مثال کو بیان کرنے کے بعد ان مشرکین سے سوال کر رہے ہیں کہ بھلا بتاؤ کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک غلام کے تو کئی سارے مالک ہیں جنہیں راضی کرنا اسکے لئے ممکن نہیں اور دوسری طرف وہ غلام ہے کہ جسکا مالک صرف ایک جسے راضی کرنا آسان ہے مومن اور کافر ایک کیسے ہو سکتے ہیں! جبکہ مومن کا مالک اور رب ایک ہے اور تمہارے تو کئی معبود ہیں، شاید اس مثال کے ذریعہ ہی سہی تمہیں یہ بات سمجھ میں آجائے اور شکر ہے اللہ تعالی کا کہ وہ ایسی آسان مثالیں بندوں کو سمجھانے کے لئے پیش کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اکثر ایسے بے وقوف ہیں کہ انہیں اتنی آسان مثالیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں اور وہ اپنی گمراہی میں ہی پڑے رہتے ہیں۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ کو بھی ایک دن موت آنی ہے اور آپ پر ایمان لانے والوں اور ان کافروں کو بھی، آپ کا اور مومنوں کا تو اللہ تعالی اکرام کرے گا لیکن ان کافروں کا حشر بہت برا ہوگا جسکا انہیں اندازہ ہی نہیں، یہ لوگ اس دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں کرنے دیجئے بس کچھ وقت کی بات ہے پھر جب یہ لوگ مر کر ہمارے دربار میں آئیں گے تب انہیں انکے کئے کا پورا حساب لیا جائے گا، اس وقت بھی یہ لوگ اللہ تعالی کے سامنے مومنوں سے جھگڑ رہے ہوں گے کہ جنت میں تم نہیں بلکہ ہم جائیں گے یا پھر یہ جھگڑا خود کافروں کے درمیان ہوگا جیسا کہ پچھلی آیتوں میں گزر چکا کہ جو متبعین ہیں وہ لوگ سردار قسم کے لوگوں سے جھگڑا کریں گے کہ ہم یہاں ان تمہاری وجہ سے آئے ہیں اگر تم نہ ہوتے تو ہم جہنم میں نہ پہنچتے وغیرہ مگر اللہ تعالی اس دن ان تمام جھگڑوں کو ختم کر دے گا اور تمام چیزوں کی حقیقت انکے سامنے رکھ دے گا جس سے ہر بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ نازل ہوئی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یارسول اللہ! کیا ہمارے خاص گناہوں کے علاوہ جو دنیا میں جھگڑے ہوتے تھے انہیں ہمارے سامنے لایا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ضرور اسے لایا جائے گا حتی کہ آدمی ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دے گا، پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۱۵۰۶)

﴿ درس نمبر ۱۸۱۸: ﴾ **اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟** ﴿ الزمر ۳۲۔تا۔۳۵ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَمَنْ پھر کون اَظْلَمُ زیادہ ظالم ہے مِمَّنْ اس سے جس نے کَذَبَ جھوٹ بولا عَلَی اللّٰہِ اللہ پر وَ اور کَذَّبَ اس نے جھٹلایا بِالصِّدْقِ سچائی کو اِذْ جب جَآءَہٗ وہ آئی اس کے پاس اَلَیْسَ کیا نہیں ہے فِیْ جَھَنَّمَ جہنم میں مَثْوًی ٹھکانا لِّلْکٰفِرِیْنَ کافروں کا وَ اور الَّذِیْ جو جَآءَ آیا بِالصِّدْقِ سچائی کے ساتھ وَ اور صَدَّقَ جس نے تصدیق کی بِہٖٓ اس کی اُولٰٓئِکَ ھُمُ یہی لوگ ہیں الْمُتَّقُوْنَ متقی لَھُمْ ان کے لئے ہے مَّا جو یَشَآءُوْنَ وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّھِمْ ان کے رب کے پاس ذٰلِکَ یہ ہے جَزٰٓؤُا بدلہ الْمُحْسِنِیْنَ نیکی کرنے والوں کا لِیُکَفِّرَ تا کہ دور کردے اللّٰہُ اللہ عَنْھُمْ ان سے اَسْوَاَ برائی الَّذِیْ وہ جو عَمِلُوْا انہوں نے کی وَ اور یَجْزِیَھُمْ دے ان کو اَجْرَھُمْ ان کا اجر بِاَحْسَنِ نیکی کے بدلے میں الَّذِیْ وہ جو کَانُوْا وہ تھے یَعْمَلُوْنَ عمل کرتے

ترجمہ:۔ اب بتاؤ کہ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور جب سچی بات اُس کے پاس آئے تو وہ اس کو جھٹلا دے؟ کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہیں ہوگا؟ O اور جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور خود بھی اُسے سچ مانیں وہ ہیں جو متقی ہیں O اُن کو اپنے پروردگار کے پاس ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہے نیک لوگوں کا بدلہ O تا کہ اُنہوں نے جو بدترین کام کئے تھے، اللہ اُن کا کفارہ کردے اور جو بہترین کام کرتے رہے تھے، اُن کا ثواب اُنہیں عطا فرمائے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب بتاؤ کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟

۲۔ جب سچی بات اسکے پاس آئے تو وہ اسے جھٹلا دے۔

۳۔ کیا جہنم میں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟

۴۔ جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور خود بھی اسے سچا مانیں یہ وہ ہیں جو متقی ہیں۔

۵۔ ان کو اپنے پروردگار کے پاس ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے۔ ۶۔ یہ ہے نیک لوگوں کا بدلہ۔

۷۔ تا کہ انہوں نے جو بدترین کام کئے تھے اللہ ان کا کفارہ کردے۔

۸۔ جو بہترین کام کرتے رہے تھے ان کا ثواب انہیں عطا کردے۔

کافروں کی حالت اور انہیں ملنے والی وعیدیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں کافروں کا ایک اور عقیدہ بیان کر رہے ہیں یہ کافر کہا کرتے تھے کے اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ اولاد ہے اور فرشتوں کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور ساتھ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بھی وہ منکر تھے انہی کے بارے میں بیان کیا گیا کہ اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا یہ بہتان وہی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی جانب اولاد کی، بیوی کی اور شریک کی نسبت کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس حق بات کو جھٹلایا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے یعنی آپ کی رسالت اور اللہ کے احکام کو جو قرآن کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجے گئے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا بھی ان لوگوں نے انکار کیا۔

کافروں کو انکے اعمال کے سبب جہنم میں نہیں ڈالنا چاہئے؟ کیا جہنم انکا ٹھکانہ نہیں بننا چاہئے؟ یہ سوال دراصل ایک جواب ہے کہ ہاں! ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ضرور جہنم ہی ہوگا جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے، ان کافروں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مومنوں کا تذکرہ یوں فرما رہے ہیں کہ ایک طرف تو وہ لوگ تھے جنہوں نے حق بات یعنی اسلام کو جھٹلایا تو انکا ٹھکانہ جہنم ہوا دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس حق بات کو تسلیم کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو یہ لوگ اللہ کے یہاں متقی لکھے جائیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہے اور وَصَدَّقَ بِهٖ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ یہ لوگ شرک سے بچ گئے۔ (الدعا للطبرانی ۱۶۰۰) ان متقیوں کا قیامت کے دن کیا بدلہ ہوگا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ ان متقیوں کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا جہاں انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے انکی ہر خواہش وہاں پوری کی جائے گی ، کسی چیز کی وہاں کمی نہیں ہوگی، یہ اعمال کا بدلہ ہے جو یہ لوگ اس دنیا میں کیا کرتے تھے، یہ بدلہ جو اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں دے گا یہ بطور کفارہ ہے ان گناہوں کا جو مومن بندہ سے سرزد ہو جاتے ہیں لیکن وہ ان گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہو اور اللہ کی جانب رجوع کرتا ہو، اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر مومن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ مومن سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں اسی کو یہاں بیان کیا گیا لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا یہ بطور کفارہ ان مومن بندوں کو عطا کیا جائے گا جنہوں نے اپنے گناہوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگ لی ہو اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھا یہ جنت انکے نیک اعمال کا صلہ ہے جو انہیں کل آخرت میں ملے گی۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۹:﴾ اے پیغمبر! کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟ ﴿الزمر ۳۶ ـ ۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَيْسَ کیا نہیں ہے اللّٰهُ اللہ بِكَافٍ کافی عَبْدَهٗ اپنے بندے کو وَيُخَوِّفُوْنَكَ وہ ڈراتے ہیں بِالَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا ہیں وَ اور مَنْ جس کو يُّضْلِلِ گمراہ کردے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں لَهٗ اس کو مِنْ کوئی هَادٍ ہدایت دینے والا وَ اور مَنْ جس کو يَّهْدِ ہدایت دے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں لَهٗ اس کو مِنْ کوئی مُّضِلٍّ گمراہ کرنے والا اَ کیا لَيْسَ نہیں ہے اللّٰهُ اللہ بِعَزِيْزٍ غالب ذِى انْتِقَامٍ انتقام لینے والا؟

ترجمہ:۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور اے نبی یہ تم کو ان لوگوں سے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی غیر اللہ

سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں O اور جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں ہے؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟

۲۔ یہ لوگ تمہیں اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں۔

۳۔ جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے اسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔

۴۔ جسے اللہ راستے پر لائے اسے کوئی راستے سے بھٹکانے والا نہیں۔

۵۔ کیا اللہ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے؟

جب انسان توحید کا پیغام دوسروں تک پہنچاتا ہے تو اسے اس راستے میں بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں حتی کہ لوگ اسے جان سے مار ڈالنے کی بھی دھمکیاں دیتے ہیں اور باطل معبودوں سے ڈراتے بھی ہیں کہ اگر تم انہیں برا کہو گے تو تمہیں فلاں فلاں مصیبت پہنچے گی وغیرہ، یہاں پر اللہ تعالی بھی اپنے نبی کو تسلی دے رہے ہیں اور اس ضمن میں سارے ہی مسلمانوں کو تسلی مل رہی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالی اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا وہ اپنے بندے کو ہر مشکل۔، آفت اور پریشانی سے بچا نہیں سکتا؟ اور یہ لوگ جن باطل معبودوں سے آپ کو ڈرا رہے ہیں کیا اس سے اللہ تعالی آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا؟ یقینا اللہ تعالی اپنے بندے کے لئے کافی ہے اور وہ ہر نقصان اور ہر آفت سے تمہیں بچا سکتا ہے لہٰذا آپ ان لوگوں کی باتوں سے خوف مت کھائیے یہ لوگ جن چیزوں سے ڈراتے ہیں وہ کسی بھی چیز کو کرنے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ قدرت رکھنے والی ذات تو اللہ تعالی کی ہے اگر یہی اللہ کسی کو راستے سے بھٹکانا چاہے تو کوئی اسے راستے پر لانے کی قدرت نہیں رکھ سکتا اور اگر وہ کسی کو راستے پر لانا چاہے تو کوئی اسے راستے سے بھٹکا نہیں سکتا، بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ لوگ اللہ سے خوف کریں مگر یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں ان باطل اور بے بس معبودوں سے آپ کو خوف دلا رہے ہیں۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزی نامی بت توڑنے کے لئے بھیجا تو اسکے نگران کار نے جو کہ اس کا منتظم تھا کہا کہ اے ولید! اس بت کے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کلہاڑی لیکر اس بت کے پاس چلے اور اسکی ناک توڑ دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ باطل معبودوں سے آپ کو ڈراتے ہیں، (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۲۲۹) اس آیت سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ ہر چیز کا کرنے والا صرف اللہ تعالی ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قوت نہیں کہ بندوں کو نفع یا نقصان پہنچا سکے یا انہیں کسی آفت اور پریشانی میں ڈال سکے یا یہ کہ جو پریشان ہیں انہیں اس پریشانی سے نجات دے سکیں، یہ

قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہیں ہے، مگر آج کچھ کم علم مسلمان ایسے بھی ہیں کہ جب انہیں کسی پریشانی نے گھیر لیا تو وہ فوراً کسی اولیاء اللہ کی درگاہ پر جا کر ان سے التجا کرنے لگتے ہیں اور منتیں سماجتیں انکی قبر پر کی جانے لگتی ہیں جبکہ اللہ تعالی نے یہاں صاف طور پر کہہ دیا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ ایسا کونسا کام ہے جو اللہ اپنے بندے کے حق میں نہیں کر سکتا کہ جسکی وجہ سے تمہیں اوروں کے در پر جانا پڑ رہا ہے؟ کیوں جاتے ہو اوروں کے در پر؟ ایسا کونسا کام ہے جو ہوتا نہیں تمہارے رب سے؟۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ہر معاملہ میں اللہ تعالی سے رجوع ہوں اسلئے کہ وہی ایک ایسی ذات ہے جسکے قبضہ میں سب کچھ ہے، وہ نہ چاہے تو ساری دنیا ملکر بھی تمہیں کچھ فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتی، لہٰذا اپنے ایمان کی حفاظت کریں تا کہ کل قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالی کے سامنے ٹھہرنے میں رسوائی کا سامنا کرنا نہ پڑے۔

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے؟ یعنی ضرور بالضرور اللہ تعالی انتقام لینے والے ہیں، جو کوئی اللہ کی نافرمانی میں مبتلا رہے گا اور اسکے احکامات سے منہ موڑے گا اور اسکی بندگی کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرے گا تو اللہ تعالی اسکی سزا انہیں کل قیامت کے دن ضرور دے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو آپ نے مجھ سے کہا کہ اے بچے! میں تمہیں چند باتیں بتاؤں گا تم اللہ کے حدود کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، اگر تم اللہ کے حدود کی حفاظت کرو گے تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، اور جب تمہیں کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرنا چاہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو، اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری امت اس بات پر اکٹھا ہو جائے کہ وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے تو وہ لوگ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس فائدہ کے جو اللہ تعالی نے پہلے ہی سے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے (اگر وہ لوگ نہ بھی کوشش کرتے تو تمہیں وہ فائدہ مل کر ہی رہتا) اور اگر یہ سارے لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں تو یہ لوگ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس نقصان کے جو اللہ تعالی نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، اب قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے بھی خشک ہو گئے ہیں۔ (ترمذی ۲۵۱۶)

﴿درس نمبر ۱۸۲۰:﴾ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی سزا ﴿الزمر ۳۸۔تا۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَئِنْ البتہ اگر سَاَلْتَهُمْ آپ ان سے پوچھیں مَّنْ کس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اللّٰهُ اللہ قُلْ آپ کہہ دیجیے اَفَرَءَيْتُمْ بھلا دیکھو تو مَّا جن کو تَدْعُوْنَ تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اِنْ اگر اَرَادَنِىَ ارادہ کرے میرے حق میں اللّٰهُ اللہ بِضُرٍّ تکلیف کا هَلْ کیا هُنَّ وہ كٰشِفٰتُ دور کرسکتے ہیں ضُرِّهٖ اس کی تکلیف کو اَوْ یا اَرَادَنِىْ وہ ارادہ کرے میرے حق میں بِرَحْمَةٍ مہربانی کا هَلْ کیا هُنَّ وہ مُمْسِكٰتُ روک سکتے ہیں رَحْمَتِهٖ اس کی مہربانی کو قُلْ آپ کہہ دیجیے حَسْبِىَ مجھے کافی ہے اللّٰهُ اللہ عَلَيْهِ اسی پر يَتَوَكَّلُ بھروسہ کرتے ہیں الْمُتَوَكِّلُوْنَ بھروسا کرنے والے قُلْ آپ کہہ دیجیے يٰقَوْمِ اے میری قوم! اعْمَلُوْا تم عمل کرو عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اپنی جگہ پر اِنِّىْ بے شک میں بھی عَامِلٌ عمل کرنے والا ہوں فَسَوْفَ پھر عنقریب تَعْلَمُوْنَ تم جان لوگے مَنْ کون ہے کہ يَّاْتِيْهِ آتا ہے اس کے پاس عَذَابٌ عذاب يُّخْزِيْهِ جو اس کو رسوا کردے وَ اور يَحِلُّ اترتا ہے عَلَيْهِ اس پر عَذَابٌ عذاب مُّقِيْمٌ ہمیشہ رہنے والا

ترجمہ:۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ (ان سے) کہو کہ: ''ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن (بتوں) کو پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کیا یہ اُس کے پہنچائے ہوئے نقصان کو دور کرسکتے ہیں؟ یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟'' کہو کہ: ''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ رکھنے والے اُسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔'' ۝ کہہ دو کہ: ''اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے طریقے پر عمل کئے جاؤ، میں (اپنے طریقے پر) عمل کررہا ہوں، پھر عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا ۝ کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُسے رُسوا کرکے رکھ دے گا، اور کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ہمیشہ جم کر رہے گا۔''

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔

۲۔ کہو کہ: ذرا مجھے بتاؤ کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں کو پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے پہنچائے ہوئے نقصان کو دور کرسکتے ہیں؟

۳۔ اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا یہ اس رحمت کو روک سکتے ہیں؟

۴۔ کہو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ ۵۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۶۔ کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ۔

۷۔ میں اپنے طریقہ پر عمل کررہا ہوں۔

۸۔ پھر عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر کے رکھ دے گا؟

۹۔ اور کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ہمیشہ جم کر رہے گا؟

کافروں کا حال اور انکے بے بس معبودوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد اللہ تعالی یہاں انکی عبادت کے باطل ہونے پر کچھ دلائل پیش کررہے ہیں چنانچہ سب سے پہلے ان سے یہ سوال کیا گیا کہ چلو بتاؤ کہ کس نے ان آسمانوں کو اور اس زمین کو پیدا کیا ہے؟ اس سوال پر وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی ہی نے پیدا کیا ہے، یہ لوگ بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ جن باطل معبودوں کی یہ لوگ عبادت کررہے ہیں ان میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ ان چیزوں کو پیدا کرسکیں اور مانتے ہیں کہ یہ سب ایک خالق نے پیدا کیا ہے اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کی عبادت کررہے ہیں مگر پھر بھی یہی کہیں گے کہ اللہ نے ان سب کو پیدا کیا، تو اب یہ لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہی ہیں کہ یہ سب اللہ نے پیدا کیا تو انکی عقلوں کو کیا ہوا کہ اس ایک اللہ کو چھوڑ کر ان باطل معبودوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں؟ تعجب ہے انکی حالت پر کہ سب کچھ جان کر بھی دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں، چلو! اب یہ بات تو ان لوگوں نے تسلیم کرلی کہ یہ کائنات اللہ نے بنائی ہے ان سے یہ بھی پوچھو کہ اگر وہ خالق جن کو تم نے ابھی مانا ہے کہ اس نے ساری کائنات کو بنایا ہے اگر وہی خالق و مالک مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے باطل معبود جنکی تم عبادت کرتے ہو مجھے اس نقصان سے بچاسکیں گے؟ یا پھر یہ سمجھو کہ اگر وہ خالق و مالک مجھ پر کوئی احسان کرنا چاہے یا مجھے کوئی راحت پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اس راحت کو دور کرسکتے ہیں؟ نہیں! تو پھر کیوں تم لوگ ایسے بے بس معبودوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہو جو نہ کچھ پیدا کرسکتے ہیں اور نہ کچھ نفع یا نقصان پہنچاسکتے ہیں؟۔ ان آیتوں کے شانِ نزول کے بارے میں امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین سے سوال کیا تو ان مشرکین نے کچھ جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہے اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۱۳) خیر تمہارا معاملہ تمہارے ساتھ اب یہ سب جانتے بوجھتے بھی تم غلط راستہ اختیار کرنا چاہو تو کوئی تمہیں صحیح راستے پر نہیں لاسکتا، میں تو بس میرے ایک خالق کی عبادت میں لگا رہوں گا وہی میرے لئے کافی ہے، وہی میری ہر مشکل اور ہر راحت میں میرے ساتھ ہے اور جو بھروسہ کرنے والے ہیں انہیں اسی ایک اونچی شان والے خالق پر بھروسہ کرنا چاہئے کہ اس کا بھروسہ کبھی نہ ٹوٹے اگر وہ ان باطل و بے بس معبودوں پر بھروسہ کرے گا تو اسے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی لوگوں میں سب سے زیادہ متقی بننا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالی پر بھروسہ کرے اور جو کوئی سب سے زیادہ مالدار ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ جو اللہ کے پاس ہے

اس پر اس سے زیادہ یقین رکھے جو اپنے پاس ہے، اور جو کوئی سب سے زیادہ باعزت بننا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم۔ ج، ۳۔ص، ۲۱۸) ان مشرکوں کو یہاں دھمکی دی جارہی ہے کہ چلو کرلو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو اور میں بھی کر رہا ہوں جو مجھے کرنا چاہئے، آگے تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کس کے اعمال برے تھے اور کس کے اعمال اچھے تھے؟ اور جس کے اعمال برے رہیں گے انہیں سخت عذاب دیا جائے گا جو عذاب ان برے اعمال کرنے والوں کو رسوا کر کے رکھ دے گا، یہ تو دنیا میں ہوگا اور آخرت میں جو عذاب آئے گا وہ عذاب تو رسوا کن بھی ہوگا اور ہمیشہ انکے ساتھ لگا بھی رہے گا کسی وقت بھی انہیں اس عذاب سے چھٹکارہ نہیں ملے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۱:﴾ اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو موت کے وقت قبض کرلیتا ہے ﴿الزمر ۴۱۔۴۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا بلاشبہ ہم نے نازل کی عَلَيْكَ آپ پر الْكِتٰبَ کتاب لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَمَنِ پھر جس نے اهْتَدٰى ہدایت پائی فَلِنَفْسِهٖ تو اپنے ہی لیے وَ اور مَنْ جو ضَلَّ گمراہ ہوا فَاِنَّمَا تو بس يَضِلُّ وہ گمراہ ہوتا ہے عَلَيْهَا اپنے ہی نقصان کو وَ اور مَآ نہیں ہیں اَنْتَ آپ عَلَيْهِمْ ان پر بِوَكِيْلٍ کوئی ذمے دار اَللّٰهُ اللہ ہی يَتَوَفَّى قبض کرتا ہے الْاَنْفُسَ جانوں کو حِيْنَ مَوْتِهَا ان کی موت کے وقت وَ اور الَّتِيْ ان کو جو لَمْ تَمُتْ نہیں مریں فِيْ مَنَامِهَا ان کی نیند میں فَيُمْسِكُ پھر وہ روک لیتا ہے الَّتِيْ اس کو قَضٰى اس نے فیصلہ کردیا عَلَيْهَا اس پر الْمَوْتَ موت کا وَ اور يُرْسِلُ وہ بھیج دیتا ہے الْاُخْرٰٓى دوسری کو اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک وقت مقرر تک اِنَّ بلاشبہ فِيْ ذٰلِكَ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ اس قوم کے لیے يَّتَفَكَّرُوْنَ جو غور وفکر کرتی ہے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) ہم نے لوگوں کے فائدے کے لئے تم پر یہ کتاب برحق نازل کی ہے۔ اب جو شخص راہِ راست پر آجائے گا، وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے آئے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنی گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرے گا، اور تم اُس کے ذمہ دار نہیں ہو ۝ اللہ تمام روحوں کو اُن کی موت کے وقت قبض کرلیتا ہے، اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی، اُن کو بھی اُن کی نیند کی حالت میں (قبض کرلیتا ہے) پھر جن کے بارے میں اُس نے

موت کا فیصلہ کرلیا، اُنہیں اپنے پاس روک لیتا ہے، اور دوسری رُوحوں کو ایک معین وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ یقیناً اس بات میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے لوگوں کے فائدے کے لئے تم پر یہ کتاب برحق نازل کی ہے۔

۲۔ جو شخص راہ راست پر آ جائے گا وہ اپنی ہی بھلائی لے آئے گا۔

۳۔ جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنی ہی گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرے گا۔ ۴۔ تم سب اس کے ذمہ دار نہیں ہو

۵۔ اللہ تمام روحوں کو انکی موت کے وقت قبض کرلیتا ہے۔

۶۔ جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی ہے ان کو بھی انکی نیند کی حالت میں قبض کرلیتا ہے۔

۷۔ جن کے بارے میں اس نے موت کا فیصلہ کرلیا ہوتا ہے انہیں اپنے پاس روک لیتا ہے۔

۸۔ دوسری روحوں کو ایک معین وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

۹۔ یقینا اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ذمہ داری دی گئی ہے اسے بیان فرما کر آپ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ اپنا کام جو تبلیغ کا ہے وہ کیجئے دوسروں کی گمراہی کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا جائے گا، چنانچہ فرمایا گیا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ پر ایک برحق کتاب لوگوں کے فائدہ کے لئے اتاری ہے تو جو اس کتاب کے ذریعہ فائدہ اٹھائے گا، صحیح راہ اپنائے گا، دین حق کو تسلیم کرے گا اور ایمان لے آئے گا تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا کہ اسے اس کے بدلہ میں جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو اس فائدہ کو ترک کردے گا، دین سے دوری اختیار کرے گا گمراہی کو پسند کرے گا تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا کہ اسے جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا، اب آپ پر اسکی کوئی ذمہ داری نہیں ہے اِنَّمَآ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ (ہود ۱۲) آپ تو بس ڈرانے والے ہیں، اِنَّمَآ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیہ ۲۲) آپ تو بس سمجھانے والے اور نصیحت کرنے والے ہیں آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیوں گمراہ ہوا! لہٰذا اپنے آپ کو غم میں مبتلا نہ کیجئے۔

اسکے بعد اللہ تعالی اپنی قدرت کی ایک اور نشانی ان مشرکین کے سامنے بیان کررہے ہیں تا کہ وہ اس نشانی میں غور وفکر کریں اور اللہ کی ذات کو قادر مطلق جان کر اسکی عبادت کرنے لگ جائیں، چنانچہ فرمایا کہ وہ اللہ ایسا ہے کہ وہی انسان کو موت دیتا ہے اور وہی زندگی دیتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ جب انسان کی وہ متعین مدت جو اس نے مقرر کر رکھی تھی ختم ہوجاتی ہے تو وہ مرجاتا ہے اس کا مرنا اللہ تعالی کے روح قبض کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور روح کا قبض ہونا اس وقت بھی ہوتا ہے جب انسان نیند کی حالت میں ہوتا ہے، اللہ تعالی اسکی روح کو اپنے پاس مقید رکھتا ہے اور پھر جب

اس روح کو لوٹانے کا وقت ہوتا ہے تو وہ اس روح کو لوٹا دیتا ہے جس سے کہ انسان اپنی نیند سے جاگ جاتا ہے نیند دراصل موت ہی کی ایک قسم ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلنَّوْمُ أَخُ الْمَوْتِ نیند دراصل موت ہی کا بھائی ہے (البعث والنشور للبیہقی ۴۳۹ :) حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سونے والے کی روح سوتے وقت قبض کرلی جاتی ہے پھر روحیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں یعنی سونے والوں اور مردوں کی تو وہ آپس میں ملکر ایک دوسرے سے سوال جواب کرتے ہیں یعنی باتیں کرتے ہیں پھر زندوں کی روحوں کا راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ جسموں میں واپس آجاتے ہیں، مگر جن کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے تو جب وہ روحیں لوٹنا چاہتی ہیں تو انہیں لوٹنے نہیں دیا جاتا۔ (تفسیر طبری ۔ج،۲۰۔ص،۲۱۶) جب اللہ اسکی روح واپس کر دیتا ہے تو وہ واپس زندہ ہو جاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالی اسکی روح واپس نہ کرے تو وہ مر جاتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ موت اور حیات، جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو موت یا زندگی عطا کرے وَاللّٰهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ (آل عمران ۱۵۶ :) اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے، تو جو انسان کے نفس کا مالک ہے اس کو یہ حق نہیں کہ وہ اس مالک کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرنے لگے، شاید اس مثال کے ذریعہ مشرکین کو کچھ سمجھ میں آجائے مگر یہ بات انہیں کو سمجھ میں آئے گی جو ان باتوں میں غور وفکر کرنے والے ہونگے، اگر کوئی ان باتوں کو ایک کان سے سنکر دوسرے کان سے نکال دے گا تو اسے ان مثالوں کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۲:﴾ سفارش صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے ﴿الزمر ۴۳۔۴۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمِ کیا اتَّخَذُوْا انہوں نے بنائے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا شُفَعَآءَ سفارشی قُلْ آپ کہہ دیجیے اَوَلَوْ کیا اگرچہ كَانُوْا وہ ہوں لَا يَمْلِكُوْنَ اختیار نہ رکھتے ہیں شَيْئًا کسی چیز کا وَّ اور لَا يَعْقِلُوْنَ نہ وہ عقل رکھتے ہوں قُلْ آپ کہہ دیجیے لِّلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے الشَّفَاعَةُ سفارش جَمِيْعًا سب کی سب لَهٗ اسی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی ثُمَّ پھر اِلَيْهِ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:۔ بھلا کیا ان لوگوں نے اللہ (کی اجازت) کے بغیر کچھ سفارشی گھڑ رکھے ہیں؟ (ان سے) کہو کہ: "چاہے یہ نہ کوئی اختیار رکھتے ہوں، نہ کچھ سمجھتے ہوں (پھر بھی تم انہیں سفارشی مانتے رہو گے؟" ۝

کہو کہ: ”سفارش تو ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اُسی کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے ،پھر اُسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔“

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔بھلا کیا ان لوگوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ سفارشی گھڑ رکھے ہیں؟

۲۔ کہو کہ چاہے یہ کوئی اختیار رکھتے نہ ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں پھر بھی تم انہیں سفارشی مانتے رہو گے؟

۳۔ کہو کہ سفارش تو ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

۴۔اسی کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ ۵۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔

بعض مشرکین کے ایک اور عقیدہ کی یہاں تردید کی جارہی ہے وہ یہ کہ ان مشرکین کا ماننا تھا کہ جن بتوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ دراصل اس لئے کہ یہ بت انکی اللہ تعالی کے یہاں سفارش کرینگے،اوراس سفارش کی وجہ سے اللہ تعالی انہیں عذاب سے نجات عطا کرے گا، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ کیا ان مشرکوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر سفارشی بنا رکھے ہیں؟ اور سفارشی بھی ایسے کہ جو نہ کچھ سن سکتے ہیں اور نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں بالکل بے جان بت ہیں، ایسے بے بسوں کو ان مشرکوں نے سفارشی بنا رکھا ہے، ان مشرکوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا، وہ اللہ جس کو سفارش کا اختیار دے گا وہی کل قیامت کے دن اللہ کے یہاں سفارش کر سکے گا مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ (البقرہ ۲۵۵) کون ہے جو اللہ کے یہاں اسکی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ اور یہ بت تو بالکل کسی کام کے نہیں ہیں یہ بت تو یہ تک نہیں جانتے کہ تم انکی عبادت کر رہے ہو تو یہ لوگ کہاں سے تمہاری سفارش کریں گے؟ اور اللہ تعالی نے بھی ان بتوں کو کسی سفارش کا اختیار نہیں دیا لہٰذا تم ان بتوں کی عبادت سے باز آ جاو اور ایک اللہ کی عبادت کرو اس لئے کہ ساری سفارش کا اختیار اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی وہ اللہ ہے جس کی ملکیت میں آسمان بھی ہے اور زمین بھی تو وہ اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرف کرے گا اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور تمہیں لوٹ کر بھی اسی اللہ ہی کے پاس جانا ہے تو اگر تم اس اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناوگے تو غور کرو تم اس اللہ کے سامنے کیسے ٹھہر پاوگے جس کی عبادت کو تم نے ٹھکرایا ہے؟ لہٰذا تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ جس کے پاس تمہیں جانا ہے تم اسے منالو اگر وہ مان گیا تو تمہیں کسی اور کی ضرورت نہیں اور اگر وہ ناراض ہو گیا تو کسی میں اتنی قوت نہیں کہ تمہیں اسکے عذاب سے بچا سکے۔ یہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کے یہاں کوئی اسکی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکے گا، تو اب وہ کون لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالی نے سفارش کا اختیار دے رکھا ہے؟ ہمیں احادیث کی روشنی میں اس کا جواب ملتا ہے کہ سب سے پہلے تو اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ تعالی نے سفارش کا اختیار دے رکھا ہے بخاری کی ایک طویل روایت میں اس کا تذکرہ موجود ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

بیان فرمایا۔ (بخاری ۴۳۴۰) اور مسلم کی روایت بھی ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا أَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا رہوں گا۔ (مسلم ۱۹۶) اسی طرح مسند احمد کی روایت ہے کہ روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے، (مسند احمد۔ مسند عبداللہ بن عمرو ۶۶۲۵) اسی طرح ابوداود کی روایت ہے کہ شہید کو بھی اللہ تعالیٰ نے سفارش کا حق دے رکھا ہے۔ (ابوداود ۲۵۲۲) اور حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سفارشی ہونے کو بھی بیان کیا گیا ہے (ترمذی ۲۴۳۹) حتی کہ ایک حدیث میں یہ بھی مروی ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ سفارش کا حق عطا کرے گا کہ کوئی کسی ایک کی سفارش کرنے کا حق رکھے گا تو کوئی زیادہ کی۔ (ترمذی ۲۴۴۰)

﴿درس نمبر ۱۸۲۳:﴾ وہ کون ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے بیزار ہو جاتے ہیں؟ ﴿الزمر ۴۵۔۴۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب ذُكِرَ ذکر کیا جاتا ہے اللّٰهُ اللہ وَحْدَهٗ اکیلے کا اشْمَاَزَّتْ نفرت کرتے ہیں قُلُوْبُ دل الَّذِيْنَ ان کے جو لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں رکھتے بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر وَ اور اِذَا جب ذُكِرَ ذکر کیا جاتا ہے الَّذِيْنَ ان کا جو مِنْ دُوْنِهٖٓ اس کے سوا ہیں اِذَا اس وقت هُمْ وہ يَسْتَبْشِرُوْنَ بڑے خوش ہوتے ہیں قُلِ آپ کہہ دیجیے اللّٰهُمَّ اے اللہ! فَاطِرَ پیدا کرنے والے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کے وَ اور الْاَرْضِ زمین کے عٰلِمَ جاننے والے الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ چھپے اور ظاہر کے اَنْتَ تَحْكُمُ تو ہی فیصلہ کرے گا بَيْنَ درمیان عِبَادِكَ اپنے بندوں کے فِيْ مَا ان میں کہ كَانُوْا وہ تھے فِيْهِ ان میں يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے تھے

ترجمہ:۔ اور جب کبھی تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اُن کے دل بیزار ہو جاتے ہیں اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں O کہو: ''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہر غائب و حاضر جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔''

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب کبھی تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل بیزار ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے کِھل اٹھتے ہیں۔

۳۔ کہو اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر حاضر و غائب کے جاننے والے!

۴۔ تو ہی اپنے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کی بری عادتوں کو بیان کیا جارہا ہے کہ انکی یہ عادت تھی کہ جب کبھی ان مشرکین کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا اور کلمہء توحید پڑھا جاتا تو انکے دل تنگ ہوجاتے اور یہ لوگ بیزار نظر آنے لگتے اور انکی خواہش ہوتی کہ کب یہ ختم ہوگا اور ہمیں کب سکون ملے گا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ پر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان ہی نہیں رکھتے تھے تو جب کوئی انسان کسی بات پر یقین ہی نہ رکھتا ہو اور اس سے اسے محبت اور لگاو ہی نہ ہو تو جب وہ بات اسکے سامنے بیان کی جاتی ہے تو وہ اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اسے سننا بھی گوارا نہیں کرتا یہی حال ان کافروں کا اللہ تعالی سے متعلق تھا، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس دن کا واقعہ تھا جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس سورۃ نجم کی تلاوت فرما رہے تھے (الدر المنثور۔ج۔۷۔ ص، ۲۳۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جن لوگوں کے دل اللہ تعالی کے ذکر کی وجہ سے تنگ اور بیزار ہوئے وہ چار لوگ تھے جو آخرت پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے وہ چار لوگ ابوجہل، ولید بن عتبہ، صفوان اور ابی بن خلف تھے (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص، ۲۳۳) اور یہ ایسے تھے کہ جب انکے سامنے ان باطل معبودوں کا ذکر کیا جاتا جن کی یہ پوجا کرتے تھے یعنی لات وعزی وغیرہ تو اس وقت انہیں خوشی ہوتی اور انکے دل خوشی سے جھوم اٹھتے، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ کے ذکر کی وجہ سے انکے دلوں میں خوشی پیدا ہو اس لئے کہ وہی تو اللہ ہے جو آسمانوں اور زمین اور سارے جہاں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو ہر چھپی اور ظاہر چیز کو جانتا ہے اگر تم کوئی چیز اللہ سے چھپانا چاہو تو نہیں چھپا سکتے، مگر تم لوگ ہو کہ اے مشرکو! اس اللہ سے منہ موڑے بیٹھے ہو اور باطل معبودوں کے تذکرہ سے خوش ہوتے ہو، یاد رکھو! جب کل قیامت کا دن ہوگا تو یہی مالکِ ارض و سماء تمہارے درمیان بطور جج فیصلہ کرے گا جسکے فیصلہ کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور جن چیزوں میں تمہیں اختلاف تھا کہ اللہ تعالی کی نعوذ باللہ اولاد ہے، اور یہ بت اللہ تعالی کے شریک ہیں اور وہ ہماری اللہ تعالی کے پاس سفارش کریں گے وغیرہ ان سب چیزوں کی حقیقت تمہارے سامنے کھول کر رکھ دی جائے گی اور وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا اس دن وہ رب فیصلہ کرے گا کہ کون سیدھے راستے پر تھا اور کون غلط؟ پھر انہیں انکے اعمال کے حساب سے جزا دی جائے گی۔ ان آیتوں میں بطور خاص اللہ تعالی کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یہ دو اللہ تعالی کی خاص صفتیں ہیں جن کی تاثیر یہ ہے کہ جن کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر کوئی اس آیت کو پڑھ کر اللہ تعالی سے کچھ مانگے گا تو اللہ تعالی اسے ضرور عطا

کرے گا وہ آیت یہی ہے قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔الخ ۔(تفسیر قرطبی ۔ج،۱۵۔ص،۲۶۵)اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کلمات اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهدنی لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کے ذریعہ نماز شروع کرتے ۔(ترمذی ۳۴۲۰:)

اس آیت کے ضمن میں ایک اہم بات کا پتا چلا کہ جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے میں مزہ آتا ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسے ہی سنتے رہے مگر جس کے دل میں ایمان نہیں ہوتا اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر سننا پسند نہیں آتا اور اس کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ ذکر جلد سے جلد ختم ہو جائے ، اب ذرا ہم اپنے حال پر بھی غور کریں کہ کہیں اس جیسی مشابہت تو ہمارے اندر نہیں؟ کیا جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے یا اسکے کلام کی تلاوت لگائی جاتی ہے تو کیا واقعی ہمیں دلی سکون اور خوشی ملتی ہے؟ یا پھر جب گانے بجانے کی آواز ہمارے کانوں میں آتی ہے تو ہمارے دلوں میں سرور آتا ہے؟ اس کا فیصلہ ہمیں خود کرنا چاہئے۔

جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے!

﴿درس نمبر ۱۸۲۴:﴾ ﴿الزمر ۴۷۔۴۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ○ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَوْ اگر اَنَّ بلاشبہ لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا مَا جو کچھ فِي الْاَرْضِ زمین میں سے جَمِيْعًا سب وَّ اور مِثْلَهٗ اس کی مثل مَعَهٗ اس کے ساتھ لَافْتَدَوْا تو وہ البتہ فدیے میں دے دیں بِهٖ اسے مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ برے عذاب سے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وَ اور بَدَا ظاہر ہو جائے گا لَهُمْ ان کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے مَا وہ جس کا لَمْ نہیں يَكُوْنُوْا تھے وہ يَحْتَسِبُوْنَ گمان کرتے تھے وَ اور بَدَا ظاہر ہو جائیں گی لَهُمْ ان کے لیے سَيِّاٰتُ برائیاں مَا ان کی جو كَسَبُوْا انہوں نے کمائے ہوں گے وَ اور حَاقَ گھیر لے گا بِهِمْ ان کو مَّا وہ کہ كَانُوْا وہ تھے بِهٖ جس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے ظلم کا اِرتکاب کیا ہے، اگر اُن کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے، اور اُس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی، تو قیامت کے دن بد ترین عذاب سے بچنے کے لئے وہ سب فدیہ کے طور پر دینے لگیں

گے اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ ان کے سامنے آجائے گا جس کا اُنہیں گمان بھی نہیں تھا O اُنہوں نے جو کمائی کی تھی، اس کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہوجائیں گی اور جن باتوں کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے، وہ اُنہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے، اگر انکے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے۔

۲۔ اسکے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو تو قیامت کے دن بد ترین عذاب سے بچنے کے لئے وہ سب کچھ فدیہ کے طور پر دینے لگیں گے۔

۳۔ اللہ کی طرف سے وہ سب کچھ انکے سامنے آجائے گا جن کا انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

۴۔ انہوں نے جو کمائی کی تھی اسکی برائی انکے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔۔۔

۵۔ جن باتوں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کو ان کے کئے پر جو سزائیں ملنے والی ہیں انہیں بیان کیا جارہا ہے کہ ان مشرکین کا حال قیامت کے دن جبکہ وہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے اور انہیں جب یہ پتا چلے گا کہ اب انہیں اس عذاب میں ڈال دیا جائے گا تو یہ لوگ اس وقت یہ چاہیں گے کہ جتنی دنیا کی دولت انہوں نے جمع کی ہے وہ اور جو کچھ مال و دولت ساری دنیا میں ہے وہ بھی اور اتنی ہی اور دولت دیکر انہیں اس عذاب سے بچنا ممکن ہو تو وہ لوگ اسے دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے، خوف کا عالم ایسا ہوگا کہ یہ مشرکین ہر حال میں اس عذاب سے بچنا چاہیں گے مگر افسوس اس وقت یہ مال و دولت جسکی خاطر انہوں نے اللہ کی عبادت سے منہ موڑا اور جس دنیا کو انہوں نے آخرت پر ترجیح دی دنیا کو اس عذاب سے بچنے کے لئے دینے تیار ہو جائیں گے مگر پھر بھی وہ بچ نہیں پائیں گے، تو ایسی دنیا کا کیا فائدہ جو ہمارے کچھ کام نہ آئے؟ اصل کام آنے والی تو وہ دولت ہے جو نیک اعمال اور اللہ کی فرمانبرداری کر کے کمائی جائے، آخر کار ان مشرکین کے سامنے وہ ظاہر کیا جائے گا جنکا انہیں گمان بھی نہ تھا یعنی وہ اعمال جن کو یہ کفار نیک سمجھ کر کیا کرتے تھے انہیں ظاہر کیا جائے گا کہ وہ نیک نہیں بد ہیں اور وہ عذاب دکھایا جائے گا جس میں انہیں جانا ہے، انکی کوئی سفارش اور منت و سماجت اس دن قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ہر حال میں انہیں اس دردناک عذاب میں جھونک دیا جائے گا، حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت میں ریاکاروں کے لئے ہلاکت کا سامان ہے اس لئے کہ وہ لوگ نیک اعمال تو کرتے تھے مگر ان اعمال میں ریاکاری کو بھی شامل کرتے تھے اور اوپر سے انہی اعمال کو نیک سمجھتے تھے، لہٰذا جب اللہ تعالی انکے ان اعمال کو بد اعمالیوں کی فہرست میں شامل کرے گا تو وہ لوگ چونک جائیں گے کہ یہ اعمال تو ہم نے نیک سمجھ کر کئے تھے مگر افسوس یہ تو بد نکلے، (تفسیر قرطبی۔

ج، ۱۵۔ص، ۲۶۵) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی منقول ہے کہ وہ موت کے وقت بڑے خوف کے عالم میں تھے، تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ خوف کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس آیت سے ڈرتا ہوں وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز ظاہر ہوگی جس کا وہ گمان تک نہیں کر سکتے تھے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے سامنے وہ ظاہر نہ کیا جائے جس کا مجھے گمان بھی نہ ہو۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۵۔ص، ۲۶۵)

فرمایا گیا کہ انہیں اس عذاب میں یوں ہی نہیں ڈالا جائے گا بلکہ انکی ساری بداعمالیوں کو اللہ تعالی انکے سامنے رکھے گا تا کہ انہیں پتا چلے کہ واقعی اللہ تعالی ہمیں اپنے کئے کی ہی سزا دے رہے ہیں، ہم پر بے وجہ کسی قسم کا ظلم نہیں کر رہے ہیں اور جو ہم اللہ کی آیتوں کا اور اسکے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے آج اسی مذاق نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اگر ہم بچ کر بھاگنا چاہیں تو نہیں بھاگ سکتے، کاش! ہم اللہ اور اسکے رسول کی باتوں کو مان لیتے ہوتے تو شاید ہم اس عذاب سے بچ جاتے مگر ہم نے اس حقیر دنیا کی خاطر اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کو جھٹلا دیا جسکی آج ہمیں یہ سزا دی جا رہی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۵:﴾ یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ﴿الزمر ۴۹۔تا۔۵۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ نِعْمَۃً مِّنَّا لا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ ط بَلْ ھِیَ فِتْنَۃٌ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ قَدْ قَالَھَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ فَاَصَابَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا ط وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ سَیُصِیْبُھُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا لا وَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِذَا پس جب مَسَّ پہنچتی ہے الْاِنْسَانَ انسان کو ضُرٌّ کوئی تکلیف دَعَانَا تو وہ ہمیں پکارتا ہے ثُمَّ پھر اِذَا جب خَوَّلْنٰہُ ہم عطا کر دیتے ہیں جب نِعْمَۃً کوئی نعمت مِّنَّا اپنی طرف سے قَالَ وہ کہتا ہے اِنَّمَآ بس اُوْتِیْتُہٗ میں دیا گیا ہوں یہ عَلٰی عِلْمٍ علم کی بدولت بَلْ بلکہ ھِیَ وہ فِتْنَۃٌ ایک آزمائش ہے وَّلٰکِنَّ اور لیکن اَکْثَرَھُمْ ان میں سے اکثر لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے قَدْ تحقیق قَالَھَا کہی یہی بات الَّذِیْنَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِھِمْ ان سے پہلے ہوئے فَمَآ پھر نہ اَغْنٰی کام آیا عَنْھُمْ ان کے مَّا وہ جو کَانُوْا وہ تھے یَکْسِبُوْنَ کماتے فَاَصَابَھُمْ چنانچہ پہنچیں ان کو سَیِّاٰتُ برائیاں مَا ان کی جو کَسَبُوْا انہوں نے کمائے وَ اور الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ ان میں سے سَیُصِیْبُھُمْ عنقریب پہنچیں گی ان کو سَیِّاٰتُ برائیاں مَا ان

کی جو کَسَبُوْا انہوں نے کمائے ہوں گے وَ اور مَا نہیں ہیں هُمْ وہ بِمُعْجِزِيْنَ عاجز کرنے والے

ترجمہ:۔ پھر اِنسان (کا حال یہ ہے کہ جب اُس) کو کوئی تکلیف چھوجاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، اس کے بعد جب ہم اُسے اپنی طرف سے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ : ''یہ تو مجھے (اپنے) ہنر کی وجہ سے ملی ہے۔'' نہیں! بلکہ یہ آزمائش ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے O یہی بات ان سے پہلے (کچھ) لوگوں نے بھی کہی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ وہ کماتے تھے، وہ اُن کے کام نہیں آیاO اور انہوں نے جو کمائی کی تھی، اُس کی بُرائیاں اُنہی پر آپڑیں، اور اِن (عرب کے) لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے، ان کی کمائی کی بُرائیاں بھی عنقریب ان پر آپڑیں گی، اور یہ (اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر انسان کو جب کوئی تکلیف چھوجاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے۔

۲۔ اس کے بعد جب ہم اسے اپنی طرف سے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھے میرے ہنر سے ملی ہے۔

۳۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک آزمائش ہے۔

۴۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ۵۔ یہی بات ان سے پہلے لوگوں نے بھی کہی تھی۔

۶۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ یہ کماتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہیں آیا۔

۷۔ جو کمائی انہوں نے کی تھی اسکی برائیاں انہیں پر آپڑیں۔

۸۔ ان لوگوں میں جنہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے ان کی کمائی کی برائیاں بھی عنقریب ان پر آپڑیں گی۔

۹۔ یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان مشرکیں کی حالت بد بیان کررہے ہیں کہ ان مشرکین کا حال ایسا ہے کہ جب ان مشرکوں کو کوئی تکلیف، مصیبت، رنج وآفت پہنچتی ہے تو اس وقت یہ لوگ صرف اللہ تعالی کو اس مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پکارتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اس مصیبت کو ہم سے دور نہیں کرسکتا اس لئے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالی کی مدد کی امید میں اسے پکارتے ہیں، تب انہیں انکے یہ باطل معبود یاد نہیں آتے، یاد آتا ہے تو وہی ایک رب جسکے یہ بندے ہیں، آخرکار جب اللہ تعالی ان مشرکین سے اس مصیبت کو دور کردیتا ہے تو یہ لوگ اس اللہ کا شکر کرنے کے بجائے اس اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جو مصیبت ہم سے دور ہوئی ہے وہ مصیبت اللہ تعالی نے دور نہیں کی بلکہ ہماری محنتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں ہوئی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی تو تمہیں ان مصیبتوں کو دور کرکے، انعامات سے نواز کر آزمانا چاہتا ہے تم اللہ تعالی کے شکر گذار بنتے ہو یا

نافرمان؟ مگر اکثر لوگ اس آزمائش کو نہیں جانتے۔ اسلئے وہی کہہ دیتے ہیں جو ان مشرکین نے کہا۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ مشرکین جو بات کہہ رہے ہیں کہ یہ مصیبت رنج اور یہ فقیری جو دور ہوئی وہ ہماری ذہانت اور محنت کے نتیجہ میں ہوئی، یہی بات ان مشرکین مکہ سے پہلے بھی دوسرے لوگوں (جیسے کہ ہامان قارون) وغیرہ نے کہی تھی، سورۂ قصص کی آیت نمبر ۷۸ میں کہا گیا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ قارون نے کہا تھا کہ مجھے یہ مال و دولت میری اپنی ذہانت کی وجہ سے ملی، کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کتنے لوگوں کو ہلاک کردیا جو اس سے زیادہ طاقتور تھے اور جمعیت بھی انکی زیادہ تھی، مجرموں سے انکے گناہوں کے بارے میں پوچھا بھی نہیں جاتا، مگر آخر میں انکا انجام برا ہی ہوا اور وہ لوگ مثال عبرت بن کر رہتی دنیا تک باقی ہیں، یہ مال و دولت اور ذہانت انہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکی اور وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوگئے، لہٰذا انہیں انکے ان برے کاموں کے نتیجہ میں سزا ملی تھی ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں بھی جلد ہی انکے کئے کی سزا مل کر ہی رہے گی، یہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا نہیں سکتے اور اللہ کو ان پر عذاب بھیجنے سے عاجز نہیں کرسکتے۔ اس آیت کے ذریعہ ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازے اور مال و دولت عطا کرے تو ہمیں اس عطا کردہ نعمت پر غرور و گھمنڈ سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مال و دولت جو عطا کی ہے وہ ہماری ذہانت و ہنرمندی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے کرم کی وجہ سے عطا کی ہے جسکا تقاضہ یہ ہے کہ ہم یہ مال و دولت اسی کی راہ میں خرچ کریں بخل و کنجوسی پر اتر کر اللہ کی عطا کردہ نعمت پر مغرور نہ بنیں ورنہ دی ہوئی چیز کو لینے میں وقت نہیں لگتا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا اے اللہ! ہمیں تیری نعمتوں پر شکر کرنے والا، اسکی تعریف کرنے والا، اسے قبول کرنے والا بنادے اور ان نعمتوں کو ہم پر پورا کردے۔ (ابوداود ۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۸۲۶:﴾ رزق میں وسعت اور تنگی اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے ﴿الزمر ۵۲۔۵۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ کیا نہیں يَعْلَمُوْٓا انہوں نے جانا اَنَّ کہ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يَبْسُطُ کشادہ کرتا ہے

الرِّزۡقَ رزق لِمَنۡ جس کے لیے یَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور یَقۡدِرُ تنگ کرتا ہے اِنَّ بے شک فِیۡ ذٰلِكَ اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ ان لوگوں کے لیے یُّؤۡمِنُوۡنَ جو ایمان رکھتے ہیں قُلۡ آپ کہہ دیجیے یٰعِبَادِیَ اے میرے بندو! الَّذِیۡنَ وہ جنہوں نے اَسۡرَفُوۡا ظلم کیا ہے عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ اپنی جانوں پر لَا تَقۡنَطُوۡا تم مایوس نہ ہو مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ یَغۡفِرُ معاف کر دیتا ہے الذُّنُوۡبَ گناہ جَمِیۡعًا سب اِنَّهٗ هُوَ یقیناً وہی الۡغَفُوۡرُ بڑا بخشنے والا الرَّحِیۡمُ نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اور کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے، رزق میں وسعت کر دیتا ہے، اور وہی تنگی بھی کر دیتا ہے؟ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں O کہہ دو کہ: ''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ جسکے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت کر دیتا ہے؟

۲۔ وہی اللہ رزق میں تنگی بھی کر دیتا ہے۔

۳۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۴۔ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

۵۔ یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۶۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

پچھلی آیتوں میں مشرکین کا حال بیان کیا گیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں رزق میں وسعت عطا کرتا ہے اور مال و دولت سے نوازتا ہے تو وہ لوگ اسے اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھنے کے بجائے اپنی ذہانت اور علم کا ثمرہ سمجھتے ہیں، انکے اسی بدترین خیال پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اے محمد! ان مشرکین کو یہ نہیں معلوم کہ یہ جو رزق میں کشادگی اور تنگی ہے وہ انکی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اگر یہ سب کچھ انسان کے بس میں ہوتا تو کون انسان اپنے آپ کو فقر و فاقہ میں رکھنا چاہے گا؟ ہر کسی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے مال و دولت ملے مگر اس کا ملنا نہ ملنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ باتیں ان مشرکین کو سمجھ میں نہیں آئیں گی ، یہ باتیں وہی سمجھتا ہے جو اللہ پر ایمان و یقین رکھتا ہے، سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۶۲ میں بھی کہا گیا اَللّٰهُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَیَقۡدِرُ لَهٗ اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے رزق کی وسعت عطا کرتا ہے اور جسے چاہے تنگی۔ سورہ قصص کی آیت نمبر ۸۲ میں بھی یہی فرمایا گیا۔ اسکے علاوہ قرآن کریم کی بہت ساری آیتوں میں اس بات کو دہرایا گیا ہے

تا کہ انسان کے ذہن ودماغ میں یہ بات چڑھ جائے کہ رزق کا دینے اور نہ دینے والا اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر انسان کو اپنے کئے پر پچھتاوا ہوجائے اور وہ گناہوں کی زندگی چھوڑ کر نیکیوں کی زندگی اپنانا چاہے تو اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ بالکل اسلام قبول کرسکتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرسکتا ہے اس صورت میں اللہ تعالیٰ اسکے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادے گا، انسان کو یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ میں نے اپنی زندگی میں اتنے سارے گناہ کئے ہیں تو اب اگر میں توبہ کرنا چاہوں تو کیا اللہ مجھے معاف کرے گا؟ اس طرح کی فکر شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے، وہ تو بہت ہی بخشنے والا ہے اور مہربان بھی ہے کہ اگر تم سے ہزار بار بھی خطا ہوجائے اور اسکے بعد پھر تم اللہ سے معافی چاہو تو وہ ضرور معاف کرے گا، اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب جو کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں کے پاس اسلام کی دعوت کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیسے تم مجھے اسلام کی دعوت دیتے ہو جبکہ تمہارا ماننا تو یہ ہے کہ جو انسان کفر کرے، زنا کرے، قتل کرے تو اس کی سزا ملے گی اور قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھا بڑھا کر دوگنا کردیا جائے گا، (الفرقان ۶۹) اور میں نے تو یہ گناہ کئے ہیں تو کیا میرے لئے کوئی چھوٹ ہے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۷۰ نازل فرمائی مگر وہ لوگ اس عذاب سے بچالئے جائیں گے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا، اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے، اس پر وحشی نے کہا کہ یہ تو بہت سخت شرط ہے کہ ایمان لانا ہوگا اور نیک اعمال بھی کرنا ہوگا، اور مجھے لگتا ہے کہ میں یہ نہیں کرپاؤں گا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۴۸ نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو چھوڑ کر جس کی چاہے مغفرت فرمادے، یہ آیت سن کر وحشی نے کہا کہ یہ تو اللہ کے چاہنے پر منحصر ہے کہ اگر وہ چاہے گا تو معاف کردے گا اور مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ مجھے معاف بھی کرے گا یا نہیں تو کیا اس آیت کے علاوہ اور کوئی آیت ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ نازل فرمائی کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یہ آیت سن کر وحشی نے کہا کہ ہاں! یہ سمجھنے والی بات ہے اور پھر وہ اسلام لے آئے، اسکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! وحشی نے جو کیا ہے وہ ہم نے بھی کیا ہے تو کیا ہم بھی اس بشارت میں شامل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! یہ سارے ہی مسلمانوں کے لئے ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۴۸۰)

﴿درس نمبر ۱۸۲۷:﴾ **تم سب اپنے پروردگار سے لَو لگا لو** ﴿الزمر ۵۴-۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَنِيْبُوْٓا تم رجوع کرو اِلٰى رَبِّكُمْ اپنے رب کی طرف وَ اور اَسْلِمُوْا تم مطیع ہو جاؤ لَهٗ اس کے مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ کہ يَّاْتِيَكُمْ آجائے تمہارے پاس الْعَذَابُ عذاب ثُمَّ پھر لَا تُنْصَرُوْنَ تم مدد نہ کیے جاؤ وَ اور اتَّبِعُوْٓا تم پیروی کرو اَحْسَنَ مَآ اس بہترین کی جو اُنْزِلَ نازل کی گئی اِلَيْكُمْ تمہاری طرف مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے مِّنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّاْتِيَكُمْ کہ آجائے تمہارے پاس الْعَذَابُ عذاب بَغْتَةً اچانک وَّ اور اَنْتُمْ تم لَا تَشْعُرُوْنَ شعور نہ رکھتے ہو

ترجمہ:۔ اور تم اپنے پروردگار سے لَو لگاؤ، اور اُس کے فرماں بردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آپہنچے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی ۝ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں نازل کی گئی ہیں، اُن کی پیروی کرو، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تم اپنے پروردگار سے لولگا لو۔ ۲۔اسکے فرمانبردار بن جاو۔

۳۔اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آپہنچے۔ ۴۔ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

۵۔تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں نازل کی گئی ہیں اسکی پیروی کرو۔

۶۔اس سے قبل کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہوں والی زندگی سے توبہ کر کے عبادت والی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اللہ اسکی اس پہل کو قبول فرماتا ہے اور پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے مگر چند شرطیں ہیں جو یہاں بیان کی جارہی ہیں، سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اگر تم توبہ کرنا چاہو تو اس وقت سے پہلے توبہ کرلو کہ جس وقت اللہ کا عذاب آنے والا ہے یعنی قیامت کا وقت یا موت، اس سے پہلے پہلے اللہ کی طرف دوڑ واور اپنے گناہوں کی معافی چاہ لو اللہ تعالی معاف فرمادے گا لیکن اگر وہ عذاب کا وقت آجائے اور تم اس وقت اللہ سے معافی مانگنا چاہو تو اللہ تعالی اس وقت تمہاری توبہ قبول نہیں فرمائے گا، جیسا کہ فرعون نے کیا تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ عذاب نے اسے گھیر لیا ہے

تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں اس پر جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس پر بنو اسرائیل نے ایمان لایا ہے۔ (یونس ۹۰) الغرض جس قدر جلدی ہو سکے اس قدر جلد ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے اسلئے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارا آخری وقت کب آنے والا ہے؟ اگر ہم اسی امید میں رہیں کہ ابھی تو وقت بہت ہے بعد میں توبہ کرلیں گے تو یقیناً اس میں خسارہ ہے کہ موت کا وقت آ جائے اور ہم اسی امید میں رہے اور ہمیں توبہ کرنے کی مہلت بھی نہ ملے، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۳ میں اللہ تعالی نے فرمایا وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ اللہ کی مغفرت کی جانب دوڑ واور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! اللہ سے توبہ کرلو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے (ابن ماجہ ۱۰۸۱ :) اور دوسری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد یا گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد پھر سے وہی گناہوں والی زندگی ہمیں گزارتے نہیں رہنا ہے بلکہ جس زندگی سے ہم نے توبہ کی ہے اس زندگی کو چھوڑ کر اس زندگی کو اپنانا ہے جس زندگی کے گزارنے کا اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے اس زندگی کا کس طرح پتہ لگائیں جس زندگی کے گزارنے کا اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے؟ تو اسکے لئے ہمیں بہترین کلام یعنی قرآن کریم کا بڑے غور وفکر سے مطالعہ کرنا ہے، جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں پتا چل جائے گا کہ اللہ تعالی ہم سے کیسی زندگی کا مطالبہ کر رہا ہے؟ ہمیں پتا چل جائے گا کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ کیا ثواب ہے اور کیا گناہ؟ کیا اچھا ہے اور کیا برا؟ تو جو چیزیں گناہ کی ہوں اور برائی کی ہوں انہیں چھوڑنے کی فکر کریں اور جو چیزیں ثواب کی ہوں اچھی ہوں اور حلال ہوں تو انہیں اپنانے کی فکر کریں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لئے نمونہ بنائیں اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ (الاحزاب ۲۱) یقیناً تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو۔ لہٰذا ہمیں بھی قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا چاہئے اسی وقت یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم اس مغفرت کے حقدار بن جائیں جسکا اللہ نے وعدہ کیا ہے، اگر ہم توبہ کرنے کے بعد بھی گناہوں والی زندگی گزارتے رہیں گے تو ہماری توبہ کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، ہمیں ان گناہوں پر سزا ضرور ملے گی وہ معاف نہیں ہوں گے، معاف اسی وقت ہوں گے کہ ہم توبہ کے بعد ان گناہوں کو ترک کردیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور جھکنا یہ وہ اہم ترین کام ہے جس کے کرنے کا حکم یہاں دیا گیا اللہ تعالیٰ کو وہ دل زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جو اپنے اندر ایسا دل رکھتا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے سورۃ ق کی آیت نمبر ۳۳ میں ایسے دل کا ذکر یوں کیا گیا مَنۡ خَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِيۡبِ۔ جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو۔ سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر ۴ میں یہ دعاء سکھلائی گئی رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ اے ہمارے پروردگار! تجھ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

﴿ درس نمبر ۱۸۲۸ ﴾ **میری آیتیں تیرے پاس آ چکی تھیں** ﴿ الزمر ۵۶-تا-۵۹ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِىْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَنْ تَقُوْلَ کہ کہے نَفْسٌ کوئی نفس يّٰحَسْرَتٰى ہائے افسوس! عَلٰى اس پر مَا جو فَرَّطْتُّ میں نے کوتاہی کی فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اللہ کے حق میں وَ اور اِنْ بلاشبہ كُنْتُ میں رہا لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ٹھٹھا مذاق کرنے والوں میں سے اَوْ یا تَقُوْلَ کہے لَوْ اگر اَنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ هَدٰىنِىْ مجھے ہدایت دیتا لَكُنْتُ ضرور میں ہوجاتا مِنَ الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں میں سے اَوْ یا تَقُوْلَ کہے حِيْنَ جس وقت تَرَى دیکھے گا الْعَذَابَ عذاب کو لَوْ اگر اَنَّ بے شک لِىْ میرے لیے كَرَّةً ایک بار لوٹنا فَاَكُوْنَ تو میں ہوجاؤں گا مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ نیکوکاروں میں سے بَلٰى کیوں نہیں قَدْ تحقیق جَآءَتْكَ آئی تھیں تیرے پاس اٰيٰتِىْ میری آیتیں فَكَذَّبْتَ چنانچہ تو نے جھٹلایا بِهَا ان کو وَ اور اسْتَكْبَرْتَ تو نے تکبر کیا وَ اور كُنْتَ تو تھا مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کافروں میں سے

ترجمہ:۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو یہ کہنا پڑے کہ: ''ہائے افسوس! میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے معاملے میں برتی! اور سچی بات یہ ہے کہ میں تو (اللہ تعالیٰ کے احکام کا) مذاق اُڑانے والوں میں شامل ہو گیا تھا ۝ یا کوئی یہ کہے کہ: ''اگر مجھے اللہ ہدایت دیتا تو میں بھی متقی لوگوں میں شامل ہوتا۔'' ۝ یا جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ کہے کہ: ''کاش مجھے ایک مرتبہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو میں نیک لوگوں میں شامل ہوجاؤں!'' ۝ (تجھے ہدایت) کیوں نہیں (دی گئی؟) میری آیتیں تیرے پاس آ چکی تھیں، پھر تو نے اُنہیں جھٹلایا اور بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور کافروں میں شامل رہا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو یہ کہنا پڑے کہ ہائے افسوس! میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے معاملہ میں برتی

۲۔ درست بات یہ ہے کہ میں مذاق اڑانے والوں میں شامل ہو گیا تھا۔

۳۔ یا کوئی یہ کہے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت دیتا تو میں بھی متقی لوگوں میں شامل ہوتا۔

۴۔ یا جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ کہے کہ کاش! مجھے ایک مرتبہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو

میں نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔

۵۔ کیوں نہیں؟ میری آیتیں تیرے پاس آ چکی تھیں۔ ۶۔ پھر تو نے اسے جھٹلا دیا۔

۷۔ بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا۔ ۸۔ کافروں میں شامل رہا۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ کے عذاب کے آنے سے پہلے توبہ کرلو، یہاں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے اس سے پہلے توبہ نہیں کی اور ایسے ہی بغیر توبہ کئے اپنے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالی کے دربار میں کھڑے ہو گئے تو تب تمہیں یہ کہنا پڑے گا کہ افسوس ہے مجھ پر کہ میں نے موقع رہتے ہوئے بھی توبہ نہیں کی اور اسی حالت میں یہاں آ گیا کہ میں دنیا میں اللہ کے حکموں کی نافرمانی اور مذاق اڑاتا تھا، اب تو کسی قسم کی توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مجھے اپنے کئے کیسز املے گی جو کہ رسوا کرنے والی ہوگی، کاش! میں اس وقت سنبھل گیا ہوتا اور اپنے گناہوں پر توبہ کرلیا ہوتا تو آج مجھے اس رسوائی کا سامنا کرنا نہ پڑتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کبھی لیٹے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو کل قیامت کے دن اسکے لئے ندامت ہوگی اور اسی طرح جب کوئی کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو بھی کل قیامت کے دن اسکے لئے ندامت ہوگی۔ (ابوداود ۵۰۵۹) یعنی اسکے پاس اللہ کا ذکر کرنے کا اور نیکی کمانے کا وقت تھا مگر اس نے اس وقت کو غنیمت نہیں جانا، جب کل قیامت کے دن وہ یہاں آئے گا تو اپنے نیکیوں میں کمی دیکھے گا اس وقت اسے شرمندگی ہوگی کہ کاش! میں نے اس وقت کو اللہ کے ذکر میں لگایا ہوتا تو میرا معاملہ ہی کچھ اور ہوتا، لہذا موقع کو غنیمت جانو کہ اب بھی نیکیاں کمانے کا وقت ہمارے پاس ہے جب یہ وقت چلا جائے گا تو ہمارے پاس حسرت یعنی پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالی نے ایک اور بات کہی کہ اللہ کی طرف دوڑو اور اس سے رجوع کرلو تا کہ کل قیامت کے دن یہ نہ کہنا پڑے کہ اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں بھی متقی بن جاتا مگر اللہ تعالی نے مجھے ہدایت کا موقع نہیں دیا اس لئے آج میں اس عذاب میں مبتلا ہوں، یہ الفاظ صرف حسرت بھرے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی بھی کسی غافل کو ہدایت نہیں دیتا، ہدایت اسے ملتی ہے جسکے دل میں ہدایت کو پانے کا جذبہ ہو، اگر کسی کے دل میں ہدایت کو حاصل کرنے کی طلبی نہ ہو تو پھر اللہ تعالی کیوں اسے زبردستی اسلام کی طرف لے آئے گا؟ یہ تو جہنمیوں کا ایک طرح سے اللہ تعالی پر بہتان ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت نہیں دی اس لئے ہم یہاں ہیں، لیکن ان بے ایمانوں کو کیا پتہ کہ اللہ تعالی نے انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر اور اپنے کلام کو انکے درمیان بھیجا ہے؟ اگر واقعی ان کی نیت سیدھے راستے پر چلنے کی ہوتی تو یہ لوگ قرآن مجید اور رسول رحمت ﷺ سے فائدہ اٹھاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اب دوزخ میں پہنچ کر اپنی گمراہی کا الزام اللہ تعالی پر لگا رہے ہیں، مگر اس الزام کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا اس وقت انہیں ان کے کئے کی سزا ضرور ملے گی جہنمی کہے گا کہ کاش! اگر مجھے دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا گیا تو اب کی بار میں اپنی

ساری زندگی ہی اللہ کی عبادت میں لگادوں گا، لیکن یہ بھی انکی ایک حسرت ہی ہے جو کبھی پوری نہیں ہوگی اور ایسا ہے بھی نہیں کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو یہ لوگ اللہ کی عبادت کرینگے بس یہ انکے زبانی جملے ہیں جو پورے ہونے والے نہیں ہیں، سورۃ انعام کی آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالی نے انکے جھوٹے ہونے کو یوں بیان فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اگر بالفرض انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا بھی جائے تو یہ لوگ پھر سے وہی کام کرینگے جس سے انہیں روکا گیا ہے، یہ تو بالکل جھوٹے ہیں اللہ فرمارہے ہیں کہ تم جو یہ حسرتیں کررہے ہو یہ حسرتیں اور ندامت تمہیں اب کچھ فائدہ نہیں دینگے کیونکہ ہم نے تمہاری ہدایت کے لئے پہلے ہی اپنے کلام کو تمہارے پاس بھیجا تھا مگر تم نے اس کلام کو جھٹلادیا اور اس کا انکار کردیا، غرور وتکبر میں مبتلا ہوکر تم نے اس وقت کفر اختیار کرلیا، لہٰذا اب تمہیں یہاں دوسرا موقع نہیں دیا جائے گا، تمہیں ضرور تمہارے کئے کی سزا ملے گی۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۹﴾ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ﴿الزمر ۶۰ ۔تا۔ ۶۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تَرَى آپ دیکھیں گے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَذَبُوْا جھوٹ بولا عَلَى اللّٰهِ اللہ پر وُجُوْهُهُمْ ان کے چہرے مُّسْوَدَّةٌ سیاہ ہوں گے اَلَيْسَ کیا نہیں ہے فِيْ جَهَنَّمَ جہنم میں مَثْوًى ٹھکانا لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ تکبر کرنے والوں کا؟ وَ اور يُنَجِّي نجات دے گا اللّٰهُ اللہ الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے اتَّقَوْا اتقویٰ اختیار کیا بِمَفَازَتِهِمْ ان کی کامیابی کے ساتھ لَا يَمَسُّهُمُ نہیں پہنچے گی ان کو السُّوْٓءُ برائی وَ اور لَا هُمْ وہ يَحْزَنُوْنَ نہ غمگین ہوں گے اَللّٰهُ اللہ ہی خَالِقُ خالق ہے كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا وَّ اور هُوَ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر وَّكِيْلٌ خوب نگہبان ہے لَهٗ اسی کے پاس ہیں مَقَالِيْدُ چابیاں السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات کے ساتھ اُولٰٓئِكَ هُمُ یہی لوگ ہیں الْخٰسِرُوْنَ نقصان اٹھانے والے

ترجمہ:۔ اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اُن کے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔ کیا جہنم میں ایسے متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟ ۝ اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، اللہ اُن کو

نجات دے کر اُن کی مراد کو پہنچا دے گا، اُنہیں کوئی تکلیف چھوے گی بھی نہیں، اور نہ اُنہیں کسی بات کا غم ہوگا۔ O اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے O سارے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ہے، گھاٹے میں رہنے والے وہی ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا انکے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔

۲۔ کیا جہنم میں ایسے متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟

۳۔ جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا ہے اللہ انکو نجات دیکر انکی مراد کو پہنچا دے گا۔

۴۔ انہیں نہ کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ انہیں کسی بات کا غم ہوگا۔

۵۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

۶۔ وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے۔ ۷۔ سارے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

۸۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا گھاٹے میں رہنے والے وہی لوگ ہیں۔

پچھلی آیتوں میں ان کافروں کی قیامت کے دن ہونے والی حالت بیان کی گئی یہاں انہیں ملنے والی سزا کو بیان ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کل قیامت کے دن دیکھیں گے کہ ان مشرکین نے جو اللہ تعالی پر بہتان لگایا تھا کہ اللہ تعالی کی اولاد ہیں اور اس کی بیوی وشریک ہیں اس بہتان کی سزا انہیں اس طور پر دیکھیں گے کہ ان کے چہرے کالے پڑے ہوں گے اس نشانی کے ذریعہ انہیں پہچان لیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر بہتان باندھا کرتے تھے اس طرح قیامت کے دن کھلے عام رسوائی ہوگی اور انہوں نے جو اللہ کی آیتوں سے منہ موڑا تھا، تکبر کیا تھا اور اعراض کیا تھا اسکی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ جہنم ان جیسے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ ہوگی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: متکبر (گھمنڈ کرنے والے) لوگوں کو قیامت کے دن میدان حشر میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے مانند لوگوں کی صورتوں میں لایا جائے گا، انہیں ہر جگہ ذلت ڈھانپے رہے گی، پھر وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام ''بولس'' ہے۔ اس میں انہیں بھڑکتی ہوئی آگ ابالے گی، وہ اس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پئیں گے جسے ''طِيْنَةُ الْخَبَالِ'' کہتے ہیں، یعنی سڑا ہوا بد بودار کیچڑ۔ (ترمذی ۲۴۹۲) ان متکبرین کے برخلاف ایسے لوگ جو اللہ سے ڈرتے تھے اور تقوی اختیار کرتے تھے اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلتے تھے اور اپنے آپ کو شرک و کفر کی گندگی سے بچائے رکھتے تھے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی ہر طرح کے عذاب سے، رسوائی سے اور ہر قسم کے غم و پریشانی سے بچا رکھے گا اور انکی جو مراد ہوگی یعنی جنت میں جانے کی اسکو پورا کرے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہر مومن بندے کے ساتھ اس کا عمل بھی لایا جائے گا، جو خوبصورت شکل میں اور بہت ہی عمدہ خوشبو سے بھرا ہوگا، جب کبھی مومن بندہ خوف کرے گا تو وہ عمل اسکو تسلی دے گا کہ ڈرو نہیں تمہیں یہ سزا نہیں دیجائے گی، جب یہ نیکیاں کثیر تعداد میں اسکے سامنے جمع ہوجائیں گی تو وہ مومن بندہ ان سے کہے گا کہ تم کتنے حسین وخوبصورت ہو، آخر تم ہو کون؟ وہ عمل اسے جواب دے گا کہ تم مجھے نہیں پہنچانتے؟ میں تمہارا نیک عمل ہوں تم نے مجھے میرے سخت (یعنی مشقت ومشکل ہونے) کے باوجود اٹھایا ہے (یعنی مجھ پر عمل کیا)، اللہ کی قسم! آج میں تمہیں اٹھاونگا اور تمہارا دفاع کرونگا۔ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہی واقعہ ہے جسے اللہ تعالی نے بیان فرمایا اور یہ آیت وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ تلاوت فرمائی۔ (الھدایہ الی بلوغ النہایہ۔ج،۱۰۔ص،۶۳۰۷) پچھلی آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ کفار اللہ تعالیٰ پر تہمت باندھتے تھے کہ اللہ تعالی کی اولاد اور بیوی ہے نعوذ باللہ، اس کا جواب یہاں دیا جارہا ہے کہ اللہ کو نہ کسی اولاد کی ضرورت ہے اور نہ کسی بیوی کی وہ تو ایسی قدرت والا ہے کہ اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور دنیا کی ہر ہر چیز کو وجود میں لانے والا وہی ایک اللہ ہے، اور ہر چیز کا رکھوالا بھی وہی ہے، اور اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں وہ جسے چاہے ان خزانوں میں سے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے روکتا ہے اسے اس کام سے روکنے والا کوئی نہیں اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ (العنکبوت ۶۲) اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جسکے لئے چاہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہے تنگ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت "لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ" کی تفسیر سے متعلق نبی رحمت ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا، پھر فرمایا کہ اسکی تفسیر یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی ان کلمات کے کہنے والے کے لئے اللہ تعالی اپنے خزانوں کو کھولدے گا اور اسے بہت دولت اور اجر عطا کرے گا۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۴۔ص،۴۸) کافروں کے بارے میں فرمایا گیا جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، اور اس سے روگردانی کی اور تکبر کیا تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں خسارہ ہے اس لحاظ سے کہ وہ جہنم میں پھینک دئے جائیں گے جہاں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۰﴾ شکر گزار بندوں میں شامل ہوجاؤ ﴿الزمر ۶۴۔تا۔۶۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

قَبۡلِكَ ۚ لَـئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلۡ آپ کہہ دیجیے اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ پس کیا غیر اللہ کی بابت تَاۡمُرُوۡٓنِّىۡۤ تم مجھے حکم دیتے ہو اَعۡبُدُ میں عبادت کروں اَيُّهَا اے الۡجٰهِلُوۡنَ جاہلو وَ اور لَقَدۡ البتہ تحقیق اُوۡحِىَ وحی کی گئی اِلَيۡكَ آپ کی طرف وَ اور اِلَى الَّذِيۡنَ ان لوگوں کی طرف جو مِنۡ قَبۡلِكَ آپ سے پہلے ہوئے لَـئِنۡ البتہ اگر اَشۡرَكۡتَ آپ نے شرک کیا لَيَحۡبَطَنَّ یقیناً ضائع ہوجائیں گے عَمَلُكَ آپ کے عمل وَ اور لَتَكُوۡنَنَّ البتہ ضرور آپ ہوجائیں گے مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ نقصان اٹھانے والوں میں سے بَلِ اللّٰهَ بلکہ اللہ ہی کی فَاعۡبُدۡ آپ عبادت کریں وَ اور كُنۡ آپ ہوجائیں مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ شکر گزاروں میں سے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ: ’’کیا پھر بھی اے جاہلو! تم مجھ سے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟ ۝ اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہوجائے گا اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اُٹھانے والوں میں شامل ہوجاؤ گے ۝ لہٰذا اس کے بجائے تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہوجاؤ۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہو کہ کیا پھر بھی اے جاہلو! تم مجھ سے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرو؟

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعہ یہ بات کہہ دی گئی تھی۔

۳۔ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہوجائے گا۔

۴۔ تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہوجاؤ گے۔

۵۔ لہٰذا اسکے بجائے تم ایک اللہ ہی کی عبادت کرو۔ ۶۔ شکر گزار لوگوں میں شامل ہوجاؤ۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ان مشرکین سے کہیے کہ اے مشرکو! تم نے دیکھا کہ اللہ ہی کی ہر چیز پر حکومت ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے اور رزق کے خزانے بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں موت اور زندگی بھی اسی کے قبضہ میں ہے تو ایسے عظیم رب کی عبادت چھوڑ کر میں ان بے بس معبودوں کی عبادت کیسے کر سکتا ہوں؟ کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ کس کی عبادت کرنی چاہئے اور کس کی نہیں؟ تم تو بالکل جاہل قسم کے لوگ ہو تمہیں صحیح اور غلط کی پہچان نہیں ہے اور ہاں! مجھے اور مجھ سے پہلے تمام انبیا کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ پہلے ہی متنبہ کر دیا کہ اگر ہم میں سے کسی نے بھی شرک کو اپنا لیا تو ہم نے جتنے بھی اعمال کئے ہیں وہ سب بیکار ہوجائیں گے، اس پر ہمیں کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا، نہ کسی نبی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شرک کو اپنائے اور نہ ہی کسی

بندے کے لئے یہ درست ہے اور اگر وہ اسطرح کرتے ہیں تو انہیں بھی قیامت کے دن خسارہ اٹھانا پڑے گا اور وہ خسارہ یہ ہے کہ اسے جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا، اس لئے ہمیشہ بت پرستی سے بچو ورنہ مشرک کی ہلاکت تو طے ہے، اسے ہلاک ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا، بلکہ چاہئے یہ کہ اس ایک اللہ کی عبادت کی جائے جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا اور جس نے ساری کائنات کے پالنے کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے، اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو کہ اس نے تمہیں اتنی ساری نعمتوں سے نوازا ہے اور سب سے خاص نعمت یہ کہ اس نے تمہیں ہدایت سے نواز کر بت پرستی سے بچائے رکھا ہے، یہ سب سے بڑی نعمت ہے لہٰذا اس نعمت کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کے لئے بلا بھیجا کہ وہ انہیں مال و دولت عطا کریں گے جس سے کہ وہ مکہ کے سب سے مالدار شخص بن جائیں گے اور انکا نکاح جس عورت سے وہ چاہیں گے کریں گے اور وہ لوگ انکی تابعداری کریں گے اور انہوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ یہ جو کچھ دولت ہمارے پاس ہے وہ سب تمہارے لئے ہے مگر آپ صرف اتنا کریں کہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائیں، اگر آپ راضی نہ ہوں تو ہم آپ کے سامنے ایک پیشکش رکھتے ہیں جو ہمارے لئے اور تمہارے لئے حجت ہوگی، پھر انہوں نے آپ کو وہ بتایا جو بتانا تھا، اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ مجھے مہلت دو تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وحی کے ذریعہ بتلا دے (کہ کیا کرنا ہے؟)، تو اس وقت سورۃ کافرون اور یہ آیت قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۴۵)

ان آیتوں میں بظاہر خطاب اللہ کے نبی ﷺ سے ہے مگر مراد اس سے ساری امت ہے اس لئے کہ نبی کا شرک میں مبتلا ہونا محال ہے مگر چونکہ ان کفار و مشرکین کو تنبیہ کرنا مقصود تھا اس لئے مخاطب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا تا کہ یہ بتلایا جائے کہ اگر کوئی نبی بھی شرک کرتا ہے تو اسے بھی یہ سزا دی جائے گی تو جب نبی سزا سے نہیں بچ سکتے تو دوسروں کی کیا حیثیت؟، اور ان آیتوں سے ایک بات یہاں یہ معلوم ہوئی کہ کوئی شخص اسلام لانے کے بعد اگر مرتد ہو جائے اور شرک میں ڈوب جائے تو اسلام لانے کی حالت میں اس نے جو نیک اعمال کئے تھے وہ سب بیکار ہو جائیں گے، اس کا کوئی فائدہ اسے ملنے والا نہیں ہے جیسے کہ اگر کوئی حالت کفر سے حالت ایمان میں داخل ہوتا ہے تو جس طرح اسکے پچھلے گناہ ختم ہو جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہونے پر بھی مسلمان ہونے کی حالت میں کئے گئے سارے اعمال بیکار ہو جاتے ہیں اور قیامت کے دن اسے شرک کرنے کا گناہ ملے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کہا گیا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۲۱۷) جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے اور کافر ہونے کی ہی حالت میں اسے موت آجائے تو اسکے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں بیکار ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے ۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی ﴿الزمر ۶۷۔تا۔۷۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں قَدَرُوْا انہوں نے قدر کی اللّٰهَ اللہ کی حَقَّ جیسا حق ہے قَدْرِهٖ اس کی قدر کرنے کا وَ اور الْاَرْضُ زمین جَمِيْعًا سب کی سب قَبْضَتُهٗ اس کی مٹھی میں ہوگی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن وَ اور السَّمٰوٰتُ آسمان مَطْوِيّٰتٌ لپٹے ہوں گے بِيَمِيْنِهٖ اس کے دائیں ہاتھ میں سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے وَ اور تَعٰلٰى وہ بلند ہے عَمَّا اس سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شریک ٹھہراتے ہیں وَ اور نُفِخَ پھونک ماری جائے گی فِي الصُّوْرِ صور میں فَصَعِقَ بے ہوش ہوجائے گا مَنْ جو ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَ اور مَنْ جو ہے فِي الْاَرْضِ زمین میں اِلَّا مگر مَنْ جسے شَآءَ چاہے گا اللّٰهُ اللہ ثُمَّ پھر نُفِخَ پھونک ماری جائے گی فِيْهِ اس میں اُخْرٰى دوسری مرتبہ فَاِذَا تو یکا یک هُمْ وہ قِيَامٌ کھڑے يَّنْظُرُوْنَ دیکھتے ہوں گے وَ اور اَشْرَقَتِ چمک اٹھے گی الْاَرْضُ زمین بِنُوْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے نور سے وَ اور وُضِعَ رکھی جائے گی الْكِتٰبُ کتاب وَ اور جِايْٓءَ لائے جائیں گے بِالنَّبِيّٖنَ انبیاء وَ اور الشُّهَدَآءِ گواہ وَ اور قُضِيَ فیصلہ کیا جائے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور هُمْ وہ لَا يُظْلَمُوْنَ ظلم نہیں کئے جائیں گے وَ اور وُفِّيَتْ پورا دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو مَّا جو عَمِلَتْ اس نے کیا ہوگا وَ اور هُوَ وہ اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِمَا اس کو جو يَفْعَلُوْنَ وہ کر رہے ہیں۔

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اُس کی قدر پہچاننے کا حق تھا، حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اُس کی مٹھی میں ہوگی، اور سارے کے سارے آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے، اور بہت بالا و برتر اُس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔ ○ اور صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں، وہ سب بے ہوش ہوجائیں گے، سوائے اُس کے جسے اللہ چاہے۔ پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے ○ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی، اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا، اور انبیاء اور سب گواہوں کو حاضر کر دیا

جائے گا، اور لوگوں کے درمیان بالکل برحق فیصلہ کیا جائے گا، اور اُن پر کوئی ظلم نہیں ہوگا O اور ہر شخص کو اُس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اسکی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

۲۔ حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اسکی مٹھی میں ہوگی۔

۳۔ سارے کے سارے آسمان اسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔

۴۔ وہ پاک ہے اور بہت بالا و برتر اس شرک سے جسکا ارتکاب یہ لوگ کررہے ہیں۔

۵۔ صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب بے ہوش ہوجائیں گے سوائے اسکے جسے اللہ چاہے۔

۶۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔

۷۔ زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی۔ ۸۔ نامہء اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔

۹۔ انبیاء اور سب گواہوں کو حاضر کردیا جائے گا۔ ۱۰۔ لوگوں کے درمیان بالکل برحق فیصلہ کیا جائے گا۔

۱۱۔ ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ ۱۲۔ ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

۱۳۔ جو کچھ لوگ کرتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

مشرکوں کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح اسکی قدر کرنی چاہئے تھی، اب سوال یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کس طرح کی جائے؟ اس کا جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کفار و مشرکین اللہ کی اس قدرت پر ایمان نہیں لائے جو شخص اس بات پر ایمان لے آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر کی جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے اور جو اس بات پر ایمان نہیں لایا اس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنے کا حق ہے (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص، ۳۲۳) تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی قدر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جارہی ہے کہ وہ ایسی قدرت والا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو وہ ساری زمین جو اپنی وسعت میں کافی بڑی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں سما جائے گی، یعنی یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے سامنے بالکل ہی معمولی سی ہے جو اسکی ایک مٹھی میں سما جائے گی اور آسمانوں اور زمین کا یہ حال ہوگا کہ وہ اسکے داہنے ہاتھ میں سمائیں گے ، یہاں ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں جیسے کہ ہم انسانوں کے ہوتے ہیں؟ اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ بہت سی آیتوں اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں لہٰذا ہمیں اس پر ایمان

لانا چاہئے کہ اللہ تعالی کے ہاتھ ہیں مگر وہ ہاتھ کیسے ہیں؟ وہ ہم نہیں جانتے بلکہ اس بات پر ایمان لانا چاہئے کہ اس کے ہاتھ اس کی شان کے مطابق ہیں ہم انسانوں جیسے نہیں، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود کا ایک عالم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! ہماری کتابوں سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالی آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، ریت کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا اور کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں، اس یہودی عالم کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے جس سے آپ کے سامنے کے دانت جھلک اٹھے، یہ مسکرانا اس بات کی تصدیق میں تھا جو اس نے کہی، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ (بخاری ۴۸۱۱)

اللہ تعالی قیامت کے احوال بیان فرمارہے ہیں کہ جب دنیا کے ختم ہونے کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ صور پھونک دیا جائے، حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو ساری مخلوق اس صور کی آواز کی وجہ سے مرجائے گی بس وہی شخص باقی رہے گا جسے اللہ تعالی زندہ رکھنا چاہے گا، اب وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی زندہ رکھنا چاہے گا؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے وہ کون لوگ ہیں۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۵۴) البتہ امام زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ وہ شہید لوگ ہونگے جو تلواریں لٹکائے رہتے ہیں، یہ بھی اس صور کی وجہ سے نہیں مریں گے، (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۲۵۰) اس پہلے صور کے بعد ایک اور صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے سارے مردہ لوگ زندہ ہوجائیں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ہم آج کہاں آگئے ہیں؟ ہم یہاں کیوں جمع کئے گئے ہیں؟ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ وغیرہ، جب سارے لوگ میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے تو اللہ تبارک وتعالی ان سب کے درمیان انصاف کرنے کے لئے جلوہ افروز ہونگے جنکی صرف تجلی ہی سے سارا میدان محشر چمک اٹھے گا، پھر جب اللہ تعالی جلوہ افروز ہوجائیں گے تو سب کے نامہ اعمال انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تاکہ انہیں پتا چلے کہ انہوں نے اس دنیا میں کیا کیا عمل کئے ہیں؟ پھر اسکے بعد ہر امت کے ساتھ انکے نبی کو کھڑا کیا جائے گا تاکہ جو بھی لوگ کہیں اس کا جواب اس امت کے نبی سے کیا جاسکے، جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی کہا گیا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ہر امت کے ساتھ ایک گواہ لایا جائے گا اور آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لایا جائے گا؟۔ اسکے بعد اللہ تعالی انکے نامہ اعمال کے حساب سے انکے درمیان فیصلہ کردے گا جو کہ حق کے مطابق ہوگا، ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی جو وہ اپنے نامہ اعمال میں

پائیں گے بالکل اسی کے حساب سے فیصلہ کیا جائے گا، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ویسے ہم سب کچھ تو جانتے ہیں جو یہ لوگ کیا کرتے تھے مگر انکی حجت کو ختم کرنے کے لئے انکے آگے گواہ لائے جائیں گے تاکہ انہیں اسکے بعد اور کچھ کہنے کا موقع نہ ملے "وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ"۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۲:﴾ کافروں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا ﴿الزمر ۷۱۔۷۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور سِيْقَ ہانک کر لے جائے جائیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْٓا کفر کیا اِلٰى جَهَنَّمَ جہنم کی طرف زُمَرًا گروہ در گروہ حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جب جَآءُوْهَا وہ اس کے پاس آئیں گے فُتِحَتْ تو کھول دیئے جائیں گے اَبْوَابُهَا اس کے دروازے وَ اور قَالَ کہیں گے لَهُمْ ان سے خَزَنَتُهَآ اس کے داروغے اَلَمْ کیا نہیں يَاْتِكُمْ آئے تھے تمہارے پاس رُسُلٌ رسول مِّنْكُمْ تم میں سے يَتْلُوْنَ جو پڑھتے تھے عَلَيْكُمْ تم پر اٰيٰتِ رَبِّكُمْ تمہارے رب کی آیتیں وَ اور يُنْذِرُوْنَكُمْ وہ ڈراتے تھے تم کو لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا تمہاری اس دن کی ملاقات سے قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰى کیوں نہیں وَلٰكِنْ اور لیکن حَقَّتْ ثابت ہوگئی كَلِمَةُ الْعَذَابِ عذاب کی بات عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر قِيْلَ کہا جائے گا ادْخُلُوْٓا تم داخل ہو جاؤ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہو گے فِيْهَا اس میں فَبِئْسَ پس برا ہے مَثْوَى ٹھکانا الْمُتَكَبِّرِيْنَ تکبر کرنے والوں کا

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا، اُنہیں جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں ہانکا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُس کے دروازے کھولے جائیں گے، اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے کہ: "کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہوں، اور تمہیں اس دن کا سامنا کرنے سے خبردار کرتے ہوں؟ وہ کہیں گے کہ: "بے شک آئے تھے، لیکن عذاب کی بات کافروں پر سچی ہو کر رہی۔" ۝ کہا جائے گا کہ: "جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ، کیونکہ بہت بُرا ٹھکانا ہے اُن کا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔"

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا انہیں گروہوں کی شکل میں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔

۲۔جب وہ اسکے پاس پہنچ جائیں گے تو اسکے دروازے کھولے جائیں گے۔

۳۔جہنم کے محافظ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہوں؟

۴۔تمہیں اس دن کا سامنا کرنے سے ڈرایا کرتے ہوں؟ ۵۔وہ کہیں گے کہ بے شک آئے تھے۔

۶۔لیکن عذاب کی بات کافروں پر سچی ہو کر رہی۔

۷۔کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاو۔

۸۔بہت برا ٹھکانہ ہے انکا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔

جب نامہ اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور اسکے حساب سے فیصلہ کیا جائے گا تو جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور شرک کیا تھا نیز اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلایا تھا انہیں جمع کر کے سب کو جہنم کی طرف ہانک کر لیجایا جائے گا۔ سورۂ طور کی آیت نمبر ۱۳ میں ہے یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا اس دن انہیں دھکے مار مار کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، جب یہ سب لوگ جہنم کے دروازے تک پہنچ جائیں گے تو انکو اور رسوا کرنے اور عار دلانے کے لئے اس جہنم کے پہرے داران جہنمیوں سے کہیں گے کہ اے جہنمیو! کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے ہی خاندان و قبیلہ کے فرد نبی بن کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں! آئے تھے مگر افسوس! ہم نے انکی باتوں کو نہیں مانا تھا، حالانکہ تمہارے پاس تمہارے اپنے ہی قبیلہ سے نبی کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ تمہیں انکی بات ماننے میں کوئی عار محسوس نہ ہو اور تمہارا اپنا آپسی تعلق ہونے کی وجہ سے انکی باتوں کو مان لو، انہوں نے تمہیں اللہ تعالی کے احکامات پڑھ کر سنائے تھے اور تمہیں اس دن کی ہولنا کی اور عذاب سے ڈرایا بھی تھا مگر تم نے انکی باتوں کو بھی نہیں مانا اور انہیں جھٹلا دیا، اب اپنے اس جرم کی سزا یہاں جہنم میں بھگت لو یہ جہنم تمہارے لئے ہی تیار کی گئی ہے جہاں تمہیں اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے، سورۂ ملک کی آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں بھی انہی باتوں کو دہرایا گیا کُلَّمَآ اُلۡقِیَ فِیۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَآ اَلَمۡ یَاۡتِكُمۡ نَذِیۡرٌ قَالُوۡا بَلٰی قَدۡ جَآءَنَا نَذِیۡرٌ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ كَبِیۡرٍ جب ان کافروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اسکے پہرے داران سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ آئے تھے، لیکن ہم نے انہیں جھٹلا دیا اور یہ کہا کہ اللہ تعالی نے کوئی کتاب نازل نہیں کی، وہ فرشتے کہیں گے کہ تم لوگ بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، آخر کار اللہ تعالی نے جو کافروں کیلئے عذاب کی بات کہی تھی وہ سچی ہو کر رہی اور یہ لوگ اس عذاب میں داخل ہو گئے،

اور داخل بھی ایسی جگہ پر ہوئے جو سب سے بد تر ٹھکانہ ہے کہ کوئی بھی اس ٹھکانہ میں داخل نہ ہونا چاہے گا مگر جنکے اعمال ایسے برے ہونگے تو انہیں ہر حال میں اس جگہ آنا ہی ہوگا، اگر تم چاہتے ہو کہ اس برے ٹھکانہ سے اپنے آپ کو بچالو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی پر اور اسکے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اسکے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرو اسی وقت تم اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا سکتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۳:﴾ متقیوں کو جنت کی طرف لیجایا جائے گا ﴿الزمر ۷۳۔تا۔۷۵﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَـنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَـتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ ۞ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَـنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُ‌ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ۞ وَتَرَى الۡمَلٰٓـئِكَةَ حَآفِّيۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ‌ ۚ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَـقِّ وَقِيۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور سِيۡقَ لے جائے جائیں گے الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو اتَّقَوۡا ڈرتے رہے ہوں گے رَبَّهُمۡ اپنے رب سے اِلَى الۡجَـنَّةِ جنت کی طرف زُمَرًا گروہ در گروہ حَتّٰۤى حتی کہ اِذَا جب جَآءُوۡهَا وہ آئیں گے اس کے پاس وَ اور فُتِحَتۡ کھلے ہوئے ہوں گے اَبۡوَابُهَا اس کے دروازے وَ اور قَالَ کہیں گے لَهُمۡ ان سے خَزَنَـتُهَا اس کے دربان سَلٰمٌ سلام ہو عَلَيۡكُمۡ تم پر طِبۡتُمۡ تم پاکیزہ رہے فَادۡخُلُوۡهَا لہذا تم داخل ہو جاؤ اس میں خٰلِدِيۡنَ ہمیشہ رہنے والے وَ اور قَالُوا وہ کہیں گے الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں الَّذِىۡ وہ جس نے صَدَقَنَا سچا کیا ہم سے وَعۡدَهٗ اپنا وعدہ وَ اور اَوۡرَثَنَا ہمیں وارث کر دیا الۡاَرۡضَ اس زمین کا نَتَبَوَّاُ ہم ٹھکانا بنائیں مِنَ الۡجَـنَّةِ جنت میں حَيۡثُ جہاں نَشَآءُ ہم چاہیں فَنِعۡمَ پس کس قدر اچھا ہے اَجۡرُ اجر الۡعٰمِلِيۡنَ عمل کرنے والوں کا وَ اور تَرَى آپ دیکھیں گے الۡمَلٰٓـئِكَةَ فرشتوں کو حَآفِّيۡنَ گھیرے ہوئے مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ عرش کے اردگرد کو يُسَبِّحُوۡنَ جبکہ وہ تسبیح بیان کر رہے ہوں گے بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور قُضِىَ فیصلہ کیا جائے گا بَيۡنَهُمۡ ان کے درمیان بِالۡحَـقِّ حق کے ساتھ وَ اور قِيۡلَ کہا جائے گا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ جو جہانوں کا رب ہے

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ رکھا تھا اُنہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے، جبکہ اُس کے دروازے اُن کے لئے پہلے سے

کھولے جا چکے ہوں گے، (تو وہ عجیب عالم ہوگا) اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے کہ: ''سلام ہو آپ پر خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے آجائیے۔''O اور وہ (جنتی) کہیں گے کہ: ''تمام تر شکر اللہ کا ہے جس نے ہم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا ایسا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانا بنا لیں۔ ثابت ہوا کہ بہترین انعام (نیک) عمل کرنے والوں کا ہے۔''O اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کر رہے ہوں گے، اور لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کر دیا جائے گا، اور کہنے والے کہیں گے کہ: ''تمام تر تعریف اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقوی کا معاملہ رکھا تھا انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لیجایا جائے گا

۲۔ جب وہ اسکے پاس پہنچ جائیں گے جبکہ اسکے دروازے پہلے سے ہی انکے لئے کھلے ہونگے تو اسکے دربان ان سے کہیں گے کہ سلام ہو آپ پر، خوب رہو آپ لوگ۔

۳۔ اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے آجاو۔

۴۔ وہ جنتی کہیں گے کہ تمام تر شکر اس اللہ کا ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔

۵۔ ہمیں اس جنت کا وارث بنایا کہ ہم جہاں چاہے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیں۔

۶۔ ثابت ہوا کہ بہترین انعام نیک عمل کرنے والوں کے لئے ہے۔

۷۔ تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ وہ عرش کے گرد حلقے بنائے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے۔

۸۔ لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۹۔ کہنے والے کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

یہاں جنتیوں کو جنت میں لیجانے کی منظر کشی کی جارہی ہے کہ فرشتے بڑے عزت واحترام کے ساتھ مومن بندوں کو جنت کی طرف لیجائیں گے، پہلے ایک جماعت کو پھر دوسری جماعت انکے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے انہیں جنت کی جانب لیجایا جائے گا، جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ جنت کے دروازے پہلے ہی سے انکے لئے کھلے رکھے گئے ہیں، جنت کے دروازوں کے بارے میں کہا گیا کہ اس کے آٹھ دروازے ہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار جنت میں داخل ہونگے۔ (بخاری ۳۲۵۷) چنانچہ جب وہ ان دروازوں میں داخل ہونے لگیں گے تو وہاں پر مقرر کردہ دربان فرشتے سلام کے ساتھ انکا خیر مقدم کریں

گے اور کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر اور ہر ناپسند چیز اور آفت سے تم محفوظ رہو، تمہارے اعمال، تمہاری باتیں اور تمہاری کوششیں قابل تعریف ہیں، اور تم نے اپنے آپ کو شرک کی گندگی میں آلودہ ہونے سے بچائے رکھا، جسکا تمہیں یہ صلہ دیا جارہا ہے کہ تم اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاو، جو کہ تمہارے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ اور صلہ ہے، اس جنت کی نہ تو نعمتیں ختم ہوں گی اور نہ ہی تمہیں یہاں موت آئے گی۔ فرشتوں کی یہ بات سن کر وہ ایمان والے کہیں گے کہ تعریف تو اس اللہ عزوجل کی ہے جس نے ہمیں یہ نعمتیں عطا کیں اور جنت کا ہمیں وارث بنا کر اپنا وعدہ پورا کیا سو اب ہم اس جنت میں جہاں چاہیں گے گھومیں گے اور پھریں گے یہاں ہمیں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں، یہ بہترین انعام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا میں نیک اعمال کئے، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۵ میں فرمایا گیا اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ جنت کی یہ سرزمین کہ جس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے یہ بات اللہ تعالی نے پہلی کتابوں میں بھی بیان کردی کہ اس جنت کا وارث اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو بنائے گا اور مومن بندے جنت میں جانے کے بعد یہ دیکھیں گے کہ یہاں بھی فرشتے اپنے پر بچھائے اللہ کے عرش کے قریب حمد وثنا کی محفلیں جمائے ہوئے ہیں ان سارے مومنوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ ہو چکا، جسکو جنت میں جانا تھا وہ جنت میں چلا گیا اور جسے جہنم میں جانا تھا وہ جہنم میں چلا گیا اور ہر ایک کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا گیا کسی پر بھی کسی قسم کی زیادتی نہیں کی گئی اللہ تعالی کے اس منصفانہ فیصلہ پر اللہ تعالی کی تعریف ہونی چاہیئے چنانچہ کہا جائے گا کہ تمام تر تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جس طرح اللہ کی تعریف سے اس سورت کی ابتدا ہوئی اسی کی تعریف سے اس سورت کا اختتام بھی کیا گیا۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اس کی حمد وثنا بیان کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۹ رکوع اور ۸۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۴﴾ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا ﴿المؤمن ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۞ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۞ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ ۞ مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَا یَغۡرُرۡکَ تَقَلُّبُهُمۡ فِی الۡبِلَادِ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حم ۞ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ اتارنا کتاب کا مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے ہے الۡعَزِیۡزِ جو بڑا غالب الۡعَلِیۡمِ خوب جاننے والا غَافِرِ الذَّنۡۢبِ بخشنے والا ہے گناہ کا وَ اور قَابِلِ قبول کرنے والا ہے التَّوۡبِ توبہ کا شَدِیۡدِ شدید الۡعِقَابِ سزا دینے والا ذِی الطَّوۡلِ بڑا فضل والا ہے لَاۤ اِلٰهَ نہیں ہے کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی اِلَیۡهِ اسی کی طرف الۡمَصِیۡرُ لوٹ کر جانا ہے مَا نہیں یُجَادِلُ جھگڑا کرتے فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں میں اِلَّا مگر الَّذِیۡنَ وہی لوگ جنہوں نے کَفَرُوۡا کفر کیا فَلَا یَغۡرُرۡکَ لہٰذا نہ آپ کو دھوکے میں ڈالے تَقَلُّبُهُمۡ ان کا چلنا فِی الۡبِلَادِ شہروں میں

ترجمہ:۔ حٰمٓ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو بڑا صاحبِ اقتدار، بڑے علم کا مالک ہے۔ جو گناہ کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، بڑی طاقت کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے وہی لوگ پیدا کرتے ہیں جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، لہٰذا ان لوگوں کا شہروں میں دندناتے پھرنا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر چیز کا مغز (اصل) ہوتا ہے اور قرآن کا مغز حٰم سے شروع ہونے والی سورتیں ہیں۔ (اس سورت کی ابتداء بھی حٰم سے ہوئی ہے)۔ (الاتقان فی علوم القرآن۔ج،۴۔ص،۱۲۹)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری جارہی ہے۔

۲۔ جو بڑا صاحبِ اقتدار، بڑے علم کا مالک ہے۔

۳۔ جو گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، بڑی طاقت کا مالک ہے۔

۴۔ اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ۵۔ اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

پچھلی سورت کی آخری آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بدکاروں، کافروں اور مومنوں اور نیکوکاروں کا تذکرہ فرمایا تھا، اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ اپنی صفات جمیلہ سے کر رہے ہیں تاکہ جو بدکار اور کافر لوگ ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں تاکہ انہیں معاف کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سورت کی ابتدا حروف مقطعات "حم" سے کر رہے ہیں جسکے معنی بعض مفسرین کی رائے کے مطابق یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سدی علیہ الرحمہ کا قول ہے، (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۳۴۸) اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن کی صفت ہے اور اسکا نام ہے لیکن درست اور بہتر بات وہی ہے جو حروف مقطعات کے سلسلہ میں کہی گئی کہ اسکا معنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے بارے میں فرمایا کہ جس کے تعلق سے کفار ومشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا (خود بنالیا) ہے، یہاں اللہ تعالیٰ انکے اس عقیدہ کی تردید فرمارہے ہیں کہ اس قرآن کو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبردست قوت وطاقت اور حکمت کا مالک ہے اسی رب ذوالجلال کے لائق ہے کہ وہ اس جیسا قرآن نازل کرے ورنہ کسی اور میں اتنی لیاقت وطاقت نہیں کہ اس جیسا قرآن بنا سکے لہذا تم لوگ خواہ مخواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام نہ لگاو کہ انہوں نے اس کلام کو اپنی طرف سے بنالیا ہے، اللہ تعالیٰ تو خوب جاننے والا ہے اس لئے اس نے اس کلام میں وہی باتیں بتلائی ہیں جن میں تمہیں شک تھا یا جن گزری ہوئی باتوں کو اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا لہذا تم یہ یقین کرلو کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، جب غزوۂ خیبر کا وقت تھا اور دشمنوں اور کافروں میں پہچان مشکل تھی تب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک کوڈ ورڈ (Code word) دیا تھا کہ جسکے ذریعہ مسلمانوں کی شناخت ہوجائے کہ جب بھی تم لوگ آپس میں ملو تو "حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ" کہو چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل تمہارا آمنا سامنا دشمنوں سے ہونے والا ہے تو تم لوگ اپنا شعار یعنی پہچان والے کلمات حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ بنالو۔ (مسند احمد۔ حدیث براء ابن عازب۔ ۱۸۵۴۹)

اللہ تعالیٰ یہاں اپنی خاص صفات کو بیان فرمارہے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنی اس گناہوں والی زندگی کو چھوڑ کر اور اس الزام تراشی سے کہ اس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا ہے باز آنا چاہو اور توبہ کر کے اللہ سے معافی مانگنا چاہو تو بالکل آجاو اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی زندگی کو معاف فرمادے گا اور تمہاری اس نیکی کو قبول فرمائے گا وہ گناہوں کو معاف کرنے والا توبہ کو قبول کرنے والا ہے، حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا اے امیر المومنین! مجھ سے ایک قتل ہوگیا تو کیا اب میں

توبہ کروں تو اللہ مجھے معاف کر دیگا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے سامنے یہی آیتیں حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ تلاوت فرمائیں اور کہا کہ تم بس اس پر عمل کرو اور مایوسی کا شکار مت ہونا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ۔ ۳۴۷۷۸) لیکن ہاں! یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم اس زندگی کو نہیں چھوڑ و گے اور اسی طرح گناہ کرتے رہو گے اور اللہ کی نافرمانیوں میں ڈوبے رہو گے تو وہ اللہ بڑی سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ لہٰذا اس سے معافی چاہ لو وہ معاف کر دیگا اور تمہیں خیر کثیر بھی عطا کرے گا اور سارے خیر اسی کے ہاتھ میں ہیں ذِي الطَّوْلِ اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو بھلائی پہنچا سکے اگر اللہ کا ارادہ اسے بھلائی پہنچانے کا نہ ہو اور کہا کہ اس اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، عبادت صرف اسی رب کا حق ہے جو سب کو پالنے والا اور پیدا کرنے والا ہے اور آخر میں اسی رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۵﴾ اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں ﴿المؤمن ۵۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَ هَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ قوم نوح نے وَّ اور الْاَحْزَابُ گروہوں نے مِنْۢ بَعْدِهِمْ ان کے بعد وَ اور هَمَّتْ ارادہ کیا كُلُّ اُمَّةٍۭ ہر امت نے بِرَسُوْلِهِمْ اپنے رسول کی بابت لِيَاْخُذُوْهُ تاکہ وہ پکڑیں اس کو وَ اور جٰدَلُوْا انہوں نے جھگڑا کیا بِالْبَاطِلِ جھوٹی باتوں کے ساتھ لِيُدْحِضُوْا تاکہ ڈگمگادیں بِهِ اس کے ذریعے سے الْحَقَّ حق کو فَاَخَذْتُهُمْ چنانچہ میں نے پکڑ لیا ان کو فَكَيْفَ تو کیسی كَانَ تھی عِقَابِ میری سزا وَ اور كَذٰلِكَ اسی طرح حَقَّتْ ثابت ہوگئی كَلِمَتُ رَبِّكَ آپ کے رب کی بات عَلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں پر جنہوں نے كَفَرُوْۤا کفر کیا اَنَّهُمْ بلاشبہ وہی ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ دوزخی

ترجمہ:۔ ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد بہت سے گروہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا اور ہر قوم نے اپنے پیغمبر کے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا کہ انہیں گرفتار کرلے اور انہوں نے باطل کا سہارا لے کر جھگڑے کئے تھے تاکہ اس کے ذریعے حق کو مٹادیں، نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کو پکڑ میں لے لیا، اب (دیکھ لو کہ) میری سزا کیسی (سخت) تھی؟ اور اسی طرح جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، ان کے بارے میں تمہارے پروردگار کی یہ بات بھی پکی ہوچکی ہے کہ وہ دوزخی لوگ ہیں۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اللہ کی آیتوں میں جھگڑے وہی پیدا کرتے ہیں جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے۔

۲۔لہٰذا ان لوگوں کا شہروں میں بڑی ٹھاٹ سے پھرنا دھوکہ میں نہ ڈالے۔

۳۔ان سے پہلے نوح کی قوم اور انکے بعد بھی بہت سے گروہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

۴۔ہر قوم نے اپنے پیغمبر کے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا کہ انہیں گرفتار کرلیں۔

۵۔انہوں نے باطل کا سہارا لیکر جھگڑے کئے تھے تاکہ اس کے ذریعہ حق کو مٹادیں۔

۶۔نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کو پکڑ میں لے لیا۔ ۷۔اب دیکھ لو! میری سزا کیسی سخت تھی؟

۸۔اسی طرح جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے انکے بارے میں تمہارے پروردگار کی یہ بات بھی پکی ہوچکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔

یہاں یہ بات کہی جارہی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں اور اسکے بتائے ہوئے احکامات میں اور اس قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے کے سلسلہ میں جھگڑتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ لوگ وہی ہیں جو کافر ہیں، ایک کافر ہی قرآن کی آیتوں میں جھگڑے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کا انکار کرتا ہے، جو بدبخت اور بدنصیب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کلام کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسکو ان کرتوتوں کی سزا دے گا لیکن اس سزا کا وقت اللہ کے یہاں متعین ہے، جب وہ متعین وقت آجائے گا تو انہیں بخشا نہیں جائے گا، لیکن اس متعین وقت سے پہلے ان کفار کو اپنے سامنے مزے سے گھومتے پھرتے دیکھو تو یہ نہ سمجھو کہ اگر یہ مجرم ہیں تو انہیں جرم کی سزا کیوں نہیں ملی؟ اگر انہیں سزا نہیں ملی تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ مجرم نہیں ہیں، کیونکہ ہر کسی کی سزا کا وقت متعین ہے انہیں اس وقت پر ہی سزا ملے گی جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۶ اور ۱۹۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ کہ کافروں کا آزاد شہروں میں پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے، یہ تو بس تھوڑی سی مہلت ہے جو انہیں دی گئی اس مہلت کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔اس آیت کے شان نزول کے بارے میں منقول ہے، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حرث بن قیس السہمی کے بارے میں نازل ہوئی۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۴۔ص،۷۳)اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ قرآن کریم کے بارے میں بلاوجہ لڑنا یا شک کرنا انسان کو کفر تک لے جاتا ہے جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّ جِدَالاً فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ '' کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ (الجامع الصغیر۔۱۳۱۷۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم میں کسی قسم کا شک کرنا بھی انسان کو

کفر تک لے جاتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِرَاءٌ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ کہ قرآن کریم میں کسی قسم کا شک کرنا بھی کفر ہے (مسند احمد۔ مسند ابوہریرہ۔ ۱۰۱۴۳) لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن کریم میں کسی سے بحث وتکرار نہ کریں اور اسمیں کسی قسم کا شک بھی نہ کریں۔

یہاں اللہ تعالی ان قوموں کا تذکرہ فرمارہے ہیں جو امت محمدیہ سے پہلے بھی اللہ تعالی کے کلام اور اسکے پیغام اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا جیسا کہ یہ قریش آپ کے ساتھ کررہے ہیں یعنی آپ کو جھٹلارہے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنی بھی قومیں آئیں جیسے قوم عاد، قوم ثمود، اصحاب ایکہ، قوم لوط اور قوم فرعون ان سب نے اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے کلام اور اسکے احکامات میں جھگڑا کیا تاکہ اس جھگڑے کے ذریعہ حق بات کو مٹائیں مگر یہ انکا محض ایک گمان تھا جس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے لہٰذا ان کے اس جھٹلانے اور جھگڑنے کی سزا انہیں اس دنیا میں بھی دی گئی تاکہ وہ عبرت کا سامان بن جائیں، تو تم دیکھ لو کہ ان کا کیا انجام ہوا اور ان پر کس طرح کا عذاب اللہ تعالی نے انکے اس اعمال کی وجہ سے نازل کیا؟ اگر تم لوگ عبرت کی نظر سے اسے دیکھو گے اور انکے حالات کا مطالعہ کروگے تو تم لوگ ضرور ان اعمال سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کروگے، انہیں جو سزا ملی وہ دنیوی سزا تھی اور آخرت میں اللہ تعالی نے انکے حق میں یہ فیصلہ کردیا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اس آیت سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اگر کہیں حق اور باطل کا جھگڑا ہورہا ہو اور ہم حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دے رہے ہوں تو ایسی صورت میں ہم بھی جہنم رسید ہوں گے، ہمیں چاہئے کہ ہم حق کا ساتھ دیں اگرچہ کہ وہ حق اپنے خلاف یا اپنے عزیزوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ أَعَانَ بَاطِلًا لِيُدْحِضَ بِبَاطِلِهِ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس نے باطل کا ساتھ اس نیت سے دیا کہ حق کو دبا دیا جائے تو ایسا کرنے والے پر اللہ اور اسکے رسول کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۵۳۹)

﴿درس نمبر ۱۸۳۶﴾ عرش کو تھامے ہوئے فرشتے تسبیح میں مصروف ﴿المؤمن ۷۔تا۔۹﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَّذِيْنَ وہ جو يَحْمِلُوْنَ اٹھائے ہوئے ہیں الْعَرْشَ عرش کو وَ اور مَنْ جو حَوْلَهٗ اس کے ارد گرد ہیں يُسَبِّحُوْنَ وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان رکھتے ہیں بِهٖ اس پر وَ اور يَسْتَغْفِرُوْنَ وہ بخشش مانگتے ہیں لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَسِعْتَ تو نے گھیر لیا ہے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو رَّحْمَةً رحمت سے وَّ اور عِلْمًا علم سے فَاغْفِرْ پس تو بخش دے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے تَابُوْا توبہ کی وَ اور اتَّبَعُوْا اتباع کی سَبِيْلَكَ تیرے راستہ کی وَ اور قِهِمْ تو بچا ان کو عَذَابَ الْجَحِيْمِ دوزخ کے عذاب سے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَ اور اَدْخِلْهُمْ تو داخل کر ان کو جَنّٰتِ عَدْنِ ہمیشہ رہنے والے باغوں میں الَّتِيْ وہ جن کا وَعَدْتَّهُمْ تو نے ان سے وعدہ کیا ہے وَ اور مَنْ جو صَلَحَ نیک ہوئے مِنْ اٰبَآئِهِمْ ان کے باپ داداوں سے وَ اور اَزْوَاجِهِمْ ان کی بیویوں سے وَ اور ذُرِّيّٰتِهِمْ ان کی اولاد میں سے اِنَّكَ اَنْتَ بے شک تو ہی الْعَزِيْزُ بڑا غالب الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے وَ اور قِهِمُ تو بچا ان کو السَّيِّاٰتِ برائیوں سے وَ اور مَنْ جس کو تَقِ تو بچائے گا السَّيِّاٰتِ برائیوں سے يَوْمَئِذٍ اس دن فَقَدْ تو تحقیق رَحِمْتَهٗ تو نے رحم کیا اس پر وَ اور ذٰلِكَ هُوَ یہی ہے الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ کامیابی بہت بڑی

ترجمہ:۔ وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد موجود ہیں، وہ سب اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (کہ) اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے، اس لئے جن لوگوں نے توبہ کر لی ہے اور تیرے راستے پر چل پڑے ہیں، ان کی بخشش فرما دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اور اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، نیز ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی، یقیناً تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔ اور ان کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھ، اور اس دن جسے تو نے برائیوں سے محفوظ کر لیا، اس پر تو نے بڑا رحم فرمایا اور یہی زبردست کامیابی ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے ارد گرد موجود ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

۲۔ یہ فرشتے اللہ ہی پر ایمان رکھتے ہیں۔

۳۔ جولوگ ایمان لے آئے ہیں یہ فرشتے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

۴۔ دعا اس طرح کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے اس لئے جن لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور تیرے راستے پر چل پڑے ہیں انکی بخشش فرمادے۔

۵۔ ان لوگوں کو عذاب سے بچالے۔

۶۔ اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل کردے جسکا تونے ان سے وعدہ کیا ہے۔

۷۔ انکے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی جنت میں داخل فرما۔

۸۔ یقینا تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور حکمت بھی۔

۹۔ ان کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھ۔

۱۰۔ اس دن جسے تونے برائیوں سے محفوظ کرلیا اس پر تو نے بڑا رحم فرمایا۔

۱۱۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔

یہاں اللہ تعالی ان مشرکین وکفار سے یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! وہ ملائکہ جن کی طاقت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالی کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی اٹھائے ہوئے ہیں جو عرش کے اطراف میں موجود ہیں اور یہ لوگ اس کام کو کرتے ہوئے بھی اللہ تعالی کی تعریف اور اسکی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی ایک اللہ کو معبود مانتے ہیں، جب یہ فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں تو تمہیں کیا ہوا؟ تم کس چیز پر غرور وگھمنڈ کررہے ہو؟ پھر تم اللہ پر کیوں ایمان نہیں لے آتے؟ اگر تم لوگ ایمان لے آوگے تو یہ فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے کیونکہ یہ فرشتے ایمان والوں کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں وہ اللہ تعالی سے التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہر کسی کے دل میں چھپی باتوں کو تو جانتا ہے اے اللہ! تو اسے بھی جانتا ہے جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں، اے ہمارے رب! ان لوگوں کی بخشش فرمادے جو لوگ اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرلئے ہوں اور اپنی اگلی زندگی تیرے بتائے ہوئے طریقہ پر گزارنے کی نیت کرچکے ہوں اور انہیں قیامت کے دن ان باغات میں داخل فرمادے جنکا تونے ان ایمان والوں سے وعدہ کیا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور میرے بتائے ہوئے طریقہ پر چلے گا تو میں اسے ان باغات میں داخل کردوں گا، اے میرے رب! اپنے اس وعدہ کو پورا فرما کر انہیں جنت میں داخل فرمادے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ انکے خاندان یعنی انکے باپ، دادا، بیوی اور بچوں میں سے ان لوگوں کو بھی ان باغات میں داخل کردے جو ان ایمان والوں کے راستے پر چل کر خود بھی مومن بن گئے ہوں اور اعمال صالحہ میں لگے ہوئے ہوں یقینا میرے رب! تو بڑے اقتدار والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تو جو کرتا ہے اس سے تجھے روکنے والا کوئی نہیں اور تو جو بھی کرتا ہے اس میں

موجود حکمتوں سے تو ہی واقف ہے، اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ان سارے مومنین کو قیامت کی ہولنا کی اور جہنم کی سزاوں سے حفاظت فرما، اور جس کو تو نے اس دن ان سزاوں اور برائیوں سے محفوظ رکھا یقیناً اس پر تو نے رحم فرمایا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ان فرشتوں کی تعداد میں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اختلاف ہے کہ وہ کتنے ہیں؟ بعض نے کہا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتے آٹھ ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔(الدر المنشور۔ ج،۷۔ص،۲۷۵) اور بعض نے کہا کہ انکی تعداد چار ہے جیسا کہ حضرت مکحول اور وہب رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (الدر المنشور۔ج،۷۔ص،۲۷۵) اللہ تعالی کی طرف سے ایمان والوں پر یہ بڑا انعام ہے کہ یہ پاکیزہ مخلوق جو اللہ تعالی کے عرش کو تھامے ہوئے ہے وہ ایمان والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالی ان ملائکہ کی دعاوں میں ہمارا حصہ بھی مقرر فرمادے اور ہمارے حق میں ان کی ان دعاوں کو قبول فرمادے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۷﴾ تو نے ہمیں دو مرتبہ زندگی دو مرتبہ موت دی ہے ﴿المؤمن ۱۰۔تا۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ○ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ○ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔اِنَّ بلاشبہ الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا یُنَادَوْنَ وہ پکارے جائیں گے لَمَقْتُ اللّٰهِ البتہ اللہ کی ناراضی اَكْبَرُ زیادہ بڑی ہے مِنْ مَّقْتِكُمْ تمہاری ناراضی سے اَنْفُسَكُمْ اپنے آپ پر اِذْ جب تُدْعَوْنَ تم بلائے جاتے تھے اِلَى الْاِیْمَانِ ایمان کی طرف فَتَكْفُرُوْنَ تو تم انکار کرتے تھے قَالُوْا وہ کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب! اَمَتَّنَا تو نے ہمیں موت دی اثْنَتَیْنِ دو مرتبہ وَ اور اَحْیَیْتَنَا تو نے ہمیں زندہ کیا اثْنَتَیْنِ دو مرتبہ فَاعْتَرَفْنَا اب ہم نے اقرار کیا بِذُنُوْبِنَا اپنے گناہوں کا فَهَلْ تو کیا اِلٰى خُرُوْجٍ نکلنے کی مِّنْ سَبِیْلٍ کوئی راہ ہے ذٰلِكُمْ یہ بِاَنَّهٗ اس سبب سے ہے کہ بلاشبہ اِذَا جب دُعِیَ پکارا جاتا تھا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اللہ اکیلے کو كَفَرْتُمْ تم انکار کرتے تھے وَ اور اِنْ اگر یُّشْرَكْ شریک ٹھہرایا جاتا بِهٖ اس کے ساتھ تُؤْمِنُوْا تو تم مان لیتے تھے فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ اب حکم تو اللہ ہی کا ہے الْعَلِیِّ جو نہایت بلند الْكَبِیْرِ بہت بڑا ہے

ترجمہ:۔جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ (آج) تمہیں جتنی بیزاری اپنے آپ سے ہورہی ہے، اس سے زیادہ بیزاری اللہ کو اس وقت ہوئی تھی جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے

تھے۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندگی دی، اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، تو کیا (ہمارے دوزخ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (جواب دیا جائے گا کہ) تمہاری یہ حالت اس لئے ہے کہ جب اللہ کو تنہا پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، اب تو فیصلہ اللہ ہی کا ہے جس کی شان بہت اونچی، جس کی ذات بہت بڑی ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان سے پکار کر کہا جائے گا۔

۲۔ آج تمہیں جتنی بیزاری اپنے آپ سے ہو رہی ہے اس سے زیادہ بیزاری اللہ کو اس وقت ہوئی تھی جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے تھے۔

۳۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت اور دو مرتبہ زندگی دی ہے۔

۴۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ ۵۔ کیا ہمارے لئے دوزخ سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟

۶۔ تمہاری یہ حالت اس لئے ہے کہ جب اللہ کو تنہا پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے۔

۷۔ اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔

۸۔ اب تو فیصلہ اللہ ہی کا ہے جسکی شان بہت اونچی ہے۔ ۹۔ جسکی ذات بہت بڑی ہے۔

کافروں کے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ کیا جائے گا اور انہیں کیا سزا دیجائے گی ان آیات میں اس بات کی وضاحت کی جارہی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کافروں کی حالت دنیا میں ایسی تھی کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جانب بلایا جاتا تو یہ لوگ بیزاری ظاہر کرتے تھے اور اسے اہمیت نہیں دیتے تھے جو کہ اللہ کو سخت ناپسند تھا تو اب جبکہ تمہیں تمہارے کئے کی سزا کی خاطر آگ میں ڈالا جارہا ہے تو تمہیں ناگواری اور بیزاری محسوس ہورہی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی جو بیزاری تھی دنیا میں تمہارے اعمال کو دیکھ کر اور تمہارے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ تھی اس بیزاری کے مقابلہ میں جو تمہیں آج ہورہی ہے، جب تم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا لحاظ نہیں کیا تو آج اللہ تعالیٰ بھی تمہارا لحاظ نہیں کریگا اور تمہاری طرف نظر بھی نہیں فرمائے گا اور دنیا میں کافروں کا یہ حال تھا کہ وہ لوگ موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے مگر جب انہیں عذاب میں ڈالا جائے گا اس وقت یہ لوگ یہ اقرار کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے مان لیا اور اس بات پر ہم یقین لاچکے کہ تو نے ہمیں دو بار زندگی دی اور دو بار موت، ایک موت اس وقت جب کہ ہم اپنی ماؤں کے رحم میں پڑے ہوئے تھے تو نے ہمیں اس دنیا میں لاکر زندگی دی، پھر اس زندگی کے پورا ہونے کے بعد تو نے ہمیں موت دی اور اس موت کے بعد پھر سے دوبارہ حساب و کتاب کے لئے ہمیں اپنی قبروں سے نکال کر زندہ کیا، ہم اس بات پر یقین لاچکے کہ

تو ہی زندگی دینے والا ہے اور تو ہی موت، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا گیا كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتاً فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرسکتے ہو جبکہ تم مردہ تھے تو اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر موت دی اور دوبارہ زندہ کیا۔

وہ لوگ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم اپنے کئے ہوئے گناہوں کا تیرے سامنے اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً ہم نے دنیا میں جو بھی کیا وہ بالکل غلط تھا، تو کیا اب ہمارے اس اقرار کے بعد اس جہنم کے عذاب سے چھٹکارہ پانے کا کوئی راستہ ہے؟ ہم اب آپ کی ہر بات ماننے تیار ہیں بس آپ ہمیں اس عذاب سے بچالیجئے، سورۂ سجدہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً إِنَّا مُوقِنُونَ اگر آپ ان مجرموں کو اس وقت دیکھیں گے جبکہ وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہونگے اور یہ کہہ رہے ہونگے کہ اے ہمارے رب! ہم نے سب کچھ جسکا آپ نے وعدہ کیا تھا دیکھ بھی لیا اور سن بھی لیا بس اب آپ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ اب ہم وہاں جاکر نیک اعمال کریں گے اس لئے کہ اب یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد ہمیں یقین آچکا ہے کہ برے اعمال کرنے کا کیا نتیجہ ہے اور نیک اعمال کرنے کا کیا انجام ہے؟ اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۲۷ میں بھی ارشاد ہے يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اے کاش! کہ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا جاتا تو ہم پھر اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور مکمل طور پر ایمان لانے والے بن جاتے اور سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۱۰۸ میں بھی کہا گیا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس عذاب سے نکال لے اگر ہم پھر سے وہی اعمال کریں تب ہم یقیناً ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چپ چاپ اس جہنم میں پڑے رہو مجھ سے بات تک مت کرو، اس وقت انکے اس طرح کہنے کا کیا فائدہ؟ جب وقت تھا اس وقت تو یہ لوگ بڑے غرور میں تھے، تکبر میں پڑے ہوئے تھے، انہیں طرح طرح سے سمجھایا گیا مگر پھر بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے، لہٰذا اب انکی یہی سزا ہے کہ وہ اسی جہنم میں پڑے رہیں۔

جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کریں گے تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ نہیں! اب دوبارہ تمہیں لوٹایا نہیں جائے گا جو اعمال کا وقت تھا اسی دنیا میں تھا، یہاں جو تمہاری حالت ہے وہ تمہارے اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا ہے کہ جب تمہیں ایک اللہ کی عبادت کے لئے بلایا جاتا تو تم اس ایک اللہ کو معبود ماننے سے انکار کرتے اور جب شرک کی جانب بلایا جاتا اس میں ڈوبتے چلے جاتے، اب آج یہاں فیصلہ اسی اللہ کا ہے جسکی عبادت کرنے سے تم نے انکار کیا، اب تمہیں اس عالی مقام رب سے کوئی بچا نہیں سکتا جو اونچی شان والا، بڑی شان والا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۸﴾ **وہی اللہ ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے** ﴿المؤمن ۱۳۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ○ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ الَّذِیْ وہی ہے جو یُرِیْكُمْ تمہیں دکھاتا ہے اٰیٰتِهٖ اپنی نشانیاں وَ اور یُنَزِّلُ وہ نازل کرتا ہے لَكُمْ تمہارے لئے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے رِزْقًا رزق وَ اور مَا یَتَذَكَّرُ نصیحت نہیں پکڑتا اِلَّا مگر مَنْ جو یُّنِیْبُ رجوع کرتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ لہٰذا تم اللہ کو پکارو مُخْلِصِیْنَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّیْنَ بندگی کو وَ لَوْ اگر چہ كَرِهَ ناپسند سمجھیں الْكٰفِرُوْنَ کافر رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ بہت بلند درجوں والا ہے ذُو الْعَرْشِ عرش کا مالک ہے یُلْقِی وہ ڈالتا ہے الرُّوْحَ روح مِنْ اَمْرِهٖ اپنے حکم سے عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ جس پر وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے لِیُنْذِرَ تا کہ وہ ڈرائے یَوْمَ التَّلَاقِ ملاقات کے دن سے

ترجمہ:۔ وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے اور نصیحت تو وہی مانا کرتا ہے جو (ہدایت کے لئے) دل سے رجوع ہو۔ لہٰذا (اے لوگو!) اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو چاہے کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔ وہ اونچے درجوں والا، عرش کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (یعنی وحی) نازل کر دیتا ہے تا کہ ملاقات کے اس دن سے (لوگوں کو) خبردار کرے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے۔

۲۔ نصیحت تو وہی مانا کرتا ہے جو ہدایت کے لئے دل سے رجوع ہو۔

۳۔ اے لوگو! اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو۔

۴۔ چاہے کافروں کو کتنا برا لگے؟۔ ۵۔ وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے۔

۶۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کر دیتا ہے تا کہ ملاقات کے دن سے لوگوں کو خبردار کر دے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیان فرمار ہے ہیں تا کہ کفار و مشرکین اس پر ایمان لے آئیں، چنانچہ

فرمایا گیا کہ وہ ایسی اونچی شان کا مالک ہے اور ایسی قدرت والا ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے چند نشانیاں تمہیں دکھلائی ہیں تا کہ تم ان نشانیوں کو دیکھ کر ہی سہی اس اللہ پر ایمان لے آؤ، وہ نشانیاں یہ ہیں کہ اس نے آسمان سے پانی نازل کیا اور رزق بھی ،آسمان سے رزق نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نازل کردہ بارش نے مردہ زمین کو زندہ کیا، زمین سے کھیتی اگائی، پھل اور میوے اگائے ،تمام مثالوں کو چھوڑ کر اللہ تعالی نے اسی پانی اور رزق کی مثال اس لئے دی کہ یہ دونوں چیزیں ہی انسان کی بنیادی ضرورت ہیں اس لئے ان دو اہم چیزوں کو اللہ تعالی نے بطور خاص ذکر فرمایا ان بیان کردہ چیزوں میں غور وفکر کرتے ہوئے وہی انسان اس سے سبق حاصل کرتا ہے جو ان باتوں کو سمجھنے والا ہوتا ہے اور اسکی طبیعت میں نصیحت ماننے کا مادہ ہوتا ہے، اس آیت میں ایک حکم اللہ تعالی نے یہ دیا کہ ''مخلصین له الدین'' کہ اپنی عبادتوں میں اخلاص رکھو چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے فوری بعد یہ کلمات کو کہا کرتے تھے لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَلَا نَعۡبُدُ اِلاَّ اِيَّاهُ لَهُ النِّعۡمَةُ وَلَهُ الۡفَضۡلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الۡحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ (مسلم ۵۹۴) اللہ تعالی کی اور صفات بیان کی جارہی ہیں کہ وہ اللہ اونچے درجات والا اور عرش کا مالک ہے، وہ عرش جسکی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں، وہ عرش جہاں سے ساری دنیا کے فیصلے اترتے ہیں، وہ عرش کہ جسے ملائکہ تھامے ہوئے ہیں ، وہ عرش جسکے نیچے اور اردگرد سارے ملائکہ اللہ تعالی کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں، ایسے عرش کا مالک ایک اللہ ہے، یہاں مالک سے مراد یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر چیز پر اسی کی قدرت ہے اور ہر کام اسی کے حکم سے صادر ہوتا ہے اور جو دنیا جہاں کا مالک ہے کیونکہ یہ سارے کام عرش سے صادر ہوتے ہیں اسی لئے اس جانب نسبت کر کے اللہ تعالی کی قدرت کو بتانا مقصود ہے اور وہ جو کرنا چاہے کرتا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی اتارتا ہے تا کہ وہ انسانوں کو اس قیامت کے آنے والے دن سے ڈرائے ، کسی کو یہ بولنے کا اختیار نہیں کہ اللہ نے انہیں کیوں نبی بنایا کسی اور کو نبی کیوں نہیں بنایا؟ اس آیت میں اللہ تعالی نے روح کا لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن کریم ہے جیسا کہ ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت يُلۡقِي الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ اور یہ آیت وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا تلاوت کر کے فرمایا کہ ان آیتوں میں جو روح کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد قرآن ہے، جسے اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ جو کہ روح ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور جبرئیل علیہ السلام کے روح ہونے کی دلیل میں آپ نے یہ آیت يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا تلاوت فرمائی (تفسیر طبری۔ ج ۲۱۔ص، ۳۶۴) بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد نبوت ہے جیسا کہ حضرت سدی علیہ الرحمہ کا قول ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱۔ص، ۳۶۴)

جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے

﴿درس نمبر ۱۸۳۹﴾ ﴿المؤمن ۱۶-تا-۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ O اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ O وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن هُمْ وہ بٰرِزُوْنَ نکلیں گے لَا يَخْفٰى مخفی نہ ہو گی عَلَى اللّٰهِ اللہ پر مِنْهُمْ ان میں سے شَيْءٌ کوئی چیز لِمَنِ کس کے لیے ہے الْمُلْكُ بادشاہی الْيَوْمَ آج کے دن لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے الْوَاحِدِ جو ایک ہے الْقَهَّارِ بڑی طاقتوں والا اَلْيَوْمَ آج تُجْزٰى بدلہ دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو بِمَا اس کے ساتھ جو كَسَبَتْ اس نے کمایا لَا ظُلْمَ نہیں ہوگا کوئی ظلم الْيَوْمَ آج اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ سَرِيْعُ الْحِسَابِ جلد حساب لینے والا وَ اور اَنْذِرْهُمْ آپ ڈرائیں ان کو يَوْمَ الْاٰزِفَةِ قریب آنے والے دن سے اِذِ جب الْقُلُوْبُ دل لَدَى قریب آرہے ہوں گے الْحَنَاجِرِ گلوں کے كٰظِمِيْنَ غم سے بھرے ہوئے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ نہیں ہوگا ظالموں کے لیے مِنْ حَمِيْمٍ کوئی دوست وَّ اور لَا شَفِيْعٍ نہ کوئی سفارشی يُّطَاعُ جس کی بات مانی جائے

ترجمہ:۔ جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے، اللہ سے ان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوگی کس کی بادشاہی ہے آج؟ (جواب ایک ہی ہوگا کہ) صرف اللہ کی جو واحد وقہار ہے۔ آج کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا، یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (اے پیغمبر!) ان لوگوں کو ایک ایسی مصیبت کے دن سے ڈراو جو قریب آنے والی ہے، جب لوگوں کے کلیجے گھٹ گھٹ کر منہ کو آجائیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے۔
۲۔ اللہ تعالی سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوگی۔
۳۔ پوچھا جائے گا کہ کس کی بادشاہی ہے آج؟
۴۔ جواب بس یہی ہوگا کہ صرف ایک واحد وقہار اللہ کی۔
۵۔ آج کے دن ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔
۶۔ کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔
۷۔ یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

۸۔اے پیغمبر! انہیں ایک ایسی مصیبت کے دن سے ڈراو جو قریب آنے والا ہے۔

۹۔جس دن لوگوں کے کلیجے گھٹ گھٹ کر منہ کو آجائیں گے۔

۱۰۔ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی جسکی بات مانی جائے۔

جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ اللہ تبارک وتعالی کے سامنے ایک بڑے میدان میں ٹھہرے ہونگے کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالی سے چھپ نہیں پائے گا، نہ ہی کسی پہاڑ کی آڑ میں اور نہ ہی کسی اور چیز کی آڑ میں، وہاں پر زمین بالکل ایک سیدھ میں ہوگی جہاں پر سب کچھ نظر آئے گا، اور نہ ہی بندوں کے کوئی اعمال اللہ تعالی کے سامنے چھپے ہوئے ہوں گے، پھر جب وہ سارے اللہ کے سامنے کھڑے ہوجائیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاو! آج کس کی بادشاہت ہے اور آج کس کا حکم چلے گا؟ وہ سب کے سب جواب دیں گے کہ وہ ایک اللہ ہے جسکی بادشاہت اور حکم آج کے دن چلے گا اور وہ بڑا قہار ہے، ان میں سے بعض لوگ یعنی کفار ومشرکین تو دنیا میں اللہ تعالی کے ایک ہونے کا اور اسکی بادشاہت کا انکار کرتے تھے مگر آج قیامت کے دن حشر کے میدان میں ان کی بھی زبانوں سے یہی نکلے گا کہ بادشاہت تو صرف اللہ تعالی کی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو چاندی کی طرح ایسی سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جس پر اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بولو! آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو سب مومن وکافر بندے کہیں گے کہ ایک اللہ کی لیکن مومنوں کی زبانوں سے یہ جواب خوشی اور مزے سے نکلے گا مگر وہی کفار کے منہ سے یہ جواب ناپسندیدگی اور شرمندگی کی حالت میں نکلے گا، (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص،۳۰۰) ایسا اس لئے کہ مومنوں کو یہ خوشی ہوگی کہ ہم جس رب کی عبادت کرتے تھے آج اسی کی بادشاہت ہے جو ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے اور کافر لوگ بڑی شرمندگی اور مایوسی سے کہیں گے کہ آج اس ایک اللہ کی بادشاہت ہے جسکا ہم دنیا میں انکار کرتے تھے، اب پتا نہیں ہمارے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے گا؟۔

پھر جب سب لوگ اس میدان میں جمع ہوجائیں گے اور ان سب سے یہ سوال وجواب کیا جائے گا تو اسکے بعد اللہ تعالی فرمائے گا کہ اب تم سب کو اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ جو تم نے اعمال کئے ہوں گے وہی تمہارے حصہ میں آئیں گے، کسی اور کا بوجھ اٹھا کر تم پر لادا نہیں جائے گا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لئے اور تم سب کے لئے حرام کیا ہے لہذا تم لوگ کبھی ظلم نہ کرنا اور اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بندو! میں ہی تمہارے اعمال کو تمہارے سامنے پیش کروں گا اور اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، تو جس کے حصہ میں خیر اور بھلائی آئے گی تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی تعریف بیان کرے اور جسکے حصہ میں اس بھلائی کے علاوہ کوئی اور چیز یعنی عذاب آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ خود اپنے آپ پر ملامت کرے اس لئے کہ یہ اسی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔(مسلم ۲۵۷۷)

لٰہذا تم سب اپنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے تیار ہوجاو بہت جلد تم سب کو اسکے لئے بلایا جائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے، اس میں اور کسی قسم کی تاخیر نہیں کی جائے گی، سورۃ قمر کی آیت نمبر ۵۰ میں ہے وَمَآ اَمۡرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍ بِالۡبَصَرِ ہمارا حکم اور فیصلہ کرنا تو بس اتنی دیر میں ہوجائے گا جتنی دیر میں انسان اپنی پلکیں جھپکتا ہے، قیامت کے دن کی ہولناکی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ اے نبی! آپ ان مشرکین کو جنہوں نے صرف میری عبادت کرنے سے انکار کیا اور میری عبادت میں دوسروں کو شریک کیا اس مصیبت سے ڈرائیں جو قریب آنے والی ہے یعنی قیامت کا دن، اس دن کی ہولناکی کا یہ عالم ہوگا کہ اس دن ڈر کے مارے سب کے کلیجے منہ کو آنے لگیں گے، اس دن جو مومن ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں تو بچالے گا مگر جو کفار و مشرکین ہیں جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کے ذریعہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے انہیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، وہ بت بھی انہیں اس دن سے بچا نہیں سکیں گے جن کے بارے میں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہمیں اس دن عذاب سے بچالیں گے، مگر ایسا نہیں ہوگا وہ سب انکا وہم تھا جو ان کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کافروں کے لئے کوئی ایسا شخص ہوگا جو ان کی سفارش کرسکے، لٰہذا اے کافرو! اگر تم اس دن کی ذلت سے بچنا چاہتے ہو تو ایمان لے آؤ ورنہ اسکے علاوہ اور کوئی راستہ اس سے بچنے کا نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۰﴾ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے ﴿المؤمن ۱۹-۲۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ O وَاللّٰهُ يَقۡضِيۡ بِالۡحَقِّ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَقۡضُوۡنَ بِشَيۡءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَعۡلَمُ وہ جانتا ہے خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ خیانت آنکھوں کی وَ اور مَا جو تُخۡفِي چھپاتے ہیں الصُّدُوۡرُ سینے وَ اور اللّٰهُ اللہ يَقۡضِيۡ فیصلہ کرے گا بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور الَّذِيۡنَ جن کو يَدۡعُوۡنَ وہ پکارتے ہیں مِنۡ دُوۡنِهٖ اس کے سوا لَا يَقۡضُوۡنَ وہ فیصلہ نہیں کرسکتے بِشَيۡءٍ کسی بھی چیز کا اِنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ هُوَ وہی ہے السَّمِيۡعُ خوب سننے والا الۡبَصِيۡرُ خوب دیکھنے والا

ترجمہ:۔ اللہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جن کو سینوں نے چھپا رکھا ہے۔ اور اللہ برحق فیصلے کرتا ہے اور اسے چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کو یہ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرسکتے، یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے۔ ۲۔ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو سینوں نے چھپا رکھا ہے۔
۳۔ اللہ برحق فیصلہ کرتا ہے۔
۴۔ اسے چھوڑ کر جن باطل معبودوں کو یہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔
۵۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی کی صفات اور اس کی قدرت بیان کی جارہی ہے کہ اللہ تعالی انسانوں کی آنکھوں سے جو خیانت ہوتی ہے اسے بھی جانتا ہے اور انسانوں کے دلوں میں جو ارادے ہوتے ہیں اسے بھی جانتا ہے اور اسی کے حساب سے حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے کہ اگر اس خیانت میں وہ خاطی ہے تو اسے اسکی سزا دیجائے گی اور اگر خاطی نہ ہو تو کوئی سزا نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے جو کہیں کسی کے گھر جائے اور وہاں اسے ایک خوبصورت لڑکی نظر آئے، یا پھر یہ کہ کوئی حسین لڑکی اسکے پاس سے گزرے تو اگر اسکے گھر والے اس آدمی کو دیکھیں تو وہ آدمی اپنی آنکھوں کو نیچے کرلے اور اگر نہ دیکھیں تو وہ آدمی اس عورت کو ایسی نظر سے دیکھے کہ اگر اسے موقع مل جائے تو وہ اس کے ساتھ زنا کرلے، (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ ص، ۹۹) اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر غیر ارادی طور پر نگاہ کسی غیر محرم پر پڑ جائے اور فوراً اسے جھکالیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن اگر جان بوجھ کر کسی غیر محرم کو دیکھیں گے تو اس پر مواخذہ کیا جائے گا، اسی کو اللہ تعالی نے فرمایا وَاللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ کہ اللہ تعالی برحق فیصلہ فرمائے گا کہ جس پر آپ کو اختیار نہیں اس کے واقع ہو جانے سے آپ کو سزا نہیں دے گا، سزا صرف اسی پر ہوگی جس پر آپ کو اختیار ہے۔

فرمایا گیا کہ اللہ ہی ہے جو کل قیامت کے دن ہر کسی کا فیصلہ فرمائے گا اسکے علاوہ کوئی بھی فیصلہ کرنے کی طاقت و جرات نہیں رکھتا، یہ بت بھی نہیں جنکی تم اے مشرکو! اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، وہ اللہ تعالی تمہارے درمیان فیصلہ کریگا وہ تمہاری دھڑکنوں کو تک سنتا ہے اور تمہارے دلوں میں جو خیالات آتے ہیں اور جن باتوں کو تم چھپاتے ہو چاہے وہ اچھی ہوں یا بری وہ سب کچھ جانتا ہے، تفسیر قرطبی نے یہ روایت بیان کی کہ جب اہل مکہ مامون ہو گئے اس وقت عبد اللہ بن ابی سرح کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکے لئے امان طلب کی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ نے کہا ٹھیک ہے، جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود صحابہ سے کہا کہ میں اس لئے خاموش تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھے اور اسکی گردن اڑا دے، اتنے میں ایک صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرنے والا بنے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۳۰۳) اس سے یہ بھی ادب معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی محفل میں ہوں تو اشارہ و کنایات کرنے سے گریز

کریں کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہی ہے۔حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے سنا "اللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ" اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے اسلئے کہ تو آنکھوں کی خیانت کرنے والے کو بھی جانتا ہے اور اس چیز کو بھی جو دلوں میں پوشیدہ ہے۔(مشکوٰۃ ۲۵۰۱)

﴿درس نمبر ۱۸۴۱﴾ کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا؟ ﴿المؤمن ۲۱۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا انہوں نے نہیں سیر کی فِي الْاَرْضِ زمین کی فَيَنْظُرُوْا پس وہ دیکھتے كَيْفَ کیسا كَانَ ہوا عَاقِبَةُ انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو كَانُوْا تھے مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے كَانُوْا تھے هُمْ وہ اَشَدَّ زیادہ سخت مِنْهُمْ ان سے قُوَّةً قوت میں وَّ اور اٰثَارًا نشانیوں میں فِي الْاَرْضِ زمین میں فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پھر پکڑ لیا ان کو اللہ نے بِذُنُوْبِهِمْ بسبب ان کے گناہوں کے وَ اور مَا نہ كَانَ تھا لَهُمْ ان کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے مِنْ وَّاقٍ کوئی بچانے والا ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهُمْ اس سبب سے کہ بے شک وہ كَانَتْ تھے تَّاْتِيْهِمْ آتے ان کے پاس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ فَكَفَرُوْا تو انہوں نے انکار کیا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پھر پکڑ لیا ان کو اللہ نے اِنَّهٗ بلاشبہ وہ قَوِيٌّ بڑا قوت والا ہے شَدِيْدُ شدید الْعِقَابِ سزا دینے والا

ترجمہ:۔ اور کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے، ان کا کیسا انجام ہو چکا ہے؟ وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ مضبوط تھے اور زمین میں چھوڑی ہوئی یادگاروں کے اعتبار سے بھی، پھر اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں پکڑ میں لے لیا اور کوئی نہیں تھا جو انہیں اللہ سے بچائے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں لے کر آتے تھے، تو یہ انکار کرتے تھے، اس لئے اللہ نے انہیں پکڑ میں لیا، یقیناً وہ بڑی قوت والا، سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو لوگ تھے انکا کیسا انجام ہو چکا ہے؟

۲۔ وہ طاقت میں ان سے زیادہ مضبوط تھے اور زمین میں باقی آثار کے اعتبار سے بھی۔

۳۔ اللہ نے انکے گناہوں کی وجہ سے انہیں پکڑ میں لے لیا۔

۴۔ کوئی نہیں تھا جو انہیں اللہ سے بچا سکے۔

۵۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انکے پاس انکے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں لیکر آتے تھے تو یہ لوگ اسے جھٹلایا کرتے تھے

۶۔ انہی گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی پکڑ فرمائی۔

۷۔ یقیناوہ بڑی قوت والا اور سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت اور اسکی صفات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں اور کافروں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ کیا ان لوگوں نے اپنے اطراف واکناف کا سفر نہیں کیا؟ کیا ان لوگوں نے ان بستیوں کی ہلاکت کے نشانات نہیں دیکھے جو ان سے پہلے گزرے تھے؟ وہ لوگ بھی انہی کی طرح اپنے انبیاء کو جھٹلاتے تھے، انہیں ستاتے تھے، ان پر اور اللہ پر ایمان نہیں لاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی دنیا میں ایسی سخت سزائیں دیں جن کے نشانات اور آثار آج تک موجود ہیں، تو کیا تم نے ان کے انجام کو نہیں دیکھا؟ اگر دیکھ چکے ہو تو پھر انکی طرح اعمال مت کیا کرو اور انکے راستہ پر مت چلو ورنہ تمہارا بھی حال وہی ہوگا جو انکا ہوا حالانکہ ان سے پہلے جو لوگ تھے وہ لوگ تو ان سے بھی زیادہ طاقتور، بڑے مضبوط جسم والے اور مالدار تھے مگر ان کی یہ طاقت اور مالداری انہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکی تو تمہیں کونسی چیز بچائے گی؟ سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۲۶ میں بھی فرمایا گیا ''وَلَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِيۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِيۡهِ'' کہ اے عرب کے لوگو! ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں کی طاقت دی تھی جو تمہیں نہیں دی، اور سورۂ روم کی آیت نمبر ۹ میں کہا گیا ''كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَعَمَرُوۡهَاۤ اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا'' کہ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ طاقتور تھے، انہوں نے زمین کو بھی جوتا تھا اور جتنا ان لوگوں نے اسے آباد کیا ہے اس سے کہیں زیادہ انہوں نے اسے آباد کیا تھا۔

ان لوگوں کا جو یہ حال ہوا اور انہیں جو سزا دی گئی وہ صرف اسی لئے کہ ان لوگوں کے پاس جب بھی کوئی نبی اللہ کا پیغام لیکر آتا اور ایسی نشانیاں لیکر آتا جن سے اللہ تعالیٰ کے ایک اور معبود ہونے کا ثبوت ہو تب بھی یہ لوگ ان رسولوں اور نبیوں کو جھٹلا دیتے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے بھی انکار کرتے، انکی انہی حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی پکڑ کی اور ان پر عذاب مسلط کیا اور جو عذاب انہیں دیا گیا وہ بہت ہی سخت تھا جسکا اندازہ انکے باقیات سے کیا جا سکتا ہے، لہٰذا اے مشرکو! تمہارے لئے ابھی بھی موقع ہے کہ سنبھل جاو ورنہ اس عذاب کی لپیٹ میں تم لوگ بھی آ جاو گے کیونکہ انکے جو اعمال تھے وہی تمہارے بھی اعمال ہیں تم بھی اپنے نبی کو جھٹلاتے ہو اور اللہ کا کہا ماننے سے انکار کرتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۲﴾ کافروں کی چالیں مقصد تک نہیں پہنچ سکتیں ﴿المؤمن ۲۳۔تا۔۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍO اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌO فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مُوْسٰى موسیٰ کو بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف وَ اور هَامٰنَ ہامان وَ اور قَارُوْنَ قارون فَقَالُوْا تو انہوں نے کہا سٰحِرٌ جادوگر ہے كَذَّابٌ بڑا جھوٹا فَلَمَّا چنانچہ جب جَآءَهُمْ وہ آیا ان کے پاس بِالْحَقِّ حق لے کر مِنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے قَالُوا انہوں نے کہا اقْتُلُوْٓا تم قتل کرو اَبْنَآءَ بیٹوں کو الَّذِيْنَ ان لوگوں کے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مَعَهٗ اس کے ساتھ وَ اور اسْتَحْيُوْا زندہ رکھو نِسَآءَهُمْ ان کی عورتوں کو وَ اور مَا نہیں تھی كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ چال کافروں کی اِلَّا مگر فِيْ ضَلٰلٍ ناکام ہی

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے۔ پھر جب وہ لوگوں کے پاس وہ حق بات لے کر گئے جو ہماری طرف سے آئی تھی تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو، حالانکہ کافروں کی چال کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مقصد تک نہ پہنچ سکیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیلیں دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا۔

۲۔ تب ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے۔

۳۔ پھر جب لوگوں کے پاس وہ حق بات لیکر گئے جو ہم نے انکے پاس بھیجی تھی۔

۴۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ انکے ساتھ ایمان لے آئے ہیں انکے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور انکی عورتوں کو زندہ رکھو۔

۵۔ کافروں کی چالوں کا نتیجہ بس یہی ہے کہ وہ مقصد تک نہیں پہنچ سکیں۔

اللہ تعالیٰ رسول رحمت ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! ہم بے شک ان مشرکین کو سزائیں دیں گے، مگر آپ یہ بھی یاد رکھئے کہ جس طرح یہ مشرکین آپ کو تکلیفیں دے رہے ہیں، آپ کا کہنا نہیں مان رہے ہیں اور

آپ کو جھٹلا رہے ہیں ٹھیک اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی ان کے ساتھ کیا تھا جب آپ ﷺ ان کے پاس اللہ تعالی کا پیغام لیکر آئے تھے اور اس قوم کے بڑے بڑے سردار جیسے ہامان، فرعون اور قارون نے بھی انانیت کی وجہ سے آپ کو نبی ماننے سے انکار کیا حتی کہ جب آپ نے ان کے سامنے اللہ کے عطا کردہ معجزے دکھلائے تو ان لوگوں نے آپ کو جادوگر کہہ دیا کہ یہ کوئی معجزہ نہیں جو آپ ہمیں دکھا رہے ہیں بلکہ ایک کھلا ہوا جادو ہے اور آپ خواہ مخواہ اللہ کے ذمہ تہمت لگا رہے ہیں کہ اس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے آپ اس سلسلہ میں جھوٹ بول رہے ہیں، آخر کار جب ان سرداروں اور فرعونیوں کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے جس سے یہ بات واضح ہوگئی تو ان کافروں نے یہ سونچا کہ اگر اسی طرح لوگ حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لاتے رہیں گے تو ایک دن ایسا آئے گا کہ انکا لشکر بہت بڑا ہوجائے گا اور ہمیں یہ لوگ اپنے وطن سے ہی نکال پھینکیں گے، لہٰذا ان کی تعداد کو بڑھنے نہ دو اور انکے جو مرد حضرات ہیں انہیں قتل کردو اور انکی عورتوں کو چھوڑ دو تا کہ وہ ہمارے رحم وکرم پر پل کر ہماری خدمت کریں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرعون نے اس طرح کا حکم دوبار دیا تھا کہ ان کے مردوں کو قتل کردو اور عورتوں کو چھوڑ دو، پہلی بار اس وقت جب کسی نجومی نے فرعون کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہت کو ختم کردیگا اور تم پر غالب آجائے گا اور دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ حضرت موسی علیہ السلام نبی بن کر آئے تھے (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۵۔ص،۳۰۵) لیکن اللہ تعالی نے دونوں مرتبہ ان کفار کی تدبیر اور کوشش کو ناکام بنادیا، پہلی بار انکی یہ کوشش تھی کہ جس بچے یعنی موسی علیہ السلام کی پیدائش کی خبر نجومی نے دی تو ان لوگوں نے چاہا کہ اس بچہ کو پیدا ہوتے ہی قتل کردیا جائے مگر اللہ تعالی نے انکی اس تدبیر کو ایسے ناکام بنایا کہ اس بچہ کی پرورش خود اس فرعون کے گھر میں ہوئی اور اب جبکہ انکی یہ کوشش تھی کہ بنی اسرائیل کے آدمیوں کو قتل کردیا جائے مگر یہاں بھی اللہ تعالی نے انکی اس کوشش کو ناکام کردیا، ہوا یہ کہ اللہ تعالی نے خود انہیں غرق کردیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ کہ کافروں کی چالوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے مقصد کو ہی نہیں پہنچ سکے۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۳﴾ لاو! میں موسیٰ کو قتل کرڈالوں ﴿المؤمن ۲۶۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰىٓ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا فِرْعَوْنُ فرعون نے ذَرُوْنِیْٓ مجھے چھوڑ و اَقْتُلْ میں قتل کر دوں مُوْسٰی موسی کو وَ اور لْیَدْعُ چاہیے کہ وہ پکارے رَبَّہٗ اپنے رب کو اِنِّیْٓ بلاشبہ میں اَخَافُ ڈرتا ہوں اَنْ یُّبَدِّلَ کہ وہ بدل دے گا دِیْنَکُمْ تمہارے دین کو اَوْ یا اَنْ یُّظْهِرَ کہ وہ پھیلائے گا فِی الْاَرْضِ زمین میں الْفَسَادَ فساد وَ اور قَالَ مُوْسٰی موسی نے اِنِّیْ بے شک میں عُذْتُ پناہ میں آتا ہوں بِرَبِّیْ اپنے رب کی وَ اور رَبِّکُمْ تمہارے رب کی مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ ہر اس متکبر سے لَّا یُؤْمِنُ جو نہیں ایمان رکھتا بِیَوْمِ الْحِسَابِ یوم حساب پر

ترجمہ:۔ اور فرعون نے کہا: لاؤ، میں موسی کو قتل ہی کرڈالوں اور اسے چاہئے کہ اپنے رب کو پکار لے، مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارا دین بدل نہ ڈالے، یا زمین میں فساد برپا نہ کردے گا۔ اور موسیٰ نے کہا میں نے تو ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی پناہ لے لی ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرعون نے کہا لاؤ میں موسی کو قتل ہی کرڈالوں۔

۲۔ اسے چاہئے کہ وہ اس قتل سے بچنے کے لئے اپنے رب کو پکار لے۔

۳۔ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا۔

۴۔ یا پھر زمین میں فساد برپا کرڈالے گا۔

۵۔ موسی علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تو ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا اس کی پناہ لے لی ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔

جب فرعون نے یہ حال دیکھا کہ لوگ مسلسل حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لانے لگے ہیں تو اس نے غصہ کی حالت میں اپنے درباریوں سے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دو میں ہی خود اس موسی کو قتل کردونگا اور وہ قتل سے بچنے کے لئے اگر اپنے رب کو پکارنا چاہے تو پکار لے، کوئی مدد لینا چاہے تو مدد لے لے مگر میں اسے ہر حال میں قتل کر کے رہوں گا، اسلئے کہ اگر میں نے اسے آج قتل نہیں کیا تو وہ تمہارے دین کو بدل دے گا اور تمہیں مسلمان بنا کر چھوڑ یگا اگر یہ نہ ہوسکے کہ تم اس موسی پر ایمان لے آؤ اور مسلمان بن جاو تو پھر وہ تمہاری اس دنیا کو برباد کردیگا اور تم آج جس شان وشوکت کے ساتھ ہو اس شان وشوکت کو مٹا دیگا اور تمہیں ذلیل کر کے رکھ دیگا، حضرت جریج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر موسی اور انکی قوم غالب آجائیں تو وہ بھی تمہارے بیٹوں کو قتل کر کے تمہاری عورتوں کو چھوڑ دیں گے تاکہ وہ تم سے اسکا بدلہ لے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۲۸۴) جب حضرت موسی علیہ السلام نے اس فرعون کی باتوں کو سنا تو فرمایا کہ تو جتنے چاہے ارادے کرلے، جتنی چاہے کوششیں کرلے تو میرا کچھ بگاڑ نہ سکے گا اس لئے کہ میں نے اپنے پروردگار کی پناہ لے لی ہے تجھ جیسے ہر تکبر کرنے والے اور بے ایمانوں سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا، وہ تیرا بھی پروردگار ہے مگر تجھے اس پر یقین نہیں خیر مجھے تجھ سے کسی قسم کا ڈر نہیں

تو جتنی کوشش کرنا چاہتا ہے کر لے پھر بھی تجھے تیرے مقصد میں کامیابی نہیں ملے گی۔ علماء تفسیر نے کہا کہ فرعون کو موسی علیہ السلام کے رب یعنی اللہ پر ایمان تھا وہ جانتا تھا کہ موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے نبی بنا کر بھیجا ہے جسکا ثبوت اس آیت میں ہے "وَلْیَدْعُ رَبَّه" وہ اپنے رب کو پکارلے، مگر اس نے محض اپنی انا اور تکبر کی وجہ سے اسکا انکار کیا۔ ان آیتوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہمیں اپنے کسی دشمن کا خوف لاحق ہو یا کوئی دشمن ہماری جان کے پیچھے پڑا ہوا ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کی جانب رجوع کریں اور اللہ تعالی کی اس دشمن سے پناہ حاصل کریں پھر دیکھیں کہ جس طرح اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی مدد کی تھی اسی طرح وہ ہماری بھی مدد کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۴﴾ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا ﴿المؤمن ۲۸۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○ یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَ مَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ایک مومن مرد نے مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ آلِ فرعون میں سے یَكْتُمُ جو چھپاتا تھا اِیْمَانَهٗۤ اپنا ایمان اَتَقْتُلُوْنَ کیا تم قتل کرتے ہو رَجُلًا ایک آدمی کو اَنْ اس بات پر کہ یَّقُوْلَ وہ کہتا ہے رَبِّیَ اللّٰهُ میرا رب اللہ ہے وَ اور قَدْ تحقیق جَآءَكُمْ وہ آیا ہے تمہارے پاس بِالْبَیِّنٰتِ روشن دلائل کے ساتھ مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے وَ اور اِنْ اگر یَّكُ ہے وہ كَاذِبًا جھوٹا فَعَلَیْهِ تو اسی پر ہے كَذِبُهٗ اس کا جھوٹ وَ اور اِنْ اگر یَّكُ ہے وہ صَادِقًا سچا یُّصِبْكُمْ تو تم کو پہنچے گا بَعْضُ کچھ حصہ الَّذِیْ اس کا جس کا یَعِدُكُمْ وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اِنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ لَا یَهْدِیْ ہدایت نہیں دیتا مَنْ هُوَ اس شخص کو جو ہو مُسْرِفٌ حد سے بڑھنے والا كَذَّابٌ بہت جھوٹا یٰقَوْمِ اے میری قوم لَكُمُ تمہارے لیے ہی الْمُلْكُ بادشاہی الْیَوْمَ آج ظٰهِرِیْنَ جب کہ تم ہی غالب ہو فِی الْاَرْضِ زمین میں فَمَنْ پھر کون یَّنْصُرُنَا ہماری مدد کرے گا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اللہ کے عذاب سے اِنْ اگر جَآءَنَا وہ آ گیا ہمارے پاس قَالَ کہا فِرْعَوْنُ فرعون نے مَاۤ اُرِیْكُمْ میں نہیں دکھاتا تمہیں اِلَّا مگر مَا وہی جو اَرٰى میں دیکھتا ہوں وَ اور مَاۤ اَهْدِیْكُمْ میں تمہاری رہنمائی نہیں کرتا اِلَّا مگر سَبِیْلَ الرَّشَادِ بھلائی ہی کے راستے کی

ترجمہ: ۔اور فرعون کے خاندان میں سے ایک مومن شخص جو ابھی تک اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کرر ہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہی ہوتو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر سچا ہوتو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرارہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر آ ہی پڑے گی، اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذر جانے والا (اور) جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔اے میری قوم! آج تو تمہیں ایسی سلطنت حاصل ہے کہ زمین میں تمہارا راج ہے،لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہے جو اس کے مقابلے میں ہماری مدد کرے؟ فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دوں گا جسے میں درست سمجھتا ہوں اور میں تمہاری جو رہنمائی کرر ہا ہوں وہ بالکل ٹھیک راستے کی طرف کرر ہا ہوں۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔فرعون کے خاندان میں سے ایک شخص نے جو ابھی تک ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا۔

۲۔کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرر ہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے؟۔

۳۔حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لیکر آیا ہے۔

۴۔اگر وہ جھوٹا ہوتو اسکا جھوٹ اسی پر پڑے گا۔

۵۔اگر سچا ہوتو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرارہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر آپڑے گی۔

۶۔اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذرنے والا اور جھوٹ کا عادی ہو۔

۷۔اے میری قوم! آج تو تمہیں ایسی سلطنت حاصل ہے کہ زمین میں تمہارا راج ہے۔

۸۔لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہے جو اسکے مقابلہ میں ہماری مدد کرے؟۔

۹۔فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دونگا جسے میں درست سمجھتا ہوں۔

۱۰۔میں تمہاری جو رہنمائی کرر ہا ہوں وہ بالکل ٹھیک راستے کی طرف کرر ہا ہوں۔

جب فرعون نے اپنی محفل میں یہ کہا تھا کہ میں خود اس موسی کو قتل کردونگا تو اسکی محفل میں بیٹھے ہوئے اسی کے خاندان میں سے ایک شخص نے کہا جو موسی علیہ السلام پر ایمان تو رکھتا تھا مگر اس ڈر سے اسے چھپائے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ظاہر کردے تو یہ لوگ اسکی جان لے لیں گے لیکن جب اس نے یہ سنا کہ فرعون اس نبی کے قتل کی سازش کررہا ہے تو اس سے رہا نہیں گیا اور بھری محفل میں ہی بول اٹھا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کی سوچ رہے ہو جسکا کوئی جرم نہیں ہے سوائے اسکے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے؟ اور اسکا یہ کہنا بھی کوئی جرم نہیں ہے، کیونکہ یقیناً اللہ ایک ہی ہے جس پر اس نے تمہارے سامنے دلیلیں اور معجزات بھی پیش کئے ہیں تو پھر ایک ایسے سچے آدمی کو قتل کرنا

کوئی درست بات نہیں ہے، ہاں! اگر بالفرض وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو اس میں انکا ہی نقصان ہے انہیں اس جھوٹ کی سزا اوپر والا ضرور دے گا لیکن اگر وہ یقینا اپنی بات میں سچے ہوں اور اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہوں تو اگر ہم اس نبی کو قتل کریں گے تو کیا اوپر والا پروردگار ہمیں یونہی چھوڑ دیگا؟ نہیں! بلکہ اسکا سخت سے سخت انتقام ہم سے لے گا جس انتقام کی ہم میں طاقت نہیں اور جس عذاب سے وہ ہمیں ڈراتے ہیں وہ یقینا ہم پر آ کر رہے گا تو بھلائی ہماری اسی میں ہے کہ ہم اس خیال کو اپنے ذہنوں سے نکال دیں اور ہاں! اگر کوئی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹ اور ظلم جیسی عادتوں سے پاک کرلے اس لئے کہ اللہ تعالی جھوٹے اور حد سے گذرنے والوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا، اس آیت میں جس مومن بندے کا ذکر کیا گیا ہے اسکے بارے میں علماء تفسیر کے مختلف اقوال ہیں کہ وہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ شخص فرعون کی قوم کا ہی ایک فرد تھا اس لئے کہ بنو اسرائیل کی پہنچ فرعون کے دربار تک نہیں تھی بلکہ یہ لوگ تو غلاموں کے قبیل سے تھے اور بعض نے کہا کہ وہ فرعون کے چچا کا بیٹا تھا، بعض نے اس مومن بندے کا نام جبریل لکھا ہے (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۳۷۶) بعض نے کہا کہ اسکا نام حزقیل تھا اور بعض نے کہا کہ اسکا نام حبیب تھا (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۲۸۵) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے سب سے سخت چیز بتاؤ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکوں نے کی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپکے پاس عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ کے مونڈھے پکڑ کر اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کے گلے کو بہت زور سے گھونٹنے لگا، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اسکے کاندھے پکڑ کر اسے دور ہٹا دیا پھر یہی آیت پڑھی أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو بس یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حالانکہ وہ اس پر تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں بھی لیکر آیا ہے؟۔(بخاری ۴۸۱۵)

اس مومن بندے نے فرعون اور اسکی قوم کو ڈرایا کہ دیکھو! آج تو تمہیں دولت اور بادشاہت ملی ہوئی ہے مگر سونچو کہ اگر تم نے اس سچے نبی کے ساتھ کچھ غلط کیا تو پھر اللہ اسکا بدلہ ہم سے لے گا اور اپنا عذاب ہم پر بھیج دے گا اور جب اسکا عذاب آجائے گا تو کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ہمیں اس عذاب سے بچا سکے تو اس وقت ہمارا ہلاک ہونا طے شدہ ہے، اگر تم اپنی بادشاہت کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس نبی کے ساتھ کسی قسم کی برائی کا خیال اپنے دل و دماغ سے نکالدو، اس مومن بندے کی ساری باتیں سن کر فرعون نے کہا کہ دیکھو! میں جو تم سے کہہ رہا ہوں وہی درست ہے کہ اس موسی کو قتل کردو اس لئے کہ اگر اس موسی کو قتل نہ کیا گیا تو وہ ایک دن ہم پر غالب آجائے گا اور ہماری سلطنت تو چلی جائے گی، اسکے ساتھ ساتھ وہ ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو ہم اس کی قوم کے ساتھ کرتے تھے یعنی وہ ہمارے مردوں کو ماردیگا اور عورتوں کو چھوڑ دیگا، میں تمہیں جو صلاح دے رہا ہوں وہ بالکل درست اور ٹھیک ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۵﴾ مجھے تم پر اسی دن کا خوف ہے جس دن چیخ وپکار مچے گی ﴿المؤمن ۳۰۔تا۔۳۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ قَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ O مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ O وَ يٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ O يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا الَّذِيْ اس شخص نے جو اٰمَنَ ایمان لایا تھا يٰقَوْمِ اے میری قوم! اِنِّيْ بلاشبہ میں اَخَافُ ڈرتا ہوں عَلَيْكُمْ تم پر مِّثْلَ مانند يَوْمِ الْاَحْزَابِ گروہوں کے دن کے مِثْلَ مانند دَاْبِ حال قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح وَّ اور عَادٍ عاد وَّ اور ثَمُوْدَ ثمود کے وَ اور الَّذِيْنَ ان لوگوں کے جو مِنْۢ بَعْدِهِمْ ان کے بعد ہوئے وَ اور مَا نہیں اللّٰهُ اللہ يُرِيْدُ چاہتا ظُلْمًا ظلم کرنا لِّلْعِبَادِ بندوں پر وَ اور يٰقَوْمِ اے میری قوم! اِنِّيْ بلاشبہ میں اَخَافُ ڈرتا ہوں عَلَيْكُمْ تم پر يَوْمَ التَّنَادِ ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے يَوْمَ جس دن تُوَلُّوْنَ تم پھرو گے مُدْبِرِيْنَ پیٹھ پھیرتے ہوئے مَا نہیں لَكُمْ تمہارے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے مِنْ عَاصِمٍ کوئی بچانے والا وَ اور مَنْ جس کو يُّضْلِلِ گمراہ کردے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں ہے لَهٗ اس کو مِنْ هَادٍ کوئی ہدایت دینے والا

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لے آیا تھا اس نے کہا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ تم پر ویسا ہی دن نہ آجائے جیسا بہت سے گروہوں پر آچکا ہے۔(اور تمہارا حال بھی ویسا نہ ہو) جیسا حال نوح (علیہ السلام) کی قوم کا اور عاد و ثمود کا اور ان کے بعد کے لوگوں کا ہوا تھا اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور اے میری قوم! مجھے تم پر اس دن کا خوف ہے جس میں چیخ پکار مچی ہوگی۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگو گے کہ کوئی بھی تمہیں اللہ سے بچانے والا نہیں ہوگا اور جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا میسر نہیں آتا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس ایمان والے شخص نے کہا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر بھی وہ دن نہ آجائے جو تم سے پہلے بہت سے لوگوں پر آیا تھا۔

۲۔ تمہارا حال بھی کہیں ایسا نہ ہو جیسا کہ نوح علیہ السلام اور عاد علیہ السلام کی قوم کا اور انکے بعد والے لوگوں کا ہوا تھا

۳۔ اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

۴۔ اے میری قوم! مجھے تم پر اس دن کا خوف ہے جس دن چیخ و پکار مچے گی۔

۵۔جس دن تم پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگو گے کہ کوئی بھی تمہیں اللہ سے بچانے والا نہیں ہوگا۔

۶۔جسے اللہ بھٹکادے اسے کوئی راہ بتانے والا میسر نہیں آتا۔

جب فرعون اسی بات پر اڑا رہا کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کو قتل کردے گا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ قتل کرنے ہی میں ساری قوم کی بھلائی ہےتو پھر اسکی بات کو سن کر اس مومن بندے نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم لوگ اس فرعون کی باتوں میں آکر وہ کام کرو گے جسکا تم نے ارادہ کیا ہےتو پھر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جس وقت تم پر ایسا سخت عذاب آئیگا جیسا کہ تم سے پہلےلوگوں پر آیا تھا، ان لوگوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور انہیں ایذائیں اور تکلیفیں دیں، جس طرح انہیں ہلاک کیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کیا جائے گا وجہ دونوں کی ایک ہی ہوگی کہ ان لوگوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور تم بھی کررہے ہو، اگر تم اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے ارادوں کو ترک کردو ورنہ پھر جب اس رب کا عذاب آجائے گا تو تمہیں اور ہمیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، اللہ اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتا جب تک کہ کوئی قوم گناہ والے کام نہ کرنے لگ جائے اسلئے کہ اللہ تعالی بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ توانہی اعمال کی سزا دیتا ہے جو بندے کرتے ہیں اسکے علاوہ کسی اور کی سزا انہیں نہیں دیتا، یہ تو اس دنیا میں ہونے والی سزا ہے جسکا مجھے ڈر ہے اسکے علاوہ بھی قیامت کے دن کا عذاب ہے جو تمہیں جھیلنا ہوگا اور قیامت کا دن ایسا ہولناک دن ہوگا کہ ہر طرف سے وہاں چیخ و پکار کی آوازیں آتی ہوں گی کہ جن آوازوں کو سن کر انسان کا دل دہل جائے گا، اتنی خوفناک آوازئیں اس دن آئیں گی کہ یہ آوازیں وہ ہوں گی جو جہنمیوں کو سزائیں دیتے وقت انکی زبانوں سے نکلیں گی جسے سنکر ہی انسان خوف کے مارے بے حال ہوجائے گا، جیسا کہ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۰ میں ہے "وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ" کہ جس دن جہنمی لوگ اس آگ کی تاب نہ لاکر جنتیوں کو پکارتے ہوئے کہیں گے کہ ذرا ہماری اس آگ پر پانی ڈال کر اسے بجھاؤ تو سہی ہمیں اس آگ نے تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ایسی ہی درد بھری آوازیں اس دن آنے لگیں گی اور ہر جگہ افراتفری کا ماحول ہوگا کہ ہر کوئی اس عذاب سے بچنا چاہے گا، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی آسمان دنیا کو حکم دیں گے تو وہ اللہ کے حکم سے پھٹ جائے گا اور ملائکہ زمین پر اترنے لگیں گے اسی طرح ساتوں آسمان ایک ایک کرکے پھٹنے لگیں گے اور ہر آسمان سے فرشتے نیچے اترنے لگیں گے اور ایک کے پیچھے ایک صف بنا کر کھڑے ہونگے اسکے بعد پھر سب سے بڑا فرشتہ آئیگا اور جہنم کو کھینچ کر لائے گا جب زمین والے اس فرشتے کو دیکھیں گے تو مارے ہیبت کے ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے لیکن زمین کے کسی بھی کنارہ پر چلے جائیں انہیں فرشتے پکڑ کر لائیں گے اور انکی جو جگہ متعین ہے اس میں انہیں ڈال دیں گے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۲۸۶) اسی دن کے بارے میں کہا گیا کہ جس دن تم لوگ پیٹھ پھیر کر اس عذاب سے بچنے کے لئے بھاگو گے مگر پھر بھی بچ نہ سکو گے، تم جہاں کہیں بھی چلے جاو فرشتے تمہیں پکڑ کر لائیں گے اور تمہارے ٹھکانہ میں تمہیں

چھوڑ دیں گے اور تمہیں اس سے بچانے والا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہوگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ جہنم کو دیکھیں گے تو اس دن وہ اللہ کے عذاب اور اسکی سزا سے بچنے کیلئے بھاگیں گے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۳۸۲) آخر میں یہ کہا گیا کہ جس کے مقدر میں اللہ تعالی نے گمراہی لکھ دی ہوا سے کوئی ہدایت پر لا نہیں سکتا چاہے اسکے سامنے کتنی ہی دلیلیں پیش کی جائیں اور کتنا ہی اسے سمجھایا جائے وہ نہیں مانے گا؟۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۶﴾ یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہے ﴿المؤمن ۳۴۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ اۨلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق جَآءَكُمْ آیا تمہارے پاس يُوْسُفُ یوسف مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ فَمَا زِلْتُمْ پھر تم ہمیشہ رہے فِيْ شَكٍّ شک میں مِّمَّا اس سے جو جَآءَكُمْ بِهٖ وہ تمہارے پاس لایا حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جب هَلَكَ وہ فوت ہو گیا قُلْتُمْ تو تم نے کہا لَنْ يَّبْعَثَ ہرگز نہیں بھیجے گا اللّٰهُ اللہ مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد رَسُوْلًا کوئی رسول كَذٰلِكَ اسی طرح يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے اللّٰهُ اللہ مَنْ هُوَ اس شخص کو کہ وہ ہو مُسْرِفٌ حد سے بڑھنے والا مُّرْتَابٌ شک کرنے والا اۨلَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُجَادِلُوْنَ جھگڑتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی ایسی دلیل کے اَتٰىهُمْ جو آئی ہو ان کے پاس كَبُرَ مَقْتًا بڑی ناراضی کا باعث ہے عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک وَ اور عِنْدَ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے نزدیک جو اٰمَنُوْا ایمان لائے كَذٰلِكَ اسی طرح يَطْبَعُ مہر لگا دیتا ہے اللّٰهُ اور عَلٰى كُلِّ قَلْبِ ہر دل پر مُتَكَبِّرٍ متکبر جَبَّارٍ سرکش کے

ترجمہ:۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے، تب بھی تم ان کی لائی ہوئی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے، پھر جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ اب کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا، اسی طرح اللہ ان تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گذرے ہوئے، شکی ہوتے ہیں۔ جو اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں، یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہے اور ان لوگوں کے نزدیک بھی جو ایمان لے آئے ہیں، اسی طرح اللہ ہر متکبر جابر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام تمہارے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے تھے۔

۲۔ تب بھی تم انکی لائی ہوئی باتوں سے متعلق شک میں پڑے رہے۔

۳۔ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔

۴۔ اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گزرے ہوئے اور شکی مزاج ہوتے ہیں۔

۵۔ جو اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔

۶۔ یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے اور ان لوگوں کے پاس بھی جو ایمان لے آئے ہیں۔

۷۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر، جابر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اے میری قوم! تم سے پہلے تمہارے باپ دادا کے پاس بھی انبیاء آئے تھے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کہ جب اللہ تعالی نے انہیں نبی بنا کر بھیجا اور وہ اللہ تعالی کے پاس سے واضح دلائل بھی لیکر آئے تو اس قوم کے لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کیا اور انکی نبوت کے سلسلہ میں شک میں پڑے رہے جیسا کہ آج تم لوگ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ کر رہے ہو، حضرت موسی علیہ السلام کو بھی اللہ تعالی نے دلائل اور معجزات دیکر بھیجا ہے جن کا تم نے مشاہدہ بھی کیا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہوگئی تب تمہارے آباء واجداد نے انہیں نبی تسلیم کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ اللہ کے نبی تھے اور اب انکے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا، ٹھیک ایسا ہی حال تمہارا ہے کہ تمہارے درمیان اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام موجود ہیں مگر تم انہیں نبی ہی نہیں مانتے، اس لئے ان گذرے ہوئے لوگوں کے واقعات سے سبق حاصل کرو اور جو غلطی ان لوگوں نے کی تھی وہ غلطی تم لوگ مت کرو اسلئے کہ جو بھی اللہ کی باتوں میں شک کرتا ہے اور اسکے احکامات کو نہ مان کر حد سے تجاوز کرتا ہے تو اللہ تعالی ایسے شخص کو ہدایت سے دور کر دیتے ہیں کہ ہدایت ایک عمدہ اور پاکیزہ دولت ہے وہ شک اور حد سے تجاوز کرنے والی ناپاک چیزوں کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی اگر تم ہدایت پانا چاہتے ہو تو پہلے ان دو چیزوں کو اپنے سے دور کرو اور پھر اللہ کی آیتوں میں غور کرو یقینا تم راہ پا جاوگے، ان انبیاء کو جھٹلانے والوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ بغیر کسی دلیل کے اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ نعوذ باللہ درست نہیں ہیں، حالانکہ کسی بھی بات کا انکار کرنے کے لئے اس کے انکار پر اپنے پاس کوئی دلیل ہونا چاہئے جس سے یہ بات مانی جاسکے کہ وہ غلط ہے ورنہ اس بتائی ہوئی بات کو تسلیم کر لینا چاہئے مگر ان کافروں کا حال ہی الٹا ہے یہ اللہ کی بیان کردہ باتوں کو جھٹلاتے ہیں مگر اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے، یہ کافر اسلئے ایمان قبول نہیں کرتے کہ اللہ تعالی نے انکے دلوں پر حق بات کو قبول کرنے سے مہر لگا دی کہ اب کوئی حق بات انکے دل میں جا

نہیں سکے گی اور وہ اسی طرح ساری عمر گمراہی میں رہیں گے، اللہ نے انکے دل پر جو مہر لگائی ہے وہ بے وجہ نہیں لگائی بلکہ یہ لوگ جو تکبر کر رہے ہیں یہ اسکا نتیجہ ہے کہ انکے دلوں پر مہر لگ گئی ہے ورنہ اللہ تعالی بلاوجہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کرتا۔ ان آیتوں میں چار ایسی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ اور ایمان ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے یعنی ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان عادتوں اور خصلتوں کو اپنے اندر جگہ دے ان میں سے سب سے پہلی چیز حد سے بڑھ جانا یعنی جس چیز کا انسان کو حکم دیا گیا ہے اسے نہ کرنا اور وہ کام کرنا جس سے اسے روکا گیا ہے، دوسری صفت شک کرنا یعنی اللہ تعالی نے یہ حکم ہمیں دیا ہے یا نہیں؟ اور جو حکم دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ کیا واقعی اللہ تعالی نے نبی بھیجا ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ، تیسری صفت تکبر کرنا، تکبر کرنے سے ایک خاص خصلت انسان کے اندر یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ سامنے والے کی باتوں کو اس لئے نہیں مانتا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چوتھی خصلت سرکشی کرنا، اللہ کے احکامات کو نہ ماننا، اسے نظر انداز کرنا وغیرہ۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۷﴾ اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بناو ﴿المؤمن ۳۶۔تا۔۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ O اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ O وَ قَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا فِرْعَوْنُ فرعون نے يٰهَامٰنُ اے ہامان! ابْنِ تو بنا لِيْ میرے لیے صَرْحًا ایک بلند عمارت لَّعَلِّيْٓ تاکہ میں اَبْلُغُ پہنچوں الْاَسْبَابَ راستوں پر اَسْبَابَ راستوں پر السَّمٰوٰتِ آسمانوں کے فَاَطَّلِعَ پھر میں جھانک کر دیکھوں اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى موسی کے الہ کی طرف وَ اور اِنِّيْ بے شک میں لَاَظُنُّهٗ یقیناً اسے گمان کرتا ہوں كَاذِبًا جھوٹا وَ اور كَذٰلِكَ اسی طرح زُيِّنَ مزین کر دیا گیا لِفِرْعَوْنَ فرعون کے لیے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کا برا عمل وَ اور صُدَّ وہ روکا گیا عَنِ السَّبِيْلِ راستے سے وَ اور مَا نہیں كَيْدُ چال فِرْعَوْنَ فرعون کی اِلَّا مگر فِيْ تَبَابٍ تباہی ہی میں وَ اور قَالَ کہا الَّذِيْٓ اس شخص نے جو اٰمَنَ ایمان لایا تھا يٰقَوْمِ اے میری قوم! اتَّبِعُوْنِ تم میری پیروی کرو اَهْدِكُمْ میں تمہیں بتلاؤں گا سَبِيْلَ راستہ الرَّشَادِ بھلائی کا

ترجمہ:۔ اور فرعون نے (اپنے وزیر سے) کہا کہ اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بنا دو تا کہ میں ان راستوں تک پہنچوں جو آسمانوں کے راستے ہیں پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور یقین رکھو کہ میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اسی طرح فرعون کی بد کرداری اس کی نظر میں خوشنما بنا دی گئی تھی اور اسے راستے سے روک

دیا گیا تھا اور فرعون کی کوئی چال ایسی نہیں تھی جو بربادی میں نہ گئی ہو۔ اور جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا، اے میری قوم! میری بات مانو میں تمہیں ہدایت کے راستے پر لے جاؤں گا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرعون نے اپنے وزیر سے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بناو۔

۲۔ تا کہ میں ان راستوں تک پہنچوں جو آسمان کے راستے ہیں۔

۳۔ پھر میں موسی کے رب کو جھانک کر دیکھوں۔ ۴۔ یقین رکھو کہ میں اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

۵۔ اس طرح فرعون کی بدکرداری اسکی نظر میں خوش نما بنا دی گئی تھی۔

۶۔ اسے راستے سے روک دیا گیا تھا۔ ۷۔ فرعون کی کوئی چال ایسی نہیں تھی جو بربادی میں نہ گئی ہو۔

۸۔ جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا کہ اے میری قوم! میری بات مانو میں تمہیں ہدایت کے راستے پر لے جاؤں گا۔

جب اس ایمان والے نے حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم کے واقعات سے اس قوم کو آگاہ کیا اور انہیں ڈرایا تو فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ اے ہامان! چلو تم ایک ایسی اونچی عمارت تیار کرو جس سے کہ میں آسمان کے راستوں پر جا سکوں اور پھر وہاں سے میں موسی کے رب تک پہنچ جاوں اور موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھوں پھر فرعون نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ موسی جو کہہ رہے ہیں کہ ایک رب ہے جو آسمانوں میں عرش پر مستوی ہے اور وہاں سے ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے اور اسی نے موسی کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہ سب باتیں موسی کی اپنی بنائی ہوئی ہیں اس میں کسی قسم کی سچائی نہیں ہے اور جب میں اوپر آسمانوں میں جاؤنگا تو وہاں مجھے کوئی خدا اور کوئی پروردگار ملنے والا نہیں ہے، موسی کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، فرعون کی ان باتوں کا مقصد بس یہ تھا کہ وہ ان باتوں سے اپنی قوم کو شک میں ڈالدے اور انہیں یہ بتا سکے کہ ایسا کوئی رب موجود نہیں ہے لہذا تم لوگ ان کی باتوں میں مت آ و اور جس دین پر تم اب ہو اسی پر ہمیشہ رہو، فرعون کی ان باتوں کی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے فرعون کی بدکرداری اور اسکے گناہوں کو اسکے لئے مزین کر دیا اور اسکی نظر میں اسکے اعمال کو اچھا اور خوش نما دکھلایا تو اب یہ ان کاموں سے باز نہیں آئے گا کیونکہ انہی کاموں کو وہ اچھا سمجھنے لگا ہے۔

اللہ تعالی نے فرعون کی سازشوں کے بارے میں فرمایا کہ فرعون نے موسی علیہ السلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں کیں ہم نے ان سازشوں کو ملیا میٹ کر دیا، اسکی کوئی بھی سازش موسی کے خلاف کامیاب نہیں ہوئی چاہے وہ اس وقت کی ہو جب موسی علیہ السلام پیدا ہوئے کہ اس نے سارے بچوں کو مارنے کا حکم اس خوف سے دیا تھا کہ کہیں وہ بچے بڑے ہو کر اس کی سلطنت نہ چھین لیں مگر وہ اس میں ناکام ہوا، پھر اسکے بعد قبطی کے قتل کی وجہ

سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اس معاملہ میں بھی نا کام ہوا، پھر موسی علیہ السلام کو جادو گروں سے شکست دینے کی کوشش کی مگر وہ جادو گر خود حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے الغرض فرعون نے موسی علیہ السلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں کی تھیں وہ سب اللہ کے حکم سے نا کام ہوگئیں وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ اور فرعون کی سازش تو نا کام ہی نا کام رہی، جب فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کو موسی علیہ السلام کے رب کے سلسلہ میں لوگوں میں شک ڈالنا چاہا کہ اگر میں آسمان میں جا کر بھی دیکھ لوں تو وہاں بھی مجھے موسی کا رب ملنے والا نہیں ہے، لہٰذا اب تم لوگ جن بتوں کی بھی عبادت کر رہے ہو اسی کی عبادت کرو، تب اس ایمان والے بندے نے کہا جو موسی علیہ السلام کے دربار میں تھا کہ اے میری قوم! یہ فرعون تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکانا چاہتا ہے اور گمراہی کے دلدل میں پھنسانا چاہتا ہے، تم لوگ اسکی باتوں میں نہ آنا بلکہ میں نے تمہیں جو حق کا راستہ بتلایا ہے وہی سیدھا راستہ ہے اسی راستے پر چلا کرو اور میں بھی اسی راستے پر چل رہا ہوں، اس لئے کہ یہ راستہ آخرت کی کامیابی کی جانب لے جاتا ہے۔

آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل گھر ہے

﴿درس نمبر ۱۸۴۸﴾ ﴿المؤمن ۳۹۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰقَوْمِ إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّإِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰقَوْمِ اے میری قوم إِنَّمَا بس هٰذِهِ یہ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا زندگانی دنیا مَتَاعٌ فائدہ اٹھالینا ہے وَّ اور إِنَّ بے شک الْاٰخِرَةَ آخرت هِيَ وہی ہے دَارُ الْقَرَارِ ٹھہرنے کا گھر مَنْ عَمِلَ جس نے کی سَيِّئَةً کوئی برائی فَلَا يُجْزٰى وہ ابدلہ نہیں دیا جائے گا إِلَّا مگر مِثْلَهَا اسی کے برابر وَ اور مَنْ عَمِلَ جس نے عمل کیا صَالِحًا نیک مِّنْ ذَكَرٍ مرد ہو أَوْ یا أُنْثٰى عورت وَ جبکہ هُوَ وہ مُؤْمِنٌ مومن ہو فَأُولٰٓئِكَ تو یہی لوگ يَدْخُلُوْنَ داخل ہوں گے الْجَنَّةَ جنت میں يُرْزَقُوْنَ وہ رزق دیئے جائیں گے فِيْهَا اس میں بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب

ترجمہ:۔ اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو بس تھوڑا سا مزہ ہے اور یقین جانو کہ آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل گھر ہے۔ اور جس شخص نے کوئی برائی کی ہوگی اسے اسی کے برابر بدلہ دیا جائے گا اور جس نے نیک کام کیا ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو بس تھوڑا سا مزہ ہے۔

۲۔یقین جانو کہ آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل گھر ہے۔
۳۔جس شخص نے کوئی برائی کی ہوگی اسے اسکا برابر بدلہ دیا جائے گا۔
۴۔جس نے نیک کام کیا ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہوتو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔
۵۔وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

فرعون کے دربار میں موجود ایمان والے نے کہا کہ دیکھو! یہ دنیا تمہیں پُررونق اور خوش نما لگ رہی ہے، اس میں موجود چیزیں تمہارے دل کو بہلا رہی ہیں تو جان لو کہ یہ مزہ اور یہ رونق تو بس تھوڑے ہی دنوں کی ہے، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی کہا گیا "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ" کہ دنیوی فائدہ تو بس تھوڑے دن کا ہی ہے لیکن آخرت اس دنیوی فائدہ کے مقابلہ میں اس شخص کے لئے بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں کہا گیا "وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ" دنیوی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے، اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۳۲ میں کہا گیا "وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ" دنیوی زندگی تو بس کھیل کود ہے، اصل گھر اور رہنے کی جگہ تو وہ آخرت ہے کہ جہاں پر نہ ہی انسان کو اس گھر سے نکالا جائے گا اور نہ ہی وہاں کی عیش وعشرت کبھی ختم ہوگی اور نہ ہی وہاں انسان کو بڑھاپا آئے گا اسلئے عقل مند وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ رہنے والی چیز کو ختم ہونے والی چیز پر فوقیت دیتا ہے اور اسی کے لئے محنت کرتا ہے، تم لوگ بھی اس دنیا کی چاندنی میں کھو کر اس آخرت کی زندگی کو تباہ نہ کرو، اس فرعون کی باتوں میں آکر اس خالق ومالک کی عبادت سے منہ نہ موڑو، اگر تم لوگ ایسا کروگے تب تمہیں اس اخروی زندگی کے فائدے اور انعامات سے محروم رہنا ہوگا اور یہی نہیں بلکہ تمہیں تمہارے اس کئے کی سزا بھی دی جائے گی، مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ہر برا کام کرنے والے کو اس برائی کے بقدر ہی سزا دی جائے گی مگر وہی سزا بہت ہی دردناک ہوگی جس کی کوئی نہ انسان تاب لاسکے گا اور نہ ہی کوئی جن۔ جو نیک عمل کرے للہ پر ایمان لے آئے چاہے وہ ایمان لانے والا مرد ہو یا عورت ایسے لوگوں کو اللہ تعالی جنت میں ڈالے گا، جہاں انہیں ہر چیز ان کی مرضی کے حساب سے ملے گی، جو انکا دل کھانے کو چاہے گا دیا جائے گا، جو چیز پینے کو جو دل کرے گا حاضر کردیا جائے گا يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ جنت میں جو کچھ دیا جائے گا وہ بے حساب دیا جائے گا، دنیا کی زندگی کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ساری کی ساری بس چندروزہ فائدہ کا سامان ہے اس چندروزہ فائدہ کے سامان میں سے اگر کوئی بہتر چیز ہے تو وہ ہے نیک بیوی۔ (مسلم ۱۴۶۷) اس لئے کہ انسان دنیا کی دیگر چیزوں میں کھو کر آخرت سے غافل ہوجاتا ہے لیکن اگر

بیوی نیک اور دیندار ہو تو وہ اسے بھی نیکی اور آخرت سے جوڑ دیتی ہے اور اسکی دنیوی زندگی کے ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی بھی سنوار دیتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۹﴾ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں ﴿المؤمن ۴۱۔تا۔۴۳﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ يٰقَوۡمِ مَا لِيۡۤ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِ O تَدۡعُوۡنَنِيۡ لِاَكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشۡرِكَ بِهٖ مَا لَيۡسَ لِيۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّ اَنَا اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى الۡعَزِيۡزِ الۡغَفَّارِ O لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَيۡهِ لَيۡسَ لَهٗ دَعۡوَةٌ فِي الدُّنۡيَا وَ لَا فِي الۡاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ هُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يٰقَوۡمِ اے میری قوم مَا کیا ہے لِيۡ میرے لیے اَدۡعُوۡكُمۡ کہ میں تو بلاتا ہوں تمہیں اِلَى النَّجٰوةِ نجات کی طرف وَ اور تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ تم بلاتے ہو مجھے اِلَى النَّارِ آگ کی طرف تَدۡعُوۡنَنِيۡ تم مجھے بلاتے ہو لِاَكۡفُرَ کہ میں کفر کروں بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ وَ اور اُشۡرِكَ میں شریک ٹھہراؤں بِهٖ اس کے ساتھ مَا اس کو کہ لَيۡسَ نہیں ہے لِيۡ مجھے بِهٖ اس کا عِلۡمٌ کوئی علم وَّ اور اَنَا میں اَدۡعُوۡكُمۡ تمہیں بلاتا ہوں اِلَى الۡعَزِيۡزِ الۡغَفَّارِ نہایت غالب خوب بخشنے والے کی طرف لَا جَرَمَ نہیں شک اَنَّمَا کہ وہ چیز کہ تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ تم مجھے بلاتے ہو اِلَيۡهِ اس کی طرف لَيۡسَ نہیں ہے لَهٗ اس کے لیے دَعۡوَةٌ پکار فِي الدُّنۡيَا دنیا میں وَ اور لَا فِي الۡاٰخِرَةِ نہ آخرت میں وَ اور اَنَّ بلاشبہ مَرَدَّنَاۤ ہمارا لوٹنا اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف ہے وَ اور اَنَّ بلاشبہ الۡمُسۡرِفِيۡنَ حد سے بڑھنے والے هُمۡ وہی ہیں اَصۡحٰبُ النَّارِ دوزخی

ترجمہ:۔ اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو؟ تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک مانوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے اور میں تمہیں اس ذات کی طرف بلا رہا ہوں جو بڑی صاحب اقتدار، بہت بخشنے والی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جن چیزوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، وہ کسی دعوت کے اہل نہیں ہیں، نہ دنیا میں، نہ آخرت میں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے اور یہ کہ جو لوگ حد سے گذرنے والے ہیں وہ آگ کے باسی ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں؟۔

۲۔تم ہو کہ مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو۔

۳۔تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔

۴۔اسکے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک مانوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔

۵۔میں تمہیں اس ذات کی طرف بلا رہا ہوں جو بڑی صاحب اقتدار، بہت بخشنے والی ہے۔

۶۔سچ تو یہ ہے کہ جن چیزوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ دعوت کے اہل نہیں ہیں۔

۷۔نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔ ۸۔حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

۹۔جو لوگ حد سے گزرنے والے ہیں وہ دوزخی ہیں۔

ان آیتوں میں دوبارہ اس مومن بندے کی نصیحت کو دہرایا جا رہا ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ کیسی بات ہے کہ میں تو تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات پانے کی طرف بلا رہا ہوں کہ تم لوگ ایمان لالو گے تو اس عذاب سے بچ جاوگے مگر تم لوگ ہو کہ مجھے اس بات کی دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بناوں کہ جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں، اگر میں ایسا کرونگا تب تو میں عذاب کا مستحق ہو جاونگا، اس لئے میں تو ایک رب کی عبادت کرتا ہوں اور تمہیں بھی اس ایک رب کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں جو صاحبِ اقتدار اور بخشنے والا ہے کہ اگر وہ تم سے تمہارے کفر کا انتقام لینا چاہے تو اسے کوئی اس انتقام لینے سے روک نہیں سکتا اور اگر تم لوگ اپنی پرانی زندگی سے توبہ کر کے ایک اللہ کی عبادت والی زندگی کی طرف آنا چاہو تو وہ تمہاری بخشش بھی فرما دیگا اور اس زندگی میں کئے ہوئے سارے گناہ معاف بھی فرما دیگا۔

اس نیک مومن بندے نے ان مشرکین کے سامنے انکے باطل معبودوں کا پول کھول کر رکھ دیا کہ اے میری قوم! جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو اور جسکی جانب مجھے بھی تم بلاتے ہو یہ سب تو بیکار ہیں کیونکہ ان بتوں میں نہ تو ہمیں نفع دینے کی قوت ہے اور نہ ہی نقصان پہنچانے کی طاقت ہے بلکہ یہ تو خود بے بس اور لاچار ہیں تو بھلا ایسے معبودوں کی کوئی کیسے عبادت کرسکتا ہے؟ عبادت تو اس رب کی کرنی چاہیئے جو انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، روزی روٹی پہنچانے والا ہے، زندگی اور موت دینے والا ہے اور حقیقت میں ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر بھی جانا ہے یعنی جب ہمیں موت آجائے گی تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور وہ زندگی ایسی زندگی ہوگی جس میں کبھی موت نہیں آئے گی اور اس وقت ہمیں اس ایک اللہ ہی کے دربار میں کھڑا کیا جائے گا، تو جس کے پاس ہمارا آخری ٹھکانہ ہے اسکی عبادت کرنا عقل مندی کی بات ہے یا اس کی جو فنا ہونے والا ہے؟ جو لوگ ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں وہ لوگ اللہ کی مقرر کردہ حدوں کو پار کرنے والے ہیں اور جو کوئی اللہ کی مقررہ حدوں کو پار کرتا ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے جہاں اسے ہمیشہ کے لئے رکھا جائے گا، اگر اس جہنم کے

عذاب سے کوئی بچنا چاہتا ہے تو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گزارے اور اسی کی عبادت کرے یہی ایک طریقہ اس عذاب سے بچنے کا ہے۔قرآن مجید میں اللہ کے حدود کو پار کرنے والوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے ،سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۲۹ میں یوں ہے وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جولوگ اللہ کے حدود سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں،سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۴ میں حدود الٰہی کو پار کرنے والوں کو جہنمی قرار دیا گیا وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کے مقررہ حدود سے آگے نکل جائے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۰﴾ عنقریب تم میری باتیں یاد کرو گے ﴿المؤمن ۴۴۔تا۔۴۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ○ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَسَتَذْكُرُوْنَ پس عنقریب تم یاد کرو گے مَا جو اَقُوْلُ میں کہتا ہوں لَكُمْ تم سے وَ اور اُفَوِّضُ میں سونپتا ہوں اَمْرِيْ اپنا معاملہ اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ بَصِيْرٌ خوب دیکھ رہا ہے بِالْعِبَادِ بندوں کو فَوَقٰىهُ پھر بچالیا اس کو اللّٰهُ اللہ نے سَيِّاٰتِ برائیوں سے مَا اس کی جو مَكَرُوْا انہوں نے مکر کیا وَ اور حَاقَ گھیر لیا بِاٰلِ فِرْعَوْنَ آلِ فرعون کو سُوْٓءُ برے الْعَذَابِ عذاب نے اَلنَّارُ آگ ہے يُعْرَضُوْنَ وہ پیش کیے جاتے ہیں عَلَيْهَا اس پر غُدُوًّا صبح وَّ اور عَشِيًّا شام وَ اور يَوْمَ جس دن تَقُوْمُ قائم ہوگی السَّاعَةُ قیامت اَدْخِلُوْۤا داخل کرو اٰلَ فِرْعَوْنَ آلِ فرعون کو اَشَدَّ الْعَذَابِ سخت ترین عذاب میں

ترجمہ:۔ غرض تم عنقریب میری یہ باتیں یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جو برے برے منصوبے بنا رکھے تھے اللہ نے اس (مردمومن) کو ان سب سے محفوظ رکھا اور فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا۔آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت آجائے گا (اس دن حکم ہوگا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔عنقریب تم میری یہ باتیں یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں۔
۲۔میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
۳۔یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔
۴۔نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جو برے برے منصوبے بنا رکھے تھے اللہ نے اس مرد مومن کو اس سے محفوظ رکھا۔
۵۔فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا۔
۶۔آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔
۷۔جس دن قیامت آجائے گی اس دن حکم ہوگا کہ فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

اس آیت میں اس مرد مومن کی آخری بات نقل کی جا رہی ہے کہ سب کچھ کھلی کھلی باتیں بیان کرنے کے بعد جب فرعون اور اسکے درباریوں نے اس مومن بندے کی بات نہ مانی اور اللہ پر ایمان نہ لائے تو اس مومن بندے نے کہا کہ اب تو تمہیں میری باتیں سمجھ میں نہیں آرہی ہیں لیکن جب تم اللہ تعالی کے عذاب کو اپنے اوپر منڈلاتے دیکھو گے تو اس وقت تم میری کہی ہوئی باتوں کو یاد کرو گے کہ جو میں کہہ رہا تھا وہ صحیح تھا اور اس وقت تم کہو گے کہ کاش! ہم تمہاری کہی ہوئی باتیں مان لیتے تو آج ہمیں یہ وقت دیکھنا نہ پڑتا، میرا کام تو تمہیں نصیحت کرنا تھا اب میرا معاملہ میں اللہ پر چھوڑتا ہوں، تم میرے ساتھ جو کرنا چاہو کر لو میرا ذمہ اللہ کے ہاتھ ہے اب وہی میری حفاظت اور مدد کرے گا، اللہ تعالی یقیناً اپنے بندوں کی ہر ہر حرکت سے واقف ہے، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو بندے کرتے رہے ہیں، امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اتنا کہنے کے بعد وہ مومن بندے ایک پہاڑ میں جا چھپے کہ کسی کو انکی کچھ خبر نہ ہوئی، اس طرح اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی قوم کی تکلیفوں سے اس مومن بندے کو اس دنیا میں بچا لیا جیسا کہ آخرت کے دن دوزخ کے عذاب سے بھی انہیں نجات عطا کی، (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۱۳۱) اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے بیان فرمایا فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ کہ اللہ تعالی نے فرعون والوں کی تکلیفوں سے اس مومن بندے کو محفوظ رکھا جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے فرعون کے ظلم سے بچا لیا۔

تفسیر طبری میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مومن بندہ ایک قبطی تھا جسے اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ نجات دی، واقعہ یہ ہوا کہ وہ اس دن حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے سامنے چل رہا تھا تو اس نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ اب کہاں جانا ہے؟ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ بس سیدھا ہی چلو، اس نے کہا سامنے تو سمندر ہے، اس پر حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں کہا مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں سیدھا ہی چلتا رہوں، تھوڑی دور چلنے کے بعد پھر سے اس قبطی نے یہی سوال کیا کہ اب

کہاں جائیں؟ اس پر پھر سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ سیدھا ہی چلو جب سیدھا گئے تو اس نے کہا کہ سامنے تو سمندر ہے اس پر پھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہی جواب دیا کہ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے اور اللہ کی قسم میں نے جھوٹ نہیں کہا، آخرکار جب سمندر کے پاس آ پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر اپنا عصا مارا جس سے بارہ راستے ہر قبیلہ کے لئے بن گئے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۵۹۳)

یہ تو دنیوی انعام تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا، اخروی انعام یہ ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں انہیں ٹھکانہ عطا کرے گا اور پھر فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کیا کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا اور آخرت میں انہیں اور دردناک عذاب دیا جائے گا جسکی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی کہ وہ عذاب آگ کا عذاب ہوگا جو انہیں ہر طرف سے گھیر لے گا اور صبح و شام انہیں اس عذاب میں ڈالا جائے گا۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عالم برزخ میں فرعون اور اسکے لوگوں کی روحوں کو قیامت تک یہ آگ کا عذاب دیا جائے گا اور جب قیامت قائم ہوگی تب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۲۴۔ص،۱۳۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مر جاتے ہو تو تمہیں تمہارا ٹھکانہ صبح و شام دکھایا جاتا ہے، اگر جنتی ہو گے تو جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور دوزخی ہو گے تو دوزخ کا ٹھکانہ، اور کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھو! تمہارا ٹھکانہ ہے ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہ کردے۔ (بخاری ۱۳۷۹)

﴿درس نمبر ۱۸۵﴾ جب یہ لوگ دوزخ میں لڑ رہے ہوں گے ﴿المؤمن ۴۷۔۴۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب يَتَحَآجُّوْنَ وہ باہم جھگڑیں گے فِي النَّارِ جہنم میں فَيَقُوْلُ تو کہیں گے الضُّعَفٰٓؤُا کمزور لوگ لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے اسْتَكْبَرُوْٓا تکبر کیا اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم تو تھے لَكُمْ تمہارے تَبَعًا تابع فَهَلْ تو کیا اَنْتُمْ تم مُّغْنُوْنَ ہٹاؤ گے عَنَّا ہم سے نَصِيْبًا کچھ حصہ مِّنَ النَّارِ آگ کا قَالَ کہیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے اسْتَكْبَرُوْٓا تکبر کیا اِنَّا بے شک ہم كُلٌّ سب ہی فِيْهَآ اس میں ہیں اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ نے قَدْ تحقیق حَكَمَ فیصلہ کر دیا ہے بَيْنَ الْعِبَادِ بندوں کے درمیان

ترجمہ:۔ اور اس وقت (کا دھیان رکھو) جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے، چنانچہ جو (دنیا میں) کمزور تھے، وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے، تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے خود لے لوگے؟ وہ جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے کہ ہم سب ہی اس دوزخ میں ہیں، اللہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس وقت کا دھیان رکھو جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہونگے۔

۲۔ چنانچہ جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔

۳۔ ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے تو کیا تم لوگ آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے خود لے لوگے؟۔

۴۔ جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے کہ ہم سب ہی اسی دوزخ میں ہیں۔

۵۔ اللہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

پچھلی آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کا حال بیان کیا گیا تھا کہ فرعون کی قوم اس دنیا میں فرعون کے حکم کے تابع تھی کہ جو وہ کہتا تھا یہ وہی کیا کرتے تھے، ان آیتوں میں اللہ تعالی ایسی ہی قوموں اور انکے سرداروں کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا؟ بیان کر رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے بطورِ نصیحت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر ان کفار ومشرکین سے یہ کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو کہ جب یہ اتباع کرنے والے جنہوں نے دنیا میں اپنے آقاؤں کا کہنا مانا اور انکے کہنے پر اسلام سے دوری اختیار کی اور گمراہی کے راستے پر چل پڑے اپنے سرداروں سے جھگڑا کریں گے کہ ہم نے تو بس تمہاری باتوں میں آکر اسلام سے دوری اختیار کی تھی اور ایک اللہ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کی عبادت کی تھی، ہماری گمراہی کے ذمہ دار تم ہی لوگ ہو، لہذا اب کیا تم لوگ ہمارے اس عذاب کا کچھ حصہ اپنے سر لے سکتے ہو؟ اس پر وہ سردار لوگ کہیں گے کہ ہم کیا تمہیں اس عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہوتا کہ ہم عذاب میں کچھ کمی کر سکتے تو خود اپنے لئے ہی سب سے پہلے کمی کر لیتے مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے ہم بھی تمہارے ساتھ اسی عذاب میں پڑے ہوئے ہیں، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالی نے فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ کہ ہر کسی کو دوگنا ہی عذاب دیا جائے گا مگر تمہیں اسکی خبر نہیں۔ تم بھی عذاب جھیلو ہم بھی اسے جھیل رہے ہیں، اللہ تعالی نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے جو جنت میں جانے والے تھے وہ جنت میں چلے گئے اور جو دوزخ میں جانے والے تھے وہ دوزخ میں چلے گئے اب اللہ تعالی کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا جو جہاں ہے وہیں اسکا ٹھکانہ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہے گا۔

آج کل بعض مسلمانوں کا حال یہی ہے کہ وہ اپنے مرشد کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم

جو بھی کریں گے ہمارے پیر و مرشد سنبھال لیں گے، ہمارے مرشد ہم پر کسی قسم کی آنچ قیامت کے دن آنے نہیں دینگے اور وہ لوگ اسی وہم میں گناہ کرتے چلے جاتے ہیں، نہ نمازوں کا کوئی اہتمام اور نہ ہی حلال وحرام کی کوئی تمیز اور وہ دھوکہ باز مرشد بھی لوگوں کو اسی طرح بے وقوف بنا کر دنیا بٹورتے ہیں اور ان کی آخرت بھی برباد کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ اس آیت پر غور کریں کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، جس نے جو کیا ہے اسکا اسی کو حساب دینا ہوگا نہ ہی کوئی مرشد اسکے کچھ کام آئے گا اور نہ ہی کوئی پیر۔ واضح ہو کہ یہاں پیر و مرشد سے مراد وہ پیر و مرشد ہیں جو رسول رحمت ﷺ کی شریعت سے بے نیاز ہو کر اپنے دھندے چلاتے ہیں اور ان کے نزدیک اپنی پیری مریدی کا منشا اور مقصد صرف اور صرف دنیا اور دنیا کی دولت ہوتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۲﴾ دوزخی دوزخ کے نگرانوں سے کیا کہیں گے؟ ﴿المؤمن ۴۹۔۵۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَۃِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ O قَالُوْۤا اَوَ لَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰی قَالُوْا فَادْعُوْا وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہیں گے الَّذِیْنَ وہ لوگ جو فِی النَّارِ آگ میں ہوں گے لِخَزَنَۃِ جَهَنَّمَ دربانانِ جہنم سے ادْعُوْا تم دعا کرو رَبَّكُمْ اپنے رب سے یُخَفِّفْ وہ ہلکا کردے عَنَّا ہم سے یَوْمًا ایک دن مِّنَ کچھ الْعَذَابِ عذاب قَالُوْۤا وہ کہیں گے اَوَ لَمْ کیا نہیں تَكُ تھے تَاْتِیْكُمْ آتے تمہارے پاس رُسُلُكُمْ تمہارے رسول بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰی کیوں نہیں قَالُوْا وہ کہیں گے فَادْعُوْا تو تم دعا کرو وَ اور مَا نہیں ہوگی دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ کافروں کی دعا اِلَّا مگر فِیْ ضَلٰلٍ تباہی میں

ترجمہ:۔ اور یہ سب جو آگ میں پڑے ہوں گے، دوزخ کے نگرانوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن ہم سے عذاب کو ہلکا کردے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر کھلی کھلی نشانیاں لے کر آتے نہیں رہے تھے؟ دوزخی جواب دیں گے کہ بیشک (آتے تو رہے تھے) وہ کہیں گے پھر تو تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا کا انجام اکارت جانے کے سوا نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سارے لوگ جو آگ میں پڑے ہوں گے دوزخ کے نگرانوں سے کہیں گے۔

۲۔ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن ہم سے عذاب کو ہلکا کردے۔

۳۔وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر کھلی کھلی نشانیاں لیکر نہیں آتے رہے تھے؟
۴۔دوزخی لوگ کہیں گے کہ بے شک آتے تو رہے تھے۔
۵۔تب وہ نگران کہیں گے کہ پھر تو تم ہی دعا کرو۔ ۶۔کافروں کی دعا کا انجام بالکل بیکار ہی جائے گا۔

جب اپنے سرداروں کی اتباع کرنے والے دوزخی اپنے سرداروں سے مدد مانگ کر مایوس ہوجائیں گے کہ وہ انکی مدد نہیں کرسکتے تو پھر وہ لوگ اپنی مدد کے لئے جہنم کے داروغہ اور نگران کاروں سے کہیں گے کہ اب تم ہی ہماری مدد کردو، ہمیں اس عذاب سے نجات کے لئے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمیں اس عذاب سے نکالدے یا پھر کم از کم ہمارے عذاب میں تھوڑی سی تخفیف کردے، صرف ایک دن کے لئے ہی سہی ہمیں اس عذاب سے تھوڑی سی راحت پہنچادے، ان دوزخیوں کی یہ باتیں سن کر دوزخ کے نگران کار کہیں گے کہ پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس تمہارے نبی نہیں آئے تھے؟ جنہوں نے تمہیں یہ نہیں بتایا ہو کہ اگر تم نے اللہ کو ایک معبود نہیں مانا اور اس غلط راستے پر چلے تو تمہیں یہ سزا ملے گی؟ اور تمہارے سامنے کھلی کھلی نشانیاں اس کے وجود پر پیش نہیں کی؟ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۷۱ میں بھی اسی قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں رسول نہیں آئے جو تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہوں اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہو؟۔ان نگران کاروں کا یہ سوال سن کر یہ سارے جہنمی جواب دیں گے کہ ہاں! کیوں نہیں وہ آئے تھے اور انہوں نے ہمیں وہ سب کچھ بتلایا بھی تھا مگر ہم انہیں جھٹلاتے رہے، پھر ان کی یہ باتیں سن کر نگران کار کہیں گے کہ پھر تو ہم اس معاملہ میں اب کچھ نہیں کرسکتے اب تم ہی اپنی نجات کے لئے اپنے رب سے دعا مانگ لو لیکن اب تمہارے دعا مانگنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ تم نے تو دنیا میں اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلادیا، ایمان کے بدلہ کفر کو اپنالیا، ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو چن لیا سو اب تمہاری دعائیں بھی تمہارے کچھ کام نہ آئے گی، سب کی سب بیکار چلے جائے گی، دنیا میں تم اپنے رب کو بھول بیٹھے تھے آج تمہارا پروردگار تمہیں بھول بیٹھا ہے "نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَهُمْ "انہوں نے اللہ کو بھلادیا تو اللہ نے بھی انہیں بھلادیا (التوبہ ۶۷) لہٰذا اب تمہاری یہاں کوئی فریاد سننے والا اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے، تمہیں ہمیشہ ہمیشہ اسی عذاب میں رہنا ہے۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنمیوں پر بھوک مسلط کردی جائے گی اور یہ عذاب کے برابر ہوجائے گی جس سے وہ دوچار ہوں گے، لہٰذا وہ فریاد کریں گے تو انکی فریادرسی "ضریع" (خاردار پودا) کے کھانے سے کی جائے گی جو نہ انہیں موٹا کرے گا اور نہ ان کی بھوک ختم کرے گا، پھر وہ دوبارہ کھانے کی فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی گلے میں اٹکنے والے کھانے سے کی جائے گی، پھر وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں اٹکے ہوئے نوالے کو پانی کے ذریعہ نگلتے تھے، چنانچہ وہ پانی کی فریاد کریں گے اور ان کی فریادرسی حمیم

(جہنمیوں کے مواد) سے کی جائے گی جو لوہے کے برتنوں میں دیا جائے گا جب مواد ان کے چہروں سے قریب ہوگا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا اور جب ان کے پیٹ میں جائے گا تو ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اسے کاٹ ڈالے گا، وہ کہیں گے: جہنم کے داروغہ کو بلاؤ، داروغہ کہیں گے: کیا تمہارے پاس رسول روشن دلائل کے ساتھ نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ داروغہ کہیں گے: پکارتے رہو، کافروں کی پکار بیکار ہی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ اور کہیں گے: اے مالک! چاہیے کہ تیرا رب ہمارا فیصلہ کر دے (ہمیں موت دیدے) آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو مالک جواب دے گا: تم لوگ (ہمیشہ کے لیے) اسی میں رہنے والے ہو۔ (ترمذی ۲۵۸۶)

﴿درس نمبر ۱۸۵۳﴾ دنیا اور آخرت میں پیغمبروں اور مومنوں کی مدد ﴿المؤمن ۵۱-۵۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ بلاشبہ ہم البتہ مدد کرتے ہیں رُسُلَنَا اپنے رسولوں کی وَ اور الَّذِيْنَ ان لوگوں کی جو اٰمَنُوْا ایمان لائے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زندگانیٔ دنیا میں وَ اور يَوْمَ اس دن يَقُوْمُ کھڑے ہوں گے الْاَشْهَادُ گواہ يَوْمَ اس دن لَا يَنْفَعُ نفع دے گی الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو مَعْذِرَتُهُمْ ان کی معذرت وَ اور لَهُمُ ان کے لیے ہوگی اللَّعْنَةُ لعنت وَ اور لَهُمْ ان کے لیے ہوگا سُوْٓءُ برا الدَّارِ گھر

ترجمہ:۔ یقین رکھو کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی اور ان کے حصے میں پھٹکار ہوگی اور ان کے لئے رہائش کی بدترین جگہ۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین رکھو کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں۔

۲۔ اس دن بھی مدد کریں گے جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

۳۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی۔

۴۔ انکے حصہ میں پھٹکار ہوگی۔ ۵۔ ان کے لئے رہائش کی بدترین جگہ ہے۔

پچھلی آیتوں میں جہنمیوں کا تذکرہ تھا کہ وہ لوگ ہر طرف سے مدد طلب کریں گے مگر پھر بھی انکی کسی قسم کی مدد

نہیں کی جائے گی اس کے برخلاف مومن ومسلمان ہیں کہ جنکی اللہ تعالی ہر حال میں مدد فرمائے گا اسی کا تذکرہ ان آیتوں میں کیا گیا کہ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ہم ضرور ہمارے رسولوں کی اوران لوگوں کی مدد فرمائیں گے جولوگ مجھ پر اوران رسولوں پر ایمان لے آئے ، یہ مدد انکے ساتھ دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی کہ جس دن تمام گواہی دینے والے کھڑے ہونگے یعنی حساب وکتاب کے دن، اس دن کفار انکار کررہے ہوں گے کہ ہمارے پاس کوئی رسول آپ کی بات لیکر نہیں آیا اور نہ ہی ہمیں اس دن کی ہولناکی اور عذاب سے ڈرایا گیا، ان کافروں کے جھوٹا ہونے کی گواہی اس دن فرشتے اور ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ دے گی، حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں ''الاشھاد'' سے مراد چار لوگ ہیں ، ملائکہ ، انبیاء، مومنین اور خود انسان کا جسم (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۵۔ص، ۳۲۲) الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہمیشہ اسکے رسولوں اور مومنین کے ساتھ ہے، دنیا میں مدد کرنے کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں مثلاً دشمنوں پر غلبہ دیکر مدد کرنا جیسے کہ حضرت داود علیہ السلام وغیرہ۔ ملک میں بادشاہت قائم کر کے مدد کرنا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ، دنیا کے خزانے انکے ہاتھوں فتح کر کے مدد کرنا جیسا کہ امت محمدیہ اور اسلام کی آواز کو دیگر مذاہب کے خلاف غالب کر کے مدد کرنا وغیرہ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن بندے کی عزت کی حفاظت کی تو اللہ تعالی کل قیامت کے دن اسکے چہرہ کی دوزخ کی آگ سے حفاظت فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد یہ آیت ''اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا'' تلاوت فرمائی۔ (شعب الایمان للبیھقی ۔۷۲۲۹، ۸۲۳۰) اور قیامت کے دن مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اس دن مومنوں کو جہنم اور اسکے عذاب سے بچائے گا، جنت میں انکا اکرام کیا جائے گا، انکے مرتبوں کو بلند کیا جائے گا اور انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ رکھے گا وغیرہ جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۶۹ میں ارشاد باری تعالی ہے ''فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ، وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِیْقاً'' یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالی نے اپنا انعام فرمایا ہے جیسے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کتنے اچھے ساتھی ہیں؟ اس دن تو اللہ تعالی مومنوں کو انکے اعمال کا یہ بدلہ عطا کرے گا اور جو کفار ومشرکین رہیں گے انہیں انکے اعمال کا یہ بدلہ ملے گا کہ اس دن ان ظالم کافروں کی ایک نہیں سنی جائے گی اور نہ ہی انکی کوئی معذرت قبول کی جائے گی بلکہ ان پر تو اس دن لعنت برسے گی، لعنت کا مطلب یہ کہ وہ اللہ کی رحمت سے دور رہیں گے اور انہیں ایک بدترین جگہ رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا جہاں انکا کوئی پرسانِ حال تک نہیں ہوگا اور وہ بدترین جگہ جہنم ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۴﴾ بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنا دیا ﴿المؤمن ۵۳ - تا - ۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ Ο هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ Ο فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ Ο

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے دی مُوْسَى موسیٰ کو الْهُدٰى ہدایت وَ اور اَوْرَثْنَا ہم نے وارث بنایا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کو الْكِتٰبَ کتاب کا هُدًى برائے ہدایت وَّ اور ذِكْرٰى نصیحت لِاُولِي الْاَلْبَابِ ارباب عقل کے لیے فَاصْبِرْ لہذا آپ صبر کیجیے اِنَّ بلا شبہ وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے وَّ اور اسْتَغْفِرْ معافی مانگیے لِذَنْۢبِكَ اپنے گناہ کی وَ اور سَبِّحْ پاکیزگی بیان کیجیے بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے رب کی حمد کے ساتھ بِالْعَشِيِّ شام کو وَ اور الْاِبْكَارِ صبح کو

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا۔ جو عقل والوں کے لئے سراپا ہدایت اور نصیحت تھی۔ لہذا (اے پیغمبر!) صبر سے کام لو، یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے قصور پر استغفار کرتے رہو اور صبح وشام اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی۔
۲۔ بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنا دیا۔
۳۔ جو کتاب عقل والوں کے لئے سراپا ہدایت اور نصیحت تھی۔
۴۔ لہذا اے پیغمبر! صبر سے کام لو۔
۵۔ یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
۶۔ اپنے قصور پر استغفار کرتے رہو۔
۷۔ صبح وشام اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت یعنی کتاب اور نبوت عطا کی کہ کتاب میں موجود تمام احکامات ہدایت کی جانب لے جاتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تائید آپ کو عطا کئے ہوئے واضح معجزات ہیں جیسے ید بیضا اور عصا، وغیرہ، اسکے باوجود فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور آپ کو نبی ماننے سے انکار کیا اور اسکی قوم نے بھی اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا جیسا کہ قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہم نے تورات کو بنی اسرائیل میں باقی رکھا اور اس کتاب کا انہیں وارث بنایا کہ یہ اب انکا کام ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اس کتاب کی روشنی میں انسانوں کو ہدایت کی دعوت دیتے تھے اس طرح اب بنی اسرائیل کے علماء پر یہ ذمہ داری

ڈالی گئی، اس کتاب کے احکامات کی ہم نے انہیں تعلیم بھی دی اور انہیں اس کتاب کے مضامین سکھلائے تا کہ یہ ان مضامین کو پڑھ کر ہدایت پا سکیں اور دوسروں کو بھی اس کے ذریعہ نصیحت کریں، مگر اس کے ذریعہ وہی لوگ ہدایت اور نصیحت قبول کرتے ہیں جن میں عقل و سمجھداری ہو، بے عقل انسان کو کتنا ہی سمجھا لو وہ ان باتوں کو سمجھنے والا ہی نہیں، هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ انبیاء کی مدد و نصرت کرنے سے پہلے انکی کڑی آزمائش کی جاتی ہے جب وہ اس آزمائش پر ثابت قدم رہتے ہیں تب انکی اللہ تعالی مدد کرتا ہے اسی لئے یہاں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نبی! آپ ان آزمائشوں اور تکلیفوں پر صبر سے کام لیجئے جو تکلیفیں آپ کو یہ مشرکین پہنچا رہے ہیں، اس صبر کا انجام آپ کے حق میں بہتر ہی ہوگا، اور اللہ تعالی نے جو آپ کی نصرت کا وعدہ کیا ہے وہ پورا کر کے رہے گا لہذا آپ ایک کام یہ کرتے رہا کیجئے کہ کثرت سے استغفار کیجئے، یہاں پر اللہ تعالی نے گناہ کے لفظ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کی ہے کہ آپ اپنے گناہ پر اللہ تعالی سے استغفار کیجئے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صادر نہیں ہوتے پھر یہاں اسکا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر نے کہا کہ یہاں پر گناہ سے مراد حقیقی گناہ نہیں بلکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ کا اولی کو چھوڑ کر غیر اولی کو اختیار کرنا مراد ہے (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ص، ۱۴۴) جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں اس رائے کو قبول نہیں کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی جس پر یہ آیت "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ" کہ یہ بات کسی نبی کی شایان شان نہیں کہ اسکے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کا خون نہ بہا چکا ہو، تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔ (الانفال ۶۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ صبح و شام اللہ تعالی کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اس لئے کہ یہ چیز آپ کو صبر کرنے پر معاون ہوگی، حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں تسبیح سے مراد یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی کے لئے نماز قائم کریں اور بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ص، ۲۹۳) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے۔ اس آیت سے ایک نکتہ یہ نکلتا ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی مدد ہمارے ساتھ شاملِ حال ہو تو اس کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت سے اللہ تعالی سے استغفار کریں اور اسکی جہاں تک ہو سکے عبادت کریں پھر یقینا اللہ تعالی غیب سے ہماری بھی مدد و نصرت فرمائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۵﴾ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی سند نہیں ہے ﴿المؤمن ۵۶۔۵۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِىْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُO لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ
خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَO

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلا شبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُجَادِلُوْنَ جھگڑتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی دلیل کے اَتٰىهُمْ جو آئی ہو ان کے پاس اِنْ نہیں ہے فِيْ صُدُوْرِهِمْ ان کے سینوں میں اِلَّا مگر كِبْرٌ بڑائی مَّا نہیں ہیں هُمْ وہ بِبَالِغِيْهِ اس تک پہنچنے والے فَاسْتَعِذْ لہذا آپ پناہ مانگیے بِاللّٰهِ اللہ سے اِنَّهٗ هُوَ بلاشبہ وہی السَّمِيْعُ خوب سننے والا الْبَصِيْرُ خوب دیکھنے والا ہے لَخَلْقُ البتہ پیدائش السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی اَكْبَرُ زیادہ بڑی ہے مِنْ خَلْقِ النَّاسِ لوگوں کی پیدائش سے وَ لٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ اکثر النَّاسِ لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے

ترجمہ:۔ یقین جانو کہ جولوگ اللہ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں جبکہ ان کے پاس (اپنے دعوے کی) کوئی سند نہیں آئی، ان کے سینوں میں اور کچھ نہیں، بلکہ اس بڑائی کا ایک گھمنڈ ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں، لہذا تم اللہ کی پناہ مانگو، یقیناوہی ہے جو ہر بات سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ یقینی بات ہے کہ آسمانوں اورزمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگ (اتنی سی بات) نہیں سمجھتے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین جانو کہ جولوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں جبکہ انکے پاس کوئی سند نہیں آئی، انکے سینوں میں اور کچھ نہیں بلکہ اس بڑائی کا گھمنڈ ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں۔

۲۔ لہٰذا تم اللہ کی پناہ مانگو۔ ۳۔ یقیناوہی ہے ہر بات سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔

۴۔ یقینی بات ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے۔

۵۔ لیکن اکثر لوگ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا تذکرہ تھا کہ وہ لوگ آپ کو ایذائیں پہنچاتے تھے جس پر آپ کو صبر کرنے کی تلقین کی گئی، ان آیتوں میں بھی انہی مشرکین کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ یہ مشرکین آپ سے قرآن کریم کی آیتوں کے سلسلہ میں جھگڑا کرتے ہیں اور اسکی حقانیت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ انکے اس انکار پر انکے پاس کوئی دلیل تک نہیں ہے بلا وجہ یہ لوگ ان آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قرآن کریم میں یہ کہا گیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو سب کچھ کرنے والا ہے، تو بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنے سارے دنیا کے کام ہیں اور کرنے والا ایک؟ یہ سمجھ سے باہر کی بات ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ انکا جھگڑا کرنا اور حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا صرف اور صرف انکے تکبر کی وجہ سے ہے کہ ہم اپنی قوم کے سردار ہو کر ایک ادنی

سے فرد کی نعوذ باللہ بات کیسے مان لیں؟ اگر ہم اس طرح اس نبی کی بات مان لیں گے تو ہماری حکمرانی وسرداری ختم ہو جائے گی اور ہمیں اس نبی کا تابعدار بن کر زندگی گزارنی پڑے گی، بس یہی ایک وجہ ہے انکے ایمان قبول نہ کرنے کی ورنہ قرآن کریم کی سچائیوں سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں، یہی ایک عادت وخصلت انہیں دین حق کے قبول کرنے سے روکے ہوئے ہے، اب ان مشرکین سے جھگڑا کر کے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے اور انکی شرارتوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پیغمبر! آپ اللہ تعالی کی پناہ مانگا کیجئے بالکل وہ ہر بات کو سننے اور دیکھنے والا ہے، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ دجال ہماری قوم میں سے ہی ہوگا اور اسکی شان ایسی ایسی ہوگی انہوں نے اسکی شان کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کہا کہ وہ ایسا ایسا کرے گا، جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ اور فرمایا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کر سکے گا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ بس اللہ کی پناہ مانگیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ دجال کے فتنہ سے اس خالق ومالک کی پناہ مانگیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷۔ ص، ۲۹۴)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین اللہ تعالی کے متعلق بیجا جھگڑے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالی کیسے انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ کیسے قیامت قائم ہوگی؟ تو یہاں کہا گیا کہ تمہیں کیا معلوم کہ جس ذات نے یہ کہا کہ وہ انسانوں کو دوبارہ انکے مرنے کے بعد زندہ کریگا وہ ایسی ذات ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں موجود تمام چیزیں سورج، چاند، ستارے، سیارے، پہاڑ، درخت ہر ہر چیز کو پیدا کیا تو بھلا جو ذات اتنی بڑی بڑی چیزیں پیدا کر سکتی ہے تو انسان جیسی معمولی چیز کو پیدا کرنا اسکے کے لئے کونسا بڑا کام ہے؟ چاہے وہ پیدا کرنا ابتداء میں ہو جب کہ انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یا پھر آخری وقت میں جب کہ وہ مر کر گل سڑ چکا ہوگا "اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ" کیا وہ ذات کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ وہ تم جیسی مخلوق کو پیدا کر سکے (یس ۸۱) سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا انکو یہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور انہیں پیدا کرنے سے انہیں ذرہ بھی تھکن نہیں ہوئی تو وہ یقینا اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے؟ اور کیوں نہ ہو وہ بے شک ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو سمجھتے نہیں اور نہ ہی جانتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالی کی عظیم قدرت سے پوری طرح واقف ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۶﴾
اندھا اور نابینا دونوں برابر نہیں ہوسکتے
﴿المؤمن ۵۸۔تا۔۶۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا يَسْتَوِي برابر نہیں ہوتا الْاَعْمٰى اندھا وَ اور الْبَصِيْرُ دیکھنے والا وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک وَ اور لَا الْمُسِيْٓءُ نہ برائی کرنے والا قَلِيْلًا مَّا بہت ہی تھوڑی تَتَذَكَّرُوْنَ تم نصیحت پکڑتے ہو اِنَّ بلاشبہ السَّاعَةَ قیامت لَاٰتِيَةٌ یقیناً آنے والی ہے لَّا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِيْهَا اس میں وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ اکثر النَّاسِ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں لاتے وَ اور قَالَ کہا رَبُّكُمُ تمہارے رب نے ادْعُوْنِيْٓ تم مجھے پکارو اَسْتَجِبْ میں قبول کروں گا لَكُمْ تمہاری پکار اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر کرتے ہیں عَنْ عِبَادَتِيْ میری عبادت سے سَيَدْخُلُوْنَ عنقریب وہ داخل ہوں گے جَهَنَّمَ جہنم میں دٰخِرِيْنَ ذلیل ہوکر

ترجمہ:۔ اور اندھا اور بینائی رکھنے والا دونوں برابر نہیں ہوتے اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ اور بدکار برابر ہیں (لیکن) تم لوگ بہت کم دھیان دیتے ہو۔ یقین رکھو کہ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اندھا اور بینائی رکھنے والا دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔

۲۔ نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انکے برابر ہوسکتے ہیں جو بدکار ہیں۔

۳۔ تم لوگ بہت کم دھیان دیتے ہو۔

۴۔ یقین رکھو کہ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے۔

۵۔ جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات پر ایمان نہیں لاتے۔

۷۔ تمہارے پروردگار نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

۸۔ بے شک جولوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے۔

پچھلی آیتوں میں ایمان والوں کا اور ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے کرتے تھے، ان آیتوں میں اللہ تعالی نے ان دونوں کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ دیکھو! ایک وہ آدمی ہے جسکی آنکھیں ہیں اور وہ ہر چیز کو دیکھ سکتا ہے اور اس سے واقف ہوسکتا ہے مگر دوسری طرف وہ آدمی ہے جسکی بینائی نہیں ہے، وہ کسی چیز کو بھی دیکھ نہیں سکتا تو بھلا بتاؤ کہ جو دیکھ سکتا ہے وہ اور جو دیکھ نہیں سکتا وہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ نہیں! کیونکہ دیکھنے والا تو دیکھ کر اپنی منزل کو پہنچ سکتا ہے مگر جو نابینا ہے وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا، ایسا ہی حال مومن اور کافر کا ہے کہ مومن اپنی ایمانی روشنی سے سیدھے راستے پر پہنچ جائے گا مگر کافر اندھوں کی طرح راستہ بھٹکتے رہ جائے گا اور ایسے ہی نیک کام کرنے والا اور برے کام کرنے والا دونوں برابر نہیں ہوسکتے اس لئے کہ نیک کام کرنے والے کو اسکے اعمال کے نتیجہ میں جنت ملے گی اور برے کام کرنے والے کو اسکے اعمال کے نتیجہ میں جہنم میں ڈالا جائے گا، ایک طرف پرسکون اور پرلطف زندگی ملے گی اور دوسری طرف عذاب اور جہنم کی آگ۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان چیزوں پر لوگ بہت کم غور وفکر کرتے ہیں، اگر لوگ ان چیزوں پر غور وفکر کریں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جس قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں تمہیں شک ہے اور جس کے واقع ہونے کے سلسلہ میں تم جھگڑرہے ہو وہ ضرور واقع ہونے والی ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کیونکہ تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالی کیسی قدرت کا مالک ہے وہ جو چاہے جیسا چاہے کرسکتا ہے، اسکے لئے یہ چیز کوئی بڑی نہیں ہے ان تمام دلیلوں کے باوجود بھی لوگ اس قیامت کے واقع ہونے کا یقین نہیں رکھتے اور اسی چیز نے انہیں جزا وسزا سے غافل کر رکھا ہے اگر وہ اس چیز پر یقین کرتے تو ضرور اپنے اعمال کو سدھارنے کی فکر کرتے، لیکن جو مومن ہے وہ اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا، اسے اس بات پر یقین ہے کہ قیامت واقع ہونے والی ہے اور ہمیں اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے جس کے لئے وہ اس دنیا میں اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلتا ہے تاکہ اس دن کی ہولناکی سے وہ بچ جائے، لہذا جو اللہ تعالی قیامت کو قائم کرنے والا ہے اور جسکے سامنے ہمیں حساب وکتاب دینا ہے ہمیں اسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہے اور اسی سے سب کچھ مانگنا ہے جس کا حکم اگلی آیت میں دیا جارہا ہے کہ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ کہ تمہارا پروردگار یہ کہتا ہے کہ تم سب اسی سے مانگو، اسی کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور جو کوئی بھی تکبر کی وجہ سے اللہ تعالی کے سامنے جھکنے اور اس سے مانگنے میں عار محسوس کرتا ہے اور مانگنے سے دور بھاگتا ہے اسے اللہ تعالی ضرور جہنم میں ڈالے گا اس لئے کہ بڑائی صرف اللہ کی صفت ہے اور جو کوئی یہ صفت اللہ تعالی سے چھیننے کی کوشش کرے گا اسے اسکا نقصان اٹھانا پڑے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑائی میری چادر

ہے اور بزرگی میرا ازار اور جو کوئی بھی ان دونوں میں سے کوئی چیز چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پٹک دوں گا۔ (أبوداود ۴۰۹۰) اس آیت کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت منقول ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا یہ بھی عبادت ہی ہے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔الخ۔ پڑھی۔ (ترمذی ۲۹۶۹) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل عبادت دعا ہے (الجامع الصغیر ۲۰۰۲) لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دعاء کا خاص اہتمام کریں اور جب اللہ تعالی نے خود دعاء کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو ہم کیوں نہ اسی سے مانگیں؟ جب ہم اس سے مانگیں گے تو وہ ضرور ہمیں عطا کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۷﴾ رات سکون کیلئے اور دن دیکھنے کیلئے ﴿المؤمن ۶۱۔تا۔۶۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِيْ وہ ہے جس نے جَعَلَ بنایا لَكُمُ تمہارے لیے الَّيْلَ رات کو لِتَسْكُنُوْا تا کہ تم آرام کرو فِيْهِ اس میں وَ اور النَّهَارَ دن کو مُبْصِرًا دکھلانے والا اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ لَذُوْ فَضْلٍ البتہ بڑے فضل والا ہے عَلَى النَّاسِ لوگوں پر وَ لٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ اکثر النَّاسِ لوگ لَا يَشْكُرُوْنَ شکر نہیں کرتے ذٰلِكُمُ یہ ہے اللّٰهُ اللہ رَبُّكُمْ تمہارا رب خَالِقُ پیدا کرنے والا كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی فَاَنّٰى پھر کہاں تُؤْفَكُوْنَ تم پھیرے جاتے ہو؟○ كَذٰلِكَ اسی طرح يُؤْفَكُ پھیرے جاتے رہے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو كَانُوْا تھے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں کا يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دیکھنے والا بنایا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کہاں سے کوئی چیز تمہیں اوندھا چلا دیتی ہے؟ اسی طرح وہ لوگ بھی اوندھے چلے تھے جو (پہلے) اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔

۲۔اللہ تعالی نے دن کو دیکھنے والا بنایا۔ ۳۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے۔

۴۔اکثر لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ۵۔وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔

۶۔ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔ ۷۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۸۔کہاں سے تمہیں کوئی چیز اوندھا چلا دیتی ہے۔

۹۔اس طرح وہ لوگ بھی اوندھے چلے تھے جو پہلے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی اپنی قدرت کی نشانیوں کا اظہار فرمارہے ہیں کہ دیکھو! عبادت یہ صرف اسی اللہ کا حق ہے جس نے تمہارے چین وسکون کے لئے رات کو پیدا فرمایا کہ جسکی خاموشیوں میں تم آرام کرتے ہو اور اپنی دن بھر کی تھکان کو دور کرتے ہو، کیا یہ تمہارے لئے ایک بڑی نعمت نہیں ہے؟ اسی کے ساتھ ساتھ اس اللہ نے تمہارے معاش اور روزی روٹی کے لئے دن کو دیکھنے والا یعنی روشن بنایا کہ تم بڑی آسانی کے ساتھ اپنے سارے کام دن کے اس اجالے میں کر سکتے ہو،غور کرو! اگر وہ دن نہ بناتا تو تم کیسے اپنے کام رات کے اندھیرے میں کر پاتے؟ اور اگر وہ رات نہ بناتا تو تم دن کے اجالے میں اور اسکے شور وشرابے میں کیسے آرام کر سکتے؟ یہ اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری ضرورتوں کا خیال رکھ کر دن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک دن اور دوسری رات، مگر آج کل کے نوجوان اور شہر کا ایک بڑا طبقہ اللہ تعالی کی اس نعمت سے بغاوت کر رہا ہے کہ جس اللہ نے رات کو نیند اور آرام کے لئے بنایا تھا اس رات میں یہ لوگ گلیوں اور چوراہوں پر بیٹھے شور شرابے کر رہے ہیں یا پھر ساری رات غیر ضروری کاموں میں پڑ کر یا موبائیل کا بیجا استعمال کرتے ہوئے صحت اور تندرستی کو داؤ پر لگا رہے ہیں، اطباء حضرات کا کہنا ہے کہ رات کی نیند کا نہ ہونا انسان کو بہت جلد بوڑھا اور کئی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ نبی رحمت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رات میں جاگنے پر تنبیہ کی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کے بعد جاگنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی۔(ابن ماجہ ۷۰۳ :) اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جاگنے کو ناپسند فرماتے تھے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور اسکے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری ۵۶۸) وہ لوگ اس بات پر غور کریں جنکا معمول رات میں بیجا جاگنے کا ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا ہم اسی کے امتی ہوتے ہوئے اس ناپسند چیز کو ہی پسند کر رہے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایسے بہت سارے احسانات اللہ تعالی نے انسانوں پر کئے ہیں مگر انہیں ان احسانات کی ذرا بھی قدر نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ان قیمتی انعامات پر اللہ کا شکر تک نہیں کرتے ہاں! تھوڑے بہت لوگ ہیں جنہیں ان نعمتوں کا احساس ہے جس پر وہ لوگ شکر بھی ادا کرتے ہیں مگر ایک بڑا طبقہ اس سے منہ موڑے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ تمہارا معبود اللہ جس نے یہ ساری چیزیں پیدا کیں، جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے کیا اسکے علاوہ کوئی اور معبود ہوسکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں! تو پھر تم اے مشرکو! اس ایک معبود کی عبادت کو چھوڑ کر کس طرف چلے جا رہے ہو؟ تم ان معبودوں کی عبادت کر رہے ہو جو اپنے اوپر بیٹھی ایک مکھی کو تک اڑا نہیں سکتے، کیا تم ایسے بے بس چیزوں کو معبود بنا رکھے ہو؟ ذرا اپنی ان حرکتوں پر غور کرو، اگر تم سچے دل سے ان چیزوں پر غور کروگے تو تمہیں حقیقی معبود کا پتہ چل جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور اسے جھٹلاتے ہیں، ان قریش مکہ سے پہلے جو کافر لوگ تھے اور جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے وہ لوگ بھی اسی طریقہ پر چلا کرتے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۸﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا ﴿المؤمن ۶۴۔۶۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِيْ وہ ہے جس نے جَعَلَ بنایا لَكُمُ تمہارے لیے الْاَرْضَ زمین کو قَرَارًا قرار گاہ وَّ اور السَّمَآءَ آسمان کو بِنَآءً چھت وَّ اور صَوَّرَكُمْ اس نے تمہاری صورتیں بنائیں فَاَحْسَنَ تو بڑی اچھی بنائیں صُوَرَكُمْ تمہاری صورتیں وَ اور رَزَقَكُمْ اس نے تمہیں رزق دیا مِّنَ الطَّيِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے ذٰلِكُمُ یہ ہے اللّٰهُ اللہ رَبُّكُمْ تمہارا رب فَتَبٰرَكَ سو بہت بابرکت ہے اللّٰهُ اللہ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین هُوَ وہ الْحَيُّ زندہ ہے لَا نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی فَادْعُوْهُ تم اسی کو پکارو مُخْلِصِيْنَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّيْنَ بندگی کو اَلْحَمْدُ سب تعریفیں لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ رب العالمین کے لیے ہیں

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ بنایا اور آسمان کو ایک گنبد اور تمہاری صورت گری کی اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا، وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے، غرض بڑی برکت والا ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار! وہی سدا زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے اس کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابع داری خالص اسی کے لئے ہو، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ بنایا۔

۲۔ آسمان کو ایک گنبد کی طرح بنایا۔ ۳۔ تمہاری صورت گری کی اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا۔

۴۔ پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا۔ ۵۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔

۶۔ غرض بڑی برکت والا ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار۔ ۷۔ وہی سدا زندہ ہے۔

۸۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

۹۔ اس لئے اس کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو۔

۱۰۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے کہ اس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا جسکی وجہ سے انسان ہو یا جانور اس زمین پر چل پھر سکتے ہیں اور کاشت وغیرہ کر سکتے ہیں، اگر زمین اس حال پر نہ ہوتی تو یہاں انسان اپنا گزر بسر نہیں کرسکتا تھا اور زندگی جینا اسکے لئے دشوار کن مسئلہ ہو جاتا اللہ کی قدرت کی یہ بھی ایک بڑی نشانی ہے اسکے ساتھ ساتھ اس نے آسمان کو ایک گنبد کی شکل میں ہمارے سروں کے اوپر بنا رکھا ہے جو ہماری حفاظت بھی کرتا ہے اور ہمیں سایہ بھی دیتا ہے، اگر آسمان ہمارے اوپر نہ ہوتا تو آسمان سے اوپر جو دنیا ہے وہاں موجود اشیا ہمارے اوپر برس پڑتیں یہ سب کاریگری ایک اللہ کی ہے جس نے ہمارے نفع کے لئے ان سب چیزوں کو ٹھیک ٹھیک بنایا أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ (ابراہیم ۱۹) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا؟۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے خود انسان کی ذات میں غور کرنے کی تلقین کی کہ کس طرح اس کی پیدائش کی گئی اپنے آپ پر غور کرے اور اچھی طرح اللہ تعالی کی قدرت کو پہچان جائے؟ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی ہی نے تمہاری صورتوں کو بنایا اور بنایا بھی بہت ہی خوبصورت انداز میں، ایسا نہیں کہ کان ناک کی جگہ بنا دیا ہو یا ناک کان کی جگہ، یا پھر یہ کہ جانور کی شکل میں تمہاری صورت بنائی ہو ایسا نہیں بلکہ سب سے خوبصورت مخلوق جو اس نے بنائی ہے وہ انسان ہی ہے "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" ہم نے انسان کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیدا کیا (التین ۴) انسان کی پیدائش کے بعد اسکے جینے کا سامان بھی اللہ تعالی نے اس کے ساتھ پیدا کیا اور عمدہ، پاکیزہ اور مزیدار رزق اللہ تعالی نے انسان کے لئے پیدا فرمایا، لذیذ میوے، عمدہ کھانے، بہترین سبزیاں اور گوشت یہ سب کچھ اللہ تعالی نے انسان ہی کے لئے پیدا فرمایا اور انسان کو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کہ ہم نے انسان اور جنات کو صرف ہماری عبادت کے لئے پیدا فرمایا (الذاریات ۵۶) یہ سب چیزیں پیدا کرنے والا وہ ایک اللہ ہے تو انصاف کی بات یہی ہوگی کہ اس مالک وخالق ہی کی عبادت کی جائے، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے وہ ذات تو ان چیزوں سے پاک وبالا ہے بلکہ وہ تو سب جہانوں کا پالنے والا ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ اسی زندہ رہنے والی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے جسے موت نہیں۔(الفرقان ۷ ۵)
اور جو ایسی ذات ہے وہی عبادت کے لائق ہے، اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر ہمیں کچھ مانگنا ہو تو اسی عظیم رب سے مانگنا چاہئے جسکے قبضہ میں سارے خزانے ہیں "وَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِه" اللہ ہی سے اسکے فضل کو مانگا کرو۔(النساء ۳۲) وہی ہے جو ہماری ہر پکار کو سن سکتا ہے، اس کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ہماری دعاوں کو قبول کر سکے اور ہم نے جو مانگا ہو وہ عطا کر سکے، اب تعریف بھی اسی رب کی کرنی ہوگی جس رب نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب بھی کوئی "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" پڑھے تو اسکے فوری بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کہے، اسی آیت کی وجہ سے۔(الاسماء والصفات للبیہقی ۱۹۴)

مجھے غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے

﴿درس نمبر ۱۸۵۹﴾ ﴿المؤمن ۶۶-تا-۶۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنِّيْ نُهِيْتُ بے شک میں تو روک دیا گیا ہوں اَنْ کہ اَعْبُدَ میں عبادت کروں الَّذِيْنَ ان کی جن کو تَدْعُوْنَ تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا لَمَّا جب کہ جَآءَنِيَ آگئیں میرے پاس الْبَيِّنٰتُ واضح دلیلیں مِنْ رَّبِّيْ میرے رب کی طرف سے وَ اور اُمِرْتُ میں حکم دیا گیا ہوں اَنْ اُسْلِمَ کہ میں فرمانبردار رہوں لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کا هُوَ وہی ہے الَّذِيْ جس نے خَلَقَكُمْ تمہیں پیدا کیا مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ پھر مِنْ نُّطْفَةٍ نطفے سے ثُمَّ پھر مِنْ عَلَقَةٍ جمے ہوئے خون سے ثُمَّ پھر يُخْرِجُكُمْ وہ تم کو نکالتا ہے طِفْلًا بچہ بنا کر ثُمَّ پھر لِتَبْلُغُوْا تا کہ تم پہنچو اَشُدَّكُمْ اپنی جوانی کو ثُمَّ پھر لِتَكُوْنُوْا تا کہ تم ہو جاؤ شُيُوْخًا بوڑھے وَ اور مِنْكُمْ تم میں سے کچھ مَّنْ وہ ہیں جو يُّتَوَفّٰى فوت کر دیئے جاتے ہیں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے ہی وَ اور لِتَبْلُغُوْا تا کہ تم پہنچو اَجَلًا مُّسَمًّى ایک معین مدت کو وَّ اور لَعَلَّكُمْ تا کہ تم تَعْقِلُوْنَ سمجھو هُوَ وہ الَّذِيْ وہ ہے جو يُحْيٖ زندہ کرتا ہے وَ اور يُمِيْتُ مارتا ہے فَاِذَا پھر جب قَضٰى وہ فیصلہ کر لیتا ہے اَمْرًا کسی کام کا فَاِنَّمَا تو بس يَقُوْلُ وہ کہتا ہے لَهٗ اسے كُنْ ہو جا فَيَكُوْنُ تو وہ ہو جاتا ہے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! کافروں سے) کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر جھکا دوں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں باہر لاتا ہے، پھر (وہ تمہاری پرورش کرتا ہے) تا کہ تم اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جاؤ اور پھر بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں اور تا کہ تم ایک مقرر میعاد تک پہنچو اور تا کہ تم عقل سے کام لو۔ وہی ہے جو زندگی دیتا اور موت دیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے کہ ''ہو جا'' بس وہ ہو جاتا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کافروں سے کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو۔

۲۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر جھکا دوں۔

۳۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ ۴۔ پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے۔

۵۔ اس کے بعد وہ تمہیں بچہ کی شکل میں باہر لایا ہے۔

۶۔ پھر وہ تمہاری پرورش کرتا ہے تا کہ تم بھرپور طاقت کو پہنچ جاو اور پھر بوڑھے ہو جاو۔

۷۔ تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں۔

۸۔ تا کہ تم ایک مقرر میعاد تک پہنچو۔ ۹۔ تا کہ تم عقل سے کام لو۔

اللہ تبارک وتعالی کی قدرت وتوحید پر دلائل پیش کرنے اور اللہ تعالی کی شان اور عظمت بیان کرنے کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ عبادت کے لائق وہی ایک ذات ہے۔ لہٰذا ان آیتوں اس ایک رب کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے سے روکا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد! ان مشرکین سے کہہ دو کہ مجھے میرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اسی کی عبادت کروں، ان کی نہیں جنکی تم اسے چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، میں جسکی عبادت کرتا ہوں اسکی عبادت کرنے پر جو دلیلیں ہیں وہ میرے پاس آ چکی ہیں اور تم نے بھی اپنی آنکھوں سے اسکی قدرت کو دیکھ ہی لیا ہے تو اب ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد کسی بھی عقل مند انسان کی عقل یہ گوارا نہیں کرتی کہ اسکو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنایا جائے، اس لئے میں تو اسی رب کے آگے سر جھکاتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں، مجھے حکم بھی اسی بات کا ہوا ہے کہ میں اسی ایک رب کے آگے اپنے سر کو جھکا دوں جو میرا، تمہارا بلکہ سارے جہانوں کا رب ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ

روایت منقول ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے نبی رحمت ﷺ سے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم جو کچھ ہمارے معبودوں کے بارے میں کہہ رہے ہو اس سے باز آ جاو اور اپنے باپ دادا کے دین کو قبول کرلو، انکے اس طرح کہنے پر یہ آیت "قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ؗ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" نازل ہوئی۔ (الدرالمنثور۔ ج،۷۔ص،۳۰۴)

اللہ تعالی نے انسان کی پیدائش کے مرحلہ کو سلسلہ وار بیان کیا ہے جس سے انسان آج تک غافل تھا، فرمایا کہ وہی وہ اللہ ہے جس نے انسان کو سب سے پہلے مٹی سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے ولادت کا ایک طریقہ متعین فرمادیا کہ جب ایک مرد اور عورت کا آپس میں جنسی تعلق ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں حمل ٹھہرتا ہے اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس ملاپ کے نتیجہ میں مادر رحم میں ایک نطفہ پناہ لیتا ہے پھر دھیرے دھیرے وہ نطفہ ایک جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرلیتا ہے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ واقعی تمام انسانوں کی پیدائش مٹی ہی سے ہے اس لئے کہ انسان ایک نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور وہ نطفہ غذا کی وجہ سے بنتا ہے اور وہ غذا پانی اور مٹی کی وجہ سے وجود میں آتی ہے تو اس طرح انسان کی اصل پیدائش مٹی ہی سے ہوئی کہ اگر مٹی نہ ہوتی تو نہ غذا پیدا ہوتی اور نہ نطفہ بنتا اور نہ انسان وجود میں آتا، اس آیت میں انسان کی پیدائش کے اسی مرحلہ تک کا ذکر ہے مگر قرآن کریم کی دوسری آیتوں میں اسکے بعد والے مرحلے بھی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۱۴ میں ذکر کیا گیا ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا کہ ہم نے نطفہ کو خون کے ٹکڑے میں بدل دیا، پھر اس خون کے ٹکڑے کو گوشت کی بوٹی بنادیا، پھر اس گوشت کی بوٹی کو ہڈی میں تبدیل کیا اور پھر اس ہڈی پر گوشت چڑھادیا۔ اس طرح ایک جاندار انسان وجود میں آیا اسی کو اللہ تعالی نے آگے فرمایا "ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا" اسکے بعد اس نے تمہیں ایک نومولود بچہ کی شکل میں نکالا، پھر اس بچپن کا زمانہ گزار کر اس نے تمہیں جوانی کی دہلیز پر پہنچایا کہ تم اس زمانہ میں بڑے طاقتور تھے اور ایسے ایسے کام کیا کرتے تھے جو تم اپنے بچپن میں کرنے سے عاجز تھے پھر اس جوانی کے بعد پھر سے وہ کمزوری کا زمانہ تم پر لے آیا کہ تم اس زمانہ میں پھر سے ان کاموں کے کرنے سے عاجز ہو گئے جو جوانی میں بڑے مزے سے کیا کرتے تھے، مگر اسکے علاوہ ایسے بھی کچھ لوگ ہیں جو یہ لمبا زمانہ نہیں پاتے یعنی یا تو وہ اپنے بچپن میں ہی فوت ہوجاتے ہیں یا پھر جوانی میں وفات پاتے ہیں ان سب کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر ایک کا وقتِ مقرر لکھ دیا ہے، تو جسکا وقت مقرر ختم ہوجاتا ہے تو وہ اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے چاہے وہ بچپن میں ہو، جوانی میں ہو یا بڑھاپے میں لیکن اکثر عمر کا حال ان تینوں مرحلوں پر ہی گھومتا ہے بچپن، جوانی اور بڑھاپا اسی لئے اللہ تعالی نے ان تینوں زمانوں کو بیان فرمادیا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سات سال کی عمر میں بچہ کے دودھ کے دانت ٹوٹ

جاتے ہیں اور چودہ سال کی عمر میں اسے احتلام ہوتا ہے یعنی وہ بالغ ہوجاتا ہے اور اکیس سال کی عمر تک اسکا جسم پورا بڑھ جاتا ہے اور اٹھائیس سال کی عمر میں اسکی عقل پوری مکمل ہوجاتی ہے اور جب وہ تینتیس سال کا ہوتا ہے تو اسکی عقل اور پختہ ہوجاتی ہے۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۳۰۵) انسان کے ان تمام مراحل کو بتانے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان سب چیزوں کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان ان باتوں میں غور وفکر اللہ کی قدرت کو پہچانے اور اس پر ایمان لے آئے اور اسکی عبادت میں لگ جائے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۰﴾ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی ﴿المؤمن ۶۹۔تا۔۷۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جو يُجَادِلُوْنَ جھگڑتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں میں اَنّٰى کہاں يُصْرَفُوْنَ وہ پھرے جارہے ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَذَّبُوْا جھٹلایا بِالْكِتٰبِ اس کتاب کو وَ اور بِمَآ اس کو کہ اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا بِهٖ اس کے ساتھ رُسُلَنَا اپنے رسولوں کو فَسَوْفَ تو عنقریب يَعْلَمُوْنَ وہ جان لیں گے اِذِ جب الْاَغْلٰلُ طوق ہوں گے فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ان کی گردنوں میں وَ اور السَّلٰسِلُ زنجیریں يُسْحَبُوْنَ وہ گھسیٹے جائیں گے فِي الْحَمِيْمِ کھولتے پانی میں ثُمَّ پھر فِي النَّارِ آگ میں يُسْجَرُوْنَ وہ جلائے جائیں گے

ترجمہ:۔ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں؟ کوئی کہاں سے ان کا رخ پھیر دیتا ہے؟ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس کتاب کو بھی جھٹلایا ہے اور اس (تعلیم) کو بھی جس کا حامل بنا کر ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے تھے، چنانچہ انہیں عنقریب پتہ لگ جائے گا۔ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی ،انہیں گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا، پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں؟

۲۔ کوئی کہاں سے انکا رخ پھیر دیتا ہے؟

۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کتاب کو بھی جھٹلایا۔

۴۔ اس تعلیم کو بھی جھٹلایا جس کا حامل بنا کر ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے تھے۔

۵۔ چنانچہ انہیں عنقریب پتہ لگ جائے گا۔ ۶۔ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہونگی۔
۷۔ انہیں گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا۔ ۸۔ پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہماری آیتوں میں بیجا جھگڑے کرتے ہیں؟ اور انکے پاس اس جھگڑے پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی وضاحت۔ اسکے باوجود وہ اللہ تعالی کی واضح آیتوں میں شک وشبہ نکالتے ہیں، کیا آپ کو انکے حال پر کچھ تعجب ہوا؟ تعجب تو ہے ایسی کونسی چیز ہے کہ جو انہیں حق سے منہ موڑنے اور گمراہی کو اپنانے کی طرف راغب کر رہی ہے؟ جبکہ اتنی ساری دلیلیں اللہ تعالی کی وحدانیت اور اسکے معبود ہونے پر بیان کی گئی ہیں اسکے باوجود یہ لوگ اسکی عبادت سے منہ موڑے ہوئے ہیں، انہیں اسکی سزا ضرور ملے گی اور جو لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہماری آیتوں کو اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں انہیں قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ انکے اس عمل پر انکے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے؟ چنانچہ ان آیتوں اور پیغمبروں کو جھٹلانے کے نتیجہ میں انکی گردنوں میں بیڑیاں ڈال کر قیدی کی طرح کھینچتے ہوئے جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں انہیں ڈالا جائے گا، وہ پانی اتنا سخت گرم ہوگا کہ اسکی بھانپ سے ہی انسان کے گوشت گل کر نیچے گرنے لگیں گے پھر اسکے بعد انہیں جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا، سورۂ رحمن کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی اللہ تعالی نے یہی سزا انکے لئے بیان کی کہ "هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ. یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ" کہ یہ وہ جہنم ہے جسکا مجرم یعنی کافر لوگ انکار کرتے تھے، لہذا انہیں کبھی اس جہنم میں پھینکا جائے گا تو کبھی کھولتے ہوئے گرم پانی میں، پھر سورۂ دخان کی آیت نمبر ۴۷ تا ۵۰ میں بھی اللہ تعالی نے ان مجرمین کی سزاوں کے تعلق سے بیان فرمایا خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ O ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ O ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ O اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اسے پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے بیچوں بیچ جاو، پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو تا کہ یہ اسکے لئے عذاب پر عذاب ہو، پھر کہا جائے گا کہ لے اس عذاب کا مزہ چکھ، اے اللہ! تو ہی بڑا صاحب اقتدار، بڑے عزت والا ہے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کو پہنائی جانے والی بیڑیوں کی کیفیت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اسکے برابر ایک ٹکڑا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا) آسمان سے زمین کی طرف جو پانچ سو سال کی مسافت ہے، چھوڑا جائے تو رات سے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا، (مطلب یہ کہ اتنی وزنی ہوں گے کہ اپنے وزن کی وجہ سے اتنے سالوں کا سفر بس ایک دن میں طے کر لیں گے، اس لئے کہ چیز جتنی وزنی ہوگی اسکو اگر اوپر سے پھینکا جائے تو وہ جلدی سے زمین پر گر جاتی ہے) اور اگر وہی ٹکڑا

زنجیر کا (جسکا ذکر) قرآن کریم میں ہے، ثُمَّ فِیۡ سِلۡسِلَةٍ ذَرۡعُهَا سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسۡلُکُوۡهُ اس کے سرے چھوڑا جائے تو اس زنجیر کی جڑ یا اسکی تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال دن اور رات گزر جائیں گے (یعنی اتنی لمبی وہ زنجیر ہوگی جو جہنمیوں کو پہنائی جائی گی)۔ (ترمذی ۲۵۸۸)

﴿درس نمبر ۱۸۶۱﴾ اسی طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے ﴿المؤمن ۷۳۔تا۔۷۵﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ثُمَّ قِيۡلَ لَهُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ۝ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـًٔا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ ذٰلِكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر قِيۡلَ کہا جائے گا لَهُمۡ ان سے اَيۡنَ کہاں ہیں مَا وہ جن کو كُنۡتُمۡ تم تھے تُشۡرِكُوۡنَ شریک ٹھہراتے مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا قَالُوۡا وہ کہیں گے ضَلُّوۡا وہ گم ہو گئے عَنَّا ہم سے بَلۡ بلکہ لَّمۡ نَكُنۡ ہم نہ تھے نَّدۡعُوۡا پکارتے مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے شَيۡـًٔا کسی چیز کو بھی كَذٰلِكَ اسی طرح يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے اللّٰهُ اللہ الۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کو ذٰلِكُمۡ یہ بِمَا اس سبب سے ہے کہ كُنۡتُمۡ تم تھے تَفۡرَحُوۡنَ خوش ہوتے فِی الۡاَرۡضِ زمین میں بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ناحق وَ اور بِمَا بہ سبب اس کے کہ كُنۡتُمۡ تم تھے تَمۡرَحُوۡنَ اتراتے

ترجمہ:۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ (تمہارے معبود) جنہیں تم خدائی میں اس کا شریک مانا کرتے تھے؟ یہ کہیں گے وہ سب تو ہم سے کھو گئے، بلکہ ہم پہلے کسی چیز کو نہیں پکارا کرتے تھے، اس طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے۔ (ان سے یہ پہلے ہی کہہ دیا گیا ہوگا کہ) یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم زمین میں ناحق بات پر اترایا کرتے تھے اور اس لئے کہ تم اکڑ دکھاتے تھے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جنہیں تم خدائی میں اللہ کے سوا اس کا شریک مانا کرتے تھے؟

۲۔ وہ کہیں گے کہ وہ سب ہم سے کھو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی کو پکارا نہیں کرتے تھے۔

۳۔ اس طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے۔

۴۔ ان سے یہ پہلے ہی کہہ دیا گیا ہوگا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم زمین میں ناحق بات پر اترایا کرتے تھے۔

۵۔ اسلئے کہ تم زمین میں اکڑ دکھایا کرتے تھے۔

ان کافروں کو کھولتے ہوئے پانی کی سزا دینے کے بعد جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت انکو اور

ذلیل ورسوا کرنے اور درد میں مزید سختی پیدا کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود آج نظر نہیں آ رہے ہیں جنکے بارے میں تم کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ اللہ کے شریک ہیں اور جب ہمیں اللہ عذاب میں ڈالے گا تو یہ ہمارے معبود ہمیں اس عذاب سے بچالیں گے، تو کیا ہوا آج تمہیں بچانے کے لئے وہ تمہارے معبود نہیں آئے؟ اس سوال پر وہ پہلے تو کہیں گے کہ ان لوگوں کا تو آج پتہ ہی نہیں ہے وہ لوگ ہم سے گم ہو گئے اور ہمیں اس عذاب میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے، جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے بنائے ہوئے معبود انکے کچھ کام نہیں آئے تو اس وقت یہ لوگ اپنی بات سے مکر جائیں گے اور جھوٹ بولنا شروع کرینگے کہ ہم نے تو آپ کے علاوہ کسی کو دنیا میں پکارا ہی نہیں، ہم تو بس آپ کی ہی عبادت کیا کرتے تھے اسکے علاوہ کسی اور کی نہیں لہذا اب آپ ہی ہمیں اس عذاب سے بچا لیجئے، ان کی یہ جو باتیں ہیں بس اس گمراہی کا نتیجہ ہے جس گمراہی میں وہ لوگ دنیا میں پڑے ہوئے تھے جس طرح وہ لوگ دنیا میں اللہ کو بھول بیٹھے تھے یہاں قیامت کے دن اللہ انہیں بھول جائے گا اور یہ بدحواس ہو کر پھرتے رہیں گے، انکا نہ ہی یہاں کوئی پرسان حال ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ جو سزائیں ان کافروں کو یہاں دی جارہی ہے وہ یوں ہی نہیں دی جارہی ہیں بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ دیکھو! یہ یہ کام برے ہیں اگر تم ان کاموں کو انجام دو گے اور ان سے نہیں بچو گے تو تمہیں کل قیامت کے دن اس اس طرح کی خوفناک اور دردناک سزا دی جائے گی مگر تم نے اس دنیا میں ہماری کہی ہوئی باتوں کو مذاق میں لیا اور اسے جھٹلایا کرتے تھے اور ناحق کی باتوں پر اترایا کرتے تھے اور زمین میں اکڑ دکھایا کرتے تھے، جیسے کہ قارون بھی اپنی دولت پر اتراتا تھا اور اکڑتا تھا" قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ"، یاد کرو اس وقت کو جب قارون سے اسکی قوم نے کہا تھا کہ تو اپنی دولت پر مت اترا، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (القصص ۷۶) تم لوگ بھی اسی طرح کی حرکتیں کیا کرتے تھے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ نہ ہی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نہ ہمیں کوئی سزا ملے گی اب اپنی کی ہوئی حرکتوں کا مزہ اس دوزخ کی آگ میں چکھو۔ انسان کی طبیعت میں جب گندگی بھر جاتی ہے تو اسے برائی اور گناہ کے کام کرنے میں مزہ آتا ہے اور اسکے کرنے پر وہ خوش بھی ہوتا ہے مگر یہ خوشی اور مزہ صرف چند روز کا ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی دنیا میں اسکے کئے کی سزا دیدے جیسا کہ ہامان، قارون اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے دی اور آخرت میں انکے لئے طرح طرح کی سزائیں تیار کی جاچکی ہے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم گندی اور بری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور یہ نہ سوچیں کہ ایک برائی یا گناہ کرنے سے کیا ہوگا؟ ایسے ہی کرتے کرتے ہم ایک دن گناہوں میں ڈوب جائیں گے اور پھر حال یہ ہوگا کہ ہمیں گناہ گناہ نہیں لگے گا اس وقت سمجھ لینا کہ ہماری بربادی شروع ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر برائی اور گناہ کے کاموں سے محفوظ رکھے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۲﴾ **دوزخ کے دروازوں میں داخل ہوجاو** ﴿المؤمن ۷۶۔تا۔۷۸﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اُدۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ○ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اُدۡخُلُوۡا تم داخل ہوجاؤ اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِيۡنَ ہمیشہ رہنے والے فِيۡهَا اس میں فَبِئۡسَ پس بُرا ہے مَثۡوَى ٹھکانا الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ تکبر کرنے والوں کا فَاصۡبِرۡ لہذا آپ صبر کیجیے اِنَّ بے شک وَعۡدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ حَقٌّ حق ہے فَاِمَّا پھر اگر نُرِيَنَّكَ ہم آپ کو دکھا دیں بَعۡضَ بعض الَّذِىۡ وہ جس کا نَعِدُهُمۡ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں اَوۡ یا نَتَوَفَّيَنَّكَ ہم آپ کو فوت کر دیں فَاِلَيۡنَا تو ہماری طرف ہی يُرۡجَعُوۡنَ وہ لوٹائے جائیں گے وَ اور لَقَدۡ البتہ تحقیق اَرۡسَلۡنَا ہم نے بھیجے رُسُلًا کئی رسول مِّنۡ قَبۡلِكَ آپ سے پہلے مِنۡهُمۡ کچھ ان میں سے مَّنۡ وہ ہیں جن کا قَصَصۡنَا ہم نے حال بیان کر دیا عَلَيۡكَ آپ پر وَ اور مِنۡهُمۡ کچھ ان میں سے مَّنۡ وہ ہیں کہ لَّمۡ نَقۡصُصۡ ہم نے حال بیان نہیں کیا عَلَيۡكَ آپ پر وَ اور مَا نہیں كَانَ ہے لِرَسُوۡلٍ کسی رسول کے لیے اَنۡ يَّاۡتِىَ کہ وہ لے آئے بِاٰيَةٍ کوئی نشانی اِلَّا مگر بِاِذۡنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے فَاِذَا پھر جب جَآءَ آ گیا اَمۡرُ اللّٰهِ اللہ کا حکم قُضِىَ فیصلہ کر دیا گیا بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور خَسِرَ خسارہ اٹھایا هُنَالِكَ وہاں الۡمُبۡطِلُوۡنَ اہلِ باطل نے

ترجمہ:۔ جاؤ، جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہوجاؤ، کیونکہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔لہذا (اے پیغمبر!) تم صبر سے کام لو، یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اب ہم ان (کافروں کو) جس (عذاب) سے ڈرا رہے ہیں، چاہے اس کا کچھ حصہ ہم تمہیں بھی (تمہاری زندگی میں) دکھا دیں، یا تمہیں دنیا سے اٹھالیں، بہرصورت ان کو ہمارے پاس ہی واپس لایا جائے گا۔اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر بھیجے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے تمہیں بتا دیئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے تمہیں نہیں بتائے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جاو، جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہوجاو۔

۲۔تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔ ۳۔لہٰذا اے پیغمبر! آپ صبر سے کام لیجئے۔

۴۔یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۵۔اب ہم ان کافروں کو جس عذاب سے ڈرا رہے ہیں چاہے اسکا کچھ حصہ ہم تمہیں بھی تمہاری زندگی میں دکھلا دیں یا تمہیں دنیا سے اٹھا لیں۔

۶۔بہر حال انکو ہمارے ہی پاس واپس لایا جائے گا۔

۷۔حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر بھیجے ہیں۔

۸۔ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

۹۔کچھ پیغمبر وہ بھی ہیں جن کے واقعات سے ہم نے تمہیں آگاہ نہیں کیا۔

۱۰۔کسی پیغمبر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے کر آئے۔

۱۱۔جب اللہ کا حکم آئے گا تو سچائی کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۱۲۔جو لوگ باطل کی پیروی کر رہے ہیں وہ اس وقت سخت نقصان اٹھائیں گے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالی کفار و مشرکین کو ملنے والی سزا بتلا رہے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہو گا اور سب کے درمیان فیصلے ہو چکے ہوں گے تب ان مشرکین کو کہا جائے گا کہ چلو! اب جہنم کے دروازوں میں سے ہوتے ہوئے چلو پھر تمہیں وہاں وہ عذاب ملے گا جو تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے اور اس میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے سورۂ حجر کی آیت نمبر ۴۴ میں جہنم کے دروازوں کے بارے میں کہا گیا کہ **لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ** کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے میں داخلے کے لئے ان دوزخیوں کا ایک ایک گروہ بانٹ دیا گیا ہے۔لہذا اپنے کئے کی سزا میں اسی جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہو جو کہ بہت ہی بری جگہ ہے رہنے کے لئے، جہاں پر ذلت، رسوائی، عذاب، درد اور تکلیف ہی ہے، اس جگہ کسی قسم کی کوئی راحت کا سامان تک نہیں ہے، یہ جگہ تمہیں تمہارے اس تکبر کے نتیجہ میں ملی ہے جو تم نے اس دنیا میں اللہ اور اسکی آیتوں کے ساتھ کیا تھا، جب تمہارے سامنے ہماری آیتیں بیان کی جاتی تھیں تو بے پرواہ ہو کر اسے نظر انداز کرتے ہوئے چلے جاتے تھے، بھلائی کی کوئی بات تمہیں پسند نہیں آتی تھی اور اپنے آپ کو تم بڑا سمجھا کرتے تھے تو لو! آج یہ عذاب تمہارے اسی تکبر کا نتیجہ ہے، انکفار و مشرکین کے انجام کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یقینا آپ کو ان مشرکین کے ایمان نہ لانے اور انکے اس تکبر سے بڑی تکلیف ہوئی کہ میں انہیں اتنا سمجھا رہا ہوں مگر یہ لوگ مانتے ہی نہیں بلکہ اوپر سے مجھے تکلیفیں دیتے ہیں کبھی بدمعاش بچوں کو میرے پیچھے پتھر دیکر لگا دیتے ہیں تو کبھی مجھے اور میرے خاندان والوں اور ایمان والوں کو گھاٹی میں محصور ہونے

پر مجبور کر دیتے ہیں جہاں ہمیں کھانا پینا تک میسر نہیں، کبھی میرے قتل کی سازشیں کرتے ہیں وغیرہ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انکی ان تکلیفوں پر صبر کیجئے اس لئے کہ انہیں انکے کئے کی سزا ضرور ملے گی تھوڑے وقت بعد ہی سہی مگر مل کر رہے گی یہ آپکے رب کا وعدہ ہے اور آپ کا رب جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے، اور جس عذاب کا آپ کے رب نے وعدہ کیا کہ ان کو ملے گا، ہوسکتا ہے کہ اس عذاب کا کچھ حصہ اللہ انہیں اسی دنیا میں چکھا دے جیسا کہ دیگر قوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا جیسے کہ قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ لوط، قومِ نوح وغیرہ اور اگر انہیں یہاں عذاب نہ بھی ملے تو آخرت میں تو ہر حال میں یہ عذاب ملنے والا ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں کیونکہ ان کو بالآخر یہ دنیا چھوڑ کر ہمارے ہی پاس تو آنا ہے، تو جب یہ آجائیں گے انہیں انکے کئے کی سزا ہم ہی دیں گے اور اگر کسی کو اس دنیا میں اسکے برے کاموں کی سزا نہ ملے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ انکے اعمال اچھے تھے اسی لئے انہیں کوئی سزا نہیں ملی، اللہ تعالیٰ یہاں یہی فرما رہے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ اسی دنیا میں انکے کئے کی سزا انہیں ملے بلکہ ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہوسکتا یہ ہمارے ارادے پر اور ہماری حکمت پر منحصر ہے، جس کے ساتھ جو کرنا ہے وہ ہمیں زیادہ بہتر معلوم ہے۔

اور زیادہ تسلی دینے کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ اے نبی! دنیا میں بہت سارے انبیاء آئے ان میں سے بعض کے نام اور واقعات تو ہم نے آپ کو بیان کر دیئے ہیں جیسے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل حضرت اسحاقحضرت الیاسحضرت یونسحضرت یعقوب حضرت یوسفحضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ، علماء نے بیان کیا ہے کہ کل پچیس انبیاء اور رسولوں کے قصے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کئے اسکے علاوہ بہت سارے انبیاء کے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمائے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ نے کتنے انبیاء کو بھیجا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اور ان میں سے تین سو پچیس رسول تھے۔ (مشکوٰۃ ۵۷۳۷) ان تمام انبیاء و رسول کو اللہ تعالیٰ ہی نے انکی قوموں کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں توحید کی دعوت دیں، اتنے سارے انبیاء میں سے کسی کو بھی یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی معجزہ پیش کرسکیں، ہر ایک اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج تھا کہ اسکے حکم کے بغیر وہ بھی کچھ نہیں کرسکتے تھے، تو آپ بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین کی مرضی کے موافق کوئی معجزہ ہمارے حکم کے بغیر پیش نہیں کرسکتے، جب ہم حکم کریں گے تو معجزے پیش ہوں گے۔

اصل واقعہ یہ تھا کہ یہ کفار و مشرکین بے وجہ طرح طرح کے معجزات کا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبات کیا کرتے تھے حالانکہ انکا مقصد صرف دل لگی تھا کہ اگر بالفرض وہ معجزات جو انکے مطالبہ کے عین موافق ہوں آ بھی جائیں تب بھی یہ لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے اس لئے انکے ان سوالات سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو چھٹکارہ دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ دیا کہ آپ ان سے یہ کہہ دو کہ کوئی نبی اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی معجزہ پیش نہیں کرسکتا لہذا تم مجھ سے معجزات کا مطالبہ نہ کرو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اور اے نبی! آپ انکی باتوں پر صبر کیجئے جب تک انکا وقت مقرر نہ آجائے اور وہ وقت مقرر آجائے گا تو اللہ کا انکے حق میں جو فیصلہ ہے یعنی جنت یا جہنم کا وہ پورا ہوجائے گا اور جب یہ فیصلہ ہوجائے گا تو اس وقت باطل کی پیروی کرنے والوں کا بڑا ہی نقصان ہوگا اس لئے کہ انکے حصہ میں جہنم آئے گی جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۳﴾ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے ﴿المؤمن ۷۹۔تا۔۸۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ O وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ O وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَیَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِیْ وہ ہے جس نے جَعَلَ بنائے لَكُمُ تمہارے لیے الْاَنْعَامَ چوپائے لِتَرْكَبُوْا تا کہ تم سواری کرو مِنْهَا ان میں سے بعض پر وَ اور مِنْهَا بعض کو ان میں سے تَاْكُلُوْنَ تم کھاتے ہو وَ اور لَكُمْ تمہارے لیے فِيْهَا ان میں مَنَافِعُ بہت فائدے ہیں وَ اور لِتَبْلُغُوْا تا کہ تم پہنچو عَلَيْهَا ان پر حَاجَةً اپنی حاجت کو فِیْ صُدُوْرِكُمْ جو تمہارے سینے میں ہے وَ اور عَلَيْهَا ان پر وَ اور عَلَى الْفُلْكِ کشتیوں پر تُحْمَلُوْنَ تم سوار کیے جاتے ہو وَ اور يُرِيْكُمْ وہ دکھاتا ہے تمہیں اٰيٰتِهٖ اپنی نشانیاں فَاَیَّ پھر کون سی اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی نشانیوں کا تُنْكِرُوْنَ تم انکار کرو گے

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے تا کہ ان میں سے کچھ پر تم سواری کرو اور انہی میں سے وہ بھی ہیں جنہیں تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو اس تک پہنچ سکو اور تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔ اور اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے، پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے۔

۲۔ تا کہ ان میں سے کچھ پر تو تم سواری کرو اور انہی میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں تم کھاتے ہو۔

۳۔ تمہارے لئے ان میں بہت سارے فائدے ہیں۔

۴۔ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمہارے دلوں میں کہیں جانے کی جو حاجت ہو اس تک پہنچ سکو۔

۵۔تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔

۶۔اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا رہا ہے۔ ۷۔پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟۔

کافروں اور مشرکوں کو ملنے والے عذاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد پھر سے اللہ تعالیٰ اپنے وجود پر اور اپنی توحید پر دلائل پیش کر رہے ہیں، جسکا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے انسانوں کے دلوں میں توحید کی بات بیٹھ جائے اور اس لئے بھی اللہ تعالیٰ اس مضمون کو بار بار بیان فرما رہے ہیں کہ توحید ہی اصل جان اور سب سے اہم بنیاد ہے اگر توحید نہ ہو تو جتنے بھی اعمال کئے جائیں گے ان کا کوئی فائدہ انسان کو نہیں ہوگا الغرض اللہ تعالیٰ نے اللہ کے وجود اور توحید کی چند مثالیں انکے سامنے پیش کی ہیں چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ جس نے تمہارے فائدہ اور راحت کے لئے جانوروں کو پیدا فرمایا ان جانوروں میں انسان کے کیا کیا فائدے ہیں؟ اسے بیان فرمایا کہ "لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا" کہ وہ تمہاری سواری کا کام کرتی ہے تاکہ تمہیں اگر کہیں دور جانا پڑے تو تم اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر ان جانوروں کو بطور سواری استعمال کرسکو، اسکے بعد دوسری راحت جو تمہیں ان جانوروں سے ملتی ہے وہ یہ کہ تم ان جانوروں میں سے بعض حلال جانور جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ کو اپنی غذا بناتے ہو جس سے تمہارے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں یہ دو فائدے ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ اور بہت سے فائدے تم حاصل کرتے ہو جیسے کہ ان جانوروں کا دودھ تم استعمال کرتے ہو اور بعض جانوروں پر تم اپنے سازوسامان کو لاد کر لیجاتے ہو اور ان جانوروں کی کھال کا استعمال کرتے ہوئے تم طرح طرح کی چیزیں بناتے ہو، انکی ہڈیوں کو استعمال کر کے کنگن وغیرہ بناتے ہو اور بھی ایسے بہت سے فائدے تم ان جانوروں سے حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پھر سے ان جانوروں کو سفر کے لئے استعمال کرنے کا اشارہ کیا اس لئے کہ انسان کو سفر میں جتنی مشکلات پیش آتی ہیں اتنی مشکلات اسے اپنے مقام پر پیش نہیں آتیں اور انسان اس سفر کی مشقت کو آسانی سے نہیں بھولتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی راحت کے لئے جو چیزیں بنائی ہیں اسکی طرف اشارہ کر کے انسان کے دلوں کو سوچنے پر مجبور کر رہا ہے واقعی اگر یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بنائی نہ ہوتیں تو ہم کتنی مشقت میں پڑ جاتے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں میں جہاں کہیں سفر کرنے کی چاہت ہو تو تم ان جانوروں کو استعمال کرتے ہوئے ان پر سوار ہو کر اپنے مقصد تک پہنچ جاتے ہو ان جانوروں پر تم سوار ہو کر اپنا زمینی سفر طے کرتے ہو اور کشتیوں پر سوار ہو کر تم اپنا سمندری سفر طے کرتے ہو، عرب کی ایک کہاوت ہے "اَلْجَمَلُ سَفِيْنَةُ الصَّحْرَاءِ" کہ یہ اونٹ صحرا کی کشتی ہے کہ جس طرح آسانی سے کشتی کے ذریعہ سمندر کا سفر طے کیا جاتا ہے اسی طرح صحرا کا طوفانی سفر بھی ان اونٹوں کے ذریعہ آسانی سے طے کیا جاتا ہے، سورۂ نحل کی آیت نمبر ۵ تا ۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ

فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ O وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ O وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ چوپائے اسی نے پیدا کئے جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے اور اسکے علاوہ بہت سے فائدے ہیں، انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو اور جب تم انہیں شام کے وقت چرا کر گھر لاتے ہو یا صبح کے وقت انہیں چرانے لے جاتے ہو تو ان میں تمہارے لئے ایک خوشنما منظر بھی ہے اور یہ تمہارے لئے بوجھ لاد کر ایسے شہر تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جان جوکھم میں ڈالے بغیر پہنچ نہیں سکتے، حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار بہت ہی شفیق، بڑا مہربان ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اب ان تمام نشانیوں دیکھ کر تمہیں معلوم ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ یہ ساری چیزیں پیدا کر سکیں تو اب تم ان نشانیوں میں سے کونسی نشانی کا انکار کرتے ہو کہ فلاں چیز نعوذ باللہ اللہ تعالی نے نہیں بلکہ کسی اور نے پیدا کی ہے؟ جب تمہیں اس بات پر پورا یقین ہے کہ یہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا اور تم اس چیز کا انکار بھی نہیں کرتے تو پھر اب وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں اس اللہ پر ایمان لانے سے روک رہی ہے؟۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۴﴾ جو کچھ وہ کمائے ان کے کچھ کام نہ آیا ﴿المؤمن ۸۲۔۸۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ O فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَلَمْ کیا پھر نہیں يَسِيْرُوْا انہوں نے سیر کی فِي الْاَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوْا کہ وہ دیکھتے كَيْفَ کیسا كَانَ ہوا عَاقِبَةُ انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے كَانُوْٓا وہ تھے اَكْثَرَ زیادہ مِنْهُمْ ان سے وَ اور اَشَدَّ زیادہ سخت قُوَّةً قوت میں وَّ اور اٰثَارًا نشانات کے اعتبار سے فِي الْاَرْضِ زمین میں فَمَآ پھر نہ اَغْنٰى کام آیا عَنْهُمْ ان کے مَّا وہ جو كَانُوْا تھے يَكْسِبُوْنَ وہ کماتے فَلَمَّا پس جب جَاۗءَتْهُمْ آئے ان کے پاس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ فَرِحُوْا تو وہ خوش ہوئے بِمَا اس پر جو عِنْدَهُمْ ان کے پاس تھا مِّنَ الْعِلْمِ علم وَ اور حَاقَ گھیر لیا بِهِمْ ان کو مَّا اس نے کہ كَانُوْا وہ تھے بِهٖ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے

ترجمہ:۔ بھلا کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو لوگ تھے ان کا انجام کیسا

ہوا؟ وہ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور طاقت میں بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے اور ان یادگاروں میں بھی جو وہ زمین میں چھوڑ کر گئے ہیں، پھر بھی جو کچھ وہ کماتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہیں آیا۔ چنانچہ جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے، تب بھی وہ اپنے اس علم پر ہی ناز کرتے رہے جو ان کے پاس تھا اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو تھے انکا انجام کیسے ہوا؟

۲۔ حالانکہ وہ ان سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور طاقت میں بھی۔

۳۔ ان یادگاروں میں بھی جو وہ زمین میں چھوڑ کر گئے ہیں۔

۴۔ اسکے باوجود بھی جو کچھ وہ کمائے تھے انکے کچھ کام نہیں آیا۔

۵۔ جب انکے پیغمبر انکے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تب بھی وہ اپنے اس علم پر ہی ناز کرتے رہے جو انکے پاس تھا۔

۶۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔

ان مشرکین کے سامنے ان لوگوں کا حال بیان کیا جارہا ہے جو ان سے پہلے تھے اور انکے کام بھی ایسے ہی تھے جیسے کہ ان لوگوں کے ہیں، ان مشرکین کو یہاں تنبیہ کی گئی کہ دیکھو! ان لوگوں کا جو حال انکے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا وہ تمہارا بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ فرمایا کہ کیا ان مشرکین نے زمین کا چکر لگا کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو سرکش اور نافرمان لوگ تھے انکا کیا انجام ہوا؟ حالانکہ وہ لوگ ان سے تعداد میں کہیں زیادہ تھے اور انکی طاقت وقوت بھی ان سے کئی گنا بڑھی ہوئی تھی اور انکے پاس مال و دولت کی بھی کوئی کمی نہیں تھی جسکی گواہی انکے باقیات، محلات اور مکانات دیتے ہیں جیسا کہ کہ قارون کی دولت کی آج بھی مثال دی جاتی ہے ان ساری حقیقتوں کے باوجود انہیں ہلاک ہونے سے اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکا، ان لوگوں کا بھی جرم یہی تھا کہ جب انکے پاس ہمارے کوئی نبی اللہ کا کلام اور اسکی بھیجی ہوئی باتیں پڑھ کر سناتے اور انہیں توحید کی دعوت دیتے تو یہ لوگ اسے جھٹلایا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ نبی جو بھی باتیں ہم سے بیان کررہے ہیں وہ بالکل غلط اور جھوٹی ہیں اور جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ باتیں ہی سچی ہیں، اس طرح وہ لوگ اپنے علم پر فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کی باتوں پر دھیان ہی نہیں دیتے تھے اور یہ سمجھا کرتے تھے ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور جب ان کے انبیاء انہیں انکی حرکتوں پر اللہ کے عذاب سے ڈراتے تو یہ لوگ اس بات کا مذاق اڑاتے تھے، ہم اتنے مضبوط اور طاقتور کہ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا ہم پر کیا کوئی عذاب آئے گا؟ اور اگر آ بھی گیا تو کوئی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں پائے گا، لہذا جس عذاب کا یہ لوگ مذاق اڑایا

کرتے تھے اسی عذاب نے انہیں اپنی دبوچ میں لے لیا اور انکا حال ایسا ہوا کہ رہتی دنیا تک وہ نشان عبرت بن کر رہ گئے جن سے تم بھی بخوبی واقف ہو، تو اے مشرکو! ان جیسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکا تو انکے سامنے تمہاری کیا اوقات ہے جبکہ تم نہ تو انکے برابر تعداد میں ہو اور نہ ہی تمہارے پاس ان جیسی قوت و طاقت ہے اور نہ ہی انکے جیسی مال دولت؟ اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاو ورنہ تمہارا حشر بھی بہت برا ہوگا۔ ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان قوموں کی تباہی کی ایک وجہ حق کو تسلیم نہ کرنا اور اپنے علم پر ہی ناز کرنا تھا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اور جو مجھے معلوم ہے وہی درست ہے باقی تم جو بھی کہہ لو میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس عادت کو اپنے اندر سے نکال باہر کریں اور اگر کوئی ایسی بات بتا رہا جسکا ہمیں علم نہ ہو اور وہ بات بھی حق ہو تو ہمیں کھلے دل سے اس حق بات کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن میں یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام دیکھیں جنہوں نے جھٹلایا سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۷ میں کہا گیا قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ سُنَنٌ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ۔ ”تم سے پہلے بہت سے واقعات گذر چکے ہیں، اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جنہوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا ان کا انجام کیسا ہوا؟“۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ انْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۔ ”(ان کافروں سے) کہو کہ: ذرا زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟“ سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۹ میں کہا گیا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰىؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡاؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ”اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے وہ سب مختلف بستیوں میں بسنے والے انسان ہی تھے جن پر ہم وحی بھیجتے تھے تو کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے قوموں کا انجام کیسا ہوا؟ اور آخرت کا گھر یقیناً ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر ہے جنہوں نے تقوی اختیار کیا، کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟“

﴿درس نمبر ۱۸۶۵﴾ خبردار رہو کہ اللہ کا یہی معمول ہے ﴿المؤمن ۸۴۔۸۵﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ وَ كَفَرۡنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ ○ فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ اِيۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَاؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ فِىۡ عِبَادِهٖۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَمَّا پھر جب رَاَوْا انہوں نے دیکھا بَاْسَنَا ہمارا عذاب قَالُوْا تو کہا اٰمَنَّا ہم ایمان لائے بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ اکیلے اللہ پر وَ اور كَفَرْنَا ہم نے انکار کیا بِمَا ان چیزوں کا کہ كُنَّا ہم تھے بِهٖ ان کو مُشْرِكِيْنَ شریک ٹھہرانے والے فَلَمْ پھر نہ يَكُ ہوا کہ يَنْفَعُهُمْ نفع دیتا ان کو اِيْمَانُهُمْ ان کا ایمان لَمَّا جب کہ رَاَوْا انہوں نے دیکھ لیا بَاْسَنَا ہمارا عذاب سُنَّتَ اللّٰهِ اللہ کے طریقے کے مانند الَّتِيْ وہ جو قَدْ تحقیق خَلَتْ گزرا فِيْ عِبَادِهٖ اس کے بندوں میں وَ اور خَسِرَ خسارہ اٹھایا هُنَالِكَ وہاں الْكٰفِرُوْنَ کافروں نے

ترجمہ:۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس وقت کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے اور ان سب کا ہم نے انکار کر دیا جن کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ لیکن جب ہمارا عذاب انہوں نے دیکھ لیا تھا تو اس کے بعد ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا تھا، خبردار ہو کہ اللہ تعالی کا یہی معمول ہے جو اس کے بندوں میں پہلے سے چلا آتا ہے اور اس موقع پر کافروں نے سخت نقصان اٹھایا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس وقت کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے

۲۔ ان سب معبودوں کا ہم نے انکار کر دیا جن کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔

۳۔ جب ہمارا عذاب انہوں نے دیکھ لیا تھا تو اس وقت ان کا ایمان لانا انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا تھا۔

۴۔ خبردار رہو کہ اللہ کا یہی معمول ہے جو اسکے بندوں میں پہلے سے چلا آ رہا ہے۔

۵۔ اس عذاب کے موقع پر کافروں نے سخت نقصان اٹھایا۔

ان آیتوں میں کافروں کی اس کیفیت کو بیان کیا جا رہا ہے جو عذاب کے وقت تھی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ دیکھ لیا کہ اللہ کا عذاب ہم پر آ چکا ہے تب ان لوگوں نے اللہ پر ایمان لانا شروع کیا کہ ہم اس رب پر ایمان لاتے ہیں جس رب پر ایمان لانے کے لئے ہمارے نبی نے ہم سے کہا اور ہمیں اسکی دعوت دی اور ساتھ ہی ہم ان تمام معبودوں کا انکار کرتے ہیں جن معبودوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اور جن کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ یہ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے مگر آج ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہمارا عقیدہ بالکل غلط تھا، اللہ کے مقابلہ میں کسی کو کوئی قوت نہیں کہ اسکا پہنچایا ہوا عذاب ٹال دے، لہذا اے ہمارے رب! ہمارے اس ایمان کو قبول کر لے اور ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، مگر اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ایمان لانے کا وقت اس وقت تک ہی تھا جب تک ہمارا عذاب تم پر آ نہ جائے لیکن جب ہمارا عذاب تم پر آ ہی گیا تو اس وقت تمہارا ایمان لانا ہمارے یہاں قابل قبول نہیں ہے اور ہاں! اس عذاب سے ہم تو تمہیں پہلے بھی ڈرایا کرتے تھے مگر تم اس وقت تو ان باتوں کو مذاق میں لیا کرتے تھے مگر آج دیکھو! اسی عذاب میں تم گرفتار ہو اور اپنے اسی رب سے آہ و بکا کر کے معافی

مانگ رہے ہو مگر اس معافی کا آج کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ہمارا دستور ہے کہ جو کوئی عذاب کے آنے سے پہلے پہلے تک بھی معافی مانگ لے گا تو ہم اسے معاف کر دیں گے اور اسکی بخشش کر دیں گے لیکن جب کوئی ہمارے عذاب کو اپنے اوپر آتا دیکھ لیتا ہے تو پھر ہم اس وقت اسکے ایمان لانے کو بالکل قبول نہیں کرتے لہذا اب تمہارا ایمان بھی ہمارے یہاں قابل قبول نہیں اب تم اپنے کئے کی سزا یہاں بھی چکھو اور آخرت میں بھی، سورۂ یونس کی آیت نمبر ۹۰ اور ۹۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ایمان لانے کو بیان کیا کہ جب اس نے اللہ کا عذاب اپنے اوپر آتے دیکھا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب مجھے ڈوبنے سے کوئی بچانے والا نہیں تو اسکی زبان سے یہ کلمات نکلے اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں اسی رب کا تابعدار بنتا ہوں، اس پر اللہ نے آواز دی کہ اب تیرا ایمان لانا کیا فائدہ دیگا؟ جبکہ تو تو ساری عمر میرا نافرمان بنکر زندگی گزارتا رہا اور تو بڑا فسادی تھا اور حدیث نبوی بھی ہے کہ ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ'' اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ حالت نزع میں نہ آجائے۔ (ترمذی ۳۵۳۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت کافروں نے بہت سخت نقصان اٹھایا کہ نہ تو انکا ایمان لانا اس وقت قبول ہوا اور نہ ہی انکی طاقت وقوت اس وقت کچھ کام آئی اور نہ ہی انکی دولت کام آئی جسکی خاطر ان لوگوں نے ساری زندگی برباد کی اس سے بڑا اور نقصان کیا ہو سکتا ہے؟ اسی سورت کی آیت نمبر ۷۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ کہ اس وقت باطل کی پیروی کرنے والے سخت نقصان اٹھائیں گے۔ اس آیت سے ایک سبق ہمیں یہ ملا کہ ہمیں توبہ کرنے کے لئے کسی وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کیا پتہ یہی پل جو ہم جی رہے ہوں آخری ہو، جتنا جلد ہم سے ہو سکے ہم توبہ کرلیں اور یہ نہ سوچیں کہ ابھی تو ساری عمر پڑی ہے آخری عمر میں جب ہم گھر میں پڑے رہیں گے اور بوڑھے ہو جائیں گے اس وقت ہم توبہ کرلیں گے، یہ سوچ شیطان انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ توبہ کے لئے تو ابھی وقت ہے جب تم بوڑھے ہو جاوگے تب توبہ کرلینا، مگر غور کرو اگر ہمیں اچانک موت آجائے اور ہمیں اس وقت توبہ کا موقع نہ ملے تو نقصان کس کا ہوگا ہمارا یا شیطان کا؟ یقینا ہمارا ہی ہوگا اس لئے آج ہی اور اسی وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کیجئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ زندگی کو اپنے احکامات پر چلنے کی توفیق وقدرت نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَة مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۶﴾ یہ کلام رب ذوالجلال کی طرف اتارا جارہا ہے ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ O تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ O بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ج فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حم تَنْزِيْلٌ نازل کی ہوئی مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رحمن رحیم کی طرف سے كِتٰبٌ ایسی کتاب ہے فُصِّلَتْ کہ کھول کر بیان کی گئی ہیں اٰيٰتُهٗ اس کی آیتیں قُرْاٰنًا درآں حالیکہ قرآن ہے عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ عربی اس قوم کے لیے جو يَّعْلَمُوْنَ علم رکھتی ہے بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا فَاَعْرَضَ پھر منہ موڑ لیا اَكْثَرُهُمْ ان میں سے اکثر نے فَهُمْ تو وہ لَا نہیں يَسْمَعُوْنَ سنتے۔

ترجمہ:۔ حم، یہ کلام اس ذات کی طرف سے نازل کیا جارہا ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔عربی قرآن کی شکل میں یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں عمل حاصل کرنے والوں کے لیے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ پھر بھی ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ رکھا ہے جس کے نتیجے میں وہ سنتے نہیں ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت خلیل بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ الملک اور حم السجدہ جب تک نہ پڑھتے سوتے نہ تھے۔(شعب الایمان ۲۲۵۰)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کلام اس ذات باری کی طرف سے نازل کیا جارہا ہے جو ساری مخلوق پر مہربان، بہت ہی مہربان ہے۔

۲۔عربی قرآن کی شکل میں یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں علم حاصل کرنے والوں کے لئے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

۳۔ یہ قرآن خوشخبری دینے والا بھی ہے اور خبردار کرنے والا بھی۔

۴۔ پھر بھی ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ رکھا ہے جس کے نتیجہ میں وہ سنتے نہیں ہیں۔

قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے جو کسی مخلوق کی پیداوار نہیں ہے بلکہ وہ زمین وآسمان کے خالق ومالک کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یہاں بتلایا ہے کہ یہ کلام اس رب ذوالجلال کی

طرف سے نازل کیا جارہا ہے جو بڑامہربان نہایت رحم والا ہے، سورۃ الشعراء میں قرآن مجید کے بارے میں وہ بنیادی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں کہ اس قرآن کو کس نے نازل کیا کس کے ذریعہ نازل کیا گیااور کس پر نازل کیا گیااور کس زبان میں نازل کیا گیا؟ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (الشعراء ۱۹۲۔۱۹۵) بیشک کتاب تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے کہ اس کتاب کو اللہ کے حکم سے روح الامین نے آپ کے دل پر اتارا، اس کتاب کو اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کتاب کے مضامین اور گزری قوموں کے واقعات سے لوگوں کو ڈرائیں اور یہ کتاب جو نازل کی گئی وہ فصیح اور واضح عربی میں ہے، یہاں پر اللہ تعالی کی دو صفتوں کی جانب قرآن کی نسبت کی گئی " الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " اس کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب یہ کتاب اس رحم کرنے والے پروردگار کی جانب سے نازل ہوئی ہے تو اس کتاب میں احکامات بھی وہی ہوں جن میں آسانی ہوگی کیونکہ وہ رحم کرنے والا رب کسی کو مشکل اور سختی میں ڈالنا نہیں چاہتا تو جب احکام آسان ہونگے تو انسانوں کو اس پر عمل کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس عربی قرآن کی جو آیتیں ہیں اس میں انسان کو ہر چیز کی تفصیل مل جائے گی اگر تم اسکے مضامین کو سمجھ سکو، بعض علماء تفسیر نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے کہ اس عربی قرآن کریم کی آیتیں حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہیں یعنی اگر تم علم والے ہو اور اس کتاب کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

اس آیت میں اللہ تعالی نے علم کی شرط لگائی ہے وہ اس لئے کہ بغیر علم کے اگر کوئی اس عظیم کتاب کو پڑھے گا تو وہ اسکے مضامین میں الجھ جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھ نہ سکے اور راستے سے بھٹک جائے، اس لئے قرآن کریم میں غور وفکر کرنا اور اسکے وہ مضامین جو غیر واضح ہیں ان کا تلاش کرنا علماء کا کام ہے نہ کہ عوام کا اسی لئے قرآن کریم کی مختلف تفسیریں مختلف علماء کے ذریعہ لکھی گئی ہیں تاکہ انہیں اس کلام کو سمجھنے میں آسانی ہو، اور اس تفسیر کا مقصد یہی ہے کہ قران کریم کو آسان لفظوں میں سمجھا جائے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ کتاب انسانوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانے والی بھی ہے اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری دینے والی بھی ہے، یہ قرآن کریم کا ایک اعجاز ہے کہ دو متضاد چیزیں ڈرانا اور خوشخبری دینا ایک ہی جگہ جمع ہیں ورنہ کسی کتاب میں یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ جمع ہونا ناممکن ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس طرح واضح کتاب کے آنے کے باوجود بھی یہ کافر لوگ اس کتاب سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور حال یہ ہے کہ جب یہ کتاب انکے سامنے پڑھی جاتی تو اسے سنتے تک نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن قریش جمع ہوئے اور کہا کہ ایک ایسے آدمی کو

تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کہنا اچھی طرح سے جانتا ہوتا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے کہ جس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالدی ہے اور ہمارے معاملہ کو بکھیر دیا ہے اور ہمارے دین کو عیب دار بنا دیا ہے وہ جائے اور ان سے بات کرے پھر دیکھے کہ وہ اس ماہر شخص کا کیا جواب دیتے ہیں؟ جب یہ مشورہ ہوا تو سب نے کہا کہ ہماری نظر میں ایسا شخص تو بس ایک ہی ہے اور وہ عتبہ بن ربیعہ ہے، پھر سب نے کہا ہاں! تم اے ابوالولید! پھر اسکے بعد وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! تم بہتر ہو یا تمہارے والد عبداللہ؟ تم بہتر ہو یا تمہارے دادا عبدالمطلب؟ یہ بات سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو اس نے پھر سے کہا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ لوگ تم سے بہتر ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ ان معبودوں کی عبادت کرتے تھے جن پر تم عیب لگا رہے ہو، اور اگر تمہارا خیال ہے کہ تم ان سے بہتر ہو تو تم بات کرو ہم تمہاری بات سنیں گے، اللہ کی قسم! ہم نے تم سے زیادہ اپنی قوم کو داغدار کرنے والا اور اسکا برا چاہنے والا نہیں دیکھا کہ تم نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالدی اور ہمارے معاملات کو متفرق کردیا اور ہمیں سارے عرب میں رسوا کردیا یہاں تک کہ ان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ قریش میں ایک جادوگر اور ایک کاہن ہے، اللہ کی قسم! ہم بس اس بات کے منتظر ہیں کہ کسی حاملہ عورت کی آواز آئے اور پھر ایک دوسرے کے درمیان تلواریں چلنے لگے، پھر اس نے کہا کہ اے آدمی! اگر تمہارا ایسا کرنے سے مقصد اپنی معاشی ضرورت کو پورا کرنا ہے تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کردینگے کہ تم سب سے زیادہ قریش میں مالدار ہو جاؤ گے، یا پھر تم کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو تو قریش کی جن عورتوں سے تم شادی کرنا چاہو ہم کرادینگے، تم دس شادیاں کرلو ہم کرادینگے، جب اس نے یہ سب کچھ کہہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری بات ختم ہوگئی؟ اس نے کہا ہاں! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت حٰمٓ O تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ سے فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ تک پڑھی، تو عتبہ نے کہا بس ہے، اس کے علاوہ تمہارے پاس اور کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! پھر وہ واپس قریش کے پاس گیا تو ان لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا وہی جس کی تم لوگ باتیں کررہے ہو میں نے ان سے وہی کہا تو پھر قریش نے پوچھا کہ تو کیا پھر اس نے تمہاری بات کا جواب دیا؟ عتبہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے فطرت بنائی، مجھے اس بات کے علاوہ اسکی کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی پھر اس نے یہ آیت قریش کے سامنے تلاوت کی اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ میں نے تمہیں بجلی کی زوردار گرج سے ڈرایا ہے جیسے قوم عاد اور ثمود کی گرج کی بجلی کی آواز، میں تم کو اس بجلی کی زوردار گرج کے عذاب سے ڈراتا ہوں! قریش نے کہا تیرا برا ہو وہ تجھ سے عربی میں بات کررہا تھا اور تجھے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے سمجھ میں ہی نہیں آیا جو اس نے کہا سوائے صاعقہ کے ذکر کے۔

(المطالب العالیہ لابن حجر۔ ۴۲۳۳)

﴿درس نمبر ۱۸۶۷﴾ **ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں** ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۵-۶-۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالُوْا انہوں نے کہا قُلُوْبُنَا ہمارے دل فِيْٓ اَكِنَّةٍ پردوں میں ہیں مِّمَّا اس بات سے تَدْعُوْنَآ کہ تو ہمیں بلاتا ہے اِلَيْهِ اس کی طرف وَ اور فِيْٓ اٰذَانِنَا ہمارے کانوں میں وَقْرٌ ڈاٹ ہے وَّ اور مِنْۢ بَيْنِنَا ہمارے درمیان وَ اور بَيْنِكَ تیرے درمیان حِجَابٌ ایک پردہ ہے فَاعْمَلْ لہذا تو کام کر اِنَّنَا بلاشبہ ہم عٰمِلُوْنَ کام کرنے والے ہیں قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنَّمَآ بس اَنَا میں بَشَرٌ ایک بشر ہی ہوں مِّثْلُكُمْ تمہاری مثل يُوْحٰٓى وحی کی جاتی ہے اِلَيَّ میری طرف اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ یہ کہ تمہارا معبود اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک ہی معبود ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا لہذا تم یکسوئی سے متوجہ رہو اِلَيْهِ اس کی طرف وَ اور اسْتَغْفِرُوْهُ ط تم اس سے بخشش مانگو وَ اور وَيْلٌ ہلاکت ہے لِّلْمُشْرِكِيْنَ مشرکین کے لیے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا نہیں يُؤْتُوْنَ دیتے الزَّكٰوةَ زکوۃ وَهُمْ وہ بِالْاٰخِرَةِ آخرت کا بھی هُمْ وہ كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں

ترجمہ:۔ اور (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو اُس کے لیے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔

لہٰذا تم اپنا کام کرتے رہو، ہم اپنا کام کر رہے ہیں" (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ "میں تو تم ہی جیسا ایک انسان ہوں۔ (البتہ) مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔ لہذا تم اپنا رُخ سیدھا اُسی کی طرف رکھو، اور اُسی سے مغفرت مانگو۔ اور بڑی تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوۃ ادا نہیں کرتے اور ان کا حال یہ ہے کہ آخرت کے وہ بالکل ہی منکر ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو اس کے لئے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔

۲۔ ہمارے کان بہرے ہیں۔ ۳۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔

۴۔ تم اپنا کام کرتے رہو ہم اپنا کام کرر ہے ہیں۔

۵۔ اے پیغمبر! آپ کہہ دو کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔

۶۔ ہاں! البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی ہے۔

۷۔ تم اپنا رخ سیدھا اسی کی طرف رکھو اور اسی سے مغفرت مانگو۔

۸۔ بڑی تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوۃ ادا نہیں کرتے۔

۹۔ انکا حال یہ ہے کہ وہ آخرت کے بالکل ہی منکر ہیں۔

مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اے محمد! جو کلام تم ہمیں سنانا چاہتے ہو وہ ہمیں سنائی ہی نہیں دیتا اس لئے کہ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں، سمجھو کہ ان پر ایک ڈھکن لگا ہوا ہے ان دنوں میں تمہاری کوئی بات داخل نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ کلام جو تم ہمیں سنانا چاہتے ہو اور نہ ہی اسلام اور توحید کی وہ دعوت جو تم ہمیں دے رہے ہو اور ہمارے کان تمہاری ان باتوں سے بہرے پڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں تمہاری کوئی بات سنائی ہی نہیں دیتی اور تو اور تمہارے اور ہمارے بیچ ایک پردہ ڈالا ہوا ہے کہ نہ ہم تمہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی تم ہمیں لہذا تم اپنا کام کرلو اور ہم اپنا کام کرلیں گے، امام زحیلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوجہل اپنے سر پر ایک کپڑا ڈال کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہا تھا کہ اے محمد! اس طرح ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے جسکا مقصد آپ ﷺ کا مذاق اڑانا تھا۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ ص، ۱۸۶) اس آیت سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا تمہیں اسلام لانے سے کونسی چیز روکی ہوئی ہے؟، اگر تم اسلام لے آو گے تو سارے عرب پر تمہارا قبضہ ہوگا، ان لوگوں نے کہا اے محمد! جو تم کہتے ہو وہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا اور نہ ہی سنائی دیتا ہے اس لئے کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑا ہوا ہے، پھر ابوجہل نے ایک کپڑا اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ کے درمیان پھیلایا اور کہا کہ اے محمد! جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو اس سے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میں تمہیں صرف دو چیزوں کی طرف بلا رہا ہوں، پہلی یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تو جب انہوں نے کلمہ سنا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (الاسراء ۴۶) اور کہا "اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ "(ص ۵:) کیا تم معبود صرف ایک ہی کو بناتے ہو یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے؟، اور پھر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا (ص ۸) کہ واپس چلو اور اپنے معبودوں پر ہی جمے رہو، یہ جو کہہ رہے ہیں اسکے

پیچھے کچھ اور ہی ارادے لگ رہے ہیں، ہم نے یہ بات پچھلی امت میں کبھی نہیں سنی یہ تو ایک نئی ہی چیز کہہ رہے ہیں، ہم سب کو چھوڑ کر کیا اللہ کو انہی پر وحی نازل کرنا تھا؟ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان کے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے انہیں سمجھ نہیں آ رہا ہے اور انکے کانوں میں کوئی ڈاٹ نہیں کہ جس کہ وجہ سے وہ کچھ سن نہ سکیں، کیونکہ جب ان کے سامنے قرآن کریم میں اللہ کی وحدانیت بیان کی گئی تو وہ لوگ کیسے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، اگر بات ویسی ہی ہوتی جیسے وہ لوگ کہہ رہے ہیں تو وہ لوگ اس وقت اس بات کو سن کر نہ بھاگتے، اصل بات یہی ہے کہ وہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، انہیں سب کچھ سنائی دے رہا ہے مگر پھر بھی وہ لوگ اس سے نفرت کی وجہ سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں، پھر جب دوسرا دن ہوا تو انہی قریش کے ستر (۷۰) لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۳۱۳)

اللہ تعالی نبی رحمت ﷺ کی زبانی یہ کہلوا رہے ہیں کہ دیکھو! میں کوئی فرشتہ تو ہوں نہیں کہ تمہیں اسلام لانے پر مجبور کرسکوں میں تو بس تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں میرے بس میں کچھ نہیں ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میرے پاس میرا رب وحی بھیجتا ہے کہ میں اسکا پیغام تم تک پہنچادوں اور وہ پیغام یہی ہے کہ تمہارا ہمارا سب کا معبود ایک ہی ہے، لہٰذا تم لوگ اسی ایک معبود کی عبادت پر جمے رہو اور اسی سے مغفرت مانگو، وہ ضرور تمہاری توبہ قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، لیکن جو لوگ مشرک ہونگے اور یہ لوگ زکوٰۃ بھی ادا نہ کرتے ہوں گے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہونگے تو انکے لئے بڑی خرابی ہونے والی ہے، اس آیت میں زکوۃ کی نسبت مشرکین کی طرف کی گئی ہے حالانکہ زکوۃ کا تعلق تو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہاں زکوۃ کو مشرکین کی جانب کیوں منسوب کیا؟ اسکا جواب بعض علماء تفسیر نے یہ دیا ہے کہ یہاں پر زکوۃ سے مراد حقیقی زکوۃ نہیں بلکہ زکوۃ سے مراد اپنی باطنی صفائی ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت کو قبول کریں اور اپنے آپ کو شرک سے پاک رکھیں، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہاں زکوۃ نہ دینے والوں سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ کلمہ توحید کی گواہی نہ دیتے ہوں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۳۷۸) بعض مفسرین نے کہا کہ نہیں! یہاں زکوۃ کے معنی فریضۂ زکوۃ ہی ہے وہ اسلئے کہ زکوۃ بھی ایمان کا ایک حصہ ہے جسکا مشرکین اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ انکار کیا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کا انکار کرنے والوں کے ساتھ جہاد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۳۸۰)

﴿درس نمبر ۱۸۶۸﴾ ایسا اجر جس کا سلسلہ ٹوٹنے والا نہیں ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۸۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ

خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِیۡنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک لَھُمۡ ان کے لیے اَجۡرٌ اجر ہے غَیۡرُ غیر مَمۡنُوۡنٍ منقطع قُلۡ آپ کہہ دیجیے اَئِنَّکُمۡ کیا بے شک تم لَتَکۡفُرُوۡنَ البتہ تم کفر کرتے ہو بِالَّذِیۡ اس ذات کے ساتھ جس نے خَلَقَ پیدا کیا الۡاَرۡضَ زمین کو فِیۡ یَوۡمَیۡنِ دو دن میں وَ اور تَجۡعَلُوۡنَ تم بناتے ہو لَہٗۤ اس کے لیے اَنۡدَادًا شریک ذٰلِکَ وہ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ رب العالمین ہے

ترجمہ:۔ (البتہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان کے لیے بیشک ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ کہہ دو کہ: ''کیا تم واقعی اُس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں۔ ۲۔ ساتھ میں نیک اعمال بھی کیے ہیں۔

۳۔ تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جسکا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

۴۔ کہہ دو کہ کیا واقعی تم اس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟

۵۔ اسکے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟

۶۔ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔

جو لوگ اپنے رسول کی بات مان کر ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد وہ اعمال بھی کرتے رہے جن اعمال کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اور ان اعمال سے بچتے بھی رہے جس سے بچنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے تو انہیں انکی اس محنت پر ایسا اجر کل قیامت کے دن دیا جائے گا کہ جس اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا، ساری زندگی وہ لوگ اس اجر کو پاتے رہیں گے اور نہ ہی اس اجر میں کسی قسم کی کوئی کمی ہوگی، یہ ہے ایمان لانے کا ثمرہ اور پھل جو ایمان والوں کو اللہ رب العزت کی طرف سے دیا جائے گا۔ سورۃ انشقاق کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی اللہ تعالی نے یہ مضمون بیان کیا ہے الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انکے کے لئے کبھی نہ منقطع ہونے والا اجر ہے، یہاں پر سدی علیہ الرحمہ نے ایک بات کہی ہے کہ اگر کوئی ذمّی شخص ہو کہ جہاں اسے دین اسلام پر عمل کرنے کی اجازت نہ ہو یا پھر کوئی ایسا بیمار ہو کہ وہ ان احکامات پر عمل نہ کرسکتا ہو یا ایسے بڑھاپے کی حالت میں ہو کہ وہ کسی عمل پر قدرت نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالی وہی اجر

دے گا جو ایک مامون اور صحتمند شخص کو دیتا ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ص، ۱۸۹) اللہ تعالی اپنی توحید پر دلیلیں پیش کر رہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں سے کہہ دیجئے جو میری توحید کا انکار کرتے ہیں کہ کیا تم لوگ ایسے رب کا انکار کرتے ہو اور اس کے ساتھ کفر کر رہے ہو جس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے یہ زمین جس پر تم گذر بسر کر رہے ہو صرف دو دن میں پیدا کیا؟ تم لوگ ایسی عظیم قدرت والے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، بھلا بتاو کہ جس نے یہ کائنات اکیلے بنائی ہے تو کیا وہ اس کائنات کو اکیلے چلا نہیں سکتا؟ مگر تمہارے ذہنوں میں یہ بات جمتی نہیں اس لئے تم لوگ اس رب کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے ہو یہ سوچ کر کہ ایک رب اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں ملا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے (ص ۵) یہ تمہاری چھوٹی سوچ ہے اس لئے تمہیں یہ عجیب لگ رہا ہے کہ ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ جبکہ تم نے اس ایک معبود کی قدرت کو دیکھ لیا کہ اس نے ہی اکیلے یہ ساری کائنات اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا اور وہی ساری دنیا جہاں کے امور انجام دے رہا ہے ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ یہی وہ اکیلا رب ہے جو ساری کائنات کا اور سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تفسیر طبری میں یہ منقول ہے کہ جن دو دنوں میں زمین کے پیدا کرنے کی بات کہی گئی وہ اتوار اور پیر کا دن ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا فرمایا۔ (جامع الأحادیث للسیوطی ۲۷۵۴۳)

﴿درس نمبر ۱۸۶۹﴾ اللہ نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کیے ﴿حٰمٓ السَّجۡدَة ۱۰-۱۱﴾

أَعُوۡذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَجَعَلَ فِیۡهَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَبٰرَكَ فِیۡهَا وَقَدَّرَ فِیۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِیۡۤ اَرۡبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ ○ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِیَا طَوۡعًا اَوۡ کَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیۡنَا طَآئِعِیۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور جَعَلَ اس نے بنائے فِیۡهَا اس میں رَوَاسِیَ مضبوط پہاڑ مِنۡ فَوۡقِهَا اس کے اوپر وَ اور بٰرَكَ اس نے برکت دی فِیۡهَا اس میں وَ اور قَدَّرَ اس نے اندازہ رکھا فِیۡهَاۤ اس میں اَقۡوَاتَهَا اس کی غذاؤں کا فِیۡۤ اَرۡبَعَةِ اَیَّامٍ چار دنوں میں سَوَآءً یکساں طور پر لِّلسَّآئِلِیۡنَ پوچھنے والوں کے لیے ثُمَّ پھر اسۡتَوٰۤی وہ متوجہ ہوا اِلَی السَّمَآءِ آسمان کی طرف وَ جبکہ هِیَ وہ دُخَانٌ دھواں تھا فَقَالَ تو اس نے کہا لَهَا اس سے وَ اور لِلۡاَرۡضِ زمین سے ائۡتِیَا تم دونوں آؤ طَوۡعًا خوشی سے اَوۡ یا کَرۡهًا ط ناخوشی سے قَالَتَاۤ ان دونوں نے کہا اَتَیۡنَا ہم آئے طَآئِعِیۡنَ بہ رضا و رغبت۔

ترجمہ:۔ اور اس نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کیے جو اس کے اوپر ابھرے ہوئے ہیں اور اس میں برکت ڈال دی اور اس میں توازن کے ساتھ اس کی غذائیں پیدا کیں۔ سب کچھ چار دن میں۔ تمام سوال کرنے والوں کے لیے برابر۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جبکہ وہ اُس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا اور اس سے اور زمین سے کہا: ''چلے آؤ' چاہے خوشی سے یا زبردستی''۔ دونوں نے کہا: ''ہم خوشی خوشی آتے ہیں۔''

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کئے جو اسکے اوپر ابھرے ہوئے ہیں۔

۲۔ اس نے زمین میں برکت ڈال دی۔ ۳۔ زمین میں توازن کے ساتھ غذائیں پیدا کیں۔

۴۔ یہ سب کچھ چار دن میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ ۵ تمام سوال کرنے والوں کے لئے یہ یکساں جواب ہے

۶۔ پھر اس تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جبکہ آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا۔

۷۔ آسمان سے اور زمین سے کہا کہ چلے آؤ، چاہے خوشی سے یا زبردستی سے۔

۸۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم خوشی خوشی آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں زمین کو پیدا کیا وہیں اس زمین پر اس نے پہاڑوں کو بھی پیدا فرمایا اور یہ پہاڑ زمین کی سطح پر پیدا کئے گئے، ان پہاڑوں کو زمین پر پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہاڑ زمین کو ڈانواں ڈول ہونے سے بچائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم کسی کاغذ کو اڑھنے سے بچانے کے لئے مختلف چیزوں کو اس پر رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی زمین کے ساتھ کیا چنانچہ یہ پہاڑ ایک طرح سے میخوں کا کام کررہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ (المرسلات ۲۷) کہ ہم نے اس زمین میں گڑھے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور سورۃ النباء میں فرمایا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا کہ ہم نے پہاڑوں کو میخوں کے طور پر بنایا (النبا: ۷) اور فرمایا کہ ہم نے اس زمین کو اتنا سب کچھ کرنے کے بعد اسے برکت والا بھی بنایا اور متوازن غذائیں دینے والا بھی اس طور سے کہ ہم نے اس میں اگانے کی صلاحیت پیدا کردی کہ جس میں تم اپنی محنت سے کاشت کر کے اپنی ضرورت بھی پوری کرلو اور اس کاشت کو بیچ کر خوب منافع بھی حاصل کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب چیزیں صرف چار دن میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیں دو دن تو زمین کی پیدائش کے اور باقی دو دن اس زمین پر پہاڑ قائم کرنے اور اس زمین کو کاشت کے قابل بنانے میں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ منگل کے روز اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور پھر چہار شنبہ کے روز اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں خوراک، نہریں، مختلف قسم کے خزانے پیدا فرمائے۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۷۵۴۳) تو اس طرح مکمل چار دن میں اتنا سب کچھ تیار ہوگیا، آگے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اے نبی! جو بھی

آپ سے ان مخلوقات کے بارے میں سوال کریں تو آپ انہیں ان سارے سوالوں کا جواب یہی دیں۔ فرمایا کہ جب اس زمین کی ساری چیزیں بن گئیں اور یہاں انسان آسانی سے اپنی زندگی گذار سکتا ہے تو پھر اللہ تعالی آسمان کی جانب متوجہ ہوا کہ اب آسمان کو بھی ذرا سنوارا جائے اور اسکی بھی کاریگری کی جائے، اللہ تعالی کے آسمان کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے آسمان پر کچھ بھی نہ تھا نہ یہ تارے، ستارے، چاند، سورج، وغیرہ کچھ بھی نہ تھے بس وہ ایک دھنویں کی شکل میں پڑا ہوا تھا، ان آیتوں میں بس اتنا ہی مذکور ہے کہ اللہ تعالی زمین کو سنوارنے کے بعد آسمان کی جانب متوجہ ہوئے مگر اسے سنوارنے کے لئے کتنا وقت لگا اسے اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالی نے ان تمام کی تخلیق مکمل کر دی تو آسمان اور زمین کو حکم دیا کہ اب تمہارا کام ہے کہ میرے حکم کی پیروی کرو، چاہے وہ پیروی تم خوشی سے کرو یا زبردستی سے مگر ہر حال میں تمہیں میرے حکم پر چلنا ہے، میرا حکم ہوگا تو آسمان سے چاند نکلے گا ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو سورج طلوع ہوگا ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو بارش برسے گی ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو ہی زمین کھیتی اگائے گی ورنہ نہیں الغرض میرے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہ ہلے گا، اپنے رب کی بات سن کر زمین اور آسمان بول پڑے کہ اے اللہ! ہم تو آپ ہی کی مخلوق ہیں اور ہمیں آپ کا حکم ماننے میں اعزاز محسوس ہوگا۔ لہٰذا ہم خوشی خوشی ہی آپ کا حکم مانیں گے۔

یہاں بہت سارے سوالات انسان کے ذہن میں آسکتے ہیں کہ کیا اللہ تعالی نے یہ سب چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہیں؟ یا پھر کونسا طریقہ اللہ تعالی نے انہیں بنانے کے لئے اپنایا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی کو کسی چیز کے بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکا حکم دینا ہی کافی ہے کہ جب وہ کسی کو حکم دیتا ہے کہ تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (مریم ۳۵) کہ جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔ اور ایک سوال یہ بھی ذہن میں آسکتا ہے کہ کیا زمین اور آسمان بات کر سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب ہے ہاں! اللہ کا حکم ہوگا تو سب کچھ بولنے لگتے ہیں، یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا (الزلزال) کہ جس دن زمین اپنی پیٹ پر کئے ہوئے سارے اعمال کو بیان کرنے لگے گی، اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالی انسان کی زبان پر تالا لگا دے گا تو اسکے سارے اعضا اسکے اعمال کی گواہی دینے لگ جائیں گے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! میرے خلاف کل قیامت کے دن کون گواہی دے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی انسان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اسکی ران، گوشت اور ہڈیوں سے کہے گا کہ بولو تو وہ بول اٹھیں گے۔ (مسلم ۲۹۶۸) ہمارا ایمان تو بس اتنا ہونا چاہیئے کہ جو کچھ قرآن نے ہمیں بتایا ہے وہ سچ ہے، ہمیں اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷۰﴾ **اللہ نے دو دن میں سات آسمان بنا دیئے** ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۱۲-۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ O فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ فَقَضٰهُنَّ پھر اس نے بنا دیا ان کو سَبْعَ سات سَمٰوٰتٍ آسمان فِيْ يَوْمَيْنِ دو دنوں میں وَاَوْحٰى اس نے حکم کیا فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ ہر آسمان میں اَمْرَهَا اس کا کام وَ اور زَيَّنَّا ہم نے مزین کیا السَّمَآءَ الدُّنْيَا آسمان دنیا کو بِمَصَابِيْحَ چراغوں سے وَ اور حِفْظًا حفاظت کی ذٰلِكَ یہ تَقْدِيْرُ اندازہ ہے الْعَزِيْزِ نہایت غالب الْعَلِيْمِ خوب جاننے والے کا فَاِنْ پھر اگر اَعْرَضُوْا وہ منہ موڑیں فَقُلْ تو کہہ دیجیے اَنْذَرْتُكُمْ میں نے تمہیں ڈرا دیا ہے صٰعِقَةً کڑک سے مِّثْلَ مثل صٰعِقَةِ کڑک عَادٍ وَّثَمُوْدَ عاد اور ثمود کے

ترجمہ: ۔ چنانچہ اس نے دو دن میں اپنے فیصلے کے تحت ان کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا۔ اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو چراغوں سے سجایا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ اُس ذات کی نپی تلی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی مکمل۔ پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ: ”میں نے تمہیں اس کڑکے سے خبردار کر دیا ہے جیسا کڑکا عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔“

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس نے دو دن میں اپنے فیصلہ کے تحت سات آسمان بنا دیئے۔

۲۔ ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا۔

۳۔ ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے سجایا۔

۴۔ اس قریب والے آسمان کو خوب محفوظ کر دیا۔

۵۔ یہ اس ذات کی نپی تلی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل، علم بھی کامل ہے۔

۶۔ پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تمہیں اس کڑک سے خبردار کر دیا ہے جیسی کڑک عاد و ثمود پر نازل ہوئی تھی۔

پچھلی آیتوں میں آسمان کی تخلیق کا ذکر مختصر تھا، ان آیتوں میں اسی آسمان کی تخلیق کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اور ان ساتوں آسمانوں کو پیدا کرنے میں صرف دو دن کا وقت لگا، ان

آسمانوں میں اور کیا کیا کاریگری کی گئی؟ بیان فرمایا کہ ہر آسمان میں جو جو چیزیں ہونی چاہئیں اسکا حکم ان آسمانوں کو دے دیا لہذا وہ اس حکم کے مطابق عمل کئے پھر خاص کر دنیوی آسمان جو ہمیں نظر آتا ہے اسکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس آسمان پر ہم نے چراغ کے مانند ستارے بنائے کہ جس طرح ایک انسان اندھیرے میں چراغ کی مدد سے اپنا راستہ پالیتا ہے اسی طرح وہ ان ستاروں کی روشنی میں بھی اپنا راستہ آسانی سے پاسکتا ہے، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے اس آسمان پر حفاظتی پہرے لگائے کہ کوئی سرکش جن اور شیطان یہاں تک آنہ سکے جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۶ اور ۷ میں فرمایا اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ کہ ہم نے آسمان کو مزین ستاروں سے زینت بخشی اور اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا، تا کہ وہ اوپر ہونے والے فیصلوں کو نہ سن سکیں۔ یہاں پر اللہ تعالی نے آسمانوں کی پیدائش میں جو وقت لگا اسے بیان کیا کہ دو دن میں یہ سب کچھ تیار ہو گیا، اسی مذکورہ بالا حدیث میں جو کہ پچھلے درسوں میں بیان کی گئی یہ مذکور ہے کہ جمعرات کے روز اللہ تعالی نے آسمان اور ملائکہ کو پیدا فرمایا اور اسکی پیدائش جمعہ کی تین ساعات تک مکمل ہو گئی پھر جمعہ کی باقی تین ساعتوں میں تقدیر، آفات اور آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (جامع الأحادیث للسیوطی ۲۷۵۴۳) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جمعرات کا پورا دن اور جمعہ کی ایک تہائی ساعت میں آسمانوں کا کام مکمل ہو گیا اور باقی جتنے کام تھے وہ اسی جمعہ کے روز مکمل ہو گئے، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی آسمان کی جانب متوجہ ہوا جبکہ وہ ایک دھنواں تھا جو پانی کے سانس لینے کی وجہ سے جمع ہو گیا تھا، اللہ تعالی نے اسے ایک آسمان بنا دیا پھر اسے پھاڑ کر سات آسمانوں میں تقسیم کر دیا اور یہ سب کچھ دو دنوں میں ہوا، جمعرات اور جمعہ، جمعہ کو جمعہ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اس میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو مکمل کر لیا (تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص، ۳۹۳) اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ اس ذات کی منصوبہ بندی ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے کہ کوئی اسکی ملکیت میں ذرہ برابر کا شریک نہیں اور اسکا علم بھی کامل ہے کہ وہ جو بھی کرتا ہے وہ بالکل درست ہی کرتا ہے، یہ ساری نشانیاں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے مشرکو! ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد بھی تم نے اگر اللہ کی عبادت سے منہ موڑا تو جان لو کہ تمہیں بھی زوردار بجلی کی کڑک آ پکڑے گی جس نے تم سے پہلے عاد اور ثمود کو آ پکڑا تھا، لہذا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں کہ اگر تم نہ مانو گے تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا جو انکا ہوا۔

قومِ عاد نے ناحق تکبر کیا

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۱۴۔۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ

رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذْ جب جَآءَتْهُمُ آئے ان کے پاس الرُّسُلُ رسول مِنْۢ م بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ ان کے سامنے سے وَاور مِنْ خَلْفِهِمْ ان کے پیچھے سے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا کہ تم عبادت نہ کرو اِلَّا اللّٰهَ مگر اللہ ہی کی قَالُوْا انہوں نے کہا لَوْ اگر شَآءَ چاہتا رَبُّنَا ہمارا رب لَاَنْزَلَ تو ضرور نازل کر دیتا مَلٰٓئِكَةً فرشتے فَاِنَّا پس بلاشبہ ہم تو بِمَآ اس چیز کے ساتھ کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو بِهٖ اس کے ساتھ كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں فَاَمَّا پھر لیکن عَادٌ عاد فَاسْتَكْبَرُوْا پس انہوں نے تکبر کیا فِي الْاَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق وَ اور قَالُوْا انہوں نے کہا مَنْ کون ہے اَشَدُّ زیادہ سخت مِنَّا ہم سے قُوَّةً قوت میں اَوَلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ الَّذِيْ جس نے خَلَقَهُمْ ان کو پیدا کیا هُوَ وہ اَشَدُّ زیادہ سخت ہے مِنْهُمْ ان سے قُوَّةً قوت میں ط وَ اور كَانُوْا وہ تھے بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کا يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے فَاَرْسَلْنَا چنانچہ ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر رِيْحًا ہوا صَرْصَرًا سخت فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ منحوس دنوں میں لِّنُذِيْقَهُمْ تاکہ ہم ان کو چکھائیں عَذَابَ الْخِزْيِ رسوائی کا عذاب فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زندگانی دنیا میں وَ اور لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ آخرت کا عذاب اَخْزٰى بہت زیادہ رسوا کرنے والا ہے وَ اور هُمْ وہ لَا يُنْصَرُوْنَ مدد نہیں کیے جائیں گے

ترجمہ:۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے پاس پیغمبر (کبھی) اُن کے آگے سے (کبھی) ان کے پیچھے سے یہ پیغام لے کر آئے کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجتا۔ لہٰذا جس بات کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے، ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر عاد کا قصہ تو یہ ہوا کہ انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کا رویہ اختیار کیا، اور کہا کہ کون ہے جو طاقت میں ہم سے زیادہ ہو؟ بھلا کیا ان کو یہ نہیں سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ طاقت میں ان سے کہیں زیادہ ہے؟ اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ ہم نے کچھ منحوس دنوں میں ان پر آندھی کی شکل میں ہوا بھیجی تاکہ انہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔ اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہے، اور ان کو کوئی مدد میسر نہیں آئے گی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پیغمبران کے پاس کبھی انکے آگے سے اور کبھی انکے پیچھے سے یہ پیغام لیکر آئے کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔

۲۔ انہوں نے کہا اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجتا۔

۳۔ لہٰذا جس بات کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

۴۔ پھر عاد کا قصہ یہ ہوا کہ انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کا رویہ اختیار کیا۔

۵۔ یہ کہا کہ کون ہے جو ہم سے طاقت میں زیادہ ہو؟

۶۔ بھلا کیا ان کو یہ نہیں معلوم کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ طاقت میں ان سے کہیں زیادہ ہے؟

۷۔ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

۸۔ چنانچہ ہم نے کچھ منحوس دنوں میں ان پر آندھی کی شکل میں ہوا بھیجی۔

۹۔ تاکہ انہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائے۔

۱۰۔ آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہے۔

۱۱۔ ان کو وہاں کوئی مدد میسر نہیں آئے گی۔

پچھلی آیتوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا گیا کہ آپ ان مشرکین مکہ کو عاد اور ثمود پر ہونے والے عذاب یاد دلا کر انہیں ڈرائیں کہ اگر تم بھی انہی کی چال چلو گے تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب آئے گا، ان آیتوں میں ان قوموں کا رویہ اور انکی عادت بیان کی جا رہی ہے کہ جسکی وجہ سے وہ ہلاکت کے منہ میں چلے گئے تو سب سے پہلی بات جو اللہ تعالی نے انکے بارے میں بیان کی وہ یہ کہ یہ لوگ ایسے لوگ تھے جب ان کے پاس رسول آتے چاہے وہ رسول اس قوم سے پہلے آئے ہوں یا ان کے بعد ان سب کا یہی معمول تھا کہ جب وہ رسول اپنی قوم سے کہتے کہ اے میری قوم! اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ماننا، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں تو یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کو کیا ہو گیا؟ اس نے ہم جیسے ایک آدمی کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا؟ حالانکہ وہ چاہتا تو کسی فرشتے کو اس کام کے لئے بھیج سکتا تھا، اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جھوٹے نبی ہو، اللہ تعالی کسی انسان کو نبی بنا کر نہیں بھیج سکتا چنانچہ ہم تمہیں رسول ماننے سے انکار کرتے ہیں اور جن جن باتوں کا تم ہمیں حکم دے رہے ہو اسے ہم بھی جھٹلاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سے مراد وہ رسول ہیں جو حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے بھیجے گئے، اور وہ رسول بھی ہیں جو ان کے بعد بھیجے گئے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۴۴۳)

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس طرح گویا اس قوم عاد نے تکبر کی راہ اپنالی اور غرور و گھمنڈ کرنے لگے کہ اے بھیجے ہوئے رسول! تم کہہ رہے ہو کہ اگر ہم تمہاری بات نہ مانیں تو ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا اور اللہ ہمیں ہلاک کر دے گا

توتم سن لو کہ ہم سے طاقت میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور ہم کسی سے ہارنے والے نہیں ہیں، چاہے کسی بھی قسم کا بھی عذاب آجائے وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، انکے اس تکبر پر اللہ تعالی فرمارہے ہیں کیا انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ جب وہ اپنے آپ کو اتنے طاقتور شمار کررہے ہیں تو اس رب کی طاقت کا کیا عالم ہوگا جس نے انہیں پیدا کیا؟ کیا کبھی ان لوگوں نے اس بات پر غور کیا؟ اگر غور کرلیتے تو یقینا اس طرح تکبر نہ کرتے مگر افسوس کہ یہ لوگ اسی تکبر میں اپنے رب کی بھیجی ہوئی تمام آیتوں کا انکار کرنے لگے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں پر اللہ تعالی نے چند منحوس دنوں میں یا بعض اقوال کے مطابق مسلسل کئی دنوں تک سخت ہواوں کا عذاب بھیجا جیسا کہ سورۂ حاقہ کی آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالی نے فرمایا "سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوماً" کہ اللہ تعالی نے ان پر اس ہوا کو سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار مسخر کررکھا تھا اور بعض مفسرین نے کہا کہ ان پر اللہ تعالی نے یکدم ٹھنڈی ہواوں کا عذاب بھیجا کہ جو انسان کو برف بنا کر اسکا خاتمہ کردے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۴۴۶) خیر یہ تو دنیوی زندگی کا عذاب تھا جس نے انہیں رسوا کرکے رکھ دیا اسکے علاوہ آخرت میں بھی انہیں عذاب دیا جائے گا وہ عذاب تو انہیں اور بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہوگا اور نہ تو وہاں کوئی انکی مدد کریگا اور نہ ہی کوئی انہیں اس عذاب سے بچا سکے گا۔

قومِ ثمود نے اندھا رہنے کو پسند کیا

﴿درس نمبر ۱۸۷۲﴾ ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۱۷۔۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَمَّا لیکن ثَمُوْدُ ثمود فَهَدَيْنٰهُمْ تو ہم نے ان کی رہنمائی کی فَاسْتَحَبُّوا پھر بھی انہوں نے پسند کیا الْعَمٰى اندھے پن کو عَلَى الْهُدٰى ہدایت پر فَاَخَذَتْهُمْ پھر پکڑ لیا ان کو صٰعِقَةُ کڑک نے الْعَذَابِ الْهُوْنِ رسوائی کے عذاب کی بِمَا بہ سبب اس کے جو كَانُوْا وہ تھے يَكْسِبُوْنَ کماتے وَ اور نَجَّيْنَا ہم نے نجات دی الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور كَانُوْا وہ تھے يَتَّقُوْنَ تقوی اختیار کرتے

ترجمہ:۔ رہے ثمود تو ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا، لیکن انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کے مقابلے میں اندھا رہنے کو زیادہ پسند کیا، چنانچہ انہوں نے جو کمائی کررکھی تھی، اس کی وجہ سے ان کو ایسے عذاب کے کڑکے نے آپکڑا جو سراپا ذلت تھا۔ اور جو لوگ ایمان لے آئے تھے، اور تقوی اختیار کیے ہوئے تھے، ان کو ہم نے نجات دے دی۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ رہے ثمود تو ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا۔

۲۔ لیکن انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کے مقابلہ میں اندھا رہنے کو پسند کیا۔

۳۔ انہوں نے جو کمائی کر رکھی تھی اس کی وجہ سے ان کو ایسے عذاب کی کڑک نے آ پکڑا جو سراپا ذلت تھی۔

۴۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لے آئے تھے ساتھ میں تقوی بھی اختیار کر رکھا تھا تو ہم نے انہیں اس عذاب سے نجات دی۔

پچھلی آیتوں میں قوم عاد کی حالت اور انکی تباہی بیان کی گئی، ان آیتوں میں قوم ثمود اور انکے ساتھ کئے گئے معاملہ کو بیان کیا جا رہا ہے کہ ہم نے دونوں قوموں یعنی قوم عاد اور ثمود پر ایک زوردار آواز کا عذاب بھیجا تھا، قوم عاد پر وہ عذاب کس وجہ سے آیا تھا؟ وہ تو تم نے دیکھ لیا اور رہی قوم ثمود تو ان پر عذاب آنے کی وجہ یہ بنی کہ ہم نے انکے پاس ہمارے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا تھا تا کہ وہ انہیں گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر ہدایت کی روشنی اور سیدھے راستے پر لے آئیں مگر جب ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر نے انہیں سیدھے راستے کی طرف بلایا اور انہیں ایمان کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اس ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جو ہدایت کی روشنی تھی اس کے بجائے ان لوگوں نے گمراہی کے اندھیرے کو پسند کیا اور اسی پر وہ جمے رہے، گناہوں میں ڈوب کر ہمارے پیغمبر اور ہماری نافرمانی کرنی شروع کر دی اور ہم نے بطور معجزہ جو اونٹنی انکی فرمائش پر عطا کی تھی انہوں نے اسی کے ساتھ برائی کا معاملہ کیا تو ہم نے بھی انکی اس ذلیل حرکت پر آسمان سے ایک زوردار آواز بھیجی کہ جس کی تاب نہ لا کر وہ لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے اس طرح اس عذاب نے بھی انہیں ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا اور رہتی دنیا تک آنے والے تمام انسانوں کو یہ واضح پیغام پہنچایا کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو جھٹلانے کی کوشش کریگا اور اس سے منہ موڑ یگا تو اسکا حشر اس سے بھی بدتر ہوگا، تو اے مشرکو! یہ تمہارے لئے بھی ایک عبرت کا واقعہ ہے جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں تا کہ تم اس طرح کی حرکتوں سے باز آ جاؤ اور سنبھل جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تم نے ان واقعات سے اندازہ لگا لیا ہوگا، اس عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ تم ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کی بات مان لو اور مجھ پر ایمان لے آؤ، میری اطاعت کرو، نافرمانی سے بچو تب یہ ممکن ہے کہ تمہیں اس عذاب سے بچا لیا جائے جیسا کہ ہم نے ان ہلاک شدہ قوموں میں سے ان لوگوں کو اس عذاب سے بچا لیا جو ایمان لائے جیسا کہ حضرت ہود اور صالح علیہما السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ کہ وہ اس عذاب سے محفوظ رہے انکے علاوہ تمام کے تمام اس عذاب کی زد میں آ گئے انکے اس عذاب سے بچے رہنے کی ایک وجہ تو ایمان تھی اور دوسری وجہ تقوی کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور اسکے احکامات پر چلتے تھے۔ لہذا اگر کوئی اللہ کے عذاب سے بچنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ ان دو خصلتوں اور عادتوں کو اپنے اندر پیدا کر لے ایک ہے ایمان باللہ اور دوسرا ہے تقوی۔

سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر ۳۷ اور ۳۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تباہی کا ذکر فرمایا کہ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ کہ شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا تو انہیں آندھی نے آ پکڑا جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے ہی گھروں میں مردہ بن کر پڑے رہے، اسی طرح عاد اور ثمود پر بھی اللہ کا عذاب آیا اور سورۃ ذاریات کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ" اور قوم ثمود میں بھی عبرت کا سبق ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ اپنے وقت مقررہ آنے تک اپنی زندگی سے فائدہ اٹھالو، مگر ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تھی جسکے سبب انہیں ایک زوردار کڑک نے آ پکڑا اور وہ بس دیکھتے ہی رہ گئے۔

کان، آنکھیں اور کھالیں بھی گواہی دیں گے

﴿درس نمبر ۱۸۷۳﴾ ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۱۹۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يَوْمَ جس دن يُحْشَرُ اکٹھا کیا جائے گا اَعْدَآءُ اللّٰهِ اللہ کے دشمنوں کو اِلَى النَّارِ آگ کی طرف فَهُمْ تو وہ يُوْزَعُوْنَ روکے جائیں گے حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا مَا جب جَآءُوْهَا وہ آجائیں گے اس کے پاس شَهِدَ گواہی دیں گے عَلَيْهِمْ ان کے خلاف سَمْعُهُمْ ان کے کان وَ اور اَبْصَارُهُمْ ان کی آنکھیں وَ اور جُلُوْدُهُمْ ان کی جلدیں بِمَا ساتھ ان کے جو كَانُوْا وہ تھے يَعْمَلُوْنَ عمل کرتے وَ اور قَالُوْا وہ کہیں گے لِجُلُوْدِهِمْ اپنی جلدوں سے لِمَ کیوں شَهِدْتُّمْ تم نے گواہی دی عَلَيْنَا ہمارے خلاف قَالُوْٓا وہ کہیں گی اَنْطَقَنَا ہمیں بلوایا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اس اللہ نے جس نے اَنْطَقَ بلوایا كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اسی نے پیدا کیا تمہیں اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ وَّ اور اِلَيْهِ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:۔ اور اس دن کا دھیان رکھو جب اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ کی طرف لے جایا جائے گا، چنانچہ انہیں ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُن کے کان، اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ "تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ کہیں گی کہ میں اُسی ذات نے بولنے کی طاقت دے دی

ہے جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی اور وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اُسی کی طرف تمہیں واپس لے جایا جائے گا۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن کا دھیان رکھو جس دن اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔

۲۔انہیں الگ الگ ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔

۳۔جب وہ اس آگ کے پاس پہنچ جائیں گے تو انکے کان، انکی آنکھیں اور انکی کھالیں ان کے خلاف گواہی دینگے۔

۴۔ان چیزوں کی جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

۵۔وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟

۶۔وہ کہے گی کہ ہمیں اسی ذات نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی۔

۷۔وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔۸ ۔اسی کی طرف تمہیں واپس لے جایا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں کفار کو ملنے والی سزا کا ذکر تھا یہاں قیامت کے دن انکا کیا حال ہوگا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ اپنی قوم کے سامنے کفار کا جو حال قیامت کے دن ہوگا اسے بیان کیجئے کہ جب ان مشرکین کو جو کہ اللہ کے دشمن ہیں ہانک کر، ڈانٹ کر اور گھسیٹ کر جہنم کی جانب لیجایا جائے گا تو وہاں انکی ملاقات ان سے پہلے والوں سے ہوگی اسطرح وہ تمام لوگ اس جگہ جمع ہو جائیں گے اور وہ گروہ گروہ بن کر تقسیم ہو جائیں گے۔سورۃ مریم کی آیت نمبر ۸۶ میں کہا گیا "وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا" کہ ہم مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے، تو جب سارے لوگ جہنم کے پاس جمع ہو جائیں گے تو اس وقت انکے اعضاء حتی کہ ان کی کھال تک انکے خلاف گواہی دے گی کہ یہ لوگ فلاں فلاں کام کیا کرتے تھے جبکہ یہ اپنی زبان سے ان کاموں کا انکار کرتے تھے جب ان کے سامنے نامۂ اعمال پیش کیا گیا کہ ہم نے تو فلاں گناہ کیا ہی نہیں مگر یہاں ہمارے نامہ اعمال میں وہ لکھا گیا ہے، بہر حال یہ سارے اعضاء جب انکی پول کھول دیں گے کہ فلاں فلاں گناہ انہوں نے کیا ہے تو یہ دوزخی اپنے اعضاء سے غصہ کے مارے کہیں گے کہ تم نے ہمارے بدن کے اعضاء ہوتے ہوئے اور ہمارا حصہ ہوتے ہوئے ہمارے ہی خلاف گواہی کیوں دی؟ تو اسکے جواب میں وہ اعضاء کہیں گے کہ ہاں! ہمیں پتہ ہے کہ ہم تمہارے بدن کا ہی حصہ ہیں مگر ہمیں بنایا تو اللہ نے ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں گواہی دینے کا حکم فرمایا اور ہمیں گویائی عطا کی تو پھر ہم کیسے اس رب کے حکم کو جھٹلا سکتے ہیں؟ اس لئے ہم نے سب کچھ سچ سچ کہہ دیا اور اس بات میں شک میں نہ رہنا کہ کیسے کان اور آنکھ یا جسم کے دیگر اعضاء گواہی دے سکتے ہیں جبکہ ان میں بولنے کی صلاحیت ہی نہیں؟ اسکا جواب اسی آیت میں دیا گیا کہ جس پروردگار نے سارے انسانوں کو اور اپنی دیگر

مخلوق کو گویائی عطا کرسکتا ہے تو اسکے کے لئے ہمیں گویائی عطا کرنے میں کیا مشکل ہے؟ لہٰذا اسی رب نے ہمیں بھی گویائی عطا کی ہے اس لئے ہم تمہارے خلاف گواہی دے سکے، سورہ یٰس کی آیت نمبر ۶۵ میں ہے کہ "اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ" کہ آج ہم انکے منہ پر مہر لگادیں گے تو انکے ہاتھ ہم سے باتیں کرنے لگیں گے اور انکے پیر انکے اعمال کی گواہی دیں گے۔

ان مشرکین کو بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر یقین آنے کے لئے یہ بیان کیا گیا کہ دیکھو! جس ذات نے تم کو پہلی مرتبہ میں جب کہ نہ تو تمہارا کوئی تمثیلی ڈھانچہ تھا اور نہ ہی کوئی وجود تھا اس نے تمہیں اس وقت پیدا کیا تو کیا وہ تمہیں دوبارہ جبکہ تمہارا وجود ہو چکا ہے پیدا نہیں کرسکتا؟ اس لئے اپنے اپنے اعمال کو سدھار لو کیونکہ مرنے کے بعد سب کو اسی کی جانب جانا ہے اور پھر وہ تم سے تمہارے ہر ایک عمل کا حساب لے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ ہنسے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں بندے کی اس بات سے ہنسا ہوں جو وہ اپنے رب سے کرے گا وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ فرمائے گا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا پھر بندہ عرض کرے گا میں اپنے اوپر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ فرمائے گا کہ آج کے دن تیرے اوپر تیری ہی ذات کی گوہی اور کراما کاتبین کی گواہی کفایت کر جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے دیگر اعضاء سے کہا جائے گا کہ بولیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اعضاء اس کے سارے اعمال بیان کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا پھر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا دور ہو جاؤ چلو دور ہو جاؤ میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔ (مسلم ۲۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو خسارے میں ہیں ﴿حٰمٓ السَّجۡدَة ۲۲-تا-۲۴﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ يَّشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُكُمۡ وَلَا جُلُوۡدُكُمۡ وَلٰكِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعۡلَمُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ○ وَذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِىۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰٮكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ○ فَاِنۡ يَّصۡبِرُوۡا فَالنَّارُ مَثۡوًى لَّهُمۡ ۚ وَاِنۡ يَّسۡتَعۡتِبُوۡا فَمَا هُمۡ مِّنَ الۡمُعۡتَبِيۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں كُنْتُمْ تم تھے تَسْتَتِرُوْنَ پردہ کرتے اَنْ اس سے کہ يَّشْهَدَ گواہی دیں گے عَلَيْكُمْ تمہارے خلاف سَمْعُكُمْ تمہارے کان وَ اور لَآ اَبْصَارُكُمْ نہ تمہاری آنکھیں وَ اور لَا جُلُوْدُكُمْ نہ تمہاری جلدیں وَلٰكِنْ اور لیکن ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا اَنَّ کہ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ لَا يَعْلَمُ نہیں جانتا كَثِيْرًا بہت سے مِّمَّا ان کو جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے تھے وَ اور ذٰلِكُمْ یہ ظَنُّكُمْ تمہارا گمان ہے الَّذِيْ وہ جو ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا بِرَبِّكُمْ اپنے رب کے بارے میں اَرْدٰىكُمْ اسی نے ہلاک کیا تم کو فَاَصْبَحْتُمْ چنانچہ ہو گئے تم مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ خسارہ پانے والوں میں سے فَاِنْ پھر اگر يَّصْبِرُوْا وہ صبر کریں فَالنَّارُ تو بھی آگ ہی مَثْوًى ٹھکانہ ہے لَّهُمْ ان کے لیے وَ اور اِنْ اگر يَّسْتَعْتِبُوْا وہ معافی طلب کریں گے فَمَا تو نہیں ہوں گے هُمْ وہ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ معاف کیے گئے لوگوں میں سے

ترجمہ:۔ اور تم (گناہ کرتے وقت) اس بات سے تو چھپ ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں، لیکن تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کیا، اور اسی کے نتیجے میں تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔ اب ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر یہ صبر کریں تب بھی آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہے، اور اگر یہ معذرت چاہیں تو یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی معذرت قبول کی جاتی ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم گناہ کرتے وقت اس بات سے تو چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔

۲۔ تمہیں یہ گمان تھا کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔

۳۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کر دیا۔

۴۔ اسی کے نتیجہ میں تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔

۵۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ لوگ صبر کریں تب بھی آگ ہی انکا ٹھکانہ ہے۔

۶۔ اگر یہ معذرت چاہیں تو یہ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی معذرت قبول کی جاتی ہے۔

پچھلی آیتوں میں ان مشرکین و کفار کا حال قیامت کے دن کیا ہونے والا ہے بیان کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ان کے اعضاء جسمانی انکے خلاف اس دن گواہی دینگے، وہ اعضاء اس دن اس لئے گواہی دیں گے کہ اس دنیا میں یہ کفار یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم جو چھپ کر گناہ کر رہے ہیں اسے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے حتی کہ نعوذ باللہ اللہ کو بھی اس کی خبر نہیں، تو جب کسی کو ہمارے گناہ کرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تو پھر ہم پر یہ الزام کون لگائے گا کہ ہم نے گناہ کیا؟

اسی لئے اللہ تعالی ان کے اعضاء کو بطور گواہ انکے سامنے لائے گا حالانکہ اللہ تعالی تو انکے کئے ہوئے کاموں سے واقف ہے، مگر کفار ومشرکین کو جھٹلانے کا کوئی موقع نہ رہے۔ اس لئے اللہ تعالی ان اعضاء کو اس وقت گویائی عطا کرے گا۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ تم لوگ اپنے خیال کے مطابق یہ سمجھ لیتے ہو کہ ہم اس طرح چھپ کر گناہ کر رہے ہیں تو ہمیں کوئی دیکھے گا نہیں اور جب دیکھے گا نہیں تو گواہی کہاں سے دے گا؟ مگر تمہیں کیا پتا جو تمہارے بدن سے لگے اعضاء ہیں جو تمہیں ہر برائی کا کام کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں حتی کہ تم جب اپنی بیویوں سے ہمبستری کرتے ہو اس سے بھی یہ واقف ہیں تو بھلا کیا تم ان اعضاء سے بھی اپنے گناہ چھپا سکتے ہو؟ یہ تمہارے کان، یہ تمہاری آنکھیں اور یہ تمہاری کھالیں تمہارے سب اعمال سے باخبر ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالی کو تمہارے ہر عمل کی خبر ہے مگر تم لوگ اس سے بے خبر ہو۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انکا یہی سونچنا اور گمان کرنا انہیں گناہوں کی طرف لے گیا اور یہ لوگ اسی زعم میں کہ ہم کوئی گناہ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے اس طرح وہ گناہ کرتے چلے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تم لوگ آج خسارہ اور نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گئے اور تمہارے انہی اعمال نے تمہیں برباد کر کے رکھ دیا، اب قیامت کے دن ان لوگوں کا حال ایسا ہو گیا کہ اللہ تعالی نے جو سزا انکے لئے مقرر فرمائی اگر وہ اس پر صبر کریں تب بھی وہ سزا انہیں ملے گی اور اگر صبر نہ کریں اور اپنے گناہوں پر اس وقت اللہ سے معذرت کریں تب بھی انہیں یہی سزا ملے گی، اس لئے کہ معذرت اور صبر کا وقت یہاں نہیں بلکہ اسی دنیا میں تھا مگر یہ لوگ وہاں تو تکبر کرتے پھرا کرتے تھے، اگر یہ لوگ اس وقت ایمان کی وجہ سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرتے یا اس وقت اپنے گناہوں پر اللہ سے معذرت چاہتے تو آج کا حال ہی کچھ اور ہوتا، مگر انہوں نے ایسا اس وقت کیا نہیں اور اب یہاں ایسا کرنے کا کوئی موقع ان کے پاس نہیں لہذا اب اسی عذاب میں انہیں چاہیں یا نہ چاہیں رہنا ہے۔ ان آیتوں سے ہمیں یہ سبق ملا کہ ہم کبھی یہ نہ سونچیں کہ اللہ تعالی ہمارے اعمال سے غافل ہے، بلکہ یہ عقیدہ ہمیں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالی ہمارے ہر عمل سے پوری طرح واقف ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم لوگ اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوں، اس لئے کہ جس قوم نے اللہ تعالی کے ساتھ برا خیال رکھا انکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا "وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ" یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ برا گمان رکھا جسکی وجہ سے یہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ (مسند أحمد۔ مسند جابر بن عبد اللہ۔ ۱۵۱۹۷) اور یہ سبق بھی ملا کہ جب تک ہم صحیح سلامت اس دنیا میں ہیں تب تک ہی ہمارے پاس اللہ تعالی سے معافی مانگنے کا اور اپنے گناہوں پر معذرت چاہنے کا وقت ہے، جس وقت ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے اس وقت ہمارے پاس معافی مانگنے کا موقع نہیں رہیگا اس لئے اللہ سے معافی مانگنے میں ہمیں جلدی کرنا چاہئے ورنہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ہم سے جدا ہو جائے؟

﴿درس نمبر ۱۸۷۵﴾ **ہم نے دنیا میں ان پر کچھ ساتھی مقرر کر دیئے ہیں** ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَيَّضْنَا ہم نے مقرر کر دیئے لَهُمْ ان کے لیے قُرَنَآءَ کچھ ہم نشین فَزَيَّنُوْا تو انہوں نے اچھا کر دکھایا لَهُمْ ان کے لیے مَّا وہ جو بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کے سامنے ہے وَ اور مَا وہ جو خَلْفَهُمْ ان کے پیچھے ہے وَ اور حَقَّ ثابت ہوگئی عَلَيْهِمُ ان پر الْقَوْلُ بات فِيْٓ اُمَمٍ ان امتوں کے ساتھ جو قَدْ تحقیق خَلَتْ گزر چکیں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْا تھے خٰسِرِيْنَ خسارہ پانے والوں میں سے

ترجمہ:۔ اور ہم نے (دنیا میں) ان پر کچھ ساتھی مسلط کر دیئے تھے جنہوں نے ان کے آگے پیچھے کے سارے کاموں کو خوشنما بنا دیا تھا، چنانچہ جو دوسرے جنات اور انسان ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ مل کر (عذاب کی) بات ان پر بھی سچی ہوئی۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے دنیا میں ان پر کچھ ساتھی مقرر کر دیئے تھے۔

۲۔ ان ساتھیوں نے ان کے آگے پیچھے کے سارے کاموں کو خوشنما بنا دیا تھا۔

۳۔ چنانچہ جو دوسرے جنات اور انسان ان سے پہلے گذر چکے ہیں انکے ساتھ عذاب کی بات ان پر بھی سچی ہوئی۔

۴۔ یقیناً وہ سب خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں۔

اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کی اجازت سے شیاطین اس دنیا میں آئے تا کہ وہ انسانوں کو سیدھے راستے سے بھٹکا سکیں اور انہیں جہنم کا مستحق بنا ڈالیں اور یہ شیطان ان برے راستوں کو اچھی طرح سنوار کر، بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں تا کہ انہیں یہ گناہ اور برائی کا کام عمدہ اور اچھا لگے اور وہ اسے کرنے پر آمادہ ہو جائیں، یہی نہیں بلکہ وہ شیاطین انسانوں کو یہ تک کہتے ہیں کہ یہ کام ایسے ہیں کہ اسے تم دنیا میں کرو گے تو بھی تمہارا ہی فائدہ ہوگا اور آخرت میں بھی تمہیں اسکے بدلہ جنت ملے گی چنانچہ جو مسلمان ہیں وہ شیطان کے ان حربوں سے اور انکی چالوں سے واقف ہوتے ہیں اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اسکے برخلاف منافقین وکفار ہیں کہ یہ لوگ ان شیاطین وجنات کی باتوں میں آ کر انکے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے ہیں اور انہیں

اپنا ساتھی بنائے رکھتے ہیں، جیسا کہ سورۂ زخرف کی آیت نمبر ۳۷ میں کہا گیا وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ وَاِنَّهُمۡ لَیَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ وَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ کہ جو کوئی اللہ کے ذکر سے منہ موڑ کر زندگی گزارتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اسکا ساتھی بن جاتا ہے، ایسے شیاطین ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالی کا عذاب ان پر آ گیا جو ان سے پہلے گزرے ہیں چاہے وہ گمراہ کرنے والے شیطان یا انسان ہوں یا پھر گمراہ ہونے والے ہر دو پر اللہ کا عذاب ثابت ہو گیا، اس طرح ان لوگوں کو بھی اللہ تعالی عذاب میں مبتلا کرے گا اور یہ بھی بات یقینی ہوگئی کہ یہ لوگ قیامت کے دن نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے اس لئے کہ قیامت کے دن فائدہ اسے حاصل ہوگا جو ایمان لا کر جنت میں جائے گا فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ نعمتوں والے باغات میں ہونگے۔ (الحج ۵۶:) وہاں انہیں ہر طرح کی نعمتیں، آرائشیں ملیں گی اور وہاں ان کی ہر فرمائش پوری کی جائے گی لیکن جو بے ایمان ہوں گے انہیں ذلت میں اور دردناک عذاب میں، جہنم کی سختی میں ڈالا جائے گا وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ کہ جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (الحج ۵۷) جو کہ ان کے لئے بڑا گھاٹا اور نقصان ہے۔

شور مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو

﴿درس نمبر ۱۸۷۶﴾ ﴿حٰمٓ السَّجدَة ۲۶ تا ۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِیۡهِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۝ فَلَنُذِیۡقَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَذَابًا شَدِیۡدًا وَّلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِیۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا الَّذِیۡنَ ان لوگوں نے جنہوں نے کَفَرُوۡا کفر کیا لَا تَسۡمَعُوۡا نہ تم سنو لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس قرآن کو وَ اور الۡغَوۡا غل مچاؤ فِیۡهِ اس میں لَعَلَّکُمۡ تا کہ تم تَغۡلِبُوۡنَ غالب آجاؤ فَلَنُذِیۡقَنَّ پھر البتہ ضرور ہم چکھائیں گے الَّذِیۡنَ ان لوگوں کو جنہوں نے کَفَرُوۡا کفر کیا عَذَابًا عذاب شَدِیۡدًا شدید وَّ اور لَنَجۡزِیَنَّهُمۡ البتہ ضرور ہم ان کو بدلہ دیں گے اَسۡوَاَ الَّذِیۡ ان برے عملوں کا جو کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ وہ کرتے تھے ذٰلِکَ یہ جَزَآءُ بدلہ ہے اَعۡدَآءِ اللّٰهِ اللہ کے دشمنوں کا النَّارُ آگ لَهُمۡ ان کے لیے فِیۡهَا اس میں دَارُ گھر ہے الۡخُلۡدِ ہمیشہ کا جَزَآءًۢ بدلہ بِمَا اس کا جو کَانُوۡا وہ تھے بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں کا یَجۡحَدُوۡنَ انکار کرتے

ترجمہ :۔ اور یہ کافر (ایک دوسرے) سے کہتے ہیں کہ: ''اس قرآن کو سنو ہی نہیں، اور اس کے بیچ شور وغل مچادیا کروتا کہ تم ہی غالب رہو۔'' اس لیے ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے، اور یہ (دنیا میں) جو بدترین کام کیا کرتے تھے، اس کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ یہی ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی جو آگ کی صورت میں ہوگی۔ اُسی میں ان کا دائمی ٹھکانا ہوگا، جو اس بات کا بدلہ ہوگا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

تشریح :۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں۔

۲۔ اس کے بیچ میں شور مچادیا کروتا کہ تم ہی غالب رہو۔

۳۔ اس لئے ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۴۔ اس دنیا میں جو بدترین کام کیا کرتے تھے اسکا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

۵۔ یہی ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی جو آگ کی صورت میں ہوگی۔ ۶۔ اسی میں انکا دائمی ٹھکانہ ہوگا۔

۷۔ جو اس بات کا بدلہ ہوگا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیتوں میں کفار ومشرکین کی حالت بد اور ان تک پہنچنے والے عذاب کا تذکرہ تھا یہاں بھی انہی کافروں کی ایک اور خصلت کا ذکر کیا جارہا ہے کہ ان کافروں نے آپس میں یہ بات کہی کہ دیکھو! جب کبھی محمد ﷺ تمہارے سامنے یا لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنے لگیں تو تم لوگ اس وقت بڑے زور سے شور شرابا کرنا، آوازیں نکالنا، تالیاں بجانا اور سیٹیاں بجانا تا کہ لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی نہ دے اور خود انہیں بھی یہ پتا نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس طرح کرنے سے وہ قرآن کی تلاوت کرنے سے رک جائیں گے اور لوگوں تک انکی بات پہنچ نہ سکے گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو آپ بلند آواز سے قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکین لوگوں کو اس قرآن کے سننے سے روکتے تھے اور کہا کرتے تھے لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ کہ اس قرآن کو مت سنو اور اسکی تلاوت کے درمیان شور مچایا کروتا کہ تم ہی غالب رہو اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ تلاوت کرنے لگے جو قرآن سننا چاہتا ہے اسے بھی سنائی نہ دینے لگا تو یہ آیت اللہ تعالی نے نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کہ نہ ہی اپنی نماز میں اونچی آواز کرو اور نہ ہی بالکل پست۔ (الاسراء ۱۱۰) (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ص، ۳۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھنے لگیں تو تم انکے سامنے آواز پکارا شروع کرو، یہاں تک کہ انہیں خود پتا نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ ص، ۲۱۸) ان کفار ومشرکین کی ان حرکتوں پر انہیں جو عذاب ملنے والا ہے اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ ان کفار

ومشرکین کے اس فعل پر ہم انہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں انکے اعمال بد کا پورا پورا بدلہ عطا کریں گے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''عَذَابًا شَدِيْدًا'' سے مراد یہ ہے کہ انہیں لگاتار یعنی مسلسل عذاب دیا جائے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور یہ عذاب انکے جسم کے ہر ہر عضو کو پہنچے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ج ۱۵۔ص ۶۵۳) اگلی آیت میں اس دردناک عذاب کی تشریح کی جارہی ہے کہ وہ دردناک عذاب انہیں جہنم کی آگ کی شکل میں دیا جائے گا جس میں وہ تڑپتے رہیں گے، یہ بدلہ ہے اللہ کے دشمنوں کے ان اعمال کا جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے لہذا انہیں اسی عذاب میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا اور یہ بدلہ بھی ہے ان کی اس حرکت کا کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے بھی تھے۔ ان آیتوں سے ایک سبق یہ ملا کہ جب کبھی قرآن کی تلاوت کی جائے تو ہمیں اسے غور سے سننا چاہئے نہ کہ اسکے سامنے ہنسی مذاق کریں یا آوازیں چیخ وپکار کریں جیسا کہ اللہ تعالی نے مومنوں کو حکم فرمایا ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی کے ساتھ غور سے سنتے رہو، ہوسکتا ہے کہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اللہ تم پر رحم فرمادے۔ (الاعراف ۲۰۴) قرآن مجید کو غور سے سننا اسکے سامنے شور نہ کرنا یہ مومنین کا شیوہ ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کے آگے آوازیں اور پکارا کرنا یہ کفار ومشرکین کی خصلت ہے جس پر انہیں عذاب دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۷۷﴾ جو دل چاہے گا جنت میں وہ سب کچھ ملے گا ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۲۹۔تا۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَرِنَا تو دکھا ہمیں الَّذَيْنِ وہ دونوں جنہوں نے اَضَلّٰنَا گمراہ کیا تھا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے نَجْعَلْهُمَا ہم کردیں گے انہیں تَحْتَ نیچے اَقْدَامِنَا اپنے قدموں کے لِيَكُوْنَا تاکہ وہ ہوں مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ سب سے نچلے لوگوں میں سے اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے قَالُوْا کہا رَبُّنَا اللّٰهُ ہمارا رب اللہ ہے ثُمَّ پھر اسْتَقَامُوْا وہ اس پر جم گئے تَتَنَزَّلُ اترتے ہیں عَلَيْهِمُ ان پر الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے اَلَّا

تَخَافُوْا کہ تم خوف نہ کرو وَ اور لَا تَحْزَنُوْا تم غم نہ کھاؤ وَ اور اَبْشِرُوْا تم خوش ہو جاؤ بِالْجَنَّةِ جنت کے ساتھ الَّتِیْ وہ جس کا کُنْتُمْ تم تھے تُوْعَدُوْنَ وعدہ دیے جاتے نَحْنُ ہم اَوْلِیٰٓؤُكُمْ تمہارے دوست ہیں فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا زندگانی دنیا میں وَ اور فِی الْاٰخِرَةِ آخرت میں وَ اور لَكُمْ تمہارے لیے ہے فِیْهَا اس میں مَا جو تَشْتَهِیْٓ چاہیں گے اَنْفُسُكُمْ تمہارے جی وَ اور لَكُمْ تمہارے لیے ہے فِیْهَا اس میں مَا جو تَدَّعُوْنَ تم مانگو گے نُزُلًا بطورِ مہمانی کے مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ غفور رحیم کی طرف سے

ترجمہ:۔ (دوسری طرف) جن لوگوں نے کہا ہے کہ ''ہمارا رب اللہ ہے'' اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو اُن پر بیشک فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی کا غم کرو، اور اُس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لیے ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور اس میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لیے ہے جو تم منگوانا چاہو۔ یہ سب کچھ اُس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے جس کی بخشش بھی بہت ہے، جس کی رحمت بھی کامل۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان جنات اور انسانوں کی صورت دکھا دیجئے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔

۲۔ تا کہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے ایسا روندیں کہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

۳۔ دوسری طرف وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ۴۔ اور وہ لوگ اس پر ڈٹے رہے۔

۵۔ ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ اور نہ ہی کسی بات کا غم کرو۔

۶۔ اس جنت سے خوش ہو جاؤ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

۷۔ ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

۸۔ اس جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہے جسکو تمہارا دل چاہے۔

۹۔ اس میں ہر وہ چیز تمہیں ملے گی جو تم مانگو گے۔

۱۰۔ یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے جس کی بخشش بھی بہت ہے اور رحمت بھی کامل

کافروں اور مشرکوں کی سزاؤں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی التجا بیان کر رہے ہیں جو وہ لوگ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یقیناً ہم نے شیطان اور انسانوں کی باتوں میں آ کر گمراہی اختیار کر لی تھی جسکی سزا آج ہم یہاں بھگت رہے ہیں چنانچہ ہماری آپ سے یہ التجا ہے کہ ہمیں ان

لوگوں کے چہرے دکھا دیجئے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم ان سے اسطرح بدلہ لیں کہ ہم ان کے چہروں کو اپنے پیروں تلے ڈال کر کچل دیں تا کہ وہ ذلیل وخوار ہو جائیں شاید اسطرح کرنے سے ہمیں کچھ سکون تو ملے، لیکن ان کا کوئی مطالبہ وہاں پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ اللہ تعالی ان سے کہے گا کہ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم انہیں اور تمہیں برابر کی سزا دیں گے لِكُلٍّ ضِعۡفٌ وَّلٰكِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ تم میں سے ہر ایک کو دوگنا عذاب ملے گا لیکن تم اس بات کو نہیں جانتے۔ (الاعراف ۳۸) ان کافروں کا کہنا کہ ہمیں جنات اور انسان دونوں نے ملکر بھٹکایا اس بارے میں اللہ تعالی بھی فرماتا ہے کہ "وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ" اس طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے انسانوں میں سے بھی اور جنات میں سے بھی، (الانعام ۱۱۲:) اور ایک جگہ اللہ تعالی نے فرمایا الَّذِيۡ يُوَسۡوِسُ فِيۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ (الناس) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو بھٹکانے کا کام جیسے شیاطین کرتے ہیں ویسے ہی کچھ انسان بھی ہوتے ہیں جو انہیں غلط راستے پر لیجاتے ہیں، لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم شیاطین کے حملوں سے بھی بچیں اور انسانوں کے حربوں سے بھی اور ہر دو سے اللہ تعالی کی پناہ بھی مانگتے رہیں۔

اللہ تعالی ایمان والوں پر ہونے والے انعامات کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے لوگ جنہوں نے اپنی زبانوں سے یہ اقرار کیا کہ ہمارا رب ایک ہے، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اپنی کہی ہوئی بات پر جمے بھی رہے، کسی بھی آزمائش اور تکلیف نے انہیں اس کہی ہوئی بات سے مکرنے نہیں دیا تو ایسے لوگوں پر اس دنیا میں آسمان سے فرشتے چند بشارتیں لیکر نازل ہوتے ہیں، پہلی بشارت یہ کہ تم لوگوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالی اور ہم تمہارے ساتھ ہیں اور نہ ہی تمہیں غمزدہ ہونا ہے اور سنو تمہیں اللہ تعالی تمہارے اس عمل پر یہ خوشخبری سناتا ہے کہ تمہیں وہ جنت ضرور ملے گی جسکا اس نے وعدہ کیا۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتے ان ایمان والوں کو یہ بشارت اور خوشخبری تین موقعوں پر دیتے ہیں پہلے موت کے وقت، دوسرے قبر میں اور تیسرے موت کے بعد اٹھائے جانے کے وقت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، واقعہ یہ ہوا کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور ملائکہ اسکی بیٹیاں ہیں جو اللہ کے یہاں ہماری سفارش کرینگے، لیکن وہ اپنی کہی ہوئی باتوں پر جمے نہیں رہے، ان کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا رب اللہ ہے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہے اور وہ اپنی کہی ہوئی بات پر جمے بھی رہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ ص، ۲۲۲) اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے یہ آیت "اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا" پڑھی اور فرمایا کہ لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا مگر اسکے بعد بہت سے لوگوں نے اپنی اس

کہی ہوئی بات کا انکار بھی کر دیا، توسنو جو کوئی اس بات کا اقرار کرے اور اسی پر اسے موت بھی آئے تو یہ وہی ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِسْتَقَامُوْا کہ جو اپنی کہی ہوئی بات پر جمے بھی رہے۔(ترمذی ۳۲۵۰)

فرمایا کہ یہ ملائکہ ان استقامت کے ساتھ ایمان پر جمے رہنے والوں سے کہیں گے کہ دیکھو! گھبرانا نہیں ہم جس طرح دنیا میں تمہارے ساتھ تھے اسی طرح یہاں آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہیں لہذا تم کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ رکھو ہم ہر قدم پر تمہارے ہی ساتھ ہیں، جس طرح ہم نے تمہیں اس دنیا میں مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچائے رکھا اسی طرح ہم یہاں بھی تمہاری پل صراط وغیرہ سے بچائیں گے اور جنت تک تمہیں پہنچائیں گے اور یہاں اس جنت میں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جسے تم مانگو گے اور جو تمہارا کھانے کا دل چاہے وہ تمہیں ملے گا یہ تو پہلی پہلی میزبانی ہے جسکے ساتھ تمہارا یہاں جنت میں استقبال کیا جائے گا اسکے علاوہ اور بھی بہت سے انعامات اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہاں رکھے ہیں۔سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۷۱ میں بھی یہ بات بتلائی گئی کہ جنتیوں کو ان کی مرضی کی چیزیں دی جائیں گی وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں سب کچھ وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷۸﴾ تم بدی کا دفاع ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو ﴿حٰمٓ السَّجْدَۃ ۳۳۔تا۔۳۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَنْ کون اَحْسَنُ زیادہ اچھا ہے قَوْلًا بات کے اعتبار سے مِّمَّنْ اس شخص سے جس نے دَعَآ بلایا اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف وَ اور عَمِلَ اس نے عمل کیے صَالِحًا نیک وَّ اور قَالَ کہا اِنَّنِيْ بے شک میں تو مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فرمانبرداروں میں سے ہوں وَ اور لَا تَسْتَوِي برابر نہیں ہوتی الْحَسَنَةُ نیکی وَ اور لَا نہیں السَّيِّئَةُ برائی اِدْفَعْ آپ ٹالیے بِالَّتِيْ ایسی بات سے کہ هِيَ وہ اَحْسَنُ احسن ہو فَاِذَا اور الَّذِيْ وہ شخص کہ بَيْنَكَ آپ کے درمیان وَ اور بَيْنَهٗ اس کے درمیان عَدَاوَةٌ دشمنی ہے كَاَنَّهٗ گویا کہ وہ وَلِيٌّ دوست ہے حَمِيْمٌ نہایت گہرا وَ اور مَا نہیں يُلَقّٰىهَآ سکھلائی جاتی یہ اِلَّا مگر الَّذِيْنَ انہی کو جو صَبَرُوْا صبر کرتے ہیں وَ اور مَا نہیں يُلَقّٰىهَآ سکھلائی جاتی یہ اِلَّا مگر ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اسی کو جو بڑے نصیبے والا ہے

ترجمہ:۔ اور اُس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے، اور نیک عمل کرے، اور یہ

کہے کہ میں فرماں برداروں میں شامل ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہوجائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو۔ اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور یہ بات اُسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والا ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے؟

۲۔ یہ کہے کہ میں فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔ ۳۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔

۴۔ تم بدی کا دفاع ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو۔

۵۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے اور جسکے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہوجائے گا جیسے کہ جگری دوست ہو

۶۔ یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔

۷۔ یہ بات صرف اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑا نصیب والا ہوتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں ان برے جنات اور انسانوں کا تذکرہ تھا جو برے راستہ کی طرف بلاتے تھے، ان آیتوں میں ان نیک لوگوں کا تذکرہ ہے جو اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس شخص سے بڑھ کر نیکی کرنے والا کون ہوگا جو انسانوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلائے؟ یعنی اس سے بڑھ کر نیک عمل کوئی نہیں ہوسکتا، اسلام کی دعوت دینا اور لوگوں میں اصلاح کا کام کرنا اور انہیں دین سے جوڑنا یہی سب سے بہترین کام ہے بشرطیکہ داعی خود اللہ کے احکامات پر چلنے والا ہو اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وہ داعی یہ کہتا ہو کہ یقینا میں تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلا رہا ہوں مگر اس سے پہلے میں ہی اس اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہوں، ایسا نہیں کہ میں کچھ اور کررہا ہوں اور تمہیں کچھ اور کرنے کی دعوت دے رہا ہوں، بلکہ جس چیز کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس کو سب سے پہلے میں نے اپنا لیا ہے اب تم بھی اسے اپنا لو، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو رائے ہیں پہلی یہ کہ یہ آیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۲۲۷) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۳۲۳) اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت موذن کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے بہترین بات وہی ہے جو موذن اپنی اذان میں دہراتا ہے جس میں توحید اور رسالت کا اعلان اور نماز کی دعوت ہوتی ہے۔ (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۳۲۳)

اللہ تعالی دعوت کے آداب اور لوگوں کے درمیان تعلقات کو پختہ بنانے کے اصول بیان کررہے ہیں کہ سب سے پہلے یہ سمجھ لو کہ نیکی اور بدی ایک جیسی نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر تم کسی کے ساتھ اچھا برتاو کروگے تو وہ

تمہارے قریب ہوگا اور اسکی محبت تمہارے دل میں بیٹھ جائے گی اس کے برخلاف اگر تم کسی کے ساتھ برا برتاو کرو گے تو وہ تم سے دور ہوگا اور اسکے دل میں تمہارے لئے نفرت پیدا ہوجائے گی اس لئے اگر یہ دین کا کام کرنا ہے تو تمہیں پہلے سب کے ساتھ اچھا برتاو کرنا ہوگا، انکے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا ہوگا اور اگر اس دعوت کے کام میں تمہیں کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچے تو تمہیں اس پر صبر سے کام لینا ہوگا اور برائی کا جواب اچھائی سے دینا ہوگا تو جب تم اس فارمولے پر عمل کرو گے تو دیکھ لینا جو تمہارا جانی دشمن بنا ہوا تھا وہ تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے دشمن اور انہیں تکلیف پہنچانے میں سب سے آگے تھے لیکن جب اللہ نے انہیں اسلام کی دولت سے نوازا تو وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے والے بن گئے۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۲۲۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات یعنی جانی دشمن کا جانی دوست میں بدل جانا صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے اندر صبر کرنے کا مادہ ہو اور وہ لوگوں کی تکلیفوں پر صبر سے کام لے اور انہیں اس پر درگزر بھی کردے، کیونکہ اگر کوئی برائی کا جواب برائی سے ہی دے گا تو آپسی رنجش کبھی ختم نہیں ہوگی بلکہ اور بڑھے گی، اسی لئے اگر کسی دشمن کو تم اپنا دوست بنانا چاہتے ہو تو اسکے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو اور اسکی برائی کا جواب اچھائی سے دو پھر دیکھو وہ کیسے تمہارا جگری دوست بن جاتا ہے؟، یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک اور بات بیان فرمائی وہ یہ کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ آپ برائی کرنے والے کے ساتھ اچھائی کرو گے تو وہ تمہارا دوست اور بھلائی چاہنے والا بن جائے بلکہ ایسا اسی کے ساتھ ہوتا ہے جو صاحبِ نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی روشنی میں ایک بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غصہ کے وقت صبر کرنے، جہالت کے وقت بردباری سے کام لینے اور برائی کے وقت معاف کرنے کا حکم فرمایا، جب مسلمان اسطرح کریں گے تو اللہ انہیں شیطان سے محفوظ رکھے گا اور انکے دشمنوں کے دلوں میں انکے تئیں نرمی ڈال دے گا۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۲۳۰)

﴿درس نمبر ۱۸۷۹﴾ جب شیطان کی طرف سے وسوسہ آجائے ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۳۶۔تا۔۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِمَّا اگر يَنْزَغَنَّكَ آپ کو ابھارے مِنَ الشَّيْطٰنِ شیطان کی طرف سے نَزْغٌ کوئی وسوسہ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو آپ اللہ کی پناہ مانگیے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ یقیناوہی ہے الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا وَ اور مِنْ اٰيٰتِهِ اس کی نشانیوں میں سے ہے الَّيْلُ رات وَ اور النَّهَارُ دن وَ اور الشَّمْسُ سورج وَ اور الْقَمَرُ چاند لَا تَسْجُدُوْا تم سجدہ نہ کرو لِلشَّمْسِ سورج کو وَ اور لَا لِلْقَمَرِ نہ چاند کو وَ اسْجُدُوْا تم سجدہ کرو لِلّٰهِ اللہ کو الَّذِيْ جس نے خَلَقَهُنَّ ان سب کو پیدا کیا اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو اِيَّاهُ صرف اسی کی تَعْبُدُوْنَ عبادت کرتے فَاِنِ پھر اگر اسْتَكْبَرُوْا وہ تکبر کریں فَالَّذِيْنَ تو وہ لوگ جو عِنْدَ رَبِّكَ آپ کے رب کے پاس ہیں يُسَبِّحُوْنَ وہ تسبیح بیان کرتے ہیں لَهٗ اس کی بِالَّيْلِ رات کو وَ اور النَّهَارِ دن کو وَ اور هُمْ وہ لَا يَسْئَمُوْنَ نہیں جھکے

ترجمہ:۔ اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کبھی کوئی کچوکا لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند کو سجدہ کرو، نہ چاند کو،اور سجدہ اُس اللہ کو کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر واقعی تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے۔ پھر بھی اگر یہ (کافر) تکبر سے کام لیں، تو (کرتے رہیں) کیوں کہ جو (فرشتے) تمہارے رب کے پاس ہیں، وہ دن رات اُس کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ اکتاتے نہیں ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

۲۔ بیشک وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔

۳۔ اسی کی نشانیوں میں سے ہے یہ رات اور دن، سورج اور چاند۔

۴۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ ہی چاند کو۔

۵۔ سجدہ کرو تو بس اسی کو جس نے انہیں پیدا کیا۔

۶۔ اگر تم واقعی اسی خالق کی عبادت کرتے ہو۔

۷۔ پھر بھی اگر یہ کافر تکبر سے کام لیں تو لیتے رہیں۔

۸۔ کیونکہ جو فرشتے تمہارے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اس عمل سے اکتاتے بھی نہیں۔

پچھلی آیتوں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ جنات وشیاطین انسانوں کو بھٹکاتے ہیں اور انکے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ اچھائی کو چھوڑ کر برائی کی جانب رغبت اختیار کریں، چنانچہ اس آیت میں ان شیطانی وسوسوں سے بچنے کی ترکیب اور اسکا علاج بتایا جارہا ہے کہ جب کبھی شیطان دل میں برائی کرنے کا وسوسہ ڈالے تو فوراً ہمیں شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ مانگ لینی چاہئے اور "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھ لینا چاہئے اس لئے کہ ہمارے اندر ان وسوسوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے اور جو ہمیں اس شیطان کے شر سے محفوظ رکھ سکتا ہے وہ اللہ تعالی ہی ہے اس لئے ہمیں مدد کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے اور جب بھی ہم اسے مدد کے لئے پکاریں گے تو وہ فورا

ہماری آواز اور پکار کو سن لیتا ہے اور ہمارے ساتھ کیا کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے یعنی کہ جس چیز کے لئے ہم نے اپنے رب کو پکارا اگر اس چیز کو دفع کرنا ہمارے لئے بہتر ہے تو وہ دفع کرے گا لیکن اگر اس میں ہماری آزمائش ہے یا کوئی اور اللہ کا مقصد ہو تو وہ اسکے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ کرے گا اسی کو یہاں کہا گیا "اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" کہ وہ رب تو سننے اور جاننے والا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نماز کے لیے ٹھہرتے تو آپ تکبیر کہہ کر ثناء پڑھتے پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا" کہتے اور پھر اسکے بعد "أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ" کہ میں اس اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو سننے اور جاننے والا ہے شیطان مردود سے، اسکے وسوسوں سے، اسکے کبر سے اور اسکی برائی سے پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ۲۴۲) جب خود اللہ کے نبی ﷺ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اور زیادہ اللہ کی پناہ چاہیں، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۱ میں بھی یہی مضمون آیا ہے کہ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ کہ جب تمہیں شیطان کی طرف سے وسوسے آنے لگیں تو اس شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو اس لئے کہ وہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ جس اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے کا حکم پچھلی آیت میں گزرا یہاں اسی اللہ کی قدرت وعظمت بیان کی جارہی ہے وہ اللہ ایسی شان والا ہے کہ اسی نے رات اور دن پیدا کئے، سورج اور چاند کو بنایا اور ان سب کا ایک وقت اور حد مقرر کردی کہ تم فلاں وقت پر ہی نکلو گے اور فلاں حد سے آگے نہ بڑھ سکو گے، تو جس نے ایسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں اور یہ سب اسی کی اطاعت بھی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم اس خالق کو چھوڑ کر اسکی بنائی ہوئی چیزیں جیسے کہ چاند اور سورج کی پوجا کرتے ہیں؟ حالانکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جس رب نے ہمیں اور انہیں اور سب کو پیدا کیا عبادت بھی اسی رب کی کرنی چاہئے نہ کہ ان بتوں کی جنہیں انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ اگر واقعی تم عبادت کرنا چاہتے ہو اور بندگی اختیار کرنا چاہتے ہو تو اسی خالق کی عبادت واطاعت کرو، اور اسی کے آگے سجدہ ریز ہوجاو اسی وقت تمہیں فائدہ ہوگا اور یہی صحیح عبادت ہے اگر پھر بھی ان ساری حقیقتوں کو جاننے کے باوجود اور اللہ کی قدرت کو پہچاننے کے بعد بھی یہ لوگ اللہ کی عبادت کرنے سے تکبر کریں اور اسکے سامنے جھکنے کو عار سمجھیں تو انہیں کرتے رہنے دیجئے جو یہ کررہے ہیں، انکا اللہ تعالی کی عبادت نہ کرنا اللہ کی شان میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کریگا اسکی عبادت تو ہر آن ہر لمحہ ان فرشتوں کے ذریعہ ہورہی ہے جو اسکی عبادت میں مشغول ہیں اور یہ فرشتے ایسے ہیں کہ ہر گھڑی عبادت کرتے ہوئے بھی اپنے اس عمل پر اتراتے نہیں اور نہ ہی تکبر کرتے ہیں۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ کہ اگر یہ لوگ اسکی عبادت کرنے سے انکار کریں تو کرنے دو، ہم نے تو اس عبادت پر ایسے لوگوں کو لگارکھا ہے جو کبھی عبادت کرنے سے انکار نہیں کرتے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۰﴾ **قدرت کی یہ بھی ایک نشانی ہے** ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۳۹۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مِنْ اٰيٰتِهٖ اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنَّكَ تَرَى کہ بے شک آپ دیکھتے ہیں الْاَرْضَ زمین کو خَاشِعَةً دبی ہوئی فَاِذَآ پھر جب اَنْزَلْنَا ہم نے نازل کیا عَلَيْهَا اس پر الْمَآءَ پانی اهْتَزَّتْ وہ لہلہانے لگی وَ اور رَبَتْ ابھر آئی اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْٓ وہ جس نے اَحْيَاهَا اس کو زندہ کیا لَمُحْيِ البتہ زندہ کرنے والا ہے الْمَوْتٰى مردوں کو اِنَّهٗ بے شک وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُلْحِدُوْنَ کج روی کرتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں میں لَا يَخْفَوْنَ وہ مخفی نہیں رہتے عَلَيْنَا ہم پر اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص کہ يُّلْقٰى وہ ڈالا جائے گا فِي النَّارِ آگ میں خَيْرٌ بہتر ہے اَمْ یا مَّنْ وہ جو يَّاْتِيْٓ آئے گا اٰمِنًا امن سے يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن اِعْمَلُوْا تم عمل کرو مَا جو شِئْتُمْ تم چاہو اِنَّهٗ بلاشبہ وہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ مرجھائی پڑی ہے۔ پھر جونہی ہم نے اس پر پانی اتارا' وہ حرکت میں آ گئی، اور اس میں بڑھوتری پیدا ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس زمین کو زندہ کیا، وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔ بھلا بتاؤ کہ جس شخص کو آگ میں ڈال دیا جائے، وہ بہتر ہے، یا وہ شخص جو قیامت کے دن بے خوف وخطر آئے گا؟ (اچھا) جو چاہو، کرلو، یقین جانو کہ وہ تمہارے ہر کام کو خوب دیکھ رہا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ مرجھائے پڑی ہے۔

۲۔ پھر جیسے ہی ہم نے اس پر پانی اتارا وہ حرکت میں آ گئی۔ ۳۔ اس میں بڑھوتری پیدا ہو گئی۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔

۵۔ یقیناوہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۶۔ جولوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

۷۔ بھلا بتاؤ کہ جس شخص کو آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن بے خوف وخطر آئے گا؟۔

۸۔ اچھا چلو جو چاہے کرلومگر یادرکھو کہ وہ تمہارے ہر کام کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یہ وسیع وعریض زمین ہے جس پر ہم چل پھر رہے ہیں اور جس پر ہم اپنے مکانات بناتے ہیں اور جس زمین سے اگنے والی ترکاریاں، پھل پھلاریاں اور غلے ہماری طاقت و صحت ولذت کا ذریعہ بنتی ہیں، اسی زمین کا ذکر یہاں یوں کیا گیا کہ تم اس زمین کو دیکھتے ہو کہ جب تک اس زمین پر پانی نہیں برستا یہ کیسے دبی ہوئی سنسان اور بنجر نظر آتی ہے ایسا لگتا ہے کہ گویا یہ مردہ پڑی ہوئی ہے لیکن جب اللہ تعالی اس زمین پر آسمان سے اپنی قدرت کے ذریعہ پانی برساتا ہے تو اس میں ایک جان سے آجاتی ہے اور حرکت پیدا ہوجاتی ہے اور پھر اس پر سبزہ اگنے لگتا ہے گویا کہ وہ مردہ حالت سے زندہ حالت کی جانب لوٹ آئی ہے، اسی طرح کل جب قیامت کا دن ہوگا تو جتنے لوگ مردہ زمین کے نیچے یا جہاں کہیں بھی پڑے ہونگے ان سب کو اللہ تعالی پھر سے ایک زندگی بخشے گا، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالی مردہ انسان کو قیامت کے دن دونوں نفخوں کے درمیان پانی کے ذریعہ زندہ کریگا، یہی اس آیت "إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ" کا مطلب ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۴۷۶) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے اسے تم ناممکن نہ سمجھنا یہ سب کچھ ہو کر رہے گا اس لئے کہ اللہ تعالی ہر چیز کے کرنے پر قدرت رکھتا ہے اسے کوئی اس طرح کرنے سے نہیں روک سکتا۔ اللہ تعالی کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ اور وہ اللہ ہر وہ کام جس کا ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ۔

یہاں ان لوگوں کو ڈرایا جارہا ہے جو اللہ تعالی کی ان آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اور اس میں شک وشبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں کجی نکالنے کے درپر رہتے ہیں ان سے کہا جارہا ہے کہ اللہ تعالی کو ان سب لوگوں کا حال اچھی طرح معلوم ہے جو لوگ بھی اللہ تعالی کی آیتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور اسکا ایسا مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالی کا مقصد نہ ہو، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی کل قیامت کے دن ایک ایک کرکے پکڑے گا اور سب کو جہنم کی آگ میں جھونک دے گا بھلا وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے عذاب دینے کے لئے جہنم میں پھینک دیا ہو یہ بہتر ہے یا وہ جو کل قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے مطیع وفرمانبردار ہو کر آئے گا؟ اور یہ بھی اقرار کرتا تھا کہ اللہ تعالی نے جو قیامت کے متعلق بتلایا ہے وہ سب کچھ سچ ہے لہذا اللہ تعالی اسکے اس عمل پر اسے جنت کی نعمتیں نوازیگا؟ یقیناوہی بہتر ہوگا جو نعمتوں اور آسائشوں میں ہوگا، تو پھر تم لوگ عقل رکھتے ہوئے بھی اس بھلائی کو پانے کے

بجائے اس عذاب کی طرف کیوں جا رہے ہو؟ ہاں! کرلو جو کچھ تم لوگ کرنا چاہتے ہو، ہم کسی کو کسی کام پر زبردستی نہیں کرتے بس اسکے سامنے اچھائی اور برائی بیان کردیتے ہیں اگر وہ سمجھ گیا تو اس میں فائدہ اسی کا ہوگا اور جو نہ سمجھے خسارہ اسی کو اٹھانا پڑے گا، اللہ تعالی تو ہر انسان کے عمل کو دیکھ رہا ہے لہذا جو جیسا کرے گا اسے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔
اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت بشیر بن فتح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔) التفسیر المنیر۔ج، ۲۴۔ص، ۲۴۰) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ" سے مراد ابوجہل ہے اور "أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص، ۳۳۰) اس آیت سے ایک سبق یہ بھی ملا کہ قرآن کریم کے مطالب و معانی بیان کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی اور مطلب بیان کردیں جبکہ اس آیت کا مطلب کچھ اور ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے، لہٰذا اسے اسی کی جگہ پر رکھو، اس میں تم اپنی خواہشات کو داخل مت کرو۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص، ۳۳۰)

﴿درس نمبر ۱۸۸۱﴾ ان لوگوں نے برا کیا جنہوں نے نصیحت والی کتاب کا انکار کیا ﴿حٰمٓ السَّجۡدَۃ ۴۱۔تا۔۴۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ لَمَّا جَآءَہُمۡ ۚ وَ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ ۙ﴿۰﴾ لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ ﴿۰﴾ مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ مَغۡفِرَۃٍ وَّ ذُوۡ عِقَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۰﴾

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِیۡنَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوۡا کفر کیا بِالذِّکۡرِ قرآن کے ساتھ لَمَّا جب جَآءَہُمۡ وہ آیات ان کے پاس وَ اور اِنَّہٗ بے شک لَکِتٰبٌ البتہ ایک کتاب ہے عَزِیۡزٌ بلند مرتبہ لَّا یَاۡتِیۡہِ نہیں آسکتا اس کے پاس الۡبَاطِلُ باطل مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ اس کے آگے سے وَ اور لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ نہ اس کے پیچھے سے تَنۡزِیۡلٌ نازل کردہ ہے مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ بڑے حکمت والے قابل تعریف کی طرف سے مَا نہیں یُقَالُ کہا جاتا لَکَ آپ سے اِلَّا مگر مَا وہ جو قَدۡ تحقیق قِیۡلَ کہا گیا لِلرُّسُلِ رسولوں سے مِنۡ قَبۡلِکَ آپ سے پہلے اِنَّ بے شک رَبَّکَ آپ کا رب لَذُوۡ مَغۡفِرَۃٍ بخشش والا ہے وَّ اور ذُوۡ عِقَابٍ اَلِیۡمٍ دردناک عذاب والا

ترجمہ:۔ بے شک (ان لوگوں نے بہت بُرا کیا ہے) جنہوں نے نصیحت کی اس کتاب کا انکار کیا جبکہ وہ ان کے پاس آچکی تھی، حالاں کہ وہ بڑی عزت والی کتاب ہے۔ جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔ اس ذات کی طرف سے اُتاری جارہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں

اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔ (اے پیغمبر!) جو باتیں کہی جا رہی ہیں، وہ وہی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھیں۔ یقین رکھو تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے اور دردناک سزا دینے والا بھی۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً ان لوگوں نے بہت برا کیا جن لوگوں نے نصیحت والی اس کتاب کا انکار کیا جبکہ یہ کتاب انکے پاس آ چکی تھی۔

۲۔ حالانکہ یہ کتاب بڑی عزت والی کتاب ہے۔

۳۔ جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ ہی آگے سے اور نہ ہی پیچھے سے۔

۴۔ یہ اس ذات کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو حکمت کا مالک ہے۔

۵۔ تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔

۶۔ اے پیغمبر! جو بات تم سے کہی جا رہی ہے وہ بات وہی ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھی۔

۷۔ یقین رکھو! تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے اور دردناک سزا دینے والا بھی۔

پچھلی آیتوں میں ان مشرکین وملحدین کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کلام کی آیتوں میں کجی نکالا کرتے تھے ان آیتوں میں بھی انہی لوگوں کی ایک اور صفت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ لوگ صرف ان آیتوں میں کجی ہی تلاش نہیں کرتے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ اس کلام کا انکار بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کلام نہیں اتارا اور یہ جو کلام ہمارے سامنے ہے وہ اللہ کا نہیں ہے، انکی اس حرکت پر بھی انہیں سخت سزا قیامت کے دن ملے گی، ان کو مختلف عذابوں میں گھیرا جائے گا اور انہیں انکے اعمال کے سبب ہلاک وتباہ کیا جائے گا، حالانکہ جس کلام کا یہ لوگ انکار کر رہے ہیں وہ کلام بہت ہی عزت والا اور شرف والا ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی باطل یا جھوٹی بات نہیں ہے بلکہ جو بھی اس میں بیان کیا گیا ہے وہ صد فیصد صحیح اور درست ہے اس لئے کہ یہ کتاب جو نازل کی گئی ہے وہ کتاب اس حکمت والے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو سراسر تعریف کے لائق ہے، تو اسکا کلام بھی اسکی ذات کی طرح تعریف کے لائق ہوگا اور تعریف اسی کی کی جاتی ہے جو ہر عیب سے پاک ہوتا ہے لہذا یہ کلام بھی ہر کجی اور جھوٹ سے بالکل پاک ہے اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اس کلام میں اپنی طرف سے کچھ اونچ نیچ کر سکے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" ہم ہی نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کتاب کی حفاظت کرنے والے ہیں، (الحجر ۹) تو جس چیز کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہو تو اس میں چھیڑ چھاڑ کرنے کی کس کی کیا مجال ہے؟، لہذا تم لوگ یہ یقین رکھو کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے نازل کیا تھا اب تک وہ کلام اپنی اصلی حالت میں بغیر کسی تبدیلی کے موجود ہے اور جسکا ایمان اسکے برخلاف ہوگا اسکے مومن ہونے میں شک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ! ہم نے اس کلام کے ذریعہ جو پیغام آپ تک بھیجا ہے وہ پیغام وہی

ہے جو ہم نے آپ سے پہلے سارے پیغمبروں کو بھیجا تھا یعنی اس کلام میں اسی توحید کا ذکر ہے جس توحید کی دعوت آپ سے پہلے انبیاء اپنی اپنی امتوں کو دیا کرتے تھے، اس میں کوئی اور نئی چیز داخل نہیں کی گئی ہے، تو جس طرح یہ لوگ آپ کو اس پیغام کے پہنچانے پر تکلیفیں دے رہے ہیں اور آپ کو مشقت میں ڈال رہے ہیں یہ کام ان تمام انبیاء کے ساتھ بھی کیا جا چکا ہے، اور ان تمام انبیاء نے بھی اس پر صبر سے کام لیا تھا لہٰذا آپ بھی اس پر صبر سے کام لیں كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا۟ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ اسی طرح آپ سے پہلے ان کے پاس جو بھی پیغمبر آئے انہوں نے ان سب سے یہی کہا کہ تم جادوگر ہو یا پھر تمہاری عقل میں فتور ہے۔ (الذاریات ۳۹) الغرض اگر یہ لوگ آپ کی بات سمجھ کر آپ پر ایمان لالیں تو ٹھیک ہے، اللہ انکے سارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا، لیکن اگر یہ لوگ آپ کی باتوں کا انکار کریں گے اور آپ کو جھٹلائیں گے تو انہیں اسکی سزا ضرور ملے گی، اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں کہ وہ معاف بھی کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ (البقرہ ۲۸۴) پس وہ جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جس کو چاہتا عذاب دیتا ہے۔ لہٰذا جو اسکی اطاعت کرے گا وہ معافی کا حقدار ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا وہ سزا کا حق دار ہوگا۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی معافی اور اسکا درگزر کرنا نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی جی نہیں سکتا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ کا سزا دینا اور اسکی وعیدیں نہ ہوتیں تو ہر کوئی بے فکر ہو جاتا۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴۔ص، ۲۴۲) یعنی اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے ساتھ یہ عفو و درگزر کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے انسان ان دنیا میں زندہ ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر انسان کی پکڑ کرنا شروع کر دے تو یہاں کوئی زندہ نہ رہ پائے گا، اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکی وعیدیں ہی ہیں جس نے انسان کو برے اعمال کرنے سے روکے رکھا ہے اگر انسان کے سامنے وہ وعیدیں نہ ہوتیں تو انسان ہر بڑے سے بڑا کام کر گزرتا۔

قرآن تو عجمی ہے اور پیغمبر عربی ہے؟

﴿درس نمبر ۱۸۸۲﴾ ﴿حٰمٓ السَّجدَۃ ۴۴۔تا۔۴۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاور لَوْ اگر جَعَلْنٰهُ ہم کرتے اس کو قُرْاٰنًا قرآن اَعْجَمِيًّا عجمی زبان کا لَّقَالُوْا تو البتہ وہ کہتے لَوْ لَا کیوں نہیں فُصِّلَتْ کھول کر بیان کی گئیں اٰيٰتُهٗ اس کی آیتیں ءَ کیا اَعْجَمِيٌّ عجمی ہے وَّاور عَرَبِيٌّ عربی؟ قُلْ آپ کہہ دیجیے هُوَ وہ لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے هُدًى وَّشِفَآءٌ ہدایت اور شفا ہے وَاور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں لاتے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ ان کے کانوں میں وَقْرٌ ہے وَّاور هُوَ وہ عَلَيْهِمْ ان کے حق میں عَمًى اندھا پن اُولٰٓئِكَ یہ لوگ يُنَادَوْنَ پکارے جاتے ہیں مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ دور جگہ سے وَاور لَقَدْ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے دی مُوْسَى موسیٰ کو الْكِتٰبَ کتاب فَاخْتُلِفَ تو اختلاف کیا گیا فِيْهِ اس میں وَاور لَوْ اگر لَا نہ ہوتی كَلِمَةٌ ایک بات سَبَقَتْ جو پہلے سے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لَقُضِيَ تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَاور اِنَّهُمْ بے شک وہ لَفِيْ شَكٍّ البتہ شک میں ہیں مِّنْهُ اس کی طرف سے مُرِيْبٍ جو اضطراب میں ڈالنے ہے مَنْ جس نے عَمِلَ عمل کیا صَالِحًا نیک فَلِنَفْسِهٖ تو اس کے اپنے ہی لیے ہے وَاور مَنْ جس نے اَسَآءَ برا کیا فَعَلَيْهَا تو اسی پر ہے وَاور مَا نہیں رَبُّكَ آپ کا رب بِظَلَّامٍ ظلم کرنے والا لِّلْعَبِيْدِ بندوں پر

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) تم سے جو باتیں کہی جارہی ہیں، وہ وہی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھیں یقین رکھو تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے، اور دردناک سزا دینے والا بھی۔ اور اگر ہم اس (قرآن) کو عجمی قرآن بناتے تو یہ لوگ کہتے کہ: ''اس کی آیتیں کھول کھول کر کیوں نہیں بیان کی گئیں؟ یہ کیا بات ہے کہ قرآن عجمی ہے، اور پیغمبر عربی؟'' کہہ دو کہ: ''جو لوگ ایمان لائیں، ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے، ان کے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے اور یہ (قرآن) اُن کے لیے اندھیرے میں بھٹکنے کا سامان ہے۔ ایسے لوگوں کو کسی دور دراز جگہ سے پکارا جارہا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے ہی طے نہ کر دی گئی ہوتی تو ان لوگوں کا معاملہ چکا ہی دیا گیا ہوتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو خلجان میں ڈال رکھا ہے۔ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو کوئی برائی کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لیے کرتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر ہم اس قرآن کو عجمی قرآن بناتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں کھول کھول کر بیان کیوں نہیں کی گئیں؟

۲۔ یوں کہتے کہ یہ کیا بات ہے قرآن تو عجمی ہے اور پیغمبر عربی؟

۳۔ کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائے انکے لئے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔

۴۔جو ایمان نہیں لائے انکے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے۔
۵۔یہ قرآن ان کے لئے اندھیرے میں بھٹکنے کا سامان ہے۔
۶۔ایسے لوگوں کو کسی دور دراز جگہ سے پکارا جا رہا ہے۔
۷۔ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی، پھر اس میں بھی اختلاف ہوا۔
۸۔اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی تو ان لوگوں کا معاملہ چکا ہی دیا گیا ہوتا۔
۹۔حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے شک میں بڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو خلجان میں ڈال رکھا ہے۔
۱۰۔جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے۔
۱۱۔جو کوئی برائی کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لئے کرتا ہے۔
۱۲۔تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی اس قرآن کریم کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ جس قرآن کے بارے میں ان مشرکین نے شک وشبہ پال رکھا تھا کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل نہیں کیا گیا ہے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ہم ہی نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا عجمی زبان میں نہیں ”كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا“ کہ یہ کتاب ایسی کتاب ہے جسکی آیتیں واضح اور کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں اور اس کتاب کو عربی میں ہم نے نازل کی۔(فصلت ۳) اب جبکہ اس قرآن کو تمہاری ہی زبان میں بالکل کھول کھول کر نازل کر دیا تب بھی تم لوگ یہ کہہ رہے ہو کہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے ”قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ“ کہ ہمارے دل تو پردے میں ہیں، جو تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہمیں سمجھ میں ہی نہیں آ رہا ہے تو اگر ہم اسے عجمی زبان میں نازل کرتے تو اس وقت بھی تم لوگ یہ کہتے کہ یہ کیا بات ہوئی اللہ نے جو قرآن نازل کیا ہے وہ تو عجمی زبان میں ہے اور جو نبی ہے وہ عربی ہے؟، تو پھر یہ ہمیں کیسے اس قرآن کو سمجھا پائیں گے جبکہ انہیں خود یہ زبان نہیں آتی اور نہ ہی ہم اس زبان کو سمجھ سکتے؟، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریش نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالی نے اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کیوں نہیں کیا اس حال میں کہ آپ عربی زبان ہو؟، اس وقت اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر طبری۔ج،۲۴۔ص،۲۴۶) یعنی انکے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس میں بڑی بات نہیں کہ آپ عربی ہو اور عربی کتاب ہی آپ پر نازل ہوئی، بڑی بات تو تب ہوتی کہ آپ پر عجمی زبان میں کتاب نازل ہوتی اور آپ عربی ہوتے، اسکا جواب انہیں اللہ تعالی نے دیا کہ اس عربی زبان کی کتاب کے بارے میں ہی تم یہ کہہ رہے ہو کہ یہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتی جبکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھول کھول

اسے تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں، اگر یہ کتاب عجمی زبان میں نازل ہوتی تو کہتے کہ یہ تو ہماری زبان نہیں ہے ہم کیسے اس کتاب کو سمجھیں گے؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تم کسی بھی طریقہ سے اس کتاب کو ماننا نہیں چاہتے اس لئے ہزار بہانے بنا رہے ہو، حالانکہ ان کفار کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کتاب راہ ہدایت اور شفا کا باعث ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کتاب پر اور اس کتاب کے بھیجنے والے پر اور جس پر یہ کتاب بھیجی گئی اس پر ایمان لاتے، جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۲ میں فرمایا گیا "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ" ہم ایسا قرآن اتارنے والے ہیں جو ایمان والوں کے لئے رحمت اور شفاء کا باعث ہوگا۔ لیکن جو ایمان والے نہیں ہیں اور جن کے کانوں میں ڈاٹیں پڑی ہوئی ہیں کہ جو اس کلام کو سننا تک نہیں چاہتے وہ لوگ اپنی گمراہی میں پڑے رہیں گے، انہیں یہ کلام کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا انکا حال ایسا ہے کہ کسی دور کھڑے ہوئے شخص کو پکارا جائے تو اسے ہماری پکار سنائی نہیں دیتی اور ہمارا پکارنا اسکے لئے اور ہمارے لئے بھی بے فائدہ ہوگا اسی طرح انکا حال ہے، انہیں کتنا بھی پکار لو اور کتنا بھی قران سنالو یہ اسے سننے والے نہیں ہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالی بطور مثال حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ بیان کررہے ہیں کہ اللہ کے کلام کو جھٹلانا ان مشرکین کی پرانی عادت ہے بلکہ یوں سمجھو یہ عادت وراثت میں چلی آرہی ہے چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام کو ہم نے کتاب عطا کی تو یہ لوگ اس میں بیان کردہ مضامین کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے، اور حضرت موسی علیہ السلام کو جھٹلانے لگے کہ اللہ تعالی نے آپ کو یہ کلام چھپ چھپا کر کیوں دیا؟ اگر دینا ہی تھا تو ہم سب کے سامنے دیا جاتا تاکہ ہمیں بھی یہ پتا چل جاتا کہ واقعی یہ کلام اللہ تعالی ہی کا ہے، اللہ تعالی نے انہیں اس جرم کی سزا بھی دی، تو جس طرح انہیں سزادی آپ کی امت کو بھی دیجاتی مگر اللہ تعالی نے انکے لئے کچھ اور فیصلہ پہلے ہی سے کر رکھا ہے اس لئے ان پر عذاب نہیں آیا "وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا"۔ (الکھف ۵۸) تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے، جو جرم انہوں نے کیا ہے اگر وہ اسکی وجہ سے انہیں پکڑنے پر آتا تو انکو جلد ہی عذاب دے دیتا لیکن ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔

اللہ تعالی بیان فرما رہے ہیں کہ ان کو جو سزا ملنی ہے اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کے معاملہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، اگر یہ لوگ اس سے باز آجائیں تو ہوسکتا ہے کہ اس عذاب سے بھی بچ جائیں۔ اسی حقیقت کو آگے فرمایا گیا کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس نیک عمل کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے کہ اسے ان اعمال کے بدلہ جنت میں بھیجا جائے گا اور جو کوئی برے اعمال کرتا ہے تو اس سے اسکا ہی نقصان ہوتا ہے کیونکہ ان اعمال کے سبب اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا کہ کسی کے گناہ کا بوجھ کسی اور پر ڈالدیا جائے ہو

ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی میں نے اسے حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم لوگ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (مسلم ۶۵۷۲)

﴿درس نمبر ۱۸۸۳﴾ اللہ کے علم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۴۷۔تا۔۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِىْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِلَيْهِ اسی کی طرف يُرَدُّ لوٹایا جاتا ہے عِلْمُ علم السَّاعَةِ قیامت کا وَ اور مَا نہیں تَخْرُجُ نکلتا مِنْ ثَمَرٰتٍ کوئی پھل مِّنْ اَكْمَامِهَا اپنے غلافوں سے وَ اور مَا نہیں تَحْمِلُ حمل سے ہوتی مِنْ اُنْثٰى کوئی مادہ وَ اور لَا تَضَعُ نہ جنتی ہے اِلَّا مگر بِعِلْمِهٖ اس کے علم ہی سے وَ اور يَوْمَ جس دن يُنَادِيْهِمْ وہ ان کو پکارے گا اَيْنَ کہاں ہیں شُرَكَآءِىْ میرے شریک قَالُوْٓا وہ کہیں گے اٰذَنّٰكَ ہم آپ سے عرض کر چکے ہیں لا مَا نہیں ہے مِنَّا ہم میں سے مِنْ کوئی شَهِيْدٍ گواہ وَ اور ضَلَّ گم ہو جائیں گے عَنْهُمْ ان سے مَّا وہ جن کو كَانُوْا تھے وہ يَدْعُوْنَ پکارتے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَ اور ظَنُّوْا وہ گمان کریں گے مَا نہیں ہے لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ مَّحِيْصٍ کوئی بھاگنے کی جگہ لَا نہیں يَسْـَٔمُ تھکتا الْاِنْسَانُ انسان مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ بھلائی مانگنے سے وَ اور اِنْ اگر مَّسَّهُ اسے پہنچے الشَّرُّ تکلیف فَيَـُٔوْسٌ تو انتہائی مایوس قَنُوْطٌ سخت ناامید

ترجمہ:۔ قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ اور اللہ کے علم کے بغیر نہ پھلوں میں سے کوئی پھل اپنے شگوفوں سے نکلتا ہے، اور نہ کسی مادہ کو حمل ٹھہرتا ہے اور نہ اُس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جس دن وہ ان (مشرکوں) کو پکارے گا کہ: ''کہاں ہیں میرے وہ شریک؟'' تو وہ کہیں گے کہ: ''ہم تو آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اب اس بات کا گواہ نہیں ہے (کہ آپ کا کوئی شریک ہے)''۔ اور پہلے یہ لوگ جن (جھوٹے خداؤں) کو پکارا کرتے تھے، ان کو اب اُن کا کوئی سراغ نہیں ملے گا، اور وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کے لیے اب بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر اُسے کوئی برائی چھو جائے تو ایسا مایوس ہو جاتا ہے کہ ہر اُمید چھوڑ بیٹھتا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

۲۔اللہ کے علم کے بغیر نہ کوئی پھل اپنے شگوفوں سے نکلتا ہے اور نہ ہی کسی مادہ کو حمل ٹھہرتا ہے۔

۳۔نہ ہی کسی کو بچہ ہوسکتا ہے۔

۴۔جس دن وہ ان مشرکین کو پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک؟

۵۔وہ کہیں گے کہ ہم تو آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اب اس بات کا گواہ نہیں ہے۔

۶۔پہلے جن جھوٹے خداوں کو یہ پکارتے تھے انکا اب کوئی سراغ نہیں ملے گا۔

۷۔وہ سمجھ جائیں گے کہ انکے لئے بچاؤ کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔

۸۔انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا۔

۹۔اگر اسے کوئی برائی چھو جائے تو وہ ایسا مایوس ہو بیٹھتا ہے کہ ہر امید چھوڑ دیتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں فرمایا گیا کہ جو نیکی کرے گا اسکا اجر اسی کو ملے گا اور جو برائی کرے گا اسکا نقصان اسی کو ہوگا یہاں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ وہ دن کونسا ہوگا کہ جس دن یہ بھلائی اور برائی کا فیصلہ ہوگا اور وہ دن کب آئے گا؟ تو اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ اسکا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی اور کو نہیں ہے۔خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے "قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ" نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس غیب کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں (الانعام ۵۰) سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۸۷ میں فرمایا گیا "قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ" کہ آپ فرمادیجئے کہ اسکا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے، سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ کہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے۔اور حدیث جبرئیل میں بھی مذکور ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مَا الۡمَسۡؤُوۡلُ عَنۡهَا بِأَعۡلَمَ مِنَ السَّائِلِ کہ جتنا اسکے بارے میں پوچھنے والے کو معلوم ہے اتنا ہی مجھے بھی۔(بخاری ۵۰) اسکے ساتھ ساتھ ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جو دنیا میں ہوتی ہے اللہ تعالی ان سب سے واقف ہے چاہے وہ درخت پر پھل کا اپنے پھولوں سے نکلنا ہو یا عورت کے رحم میں کیا ہے؟ ان سب کا علم اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو نہیں ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے مجھے ساری چیز کا علم دیا سوائے پانچ چیزوں کے وہ یہ ہیں، قیامت کے بارے میں صرف اللہ تعالی کو ہی معلوم ہے، بارش کب ہوگی؟ اور عورت کے پیٹ میں کونسا حمل ہے؟ یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے، انسان کیا کمائے گا؟ اور اسکی موت کہاں ہوگی؟ یہ بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ بہت سننے والا،

جاننے والا ہے۔(مسند احمد۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔۵۵۷۹)اور سورۃ انعام کی آیت نمبر۵۹ میں ہے کہ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا کہ درخت کا کوئی پتہ اللہ کی مرضی اور علم کے بغیر نہیں گرتا۔

اللہ تعالیٰ شرک کا آخری انجام کیا ہونے والا ہے؟اسے بیان فرما رہے ہیں کہ جب قیامت قائم ہوجائے گی اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ مشرکین سے کہے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے شرکاء جنہیں تم لوگ میرے برابر کھڑا کرتے تھے؟اور کہتے تھے کہ یہ ہماری اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے بچائیں گے ، آج ان میں سے کوئی نظر نہیں آرہا ہے ایسا کیوں؟ یہ بات سن کر مشرکین کہنے لگیں گے کہ آج ہمیں معلوم ہوگیا کہ ہم غلط راستے پر تھے اور آپ سے یہی کہتے ہیں کہ اب ہم میں سے کوئی یہ بات نہیں مانتا کہ آپ کا کوئی شریک ہے، یقیناً آپ کی ذات شرک سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین جن بتوں کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے ان سب کا اتہ پتہ تک نہ ہوگا اور وہ سمجھ جائیں گے کہ اب ہمیں اس عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے، یہ حالت ان مشرکین کی اس وقت ہوگی جس وقت یہ اپنی آنکھوں سے اپنے لئے تیار شدہ عذاب کو دیکھیں گے تب جا کر وہ اس حقیقت کا اقرار کریں گے تا کہ انکے اس طرح کہنے سے انہیں عذاب سے بچالیا جائے مگر اس وقت ان کے اس طرح کا اقرار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، انہیں انکے اعمال کی سزا ملکر ہی رہے گی، سورۃ کہف کی آیت نمبر ۵۳ میں کہا گیا وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مُّوَاقِعُوۡهَا وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا اور جب مجرمین آگ کو دیکھیں گے تو انہیں یقین ہوجائے گا کہ انہیں اس میں ڈال دیا جائے گا اور انہیں اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

یہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حالت بیان فرما رہے ہیں کہ انسان ہر وقت ہر گھڑی یہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے اور وہ اسکے لئے مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور اس عمل کے دوران وہ ذرہ برابر بھی تھکتا نہیں اگر اسے یہ کام ساری زندگی بھی کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ کرے گا کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو سکھ میں دیکھنا چاہتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہزاروں سال اسکے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اور پھر چند دنوں کے لئے اس پر آزمائشیں ڈالے تا کہ پتہ چلے کہ وہ واقعی فرمانبردار ہے یا نہیں؟ تب وہ اس آزمائش پر صبر نہیں کر پاتا اور واویلا مچاتا ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ ایسا کردیا وغیرہ، اسے یہ یاد نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ اتنی مدت بھلائی کا معاملہ کیا اب اگر تھوڑے سے وقت کے لئے اس پر مصیبت آئی تو وہ ساری نعمتوں کو بھلا بیٹھتا ہے، حالانکہ ایک مسلمان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے اگر اس نے آپ پر آزمائش میں ڈالا ہے تو اس پر بھی صبر سے کام لینا چاہیئے تا کہ اسے اسکا اجر ملے اور اس وقت مایوس ہو کر نہیں بیٹھنا چاہیئے، سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۸۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهٗ لَا يَايۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ

مایوس ہوتے ہیں، مسلمان ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہے الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا جینا اللہ کے لئے ہے اور ہمیں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے۔ (البقرہ ۱۵۶:۲) لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بطور مسلمان اللہ تعالیٰ کی ہر آزمائش پر صبر سے کام لیں اور اس آزمائش پر قائم رہیں اور یہ سوچیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے والا ہے جو اس نے ہم پر یہ آزمائش ڈالی ہے تو یقیناً اس میں اسکا کوئی ارادہ اور حکمت پوشیدہ ہوگی اور ہم اس حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۴﴾ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں ﴿حٰمٓ السَّجْدَة ۵۰-۵۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ لا وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ O وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَئِنْ البتہ اگر اَذَقْنٰهُ ہم چکھائیں اسے رَحْمَةً رحمت مِّنَّا اپنی طرف سے مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ بعد اس تکلیف کے جو مَسَّتْهُ اسے پہنچی لَيَقُوْلَنَّ تو وہ یقیناً کہتا ہے هٰذَا یہ تو لِيْ میرے لیے ہے وَ اور مَآ اَظُنُّ میں نہیں گمان کرتا السَّاعَةَ قیامت کو قَآئِمَةً قائم ہونے والی وَّ اور لَئِنْ البتہ اگر رُّجِعْتُ میں لوٹا یا گیا اِلٰى رَبِّيْٓ اپنے رب کی طرف اِنَّ بلا شبہ لِيْ میرے لیے عِنْدَهٗ اس کے پاس لَلْحُسْنٰى البتہ بھلائی ہی ہوگی فَلَنُنَبِّئَنَّ پھر البتہ ہم ضرور بتلائیں گے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِمَا ساتھ اس کے جو عَمِلُوْا انہوں نے عمل کیے ز وَ اور لَنُذِيْقَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ سخت عذاب وَ اور اِذَآ جب اَنْعَمْنَا ہم احسان کرتے ہیں عَلَى الْاِنْسَانِ انسان پر اَعْرَضَ وہ منہ موڑ لیتا ہے وَ اور نَاٰ دور ہو جاتا ہے بِجَانِبِهٖ اپنے پہلو کے ساتھ وَ اور اِذَا اور مَسَّهُ اسے پہنچتی ہے الشَّرُّ تکلیف فَذُوْ دُعَآءٍ تو دعائیں کرنے والا ہو جاتا ہے عَرِيْضٍ لمبی چوڑی

ترجمہ:۔ اور جو تکلیف اسے پہنچی تھی، اگر اس کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو وہ لازماً یہ کہے گا کہ: ''یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر مجھے اپنے رب کے پاس واپس بھیجا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس بھی مجھے خوش حالی ہی ضرور ملے گی۔'' اب ہم ان کافروں کو یہ ضرور

جتلائیں گے کہ انہوں نے کیا عمل کیے ہیں؟ اور انہیں ایک سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ منوڑ لیتا اور پہلو بدل کر دُور چلا جاتا ہے اور جب اسے کوئی برائی چھوجاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو تکلیف اسے پہنچی تھی اگر اسکے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھادیں تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ یہ تو میرا حق تھا۔

۲۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے۔

۳۔ اگر مجھے اپنے رب کے پاس واپس بھیجا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس بھی ضرور مجھے خوش حالی ہی ملے گا۔

۴۔ اب ہم ان کافروں کو ضرور یہ جتلائیں گے کہ انہوں نے کیا عمل کئے ہیں؟

۵۔ انہیں ایک سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۶۔ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا اور پہلو بدل کر دور چلا جاتا ہے۔

۷۔ جب اسے کوئی برائی چھوجاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی انسانی فطرت کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالی جب انسان کو آزمائش سے نکالتے ہیں اور اس پر رحم کرتے ہیں اور بھلائی عطا کرتے ہیں تو وہ غرور کے عالم میں یہ کہہ جاتا ہے کہ یہ جو خوش حالی مجھ پر آئی ہے یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ میں نے جو محنت کی اور کوشش کی یہ اسکا نتیجہ ہے کہ آج مجھے راحت نصیب ہوئی ہے، وہ یہ بھول بیٹھتا ہے کہ راحت اور آزمائش کا دینا اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہے، اسکی مرضی کے بغیر تو درخت کا ایک پتہ تک نہیں جھڑتا وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا درخت کا کوئی پتہ اسکے علم کے بغیر گرتا نہیں (الانعام ۵۹) تو پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ تمہیں یہ راحت اسکی طرف سے نہ ملی ہو؟ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی یہی بیان کیا گیا فَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلۡنٰهُ نِعۡمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ کہ جب اسے کوئی تکلیف چھوجاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، اسکے بعد پھر جب ہم اسے اپنی کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے تو یہ اپنے ہنر کی وجہ سے ملی ہے۔ الغرض انسان غرور کے عالم میں یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ سب میری ہی کمائی کا نتیجہ ہے جیسا کہ قارون نے کہا تھا اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ عِنۡدِىۡ یہ تو مجھے اپنی مہارت کی وجہ سے ملا ہے۔ (قصص ۷۸) اور اسی غرور میں پل کر وہ سمجھتا ہے کہ اب مجھے ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور کوئی قیامت آنے والی نہیں ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو جس طرح میں یہاں خوش حال ہوں ویسا ہی خوش حال وہاں قیامت میں بھی

رہوں گا، وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مالداری ہی قیامت کے دن میری خوش حالی کا سبب ہے کہ جو اس دنیا میں مالدار ہوگا، وی آئی پی ہوگا اسکے ساتھ کل قیامت میں ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا، مگر اس ناسمجھ کو یہ کون سمجھائے کہ وہاں انسان کے اعمال کا صلہ دیا جائے گا وہاں مال و دولت، حسن و جمال، خاندان اور برادری کچھ کام نہیں آئے گی جو جیسے اعمال لے کر اللہ کے پاس آئے گا اسے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا اور بدلہ دینے سے پہلے کل قیامت کے دن انکے اعمال بھی انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالی نے ہم پر بے جا ظلم کیا ہے، لہذا جب ان کافروں کے اعمال انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تو جب انہیں پتا چلے گا کہ ہاں! ہم اللہ کی نافرمانی والے اعمال کیا کرتے تھے پھر ان سب کو سخت عذاب میں ڈالدیا جائے گا، جہاں سے کوئی نکال نہیں سکے گا خود ان کی دولت بھی اس وقت ان کے کچھ کام نہ آئے گی، اس وقت جو کام آنے والی چیز ہے وہ ہے ایمان اور اعمال صالحہ تو جو یہ دو چیزیں لیکر آئے گا وہ اس عذاب سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالی پھر سے بطور تاکید اسی انسان کی حالت کو دوبارہ بیان کررہے ہیں وہ اس لئے کہ عام طور سے انسان اسی غفلت میں پڑا رہتا ہے اور مال و دولت کو صرف اپنی محنت کا ہی نتیجہ وثمرہ سمجھتا ہے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کئی ہنرمند، پڑھے لکھے لوگ تنگی کی زندگی گزارتے ہیں اور بعض ایسے بے ہنر اور جاہل ہوتے ہیں کہ ان کے قدموں میں دولت پڑی ہوتی ہے، تو اگر انسان کا ہنر ہی دولت کا سبب ہوتا تو یہ سب فقر و فاقہ کی زندگی نہ گزارتے، اس سے معلوم ہوا کہ مال و دولت، راحت وسکون یہ سب اللہ تعالی ہی کا عطیہ ہے اسے اپنی طرف منسوب کرنا تباہی اور گمراہی کا سبب ہے، اللہ تعالی اسی بات کو دہرارہے ہیں تاکہ انسان سنبھل جائے، فرمایا کہ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں جیسے کہ دولت ہو یا سکون ہو یا صحت ہو یا اولاد وغیرہ تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور پہلو بدل کر چلا جاتا ہے یعنی تکبر اور غرور میں پڑ جاتا ہے، اور اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، لیکن جب اسی انسان پر مختلف حالات آتے ہیں، مال و دولت چھن جاتی ہے، اولاد ختم ہونے لگتی ہے، بیماریوں میں گھر جاتا ہے تب یہ اللہ تعالی سے دعائیں اور منتیں مانگنے لگتا ہے اور اللہ کے در پر ہی پڑا رہتا ہے تاکہ وہ اسکی اس حالت کو بدل دے اور پھر سے خوش حالی آجائے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ بن کر رہے چاہے اسے دولت وشہرت ،عزت وراحت ملے چاہے تنگدستی، بیماری اور آفت آجائے وَسَیَجۡزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیۡنَ اللہ شکر کرنے والوں کو پورا پورا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ (آل عمران ۱۴۴)

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا؟

﴿درس نمبر ۱۸۸۵﴾ ﴿حٰمٓ السَّجۡدَۃ ۵۲۔۵۴﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ثُمَّ کَفَرۡتُمۡ بِهٖ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ هُوَ فِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ۝

سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ ؕ اَوَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ۝ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّہِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلۡ آپ کہہ دیجیے اَرَءَیۡتُمۡ بھلا دیکھوتو اِنۡ اگر کَانَ ہو وہ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے ثُمَّ پھر کَفَرۡتُمۡ تم انکار کرو بِہٖ اس کا مَنۡ کون اَضَلُّ زیادہ گمراہ ہے مِمَّنۡ اس شخص سے ہُوَ وہ فِیۡ شِقَاقٍ بَعِیۡدٍ دور کی مخالفت میں ہے سَنُرِیۡہِمۡ عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے اٰیٰتِنَا اپنی نشانیاں فِی الۡاٰفَاقِ آفاق میں وَ اور فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ ان کے نفسوں میں حَتّٰی یہاں تک کہ یَتَبَیَّنَ واضح ہوجائے گا لَہُمۡ ان کے لیے اَنَّہُ کہ بے شک وہ الۡحَقُّ حق ہے اَوَلَمۡ کیا نہیں ہے یَکۡفِ کافی بِرَبِّکَ آپ کا رب اَنَّہٗ کہ بے شک وہ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ ہر چیز پر شَہِیۡدٌ گواہ ہے اَلَاۤ خبردار اِنَّہُمۡ بے شک وہ لوگ فِیۡ مِرۡیَۃٍ شک میں ہیں مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّہِمۡ اپنے رب کی ملاقات سے اَلَاۤ خبردار اِنَّہٗ بے شک وہ بِکُلِّ شَیۡءٍ ہر چیز کو مُّحِیۡطٌ گھیرنے والا ہے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! ان کافروں سے) کہہ کہ: ''ذرا مجھے بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے آیا ہے، پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا تو اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو (اس کی) مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو؟''۔ ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے وجود میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ یہی حق ہے۔ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟۔ یاد رکھو کہ یہ لوگ اپنے رب کا سامنا کرنے کے معاملے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطے میں لیے ہوئے ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ان کافروں سے کہو کہ ذرا مجھے بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے۔

۲۔ پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا تو اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اسکی مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو؟۔

۳۔ ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود انکے اپنے وجود میں بھی۔

۴۔ یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ یہی حق ہے۔

۵۔ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟

۶۔ یاد رکھو! یہ لوگ اپنے رب کا سامنا کرنے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

۷۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی آیتوں اور قدرت میں غور وفکر کرنے کی تاکید فرمارہے ہیں تاکہ انسان اسے دیکھے اور اسکی آیتوں میں غور وفکر کرے اور اس پر ایمان لے آئے اور اس بات پر بھی یقین رکھے کہ جب قیامت ضرور قائم ہوگی

تو ہمیں اپنے رب کے سامنے اپنے ایک ایک عمل کا حساب ہمیں دینا ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم برے اعمال کو چھوڑ کر نیک اعمال اپنائیں تا کہ کل قیامت میں ہمارا حشر نیک لوگوں میں ہو، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب تمہیں یہ معلوم ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور جو احکام اس میں دیئے گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالی ہی کا حکم ہیں تو پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے منہ موڑ لے اور اس پر عمل نہ کرے؟ ہے کوئی اور جو اس سے بڑا اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ جب انسان کو پتہ چل جائے کہ آگے گڑھا ہے اور پھر بھی وہ اسی کی طرف قدم بڑھائے تو ایسے شخص کو ہم اپنی جان پر ظلم کرنے والا نہیں تو اور کیا کہیں گے، ایسا شخص تو اللہ تعالی کا بہت بڑا دشمن سمجھا جائے گا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ اللہ تعالی کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں، جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی ہمارا دشمن ہمیں بھلائی کا مشورہ دے تب بھی اسکی کہی ہوئی بات کے خلاف کام کرتے ہیں تا کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اپنا نقصان کرنے کو تیار ہیں مگر اپنے دشمن کی بات ماننے کو تیار نہیں، یہی حال ان کافروں کا ہے کہ انہیں سب کچھ معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے جو یہ قرآن بھیجا ہے وہ بالکل برحق ہے اور یہ جو نبی ہیں وہ سچے ہیں مگر انکی دشمنی اللہ تعالی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بس یہی ہے کہ اللہ تعالی نے رسول انکے قبیلہ میں سے کسی کو کیوں نہیں بنایا؟، ایسے محتاج شخص کو نبی بنایا کہ ہم ایسے مالدار ہوتے ہوئے کسی ایک فقیر و محتاج شخص کی کیسے پیروی کریں؟ اللہ تعالی فرمار ہے ہیں کہ اگر تمہیں یہ کلام سمجھ میں نہ آرہا ہو تو ہم تمہیں اپنی قدرت اور وحدانیت پر دوسری نشانیاں دکھلائیں گے جنہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو جیسے کہ اس کائنات کو پیدا کرنا ہے، یہ آسمان اور زمین، یہ چاند اور سورج، یہ بادل اور ہوا، یہ پانی اور پہاڑ سب کے سب ہماری ہی قدرت کی نشانیاں ہیں ہم ہی نے یہ سب کچھ پیدا کیا اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار اللہ ہے، جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر اس طرح استوا فرمایا کہ وہ ہر چیز کا انتظام کرتا ہے، کوئی اسکے سامنے اسکی اجازت کے بغیر سفارش کرنے والا نہیں، وہی اللہ ہے تمہارا پروردگار، لہذا اسکی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی دھیان نہیں دیتے؟ (یونس ۳:) ایسی بہت سی آیتیں اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمائی ہیں، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۴، سورۂ ہود کی آیت نمبر ۷، سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۵۹، سورۂ ق کی آیت نمبر ۳۸ اور سورۂ حدید کی آیت نمبر ۴ وغیرہ، ان تمام آیتوں کا مقصد بس ایک ہے کہ انسان ان چیزوں پر غور کرے اور اپنے رب کو پہچانے۔

اسکے علاوہ اللہ تعالی نے خود انسان کی ذات پر غور کرنے کے لئے کہا کہ کس طرح اس نے اسے پیدا کیا؟ وہ پہلے کچھ بھی نہیں تھا پھر وہ ایک مادہ کی شکل میں ماں کے رحم میں پڑا رہا پھر وہ دھیرے دھیرے مختلف حالتوں سے گزر کر

ایک انسان کی شکل میں اس ماں کے پیٹ سے باہر آیا کہ اسکی دو آنکھیں ہیں، اسکے پیر ہیں اور ہاتھ ہیں وغیرہ۔ان سب چیزوں پر بھی اگر انسان غور کرلے تو اسے اللہ تعالی کے خالق ہونے پر یقین آجائے گا **وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ** تمہاری ذات میں خود اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیاں ہیں کیا تم اس پر غور نہیں کرتے؟ (الذاریات ۲۱)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اگر تم ان باتوں پر بھی غور نہ کرو تو بس تمہارے ایمان لانے کے لئے تو یہ کافی ہونا چاہئے کہ خود اللہ تعالی یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ قرآن برحق ہے اور جو اس میں باتیں بیان کی گئی ہیں وہ بھی بالکل سچ ہیں اور جو کچھ تم کررہے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے اور وہ اس پر گواہ بھی رہیگا چنانچہ فرمایا کہ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟ اگر صرف اس بات کا بھی یقین انسان کو ہوجائے کہ یقینا اللہ تعالی ہمارے ہر عمل سے بخوبی واقف ہے تو وہ پھر کبھی گمراہی اور برائی کے راستے پر نہیں چلے گا، لیکن کافروں کے گمراہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ وہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی تو ہم اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب اسے دیں گے، اس بات کا کافر انکار کرتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا جو بھی ہے اسی دنیا میں ہے اسکے بعد نہ دوبارہ انسان کو زندہ ہونا ہے اور نہ ہی اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، انکے اسی عقیدہ کی وجہ سے اللہ تعالی فرما رہے ہیں ہم نے انہیں ہر طرف سے گھیرے رکھا ہے اور ہر چیز کو اپنی قدرت میں لے رکھا ہے اور ہر چیز اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، تو جب یہ مرجائیں گے اور گل سڑ کر انکا وجود بھی باقی نہیں رہے گا تب بھی ہم انہیں دوبارہ زندہ کریں گے اس لیے کہ ہماری قدرت سے وہ لوگ باہر نہیں گئے۔ اللہ تعالی ہمارے دلوں میں اس بات کا کامل یقین بٹھادے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارا کوئی بھی عمل اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے، جب یہ یقین ہمارے دلوں میں بیٹھ جائے گا تو یقینا ہمارے لئے گناہوں سے بچنا آسان ہوگا۔

سُوۡرَةُ الشُّوۡرٰی مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۵۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۶﴾ اللہ ہی برتر ہے اور عظمت کا مالک ہے ﴿الشوریٰ ۱۔تا۔۴﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حٰمٓ O عٓسٓقٓ O كَذٰلِكَ يُوۡحِيۡۤ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ O لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حم O عٓسٓقٓ عسق كَذٰلِكَ اسی طرح يُوۡحِيۡۤ وحی کرتا ہے اِلَيۡكَ آپ کی طرف وَ اور اِلَى الَّذِيۡنَ ان لوگوں کی طرف جو مِنۡ قَبۡلِكَ آپ سے پہلے اللّٰهُ اللہ الۡعَزِيۡزُ نہایت غالب الۡحَكِيۡمُ خوب حکمت والا لَهٗ اسی کا ہے مَا جو کچھ فِى السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِى الۡاَرۡضِ زمین میں ہے وَ اور هُوَ وہ الۡعَلِىُّ بلند ہے الۡعَظِيۡمُ خوب عظمت والا

ترجمہ:۔ حٰم۔(اے پیغمبر!) اللہ جو عزیز وحکیم ہے تم پر اور تم سے پہلے جو (پیغمبر) ہوئے ہیں، ان پر اسی طرح وحی نازل کرتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے اور وہی ہے جو برتری اور عظمت کا مالک ہے۔

سورہ کی **فضیلت:۔** حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ حٰم عسق پڑھی وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر ملائکہ رحمت بھیجتے ہیں اور جنکے لئے استغفار اور رحم کی دعا کرتے ہیں۔(تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۳۔ص،۲۴۶)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! اللہ جو عزیز وحکیم ہے، تم پر اور تم سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان پر اسی طرح وحی نازل کرتا ہے۔

۲۔جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

۳۔وہی ہے جو برتری اور عظمت کا مالک ہے۔

اللہ تعالی نے اس سورت کی ابتداء بھی حروف مقطعات سے کی ہے جسکے بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ اسکی مراد اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، چند اقوال ان حروف مقطعات یعنی حٰم عسق کے بارے میں منقول ہیں چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اس نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حم عسق کی تفسیر سے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسکی طرف توجہ نہیں دی، پھر اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو پھر سے آپ نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی پھر تیسری مرتبہ بھی اس شخص نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تب بھی کوئی جواب نہیں دیا تو پھر اس وقت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں تم کیوں بار بار یہ سوال کررہے ہو، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت انکے گھر والے ایک آدمی کے سلسلہ میں نازل ہوئی جسکا نام عبدالہ یا عبداللہ تھا، وہ آدمی مشرق کی کسی نہر کے پاس آیا اور وہاں دو شہر آباد کئے کہ ان دونوں شہروں کو ایک نہر جدا کرتی تھی جہاں پر ہر قسم کے جابر اور سرکش لوگ رہا کرتے تھے، تو جب اللہ تعالی نے اسکی ملکیت کو چھیننے اور اسکی دولت اور مدت حکومت کو ختم کرنے کا حکم فرمایا تو اللہ تعالی نے ایک شہر پر رات کے وقت آگ کو بھیجا تو وہ شہر جل کر کالا، تاریک ہو گیا گویا کہ وہاں کچھ تھا ہی نہیں اور اسکا مالک تعجب میں پڑ گیا کہ کس طرح وہ شہر بنجر اور ویران ہو گیا، یہاں تک کہ جب وہاں جبار اور سرکش قسم کے لوگ جمع ہوئے تو اللہ تعالی نے انہیں بھی اس شہر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا تو یہی مطلب ہے ع کا کہ اللہ تعالی نے عدل کیا اس کے معنی ہے سَیَکُوْنُ یعنی عنقریب ہوگا اور ق کے معنی ہیں جو ان دو شہروں کے درمیان واقع ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ٤٦٤) اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ کتاب جو اللہ تعالی نے آپ پر نازل فرمائی ایسی ہی کتاب اللہ تعالی نے آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر بھی نازل فرمائی اور جس کام کے لئے اللہ تعالی نے آپ کو بھیجا ہے اسی کام کے لئے اللہ تعالی نے دوسرے انبیاء کو بھی بھیجا، سورۃ الاعلی کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں ارشاد فرمایا گیا اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی یہ احکام اللہ تعالی نے پہلی کتابوں میں بھی بیان فرمائے ہیں، ابراہیم اور موسی علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی، تو جب آپ ان مشرکین سے یہ باتیں بیان کررہے ہیں تو انہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ آپ کوئی نئی بات تو ان سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ آپ تو وہ سلسلہ باقی رکھے ہوئے ہیں جو پہلے سے چلا آرہا ہے مگر یہ کافر لوگ اس راستہ سے بھٹک چکے ہیں جو سیدھا راستہ تھا اور وہ لوگ اسی غلط راستے کو ہی سیدھا راستہ سمجھ رہے ہیں اور یہ جو وحی آپ کی طرف بھیجی جارہی ہے وہ وحی اس اللہ کی جانب سے بھیجی جارہی ہے جو آپ کے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لینے میں بڑا زبردست ہے اور آپ کو بھیجنے اور مخلوق کو پیدا کرنے میں کیا مصلحت ہے؟ اس سے بھی وہ واقف ہے۔

آپ ان مشرکین کو جس رب کی عبادت کی جانب بلارہے ہیں اور جس رب کی عبادت کا انہیں حکم دیا گیا ہے وہ رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان بسنے والی ہر چھوٹی اور بڑی چیز کا مالک ہے، تو جو سب کا مالک ہے وہی تمہارا بھی مالک ہوا اور جو مالک ہوتا ہے اسکا حق یہ ہوتا کہ مخلوق اپنے خالق و مالک کی اطاعت کرے اور جو اسکی اطاعت سے منہ موڑے گا اسے اسکی سزا دیجائے گی اور تمہارے اس طرح منہ موڑنے سے اس رب کی شان میں ذرہ برابر بھی فرق آنے والا نہیں ہے، تم اسکی عبادت کرو یا نہ کرو ہر حال میں اس رب کی ذات بڑی اونچی اور بڑی شان والی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۷﴾ **ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں** ﴿الشوریٰ ۵۔۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تَكَادُ قریب ہے کہ السَّمٰوٰتُ آسمان يَتَفَطَّرْنَ پھٹ جائیں مِنْ فَوْقِهِنَّ اپنے اوپر سے وَ اور الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے يُسَبِّحُوْنَ تسبیح کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور يَسْتَغْفِرُوْنَ مغفرت مانگتے ہیں لِمَنْ ان کے لیے جو فِي الْاَرْضِ زمین میں ہیں اَلَآ خبردار اِنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ هُوَ وہی الْغَفُوْرُ بڑا بخشنے والا الرَّحِيْمُ نہایت رحم کرنے والا وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے اتَّخَذُوْا بنا لیے مِنْ دُوْنِهٖٓ اس کے سوا اَوْلِيَآءَ کارساز اللّٰهُ اللہ حَفِيْظٌ نگہبان ہے عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور مَآ نہیں ہیں اَنْتَ آپ عَلَيْهِمْ ان پر بِوَكِيْلٍ نگران

ترجمہ:۔ ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں گے اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں، یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے، اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے رکھوالے بنا رکھے ہیں، اللہ ان پر نگرانی رکھے ہوئے ہے اور تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں گے۔

۲۔ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں

۳۔ فرشتے زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔

۴۔ یاد رکھو! اللہ ہی ہے بہت بخشنے والا، بڑا مہربان۔

۵۔ جن لوگوں نے اللہ کے سوا رکھوالے بنا رکھے ہیں، اللہ ان پر نگرانی رکھے ہوئے ہیں۔

۶۔ تم انکے ذمہ دار نہیں ہو۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی شان کو بیان کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان بہت اونچی اور اعلیٰ و بالا ہے، یہاں بھی وہی بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت ایسی ہے کہ ملائکہ اسکی تسبیح اور تحمید میں لگے ہوئے ہیں اور ان

ملائکہ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ انکے بوجھ کی وجہ سے یہ آسمان پھٹ پڑے گا، اتنی بڑی تعداد میں ملائکہ اللہ تعالی کی حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح اور پاکی بیان کررہے ہیں اور ساتھ ہی یہ ملائکہ زمین میں بسنے والے ایمان والوں کے لئے بھی مغفرت مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو اتنی اونچی شان والا ہے کہ جسکا کوئی مقابل نہیں، یہ تیرے بندے ہیں جو زمین میں بسے ہوئے ہیں تو ان پر رحم فرمادے اور انکی مغفرت فرمادے اور ہاں! یہ بھی جان لو کہ جس رب سے یہ ملائکہ مومنوں کی مغفرت کی دعا مانگ رہے ہیں وہ رب بھی بڑا مہربان ہے اور بخشنے والا بھی، وہ ان ملائکہ کی دعاوں کو رائیگاں جانے نہیں دیگا، وہ ضرور انکی مغفرت فرمائے گا، بس ان مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اس رب کے حکموں کی اطاعت کرتے رہیں اور اس سے مغفرت کی امید کرتے رہیں، امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ سے دو معنی مراد ہوسکتے ہیں پہلا وہی جو ہم نے اوپر بیان کیا یعنی ملائکہ کی کثرت تعداد کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑیگا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا اور میں وہ سن سکتا ہوں جسے تم سن نہیں سکتے اور فرمایا کہ آسمان نے دردبھری آواز لگائی اور اسے حق ہے کہ وہ اس طرح روئے اس لئے کہ وہاں چار انگل جگہ بھی نہیں ہے مگر اس جگہ پر بھی فرشتے اپنی پیشانی اللہ کے سامنے جھکائے سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں، (ترمذی ٢٣١٢) اور دوسرا مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ مشرکین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالی کی اولاد ہے، یہ ایسا جملہ ہے کہ جو آسمان بھی سن نہیں سکتا جسکی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان گر جائے، جیسا کہ سورۂ مریم کی آیت نمبر ٨٨۔٩١ میں کہا گیا وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡأَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ۔ أَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمن کی کوئی اولاد ہے، ایسی بات کہنے والو! تم نے بڑی سنگین حرکت کی ہے، قریب ہے کہ تمہارے اس جھوٹ سے آسمان گر پڑے، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہوجائے کہ انہوں نے خدائے رحمن کے لئے اولاد ہونے کا دعوی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکین کو یہ کہتے ہوئے ڈرا رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنائے رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان پر نگران ہے، انکے ہر عمل پر اللہ تعالی نگاہ رکھے ہوئے ہے، جسکی سزا بھی انہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر انکی اب کوئی ذمہ داری نہیں ہے، آپکا کام تھا انہیں سمجھانا اور سیدھا راستہ دکھانا آپ نے وہ کام کردیا اب چاہے وہ مانیں یا نہ مانیں انکی مرضی اگر مانیں گے تو انکا فائدہ ہوگا اور اگر نہ مانیں تو آپ سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ ان لوگوں نے کیوں اسلام قبول نہیں کیا؟ لہذا اپنے آپ کو رنج وغم میں نہ ڈالیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۸﴾ ہم نے عربی قرآن آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجا ہے ﴿الشوریٰ ۷-۸﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور كَذٰلِكَ اسی طرح اَوْحَيْنَآ ہم نے وحی کی اِلَيْكَ آپ کی طرف قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا عربی قرآن کی لِّتُنْذِرَ تا کہ آپ ڈرائیں اُمَّ الْقُرٰى مکہ کو وَ اور مَنْ ان کو جو حَوْلَهَا اس کے اردگرد ہیں وَ اور تُنْذِرَ آپ ڈرائیں يَوْمَ الْجَمْعِ جمع ہونے کے دن سے لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں ہے فِيْهِ اس میں فَرِيْقٌ ایک گروہ فِي الْجَنَّةِ جنت میں ہوگا وَ اور فَرِيْقٌ ایک گروہ فِي السَّعِيْرِ بھڑکنے والی آگ میں وَ اور لَوْ اگر شَآءَ چاہتا اللّٰهُ اللہ لَجَعَلَهُمْ تو یقیناً کر دیتا ان کو اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی امت وَّلٰكِنْ اور لیکن يُّدْخِلُ وہ داخل کرتا ہے مَنْ جس کو يَّشَآءُ چاہتا ہے فِيْ رَحْمَتِهٖ اپنی رحمت میں وَ اور الظّٰلِمُوْنَ ظالم مَا نہیں ہے لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ وَّلِيٍّ کوئی دوست وَّ اور لَا نہ نَصِيْرٍ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے یہ عربی قرآن تم پر وحی کے ذریعے بھیجا ہے تا کہ تم مرکزی بستی اور اس کے اردگرد والوں کو اس دن سے خبردار کرو جس میں جمع کیا جائے گا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور جو ظالم لوگ ہیں ان کا نہ کوئی رکھوالا ہے نہ کوئی مددگار۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی طرح ہم نے یہ عربی قرآن تم پر وحی کے ذریعہ بھیجا ہے۔

۲۔ تا کہ تم اسکے ذریعہ مرکزی بستی (مکہ والوں) کو اس دن سے خبردار کرو جس دن سب کو جمع کیا جائیگا۔

۳۔ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۴۔ ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

۵۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔ ۶۔ لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔

۷۔ جو ظالم لوگ ہیں انکا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل سے باخبر ہے اور انہیں اپنی نگرانی میں لئے

ہوئے ہے، تمام انسانوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو چند ہدایات دے رہے ہیں کہ جس طرح ہم نے تمام انبیاء کو کتاب انہی کی زبان میں عطا کی اسی طرح ہم آپ کو اے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کتاب یعنی قرآن کریم عطا کر رہے ہیں جو کہ آپ ہی کی زبان عربی میں ہے، جو آپ پر بطور وحی نازل کی جاتی ہے، وحی کے نازل ہونے کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی مجھ پر وحی گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی ہے جو کہ وحی کی سب سے سخت قسم ہے، جب یہ حالت ختم ہو جاتی ہے تو فرشتہ نے جو کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد دلا دیا جاتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھے وحی سناتا ہے تو میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھتی ہوں کہ وہ سخت ترین سردی کے دنوں میں ہوتا ہے اور جب وحی کا یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو آپ کو پسینہ آنے لگتا ہے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے بھیگ جاتی تھی۔ (بخاری ۲) الغرض اس وحی کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنی قوم جو کہ مکہ میں بسنے والی ہے انہیں اور انکے ساتھ ساتھ اس بستی کے آس پاس والوں کو اس دن سے ڈرائیں جس دن تمام انسانوں کو اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے جمع ہونا پڑیگا، اس دن جس شخص نے آپ کی باتوں پر عمل کیا ہوگا وہ جنت میں جانے والوں میں شامل ہوگا اور جس شخص نے آپ کی باتوں کو ٹھکرایا ہوگا اور آپ کے بتائے راستے سے منہ موڑا ہوگا وہ جہنم میں جانے والوں میں سے ہوگا، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ کہ ایک گروہ جنت میں جائیگا اور ایک جہنم میں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مکہ اور اسکے اطراف رہنے والوں کو ڈرائیں، وہ اس لئے کہ پہلے پہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت انہی لوگوں پر تھی اور چونکہ یہ لوگ عربی سے واقف تھے اسی لئے انکا ذکر خاص کیا گیا ورنہ آپ علیہ السلام تو ساری دنیا کے لوگوں تک پیغام رسالت پہنچانے کے لئے بھیجے گئے جیسا کہ سورۂ سبا کی آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْراً وَنَذِيْراً ہم نے تمام لوگوں کے لئے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، جنکا کام لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرانا اور اعمال صالحہ کرنے پر جنت کی بشارت دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو سارے ہی انسانوں کو ہدایت دیکر ایک ہی راستہ پر جمع کر دیتے اور سب کو جنت میں داخل کر دیتے مگر یہ دنیا ہے، یہاں انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جس مذہب یا جس دین کو اختیار کرنا چاہے کرلے لیکن دین تو بس ایک ہی ہے، دین اسلام، جو کوئی بھی اس دین کو قبول کریگا وہی نجات پانے والا ہوگا، اللہ جس پر اپنی رحمت فرماتا ہے وہی انسان نجات پانے والا ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اپنی رحمت یعنی ایمان کی نعمت سے نوازتا ہے بلکہ وہ اسی شخص پر اپنی رحمت نازل فرما کر ایمان کی دولت عطا

کرتا ہے جسکے دل میں ایمان کی تڑپ ہوتی ہے اور جو ایمان لانے کا خواہشمند ہو، ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ نبی کا بیٹا ہونے کے باوجود بھی وہ ایمان کی نعمت سے محروم رہا، اسلئے یہ کہنا کہ اللہ ہی جب ہمیں ایمان سے نوازنا نہیں چاہتا تو اس میں ہماری کیا غلطی ہے؟ یہ خیال بالکل بیکار ہے، پہلے اپنے اندر ایمان کی تڑپ پیدا کرلیں پھر اللہ تعالی اپنی رحمت کے دروازے تمہارے لئے کھول دیگا، کسی صحابی سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہاتھ میں دو کتابیں پکڑ کر لے آئے اور فرمایا کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ یہ کونسی کتابیں ہیں؟ ہم نے کہا نہیں، ہاں! اگر بتا دیں تو معلوم ہو جائے گا، پھر آپ ہی نے فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں جنتیوں کے نام ہیں، آخر میں انکی تعداد بھی بیان کردی گئی جس میں نہ تو کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی، اور یہ دوزخیوں کی کتاب ہے جس میں انکے اور انکے باپ دادا کے نام ہیں پھر انکی تعداد بھی لکھ دی گئی اب اس میں نہ زیادتی ہوگی نہ کمی، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم کس لئے اعمال کریں؟ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست اعمال یعنی نیکی کے کام کرتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، اسلئے کہ جنتی کہ جس کا خاتمہ جنت کے اعمال پر ہوگا اگرچہ کہ وہ اس درمیان کوئی بھی عمل کرتا رہے، اور جہنمی جس کا خاتمہ بھی جہنم کے اعمال پر ہوگا اگرچہ کہ وہ اس درمیان کوئی بھی عمل کرتا رہے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اونڈیلتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا پروردگار خلقت سے فارغ ہو گیا تو ایک گروہ جنت میں جائیگا تو ایک جہنم میں پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا سبحان اللہ، اگر ہم نے عمل نہیں کیا اور اسی پر بھروسہ کرلیا تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلم نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار خاتمہ پر ہے (ترمذی ۲۱۴۱)، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، ایمان کے مقابلہ میں کفر اختیار کرتے ہیں اور اسی گمراہی کو پسند کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کوئی مدد نہیں کرسکتا اور نہ ہی انہیں جہنم میں جانے سے کوئی روک سکتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۹﴾ اسی پر میں نے بھرسہ کیا اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں ﴿الشوری ۹۔۱۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمِ کیا اتَّخَذُوْا انہوں نے بنا لیے مِنْ دُوْنِهٖۤ اس کے سوا اَوْلِيَآءَ دوسرے کارساز فَاللّٰهُ تو اللہ هُوَ وہی ہے الْوَلِيُّ کارساز وَ اور هُوَ وہی يُحْيِ زندہ کرے گا الْمَوْتٰى مردوں کو وَ اور هُوَ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے وَ اور مَا جو کچھ کہ اخْتَلَفْتُمْ تم نے اختلاف کیا فِيْهِ اس میں مِنْ شَيْءٍ کسی چیز سے

فَحُكۡمُهٗۤ تو اس کا فیصلہ اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف ہے ذٰلِكُمُ یہی ہے اللّٰهُ اللہ رَبِّىۡ میرا رب عَلَيۡهِ اسی پر تَوَكَّلۡتُ میں نے بھروسہ کیا وَ اور اِلَيۡهِ اسی کی طرف اُنِيۡبُ میں رجوع کرتا ہوں

ترجمہ:۔ کیا ان لوگوں نے اس کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنا لئے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ رکھوالا اللہ ہی ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو، اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے، لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے اسکو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنا لئے ہیں؟

۲۔ سچ تو یہ ہے رکھوالا اللہ ہی ہے۔ ۳۔ وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔

۴۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ۵۔ تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو اسکا فیصلہ اللہ ہی سپرد ہے۔

۶۔ لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے۔ ۷۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ان ظالموں کو عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین نے اللہ کے علاوہ اوروں کو اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے، انکی یہ سوچ ہے کہ انکے یہ باطل معبود انہیں عذاب سے بچالیں گے، انکی اسی سوچ کو یہاں بیان کیا گیا کہ کیا ان ظالم لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے؟ حالانکہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صرف اللہ ہی اکیلا رکھوالا ہے اسکے علاوہ کوئی رکھوالا نہیں ہے، وہی تو ہے جو موت اور حیات دیتا ہے اور حشر کے دن مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ معبود تو کسی بھی چیز کی قدرت نہیں رکھتے نہ تو تمہیں کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان اور نہ تو کوئی چیز پیدا کر سکتے ہیں جیسا کہ سورۂ حج کی آیت نمبر ۷۳ میں کہا گیا اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ‌ؕ وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـئًا لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ‌ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ کہ جن معبودوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ کہ وہ سب کے سب اس کام کے لئے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لیجائے تو وہ اسے چھڑا تک نہیں سکتے، تو یہ دونوں بھی یعنی دعا مانگنے والے اور جس سے دعا مانگی جا رہی ہے وہ بھی گئے گزرے ہیں، کسی کام کے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو جھگڑا کرنے سے روکتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جن چیزوں میں تم ان مشرکین سے جھگڑا کر رہے ہو یا یہ مشرکین تم سے جھگڑا کر رہے ہیں ان سب کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن کریگا،

لہٰذا تم ان سے کسی بھی معاملہ میں مت الجھو، جو کچھ وہ کرر ہے ہیں وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو اور تم ان مشرکین سے کہہ دو کہ جو جو صفتیں خالق و مالک کی بیان کی گئی ہیں وہی ہمارا رب ہے اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور بھروسہ کرنا ہو تو ایسی ہی عظیم قدرت کے مالک پر بھروسہ کرنا چاہیئے تاکہ انسان کو کبھی شرمندگی کا منہ دیکھنا نہ پڑے، اسلئے کہ جو عاجز ہو، کمتر ہو، بے بس ہو اگر اس پر بھروسہ کیا جائے تو انسان کو مایوس ہونا پڑتا ہے اور یہ معبود جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کسی بھی کام کے نہیں ہیں تو ان پر بھروسہ کرنا یقیناً اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس لئے بھروسہ کرنے کے لائق تو وہ اللہ ہے جو ہمارا اور تمہارا اور سب کا رب ہے **وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ** جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ اسکے لئے کافی ہے (الطلاق ۳) اور آخر میں جانا بھی ہے تو اسی رب کے پاس ہی جانا ہے اسی کے حوالہ سب کچھ کر دیا جائے تو ہمارے لئے ہی آسانی کا سامان ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۰﴾ تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے ﴿الشوریٰ ۱۱۔۱۲﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۞ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاطِرُ پیدا کرنے والا ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کا وَ اور الْاَرْضِ جَعَلَ اس نے بنائے لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تمہارے ہی نفسوں سے اَزْوَاجًا جوڑے وَّ اور مِنَ الْاَنْعَامِ چوپایوں سے بھی اَزْوَاجًا جوڑے يَذْرَؤُكُمْ وہ تم کو پھیلاتا ہے فِيْهِ اس میں لَيْسَ نہیں ہے كَمِثْلِهٖ اس کی مثل شَيْءٌ کوئی چیز وَ اور هُوَ وہ السَّمِيْعُ خوب سننے والا الْبَصِيْرُ خوب دیکھنے والا لَهٗ اسی کے لیے ہیں مَقَالِيْدُ کنجیاں السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی يَبْسُطُ وہ کشادہ کرتا ہے الرِّزْقَ رزق لِمَنْ جس کے لیے يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور يَقْدِرُ وہی تنگ کرتا ہے اِنَّهٗ بلاشبہ وہ بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے

ترجمہ:۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے ہیں اور مویشیوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں، اسی ذریعے سے وہ تمہاری نسل چلاتا ہے، کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اور وہی ہے جو ہر بات سنتا، سب کچھ دیکھتا ہے، آسمانوں اور زمین کی ساری کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت اور تنگی کرتا ہے، یقیناً وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ آسمانوں اورزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے پیدا کئے

۳۔اس نے مویشیوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ ۴۔اسی ذریعہ سے اللہ تعالی تمہاری نسل چلاتا ہے۔

۵۔کوئی چیز خدائے واحد کے مثل نہیں ہے۔ ۶۔وہی ہے جوہر بات سنتا،سب کچھ دیکھتا ہے۔

۷۔آسمانوں اورزمین کی ساری کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہے۔

۸۔وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت اورتنگی کرتا ہے۔ ۹۔یقیناوہ ہرچیز کا جاننے والا ہے۔

جس اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور جس اللہ پر مسلمان اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بھروسہ کرتے ہیں وہ ایسی ذات ہے کہ اس نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا، جبکہ ان دونوں کا کوئی نام ونشان تک نہ تھا،توجس نے یہ دنیا بسائی ہے وہی تو عبادت کے لائق ہوتا ہے۔یہی نہیں اس نے دنیا کو آباد کیا اورتمہارے فطری جذبات کو دیکھتے ہوئے تمہارے جوڑے جوڑے اس نے پیدا فرمائے کہ تم جن سے مانوس ہوتے ہواورتسکین حاصل کرتے ہواور یہ ایک طریقہ ہے دنیا کا نظام چلانے اورنسل کو بڑھانے کا،اس نے انسانوں کے لئے،انکی راحت اورنفع کے لئے جانور پیدا فرمائے اور جانوروں میں بھی یہی تولیدی نظام رکھا تا کہ انسان مدت درازتک جب تک اللہ کو منظور ہوان سے نفع حاصل کرے،یہی انسانوں اورجانوروں کی تعداد بڑھانے کا ذریعہ ہے يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ اسی سے وہ تمہاری نسل بڑھائے جاتے ہیں۔اللہ تعالی جسکے مثل کوئی چیز نہیں،اس لئے کہ جس طرح اس نے آسمانوں اورزمین کو وجود میں لایا اوراس میں انسانوں اور جانوروں کو اور دیگر مخلوقات کو بسا کر اس میں دنیاوی نظام چلایا اس نظام کے چلانے کی کسی میں صلاحیت ہی نہیں ہے،

ثابت یہ ہوا کہ جب کسی میں یہ قدرت وطاقت ہی نہیں کہ وہ کوئی چیز پیدا کرسکے اوراس دنیا کے نظام کو چلا سکےتواس قدرواضح ثبوت کے باوجوداللہ کی عبادت نہ کرنااندھے پن کی نشانی ہے،جس کی عقل کام نہ کررہی ہواور جس میں سوچنے اورسمجھنے کی صلاحیت نہ ہوتو وہی شخص اس رب کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنا سکتا ہےمگر جوصاحبِ عقل وفراست ہوتو وہی ایک خالق کو اپنا رب مانے گااوروہ رب ایسا ہے کہ جو کچھ انسان اس سے مانگتا ہےاوراس سے دعائیں کرتا ہےوہ اسے برابر سنتا ہےاور جواعمال بندے کرتے ہیں وہ پروردگاراس سے بھی واقف ہے،لیکن یہ کفار جن کی عبادت کرتے ہیں ان میں یہ دونوں چیزیں بھی نہیں ہیں،نہ تو وہ انکی فریادسن سکتے ہیں اورنہ ہی وہ ان کی مانگی ہوئی چیزیں دے سکتے ہیں،اسکے باوجودافسوس کہ یہ اندھےلوگ انہی باطل اورکمزوربتوں کی عبادت کررہے ہیں، جسکی سزاانہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی،امام زحیلی رحمہ اللہ نے یہاں ایک لطیف نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالی کی صفات یہاں سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ بیان کی گئی کہ وہ سب کچھ سنتا اوردیکھتا ہےتواس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی جسم

سے پاک و بالا ہے اس لئے کہ اگر نعوذ باللہ وہ انسانی جسم کے مماثل ہوتا تو وہ سب کچھ دیکھ نہ پاتا اور سب کچھ سن نہ پاتا جیسے کہ ایک انسان کے دیکھنے اور سننے کی ایک حد مقرر ہے کہ اس حد سے باہر کا نہ تو اسے دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی سنائی دیتا ہے مگر اللہ تعالی کے دیکھنے اور سننے کی کوئی حد نہیں ہے، جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالی کی ذات انسانی جسم سے پاک ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۵۔ ص، ۳۴). فرمایا کہ اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں، اسی کے قبضہ میں انسانوں اور دیگر مخلوق کی خوراک ہے، وہی سب کو کھلاتا اور پلاتا ہے ہاں! البتہ کسی کو کم دیتا ہے تو کسی کو زیادہ یہ اسکی مشیت پر منحصر ہے کہ کس کو رزق زیادہ دینا ہے اور اس میں کیا مصلحت ہے؟ اسے وہی جانتا ہے اور اسی حکمت و مصلحت کے مطابق انہیں رزق عطا کرتا ہے مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (فاطر ۲) کہ جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لئے کھولدے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روک دے اسے کوئی چھڑانے والا نہیں، وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، بندوں کو زیادہ رزق دینے اور نہ دینے میں کیا مصلحت ہے؟ وہی جانتا ہے، اگر وہ تمام لوگوں کو کثیر رزق عطا کرتا یا سب کے رزق میں تنگی کرتا تو یہ دنیاوی نظام نہ چل پاتا اسی لئے اس نے یہ نظام بنایا ہے تا کہ یہ دنیا ٹھیک طرح سے چل سکے وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۱﴾ دین کو قائم رکھو، اس میں تفرقہ نہ ڈالو ﴿الشوری ۱۳۔ ۱۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَعِیْسٰۤی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ○ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ شَرَعَ اس نے مقرر کیا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنَ الدِّیْنِ دین سے مَا وہ جو وَصّٰی اس نے وصیت کی بِهٖ اس کی نُوْحًا نوح کو وَّ اور الَّذِیْ وہ جو اَوْحَیْنَاۤ ہم نے وحی کی اِلَیْكَ آپ کی طرف وَ اور مَا وہ جو وَصَّیْنَا ہم نے وصیت کی بِهٖۤ اس کی اِبْرٰهِیْمَ ابراہیم وَ اور مُوْسٰی موسیٰ وَ اور عِیْسٰۤی عیسیٰ کو اَنْ اَقِیْمُوا کہ تم قائم رکھو الدِّیْنَ اس دین کو وَ اور لَا تَتَفَرَّقُوْا تم جدا جدا نہ ہو فِیْهِ اس میں كَبُرَ گراں گزرتی ہے عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ مشرکوں پر مَا وہ بات کہ تَدْعُوْهُمْ آپ بلاتے ہیں ان کو اِلَیْهِ اس کی طرف اَللّٰهُ اللہ یَجْتَبِیْۤ

چن لیتا ہے اِلَیۡهِ اپنی طرف مَنۡ جسے یَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور یَهۡدِیۡۤ وہ ہدایت دیتا ہے اِلَیۡهِ اپنی طرف مَنۡ اس کو جو یُّنِیۡبُ رجوع کرتا ہے وَ اور مَا تَفَرَّقُوۡۤا وہ جدا جدا نہ ہوئے اِلَّا مگر مِنۡۢ بَعۡدِ بعد مَا اس کے کہ جَآءَهُمُ آ گیا ان کے پاس الۡعِلۡمُ علم بَغۡیًۢا سرکشی سے بَیۡنَهُمۡ آپس میں وَ اور لَوۡ اگر لَا نہ ہوتی كَلِمَةٌ ایک بات سَبَقَتۡ جو پہلے سے تھی مِنۡ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ایک وقت مقرر تک لَّقُضِیَ تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا بَیۡنَهُمۡ ان کے درمیان وَ اور اِنَّ بلاشبہ الَّذِیۡنَ وہ لوگ جو اُوۡرِثُوا وارث بنائے گئے الۡكِتٰبَ اس کتاب کے مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ان کے بعد لَفِیۡ شَكٍّ البتہ ایسے شک میں ہے مِّنۡهُ اس سے مُرِیۡبٍ جو اضطراب میں ڈالنے والا ہے

ترجمہ:۔ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو، اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لولگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے اور لوگوں نے آپس کی عداوتوں کی وجہ سے (دین میں) جو تفرقہ ڈالا ہے وہ اس کے بعد ہی ڈالا ہے جب ان کے پاس یقینی علم آ چکا تھا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معین مدت تک کے لئے ایک بات سے طے نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اور ان لوگوں کے بعد جن کو کتاب کا وارث بنایا گیا ہے وہ اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں خلجان میں ڈال رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جسکا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا۔

۲۔ اے پیغمبر! جو چیز ہم نے تمہارے پاس وحی کی اور جس چیز کی وصیت تمہیں کی اسی چیز کو ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کی تھی۔

۳۔ وہ وصیت یہ ہے کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

۴۔ مشرکین کو وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جسکی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔

۵۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

۶۔ جو کوئی اس سے لولگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔

۷۔ لوگوں نے آپس کی عداوتوں کی وجہ سے دین میں جو تفرقہ ڈالا ہے وہ اسکے بعد ہی ڈالا ہے جب انکے پاس یقینی علم آ چکا تھا۔

۸۔ اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معین مدت تک کے لئے ایک بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو انکا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

۹۔ ان لوگوں کے بعد جن کو کتاب کا وارث بنایا گیا ہے وہ اسکے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں خلجان میں ڈال رکھا ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو وحی ہم نے آپ کی جانب بھیجی ہے اور جس راستے پر ہم نے آپ کی امت کو چلنے کا حکم دیا ہے یہ وہی راستہ ہے جس پر چلنے کا ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کو دیا تھا اور جو وحی ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر بھیجی ہے اور جن باتوں کی آپ کو وصیت کی ہے یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا انہی باتوں کا ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھی حکم دیا تھا، تو یہ سلسلہ آپ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام سے چلا آرہا ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی یہ حکم ہم نے حضرت ابرہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی دیا تھا، اس میں اور آپ کو دیئے گئے حکم میں کسی قسم کا کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ اور وہ حکم یہ تھا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو بس اتنی سی بات تھی جو ہم آپ سے بھی اور ان سے بھی کہہ رہے ہیں مگر ان مشرکین کو یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے اور جس ایک اللہ کی عبادت کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں اس سے انہیں بڑا بھاری دکھ رہا ہے، اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی اسے دین کی توفیق نصیب فرماتا ہے اور جس کو اللہ ہدایت سے روکے رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر آپ کی باتیں گراں معلوم ہوتی ہے اور وہ ایمان سے محروم رہتے ہیں۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں ان مشرکین و کفار کے پاس اللہ تعالی نے پہلے ہی دیگر انبیاء کے ذریعہ یہ اطلاع دیدی کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں انہیں یہ سب معلوم ہونے کے بعد یہ لوگ بھٹک گئے ایسا نہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں اطلاع نہیں دی تمام انبیاء کے ذریعہ انہیں مطلع کیا جاتا رہا پھر بھی یہ لوگ بھٹک گئے، اور یہ سب ان لوگوں نے آپسی دشمنی کی وجہ سے کیا کہ ہماری قوم میں سے اللہ نے نبی کیوں نہیں بنایا؟ اس قوم میں سے کیوں بنایا بس یہی حسد اور بغض کی وجہ سے ان لوگوں نے ایمان نہیں اپنایا حالانکہ انہیں یہ بات معلوم ہے کہ یہ نبی برحق ہیں اور جس چیز کی دعوت یہ دے رہے ہیں وہ بھی سچی ہے مگر پھر بھی آپسی دشمنی نے انہیں ہدایت سے روکے رکھا ہے، اگر یہ دشمنی نہ ہوتی تو شاید یہ لوگ ایمان لالیتے، اللہ انسانوں کے دلوں کو دیکھ کر ہدایت دیتا ہے جب انکے دل میں ایمان کی جگہ حسد، عداوت اور دشمنی بھری ہو تو پھر اس دل میں ایمان کیسے داخل ہوسکتا ہے؟ انکے ان اعمال پر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ انہیں ہلاک کردیا جاتا مگر اللہ تعالی نے پہلے ہی سے تقدیر کا فیصلہ کر رکھا ہے کہ کب کون مریگا اور کس کی حیات کتنی ہے؟ اگر یہ معاملہ طے نہ ہوتا تو اب تک ان مشرکین کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اس مہلت کو یہ لوگ نہ سمجھیں کہ

ہم حق پر ہیں اسی لئے ان پر عذاب نہیں آیا، بلکہ یہ تو مہلت ہے جو انہیں مل رہی ہے، عذاب تو ان پر آئے گا یہاں نہیں آیا تو آخرت میں تو انکا ٹھکانہ عذاب ہی ہونے والا ہے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام کی قوم میں سے جن لوگوں کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا وارث بنایا تھا وہ لوگ خود اس کتاب میں شک کرنے لگے اور اس کتاب کے احکامات کو ماننے کے بجائے اپنے اپنے سرداروں کی باتوں کو ماننے لگے اور اس کتاب کے احکامات کو پس پشت ڈال کر ان سرداروں کے حکموں کی پیروی کرنے لگے اور جو حکم ان سرداروں کا ہوتا اسی کے مطابق یہ فیصلہ کرتے تھے یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ان کے پاس موجود آفاقی کتاب انہیں کیا حکم دے رہی ہے، ان کی اسی کارکردگی کا نتیجہ تھا کہ یہ لوگ اپنے پاس کتاب ہونے کے باوجود اور اس میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیاں ہونے کے باوجود اس سے انکار کرتے رہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۲﴾ اسی دین پر جمے رہیے جس کا حکم آپ کو دیا گیا ﴿الشوری ۱۵۔۱۶﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۝ وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلِذٰلِكَ پھر اسی کی طرف فَادۡعُ پس آپ بلائیں وَ اور اسۡتَقِمۡ ثابت قدم رہیں كَمَاۤ جیسے اُمِرۡتَ آپ کو حکم دیا گیا ہے وَ اور لَا تَتَّبِعۡ اتباع نہ کریں اَهۡوَآءَهُمۡ ان کی خواہشات کا وَ اور قُلۡ کہہ دیجیے اٰمَنۡتُ میں ایمان لایا بِمَاۤ ساتھ اس کے جو اَنۡزَلَ نازل کی اللّٰهُ اللہ نے مِنۡ كِتٰبٍ کتاب سے وَ اور اُمِرۡتُ میں حکم دیا گیا ہوں لِاَعۡدِلَ کہ میں انصاف کروں بَيۡنَكُمۡ تمہارے درمیان اَللّٰهُ اللہ رَبُّنَا ہمارا رب ہے وَ اور رَبُّكُمۡ تمہارا رب ہے لَنَاۤ ہمارے لیے اَعۡمَالُنَا ہمارے اعمال ہیں وَ اور لَكُمۡ تمہارے لیے اَعۡمَالُكُمۡ تمہارے اعمال ہیں لَا حُجَّةَ کوئی جھگڑا نہیں بَيۡنَنَا ہمارے درمیان وَ اور بَيۡنَكُمۡ تمہارے درمیان اَللّٰهُ اللہ يَجۡمَعُ یکجائی کردے گا بَيۡنَنَا ہمارے درمیان وَ اور اِلَيۡهِ اسی کی طرف الۡمَصِيۡرُ لوٹ کر جانا ہے وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو يُحَآجُّوۡنَ جھگڑتے ہیں فِى اللّٰهِ اللہ کے بارے میں مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اس کے بعد کے اسۡتُجِيۡبَ مان لیا گیا لَهٗ اس کو حُجَّتُهُمۡ ان کی دلیل دَاحِضَةٌ کمزور ہے عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ان کے رب کے نزدیک وَ اور عَلَيۡهِمۡ ان پر غَضَبٌ غضب ہے وَّ اور لَهُمۡ ان کے لیے عَذَابٌ شَدِيۡدٌ شدید عذاب ہے

ترجمہ:۔ لہذا (اے پیغمبر!) تم اسی بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے (اسی دین پر) جمے رہو اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو اور کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان (اب) کوئی بحث نہیں، اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کے پاس آخر سب کو لوٹنا ہے اور جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں جبکہ لوگ اس کی بات مان چکے ہیں، ان کی بحث ان کے پروردگار کے نزدیک باطل ہے اور ان پر (اللہ کا) غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١۔ اے پیغمبر! تم اسی بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو۔

٢۔ جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اسی دین پر جمے رہو۔ ٣۔ ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔

٤۔ کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے۔

٥۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ ٦۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔

٧۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں

٨۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا، اسی کے پاس آخر سب کو لوٹنا ہے۔

٩۔ جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں جبکہ لوگ اسکی بات مان چکے ہیں، انکی بحث انکے پروردگار کے نزدیک باطل ہے۔

١٠۔ ان پر اللہ کا غضب ہے، ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور دین حنیف کو بیان کرنے کے بعد لوگوں کو دین کی طرف بلانے کا نبی رحمت ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اس آیت میں دس اوامر اور نواہی مزید بیان کئے گئے ہیں چنانچہ سب سے پہلا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں جو ایسا سیدھا راستہ ہے جس پر برسوں سے انبیاء کرام علیہم السلام چلے آرہے ہیں اور دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ آپ اسی دین پر قائم رہیئے، مضبوطی کے ساتھ اس دین سے چمٹ جائیے، اس دین سے کبھی الگ نہ رہیے کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو سیدھا جنت تک لے جاتا ہے اور تیسرا حکم یہ ہے کہ آپ ان مشرکین کی باتوں میں آکر انکی اتباع نہ کیجئے اور جو وہ کہتے ہیں اسے نہ مانیے اور چوتھا حکم یہ ہے کہ جب یہ لوگ آپ کو اپنے بتوں کی طرف بلانے لگیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو اس بات پر ایمان لا چکا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ مجھے بتائی ہے اور اس میں یہی بات کہی گئی ہے کہ تم صرف ایک اللہ کی عبادت

کرواور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو لہذا میں اپنے رب کے حکم پر قائم ہوں اور پانچواں حکم یہ دیا گیا کہ جب کبھی آپ لوگوں میں فیصلہ کرنے بیٹھیں تو انصاف کے ساتھ انکے درمیان فیصلہ کریں، یہی حکم اللہ تعالی نے مجھے دیا ہے، چاہے وہ فیصلہ خود میرے اور میرے رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ ہو ہر حال میں اا انصاف کو قائم رکھیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر قائم تھے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور فرمایا کہ انصاف زمین میں اللہ کی ترازو ہے، اسی کے ذریعہ ظالم سے مظلوم کا حق لیا جاتا ہے اور طاقتور سے کمزور کا، انصاف ہی کے ذریعہ اللہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا بناتا ہے، انصاف ہی کے ذریعہ حد سے بڑھنے والے کی روک تھام کی جاتی ہے اور اسے ڈانٹا جاتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۵۱۷)

چھٹویں بات یہ کہی گئی کہ اے نبی! ان مشرکین سے کہدو کہ اللہ تعالی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے حقیقت یہی ہے مگر تم لوگ اس حقیقت کو بھول چکے ہو اور حد سے بڑھ چکے ہو، تمہارا یہ حد سے بڑھنا تمہیں نقصان میں ڈال دیگا اور ساتواں حکم یہ ہے اور تم یہ نہ سمجھنا کہ کل قیامت کے دن ہمارے سارے گناہ ہمارے معبود اپنے سر لے لیں گے اور ہمیں سیدھا جنت میں ڈالا جائیگا، نہیں! ایسا ہر گز نہیں ہوگا بلکہ تمہارے اعمال کی جزا تمہیں ملے گی اور ہمارے اعمال کی جزا ہمیں، نہ تو تمہارے اعمال کا بدلہ کسی اور سے لیا جائے گا اور نہ ہی ہمارے اعمال کا، اس لئے جو بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو کیونکہ کل قیامت میں ان اعمال کا تمہیں ہی حساب دینا ہے، یہی بات سورۃ سبا کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی کہی گئی" قُلْ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اے نبی! ان سے کہدو کہ ہمارے اعمال کی نہ تو تم سے پوچھ ہوگی اور نہ ہی تمہارے اعمال کی ہم سے پوچھ ہوگی اور سورۃ یونس کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی کہا گیا فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِیْٓــُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے، تم لوگ میرے اعمال کے سلسلہ میں بری ہو اور میں تمہارے اعمال کے سلسلہ میں بری ہوں، آٹھویں بات یہ کہی گئی کہ ان سے یہ بھی کہدو کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی حجت بازی، لڑائی جھگڑا نہیں، سب کچھ تمہارے سامنے کھلا کھلا موجود ہے نویں بات یہ کہی گئی کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کل قیامت کے دن ہی فیصلہ ہوگا جس دن ہم سب کو حشر کے میدان میں جمع کیا جائیگا، اس دن اللہ تعالی ہمارے سامنے ہمارے اعمال رکھ دیگا تب پتا چلے گا کہ کون سیدھے راستے پر تھا اور کون نہیں؟ دسویں بات یہ کہی گئی کہ جس ایک رب کی عبادت کا حکم ہمیں دیا گیا ہے آخر میں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے، تو جو اسکی عبادت کیا کرتے تھے وہ تو پریشان نہیں ہونگے جو اسکی عبادت نہیں کرتے تھے وہ اس دن بڑا خوف محسوس کرینگے۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ، شیبہ بن ربیعہ کے بارے میں

نازل ہوئی کہ ان دونوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی اس دعوت سے باز آجائیے اور اس دین کو چھوڑ کر واپس قریش کے دین کو اپنا لیجئے، ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر آپ اس بات کو مان لیں تو میں اپنا آدھا مال تمہیں دے دونگا اور شیبہ نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کر دونگا۔ (التفسیر المنیر۔ج،٢٥۔ص،٤٧) اگلی آیت میں اللہ تعالی نے دین کے سلسلہ میں جھگڑا کرنے والوں کے جھگڑے کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں یعنی اسکے رب ہونے میں شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ لوگ اللہ تعالی پر ایمان لا چکے ہیں اور اسکے رب ہونے کا اقرار کر چکے ہیں، اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انکا یہ جھگڑا کرنا اور شک وشبہ نکالنا بالکل بیجا اور باطل ہے اس لئے کہ اگر واقعی انکا جھگڑا کرنا سچ ہوتا تو اس طرح کثیر تعداد میں لوگ اس دین میں داخل نہ ہوتے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں آنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دین سچا دین ہے اور انکے جھگڑے باطل ہیں، تو اب ایسے بیجا جھگڑے کرنے والوں پر اللہ تعالی کا غضب ہوتا ہے اور جس پر اللہ کا غضب آجائے اسے سزا سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اسے سخت سے سخت سزا کل قیامت کے دن دی جائے گی۔ امام طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت ان یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جھگڑا کرتے تھے اور انہیں اسلام لانے سے روکا کرتے تھے اور واپس کفر میں آنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،٢١۔ص،٥١٨)

﴿درس نمبر ١٨٩٣﴾ حق پر مشتمل کتاب اور انصاف پر مبنی ترازو ﴿الشوری ١٧۔تا۔١٩﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِيْٓ وہ ہے جس نے اَنْزَلَ نازل کی الْكِتٰبَ کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور الْمِيْزَانَ ترازو وَ اور مَا کیا يُدْرِيْكَ معلوم آپ کو لَعَلَّ شاید السَّاعَةَ قیامت قَرِيْبٌ قریب ہی ہو يَسْتَعْجِلُ جلدی مانگتے ہیں بِهَا اس کو الَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں رکھتے بِهَا اس پر وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مُشْفِقُوْنَ ڈرنے والے ہیں مِنْهَا اس سے وَ اور يَعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں اَنَّهَا کہ یقیناً وہ الْحَقُّ برحق ہے اَلَآ آگاہ رہو اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُمَارُوْنَ جھگڑتے ہیں فِيْ

السَّاعَةِ قیامت کے بارے میں لَفِیۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ البتہ وہ دور کی گمراہی میں ہیں اَللّٰهُ اللہ لَطِيۡفٌۢ بہت مہربان ہے بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کے ساتھ يَرۡزُقُ وہ رزق دیتا ہے مَنۡ جو کو يَّشَآءُ چاہتا ہے وَ اور هُوَ وہ الۡقَوِىُّ خوب طاقت ور ہے الۡعَزِيۡزُ نہایت غالب

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے حق پر مشتمل یہ کتاب اور انصاف کی ترازو اتاری ہے اور تمہیں کیا پتہ؟ شاید کہ قیامت کی گھڑی قریب ہی ہو، جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اس کے آنے کی جلدی مچاتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس سے سہمے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے، جو لوگ قیامت کے بارے میں بحثیں کررہے ہیں، وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں، اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے ،رزق دیتا ہے اور وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے، اقتدار کا بھی مالک۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١۔ اللہ وہ ہے جس نے حق پر مشتمل یہ کتاب اور انصاف کی ترازو اتاری ہے۔

٢۔ تمہیں کیا پتا شاید کہ قیامت کی گھڑی قریب ہو؟

٣۔ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اسکے آنے کی جلدی مچاتے ہیں۔

٤۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس قیامت کے دن سے سہمے رہتے ہیں۔

٥۔ ان ایمان والوں کو یہ پتا ہے کہ قیامت کا آنا برحق ہے۔

٦۔ جو لوگ قیامت کے بارے میں بحثیں کررہے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں۔

٧۔ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ ٨۔ وہ جسکو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔

٩۔ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اور اقتدار کا بھی۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ یہود و نصاری مومنوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود و نصاری مومنوں سے یہ کہہ کر جھگڑا کیا کرتے تھے کہ ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے آئے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے آئی تو ظاہر ہے کہ جو پہلے آیا ہے اسی کو مانا جائے، اور یہ بھی کہا گیا کہ یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ کیا تم یہ نہیں کہتے کہ جس چیز پر سب کا اتفاق ہو اسکو اپنانا زیادہ بہتر ہے بمقابل اس کے جس میں اختلاف ہو؟ تو پھر سن لو کہ حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت میں کوئی اختلاف نہیں ہے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اختلاف ہے تو قاعدہ کے لحاظ سے حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت کو مانا جائے نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، اللہ تعالی نے انکی اس حجت کو باطل قرار دیا وہ اس اعتبار سے کہ حضرت موسی علیہ السلام پر جو ایمان لائے وہ آپ کے ہاتھ پر ہونے والے معجزات کو دیکھ کر لائے جو معجزات آپ علیہ السلام کے سچے

ہونے پر دلالت کرتے تھے، تو ایسا ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے ساتھ ہوا کہ آپ کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالی نے معجزات ظاہر فرمائے تو جب معجزات کی وجہ سے موسی علیہ السلام پر ایمان لایا گیا تو پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہیں؟ (التفسیر المنیر ۔ ج،۲۵۔ص،۴۷)

ان آیتوں میں اللہ تعالی ان مشرکین اور یہود ونصاری کا رد فرما رہے ہیں کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری چاہے وہ موسی علیہ السلام پر ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، دونوں پر بھی کتاب کو نازل فرمانے والا اللہ ہی ہے تو جب دونوں کے پاس کتاب بھیجنے والا اللہ ہی تو پھر تمہیں کونسی بات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روک رہی ہے؟ اور دونوں کتابیں بھی سچائی پر مبنی ہیں کہ ہر آسمان سے بھیجی ہوئی کتاب میں انصاف اور درست بیانی ہوتی ہے، تو جب اس کتاب کو تم مانتے ہو تو اُس کتاب کو ماننے میں تمہیں کیا رکاوٹ ہے؟ لہذا اب بھی تمہارے پاس وقت ہے اس بات کو سمجھو اور ایمان لے آو کیا پتا آگے ایمان لانے کا وقت ہی نہ رہے کہ قیامت سر پر آ کر کھڑی ہو جائے اور تمہیں نہ سوچنے کا موقع ملے گا اور نہ سمجھنے کا اور نہ ہی اسوقت اگر تمہیں بات سمجھ میں بھی آجائے تو کوئی فائدہ ہوگا اس لئے کہ اس وقت ایمان لانا بیکار ہے کہ وہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا اس لئے اس وقت کو غنیمت جانو اور عقل سے کام لو اور اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی تیاری کرلو، جب ان کافروں کے سامنے کہا جاتا ہے کہ ایمان لانے میں جلدی کرو ورنہ جب قیامت آجائے گی تو تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوگا اور تمہیں عذاب بھی دیا جائے گا تو یہ کفار بطور مذاق یہ کہتے ہیں کہ اچھا چلو! پھر ہم ایمان لانے والے تو نہیں ہیں اب تم قیامت ہی لے آو تا کہ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ وہ کیسی ہوتی ہے؟ مگر دوسری طرف جو ایمان والے ہیں وہ اس قیامت کے آنے پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ایک نہ ایک دن قیامت آنے والی ہے اور اسی ڈر سے اپنے اپنے اعمال کو سنوارنے میں وہ لگ جاتے ہیں، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا گیا وَالَّذِينَ يُؤۡتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ أَنَّهُمۡ إِلٰى رَبِّهِمۡ رَاجِعُوۡنَ کہ وہ جو عمل بھی کرتے ہیں اسکے کرتے وقت انکے دل اس بات سے سہمے ہوئے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے اور جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں انکے بارے میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انکی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ گمراہی میں بہت دور نکل چکے ہیں کہ وہاں سے انکا لوٹ کر آنا بہت مشکل ہے، انکا آخری انجام بہت برا ہونے والا ہے مگر وہ لوگ اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جس اللہ کی عبادت کی طرف ان کفار و مشرکین کو بلایا جارہا ہے اس رب کے بارے میں انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ وہ رب بڑا مہربان ہے کہ وہ بندوں کے برے اعمال پر فوراہی سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں اس پر توبہ کرنے کا موقع دیتا ہے اور انہیں سدھرنے کا وقت بھی دیتا ہے، اگر وہ سدھر جائیں تو انکے پچھلے سارے گناہ معاف بھی کر دیتا ہے اور ایک صفت اس رب کی یہ ہے کہ وہ اپنی رحمت سے جسے چاہے رزق دیتا ہے

اور جسے چاہے رزق میں تنگی کر دیتا ہے، یہ اسکی حکمت اور مشیت پر منحصر ہے کہ جس کے حق میں جو مناسب ہے اسے وہ عطا کرتا ہے اور رزق عطا کرنے میں وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کون اسے ماننے والا ہے اور کون نہیں؟ کون اسکا فرمانبردار ہے اور کون نہیں؟ یہ اس رب کی مہربانی کی سب سے بڑی دلیل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو بھی رزق عطا کرتا ہے اور فرمانبرداروں کو بھی، اگر وہ چاہتا تو اپنے نافرمانوں کو رزق سے محروم کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ ساری مخلوق پر مہربان ہے اور بڑی قوت اور عظیم قدرت کا مالک بھی ہے اور اقتدار کا بھی۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۴﴾ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے! ﴿الشوری ۲۰۔۲۱﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔مَنْ جو شخص كَانَ ہے وہ يُرِيْدُ ارادہ کرتا حَرْثَ الْاٰخِرَةِ آخرت کی کھیتی کا نَزِدْ ہم زیادتی کرتے ہیں لَهٗ اس کے لیے فِيْ حَرْثِهٖ اس کی کھیتی میں وَ اور مَنْ جو شخص كَانَ ہے وہ يُرِيْدُ ارادہ کرتا حَرْثَ الدُّنْيَا دنیا کی کھیتی کا نُؤْتِهٖ ہم دیتے ہیں اس کو مِنْهَا اس میں سے وَ اور مَا نہیں ہے لَهٗ اس کے لیے فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں مِنْ کوئی نَّصِيْبٍ حصہ اَمْ کیا لَهُمْ ان کے لیے شُرَكٰٓؤُا شریک ہیں شَرَعُوْا جنہوں نے مقرر کیا ہے لَهُمْ ان کے لیے مِّنَ الدِّيْنِ دین سے مَا وہ جو لَمْ نہیں يَاْذَنْ حکم دیا بِهٖ اس کا اللّٰهُ اللہ نے وَ اور لَوْ لَا اگر نہ ہوتی كَلِمَةُ بات الْفَصْلِ فیصلہ کرنے کی لَقُضِيَ تو یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَ اور اِنَّ بلاشبہ الظّٰلِمِيْنَ ظالم لوگ لَهُمْ ان کے لیے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب ہے

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہو ہم اسکی کھیتی میں اضافہ کریں گے۔

۲۔ جو شخص صرف دنیا کی کھیتی چاہتا ہو ہم اسے اسی میں سے دے دیں گے۔

۳۔ آخرت میں ایسے شخص کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

۴۔ کیا ان کافروں کے کچھ ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے ایسا دین طے کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی

۵۔ اگر اللہ کی طرف سے فیصلہ کن بات طے شدہ نہ ہوتی تو انکا معاملہ چکا دیا گیا ہوتا۔

۶۔ یقین رکھو کہ ان ظالموں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر مہربان ہیں اوران پر بڑے احسان کرنے والے ہیں، ان آیتوں میں رب مہربان کی عبادت کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے اور برے اعمال سے روکا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اعمال کے ذریعہ آخرت کا ثواب پانا چاہتا ہے اور اسکے لئے محنت کرتا ہے، برائیوں سے بچتا ہے، نیک اعمال کرتا ہے تو ہم اسکی اس کام میں مدد کرتے ہیں اور اسکے لئے آسانیاں پیدا کرتے ہیں اور ساتھ ہی کل قیامت میں ہم اسے اس ایک نیک عمل کے بدلہ دس گنا اجر عطا کریں گے، یہ دس گنا اجر تو ملے گا اسکے ساتھ اگر چاہے تو اسے اس دس گنا سے بڑھا کر ستر گنا تک کیا جاسکتا ہے، جس عمل میں جتنا اخلاص اور جس قدر تقوی ہوگا وہ درجہ میں اتنا ہی اونچا ہوگا اور اگر کوئی ان اعمال کے ذریعہ اسی دنیا کو پانا چاہے اور اسی دنیا کو پانے کے لئے وہ جدوجہد کرے اور آخرت کی اسے کوئی فکر نہ ہو تو اللہ تعالی بھی اسے اسی دنیا میں بدلہ عطا کردیتے ہیں، آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے جو کام کئے وہ دنیا ہی کے لئے کئے ہیں، آخرت کی اسے کوئی فکر نہیں تھی تو جب اس کو آخرت کی فکر نہ ہو تو پھر کیوں اللہ تعالی اسے آخرت میں اسکا اجر دے گا؟ جو جس کے لئے کام کرتا ہے اسے وہی ملتا ہے ہاں! البتہ یہ اللہ تعالی کا ان لوگوں پر ایک انعام ہے کہ جو آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں دنیا کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی پھر بھی اللہ تعالی انہیں دنیا میں محروم نہیں رکھتے بلکہ دنیا میں بھی اسکا اجر انہیں گاہے گاہے ملتا رہتا ہے، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں کہا گیا مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۝ وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰۤٮِٕكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا کہ جو شخص دنیا کے فوری فائدے ہی چاہتا ہے تو ہم جسکے لئے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اسے یہیں جلدی دے دیتے ہیں، پھر ہم نے اسکے لئے جہنم رکھ چھوڑی ہے، جس میں وہ ذلیل وخوار ہوکر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا فائدہ چاہے اور اسکے لئے ویسی ہی کوشش کرے جیسی اسکے لئے کرنی چاہئے جبکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی پوری قدرت دانی کی جائے گی۔حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشخبری ہو اس امت کے لئے کہ اسے رفعت اور بلندی نصیب ہوگی، اسے زمین میں ٹھکانہ ملے گا، اسکے بعد جس کسی نے بھی آخرت کا عمل دنیا کے لئے کیا ہوگا تو اسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(مسند أحمد۔مسند الأنصار۔حدیث ابی المنذر أبی ابن کعب ۲۱۰۰۲)۔

اس کے بعد اللہ تعالی ان چیزوں کا رد کررہے ہیں جو لوگوں نے دین حنیف کے علاوہ ایجاد کررکھی ہیں جو کہ ضلالت وگمراہی کا سبب ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ مشرکین کے پاس کچھ حامی ومددگار شیاطین ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا راستہ بنا رکھا ہے جو راستہ اسلام کے خلاف ہے، یہی ان شیاطین سے دوستی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ اس سیدھے راستے کو چھوڑ بیٹھے ہیں جو سیدھا راستہ اللہ تعالی نے بنا رکھا ہے اور جس راستہ کی جانب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں بلا رہے ہیں، اس طرح وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر شیاطین کی اتباع کر رہے ہیں اور وہ شیاطین انہیں اللہ کے دیئے گئے احکامات کے خلاف کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جیسے کہ ایک اللہ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کو عبادت کرنا، حلال جانوروں کو چھوڑ کر حرام جانوروں کو کھانا، اور جن برے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے انہیں کرتے رہنا وغیرہ۔ یہ سب انکی شیاطین سے دوستی کا نتیجہ ہے، ان کے ان برے اعمال پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انہیں فوری اس کی سزا دیجاتی اور ان پر عذاب آجاتا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ پہلے ہی سے طے کر رکھا ہے کہ کب عذاب آنا ہے اور کب نہیں؟ اسی لئے یہ لوگ اب تک بچے ہوئے ہیں، دنیا میں تو یہ لوگ اس عذاب سے بچے ہوئے ہیں مگر قیامت کے دن ہرگز نہیں بچیں گے، وہاں تو انہیں انکے کئے کی سزا ضرور ملے گی اور سزا بھی ایسی دردناک ہوگی کہ جس کا سہنا کسی کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۵﴾ ان کے اعمال کا وبال انہی پر پڑے گا ﴿الشوریٰ ۲۲۔۲۳﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَـنّٰتِ ۚ لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ○ ذٰلِكَ الَّذِىۡ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تَرَى آپ دیکھیں گے الظّٰلِمِيۡنَ ظالموں کو مُشۡفِقِيۡنَ ڈرنے والے ہوں گے مِمَّا ان سے جو كَسَبُوۡا انہوں نے کیے وَ اور هُوَ وہ وَاقِعٌ واقع ہوگی بِهِمۡ ان پر وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوۡا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَـنّٰتِ باغات کے سبزہ زاروں میں ہوں گے لَهُمۡ ان کے لیے ہوگا مَّا جو يَشَآءُوۡنَ وہ چاہیں گے عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اپنے رب کے پاس ذٰلِكَ یہی ہے هُوَ وہ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ بہت بڑا فضل ذٰلِكَ یہ الَّذِىۡ وہی ہے جس کی يُبَشِّرُ خوش خبری دیتا ہے اللّٰهُ اللہ عِبَادَهُ اپنے بندوں کو الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوۡا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک قُلْ کہہ دیجیے لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ میں سوال نہیں کرتا ہوں تم سے عَلَيۡهِ اس پر اَجۡرًا کسی صلہ کا اِلَّا مگر الۡمَوَدَّةَ محبت کا فِى الۡقُرۡبٰى رشتے داری کی وجہ سے وَ اور مَنۡ جو شخص يَّقۡتَرِفۡ کماتا ہے حَسَنَةً کوئی نیکی نَّزِدۡ تو ہم زیادہ کرتے ہیں لَهٗ اس کے لیے فِيۡهَا اس میں حُسۡنًا بھلائی کو اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَفُوۡرٌ بہت بخشنے والا شَكُوۡرٌ نہایت قدردان ہے

ترجمہ:۔(اس وقت) تم ان ظالموں کو دیکھو گے کہ انہوں نے جو کمائی کی ہے اس (کے وبال) سے سہمے ہوئے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، وہ جنتوں کی کیاریوں میں ہوں گے، انہیں اپنے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے، یہی بڑا فضل ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں (اے پیغمبر! کافروں سے) کہہ دو کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے رشتہ داری کی محبت کے اور جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے، یقین جانو اللہ بہت بخشنے والا، قدردان ہے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس وقت تم ظالموں کو دیکھو گے کہ انہوں نے جو کمائی کی ہے اس کے وبال کی وجہ سے سہمے ہوئے ہونگے

۲۔انکے اعمال کا وبال ان پر پڑ کر رہے گا۔

۳۔جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال بھی کئے ہیں

۴۔ایسے لوگ جنتوں کی کیاریوں میں ہونگے انہیں اپنے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے

۵۔یہی تو سب سے بڑا فضل ہے۔

۶۔یہی وہ چیز ہے جسکی خوشخبری اللہ تعالی اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے ہیں۔

۷۔اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے ہیں۔

۸۔ اے پیغمبر! ان کافروں سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

۹۔سوائے رشتہ داری کی محبت کے۔

۱۰۔جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے۔

۱۱۔یقین جانو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔

پچھلی آیتوں میں مومنوں کو ملنے والی جزا اور کافروں کو ملنے والی سزا سے متعلق تفصیلا تھیں، اللہ تعالی یہاں ان دونوں کی مختلف حالتیں کو بیان کر رہے ہیں جو قیامت کے دن ہوں گی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آج تو یہ کافر لوگ بڑے متکبر بنے ہوئے ہیں لیکن انہی کافروں اور ظالموں کو آپ قیامت کے دن دیکھو گے کہ اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے سہمے سہمے ڈرے ڈرے ہونگے، وہ اس لئے کہ انہیں پتا ہوگا کہ انہوں نے جو اعمال کئے ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ جس پر انہیں سخت سے سخت سزا ملنے والی ہے، اسی سزا کے ڈر سے وہ پریشانی کی حالت میں ہونگے، اسکے برخلاف جو مومن ہیں، جنہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر نیک اعمال کئے ہیں، جنکی دنیا میں یہ

حالت تھی کہ وہ ان کافروں کے ظلم وستم کی وجہ سے ڈرے ہوئے تھے، انکی سزاوں اور ظلم سے بچنے کے لئے مختلف مقامات پر ہجرت بھی کی تھی یہ مظلوم لوگ قیامت کے دن بڑی بے فکری میں اور نعمتوں کے سایہ تلے آرام کر رہے ہونگے، انہیں رہنے کے لئے ایسے باغات دیئے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہونگی اور خوب ہری بھری ہریالی میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہواوں کا لطف لے رہے ہونگے، اسکے علاوہ بھی اس جنت میں ان مومنوں کو وہ سب کچھ عطا کیا جائے گا جو انکی خواہش ہوگی، وہاں انکی ہر آرزو اور تمنا پوری کی جائے گی، یہ انکے اعمال کی وہ جزا ہے جو انکا رب انہیں عطا کرے گا اور یہ بہت بڑا اللہ کا فضل ہے کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت میں چلا جائے فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ جسے جہنم سے بچا کر جنت میں ڈالا گیا ہو یقیناوہ کامیاب ہوگیا۔ (آل عمران ۱۸۵) اللہ تعالی فرمارہے ہیں یہی وہ نعمت ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالی ان نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو دیتا ہے، یہ انکے اعمال کا ثمرہ اور پھل ہے جو کل قیامت کے دن انہیں ملے گا، چنانچہ ان مومنوں کو ان ملنے والی نعمتوں پر خوشی منانا چاہئے اور یقینا یہ خوشی کی ہی بات ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کے سامنے یہ بات بالکل واضح کر دیجئے کہ میں تم سے دین کی یہ باتیں جو کہتا ہوں اور ایک اللہ کی عبادت کی طرف جو بلاتا ہوں اور تمہاری جو بھلائی چاہتا ہوں یہ میں کسی دنیوی غرض اور اسکے نفع کے لئے نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں تم سے اس محنت پر کوئی اجرت کا سوال کرتا ہوں، میرا مقصد تو بس اتنا ہے کہ تم بھی کل قیامت کے دن اس دردناک عذاب سے بچ جاو اور وہ بھی اس لئے کہ تمہارے اور ہمارے درمیان ایک رشتہ داری ہے جسکا تقاضہ یہ ہے کہ میں تمہیں ہر طرح کی آفت، مصیبت، درد اور تکلیف سے بچاوں میری اس محنت کو خالص محبت کا نتیجہ سمجھو نہ کہ دنیا کمانے کا ذریعہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے کہا کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کسی قسم کی کوئی اجرت نہیں مانگتا میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے تعلق سے وہ محبت رکھو جو قرابت کی وجہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان ہوتی ہے، اور میرے اور تمہارے درمیان جو یہ قرابت اور رشتہ داری ہے اسکی حفاظت کرو۔ (المعجم الأوسط للطبرانی ۳۳۲۳). اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصار نے کہا کہ ہم نے ایسا ایسا کیا ہے گویا کہ انہوں نے اپنے اعمال پر فخر کیا، تو اس پر حضرت ابن عباس یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما میں سے کسی نے کہا کہ ہمیں تم پر فضیلت ہے، جب اسکی اطلاع نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار! کیا تم پہلے کمتر نہیں تھے کہ اللہ تعالی نے تم کو میری وجہ سے عزت دی، انہوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں یارسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم گمراہی میں مبتلا نہیں تھے کہ اللہ تعالی نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی؟ انہوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں یارسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھے جواب کیوں نہیں

دیتے؟ انصار نے کہا کہ ہم کیا کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ کیا آپ کی قوم نے آپ کو نکال باہر نہیں کیا تو ہم ہی نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟ کیا آپ کی قوم نے آپ کو نہیں جھٹلایا تو پھر ہم ہی نے آپ کی تصدیق کی؟ آپ ہی کی قوم نے آپ کو شرمندہ کیا تو ہم ہی نے آپ کی مدد کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی جملے بار بار کہنے لگے یہاں تک کہ انصار اپنے گھٹنوں کے بل گر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہمارے مال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب کچھ آپ کا اور اللہ ہی کا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (المعجم الأوسط للطبرانی ۶۸۳۴) سارے اعمال کی جزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جو کوئی نیک اعمال کریگا اسے یہ نعمتیں ملنی ہی ملنی ہیں اسکے علاوہ اور بہت کچھ ہم ایمان والوں کو مزید دینگے جسکی کوئی حد نہیں اور جو برے کام ان سے جانے انجانے میں سرزد ہو گئے ہوں اور جس پر انہوں نے ہم سے معافی بھی مانگ لی ہو ہم اسے بھی اپنی رحمت سے معاف کر دیں گے، اس پر کسی قسم کی کوئی پکڑ انکی نہیں کی جائے گی اس لئے کہ تم نے جو اعمال کئے ہیں اسکی اللہ تعالی قدردانی کرتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۶﴾ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگادے ﴿الشوریٰ ۲۴۔۲۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمْ کیا يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں افْتَرٰى اس نے گھڑ لیا ہے عَلَى اللّٰهِ اللہ پر كَذِبًا جھوٹ فَاِنْ پس اگر يَّشَاِ چاہے اللّٰهُ اللہ يَخْتِمْ تو مہر لگادے عَلٰى قَلْبِكَ آپ کے دل پر وَ اور يَمْحُ مٹاتا ہے اللّٰهُ اللہ الْبَاطِلَ باطل کو وَ اور يُحِقُّ ثابت کرتا ہے الْحَقَّ حق کو بِكَلِمٰتِهٖ اپنی باتوں سے اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینے کے راز وَ اور هُوَ الَّذِيْ وہی ہے جو يَقْبَلُ قبول کرتا ہے التَّوْبَةَ توبہ عَنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں کی وَ اور يَعْفُوْا وہ معاف کر دیتا ہے عَنِ السَّيِّاٰتِ برائیاں وَ اور يَعْلَمُ وہ جانتا ہے مَا جو تَفْعَلُوْنَ تم کرتے ہو

ترجمہ:۔ بھلا کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ کلام خود گھڑ کر جھوٹ موٹ اللہ کے ذمے لگا دیا ہے؟ حالانکہ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگادے اور اللہ تو باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعے ثابت کرتا ہے، یقینا وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول

کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہوئے اس کا پورا علم رکھتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ کلام خود سے گھڑ کر جھوٹ موٹ اللہ کے ذمہ لگا دیا ہے؟

۲۔ حالانکہ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے۔

۳۔ اللہ تو باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ ثابت کرتا ہے۔

۴۔ یقیناً وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو تک جانتا ہے۔

۵۔ وہی تو اللہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

۶۔ جو کچھ تم کرتے ہو اسکا پورا علم وہ اللہ رکھتا ہے۔

ایمان والوں کو تسلی اور خوشخبری دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کفار کے اعمال پر انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہیں اور انہیں ڈرا رہے ہیں کہ تم لوگ بلاوجہ یہ کہتے ہو کہ جو کلام محمد ﷺ تمہارے سامنے سنا رہے ہیں وہ ہمارا بھیجا ہوا نہیں ہے بلکہ خود محمد ﷺ کا اپنا بنایا ہوا ہے، حالانکہ تمہیں یہ بات بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ پڑھنا پھر بھی تم لوگ یہ جھوٹا الزام ان پر لگاتے ہو، اس سے بڑھ کر اور کیا بری بات ہوسکتی ہے کہ تم ایسے شخص پر جھوٹی تہمت لگاؤ جبکہ تمہیں سب کچھ معلوم ہے، اور اس بات کو پختہ کرنے کے بعد کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر بالفرض جیسا تم لوگ کہہ رہے ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو انکے اس عمل کی وجہ سے انکے دل پر مہر لگا دیتا کہ نہ تو انہیں کچھ سمجھ میں آتا اور نہ ہی کچھ وہ کہہ پاتے اور جو کچھ انکے دل میں لکھا ہوا ہے وہ سب کچھ مٹا دیتا، باطل کو ختم کر دیتا اور حق کا بول بالا کر دیتا، مگر چونکہ یہ کلام اللہ ہی جانب سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کا جھوٹ اور افترا نہیں باندھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ آپ کی ہر موقع پر تائید کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے کہ کون سچ کہہ رہا ہے اور کون جھوٹ؟ اس لئے کہ وہ تو دلوں میں چھپی باتوں کو تک جانتا ہے تو پھر کون اس سے کوئی چیز چھپا پائے گا؟ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۴۴ سے ۴۷ تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ** اگر بالفرض یہ پیغمبر جھوٹی باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم انکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور انکی شہ رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی انکے بچاو کے لئے آڑے نہ آسکتا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے سامنے توبہ کا

دروازہ کھولتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جو ہو گیا سو ہو گیا، جو کچھ تم نے کہہ دیا کہہ دیا اگر اسکے بعد تمہیں اپنی کہی ہوئی باتوں پر پشیمانی ہو اور تم اس جھوٹ سے نکل کر اس سچائی کی طرف آنا چاہتے ہو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیان کرر ہے ہیں تو بالکل آجاو، اللہ تمہاری پہل کو قبول کریگا اور تم سے جو گناہ سرزد ہو گئے تھے ان سب کو معاف کر دیگا وَهُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے وَیَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ہاں! تم جو بھی کرتے ہو اللہ کو خبر ہوتی ہے اس لئے جو بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو کیونکہ کل قیامت میں تمہارے انہی اعمال پر تمہیں بدلہ دیا جائیگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بندے کی توبہ سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے کہ کوئی شخص ایک ریتیلے میدان میں اپنی سواری لیکر نکلا ہو اور درمیان میں اسکی سواری گم ہو جائے، جس سواری پر اسکا کھانا پینا اور سب کچھ ہو اور پھر وہ تلاش کرتے کرتے تھک ہار کر مایوسی کے عالم میں ایک درخت کے سایہ میں لیٹ جائے اور پھر اتنے میں اسے وہ اپنی کھوئی ہوئی سواری نظر آجائے تو سونچو اسکی خوشی کا کیا عالم ہوتا ہے؟ وہ تو خوشی میں یہ بھی کہہ جاتا ہے کہ اے اللہ! آپ میرے بندے ہیں اور میں آپ کا رب، حالانکہ یہ غلطی ہے مگر یہ غلطی اسکے ہوش نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے جس پر کوئی گرفت نہیں۔ (مسلم ۷۴۷۲) اس لئے کبھی یہ مت سونچنا کہ ہم نے اتنے گناہ کر لئے ہیں کیا اب بھی اللہ ہمیں معاف فرمائیگا؟ اللہ تعالی معاف کرنے ہی والا ہے مگر شرط یہ ہے کوئی سچے دل سے اس سے معافی مانگنے تو آئے، حقیقت یہ ہے کہ جو آتا ہے وہ خالی ہاتھ کبھی نہیں جاتا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۷﴾ اگر اللہ کھلے طور پر رزق پھیلا دیتا تو! ﴿الشوری ۲۶۔تا۔۲۹﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۞ وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ۞ وَهُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ ۞ وَمِنۡ اٰیٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمۡعِهِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور یَسۡتَجِیۡبُ وہ قبول کرتا ہے الَّذِیۡنَ ان لوگوں کی جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوۡا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک وَ اور یَزِیۡدُهُمۡ ان کو زیادہ دیتا ہے مِّنۡ فَضۡلِهٖ اپنے فضل سے وَ اور الۡكٰفِرُوۡنَ کافر لوگ لَهُمۡ ان کے لیے ہے عَذَابٌ شَدِیۡدٌ شدید عذاب وَ اور لَوۡ اگر بَسَطَ فراخ کردے اللّٰهُ

اللہ الرِّزْقَ رزق لِعِبَادِهٖ اپنے بندوں کے لیے لَبَغَوْا تو وہ ضرور سرکشی کریں فِي الْاَرْضِ زمین میں وَلٰكِنْ اور لیکن يُّنَزِّلُ وہ نازل کرتا ہے بِقَدَرٍ ایک اندازے کے ساتھ مَّا جتنا يَشَآءُ چاہتا ہے اِنَّهٗ بلا شبہ وہ بِعِبَادِهٖ اپنے بندوں سے خَبِيْرٌۢ خوب خبردار ہے بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے وَ اور هُوَ الَّذِيْ وہی ہے جو يُنَزِّلُ نازل کرتا ہے الْغَيْثَ بارش مِنْۢ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ قَنَطُوْا وہ ناامید ہو گئے وَ اور يَنْشُرُ وہ عام کر دیتا ہے رَحْمَتَهٗ اپنی رحمت کو وَ اور هُوَ وہ الْوَلِيُّ کارساز ہے الْحَمِيْدُ تعریف کے لائق وَ اور مِنْ اٰيٰتِهٖ اس کی نشانیوں میں سے ہے خَلْقُ پیدا کرنا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کا وَ اور مَا ان کا جو بَثَّ اس نے پھیلائے فِيْهِمَا ان دونوں میں مِنْ دَآبَّةٍ جاندار وَ اور هُوَ وہ عَلٰى جَمْعِهِمْ ان کے جمع کرنے پر اِذَا جب يَشَآءُ وہ چاہے قَدِيْرٌ خوب قادر ہے

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لئے رزق کو کھلے طور پر پھیلا دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگتے ،مگر وہ ایک خاص اندازے سے جتنا چاہتا ہے (رزق) اتارتا ہے، یقیناوہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش برساتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی ہے جو (سب کا) قابل تعریف رکھوالا ہے۔اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور وہ جاندار جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ انکی دعا سنتا ہے۔

۲۔ انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ ۳۔ کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔

۴۔ اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے کھلے طور پر رزق کو پھیلا دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگتے۔

۵۔ مگر وہ ایک خاص انداز سے جتنا چاہتا ہے رزق اتارتا ہے۔

۶۔ یقیناوہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے۔

۷۔ وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔

۸۔ وہی ہے جو قابل تعریف رکھوالا ہے۔ ۹۔ اسکی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے۔

۱۰۔ وہ جاندار بھی اسکی نشانیوں میں سے ہیں جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں۔

۱۱۔ وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ اللہ تعالی بندے کی توبہ قبول کرتا ہے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے، ان آیتوں میں مزید اسی توبہ کی قبولیت کو بطور تاکید بیان فرمایا گیا کہ توبہ کے قبول ہونے کی شرط پہلے تو یہ ہے کہ بندہ اپنے شرک سے نکل کر ایمان میں داخل ہوجائے، شرک میں رہتے ہوئے ہی اگر وہ توبہ کریگا تو اسکی توبہ قبول نہیں ہوگی، اسکے بعد ایک اور شرط یہ بیان کی گئی کہ بندہ اپنے پچھلے برے اعمال کو ترک کر کے نیک اعمال کرنے میں لگ جائے اگر وہ ایمان لانے کے بعد بھی انہی برے اعمال کو کرتا رہیگا اور ان سے نہیں بچے گا تو اللہ تعالی ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں کرے گا، ہاں! اگر وہ ان دونوں باتوں پر عمل کرلے، یعنی ایمان بھی لے آئے اور برے اعمال کو چھوڑ کر نیکی کے کام کی جانب پہل کرے اور پھر توبہ کرلے تو ایسی شخص کی یقینا توبہ قبول ہوگی اور ساتھ میں اللہ تعالی مزید انعام اس پر فرمائے گا وہ مزید انعام یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نیکی کے کام اسکے لئے آسان کردے اور اسکی زندگی میں تقوی اور نورانیت پیدا کردے اور اسے دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ دے اور شاید یہ بھی ہوسکتا ہے کہ توبہ کرنے پر اسے جو انعام ملنے والا ہے اس انعام میں اور مزید اضافہ کردے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تشریح یوں فرمائی کہ اللہ تعالی اسے مزید اس طور پر عطا کریگا کہ انکی دعاوں کو قبول کرے گا اور جو بھی وہ مانگیں گے وہ اسے عطا کرے گا اور جو وہ نہیں مانگیں گے لیکن اگر وہ انکے حق میں بہتر ہو تو وہ بھی عطا کرے گا اور کہا گیا کہ اللہ تعالی انکی سفارش کو انکے ایمان والے بھائیوں کے حق میں قبول کرے گا۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۵۳۴) مگر جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی توبہ کریں گے تو ایسے لوگوں کو جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا،

یہاں اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ جب اللہ تعالی مومنوں کی دعائیں سنتا ہے تو پھر جب وہ مال و دولت اور رزق میں وسعت کی دعائیں مانگتے ہیں تو اللہ تعالی انکی دعاء کیوں قبول نہیں کرتا اور کیوں انہیں مال و دولت عطاء نہیں کرتا؟ اسکا جواب یہاں دیا جارہا ہے کہ رزق میں وسعت کا دینا یا بہت زیادہ مال و دولت کا دینا یہ اللہ کی حکمت پر منحصر ہے کہ جس کے لئے وسعتِ رزق فائدہ مند ہوگی اور اسے یہ معلوم ہوگا کہ اگر میں نے اسے دولت سے نوازا تو یہ ناشکرا نہیں ہوگا، مغرور و متکبر نہیں ہوگا تب یقینا اللہ اسے وسیع رزق عطا کرتا ہے لیکن اگر اللہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس کو مال و دولت ملے گی تو یہ میری عبادت سے دور ہوجائے گا یا پھر ناشکرا بن جائے گا تو اللہ تعالی ایسے شخص کو نہیں نوازتا چاہے وہ کتنی ہی دعائیں کرلے، اسی کو یہاں فرمایا وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِى الۡاَرۡضِ کہ اگر انہیں مال و دولت دی جاتی تو یہ لوگ باغی اور ناشکرے ہوجاتے زمین میں مگر اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ کتنا دینا ہے اور کتنا نہیں؟ اسی حساب سے وہ رزق بانٹتا ہے، وہ اپنے بندوں کو خوب جاننے والا بھی ہے اور انہیں دیکھنے والا بھی،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث قدسی منقول ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنکے لئے مالداری ہی مناسب ہے کہ اگر انہیں فاقہ کشی میں مبتلا کیا جائے تو انکا ایمان خراب ہوجائے گا

اور بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کے لئے فقر وفاقہ ہی مناسب ہے کہ اگر انہیں مالداری دی جائے تو انکا ایمان خراب ہوجائے گا۔ (جامع الأحادیث للسیوطی۔ ج ۲۴، ص ۲۱۰ ۔ ۲۶۹۹۷). اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت منقول ہے حضرت عمر بن حریث وغیرہ نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِہٖ ۔ الخ۔ یہ آیت اصحابِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے کہا کہ کاش! ہمارے لئے بھی یہ ہوتا (یعنی دولت) کہ انہوں نے دنیا کی تمنا کی (شعب الایمان للبیہقی ۹۸۴۹)۔ اللہ تعالی کی قدرت کو یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ اللہ تعالی ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے کہ وہ آسمان سے بارش برساتا ہے اور برساتا بھی اس وقت ہے جب کہ لوگ بارش سے ناامید ہوبیٹھتے ہوں کہ ایسا لگتا ہے کہ اب بارش نہیں ہوگی، جب انکی امیدیں ختم ہوجاتی ہیں تو اللہ تعالی بارش برساتا ہے یعنی جس چیز کی انہیں امید نہیں ہوتی وہ کام اللہ کر دکھاتا ہے اور انہیں مختلف قسم کے میوہ جات اور سبزیاں اس بارش کے نتیجہ میں دیتا ہے اور اس طرح اپنی رحمت کو ساری دنیا پر پھیلا دیتا ہے کہ اس سے جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسان بھی، چرند بھی اور پرند بھی، اللہ تعالی ہی بہتر کارساز ہے کہ موقع کے لحاظ سے ہر کام انجام دیتا ہے اور وہ تعریف کے لائق بھی ہے، اللہ تعالی کی دیگر نشانیاں یہاں بیان کی جارہی ہیں کہ اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا جو کہ کسی کے بس کی بات نہیں اور اسکے ساتھ ساتھ اس نے مختلف جاندار جیسے انسان، جن، ملائکہ، مویشی اور کیڑے مکوڑے اس زمین میں پھیلا رکھے ہیں وہ بھی اسکی قدرت کی نشانی ہے کہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ایک مکھی یا مچھر جیسی ادنی اور چھوٹی مخلوق پیدا کرسکے مگر اللہ کو دیکھو کہ کیڑے سے لیکر اونٹ اور ہاتھی جیسی بڑی بڑی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں، تو جب اللہ تعالی ان چیزوں کو پیدا کرسکتا ہے تو انہیں موت دیکر پھر سے زندہ کر کے ایک جگہ جمع نہیں کرسکتا؟ یقینا کرسکتا ہے اس لئے تم سب ایسے اعمال کرو جو اسے پسند ہوں کیونکہ مرکر اسی کے پاس جانا ہوگا جہاں وہ ہمارے اعمال کا حساب لے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۸﴾ تمہاری مجال نہیں کہ تم زمین میں اللہ کو عاجز کرسکو ﴿الشوری ۳۰۔۳۱﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡ عَنۡ کَثِیۡرٍ ؕ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۚۖ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَآ جو بھی اَصَابَکُمۡ تمہیں پہنچتی ہے مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ کوئی مصیبت فَبِمَا تو بہ سبب اس کے جو کَسَبَتۡ کمایا اَیۡدِیۡکُمۡ تمہارے ہاتھوں نے وَ اور یَعۡفُوۡا وہ درگزر کردیتا ہے عَنۡ کَثِیۡرٍ بہت سے باتوں سے وَ اور مَآ نہیں ہو اَنۡتُمۡ تم بِمُعۡجِزِیۡنَ عاجز کرنے والے فِی الۡاَرۡضِ زمین میں وَ اور مَا نہیں ہے لَکُمۡ

تمہارے لیے مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا مِنۡ کوئی وَّلِيٍّ کارساز وَّ اور لَا نہ نَصِيۡرٍ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگذر ہی کرتا ہے اور تمہاری مجال نہیں ہے کہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کرسکو اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے، نہ مددگار۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے۔

۲۔ بہت سے کاموں سے تو وہ درگذر ہی کرتا ہے۔

۳۔ تمہاری مجال نہیں ہے کہ تم زمین میں اللہ کو عاجز کرسکو۔

۴۔ اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی رکھوالا ہے، نہ ہی مددگار۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں اور برائیوں کا نتیجہ اور ثمرہ؟ بیان فرمارہے ہیں کہ دنیا میں جو کوئی مصیبت اور پریشانی انسان پر آتی ہے وہ اسکے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے جو اس نے کئے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کریم کی سب سے افضل آیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ کے نبی نے بیان کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت " وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ تلاوت فرمائی اور کہا کہ اے علی! میں تمہارے لئے اس آیت کی تفسیر کر دیتا ہوں کہ جو کوئی بیماری، سزا یا مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں سے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اس بات سے بہت اونچی ہے کہ وہ تمہیں آخرت میں دوبارہ سزا دے اور جو کچھ وہ اس دنیا میں معاف کر دیتا ہے اس کی شان اس بات سے بہت اونچی ہے کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ سزا دے۔ (مسند أحمد۔ مسند علی بن أبی طالب ۶۴۹) اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کو جو کوئی چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ اسکے اعمال ہی کے نتیجہ میں پہنچتی ہے اور اکثر خطاؤں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ پڑھی۔ (ترندی ۳۲۵۲)، اس آیت اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انسان پر مصیبتوں کا آنا اسکے گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی اس پر بلائیں، مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں وہ اللہ کی جانب رجوع ہو اور اپنے گناہوں کی معافی تلافی کرلے، جب اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف کر دے گا تو مصیبتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور اکثر گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی فرما دیتا ہے وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کے گناہ زیادہ

ہوجاتے ہیں اور اسکے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو اسکے گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالی اسے غموں میں مبتلا فرمادیتے ہیں تاکہ وہ اسکے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ (مسند أحمد۔ مسند الصدیقۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا ۲۵۲۳۶) اللہ تعالی فرمارہے ہیں تم لوگ اے گنہ گارو! اے کافرو! اللہ تعالی کو عاجز نہیں کرسکتے کہ جب وہ تم پر مصیبتیں ڈالنا چاہے تو تم اسے اس کام سے روک نہیں سکتے، جب اس نے ارادہ کرلیا کہ تم پر مصیبتیں آئیں تو پھر آکر ہی رہیں گی، کسی میں یہ قوت نہیں کہ اس کے ارادے کو بدل سکے، ہاں! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ وہ مصیبتیں تم پر نہ آئیں تو پھر تمہیں چاہئے کہ تم توبہ کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو تب جاکر تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے اس طرح تم سے یہ مصیبتیں دفع ہوجائیں گی اور ہاں! یہ بات بھی جان لو کہ اللہ تعالی کے سوا نہ تو تمہارا کوئی حامی ہے اور نہ ہی مددگار اس لئے اس رب کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس جانا تاکہ یہ مصیبت تم سے ختم ہوجائے فضول کام ہے، عام طور سے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بندہ کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ اللہ کے سامنے رجوع ہونے کے بجائے عاملوں اور مرشدوں کے چکر لگاتا ہے اور درگاہوں پر منتیں مانگتا ہے، نیازیں کرتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو اس آیت میں غور کرنا چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قوت نہیں کہ وہ تم سے ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۹﴾ سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز قدرت کی نشانی ہیں ﴿الشوری ۳۲۔تا۔۳۵﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ـ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ۝ اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ۝ اَوۡ يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ كَثِيۡرٍ ۝ وَّيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مِنۡ اٰيٰتِهٖ اس کی نشانیوں میں سے ہیں الۡجَوَارِ کشتیاں فِى الۡبَحۡرِ سمندر میں كَالۡاَعۡلَامِ مانند پہاڑوں کی اِنۡ اگر يَّشَاۡ وہ چاہے يُسۡكِنِ توٹھہرادے الرِّيۡحَ ہوا کو فَيَظۡلَلۡنَ پھر وہ ہوجائیں رَوَاكِدَ کھڑی ہونے والی عَلٰى ظَهۡرِهٖ اس کی سطح پر اِنَّ بلاشبہ فِىۡ ذٰلِكَ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ہر صابر شاکر کے لیے اَوۡ یا يُوۡبِقۡهُنَّ ان کو تباہ کردے بِمَا بہ سبب اس کے جو كَسَبُوۡا انہوں نے کمایا وَ اور يَعۡفُ درگزر کردے عَنۡ كَثِيۡرٍ بہت سوں سے وَّ اور يَعۡلَمَ جان لیں الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں فِىۡۤ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں مین مَا لَهُمۡ نہیں ہے ان کے لئے مِّنۡ مَّحِيۡصٍ بچاؤ کی جگہ

ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز! اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرادے، جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، یقینا اس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی

نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر ہو، شکر کا بھی یا (اگر اللہ چاہے) تو ان جہازوں کو لوگوں کے بعض اعمال کی وجہ تباہ ہی کردے اور بہت سوں سے درگذر کر جائے اور جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں، انہیں پتہ چل جائے کہ ان کے لئے کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکی نشانیوں میں سے ہے سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز۔

۲۔ اگر وہ چاہے تو اس ہوا کو ٹھہرا دے جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔

۳۔ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر ہو اور شکر کا بھی۔

۴۔ اگر اللہ چاہے تو ان جہازوں کو لوگوں کے بعض اعمال کی وجہ سے تباہ ہی کر دے۔

۵۔ بہت سے لوگوں کے اعمال سے درگزر کر جائے۔

۶۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑا ڈالتے ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ ان کے لئے کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہے

اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ سمندر جن میں کشتیاں چل رہی ہیں یہ اسی کی قدرت سے چل رہی ہیں ورنہ اگر وہ اللہ چاہتا تو ان چلنے والی ہواوں کو روک دیتا اور جب وہ ہوائیں اس کے حکم سے رک جائیں تو پھر یہ چلنے والی کشتیاں بھی اپنی اپنی جگہ رک جائیں، یہ کشتیوں کا چلنا اور رکنا بھی سب اسی رب کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی قدرت کا یہ نتیجہ ہے، آگے اللہ تعالی نے دو صفات بیان فرمائے ہیں کہ جس کسی کے اندر یہ دو صفات ہوں گی وہ اللہ تعالی کی ان نشانیوں پر غور کریگا اور اس سے عبرت حاصل کرے گا، وہ دو نشانیاں ہیں صبر اور شکر اور یہ دونوں صفات بھی مومن کے اندر ہوتی ہیں اور مومن ہی اللہ کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر آدھا ایمان ہے اور یقین کامل۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۵۱۷۵)، امام زمخشری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ دو نشانیاں ایک خالص مومن ہی کی ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالی نے ان دو نشانیوں کو بیان فرما کر مومن کی طرف اشارہ دیا ہے۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالی ان ہواوں کو روک کر کشتی کو آگے بڑھنے سے روک سکتا ہے تو وہیں وہ اللہ ان کشتیوں کو بندوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ بھی کر سکتا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالی اکثر گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اسی لئے اس نے ایسا نہیں کیا ورنہ بندوں کے برے اعمال تو ایسے ہیں کہ اسکی وجہ سے انہیں تباہ و ہلاک ہی کر دیا جائے لیکن اللہ تعالی کی صفتِ عفو اس بیچ حائل ہے جسکی وجہ سے یہ لوگ تباہ ہونے سے بچے ہوئے ہیں، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ تو مومن ہے جو اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے، کشتیوں کو چلانے والا، ڈوبنے سے بچانے والا اور ڈبو دینے والا، لیکن کفار و مشرکین کو اس بات کا یقین نہیں کیونکہ وہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں لیکن جب یہ کشتی لہروں کے بیچ پھنسی ہو اور ڈوبنے کے قریب ہو اور ان کافروں کو جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اپنے سامنے موت دکھائی دینے لگے تب

یہ لوگ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، تب انہیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اب ہمیں اس موت سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا اور انہیں یہ یقین ہوجاتا ہے کہ ہمارے باطل معبودوں کو اس وقت پکارنا بیکار ہے اس لئے کہ وہ کچھ کر ہی نہیں سکتے، تو اس وقت یہ لوگ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲۲ میں فرمایا گیا حَتّٰۤی اِذَا كُنۡتُمۡ فِی الۡفُلۡكِ وَ جَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ اللہ ہی تو ہے جو تمہیں خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی سفر کراتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور یہ کشتیاں لوگوں کو لیکر خوسگوار ہوا کے ساتھ پانی پر چلتی ہیں اور لوگ اس بات پر خوش ہوتے ہیں تو اچانک انکے پاس تیز آندھی آتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھیر لے گئے ہیں تو اس وقت وہ لوگ خلوص کے ساتھ اللہ ہی پر بھروسہ رکھ کر اسے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار لوگوں میں شامل ہوجائیں گے۔

وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے

﴿درس نمبر ۱۹۰۰﴾ ﴿الشوری ۳۶۔تا۔۳۸﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ ۖ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَمَاۤ پس جو بھی اُوۡتِيۡتُمۡ تم دئے گئے ہو مِّنۡ شَىۡءٍ کوئی چیز فَمَتَاعُ تو سامان ہے الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا زندگانی دنیا کا وَ اور مَا جو کچھ عِنۡدَ اللّٰهِ اللہ کے پاس ہے خَيۡرٌ وہ کہیں بہتر وَّ اور اَبۡقٰى بہت پائیدار ہے لِلَّذِيۡنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَلٰى رَبِّهِمۡ اپنے رب ہی پر يَتَوَكَّلُوۡنَ وہ بھروسہ کرتے ہیں وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو يَجۡتَنِبُوۡنَ بچتے ہیں كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ کبیرہ گناہوں سے وَ اور الۡفَوَاحِشَ بے حیائیوں سے وَ اور اِذَا مَا جب غَضِبُوۡا وہ غصے ہوتے ہیں هُمۡ تو وہ يَغۡفِرُوۡنَ معاف کردیتے ہیں وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جنہوں نے اسۡتَجَابُوۡا حکم مانا لِرَبِّهِمۡ اپنے رب کا وَ اور اَقَامُوا انہوں نے قائم کی الصَّلٰوةَ نماز وَ اور اَمۡرُهُمۡ ان کا کام ہے شُوۡرٰى مشورہ کرنا بَيۡنَهُمۡ آپس میں وَ اور مِمَّا اس میں سے جو رَزَقۡنٰهُمۡ ہم نے ان کو دیا يُنۡفِقُوۡنَ وہ خرچ کرتے ہیں

ترجمہ:۔ غرض تمہیں جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ درگذر سے کام لیتے ہیں اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی بات مانی ہے اور نماز قائم کی ہے اور ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہیں جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کی پونچی ہے۔

۲۔ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان لائے ہیں۔

۳۔ یہ لوگ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۴۔ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

۵۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو درگزر سے کام لیتے ہیں۔

۶۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کی بات مانی ہے اور نماز قائم کی ہے۔

۷۔ انکے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

۸۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ لوگ نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ دنیا کی رونق اور چاندنی سے دھوکہ کھانے سے آگاہ کررہے ہیں کہ جو کچھ تمہیں اس دنیا میں دیا گیا ہے وہ تو بس یہیں دنیا تک محدود ہو کر رہ جائے گا تم یہاں کی دولت اور سکون کو آخرت میں نہیں لے جا سکتے اور یہ ایک دن ختم بھی ہو جائے گی یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے لیکن جو کوئی اس دنیا کی کمائی کو چھوڑ کر آخرت کی کمائی کرتا ہے تو وہ کمائی اللہ کے پاس محفوظ ہے اور یہ ہمیشہ باقی رہنے والی بھی ہے، جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ لوگ آخرت کی کمائی کی فکر کرتے ہیں، دنیا کے پیچھے پڑنا اور دنیا کمانے کی فکر ہی میں رہ جانا یہ ایمان والوں کی نہیں بلکہ کافروں کی نشانی ہے، اور مومن تو ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اسے پتا ہے کہ جس رب نے اسے پیدا کیا ہے وہ اسکی زندگی کا ذمہ دار ہے اور وہ اسی بات پر بھروسہ کر کے زندگی گزارتا ہے، جو کچھ اسے اس دنیا میں ملتا ہے وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اسے اپنے حق میں کافی اور بہتر سمجھتا ہے اور اپنے سارے معاملات اسی اللہ کے سپرد کرتا ہے، یہ ہے ایک مومن کی نشانی کہ وہ اس فانی دنیا کے پیچھے نہ بھاگے بلکہ آخرت کی فکر میں لگا رہے، چند اور صفات مومنین کی بیان کی جارہی ہیں کہ یہ مومن ایسے ہیں جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، بڑے گناہوں سے مراد جیسے شرک، قتل، والدین کی نافرمانی، اور بے حیائی کے کام اور ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں

برا سمجھا جائے جیسے چغلی، غیبت، جھوٹ، زنا، چوری وغیرہ ان تمام سے مومن پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ اللہ کی خاطر اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں، یہ بھی ایک اہم صفت ہے جو ایک مومن کے اندر ہونی چاہیئے، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ١٣٤ میں بھی اللہ تعالی نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وہ لوگ ایسے ہیں کہ جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ مکہ میں انہیں برا بھلا کہا جاتا تھا، مگر اس پر وہ اپنے غصہ کو پی جاتے تھے اور انہیں معاف فرما دیتے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی کہ جب وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال خرچ کرتے تو لوگ انہیں برا بھلا کہتے تھے مگر پھر بھی وہ بردباری سے کام لیتے۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۵،ص ۸۰)

یہ مومن ایسے ہیں جو اپنے رب کے ہر حکم اور ہر فیصلہ کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں اور دیگر فرائض جیسے نماز پڑھنا، زکوۃ دینا یہ بھی بخوبی انجام دیتے ہیں، یعنی چاہے مالی عبادت ہو یا بدنی عبادت ہر دو پر یہ لوگ خوشی خوشی عمل کرتے ہیں اور انہیں کوئی چیز ان احکامات پر عمل کرنے سے نہیں روکتی اور یہ بھی کہ یہ لوگ اپنے ہر اہم فیصلہ میں ایک دوسرے سے مشورہ بھی کرتے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم مشورہ کرتی ہے تو انہیں ہدایت دی جاتی ہے اور انکے معاملہ میں انکی رہنمائی بھی کی جاتی ہے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ۔ (الدر المنثور۔ ج ۷،ص ۳۵۷) امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور نماز کا حکم دیا تو اسے ادا کرنے لگ گئے۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۵،ص ۸۰) انہی عمدہ صفات کا نتیجہ تھا کہ لوگ اسلام سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہونے لگے، یہی وہ عمدہ صفات ہیں کہ جنکے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی سے بڑی طاقت کو کمزور کر دیا، اگر آج بھی مسلمان ان صفات کو اپنے اندر بسا لیں تو یقیناً وہی پرانا دور ضرور لوٹ کر آئے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۱﴾ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں ﴿الشوری ۳۹ تا ۴۱﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الۡبَغۡىُ هُمۡ يَنۡتَصِرُوۡنَ ○ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ○ وَلَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سَبِيۡلٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو اِذَاۤ کہ جب اَصَابَهُمۡ ان کو پہنچتا ہے الۡبَغۡىُ ظلم هُمۡ تو وہ

یَنْتَصِرُوْنَ بدلہ لیتے ہیں وَ اور جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ برائی کا بدلہ سَیِّئَۃٌ برائی ہے مِّثْلُهَا اسی کی مثل فَمَنْ پھر جو عَفَا معاف کردے وَ اور اَصْلَحَ صلح کرلے فَاَجْرُهٗ تو اس کا اجر عَلَى اللّٰهِ اللہ کے ذمہ ہے اِنَّهٗ بلا شبہ وہ لَا یُحِبُّ پسند نہیں کرتا الظّٰلِمِیْنَ ظالموں کو وَ اور لَمَنِ البتہ جس نے انْتَصَرَ بدلہ لیا بَعْدَ ظُلْمِهٖ اپنے آپ پر ظلم ہونے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ تو یہی لوگ ہیں مَا کہ نہیں ہے عَلَیْهِمْ ان پر مِّنْ کوئی سَبِیْلٍ راستہ

ترجمہ:۔ اور جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں اور کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، پھر بھی جو کوئی معاف کردے اور اصلاح سے کام لے تو اس کا ثواب اللہ نے ذمے لیا ہے، یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو شخص اپنے او پر ظلم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو یہ لوگ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

۲۔ کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔

۳۔ مگر پھر بھی کوئی معاف کردے اور اصلاح سے کام لے تو اسکا ثواب اللہ کے ذمہ میں ہے۔

۴۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

۵۔ جو شخص اپنے او پر ظلم ہونے کے بعد برابر کا بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ ان مومنوں کی صفات ہی بیان فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ جب ان مومنوں پر ظلم وزیادتی کی جاتی ہے تو یہ لوگ اس ظلم وزیادتی سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں، اس لئے کہ ظلم سہنا بھی ایک گناہ ہے اسلئے کہ اس سے ظالم کو ہمت ملتی ہے اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانا نیکی ہے اور یہ مومنوں کی شان ہے اور اس لحاظ سے بھی یہ لوگ اس ظلم کے خلاف اپنا دفاع کرتے ہیں کہ ظلم کا سہنا یہ بزدلی کی علامت ہے اور مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا بلکہ بہادر ہوتا ہے یہی خاص صفت مسلمانوں کی یہاں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی کہ وہ لوگ بہادر اور شجاع ہوتے ہیں نہ کہ بزدل۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ مومن اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ عاجزی کا اظہار کریں اور جب وہ قادر ہوجاتے تو درگذر کا معاملہ کرتے۔ اور حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ وہ مومن ایسے ہیں کہ وہ ان سے بدلہ لینے میں حد سے نہیں بڑھتے۔ اور ابن جریج رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ پر زیادتی کی گئی اور آپ کے خلاف بغاوت بھی کی گئی اور آپ کو جھٹلایا بھی گیا هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تلوار سے بدلہ لیتے ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۳۵۷) جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بغاوت کی اور انہیں تکلیفیں دیں حتی کہ انہیں مکہ سے باہر نکال

دیا تو اللہ تعالی نے بھی انہیں ہجرت کا حکم فرمایا اور انہیں دوسری زمین میں ٹھکانہ دیا اور پھر انکی ان لوگوں کے خلاف مدد کی جنہوں نے انکے خلاف بغاوت کی تھی ، اسی بات کو سورۂ حج کی آیت نمبر ۳۹ میں فرمایا گیا أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ کہ اللہ تعالی نے انہیں لڑنے کی اجازت دی اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا اور یقیناً اللہ تبارک وتعالی ان مومنین کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ ص،۳۹) اللہ تعالی نے انتقام اور بدلہ لینے کے بارے میں بھی بالکل واضح طور پر کہہ دیا کہ بدلہ لینے میں برابری کا معاملہ کیا جائے یعنی جو تکلیف اور جس قسم کی تکلیف آپ کو پہنچی ہے اتنی ہی آپ سامنے والے کو دے سکتے ہیں، اس سے زیادہ کی تکلیف دینا آپ کو ظالم میں شمار کیا جائیگا چنانچہ فرمایا وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کہ برائی کا بدلہ اسی جیسی ہی برائی ہے۔لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اگر آپ کو اس ظالم پر قدرت حاصل ہو جائے اور وہ زیر ہو کر آپ کے سامنے آجائے تو اس صورت میں آپ کو بدلہ لینے کا بھی اختیار ہے مگر اسے معاف کر دینا اور اسکے ساتھ اصلاح کا معاملہ کرنا یہ زیادہ ثواب کا کام ہے، فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ کہ جس نے درگزر کا معاملہ کیا اور اصلاح کا تو اسکا ثواب دینا اللہ کے ذمہ ہے۔سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۶۰ میں فرمایا گیا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا کہ جس نے کوئی برائی کی ہو تو اسے اس جیسی برائی ہی کا بدلہ دیا جائیگا۔حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جب تمہیں کوئی برا بھلا کہے تو تم بھی اسی قدر اسے برا بھلا کہو لیکن حد سے نہ بڑھنا۔(تفسیر طبری۔ج،۲۰۔ص،۵۲۵) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو برا بھلا کہنے والوں میں سے برا بھلا کہنے کا گناہ اس پر ہوگا جس نے اسے شروع کیا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھ جائے۔(ترمذی ۱۹۸۱) یعنی اگر کوئی آپ کو برا بھلا کہے تو آپ کو اللہ تعالی نے اختیار دیا ہے کہ آپ بھی اسے برا بھلا کہیں لیکن اس برا بھلا کہنے میں حد سے زیادہ نہ بڑھیں ورنہ آپ پر اس زیادتی کا گناہ ہوگا۔فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ کہ جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی جواباً اس پر زیادتی کرو مگر اس زیادتی سے آگے نہ بڑھنا جو پہلے والے نے تم پر کی ہے۔(بقرہ ۱۹۴)، لیکن بہتر اور ثواب کی بات یہی ہے کہ آپ سامنے والے کو معاف فرمادیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ درگزر کا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی عزت ہی میں اضافہ کرتے ہیں۔(ترمذی ۲۰۲۹) اللہ تعالی صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ وہ کسی بھی ظلم کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اسلئے کہ ظلم کو اللہ تعالی نے حرام فرمادیا إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَىٰ نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّماً حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور اسے تمہارے لئے بھی حرام فرمادیا، (مسلم ۲۵۷۷) تو جو حرام کرتا ہے وہ کیسے اللہ کا پسندیدہ ہوسکتا ہے؟ لیکن ہاں! اگر برابر کا بدلہ لیا جائے جس میں کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہو تو یہ جائز ہے اور اس پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں ہے وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۲﴾ **الزام تو ان پر ہے جو بلا وجہ لوگوں پر ظلم کریں** ﴿الشوری ۴۲-تا-۴۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّمَا بس السَّبِيْلُ راستہ تو عَلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں پر ہے جو يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے ہیں النَّاسَ لوگوں پر وَ اور يَبْغُوْنَ سرکشی کرتے ہیں فِي الْاَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب وَ اور لَمَنْ البتہ جس نے صَبَرَ صبر کیا وَ اور غَفَرَ معاف کر دیا اِنَّ بے شک ذٰلِكَ یہ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ البتہ ہمت کے کاموں سے ہے وَ اور مَنْ جسے يُّضْلِلِ گمراہ کر دے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں ہے لَهٗ اس کے لیے مِنْ کوئی وَّلِيٍّ کارساز مِّنْ بَعْدِهٖ اس کے بعد وَ اور تَرَى آپ دیکھیں گے الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو لَمَّا جب رَاَوُا وہ دیکھیں گے الْعَذَابَ عذاب يَقُوْلُوْنَ تو وہ کہیں گے کہ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ کیا لوٹ کر جانے کا کوئی راستہ ہے؟

ترجمہ:۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے اور درگذر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی نہیں ہے جو اس کا مددگار بنے اور جب ظالموں کو عذاب نظر آ جائے گا تو تم انہیں یہ کہتا ہوا دیکھو گے کہ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر بلا وجہ ظلم کریں۔ ۲۔ زمین میں ناحق سرکشی کریں۔

۳۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے اور درگذر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔

۵۔ جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی نہیں جو اس کا مددگار بنے۔

۶۔ جب ظالموں کو عذاب نظر آ جائے گا تو آپ انہیں یہ کہتے ہوئے دیکھو گے کہ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے؟

پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ جو کوئی اپنے اوپر زیادتی ہونے کے بعد اس زیادتی کا جواب دے اور اس

جواب دینے میں برابری کا معاملہ کرے تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اب گناہ کس پر ہوگا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ جو کوئی لوگوں پر بلاوجہ ظلم کرتا ہو اور زمین میں ناحق سرکشی کرتا ہو تو ایسا شخص اللہ کے سامنے جوابدہ ہوگا اور اسے اس سرکشی اور ظلم کی بڑی دردناک سزادی جائے گی اس سے پتہ چلا کہ ظلم کی شروعات کرنا اور لوگوں کو ایذا اور تکلیفیں دینا یہ اللہ تعالی کو ناپسند ہے اور اس جرم پر اللہ تعالی انہیں سخت سے سخت سزادیگا، لیکن اگر کوئی ہم پر ظلم کرے اور ہمیں ستائے تو ہمیں یہ حق اللہ تعالی نے دیا ہے کہ ہم اسکا پلٹ کر جواب دیں لیکن اس جواب دینے میں حد سے نہ بڑھیں مثلاً اگر کسی نے ہمیں بلاوجہ دو تھپڑ مارے ہوں تو ہمیں یہ اختیار رہے کہ ہم بھی اسے دو ہی تھپڑ ماریں، اس سے زیادہ مارنا یہ پھر ظلم ہوگا اور بدلہ لینے میں حد سے بڑھنا ہوگا جس پر ہمیں سزادی جائے گی کہ تم نے اس حد سے کیوں تجاوز کیا؟ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ بدلہ لینا کوئی بڑی اور ہمت کی بات نہیں ہے، ہمت کی بات تو یہ ہے کہ انسان بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود بدلہ نہ لے بلکہ اس پر صبر کرے اور معاف کردے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ اے اللہ! تیرے بندوں میں سب سے زیادہ باعزت شخص کون ہے؟ اللہ تعالی نے جواب دیا کہ وہ شخص جو بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود سامنے والے کو معاف کردے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۷۹۷۴) ظلم کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنانے کے بعد اللہ تعالی ان ظالموں اور کافروں کا حال بیان کررہے ہیں جبکہ وہ قیامت کے دن عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے چنانچہ فرمایا کہ پہلے تو یہ جان لو کہ جو کوئی لوگوں پر ظلم وستم کرتا ہے، لوگوں کو پریشان کرتا ہے ایسا شخص بھٹکا ہوا اور گمراہ شخص ہے کہ اس کے اعمال نے اسے گمراہی میں ڈھکیل دیا تو ایسے شخص کو اللہ بھی ہدایت نہیں دیتے بلکہ اسے گمراہی میں رکھتے ہیں کسی میں یہ قوت نہیں کہ اس گمراہ شخص کو ہدایت پر لاسکے جب تک کہ اللہ کی مرضی اس میں شامل حال نہ ہو اور اللہ کی مرضی اسی وقت شامل حال ہوتی ہے جبکہ بندہ خود ان برے کاموں سے نکل کر ہدایت کی جانب آنا چاہے، ایسے گمراہ اور ظالم لوگوں کا حال قیامت کے دن جب وہ عذاب کو اپنی ہی آنکھوں سے دیکھیں گے تو تب کہنے لگیں گے کہ کیا یہاں سے باہر نکلنے کا اور اس عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟ اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ جب یہ کفار اپنی ہی آنکھوں سے عذاب کو دیکھیں گے تب وہ اس سے بچنے کی فکر کریں گے، وہ اس لئے کہ دنیا میں ان سے اللہ تعالی نے بھی اپنی کتاب میں کئی بار فرمایا کہ اگر تم یہ برے اعمال کرتے رہو گے تو تمہیں اس قسم کا عذاب ملے گا تو وہ لوگ اس وعید کو مذاق میں لیا کرتے تھے کہ یہ سب بولنے کی باتیں ہیں، ہونے والا کچھ نہیں ہے، اور انہیں ان کہی ہوئی باتوں پر یقین نہیں آتا، چونکہ یہ خود اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اس وقت انہیں یقین آجائیگا کہ ہاں! جس عذاب سے ہمیں ڈرایا جاتا تھا وہ یہی ہے، اب وہ اسے جھٹلا تو نہیں سکتے اس لئے وہاں کہنے لگیں گے کہ اب تو ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ عذاب ہمارے ہی لئے ہے اگر

ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اس عذاب سے بچنے کے لئے اعمال کریں گے، جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۲۷ اور ۲۸ میں فرمایا گیا وَلَوْ تَرٰى إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ کہ جب آپ انہیں آگ کے پاس کھڑے دیکھیں گے تو وہ کہہ رہے ہونگے کہ کاش! ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جاتا تو ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے بن جائیں گے، بلکہ انکے لئے وہ چیز ظاہر ہوجائے گی جو وہ لوگ اس سے قبل چھپایا کرتے تھے اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا بھی جائے تب بھی یہ لوگ وہی عمل کریں گے جن سے انہیں روکا گیا تھا، یہ لوگ اپنی باتوں میں جھوٹے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۳﴾ اللہ جس کو گمراہ کردے اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ﴿الشوریٰ ۴۵-۴۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور تَرٰىهُمْ آپ ان کو دیکھیں گے يُعْرَضُوْنَ کہ وہ پیش کیے جائیں گے عَلَيْهَا اس پر خٰشِعِيْنَ جھکے ہوئے مِنَ الذُّلِّ ذلت کی وجہ سے يَنْظُرُوْنَ وہ دیکھتے ہوں گے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ کن آنکھیوں سے وَ اور قَالَ کہیں گے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے اِنَّ بلاشبہ الْخٰسِرِيْنَ خسارہ پانے والے تو الَّذِيْنَ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خَسِرُوْٓا خسارے میں ڈالا اَنْفُسَهُمْ اپنے آپ کو وَ اور اَهْلِيْهِمْ اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن اَلَآ آگاہ رہو! اِنَّ بلاشبہ الظّٰلِمِيْنَ ظالم لوگ ہی فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ دائمی عذاب میں ہوں گے وَ اور مَا نہیں كَانَ ہوں گے لَهُمْ ان کے لیے مِّنْ کوئی اَوْلِيَآءَ دوست يَنْصُرُوْنَهُمْ جو ان کی مدد کرے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے اللہ کے وَ اور مَنْ جس کو يُّضْلِلِ گمراہ کردے اللّٰهُ اللہ فَمَا تو نہیں ہے لَهٗ اس کے لئے مِنْ کوئی سَبِيْلٍ راستہ

ترجمہ:۔ اور تم انہیں دیکھو گے کہ دوزخ کے سامنے انہیں اس طرح پیش کیا جائے گا کہ وہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور جو لوگ ایمان لاچکے ہیں وہ کہہ رہے ہوں گے کہ واقعی اصل خسارے میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا

، یادرکھو کہ ظالم لوگ ایسے عذاب میں ہوں گے جو ہمیشہ قائم رہے گا اوران کو ایسے کوئی مددگار میسر نہیں آئیں گے جو اللہ کو چھوڑ کران کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

تشریح:۔ان دوآیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔تم انہیں دیکھو گے کہ انہیں دوزخ کے سامنے اس طرح پیش کیا جائیگا کہ وہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہونگے۔

۲۔جولوگ ایمان لاچکے ہیں وہ کہہ رہے ہونگے کہ واقعی اصل خسارے میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کواوراپنے گھر والوں کوخسارے میں ڈال دیا۔

۳۔یادرکھو! ظالم لوگ ایسے عذاب میں ہونگے جو ہمیشہ قائم رہیگا۔

۴۔انہیں کوئی ایسا مددگار نہیں ملے گا جوانکی مدد کرسکے سوائے اللہ کے۔

۵۔اللہ جسے گمراہ کردے اسکے بچاو کا کوئی راستہ نہیں۔

ان آیتوں میں بھی انہی دوزخیوں کے حالات کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جب یہ کافرو ظالم لوگوں کو دوزخ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ لوگ ذلت کے مارے آنکھ تک اٹھا نہیں سکیں گے اوران پر ایسا خوف طاری ہوگا کہ آنکھ سے آنکھ ملانے کی بھی ان میں ہمت نہیں ہوگی اوروہ کن انکھیوں سے چوری چوری دیکھیں گے کہ کیا ہورہا ہے؟ اورانکے لئے کیا احکام جاری کئے جارہے ہیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے اس سے مراد خاص طور پر آل فرعون ہیں کہ جنکی روحیں کالے پرندوں کے جسموں میں ڈالی گئی ہیں جنکا گزر صبح وشام جہنم پر ہوتا ہے، یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۴۵)اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد عام مشرکین ہیں کہ جن کے سامنے انکی قبروں میں انکے گناہ پیش کئے جاتے ہیں اوروہ اپنے قبروں میں عذاب پر پیش کئے جاتے ہیں۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۴۵)۔جب مومن ان مشرکوں کا حال قیامت کے دن دیکھیں گے توکہیں گے کہ حقیقت میں توخسارہ میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کوخسارہ میں ڈال لیا اس لحاظ سے کہ وہ لوگ ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے، اپنا تو نقصان کیا ہی ساتھ میں اپنے گھروالوں کا بھی نقصان کیا وہ اس لحاظ سے کہ گھر والوں کی ذمہ داری خود گھر کے ذمہ دار شخص پر رہتی ہے تو جب یہ انکی صحیح رہنمائی نہیں کیا تو وہ لوگ بھی جہنم میں ہی جائیں گے اوراس وقت وہ ان گھروالوں کی کوئی مدد بھی نہیں کرسکے گا، اس طرح خود بھی دوزخی ہوااور گھر والوں کو بھی اسی راہ پر لے آیا اوراگر اسکے گھر والے ایمان والے ہونگے تو اس وقت وہ لوگ تو جنت میں ہونگے اور یہ جہنم میں تب تو ان دونوں کے درمیان میں جدائیگی پڑجائے گی، یہ گھر والوں سے الگ ہوجائے گا اور گھر والے اس سے الگ ہوجائیں، اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان جیسے ظالموں کے لئے دردناک اور ہمیشہ کی سزا ہے کہ نہ تو اس سزا میں کسی قسم کی

کمی کی جائے گی اور نہ ہی اس سزا سے انہیں کبھی نجات ملے گی، اس آیت کے آخری جملہ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ کے بارے میں امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مومنین کی آخری بات ہوگی جو وہ کہیں گے، (التفسیر المنیر۔ج،۲۵۔ص،۹۵) اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ بات مومن کہیں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں سے اللہ تعالی کے کلام کی ابتدا ہورہی ہو اس لئے کہ اگلا جملہ اللہ تعالی ہی کا ہے۔(تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۴۶) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جب ان کافروں کو عذاب میں ڈالا جائیگا تو اس وقت ان کافروں کی کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا جو انہیں اس عذاب سے بچاسکے، یہ تو بات ہوئی قیامت کے دن کی لیکن دنیا میں بھی جب اللہ تعالی نے انکے حق میں انکی بداعمالیوں کی وجہ سے گمراہی لکھ دی تو اب کوئی انہیں اس گمراہی سے نکال کر سیدھے راستہ پر نہیں لاسکتا چاہے کتنی ہی محنت کیوں نہ کرلے، جب اللہ تعالی نے کسی کے حق میں کوئی فیصلہ کردیا تو اب کوئی اس فیصلہ کو بدل نہیں سکتا مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الأنعام ۳۹) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھے راستے پر ڈالدے۔ان جیسی آیتوں میں ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالی بندے کے اعمال کے حساب سے فیصلہ کرتا ہے، جسے چاہے وہ ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے کا مطلب یہی ہے کہ جس کے اعمال اچھے ہونگے اور وہ ایمان والا نہ ہو تو اللہ تعالی اسکے لئے ایمان کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اگر کوئی برے اعمال کرنے والا ہو اچھے اعمال اسے راس نہ آتے ہوں تو ایسے شخص کو اللہ تعالی انہی اعمال میں چھوڑ دیتا ہے یعنی گمراہی میں۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۴﴾ اس دن تمہارے لئے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی ﴿الشوری ۴۷۔۴۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اِسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔اِسْتَجِيبُوا تم حکم قبول کرو لِرَبِّكُم اپنے رب کا مِّن قَبْلِ اس سے پہلے أَن يَأْتِيَ کہ آجائے يَوْمٌ وہ دن لَّا نہیں ہے مَرَدَّ پھرنا لَهُ اس کے لیے مِنَ اللَّهِ اللہ کی طرف سے مَا نہیں ہوگی لَكُم تمہارے لیے مِّن مَّلْجَإٍ کوئی جائے پناہ يَوْمَئِذٍ اس دن وَ اور مَا نہ ہوگا لَكُم تمہارے لیے مِّن نَّكِيرٍ انکار کرنا فَإِنْ پھر اگر أَعْرَضُوا وہ منہ موڑیں فَمَا تو نہیں أَرْسَلْنَاكَ ہم نے بھیجا آپ کو عَلَيْهِمْ ان پر حَفِيظًا کوئی نگران إِنْ

نہیں ہے عَلَيْكَ آپ کے ذمے اِلَّا مگر الْبَلٰغُ پہنچا دینا ہی وَ اور اِنَّآ بلاشبہ ہم اِذَآ جب اَذَقْنَا چکھاتے ہیں الْاِنْسَانَ انسان کو مِنَّا اپنی طرف سے رَحْمَةً رحمت فَرِحَ تو وہ خوش ہوتا ہے بِهَا اس کے ساتھ وَ اور اِنْ اگر تُصِبْهُمْ ان کو پہنچتی ہے سَيِّئَةٌ کوئی تکلیف بِمَا بہ سبب ان کے جو قَدَّمَتْ آگے بھیجے اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں نے فَاِنَّ تو بلاشبہ الْاِنْسَانَ انسان كَفُوْرٌ بہت ہی ناشکرا ہے

ترجمہ:۔ (لوگو!) اپنے پروردگار کی بات اس دن کے آنے سے پہلے پہلے مان لو جسے اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا، اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی اور نہ تمہارے لئے پوچھ گچھ کا کوئی موقع ہوگا، (اے پیغمبر!) یہ لوگ اگر پھر بھی منہ موڑیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا ہے، تم پر بات پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور (انسان کا حال یہ ہے کہ) جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے اور اگر خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ایسے لوگوں کو کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے تو وہی انسان پکا ناشکرا بن جاتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اپنے پروردگار کی بات اس دن کے آنے سے پہلے مان لو جسے اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا۔
۲۔ اس دن تمہارے لئے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ ۳۔ نہ تمہارے لئے پوچھ گچھ کا کوئی موقع ہوگا۔
۴۔ اے پیغمبر! اگر پھر بھی یہ لوگ منہ موڑیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔
۵۔ تم پر بات پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
۶۔ انسان کا حال یہ ہے کہ جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے
۷۔ اگر خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ایسے لوگوں پر کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے تو وہی انسان ناشکرا بن جاتا ہے۔

کفار اور انہیں ملنے والی سزاوں اور مومنین اور انہیں ملنے والے انعامات بیان کئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اصل مقصد بیان کر رہے ہیں کہ اے انسانو! تم نے دیکھ لیا کہ اچھے کام کرنے والوں کے لئے کیا ملنے والا ہے اور برے کام کرنے والوں کو کیا ملنے والا ہے؟ تم سب کچھ جان گئے ہو تو اب تمہیں چاہئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ اور اسکی توحید کا اقرار کر لو تاکہ تم اس عذاب سے بچ جاو جو بے ایمانوں کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ان نعمتوں کو پالو جو مومنوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور تمہارے لئے یہ سب کرنے کا وقت اس دن سے پہلے پہلے ہے جس دن تباہی ہوگی اور دنیا ختم ہو جائے گی یا پھر اس دن کے آنے سے پہلے جس دن تمہاری آنکھیں اس دنیا سے بند ہو جائیں گی اور یہ دن ایسا دن ہے کہ تم اس دن کو کتنا بھی ٹالنا چاہو نہیں ٹال سکو گے، چاہے وہ

موت کا دن ہو یا قیامت کا یہ دو دن بھی آ کر ہی رہیں گے اور کوئی اس سے بھاگ نہیں سکے گا کہ یہاں سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لے لی جائے، يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ کہ جس دن انسان کہے گا کہ کہاں ہے بھاگنے کی جگہ؟ (القیامہ ۱۰) اور اس دن جب تمہارا اعمال نامہ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا تو تم ان اعمال کا انکار بھی نہیں کر پاؤ گے کہ یہ اعمال میں نے نہیں کئے تھے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے اعضاء جیسے کہ ہاتھ پیر وغیرہ ان کو گویائی عطا کرے گا اور وہ اس دن ان اعمال سے متعلق گواہی دیں گے کہ ہاں! یہ سب کام اسی نے کئے ہیں تو جب تمہارے اعضاء خود تمہارے خلاف گواہی دیدیں گے تو اب تمہارے پاس جھٹلانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سورۂ فصلت کی آیت نمبر ۲۲ میں کہا گیا وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ کہ تم گناہ کرتے وقت اس بات سے تو چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔ اتنا سب کچھ بیان کرنے اور سمجھانے کے بعد پھر بھی یہ لوگ اگر نہ سمجھیں اور آپ کی باتوں سے منہ موڑنے لگیں تو اب آپ پر کوئی اور ذمہ داری باقی نہیں رہ گئی اور نہ ہی آپ کو ان پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے، آپکا کام تو بس اتنا ہے کہ آپ انہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں اور انہیں اس سے آگاہ کر دیں لہذا اب آپ پر کوئی ذمہ داری اللہ کی طرف سے نہیں ڈالی گئی ہے اب وہ ایمان لائیں تو اس ایمان کا فائدہ ہوگا اور اگر ایمان نہ لائیں تو اسکا گناہ بھی انہی کو ہوگا، سورۂ غاشیہ کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی فرمایا گیا لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ کہ آپ ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے کہ دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں کیا نہیں؟ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۲ میں فرمایا گیا لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ کہ انکو ہدایت پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے، سورۂ رعد کی آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ کہ آپ کی ذمہ داری بس ہمارا پیغام پہنچا دینا ہے، اب ہمارے ذمہ ہے انکا حساب لینا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح سے تسلی دینے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت بیان فرما رہے ہیں کہ وہ کیوں باطل چیزوں کو چھوڑنے تیار نہیں ہوتا؟ اور اسے پکڑے رہتا ہے؟ چنانچہ فرمایا کہ جب انسان کو ہم اپنی رحمت کے سبب اسے خوشیاں، آسانیاں، راحت، سکون اور مال و دولت عطا کرتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے اور اس میں ایک اکڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے ذہن میں یہی خیال آتا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے اپنے دم پر کیا ہے اور جو کچھ مجھے ملا ہے وہ میری اپنی محنت کا نتیجہ ہے، اس میں کسی اور کا دخل ہی نہیں ہے، لیکن پھر جب اس پر پریشانیاں اور مصیبتیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور وہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسکی یہ ساری اکڑ ختم ہو جاتی ہے اور جو وہ پہلے کہتا تھا کہ یہ سب کچھ میں نے خود کیا ہے اور میری محنت سے یہ حاصل ہوا ہے اب ان پریشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ کے سامنے گڑگڑانے لگتا ہے کیونکہ اب اسے معلوم ہے کہ ان پریشانیوں کو ہٹانا اسکے بس میں نہیں ہے اس لئے وہ اللہ کے سامنے عاجزی کرنے لگتا ہے تا کہ یہ مصیبتیں اس سے ختم

ہو جائیں، ایسا حال ہے انسان کا کہ راحت کے وقت تو اللہ کو یاد تک نہیں کرتا بلکہ وہ اس کی ناشکری کرتا ہے اس طور سے کہ ان نعمتوں کے حصول کو اللہ کی جانب منسوب نہیں کرتا بلکہ اپنی جانب منسوب کرتا ہے لیکن جب مصیبتیں، بیماریاں، رنج وغم پہنچتا ہے تو اس وقت اسے اللہ کی یاد آتی ہے، اللہ تعالی اسی حالت کے بارے میں فرمار ہے ہیں کہ وہ بڑا ناشکرا ہے فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ کہ انسان تو پکا ناشکرا ہے۔اس لئے انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرے راحت میں بھی اور رنج میں بھی اسلئے کہ شکر کرنے سے اللہ تعالی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور ناشکری کرنے پر عذاب بھیجتا ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم ۔ ۷) کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ اس ناشکری کرنے پر تمہیں سخت عذاب ملے گا اور عام طور سے یہ ناشکری کی عادت مردوں سے زیادہ عورتوں میں ہوتی ہے جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم لوگ زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو، اس لئے کہ میں نے جہنم میں تمہاری تعداد کو زیادہ دیکھا ہے، کسی صحابیہ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ تم عورتیں بہت زیادہ شکوہ شکایت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرنے میں تم حد سے بڑھ جاتی ہو کہ اگر تمہارا شوہر تمہارے ساتھ برسہا برس اچھا سلوک کرے لیکن کبھی ایک دن وہ اس سلوک کرنے میں کوئی کمی کر دے تو تم فورا یہ کہہ دیتی ہو کہ تم نے میرے ساتھ کبھی اچھا سلوک کیا ہی نہیں ۔(بخاری ۳۰۴، بخاری ۲۹).

﴿درس نمبر ۱۹۰۵﴾ اللہ جس کو چاہے لڑکے اور جس کو چاہے لڑکیاں دیتا ہے ﴿الشوری ۴۹۔۵۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ O اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی يَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مَا يَشَآءُ جو چاہتا ہے يَهَبُ وہ عطا کرتا ہے لِمَنْ جسے يَّشَآءُ چاہتا ہے اِنَاثًا لڑکیاں وَّ اور يَهَبُ وہ عطا کرتا ہے لِمَنْ جسے يَّشَآءُ چاہتا ہے الذُّكُوْرَ لڑکے اَوْ یا يُزَوِّجُهُمْ ملا کر دیتا ہے ان کو ذُكْرَانًا لڑکے وَّ اور اِنَاثًا لڑکیاں وَ اور يَجْعَلُ کر دیتا ہے مَنْ جس کو يَّشَآءُ چاہتا ہے عَقِيْمًا بانجھ اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا قَدِيْرٌ بہت قدرت والا

ترجمہ:۔ سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی

،اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک۔

تشریح:۔ان دوآیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔سارے آسمانوں اورزمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔ ۲۔وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

۳۔جس کو چاہتا ہےلڑکیاں دیتا ہےاور جس کو چاہتا ہےلڑکے دیتا ہے۔

۴۔یا پھران کوملا جلا کربھی لڑکےاورلڑکیاں دیتا ہے۔

۵۔وہ جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ۶۔یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی۔

اللہ تعالی انسان کو پررونق دنیا سے دھوکہ کھانے سے آگاہ کررہے ہیں اوراس بات سے بھی آگاہ کررہے ہیں کہ دیکھو!تمہیں جو کچھ اس دنیا میں ملا ہے اسے تم اپنی صلاحیت کا ثمرہ نہ سمجھو بلکہ اسے اللہ تعالی کی دَین سمجھواس لئے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتے جب تک کہ ہمارا حکم نہ ہوجائے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ آسمان اورزمین کا جونظام چل رہا ہے وہ کس کے ذریعہ چل رہا ہے؟ کیا یہ تمہاری اپنی مرضی سے چل رہا ہے کہ جب تم چاہو کہ مجھے آج دھوپ ہونا ہے تو کیا تمہارے چاہنے کے حساب سے دھوپ نکلتی ہے یا ہمارے چاہنے سے؟ تمہارامن یہ چاہے کہ آج بارش برسے تو کیا یہ تمہاری خواہش کے مطابق برستی ہے یا ہمارے حکم سے؟اب توتمہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمہارااس دنیامیں کچھ نہیں چلتا چلو!اس مثال کوچھوڑ کرتمہاری اپنی مثال سے تمہیں سمجھاتے ہیں کہ دیکھو!تمہاری خواہش ہوتی ہے کہ تمہیں لڑکا ہوتو کیا تم اپنی خواہش کے مطابق لڑکے کوجنم دے سکتے ہو؟ یا پھرکبھی تمہاری خواہش ہوتی ہے کہ مجھےلڑکی ہوتو کیا تم اپنی کوشش سےلڑکی پیدا کرسکتے ہو؟نہیں ،ہرگزنہیں!تم لڑکی پیدا کرسکتے ہونہ لڑکا یہ سب ہماری ہی مرضی سے ہوتا ہے ہم جسے چاہیں لڑکا دیدیں اور جسے چاہیں لڑکی دیدیں اور جسے چاہیں ہم دونوں بھی دیدیں اور جسے ہم چاہیں بانجھ بنادیں کہ وہ کسی بھی اولاد کوجنم دینے کی طاقت نہیں رکھتا،اب بتاؤ اگرتم اپنی محنت سے سب کچھ کرسکتے ہوتو پھرکیوں نہ اپنی خواہش کے مطابق لڑکے اورلڑکیوں کوجنم دو؟جب تم یہ مانتے ہو کہ یقینااس میں ہمارا کچھ بس نہیں چلتا تواب یہ بھی مان لوکہ دولت اورعزت،ذلت ورسوائی،غربت اورمالداری یہ سب بھی ہمارے ہی ہاتھ میں ہے ہم جسے چاہتے ہیں دولت وعزت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے فقیری اورغربت سے لہذا جوتمہیں ملا ہے وہ ہماری بدولت ملا ہے اس لئے تم ہمارا شکرادا کرو،مغرورمت بنو،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اولاد اللہ تعالی کا تحفہ ہے کہ اس نے فرمایا یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۔(السنن الکبری للبیھقی ۱۵۷۴۵)ان آیتوں میں ایک لفظ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا فرمایا گیا جسکے معنی یہاں پر یہ ہیں کہ اللہ تعالی لڑکے اورلڑکی کوملا دیتا ہے یعنی ایک لڑکا پھرایک لڑکی یا دولڑکے ایک لڑکی،یا دولڑکے دولڑکیاں وغیرہ،حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ اس سے مراد یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ لڑکا اور لڑکی دونوں کو ملا دے یعنی عورت کو پہلے لڑکا ہو پھر لڑکی پھر لڑکا ہو پھر لڑکی۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۰۔ص،۵۳۸). الغرض ان سب باتوں کو بیان کرنے کا مقصد بس یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محتاج مان کر عاجزی وانکساری کی زندگی گزارے جو کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور غرور ومتکبر بن کر زندگی نہ گزارے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۶﴾ کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے روبرو بات نہیں کرسکتا ﴿الشوریٰ۔۵۱﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِيَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيۡمٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں كَانَ ہے لِبَشَرٍ لائق کسی بشر کے اَنۡ يُّكَلِّمَهُ کہ اس سے کلام کرے اللّٰهُ اللہ اِلَّا مگر وَحۡيًا الہام کرکے اَوۡ یا مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ پردے کے پیچھے سے اَوۡ یا يُرۡسِلَ بھیج کر رَسُوۡلًا فرشتہ فَيُوۡحِيَ تو وہ پہنچاتا ہے بِاِذۡنِهٖ اس کے حکم سے مَا جو يَشَآءُ وہ چاہتا ہے اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلِيٌّ بہت بلند ہے حَكِيۡمٌ نہایت حکمت والا

ترجمہ:۔ اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے (روبرو) بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچادے، یقیناوہ بہت اونچی شان والا، بڑی حکمت کا مالک ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے۔

۲۔ ہاں! مگر وحی کے ذریعہ یا کسی پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغام لانے والے فرشتہ کو بھیج کر یہ ممکن ہے۔

۳۔ یہ فرشتہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچادے۔

۴۔ یقیناوہ بہت اونچی شان والا، بڑی حکمت کا مالک ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ وحی کی قسمیں بیان کررہے ہیں تاکہ ان مشرکوں اور کافروں کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی وحی کس طرح آتی ہے؟ اور اسکے احکامات ہم تک کس طرح پہنچتے ہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بھی انسان یعنی نبی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے کلام کرسکے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ

سے کلام کیا ہے اور کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے؟ اگر آپ نبی ہوتے تو ایسا کر پاتے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے کلام بھی کیا اور انہی دیکھا بھی ہے، اب ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ بھی ایسا نہ کرلیں، انکی اس بات پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کو نہیں دیکھا تو اسی پر یہ آیت وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا نازل ہوئی۔(تفسیر قرطبی۔ج،١٦۔ص، ٥٣).
تو اب وحی کس طرح اللہ کے نبی کے پاس آتی ہے؟ اس کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں پہلا طریقہ وحی کے ذریعہ، اب یہ وحی کیا ہوتی ہے اور کس طرح آتی ہے؟ اسکے متعلق امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ وحی الہام ہوتی ہے جو دل میں ڈالی جاتی ہے خواہ بیداری کی حالت میں ہو یا خواب میں جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب کہ جس میں اللہ تعالی نے آپ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اور کبھی وحی مطلق الہام کی شکل میں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل کی۔(التفسیر المنیر ۔ج، ٢٥۔ص، ١٠٦) اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی پردہ کے پیچھے سے اللہ تعالی کے کلام کو سنا جائے کہ اس پردے کے علاوہ اور کوئی واسطہ درمیان میں نہ ہو جس سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام اللہ ہی کا ہے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے کلام کیا تھا اسکو بھی وحی کہا جاتا ہے، جیسا کہ سورۂ طہ کی آیت نمبر ١٣ میں کہا گیا فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ کہ جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو، (التفسیر المنیر ۔ج، ٢٥۔ص، ١٠٦) اور تیسرا طریقہ یہ کہ کسی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام کو یا کسی اور کو اللہ تعالی پیغام دیکر بھیجتا ہے جو وہ فرشتہ اس نبی تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر نبی کے پاس اللہ کا کلام لیکر آئے مگر انہیں کسی نے نہیں دیکھا سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت زکریا علیہم السلام کے۔ ان انبیاء کے علاوہ جتنے بھی نبیوں کی پاس وحی آئی وہ خواب میں الہام کے ذریعہ آئی۔(تفسیر قرطبی۔ج،١٦۔ص، ٥٣) ان تین طریقوں کے علاوہ کوئی چوتھا طریقہ نہیں کہ جس کے ذریعہ وحی آسکے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو وحی میرے پاس گھنٹی کی جیسی آواز میں آتی ہے جو کہ مجھ پر وحی کی سب سے سخت حالت ہے، جب یہ حالت ختم ہو جاتی ہے تو میں وہ یاد کرلیتا ہوں جو مجھ سے کہا گیا اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں میرے پاس آتا ہے اور اللہ کا کلام مجھے سنا جاتا ہے تو میں اسے یاد کرلیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سخت سردیوں کے دنوں میں آپ پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے کہ جب یہ حالت ختم ہو جاتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا۔(بخاری ٢)۔ آگے فرمایا گیا کہ اللہ تعالی بڑے علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، اسے معلوم ہے کہ وحی کس طرح بھیجنی ہے؟ اور کب بھیجنی ہے؟ اور وہ اسی کے حساب سے اپنے انبیاء پر وحی بھیجتا ہے، وحی کا آنا یا نہ آنا کسی نبی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۷﴾ ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے ﴿الشوریٰ ۵۲ ۔ ۵۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ كَذٰلِكَ اسی طرح اَوْحَيْنَآ ہم نے وحی کی اِلَيْكَ آپ کی طرف رُوْحًا ایک روح کی مِّنْ اَمْرِنَا اپنے حکم سے مَا نہیں كُنْتَ تھے آپ تَدْرِيْ جانتے مَا کیا ہے الْكِتٰبُ کتاب وَ اور لَا نہ الْاِيْمَانُ ایمان وَلٰكِنْ اور لیکن جَعَلْنٰهُ ہم نے بنا دیا اس کو نُوْرًا نور نَّهْدِيْ ہم ہدایت کرتے ہیں بِهٖ اس کے ذریعے سے مَنْ جس کو نَّشَآءُ ہم چاہتے ہیں مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے وَ اور اِنَّكَ بلاشبہ آپ لَتَهْدِيْٓ البتہ راہ نمائی کرتے ہیں اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف صِرَاطِ اللّٰهِ اللہ کے راستے کی الَّذِيْ لَهٗ وہ کہ جس کے لیے ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے اَلَآ آگاہ رہو! اِلَى اللّٰهِ اللہ ہی کی طرف تَصِيْرُ لوٹتے ہیں الْاُمُوْرُ سب معاملات

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے، تمہیں اس سے پہلے نہ یہ معلوم تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایک نور بنایا ہے جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم لوگوں کو وہ سیدھا راستہ دکھا رہے ہو۔ جو اللہ کا راستہ ہے، وہ اللہ جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ جو زمین میں ہے، یاد رکھو کہ سارے معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے۔

۲۔ تمہیں اس سے پہلے نہ یہ معلوم تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟

۳۔ لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے۔

۴۔ اسکے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

۵۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تم لوگوں کو سیدھا راستہ دکھا رہا ہے۔ ٦۔ وہ سیدھا راستہ جو کہ اللہ کا ہے۔

۷۔ وہ اللہ جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

۸۔ یاد رکھو کہ سارے معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

وحی کی قسمیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے درمیان جو وحی کی مشابہت ہے اسے بیان فرما رہے ہیں کہ انہی طریقوں کے ذریعہ ہم نے آپ کے پاس اپنی طرف سے ایک روح یعنی قرآن کریم نازل کیا ہے جو کہ ہمارے حکم ہی سے نازل ہوتی ہے، یہاں پر قرآن کریم کو روح کہا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موت کے بعد بدن میں روح آجانے سے انسان زندہ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر جہالت اور گمراہی کے بعد انسان کے اندر ہدایت سرایت کر جائے تو وہ بھی جسمانی مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے اور یہ قرآن ہی ہے جسکے ذریعہ انسان کو ہدایت ملتی ہے، اس لحاظ سے یہاں قرآن کریم کو روح کہا گیا، اللہ تعالیٰ نے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے نبی! اس قرآن کو نازل کرنے سے پہلے آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ کو یہ پتا نہیں تھا کہ کتاب اور قرآن کیا ہوتی ہے؟ اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ اور شریعت کیا ہوتی ہے؟ اور اس شریعت کے اصول و احکام کیا ہوتے ہیں؟ ان سب چیزوں سے آپ بے خبر تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے لئے چن لیا تو پھر دھیرے دھیرے آپ کو سب چیزیں معلوم ہونے لگیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہاں وَلَا الۡاِیۡمَانُ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں پر ایمان سے مراد ایمان باللہ نہیں ہے بلکہ ایمان سے مراد ایمان کے اصول اور شریعت اور اسکے فرائض و احکام ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۵۹) تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے کہ جو جو اس نے آپ کو سکھایا اور بتلایا آپ کو وہ معلوم ہے اس سے یہ بھی پتا چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اس لیے کہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو آپ کو پہلے ہی سے ان سب چیزوں کا پتا ہونا چاہئے تھا مگر یہاں قرآن میں تو صاف صاف کہا جا رہا ہے کہ آپ کو کچھ معلوم نہیں تھا اور جو کچھ آپ کو معلوم ہوا ہے وہ سب ہم نے آپ کو سکھایا ہے تو کسی کے بتلانے کی وجہ سے اگر کسی کو کچھ معلوم ہوا ہے تو اسے عالم الغیب نہیں کہتے، عالم الغیب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ اسے سب کچھ معلوم ہے اور کسی نے بھی اسکو نہیں بتلایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کتاب کو ایک نور بنا کر بھیجا ہے جس نور کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہدایت کا راستہ دکھلاتے ہیں اس اعتبار سے کہ ہم اسے اس کے دل میں اس قرآن کی فہم اور سمجھ عطا کرتے ہیں پھر وہ اسے سمجھ کر، اس میں غور و فکر کر کے ہدایت کے راستے پر آجاتا ہے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہدایت بھی ہم ہی دیتے ہیں، اے نبی! آپ کسی کو ہمارے حکم کے بغیر ہدایت نہیں دے سکتے، جب تک ہم نہ چاہیں کوئی ہدایت پر نہیں آسکتا، ہاں! البتہ آپ یہ کر سکتے ہو کہ انکے سامنے اس ہدایت والے راستے کو کھول کھول کر بیان کر دیں اور انہیں اس راستے کے بارے میں سمجھا دیں اور اس راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کر دیں، مگر آپ کسی کو ہدایت

دے نہیں سکتے، تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادر مطلق صرف اللہ ہی ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں، وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر کسی بندے میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ جو چاہے کرے، آخر میں اس سیدھے راستہ کی تعریف فرما رہے ہیں کہ سیدھا راستہ وہ راستہ ہے جو اللہ تک جاتا ہے اور اللہ وہ ہے جسکی ملکیت میں یہ آسمان بھی ہے اور زمین بھی، یہ چاند بھی ہے اور سورج بھی، یہ ہوا بھی ہے اور پانی بھی، یہ انسان و جنات بھی ہیں اور شیطان و جانور بھی۔ الغرض ساری کائنات ہی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے تو جو کوئی اس راستہ پر چل کر اس بادشاہ کی جانب پہنچ جائے گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ سب کو آخر کار اسی رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے، مگر جو اس سیدھے راستہ پر چل کر اس کے پاس پہنچے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو ادھر ادھر بھٹکتے بھٹکتے ہوئے اسکے پاس آئے گا تو وہ ناکام ہوگا، کامیاب کو اسکا انعام ملے گا اور ناکام کو اسکی سزا۔ اللہ تعالی ہمیں کامیاب ہونے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۷ رکوع اور ۸۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۸﴾ ہم نے اسی عربی زبان کا قرآن بنایا ہے ﴿الزخرف ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حم وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ قسم ہے واضح کتاب کی اِنَّا بے شک ہم نے جَعَلْنٰهُ بنایا اس کو قُرْءٰنًا قرآن عَرَبِيًّا عربی زبان میں لَّعَلَّكُمْ تا کہ تم تَعْقِلُوْنَ سمجھو وَ اور اِنَّهٗ بلاشبہ وہ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ اصل کتاب میں لَدَيْنَا ہمارے پاس لَعَلِيٌّ یقیناً بہت بلند حَكِيْمٌ نہایت حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ حم۔قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے، تا کہ تم سمجھو۔اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے اونچے درجے کی حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

سورہ کی **فضیلت:۔** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو سکھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے ارادہ سے جب سواری پر بیٹھتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف ۱۳) پڑھتے۔(مسلم ۲۳۴۲)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔قسم ہے اس واضح کتاب کی۔

۲۔ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم سمجھو۔

۳۔حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے اونچے درجے کی حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

پچھلی سورت کی طرح اس سورت کی ابتداء بھی حٰم سے کی گئی اور اس سورت کی ابتداء میں بھی قرآن کریم کی صفت بیان کی گئی ہے اور پچھلی سورت ہی کی طرح اس سورت میں بھی اللہ تعالی کی وحدانیت اور اسکے وجود پر دلائل دیکر سمجھایا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالی لفظ حٰم سے اس سورت کی ابتداء فرمار ہے ہیں جسکے بارے میں تفصیل سے ذکر پہلی سورتوں میں گزر چکا ہے، اللہ تعالی قرآن کریم (جو کہ ایک واضح کتاب ہے اور انسانوں کی رہنمائی کے لئے کافی ہے) کی قسم کھا کر فرمار ہے ہیں کہ اس کتاب کو ہم ہی نے نازل کیا ہے اور نازل بھی کیا تو فصیح عربی زبان میں، جسکا مقصد یہ ہے کہ اے اہل عرب! اس کتاب کو تم پڑھ سکو اور اس میں بیان کئے ہوئے احکامات کو جان سکو اور اس کتاب

کے مضامین میں غور وفکر کر کے دین کے سیدھے راستے کو پاسکو اور تمہیں یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ یہ کتاب تو عجمی ہے اور ہم عربی۔ہم اس کتاب کو کیسے پڑھ سکتے ہیں اور کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ اسی لئے اللہ تعالی نے تمہاری آسانی کے لئے اس کتاب کو فصیح عربی زبان میں نازل فرمایا، حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حضرموت سے ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ اے ابن عباس! مجھے قرآن کریم کے بارے میں بتلاؤ کہ وہ اللہ کا کلام ہے یا کسی مخلوق کا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ تو اللہ کا کلام ہے، کیا تم نے اللہ تعالی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ کہ اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے تا کہ وہ لوگ اللہ کے کلام کو سنیں تو آپ انہیں پناہ دیدیجئے۔ (التوبہ ٦) پھر اس آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ آپ کی اللہ تعالی کے اس قول إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اسکو لوح محفوظ میں عربی زبان میں لکھا ہے اور کہا کہ کیا تو نے اللہ تعالی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا؟ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ کہ وہ قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے (البروج ٢٢) المجید یعنی باعزت یعنی اللہ تعالی نے اسکو لوح محفوظ میں لکھ دیا۔(الدرالمنثور۔ج،٧۔ص،٣٦٥). اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ کتاب جو ہم نے تمہارے پاس عربی زبان میں نازل کی ہے دراصل وہ کتاب حقیقت میں ہمارے یہاں لوح محفوظ میں ہے اسکا مرتبہ ایک بہت ہی بلند اور حکمت سے بھری کتاب کا ہے اور ایسی کتاب کا ہے جو بالکل منظم اور ہر اختلاف سے پاک ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ قیامت تک جو ہونے والا ہے اسے لکھو، تو یہ وہی کتاب ہے جو اللہ تعالی کے پاس ہے، پھر آپ نے یہ آیت وَإِنَّهُ فِىْ أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ پڑھی۔(الدرالمنثور۔ج،٧۔ص،٣٦٦). اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت وَإِنَّهُ فِىْ أُمِّ الْكِتَابِ کے بارے میں فرمایا کہ قرآن کریم اللہ تعالی کے یہاں ام الکتاب میں محفوظ ہے۔ (الدرالمنثور۔ج،٧۔ص،٣٦٦)

﴿درس نمبر ١٩٠٩﴾ ہر نبی کا مذاق اڑایا گیا ﴿الزخرف ٥۔تا۔٨﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ○ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اَفَنَضْرِبُ کیا پھر ہم روک لیں گے عَنْكُمُ تم سے الذِّكْرَ ذکر کو صَفْحًا اعراض کرتے ہوئے اَنْ اس لیے کہ كُنْتُمْ تم ہو قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ حد سے گزر جانے والے لوگ وَ اور كَمْ کتنے ہی اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے مِنْ نَّبِيٍّ نبی فِي الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں میں وَ اور مَا نہیں يَاْتِيْهِمْ آتا تھا ان کے پاس مِّنْ نَّبِيٍّ کوئی نبی اِلَّا مگر كَانُوْا وہ تھے بِهٖ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا ہی کرتے فَاَهْلَكْنَا چنانچہ ہم نے ہلاک کر دیا اَشَدَّ مِنْهُمْ ان سے کہیں زیادہ بَطْشًا زور آور لوگوں کو وَّ اور مَضٰى گزر چکی ہے مَثَلُ مثال الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی۔

ترجمہ: ۔ بھلا کیا ہم منہ موڑ کر اس نصیحت نامے کو تم سے اس بنا پر ہٹا لیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو؟۔ اور کتنے ہی نبی ہم نے پچھلے لوگوں میں بھی بھیجے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔ پھر جو لوگ ان (مکہ والوں) سے کہیں زیادہ زور آور تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، اور ان پچھلے لوگوں کا حال پیچھے گزر چکا ہے۔ اور اگر تم ان (مشرکوں) سے پوچھو کہ سارے آسمان اور زمین کس نے پیدا کیے ہیں؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ : انہیں اس ذات نے پیدا کیا ہے جو اقتدار کی بھی مالک ہے، علم کی بھی مالک۔

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ہم اس نصیحت نامہ کو تم سے اس بنا پر ہٹا لیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو؟

۲۔ کتنے ہی نبی ہم نے پچھلے لوگوں میں بھی بھیجے ہیں؟۔

۳۔ ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جسکا وہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔

۴۔ پھر جو لوگ ان مکہ والوں سے کہیں زیادہ زور آور تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

۵۔ ان پچھلے لوگوں کا حال پیچھے گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی قرآن کریم کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم نے جو قرآن نازل کیا ہے وہ قرآن تمہاری ہدایت کے لئے نازل کیا ہے اگر تم لوگ اس قرآن کے ذریعہ ہدایت نہیں پا رہے ہو اور نصیحت حاصل نہیں کر رہے ہو اور حد سے آگے بڑھ رہے ہو اور سرکشی کر رہے ہو تو کیا ہم تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اس قرآن کو اٹھا لیں؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ قرآن ہدایت کا راستہ بتلانے کے لئے آیا ہے، تم اس سے ہدایت اور نصیحت حاصل نہیں کرتے تو کوئی بات نہیں دوسرا کوئی اس سے نصیحت حاصل کر لے گا، اس آیت اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا کی تفسیر میں کئی اقوال مذکور ہیں بعض نے کہا کہ یہاں اَلذِّكْرُ سے مراد قرآن کریم ہے اور اس وقت اسکا معنی وہی ہوگا جو اوپر بیان کیا گیا ہے یہ قول حضرت ضحاک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہاں پر اَلذِّكْرُ سے مراد عذاب ہے اس وقت اسکا معنی یوں ہوگا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری اس سرکشی اور کفر پر ہم تم سے عذاب کو

ہٹالیں گے اور تمہیں معاف کر دیں گے؟ ایسا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں اسکی سزا ضرور ملے گی، یہ قول حضرت سدی اور مجاہد رحمہما اللہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ اس سے مراد عذاب ہے اور اس وقت معنی یہ ہوگا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم سے عذاب کو ہٹالیا جائے گا اور جو تم نے کیا ہے اس پر تمہاری گرفت نہیں ہوگی؟ اور یہ بھی معنی ہوسکتا ہے کہ کیا تم قرآن کو جھٹلاتے رہو اور تمہاری پکڑ نہیں ہوگی؟ (تفسیر قرطبی۔ج،١٦۔ص،٦٢)، الغرض معنی جو بھی ہوں یہاں پر متنبہ کفار ومشرکین کو کیا جارہا ہے اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ جب یہ ہدایت والی کتاب انکے سامنے انہیں کی زبان میں آچکی ہے اور اتنی کھلی اور واضح ہے کہ یہ لوگ خود اسے پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں مگر پھر بھی اسکے باوجود یہ لوگ اس کتاب کے ذریعہ رہنمائی حاصل نہیں کرتے تو کوئی بات نہیں، اس بات سے پیغمبر! آپ کو غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ نبیوں کو جھٹلانا اور انکا مذاق اڑانا ہر زمانہ میں مشرکین کی عادت رہی ہے، آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سارے انبیاء کو بھیجا جو انکی قوموں کو وہ اسی ہدایت کے راستے کی جانب بلایا کرتے تھے مگر انکی قوم کے لوگ بھی انکا اسی طرح مذاق اڑاتے تھے اور بھیجی ہوئی ان کتابوں کو جھٹلاتے تھے جیسا کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ کر رہے ہیں مگر یہ بھی آپ یاد رکھئے کہ جس قوم نے اپنے نبی کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا ہے ہم نے انہیں ہر زمانہ میں ہلاک وتباہ کیا ہے جبکہ وہ لوگ جو آپ کی قوم سے پہلے ہلاک ہوئے وہ لوگ طاقت میں ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر تھے، مگر پھر بھی وہ اللہ کے عذاب کے سامنے ٹھہر نہ سکے تو اگر آپ کی قوم بھی وہی کام کرے گی جو آپ سے پہلے گزری ہوئی قوموں نے کیا تو ہم انہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دیں گے جس طرح انہیں ہلاک کیا تھا، اگر ان لوگوں کو ان گزری قوموں کا حال نہیں معلوم ہے تو ہم نے اس کتاب میں انکا حال بیان کر دیا ہے، یہ لوگ انکے احوال کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۰﴾ یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ﴿الزخرف ۹۔تا۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَئِنْ البتہ اگر سَاَلْتَهُمْ آپ ان سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ کہ کس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے خَلَقَهُنَّ پیدا کیا ان کو الْعَزِيْزُ نہایت

غالب اَلۡعَلِیۡمُ خوب جاننے والا الَّذِیۡ وہ جس نے جَعَلَ بنایا لَکُمُ تمہارے لیے الۡاَرۡضَ زمین کو مَهۡدًا بچھونا وَّاور جَعَلَ بنائے لَکُمۡ تمہارے لیے فِیۡهَا اس میں سُبُلًا راستے لَّعَلَّکُمۡ تا کہ تم تَهۡتَدُوۡنَ راہ پاؤ وَ اور الَّذِیۡ وہ جس نے نَزَّلَ نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی بِقَدَرٍ ایک اندازے سے فَاَنۡشَرۡنَا پھر ہم نے اٹھایا بِهٖ اس کے ذریعے سے بَلۡدَةً مَّیۡتًا مردہ شہر کو کَذٰلِكَ اسی طرح تُخۡرَجُوۡنَ تم نکالے جاؤ گے وَ اور الَّذِیۡ وہ جس نے خَلَقَ پیدا کیے الۡاَزۡوَاجَ جوڑے کُلَّهَا سب کے وَ اور جَعَلَ بنائیں لَکُمۡ تمہارے لیے مِّنَ الۡفُلۡكِ کشتیاں وَ اور الۡاَنۡعَامِ چوپائے مَا جو تَرۡکَبُوۡنَ تم سوار ہوتے ہو

ترجمہ:۔ یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے، تا کہ تم منزل تک پہنچ سکو۔اور جس نے آسمان سے ایک خاص اندازے سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے ایک مردہ علاقے کو نئی زندگی دے دی، اسی طرح تمہیں (قبروں سے) نکال کر نئی زندگی دی جائے گی۔اور جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کیے اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔تا کہ تم ان کی پشت پر چڑھو،

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں گے یہ سارے زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟۔

۲۔تو انکا یہی جواب ہوگا کہ انہیں اس ذات نے پیدا کیا ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، علم کا بھی۔

۳۔ یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے اس زمین کو بچھونا بنایا۔

۴۔ زمین میں تمہارے لئے راستے بنائے تا کہ تم منزل تک پہنچ سکو۔

۵۔جس نے آسمان سے ایک خاص انداز میں پانی اتارا۔

۶۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ ایک مردہ علاقہ کو نئی زندگی دیدی۔

۷۔اسی طرح تمہیں قبروں سے نکال کر نئی زندگی دی جائے گی۔

۸۔جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کئے۔

۹۔جس نے تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کا حال بیان کیا جارہا ہے جو کہ اللہ تعالی کو معبود نہیں مانتے مگر وہی وہ لوگ اس بات کا ضرور اقرار کرتے ہیں کہ ان آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہی ہے، تو اللہ تعالی انہیں سمجھانے کے لئے کہ جب تم یہ یقین رکھتے ہو کہ کائنات کا خالق اللہ ہے تو پھر اسکی عبادت کرنے سے پیچھے کیوں ہٹتے ہو؟ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نبی! اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ اس آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ

لوگ ضرور کہیں گے کہ اسے اللہ تعالی نے پیدا فرمایا وہ اللہ کہ جسکے قبضہ میں ساری کائنات کا اقتدار ہے اور وہ علم کا بھی مالک ہے کہ ہر چیز کے بارے میں وہ جانتا ہے، کسی سے پوچھنے کی اسے ضرورت نہیں، وہ اکیلا ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے یہی اسکے عالم ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالی خود اپنی قدرت کو ان کفار و مشرکین کے سامنے رکھ رہے ہیں کہ یہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا کہ تم اس پر آرام سے چل پھر سکتے ہو اور پھر اس نے اس زمین میں راستے بنائے جو ایک شہر کو دوسرے شہر سے، ایک ملک کو دوسرے ملک سے، ایک گاوں کو دوسرے گاوں سے جوڑتے ہیں تا کہ تم ان ملکوں اور شہروں کا سفر کرو اور اپنا معاش تلاش کرو، تجارت کرو اور اپنی زندگی کا ساز و سامان جمع کرسکو، ان چیزوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ کی قدرت میں غور و فکر کرکے ہدایت پاسکو، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہاں لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم زمین میں بنائے ہوئے ان راستوں پر چل کر اپنے اپنے شہروں یا اپنی اپنی منزلوں تک پہنچ سکو اور یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی تم پر یہ جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں اسے دیکھ کر ہدایت پاسکو اور یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ ان راستوں سے گزر کر تم اپنا معاش حاصل کرسکو۔ (تفسیر قرطبی۔ج،١٦۔ص،٦٤). اللہ تعالی اپنی قدرت کی اور ایک نشانی ظاہر فرما رہے ہیں کہ اس اللہ نے جس نے ان آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر زمین کو بچھونا بنا کر اس میں راستے بنائے وہی اللہ اس آسمان سے بارش نازل کرتا ہے جو کہ مناسب مقدار میں ہوتی ہے تا کہ اس بارش سے تم کھیتی کرسکو، یہ اللہ تعالی کی قدرت ہی ہے جس سے تم لوگ اے انسانو! فائدہ اٹھا رہے ہو، سونچو! گر وہ اللہ اس بارش کو طوفان کی شکل میں بھیجتا تو تمہارا کیا ہوتا؟ اور اگر وہ اسے بالکل دھیمی بھیجتا کہ جس سے تم کھیتی بھی نہ کرسکتے تو اس بارش کا کیا فائدہ ہوتا؟ یہی ہے اللہ کی قدرت اور علم جو تمہارے لئے نفع کا سامان بنی ہوئی ہے، جس طرح ہم نے اس بارش کو بھیج کر اس مردہ اور بنجر زمین پر پودے اگائے، اور جس طرح یہ پودے زمین سے نکلتے ہیں کل قیامت کے دن تم لوگ اپنی اپنی قبروں کو چیر کر اسی طرح نکلو گے، سورہ فاطر کی آیت نمبر ۹ میں فرمایا گیا وَاللّٰهُ الَّذِیْ أَرْسَلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَاباً فَسُقْنَاهُ إِلَى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَأَحْیَیْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ اللہ وہ ہے جو ہواوں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو اٹھائے لیجاتے ہیں پھر ہم انہیں بادلوں سے مردہ زمین پر پانی برساتے ہیں اور پھر پانی برسا کر اس مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں (یعنی اسے پھر سے ہرا بھرا کر دیتے ہیں) ٹھیک اسی طرح تمہیں بھی قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے اپنی ایک اور نشانی کی جانب اشارہ فرمایا کہ اس رب نے تمہارے لئے زمین میں راستے بنا دیئے تو ان راستوں کو طے کرنے کے لئے اس نے سواری کا انتظام بھی فرما دیا تا کہ تمہیں راحت اور سکون ملے، یہ سواریاں جو اللہ نے پیدا کی ہیں دو قسم کی ہیں ایک تو وہ جسکی بناوٹ میں تمہارا کوئی

دخل نہیں بلکہ پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سواری بن کر تمہارے پاس آئی ہیں جیسے اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، خچر وغیرہ اور بعض سواریاں وہ ہیں جسکی بناوٹ میں تمہارا بھی دخل ہے جیسے کہ کشتی، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے ان دوسری قسم کی سواری یعنی جس میں انسان کا دخل ہے اسے بھی اپنی جانب منسوب کیوں کیا کہ ہم نے ہی اسے بنایا ہے حالانکہ اسے تو انسان بناتا ہے، اسکا جواب یہ دیا گیا کہ یقیناً اسے انسان ہی بناتا ہے مگر جس دھات سے وہ اسے بناتا ہے کیا انسان اس دھات کو خود پیدا کرسکتا ہے؟ نہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت کی بنا پر وہ اسے بنا سکتا ہے اگر اللہ اسے اسکی صلاحیت نہ دیتا تو کیا وہ اسے بنا سکتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اپنی جانب منسوب کیا کہ ہم نے ان دونوں قسم کی سواریوں کو بنایا۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۱﴾ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم سواری پر سوار ہو جاو ﴿الزخرف ۱۳-تا-۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِتَسْتَوٗا تا کہ تم جم کر بیٹھو عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ان کی پیٹھوں پر ثُمَّ پھر تَذْكُرُوْا تم یاد کرو نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اپنے رب کی نعمت اِذَا جب اسْتَوَيْتُمْ تم برابر ہو کر بیٹھ جاؤ عَلَيْهِ اس پر وَ اور تَقُوْلُوْا تم کہو سُبْحٰنَ پاک ہے الَّذِيْ وہ جس نے سَخَّرَ تابع کر دیا لَنَا ہمارے هٰذَا اس کو وَ اور مَا نہیں كُنَّا تھے ہم لَهٗ اس کو مُقْرِنِيْنَ قابو میں کر لینے والے وَ اور اِنَّآ بے شک ہم اِلٰى رَبِّنَا اپنے رب کی طرف لَمُنْقَلِبُوْنَ ضرور لوٹنے والے ہیں وَ اور جَعَلُوْا انہوں نے بنالیا لَهٗ اس کے لیے مِنْ عِبَادِهٖ اس کے بندوں میں سے جُزْءًا ایک حصہ اِنَّ بلاشبہ الْاِنْسَانَ انسان لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ البتہ صریح ناشکرا ہے۔

ترجمہ:۔ پھر جب ان پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو، اور یہ کہو کہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا، ورنہ ہم میں سے یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کو قابو میں لاسکتے۔ اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور ان (مشرک) لوگوں نے یہ بات بنائی ہے کہ اللہ کا خود اس کے بندوں میں سے کوئی جزء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ کہ تم ان سواریوں کی پشت پر چڑھو۔

۲۔ جب تم ان پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو۔

۳۔ چڑھنے کے بعد یوں کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا۔

۴۔ ورنہ ہم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہم اسے قابو میں کر سکیں۔

۵۔ بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

۶۔ ان مشرک لوگوں نے یہ بات بنائی ہے کہ اللہ تعالی کا خود اسکے بندوں میں سے کوئی جز ہے۔

۷۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالی نے سواریوں کی پیدائش کا تذکرہ فرمایا ان آیتوں میں سواریوں پر سوار ہوتے وقت انسان کو جو راحت اور سکون ملتا ہے اس راحت وسکون پر اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان سواریوں کو اللہ تعالی نے اس لئے پیدا فرمایا کہ تم اس کی پشت پر سوار ہو جاؤ اور جب ان سواریوں پر سوار ہو تو اللہ تعالی کی نعمتوں کو یاد کرو کہ کیسے اللہ تعالی نے اس بڑے، طاقت ور جانور کو ہمارے تابع کر دیا کہ ہم اسے جہاں چاہتے ہیں لے جاتے ہیں، اور اس نے ہمیں ان مختلف قسم کی سواریاں جیسے کشتی، موٹر سیکل، کار، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ بنانے کا ہنر عطا کیا جس کے ذریعہ ہم اپنا دور دراز کا سفر بھی آسانی سے بہت ہی کم مشقت کے ساتھ طے کر لیتے ہیں، یقینا یہ اللہ تعالی کا بڑا انعام ہے جو اس نے ہم پر کیا، ہمیں اس نعمت پر اسکا شکر ادا کرنا چاہئے، خود اللہ تعالی نے اس نعمت کے شکر ادا کرنے کا ہمیں طریقہ سکھلایا ہے کہ ہم جب کبھی سواری پر سوار ہوں تو یوں کہا کریں سُبۡحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَإِنَّآ إِلَى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان سواریوں کو مسخر کر دیا ورنہ ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ان کو قابو میں کر سکیں؟ اور یقینا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب کبھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ کرتے تو سواری پر بیٹھتے ہی تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر یہی دعا سُبۡحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَإِنَّآ إِلَى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ پڑھتے۔ (ترمذی۔ ۳۴۴۷) اس دعا میں جہاں اللہ تعالی کی بڑائی بیان کی گئی ہے وہیں موت کی یاد بھی دلائی گئی ہے کہ ہم یہاں جو جی رہے ہیں وہ اللہ ہی کے کرم سے جی رہے ہیں اور جب مر جائیں گے تو ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ایسا اس لئے کہا گیا کہ عموماً سفر انسان کے لئے خطرناک ہوتا ہے، جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو اسے یہ بھروسہ نہیں رہتا کہ وہ صحیح سالم گھر آئے گا یا نہیں؟ اس لئے اللہ تعالی نے موت کی یاد کو تازہ فرمایا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر یہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو کہ آدمی کو کھانے، پینے اور سونے سے روکے رکھتا ہے، اس لئے جب تمہارا کام پورا ہو جائے تو فوراً تم لوگ گھر چلے جاو۔ (بخاری ۱۸۰۴). اللہ تعالی کی ان تمام قدرتوں کو بیان کرنے

کے بعد ان مشرکین کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ وہ لوگ ان سب چیزوں کو جاننے اور اللہ تعالی کو خالق ماننے کے باوجود اس خالق کی مخلوق کو ہی اس خالق کا شریک ٹھہراتے ہیں، یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ جس مخلوق کو اس نے پیدا کیا اور جو مخلوق اس رب کی محتاج ہے اور اسکے حکم کی تابعداری میں لگی ہوئی ہے اسی کو اس رب کا شریک ٹھہرادیا؟ یہاں مشرکین کے اس عقیدہ کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے جو مشرکینِ عرب رکھتے تھے کہ یہ جو ملائکہ ہیں وہ اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں اور وہ اللہ تعالی کی ملکیت میں شریک ہیں، جیسا کہ اس آیت کے شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ منافقین یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے جنات سے شادی کی جسکے نتیجہ میں نعوذ باللہ ملائکہ وجود میں آئے ، انکے اسی عقیدہ پر یہ آیت **وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثاً** نازل ہوئی ۔(التفسیر المنیر ۔ج،۲۵۔ص،۱۳۰) کافروں کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انسان تو بڑا ناشکرا ہے کہ جب اس پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ پریشانیوں میں گھرا ہوتا ہے اور بچنے کا کوئی راستہ اسے دکھائی نہیں دیتا تب تو وہ بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہمیں پکارتا ہے کہ اے اللہ! تو ہی تو ہے جو ہمیں اس مصیبت سے بچاسکتا ہے، کسی اور میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے باہر نکال سکے،تو ہی ایک خالق و مالک ہے اور پھر جب اللہ تعالی ان کے حال پر ترس کھا کر انہیں اس مصیبت سے نجات عطا کرتے ہیں تو پھر سے وہ اس رب کو بھول جاتا ہے اور اس رب کے ساتھ اوروں کو شریک کرنے لگتا ہے، ایک عقل مند انسان ہی یہ فیصلہ کرے کہ یہ عمل انسان کا درست ہے یا غلط؟۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۲﴾ وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے ﴿الزخرف ۱۶۔تا۔۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمِ کیا اتَّخَذَ اس نے بنالیں مِمَّا ان میں سے جو يَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے بَنٰتٍ بیٹیاں وَّ اور وَّاَصْفٰكُمْ اس نے تم کو برگزیدہ کیا بِالْبَنِيْنَ بیٹوں کے ساتھ وَ اور اِذَا جب بُشِّرَ خوش خبری دی جاتی ہے اَحَدُهُمْ ان میں سے ایک کو بِمَا اس کے ساتھ کے جس کی ضَرَبَ اس نے بیان کی لِلرَّحْمٰنِ رحمٰن کے لیے

مَثَلًا مثال ظَلَّ تو ہوجاتا ہے وَجۡهُهٗ اس کا چہرہ مُسۡوَدًّا سیاہ وَّ اور هُوَ وہ كَظِيۡمٌ غم سے بھرا ہوتا ہے اَوَ کیا
مَنۡ جس کی يُّنَشَّؤُا پرورش کی جاتی ہے فِى الۡحِلۡيَةِ زیور میں وَ اور هُوَ وہ فِى الۡخِصَامِ بحث وحجت میں غَيۡرُ نہیں
ہے مُبِيۡنٍ واضح کرنے والی وَ اور جَعَلُوا انہوں نے ٹھہرایا ہے الۡمَلٰٓئِكَةَ فرشتوں کو الَّذِيۡنَ وہ جو هُمۡ وہ
عِبٰدُ بندے ہیں الرَّحۡمٰنِ رحمان کے اِنَاثًا عورتیں اَشَهِدُوۡا کیا وہ حاضر تھے خَلۡقَهُمۡ ان کی پیدائش کے وقت
سَتُكۡتَبُ ضرور لکھی جائے گی شَهَادَتُهُمۡ ان کی شہادت وَ اور يُسۡئَلُوۡنَ وہ سوال کیے جائیں گے وَ اور قَالُوۡا
انہوں نے کہا لَوۡ اگر شَآءَ چاہتا الرَّحۡمٰنُ رحمان مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ہم عبادت نہ کرتے ان کی مَا نہیں ہے لَهُمۡ ان
کے لیے بِذٰلِكَ اس کی بابت مِنۡ عِلۡمٍ کوئی علم اِنۡ نہیں ہیں هُمۡ وہ اِلَّا مگر يَخۡرُصُوۡنَ اٹکل پچو باتیں کرتے

ترجمہ:۔ بھلا کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لیے تو بیٹیاں پسند کی ہیں، اور تمہیں بیٹوں کے لیے منتخب کیا ہے؟ حالانکہ ان میں سے کسی کو جب اس (بیٹی) کی (ولادت کی) خوشخبری دی جاتی ہے جو اس نے خدائے رحمن کی طرف منسوب کر رکھی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے، اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ اور کیا (اللہ نے ایسی اولاد پسند کی ہے) جو زیوروں میں پالی پوسی جاتی ہے اور جو بحث مباحثے میں اپنی بات کھل کر بھی نہیں کہہ سکتی؟ اس کے علاوہ انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمن کے بندے ہیں، مؤنث بنا دیا ہے۔ کیا یہ لوگ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے؟ ان کا یہ دعوی لکھ لیا جائے گا اور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور یہ کہتے ہیں کہ: اگر خدائے رحمن چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔ ان کو اس بات کی حقیقت کا ذرا بھی علم نہیں ہے اور ان کا کام اس کے سوا کچھ نہیں کہ اندازوں کے تیر چلاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے تو بیٹیاں پسند کی ہیں اور تمہیں بیٹوں کے لئے منتخب کیا؟

۲۔ حالانکہ ان میں سے جب کسی کو بیٹی کی ولادت کی خوشخبری دی جاتی ہے جو اس نے ربِّ رحمن کی جانب منسوب کر رکھی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔

۳۔ وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔

۴۔ کیا اللہ نے ایسی اولاد پسند کی ہے جو زیوروں میں پالی پوسی جاتی ہیں؟

۵۔ جو بحث ومباحثہ میں اپنی بات کھل کر بھی نہیں کہہ سکتیں؟

۶۔ اسکے علاوہ انہوں نے فرشتوں کو جو رب رحمن کے بندے ہیں مؤنث بنا دیا ہے۔

۷۔ کیا یہ لوگ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے؟ ۸۔ ان کا یہ دعوی لکھ لیا جائے گا۔

۹۔ ان سے باز پرس کی جائے گی۔

۱۰۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ربّ رحمن چاہتا تو ہم ان فرشتوں کی عبادت نہ کرتے۔

۱۱۔ان کو اس بات کی حقیقت کا ذرا بھی علم نہیں۔

۱۲۔ان کا کام اسکے سوا کچھ نہیں کہ اندازے کے تیر چلاتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ کفار اللہ تعالی کی ہی مخلوق کو اسکا شریک بناتے ہیں ان آیتوں میں یہ واضح کیا جارہا ہے کہ وہ اللہ کی کونسی مخلوق کو اسکا شریک بناتے ہیں؟ اور انکی اس حرکت پر ان کی مذمت بھی کی جارہی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ پہلے تو یہ جان لو کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں ہے مگر پھر بھی یہ لوگ فرشتوں کو اسکا شریک بلکہ انہیں بیٹیاں کہتے ہیں، ان کی اس عقلمندی اور تقسیم پر تعجب کے سوا کچھ اور نہیں کیا جاسکتا، سورۂ نجم کی آیت نمبر ۲۱ اور ۲۲ میں کہا گیا أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ کہ تمہارے لئے تو لڑکے ہوں اور اللہ کے لئے لڑکیاں؟ یہ تو بڑی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ اگر بالفرض اللہ تعالی کو کوئی شریک بنانا ہوتا تو وہ فرشتے جن کو تم بیٹیاں کہہ رہے ہو کیوں شریک بناتا؟ کیونکہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہیں تو پھر ان کمزوروں کو اپنا شریک کیوں بناتا؟ بلکہ کسی طاقتور جنس یعنی مذکر کو بناتا جیسے تم لوگ اپنے لئے لڑکے پسند کرتے ہو اور لڑکیوں کا نام سنتے ہی تمہارے چہرے کی رونق ہی اڑ جاتی ہے، وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ کہ جب انہیں بیٹی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی ہے تو انکا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے ہیں۔ (النحل ۵۸)، اسی حقیقت کو یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی ولادت کی خوشخبری دی جاتی ہے جو انہوں نے ربّ رحمن کی جانب منسوب کررکھی ہیں تو انکے چہرے سیاہ ہوجاتے ہیں اور وہ دل ہی دل میں گھٹتے رہتے ہیں، کسی عرب کا یہ واقعہ منقول ہے کہ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اس کی عورت نے لڑکی کو جنم دیا ہے تو وہ اس گھر سے نکل گیا جس میں اسکی بیوی تھی، تو پھر بیوی نے یہ اشعار پڑھے مَا لِأَبِي حَمزةَ لَا يَأْتِينَا : يَظَلُّ فِي البَيْتِ الَّذِي يَلِينَا ۔ غَضْبَانَ أَن لَّا نَلِدُ البَنِينَا : تَاللّٰهِ مَا ذٰلِكَ فِي أَيْدِينَا ۔ وَإِنَّمَا نَأْخُذُ مَا أُعْطِينَا : وَنَحنُ كَالْأَرْضِ لِزَارِعِينَا ۔ نُنْبِتُ مَا قَدْ زَرَعُوهُ فِينَا کہ ابوحمزہ کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے پاس آتا ہی نہیں، حالانکہ وہ ہمارے گھر کے بازو میں ہی ہے، اسے اس بات کا غصہ ہے کہ ہم نے لڑکے کیوں نہیں جنیں؟ اللہ کی قسم! یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں، بلکہ ہم تو وہی لیتے ہیں جو ہمیں دیا جاتا ہے بلکہ ہم تو اپنی کھیتی کے لئے زمین کی طرح ہیں کہ ہم وہی اگاتے ہیں جو ہم میں بویا جاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶۔ص ۷۰)

اگلی آیت میں بھی اللہ تعالی نے ان پر سخت نکیر کی کہ کیا تم اللہ کے لئے ان کو پسند کرتے ہو جو زیوروں میں پالی پوسی جاتی ہیں؟ اور جو بحث ومباحثہ تک نہیں کرسکتیں؟ اور اپنی بات کھل کر کہہ بھی نہیں سکتیں؟ کیا اس قدر کمزور اور نازک صنف کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو؟ پہلی بات تو یہ کہ انہوں نے فرشتوں کو مؤنث بنادیا، یہ کس بنیاد پر انہوں

نے کہا کہ فرشتے مونث ہیں؟ کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جس وقت اللہ تعالی فرشتوں کو پیدا فرمایا رہے تھے؟ اگر یہ کہتے ہیں کہ ہاں! ہم اس وقت موجود تھے تو انکی یہ گواہی اللہ تعالی لکھ لے گا جو کہ جھوٹی ہے اور پھر کل قیامت کے دن انکی اس گواہی پر انہیں سزا دیجائے گی أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثاً وَّهُمْ شَاهِدُونَ؟ کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا ہے؟ (الصافات ۱۵۰) مگر یہ لوگ ایسا بھی نہیں کہتے بلکہ صرف اپنی عقلوں سے تیر چلاتے رہتے ہیں جبکہ انکے پاس انکے کسی بھی قول کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہ لوگ اپنے قول میں بالکل جھوٹے ہیں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین سے پوچھا کہ تم کس بنیاد پر کہتے ہو کہ فرشتے مونث ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے یہی سنا ہے اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ اس بات میں جھوٹ نہیں بولتے کہ وہ مؤنث ہیں، اللہ تبارک وتعالی نے انکی اس بات پر کہا سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُونَ کہ انکی یہ گواہی لکھ دی جائیگی اور ان سے اس بارے میں سوال بھی کیا جائیگا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص، ۷۳) اب جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل اس بات پر نہیں تھی کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور اس پر ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی اس بات میں غلط ہوتے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو اللہ تعالی ہمیں اپنے اس عقیدہ سے ہٹا کر اپنی عبادت پر لا سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا، تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ، اللہ تعالی انکی اس دلیل اور حجت کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انکے پاس کوئی دلیل وغیرہ تو اپنی بات پر ہے نہیں بلکہ یہ لوگ خالی اندازوں پر ہی تیر چلاتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۳﴾ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے ﴿الزخرف ۲۱۔تا۔۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَمْ یا اٰتَيْنٰهُمْ ہم نے دی ہے ان کو كِتٰبًا کوئی کتاب مِّنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے فَهُمْ سو وہ بِهٖ اسی کو مُسْتَمْسِكُوْنَ تھامنے والے ہیں بَلْ بلکہ قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّا وَجَدْنَآ بلاشبہ ہم نے پایا اٰبَآءَنَا اپنے باپ دادا کو عَلٰٓى اُمَّةٍ ایک طریقے پر وَّ اور اِنَّا ہم تو عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ انہی کے نشاناتِ قدم پر مُّهْتَدُوْنَ راہ یافتہ ہیں وَ اور كَذٰلِكَ اسی طرح مَآ نہیں اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے فِيْ قَرْيَةٍ کسی بستی میں مِّنْ نَّذِيْرٍ کوئی ڈرانے والا اِلَّا مگر قَالَ کہا مُتْرَفُوْهَآ اس کے خوش حالوگوں نے اِنَّا وَجَدْنَآ بلاشبہ ہم نے پایا اٰبَآءَنَا

اپنے باپ دادا کو عَلٰٓى اُمَّةٍ ایک طریقے پر وَّ اور اِنَّا ہم تو عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ انہی کے نشانات قدم کی مُّقْتَدُوْنَ اقتدا کرنے والے ہیں۔

ترجمہ:۔ بھلا کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جسے یہ تھامے بیٹھے ہیں؟ نہیں، بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی خبر دار کرنے والا (پیغمبر) بھیجا تو وہاں کے دولت مند لوگوں نے یہی کہا کہ : ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے، اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جسے یہ لوگ تھامے بیٹھے ہیں؟۔

۲۔ ایسا نہیں ہے بلکہ انکا کہنا تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا تھا۔

۳۔ ہم انہی کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔

۴۔ اے پیغمبر! ہم نے تم سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی خبر دار کرنے والا بھیجا تو وہاں کے دولتمند لوگوں نے یہی کہا۔

۵۔ ہم نے اپنے باپ داداوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے۔

۶۔ ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انکے اس قول کی بھی تردید کر رہے ہیں جو وہ کہا کرتے تھے کہ ہم اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا تو ہم بھی وہی کر رہے ہیں، اور اگر ہم غلط کام کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں نہیں روکتا اور سیدھے راستہ پر ہمیں کیوں نہیں لاتا؟ ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ اس قرآن کریم میں تو ایسا کچھ بیان نہیں کیا گیا جیسا تم عقیدہ رکھتے ہو تو بھلا کیا اس قرآن سے پہلے بھی تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب آئی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور تم انہیں اللہ کی عبادت میں شریک ٹھہراو؟ نہ ہی تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کوئی دلیل ہے بس تمہارے پاس یہی حجت ہے کہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے تھے بس ہم بھی وہی کر رہے ہیں، اس بات سے ہٹ کر نہ ہی انکے پاس کوئی نقلی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی عقلی، اس سے یہ بات واضح ہوگئی کی جس بات پر ہر طرح کی دلیلیں موجود ہوں وہی بات درست اور ٹھیک ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور خالقیت پر بہت ساری عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں لیکن ان مشرکین کی بات پر کوئی دلائل موجود نہیں تو انکا قول اور عقیدہ غیر مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات حق اور صد فیصد درست ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ، ابوسفیان، ابو جہل اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔

ج ۱۶، ص ۷۵)، اللہ تبارک وتعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر تسلی دے رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جس طرح قریش کے یہ بڑے بڑے لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے پایا اس لئے ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تو ان سے پہلے بھی جتنی قومیں گزری ہیں ان قوموں کے سرداروں اور بڑے لوگوں نے بھی یہی کہا تھا جب ان سے کہا گیا تھا کہ اپنے باپ دادا کے غلط طریقہ کو چھوڑ کر اللہ کے بتائے ہوئے درست طریقہ پر چلو تو اس وقت انکا بھی یہی جواب تھا کہ ہم وہی کرینگے جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے، تو پیغمبر! آپ انکی فکر میں زیادہ نہ پڑیں بلکہ انہیں چھوڑ دیں، اس قسم کے لوگ کبھی بھی ان مدلل باتوں کو نہیں سمجھیں گے بلکہ وہ ہر حال میں اندھی تقلید میں پڑے رہیں گے، اس سے ایک بات یہ واضح ہوتی ہے کہ عبادات اور عقائد میں بلا دلیل کسی کی تقلید کرنا گمراہی اور ضلالت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر امت میں اور ہر زمانہ میں اس طرح کے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو دلائل کو چھوڑ کر تقلیدی باتوں کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں، چنانچہ ہمارے زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے کہ جن کے سامنے دلائل بھی پیش کئے جائیں تو وہ بات نہیں مانتے بلکہ اپنے باپ دادا کی رسم ورواج کو ہی سب سے بڑا سمجھ کر اسی کی اتباع کرتے آرہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ ان آیات میں غور کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس جستجو کو دیکھ کر دل ودماغ کھولدے اور سچ بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا کردے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۴﴾ جو پیغام دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے ﴿الزخرف ۲۴۔۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قٰلَ کہا اَوَلَوْ کیا اگرچہ جِئْتُكُمْ میں لایا ہوں تمہارے پاس بِاَهْدٰى زیادہ راستی والا طریقہ مِمَّا اس سے کہ وَجَدْتُّمْ تم نے پایا عَلَيْهِ اس پر اٰبَآءَكُمْ اپنے باپ دادا کو؟ قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّا یقیناً ہم تو بِمَآ اس کے ساتھ کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو بِهٖ اس کے ساتھ كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں فَانْتَقَمْنَا چنانچہ ہم نے انتقام لیا مِنْهُمْ ان سے فَانْظُرْ پھر دیکھیے كَيْفَ کیسا كَانَ ہوا عَاقِبَةُ انجام الْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کا

ترجمہ:۔ پیغمبر نے کہا کہ تم نے اپنے باپ دادوں کو جس طریقے پر پایا ہے، اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ ہدایت کی بات لے کر آیا ہوں تو کیا پھر بھی (تم اپنے طریقے پر چلے جاؤ گے؟) انہوں نے جواب دیا کہ تم جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو ماننے والے نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انتقام لیا، اب دیکھ لو کہ

جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

تشریح:۔ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔پیغمبروں نے کہا کہ تم نے اپنے باپ داداوں کو جس طریقہ پر پایا ہے اگر میں تمہارے پاس اس سے کہیں زیادہ ہدایت کی بات لیکر آوں تو کیا پھر بھی تم اپنے ہی طریقہ پر چلو گے؟

۲۔انہوں نے جواب دیا کہ تم جو پیغام دیکر بھیجے گئے ہو ہم تو اسکو ماننے والے نہیں ہیں۔

۳۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انتقام لیا۔ ۴۔اب دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟۔

جب انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور حق وصداقت کی جانب بلایا تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقہ کو نہیں اپنائیں گے، جب ہر قوم نے اپنے نبی کو یہی جواب دیا تو ان انبیاء کرام علیھم السلام نے بھی ان سے کہا کہ کیا اگر میں تمہارے سامنے تمہارے باپ داداوں کے طریقہ سے بھی زیادہ ہدایت والا طریقہ لیکر آوں تو کیا اس وقت بھی تم لوگ میری باتوں کو نہیں مانو گے؟ ان لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ تم ہمارے پاس کتنی ہی زیادہ ہدایت کی باتیں لیکر آجاو ہم اسے ماننے والے نہیں ہیں، ہم تو اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ کو اپنائیں گے اور جو کچھ آپ لیکر آئے ہیں چاہے وہ سچ ہی کیوں نہ ہوں ہم اسے ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں کیونکہ جو آپ ہم سے کہہ رہے ہیں وہ بالکل اسکے خلاف ہے جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے تو ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ کو کیسے چھوڑ دیں؟ اس آیت میں خطاب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے مگر مراد سارے ہی انبیاء ہیں اس لئے کہ کسی ایک نبی کا انکار کرنا سارے ہی انبیاء کا انکار کرنا شمار ہوتا ہے، ان لوگوں کا انجام بتایا جارہا ہے جنہوں نے انبیاء کی باتوں کو نہیں مانا اور انکے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرنے کے بجائے اپنے باپ دادا کے گمراہ طریقہ کو اپنایا، جن جن قوموں نے بھی ان انبیاء کے لائے ہوئے کلام کو جھٹلایا اور انکی لائی ہوئی شریعت اور طریقہ کو ماننے سے انکار کیا اللہ تعالی نے انتقام لیا اور انہیں عذاب میں مبتلا فرمایا جس سے وہ ہلاک وبرباد ہوگئے جیسے قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت ان گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت اور تباہی کو دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل کرے اور جن کاموں کو وہ کیا کرتے تھے اور جو باتیں وہ کہا کرتے تھے اور جس طریقہ پر وہ چلا کرتے تھے اس سے باز آجائے، اور اپنے نبی کی تکذیب سے بچے ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوسکتا ہے جو ان سے پہلے قوموں کا ہوا اور جب اللہ انتقام لینے پر آتا ہے تو کسی کو نہیں بخشتا، ہر اس شخص کو سزا دیتا ہے جس نے اسکی نافرمانی کی اور اسکے حکم کو جھٹلایا لہذا تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاو اور اپنی حرکتوں سے باز آجاو۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم! انکا بہت برا انجام ہوا کہ اللہ تعالی نے انہیں زمین میں دھنسا کر، سمندر میں غرق کر کے ہلاک کیا اور پھر انہیں آگ میں داخل

کر دیا۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۵۸۸)اس طور پر کہ عالم برزخ میں ان مشرکین اور مکذبین کو قیامت تک کیلئے سزائیں دی جارہی ہیں اور پھر آخرت میں تو جہنم میں جانا ہی جانا ہے۔سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۸۵ میں کہا گیا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ کہ جس کسی نے بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین و مذہب کو چنا تو اسکا یہ دین قبول نہیں کیا جائیگا اور ایسے لوگ کل قیامت کے دن گھاٹے میں ہونگے۔کامیابی صرف دین اسلام میں ہی ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہی ہے کہ انہیں اس عمل کے بدلہ جنت اور اسکی نعمتوں سے نوازا جائیگا اور جو کوئی ان سے منہ موڑے گا انکا قیامت کے دن خسارہ ہوگا کہ جہنم کا عذاب انکے حصہ میں آئیگا۔اللہ ہمیں اسلام پر جمے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۵﴾ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو ﴿الزخرف ۲۶۔تا۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب قَالَ کہا اِبْرٰهِيْمُ ابراہیم نے لِاَبِيْهِ اپنے باپ سے وَ اور قَوْمِهٖ اپنی قوم سے اِنَّنِيْ بلاشبہ میں بَرَآءٌ بیزار ہوں مِّمَّا ان سے جن کی تَعْبُدُوْنَ تم عبادت کرتے ہو اِلَّا سوائے الَّذِيْ اس کے جس نے فَطَرَنِيْ مجھے پیدا کیا فَاِنَّهٗ تو بے شک وہ سَيَهْدِيْنِ عنقریب میری رہنمائی کرے گا وَ اور جَعَلَهَا اس نے کر دیا اس کو كَلِمَةً کلمہ بَاقِيَةً باقی رہنے والا فِيْ عَقِبِهٖ اپنی اولاد میں لَعَلَّهُمْ تا کہ وہ يَرْجِعُوْنَ رجوع کریں بَلْ بلکہ مَتَّعْتُ میں نے فائدہ پہنچایا هٰۤؤُلَآءِ ان کو وَ اور اٰبَآءَهُمْ ان کے باپ دادا کو حَتّٰى یہاں تک کہ جَآءَهُمُ آیا ان کے پاس الْحَقُّ حق وَ اور رَسُوْلٌ رسول مُّبِيْنٌ کھول کر بیان کرنے والا

ترجمہ:۔ اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ : میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، چنانچہ وہی میری رہنمائی کرتا ہے۔اور ابراہیم نے اس (عقیدے) کو ایسی بات بنادیا جو ان کی اولاد میں باقی رہی، تا کہ لوگ (شرک سے) باز آئیں۔(پھر بھی بہت سے لوگ باز نہ آئے) اس کے باوجود میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو زندگی کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف ہدایت دینے والا پیغمبر آ گیا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ وقت یاد کرو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا تھا۔

۲۔میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو۔

۳۔سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا۔ ۴۔چنانچہ وہی رب میری رہنمائی کرتا ہے۔

۵۔ابراہیم علیہ السلام نے اس عقیدہ کو ایسی بات بنادی جو انکی اولاد میں باقی رہی۔

۶۔تاکہ لوگ اس عقیدہ کو اپنا کر شرک سے باز آجائیں۔

۷۔بہت سے لوگ شرک سے باز نہ آئے اسکے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے انکے باپ داداوں کو زندگی کے فائدے دیئے۔

۸۔یہاں تک کہ انکے پاس حق اور صاف صاف ہدایت دینے والا پیغمبر آ گیا۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ مشرکین سے جب کہا جاتا کہ دین اسلام اور سیدھے راستہ کی طرف آ تو وہ لوگ یہی جواب دیتے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انکے سامنے مثال کے طور پر ایک بات رکھ رہے ہیں کہ اگر باپ دادا بھٹکے ہوئے ہوں تو انکے راستہ کو چھوڑ کر درست راستہ کو اپنانا چاہئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمارہے ہیں کہ یاد کرو اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم سے کہا میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرونگا جنکی تم کررہے ہو کیونکہ تمہارا یہ طریقہ بالکل باطل اور سیدھے راستہ سے ہٹا ہوا ہے، چنانچہ میں اس برے فعل میں تمہاری تقلید نہیں کرسکتا بلکہ اس تقلید کو چھوڑ کر دین اسلام کو اختیار کرتا ہوں، اور اس رب کی عبادت کو پسند کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اب وہی مجھے سیدھے راستہ کی جانب ہدایت دے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اگر آباء واجداد کی ہر حال میں اتباع کرنا ہی ہوتا تو یہ تمہارے ابوالعرب، جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ معزز ہیں یہ بھی وہی کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا وہ اس لئے کہ انکے باپ دادا غلط راستہ پر تھے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ باپ دادا کا ہدایت پر ہونا ضروری نہیں اس لئے ہمیں ہر حال میں اور ہر معاملہ میں انکی اتباع نہیں کرنی چاہئے بلکہ جو درست اور صحیح ہے اسکی اتباع اور تقلید کرنی چاہئے اگرچہ کہ وہ راستہ ہمارے باپ دادا کے راستہ سے جدا اور مخالف ہی کیوں نہ ہو، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ دادا کے غلط دین کو چھوڑ کر ایک خالق و مالک کی عبادت کو قبول کیا تم لوگ بھی انہیں کے نقش قدم پر چلو اور ہاں! تمہارا انکے نقش قدم پر چلنا بھی اپنے ہی باپ دادا کی اتباع کرنا ہے کیونکہ یہ بھی تمہارے ہی باپ دادا ہیں، انہوں نے جو طریقہ اپنایا ہے وہی طریقہ آج تک چلا آرہا ہے مگر اس دوران یہ جو تمہارے باپ دادا ہیں وہ راہ سے بھٹک گئے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے راہ بتلانے کے لئے اس نبی امّی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے تاکہ تم لوگ پھر سے اپنے اصل

باپ دادا کے دین پر آجاو اور وہ دین یہ ہے کہ تم بتوں کی عبادت و پرستش کو چھوڑ کر ایک خالق و مالک یعنی اللہ کی عبادت کرنے لگو، یہاں پر اللہ تعالی نے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے جملہ کو آگے آنے والی نسلوں میں باقی رکھ چھوڑا ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی اولاد سے وصیت بھی کی تھی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اللہ تعالی نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا لہذا تم لوگ مرتے دم تک اسی اسلام پر باقی رہنا (البقرۃ ۲ ۱۳۲) اس کلمہ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین نے کہا کہ وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے (الدر المنثور۔ ج ،۷۔ص، ۳۷۳) اور مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد توحید اور اخلاص ہے جو کہ انکی اولاد میں باقی رہا۔ (الدر المنثور۔ ج ،۷۔ص، ۳۷۳) اور اولاد سے مراد بعض مفسرین نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ،۲۱ ،ص، ۵۹۰) اہل مکہ نے جو طریقہ اپنایا ہے اسکی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے تمہیں اتنا سمجھایا اور سمجھانے کے باوجود بھی تم لوگو نے ہماری بات نہیں مانی مگر پھر بھی ہم نے تمہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ تمہیں اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا کیوں؟ اس لئے کہ شاید یہ لوگ اپنی جانب حق کے آجانے کے بعد سیدھے راستہ پر آجائیں گے اسی لئے ہم نے سیدھی راہ بتلانے کے لئے تمہارے پاس ایک نبی امّی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو تمہارے پاس دین اسلام پر واضح دلائل لیکر آئے تا کہ تمہیں آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے، جب اس نبی نے انہیں سمجھانا شروع کیا کہ تم جو کر رہے ہو وہ غلط ہے اور درست نہیں اور انکے سامنے اس رب واحد کا کلام رکھا تو انہوں نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا اسے اگلی کی آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۶﴾ کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہیں ہوا؟ ﴿الزخرف ۳۰۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَمَّا جب جَآءَهُمْ آیا ان کے پاس الْحَقُّ حق قَالُوْا انھوں نے کہا هٰذَا یہ سِحْرٌ جادو ہے وَّ اور اِنَّا بلاشبہ ہم بِهٖ اس کے ساتھ كٰفِرُوْنَ کفر کرنے والے ہیں وَ اور قَالُوْا انھوں نے کہا لَوْلَا کیوں نہیں نُزِّلَ نازل کیا گیا هٰذَا یہ الْقُرْاٰنُ قرآن عَلٰى رَجُلٍ کسی آدمی پر مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ ان دونوں شہروں میں سے

عَظِيۡمٍ جو بڑا ہو اَهُمۡ کیا وہ يَقۡسِمُوۡنَ تقسیم کرتے ہیں رَحۡمَتَ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت نَحۡنُ ہم ہی نے قَسَمۡنَا تقسیم کی بَيۡنَهُمۡ ان کے درمیان مَّعِيۡشَتَهُمۡ ان کی روزی فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا دنیوی زندگی میں وَ اور رَفَعۡنَا ہم نے بلند کیا بَعۡضَهُمۡ ان کے بعض کو فَوۡقَ بَعۡضٍ بعض پر دَرَجٰتٍ درجوں میں لِّيَتَّخِذَ تاکہ بنائے بَعۡضُهُمۡ ان کا بعض بَعۡضًا بعض کو سُخۡرِيًّا خدمت گار وَ اور رَحۡمَتُ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت خَيۡرٌ بہت بہتر مِّمَّا اس سے جو يَجۡمَعُوۡنَ وہ جمع کرتے ہیں

ترجمہ:۔ اور جب وہ حق ان کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کہ: یہ تو جادو ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے کہ: یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟۔ بھلا کیا یہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟ دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ اور تمہارے پروردگار کی رحمت تو اس (دولت) سے کہیں بہتر چیز ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب وہ حق انکے پاس آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے۔

۲۔ ہم اسکا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ کہنے لگے کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟

۴۔ بھلا کیا یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کرینگے؟۔

۵۔ دنیوی زندگی میں انکی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی انکے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں۔

۶۔ ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے۔

۷۔ تاکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

۸۔ تمہارے پروردگار کی رحمت تو اس دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔

اب جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کی دعوت دینے لگے اور انکے سامنے اللہ تعالی کا کلام اور معجزات پیش کئے تو وہ لوگ آپ کی باتوں سے منہ موڑتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالی کا کلام نہیں بلکہ یہ تو جادو ہے جس کے ذریعہ وہ ہم پر جادو کرتے ہیں، یہ کوئی اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی ہوئی وحی نہیں ہے، ہم اسے نہیں مانتے اور اسکا انکار کرتے ہیں، سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا گیا قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ کہ جب ان کافروں کے پاس حق آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، الغرض ان کافروں نے اس قرآن کریم کو ماننے سے انکار کر دیا جبکہ وہ انکے پاس ہدایت لیکر آئے تھے اور یہ لوگ کفر و عناد کی وجہ سے یہ کہنے لگے کہ اچھا! اگر یہ اللہ تعالی کا کلام ہے تو اللہ تعالی نے اس کلام کو ان دو بستیوں یعنی مکہ اور طائف کے کسی رئیس اور

بڑے شخص پر کیوں نہیں اتارا؟ تم جیسے ایک یتیم اور محتاج پر ہی اللہ تعالی نے اس کلام کو کیوں اتارا؟ اور انکی مراد اس عظیم شخص سے ولید بن مغیرہ اور مسعود بن عمرو الثقفی تھے اس لئے کہ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ یعنی ولید مکہ میں اور مسعود بن عمرو طائف میں بڑے اثر ورسوخ رکھنے والے اور مالدار اشخاص تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۱۔ص، ۵۹۲)، اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں وہ اگر سچ ہے تو مجھ پر یا عروہ بن مسعود پر یہ قرآن نازل کرے، اس پر یہ آیت وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ الخ نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج، ۷۔ص، ۳۷۵) بعض حضرات مفسرین نے دوسرے نام بتائے ہیں جیسے کہ عتبہ بن ربیعہ اور عبد بن یالیل الثقفی اور کنانہ بن عمر بن عمیر وغیرہ۔ ان قریش مکہ نے جو اعتراض کیا کہ اللہ تعالی نے اس قرآن کو ان دو بڑے آدمیوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہیں اتارا؟ تو اللہ تعالی انکے اس اعتراض کو یوں کہہ کر رد کر رہے ہیں کہ یہ ہمارا کلام ہے ہم جس پر چاہیں اس پر اتاریں اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ کس کو نبی بنایا جائے؟ (الانعام ۱۲۴) تم لوگ جن آدمیوں کا نام لے رہے ہو تو بھلا یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کیا تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ ہم نہ چاہتے ہوں؟ اور یہ بتاؤ کہ جن آدمیوں کا تم نام لے رہے ہو کیا وہ آدمی ہماری رحمت یعنی رزق کو تقسیم کرتے ہیں؟ کہ جس کی وجہ سے تمہیں انکا نام لینا پڑ رہا ہو؟ بعض حضرات نے یہاں رحمت سے مراد نبوت لی ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ کیا نبوت کو بھیجنے والے یہ لوگ ہیں یا ہم؟ جب یقینا ہم ہی نبوت کو بھیجنے والے ہیں تو یہ بھی ہم ہی طے کرینگے کہ ہمیں کس پر نبوت کو بھیجنا ہے؟ اور نبوت دی جاتی ہے جو پاک باز، متقی اور صادق ہو، نبوت دولت کو دیکھ کر نہیں بلکہ صفات اور اخلاق کو دیکھ کر دی جاتی ہے اور سارے مکہ اور طائف میں جو صفات واخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں اسی لئے ہم نے انہیں نبوت کے لئے چنا ہے نہ کہ ان مغرور شر پسندوں کو، ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں جس طرح ہم جسے چاہتے ہیں دولت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے تنگی دیتے ہیں، اگر ہم سب کو امیر یا سبھی کو غریب بنا دیتے تو وہ فائدہ جو اس وقت حاصل ہو رہا ہے وہ حاصل نہیں ہوگا، جیسے کہ اگر سارے ہی لوگ امیر ہوتے تو کام کرنے والا کوئی نہ ہوتا، اور اگر سارے کے سارے غریب ہوتے تو کوئی کسی کو کام پر نہ رکھ سکتا تو اس طرح دنیا کا جو معاشی نظام ہے وہ چل نہ پاتا، یہ تمام چیزیں ہم اپنی مصلحت سے کرتے ہیں اور یہ ہمارا اختیار ہے کسی کو اس میں دخل دینے اور اس سلسلہ میں پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا کیوں کیا ایسا کیوں نہیں کیا؟ اور ہاں! یہ لوگ جو سمجھ رہے ہیں کہ دولت ہی سب سے بڑی اور سب سے اچھی چیز ہے جسکی بنیاد پر یہ لوگوں کو ناپ تول رہے ہیں، انہیں یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ دولت صرف دنیا ہی تک محدود رہتی ہے آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گی، فائدہ کی چیز تو وہ اللہ کی رحمت ہے یعنی جنت جس میں داخلہ اعمال، اخلاق اور کردار کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ دولت کی بنیاد پر۔ لہذا جو فائدہ کی چیز ہے اسکے پیچھے دوڑو نہ کہ اسکے پیچھے جسکا کوئی فائدہ آخرت میں ہونے والا نہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۷﴾ سارے انسان اگر ایک طرح کے ہوجائیں ﴿الزخرف ۳۳۔۳۶﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُیُوۡتِہِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّۃٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیۡہَا یَظۡہَرُوۡنَ ۝ وَ لِبُیُوۡتِہِمۡ اَبۡوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیۡہَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ۝ وَ زُخۡرُفًا وَاِنۡ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَوۡ اگر لَاۤ نہ ہوتی اَنۡ یہ بات کہ یَّکُوۡنَ ہوجائیں گے النَّاسُ لوگ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ایک ہی گروہ لَّجَعَلۡنَا تو ہم ضرور بنا دیتے لِمَنۡ ان لوگوں کے لئے جو یَّکۡفُرُ کفر کرتے ہیں بِالرَّحۡمٰنِ رحمن کے ساتھ لِبُیُوۡتِہِمۡ ان کے گھروں کے لیے سُقُفًا چھتیں مِّنۡ فِضَّۃٍ چاندی سے وَّ اور مَعَارِجَ سیڑھیاں عَلَیۡہَا جن پر یَظۡہَرُوۡنَ وہ اوپر چڑھتے وَ اور لِبُیُوۡتِہِمۡ ان کے گھروں کے لیے اَبۡوَابًا دروازے وَّ اور سُرُرًا تخت عَلَیۡہَا جن پر یَتَّکِـُٔوۡنَ وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے وَ اور زُخۡرُفًا سونے کے بھی وَ اور اِنۡ نہیں ہے کُلُّ سب کچھ ذٰلِکَ یہ لَمَّا مگر مَتَاعُ سامان الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا دنیوی زندگی کا وَ اور الۡاٰخِرَۃُ آخرت تو عِنۡدَ رَبِّکَ آپ کے رب کے نزدیک لِلۡمُتَّقِیۡنَ پرہیز گاروں کے لئے وَ اور مَنۡ جو یَّعۡشُ اندھا ہوجائے عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ رحمن کے ذکر سے نُقَیِّضۡ ہم مقرر کردیتے ہیں لَہٗ اس کے لیے شَیۡطٰنًا شیطان فَہُوَ تو وہ لَہٗ اس کا قَرِیۡنٌ ہم نشین ہوجاتا ہے

ترجمہ:۔ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی طریقے کے (یعنی کافر) ہوجائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمن کے منکر ہیں، ہم ان کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنا دیتے اور وہ سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ انہیں سونا بنا دیتے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی نہیں، صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تمہارے پروردگار کے نزدیک پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ اور جو شخص خدائے رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام ہی انسان ایک طرح کے ہوجائیں گے تو جو لوگ ربّ رحمن کے منکر ہیں ہم انکے لئے انکے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنادیتے۔

۲۔ وہ سیڑھیاں بھی چاندی کے بنادیتے جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں

٣۔ انکے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں انہیں چاندی کا بلکہ سونے کا بنا دیتے۔

٤۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ نہیں بلکہ صرف دنیوی زندگی کا سامان ہیں۔

٥۔ آخرت تمہارے پروردگار کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

٦۔ جو شخص ربِّ رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے اس پر ہم شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اسکا ساتھی بن جاتا ہے۔

ان آیتوں میں اس دنیا کی حقارت بیان کی جارہی ہے کہ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ اگر انسان کو خوب دولت ملجائے اور وہ اس دولت کے نشہ میں کھو کر آخرت کو فراموش کر کے کافر نہ بن جائے تو اللہ تعالی اتنی دولت ہر کسی کو نوازتا کہ گھر کی چھتیں، دیواریں، سیڑھیاں، حتی کے تخت اور صوفے تک چاندی اور سونے کے بنا دیتا، جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کی۔ (تفسیر طبری۔ ج،٢١۔ص،٥٩٨) اللہ کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر اللہ کے یہاں دنیا کا موازنہ کیا جائے تو وہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اور جو کافر لوگ اس دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ بس ایک گھونٹ پانی کی طرح ہے۔ (ترمذی ٢٣٢٠) اللہ تعالی نے یہ دنیا سبھی کو اس لئے نہیں دی کہ سب اس دنیا میں کہیں کھو کر پوری کی پوری نافرمانی اور شہوت پرستی میں نہ پڑ جائیں، آخر یہ دنیا اور اسکا مال ومتاع ہے کیا جسکے پیچھے یہ کافر لوگ پڑے ہوئے ہیں؟ اسکی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ یہ مال ودولت، بنگلہ گاڑی، سونا چاندی یہ سب کچھ بس یہ دنیا کا ساز وسامان ہے اور کوئی بھی سامان ہمیشہ کیلئے نہیں رہتا، آج ہے تو کل ختم، کل ہے تو پرسوں نہیں اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا کہ یہ مال ودولت واولاد سب دنیا کی زینت ہیں (الکہف ٤٦) جو ایک دن ختم ہونے والی ہے اگر کوئی چیز باقی رہے گی تو وہ ہے ایمان اور اعمالِ صالحہ، ایک سمجھدار انسان اس چیز کو پانے کی کوشش کرتا ہے جو باقی رہنے والی ہے، اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ آخرت کہ جس میں نیک اعمال کرنے والے متقیوں کو بہترین صلہ دیا جائیگا یہ انکی نظر میں بہتر ہے اور یہ متقی لوگ اسی آخرت کے لئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں، وہ لوگ اس فانی دنیا کی فانی خوبصورتی کے پیچھے نہیں بھاگتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اس چٹائی اور آپ کے جسم کے درمیان اور کوئی چیز نہیں تھی اور آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور آپ کے پیروں کے پاس کیکر کے درخت کی رنگی ہوئی لکڑی یا تختہ تھا اور سر پر مشکیزہ لٹک رہا تھا جب میں نے اس چٹائی کے نشانات آپ کے بدن پر دیکھے تو میں رونے لگا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کونسی چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! قیصر وکسریٰ تو بڑے آرام میں ہیں اور آپ کی یہ حالت ہے (کہ سونے کے لئے ایک چادر تک نہیں) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کیا تم اس بات سے

راضی نہیں ہو کہ انکے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ (بخاری ۴۹۱۳)، بہر حال ایک کافر کی نظر میں دنیا ہی سب کچھ ہوتی ہے اور وہ اسی کے لئے جیتا ہے مگر ایک مومن کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں وہ جیتا ہے تو آخرت کے لئے، لیکن ایک کافر کے لئے تو سب کچھ دنیا ہی ہے اور جو کوئی اللہ تعالی کے ذکر سے غافل ہو کر بس دنیا کمانے میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالی ایسے شخص پر شیطان مسلط فرما دیتے ہیں جو اسے اندھیری دنیا میں ڈھکیلتے جاتا ہے اور آخرت سے دور کرتا جاتا ہے۔ اس لئے جب کبھی اپنے آپ کو دیکھو کہ صرف دنیا کی طرف میلان ہو رہا ہے اور آخرت سے دوری ہو رہی ہے تو پہلے اللہ تعالی سے شیطان کی پناہ مانگو اور دعا کرو کہ دنیا کی محبت ہم پر غالب نہ آئے اور پھر اس سے بچنے کی بھی کوشش کریں۔ اللہ ہمیں آخرت کی فکر عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۸﴾ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں ﴿الزخرف ۳۷۔۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّهُمْ بلا شبہ وہ لَيَصُدُّوْنَهُمْ البتہ روکتے ہیں ان کو عَنِ السَّبِيْلِ سیدھے راستے سے وَ اور يَحْسَبُوْنَ وہ گمان کرتے ہیں اَنَّهُمْ کہ بے شک وہ مُّهْتَدُوْنَ ہدایت پر چلنے والے ہیں حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جب جَآءَنَا وہ آئے گا ہمارے پاس قَالَ تو کہے گا يٰلَيْتَ اے کاش بَيْنِيْ میرے درمیان وَ اور بَيْنَكَ تیرے درمیان بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ مشرق ومغرب کی دوری فَبِئْسَ تو تو بہت برا ہے الْقَرِيْنُ ہم نشین

ترجمہ:۔ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے شیطان ساتھی سے) کہے گا کہ: کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا، کیونکہ تو بہت برا ساتھی تھا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں۔ ۲۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستہ پر ہی ہیں۔

۳۔ جب ایسا شخص اللہ کے پاس آئے گا تو اپنے شیطان ساتھی سے کہے گا۔

۴۔ کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا۔

۵۔ اس لئے کہ تو بہت برا ساتھی تھا۔

پچھلی آیتوں میں یہ کہا گیا کہ جو کوئی اللہ تعالی کے ذکر اور اسکی عبادت سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے اللہ تعالی

شیطان کو اسکا ساتھی بنا دیتے ہیں جو اسکو گمراہی اور بے دینی کی طرف لیجاتا ہے اور اسکے ساتھ وہ شیطان کیا معاملہ کرتا ہے؟ ان آیتوں میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب ہم اس شیطان کو ایسے انسان کا دوست بنا دیتے ہیں تو یہ شیطان اس انسان دوست کو سیدھے راستے پر جانے سے روکتا ہے اور اسکے دل میں برائیوں کی محبت پیدا کرتا ہے اور اس کے دل میں ایمان کے تعلق سے برائی پیدا کرتا ہے اس طرح وہ اپنے برے اعمال کو ہی اچھے اعمال سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور حقیقت میں جو اچھے اعمال ہوتے ہیں وہ ان سے دوری اختیار کرنے لگتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آخرت میں اس شیطانی دوستی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، سورۂ رعد کی آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ میں کہا گیا "بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ بلکہ کافروں کو انکے برے اعمال اچھے کر کے دکھائے گئے اور انہیں سیدھے راستے سے روکا گیا، لہذا جس کو اللہ تعالی گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی، آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے اور انہیں اللہ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اور سورہ نمل کی آیت نمبر ۲۴ میں کہا گیا وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ کہ شیطان نے انکے برے اعمال کو انکی نظر میں اچھا کر دکھایا پھر انہیں سیدھے راستے پر چلنے سے روک دیا لہذا وہ لوگ ہدایت پر چلنے والے نہیں رہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت منقول ہے جسے حضرت محمد بن عثمان مخزومی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ قریش مکہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر آدمی کے لئے اپنے ایک آدمی کو مامور کر دو (تا کہ وہ اسے اسلام سے دور کر سکے) چنانچہ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو کو مقرر فرمایا (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے) چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ تم مجھے کس چیز کی طرف بلا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لات اور عزی کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ یہ لات وعزی ہیں کون؟ انہوں نے کہا لات ہمارا رب ہے اور عزی اللہ کی بیٹیاں، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر انکی مائیں کون ہیں؟ یہ سن کر طلحہ بن عبید اللہ خاموش ہو گئے اور اپنی قوم کی جانب پلٹ کر کہا کہ انکا جواب دو، تو انکی قوم بھی اس پر کچھ جواب نہ دے سکی تو طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ اے ابوبکر! کھڑے ہو جاؤ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا جس پر یہ آیت وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا۔ الخ۔ پوری آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۳۷۷). حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات میں نبی رحمت ﷺ آپ کے پاس سے نکلے (جبکہ باری آپ کی تھی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس عمل پر مجھے غیرت آئی،

پھر جب نبی رحمت ﷺ آئے اور مجھے اس حال میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! تمہیں غیرت آ گئی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے شخص پر غیرت کیوں نہ آتی؟ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا، یہ سن کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالی نے اسکے خلاف میری مدد کی تو وہ میرا تابع ہو گیا۔ (مسلم ۲۸۱۵)، لہذا ہر انسان کو شیطان کی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور اپنے بچاو کے لئے اللہ تعالی سے دعا مانگتے رہنا چاہئے تاکہ یہ شیطان اس پر غالب نہ آجائے، الغرض دنیا میں تو یہ انسان اس شیطان کی دوستی میں مگن رہا اور اسلام سے دور ہو کر بد اعمالیوں والی زندگی گزارنے لگا لیکن جب یہی شخص مرنے کے بعد حساب و کتاب کے لئے اللہ کے سامنے آئے گا تو اس وقت یہ اس شیطان ساتھی سے کہے گا کہ کاش! تیرے اور میرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا کہ نہ تو میرا دوست بنتا اور نہ ہی میں تیری باتوں میں آ کر یہ برے کام کرتا، یقیناً تو ایک برا ساتھی تھا جس نے مجھے ہر وقت برائی کی دعوت دی جس کی وجہ سے آج میرا یہ حال ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۹﴾ **کیا آپ بہروں کو سناو گے؟** ﴿الزخرف ۳۹۔۴۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَنۡ یَّنۡفَعَکُمُ الۡیَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ فِی الۡعَذَابِ مُشۡتَرِکُوۡنَ ۞ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَہۡدِی الۡعُمۡیَ وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَنۡ ہرگز نہ یَّنۡفَعَکُمۡ نفع دے گی تم کو الۡیَوۡمَ آج اِذۡ جب کہ ظَّلَمۡتُمۡ تم نے ظلم کیا اَنَّکُمۡ یہ کہ تم فِی الۡعَذَابِ عذاب میں مُشۡتَرِکُوۡنَ شریک ہو اَفَاَنۡتَ کیا پھر آپ تُسۡمِعُ سنا سکتے ہیں الصُّمَّ بہروں کو اَوۡ یا تَہۡدِی آپ راہ دیکھا سکتے ہیں الۡعُمۡیَ اندھوں کو وَ اور مَنۡ ان کو جو کَانَ ہیں فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ صریح گمراہی میں

ترجمہ:۔ اور آج جب تم ظلم کر چکے ہو تو تمہیں یہ بات ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔ تو پھر (اے پیغمبر) کیا تم بہروں کو سناؤ گے، یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو راستے پر لاؤ گے جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آج جب تم ظلم کر چکے ہو تو تمہیں یہ بات ہرگز فائدہ نہیں پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔

۲۔اے پیغمبر! کیا آپ بہروں کو سناو گے یا اندھوں کو راہ بتاؤ گے؟۔

۳۔ کیا ان لوگوں کو راستہ پر لاؤ گے جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ جب یہ مشرکین قیامت کے روز اللہ کے سامنے آئیں گے تو اپنے اس شیطان ساتھی کو برا بھلا کہنے لگیں گے کہ تیری ہی باتوں میں آ کر ہم نے آج اپنا نقصان کیا ہے کاش؟ ایسا ہوتا کہ تو ہمیں نہ ملتا تو آج ہم بھی اس مقام عذاب پر نہ ہوتے، مشرکین کی ان باتوں پر اللہ تعالی فرمار ہے ہیں کہ یہاں آ کر پچھتاوا کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ سب کچھ تو تمہیں دنیا میں سونچنا تھا لیکن تم اس وقت تو اپنے نفس اور اسکی خواہشات پر عمل کرتے رہے اور حق بات اس وقت تم کو کڑوی لگنے لگی تھی کہ وہ تمہارے حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی، جب کبھی تمہیں کوئی سمجھانے والا سمجھاتا اور ڈرانے والا ڈراتا تب تو تم اسکی بات کو ان سنی کرتے تھے اور اسکے برخلاف اسی شیطان کی باتوں کو پسند کرتے تھے، لہذا آج تمہارا یہ پچھتاوا کسی کام کا نہیں، سزا تمہیں بھی دی جائیگی اور تمہارے اس شیطان ساتھی کو بھی، تم دونوں ہی کو عذاب میں ڈالا جائیگا اور تم دونوں عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہونگے جس طرح دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ رہا کرتے تھے آج اس عذاب میں بھی تم ایک دوسرے کے ہی ساتھ رہو گے اور ساتھ رہنے کی وجہ سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائیگی، تم دونوں کو بھی برابر کا عذاب دیا جائیگا، تمہیں گمراہ ہونے اور بداعمالیاں کرنے کا اور تمہارے ساتھی کو گمراہ کرنے اور بداعمالیوں پر ابھارنے کا۔ ان مشرکین کی دنیوی اور اخروی حالت کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! جو شخص شیطان کی باتوں میں آ کر گمراہی کو اپنا لیتا ہے تو ایسا شخص اندھے اور بہرے کے مماثل ہے جس طرح بہرے کو کچھ بھی کہو اسے سنائی نہیں دیتا اور اندھے کو کس قدر بھی راستہ بتلا دو وہ منزل تک نہیں پہنچتا یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے یہ لوگ بہرے اور اندھے بنے ہوئے ہیں اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں، انہیں آپ کی کوئی بات اثر نہیں کرتی چاہے آپ انہیں جس قدر بھی سمجھا لیں وہ ماننے والے نہیں ہیں لہذا آپ ان لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنے آپ کو غم اور فکر میں نہ ڈالیں بلکہ انکا معاملہ اللہ کے حوالہ کر کے آپ اپنے کام میں مشغول رہئے۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو ہدایت کی جانب بلانے میں اور ان تک پیغام الہی پہنچانے میں اپنے آپ کو تھکا دیا کرتے تھے اور ان لوگوں کا حال یہ تھا جتنا آپ انہیں دعوت دیتے اتنا ہی وہ لوگ اور سرکشی پر ابھر آتے انکی اسی حرکت پر اللہ تعالی نے یہ آیت أَفَأَنتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ أَوۡ تَهۡدِی الۡعُمۡیَ الخ نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۵۔ص، ۱۵۵). اس درس میں ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ برا کام کرتے ہیں انہیں تو انکے برے کام کی سزا ملے گی اسکے ساتھ ساتھ جو لوگ اس برے کام میں معاون و مددگار ہوتے ہیں انہیں بھی اسکے برابر ہی سزا ملے گی، گویا کہ برا کام کرنا اور برائی کی طرف بلانا اگرچہ کہ

وہ برا کام نہ کر رہا ہو دونوں برابر ہیں اور دونوں کو بھی اس برے عمل پر سزا ملے گی، اس لئے ہمیشہ ہمیں یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ ہم جس طرح گناہوں سے بچتے ہیں اسی طرح کسی کو گناہ کے کام پر رہنمائی کرنے سے بھی بچیں۔ اسکے بر خلاف ہم اگر نیکی کا کام نہ بھی کریں لیکن نیکی کا راستہ بتلائیں اور لوگوں کو اس نیکی کی جانب رہنمائی کریں تب بھی ہمیں نیکیاں کرنے کا ثواب ملے گا إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ کہ نیکی کی راہ بتلانے والا گویا اس نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی ۲۶۷۰)، اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے اور برائیوں میں معاون بننے سے حفاظت فرمائے اور نیکی کرنے کی اور نیکیوں میں معاون بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۰﴾ پیغمبر! یقیناً آپ سیدھے راستہ پر ہیں ﴿الزخرف ۴۱۔ تا۔ ۴۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِمَّا پھر اگر نَذْهَبَنَّ بِكَ ہم لے جائیں آپ کو فَاِنَّا تو بے شک ہم مِنْهُمْ ان سے مُّنْتَقِمُوْنَ انتقام لینے والے ہیں اَوْ یا نُرِيَنَّكَ ہم دکھا دیں آپ کو الَّذِيْ وہ جس کا وَعَدْنٰهُمْ ہم نے ان سے وعدہ کیا فَاِنَّا تو بلاشبہ ہم عَلَيْهِمْ ان پر مُّقْتَدِرُوْنَ قدرت رکھنے والے ہیں فَاسْتَمْسِكْ لہذا آپ مضبوطی سے تھام لیں بِالَّذِيْ اس چیز کو جو اُوْحِيَ وحی کی گئی اِلَيْكَ آپ کی طرف اِنَّكَ بلاشبہ آپ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے پر ہیں

ترجمہ:۔ اب تو یہی ہوگا کہ اگر ہم تمہیں دنیا سے اٹھالیں، تب بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔ یا اگر تمہیں بھی وہ (عذاب) دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے، تب بھی ہمیں ان پر ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔ لہذا تم پر جو وحی نازل کی گئی ہے، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب تو یہی ہوگا کہ اگر ہم آپ کو اس دنیا سے اٹھالیں تب بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔

۲۔ اگر ہم تمہیں بھی وہ عذاب دکھا دیں جنکا ہم نے ان سے وعدہ کیا۔

۳۔ تب بھی ہمیں ان پر پوری طرح قدرت حاصل ہے۔

۴۔ لہذا آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔

۵۔ یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہو۔

ان آیتوں میں بھی تسلی کا سلسلہ جاری ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے دی کہ اگر یہ کفار مشرکین آپ کی بات نہ مانیں اور آپ کو ایذائیں دیں اللہ تعالی انکی اس حرکت پر انہیں سزا دیگا، یہ سزا دینا چاہے آپ کی زندگی ہی میں ہو جیسے کہ غزوۂ بدر ہو یا فتح مکہ جسے آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، یا پھر آپ کے جانے کے بعد انہیں ہم انکے اعمال کا مزہ چکھائیں گے اور چکھایا بھی کہ ساری دنیا کے تقریبا حصوں پر ان مسلمانوں نے قبضہ کر کے ان مشرکین کو زیر کر دیا اور وہ اسلام تلے دب گئے، اور یہ بھی اس آیت سے مراد ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں آپ کی وفات کے بعد دنیا میں یا آخرت میں عذاب دینگے اور ہم ہر دو چیزوں کے کرنے پر قدرت رکھتے ہیں یعنی چاہے تو انہیں دنیا میں بھی عذاب دے سکتے ہیں جیسے کہ بہت ساری امتوں کے ساتھ ہم نے کیا جبکہ انہوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء کرام علیھم السلام کو تکلیفیں دیں اور آخرت میں بھی ہم انہیں سزا دینے پر قادر ہیں جس کے لئے ہم نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت سے متعلق مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور سزا کو اللہ تعالی نے باقی رکھا (یعنی امت پر عذاب نہیں بھیجا) اور نبی رحمت ﷺ کو کبھی وہ چیز اللہ نے نہیں دکھائی جو انہیں تکلیف دیتی ہو، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کر گئے، لیکن کبھی کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جسے اللہ نے انکی قوم کا انجام نہ دکھایا ہو سوائے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتلا دیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی امت کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تو یہ جاننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنسے تک نہیں اور اسی عالم میں آپ کی وفات ہوگئی۔ (الدر المنثور۔ج ، ۷۔ص ، ۳۷۹) ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ أَوۡ نُرِيَنَّكَ ٱلَّذِي وَعَدۡنَٰهُمۡ سے مراد غزوۂ بدر ہے۔ (الدر المنثور۔ج ،۶۔ص ، ۳۸۰)، خلاصہ ان آیتوں کا یہی ہے کہ ان مشرکین کو انکے کیئے کی سزا اس دنیا میں اگر نہیں ملی تو آخرت میں بہر حال انہیں سزا دیجائے گی، یہ لوگ کسی بھی حال میں اللہ کے عذاب سے بچنے والے نہیں ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین کی ایذاؤں سے پریشان ہو کر اپنی دعوت کو بند نہ کیجئے بلکہ آپ وہ کام کرتے رہئے جس کام کے لئے اللہ تعالی نے آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہے جو وحی کے ذریعہ احکام آپ کی جانب بھیجے جاتے ہیں اس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیئے، اس لئے کہ جس راستے پر آپ چل رہے ہیں وہی سیدھا اور درست راستہ ہے جس پر چلنا نجات کی دلیل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ سے مراد اسلام ہے۔ (الدر المنثور۔ج ،۷۔ ص ، ۳۸۰). ان آیتوں سے دعوت کا کام کرنے والوں کی ایک طرح سے ہمت افزائی کی گئی کہ اگر دعوت کے کام میں تمہیں پریشانیاں آئیں، یا تمہیں لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں تو اس پر صبر سے کام لیں یقینا اللہ ان سے اس عمل کا بدلہ لے گا، مگر ان تکلیفوں کو دیکھتے ہوئے دعوت کے اس فریضہ کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسے ہر حال میں مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۱﴾ **پیغمبر! آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے یہ وحی نیک نامی کا ذریعہ ہے** ﴿الزخرف ۴۴۔۴۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَذِكْرٌ البتہ ایک ذکر ہے لَّكَ آپ کے لیے وَ اور لِقَوْمِكَ آپ کی قوم کے لیے وَ اور سَوْفَ عنقریب تُسْـَٔلُوْنَ تم سوال کیے جاؤ گے وَ سْـَٔلْ اور پوچھیے مَنْ ان سے جن کو اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْ رُّسُلِنَا اپنے رسولوں میں سے اَجَعَلْنَا کیا ہم نے بنائے مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ رحمن کے سوا اٰلِهَةً اور معبود يُّعْبَدُوْنَ کہ وہ پوجے جائیں؟

ترجمہ:۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نیک نامی کا ذریعہ ہے اور تم سب سے پوچھا جائے گا (کہ تم نے اس کا کیا حق ادا کیا؟) اور تم سے پہلے ہم نے اپنے جو پیغمبر بھیجے ہیں، ان سے پوچھ لو کہ کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا کوئی اور معبود بھی مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی آپ کے لئے اور اور آپ کی قوم کے لئے نیک نامی کا ذریعہ ہے۔

۲۔ تم سب سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اس کا کیا حق ادا کیا؟۔

۳۔ تم سے پہلے جو ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں ان سے پوچھ لو۔

۴۔ کیا ہم نے ربِّ رحمن کے سوا کوئی اور معبود بھی مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے؟۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جو وحی آپ کی جانب بھیجی جا رہی ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رہیں یعنی ہر حال میں اس پر عمل کریں، ان آیتوں اس وحی کا مرتبہ، مقام اور اسکی اہمیت کو بتلایا جا رہا ہے کہ اے نبی! یہ وحی یعنی قرآن جو ہم نے آپ کی جانب بھیجی ہے اور جس کے احکامات پر ہر حال میں عمل کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے فضیلت کا ذریعہ ہے، آپ کے لئے فضیلت اس طور پر کہ اس قرآن کو ہم نے آپ پر نازل کیا تو جس طرح اس قرآن کا مرتبہ رب کائنات کا کلام ہونے کی وجہ سے بہت اونچا ہے اسی طرح آپ پر نازل ہونے کی وجہ سے آپ کا بھی رتبہ و مقام سب سے اونچا ہو گیا یہاں تک کہ اگر کوئی آپ کو جھٹلائے اور آپ کی بات نہ مانے تو ہم اسے جہنم میں پھینک دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لئے یہ قرآن باعثِ شرف اس لئے ہے کہ ہم نے اس قرآن کو انہی کی زبان میں اتارا جسکی وجہ سے انکی زبان کی اہمیت ساری زبانوں پر

اونچی ہوگئی اور اس وجہ سے انکی زبان ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے باقی رہے گی ورنہ دنیا میں بہت سی ایسی زبانیں آئیں جو آج باقی نہیں رہیں لیکن یہ شرف ان قریش کی زبان عربی کو ملا کہ یہ اب قیامت تک کے لئے باقی رہے گی اس زبان کو کوئی مٹا نہیں سکتا، اب جب کسی پر کسی قسم کی فضیلت کی جاتی ہے اور اسکو معزز بنایا جاتا ہے تو اسکی ادنی سی بھول پر بھی سخت پکڑ کی جاتی ہے اس لئے قیامت کے دن آپ سے بھی اور آپ کی قوم سے بھی یہ سوال کیا جائیگا کہ ہم نے تمہیں یہ فضیلت اس قرآن کے ذریعہ عطا کی تھی تو تم نے اس قرآن پر کتنا عمل کیا؟ قریش کی فضیلت کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں منقول ہیں چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت کا معاملہ قریش میں ہی باقی رہیگا اور جو ان سے دشمنی کریگا اللہ تعالی اسے اوندھے منہ گرادیگا جب تک کہ یہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ (بخاری ۳۵۰۰) یہاں پر لِقَوْمِكَ سے مراد صرف قریش نہیں بلکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے ہر فرد سے یہ پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس یہ کلام الٰہی موجود تھا تو تم نے اس پر کتنا عمل کیا؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ سے مراد قرآن کریم ہے اور وَلِقَوْمِكَ سے مراد ہر وہ فرد ہے جو آپ کی امت میں سے آپ کی اتباع کرے۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۳۸۰) تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس سے مراد ہر مسلمان ہے اور ہر مسلمان سے اس بارے میں پوچھ ہوگی کہ اس نے قرآن کے احکامات پر کتنا عمل کیا؟، مسلمان اس لئے مراد ہے کہ مسلمانوں کے اعمال سیئہ اور اعمال صالحہ کا قیامت کے دن موازنہ ہوگا جبکہ کافر کو تو سیدھا جہنم میں ڈال دیا جائے گا، إِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا کہ یقیناً اللہ تعالی منافقین اور کفار سب کو جہنم میں جمع کریگا۔ (النساء ۱۴۰)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جس قرآن پر عمل کرنے کی ہم نے تمہیں تاکید کی وہ قرآن بھی وہی احکامات سناتا ہے جو اس سے پہلے والی کتابیں سناتی ہیں یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا تو جو آپ کی قوم بت پرستی میں مبتلا ہے اور کہہ رہی ہے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو ایسا کرتے دیکھا اسی لئے ہم ایسا کررہے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے باپ دادا کے پاس جو پیغمبر آئے وہ کیا کہتے تھے جان لینا چاہئے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو اگر آپ کو پوچھنا ہو تو ان رسولوں سے پوچھ بھی لو کہ ہم نے ان سے کیا کہا تھا؟ کیا ہم نے ان سے یہ کہا تھا کہ ربّ رحمن کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو یا پھر یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، یقیناً جواب آپ کو مل جائے گا۔ سورۂ نحل کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ہم نے ہر امت میں ایک رسول کو یہ ذمہ داری دیکر بھیجا کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور بتوں کی عبادت سے بچو۔ جب ہر امت میں ہم نے یہی حکم بھیجا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو تو پھر یہ لوگ یہ بات کہاں سے لے آئے کہ بتوں کی عبادت کی جائے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۲﴾ **میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں** ﴿الزخرف ۴۶۔تا۔۴۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ○ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مُوْسٰى موسیٰ کو بِاٰيٰتِنَآ اپنی نشانیوں کے ساتھ اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف وَ اور مَلَا۟ئِهٖ اس کے سرداروں کی طرف فَقَالَ تو اس نے کہا اِنِّیْ بے شک میں رَسُوْلُ رسول ہوں رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جہانوں کے رب کا فَلَمَّا پھر جب جَآءَهُمْ وہ آیا ان کے پاس بِاٰيٰتِنَآ ہماری نشانیوں کے ساتھ اِذَا تو یکا یک هُمْ وہ مِّنْهَا ان کی بابت يَضْحَكُوْنَ ہنستے تھے وَ اور مَا نہیں نُرِيْهِمْ ہم دکھاتے تھے ان کو مِّنْ اٰيَةٍ کوئی نشانی اِلَّا مگر هِیَ وہ اَكْبَرُ زیادہ بڑی مِنْ اُخْتِهَا اس جیسی سے وَ اور اَخَذْنٰهُمْ ہم نے پکڑا ان کو بِالْعَذَابِ عذاب کے ساتھ لَعَلَّهُمْ تا کہ وہ يَرْجِعُوْنَ رجوع کریں

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا، چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ : میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ پھر جب انہوں نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔اور ہم انہیں جو نشانی بھی دکھاتے، وہ پہلی نشانی سے بڑھ چڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تا کہ وہ باز آجائیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے موسی علیہ السلام کو نشانیاں دیکر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا تھا۔

۲۔موسی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔

۳۔جب انہوں نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ انکا مذاق اڑانے لگے۔

۴۔ہم انہیں جو بھی نشانی دکھاتے وہ پہلی نشانی سے اور بڑی ہوتی تھی۔

۵۔ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تا کہ وہ باز آجائیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم کا واقعہ بیان کر رہے ہیں تا کہ ان مشرکوں کو یہ یقین ہو جائے کہ جو بات اللہ تعالی نے کہی کہ ہر نبی ایک اللہ کی عبادت کی دعوت لیکر آئے وہ سچ ہے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کا قصہ شروع کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون اور اسکی

قوم کے سرداروں کے پاس اس پیغام کو دیکر بھیجا کہ اللہ ایک ہے اسکے علاوہ کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور انکی اس بات کی تائید کے لئے ہم نے انہیں چند معجزات عطا کئے تا کہ وہ ان معجزات کو دیکھ کر یہ یقین کرلیں کہ یقیناوہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اسلئے کہ وہ جو معجزات ہمیں دکھارہے ہیں وہ معجزات کوئی اور دکھانہیں سکتا، وہ معجزات جسے دیکر اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو بھیجا وہ طوفان کا آنا، ٹڈیوں کا حملہ کرنا، جووں، مینڈکوں اور خون کا کثرت سے نکلنا، جان، مال اور غلہ میں کمی کا ہونا، ید بیضا اور لاٹھی کا معجزہ وغیرہ، جب حضرت موسی علیہ السلام نے انکے سامنے اللہ کا پیغام رکھا اور انہیں چند معجزات بھی دکھلائے تو فرعون اور اسکے درباری سب ہنسنے لگے اور آپ علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگے کہ یہ کیسی عجیب باتیں کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک انسان کو ہمارا نبی بنا کر بھیجا ہے؟ اس طرح ان لوگوں نے آپ کی باتوں کا انکار کیا، مگر حضرت موسی علیہ السلام برابر انکے سامنے اللہ کا یہ پیغام دیتے رہے اور ہر دفعہ انکے سامنے ایک معجزہ پیش کرتے اور وہ معجزہ پہلے والے معجزہ سے بھی کہیں زیادہ بڑا ہوتا تا کہ یہ لوگ اس پیغام کو قبول کرلیں مگر انکا حال یہ تھا کہ وہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہوئے آخر کار اللہ تعالی نے ان پر مختلف عذاب بھیجے جیسے قحط سالی ہو، یا پھر کھانے پینے کی چیزوں میں کمی، جووں کا اور خون وغیرہ کا نکلنا و، (تفسیر طبری۔ ج ۱۔ص، ۶۱۵) سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۳۰ میں اللہ تعالی نے فرمایا **وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ** کہ ہم نے فرعونیوں کی قحط سالی اور غلہ میں کمی کے ذریعہ پکڑ کی۔ اس عذاب کا مقصد یہ تھا کہ انہیں اس بات کا پچھتاوا ہو کہ ہم نے حضرت موسی علیہ السلام کی بات نہ مان کر جو گناہ کیا ہے اسکی سزا ہمیں مل رہی ہے، چنانچہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان پر یہ عذاب حضرت موسی علیہ السلام کے رب کی طرف سے آیا ہے اس لئے وہ لوگ دوڑ کر حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۳﴾ کیا مصر کی سلطنت میرے قبضہ میں نہیں ہے؟ ﴿الزخرف ۴۹۔تا۔۵۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○ وَ نَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالُوْا انہوں نے کہا يٰۤاَيُّهَ اے السّٰحِرُ اے جادوگر ادْعُ تو دعا کر لَنَا ہمارے لیے رَبَّكَ اپنے رب سے بِمَا اس کے ساتھ جو عَهِدَ اسنے عہد کیا ہے عِنْدَكَ تجھ سے اِنَّنَا بے شک ہم لَمُهْتَدُوْنَ

ضرور ہدایت پانے والے ہیں فَلَمَّا پھر جب كَشَفْنَا ہم دور کر دیتے عَنْهُمُ ان سے الْعَذَابَ عذاب إِذَا تو اسی وقت هُمْ وہ يَنْكُثُونَ عہد توڑ دیتے وَ اور نَادَى پکارا فِرْعَوْنُ فرعون نے فِي قَوْمِهِ اپنی قوم میں قَالَ کہا يَاقَوْمِ اے میری قوم أَلَيْسَ کیا نہیں لِي میرے لیے مُلْكُ بادشاہی مِصْرَ مصر کی وَ اور هَذِهِ یہ الْأَنْهَارُ نہریں تَجْرِي جو چلتی ہیں مِنْ تَحْتِي میرے نیچے سے أَفَلَا کیا پھر نہیں تُبْصِرُونَ تم دیکھتے أَمْ بلکہ أَنَا میں خَيْرٌ بہتر ہوں مِّنْ هَذَا اس سے الَّذِي وہ جو هُوَ وہ مَهِينٌ کم تر ہے وَّ اور لَا يَكَادُ قریب نہیں يُبِينُ کہ وہ واضح بات کر سکے

ترجمہ:۔ اور وہ یہ کہنے لگے کہ: اے جادوگر! تم سے تمہارے پروردگار نے جو عہد کر رکھا ہے اس کا واسطہ دے کر اس سے ہمارے لیے دعا کرو، ہم یقیناً راہ راست پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو دور کر دیتے ہیں تو پل بھر میں وہ اپنا وعدہ توڑ ڈالتے تھے۔ اور فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا کہ: اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میرے قبضے میں نہیں ہے؟ اور (دیکھو) یہ دریا میرے نیچے بہہ رہے ہیں۔ کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ یا پھر مانو کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جو بڑا حقیر قسم کا ہے، اور اپنی بات کھل کر کہنا بھی اس کے لیے مشکل ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ یہ کہنے لگے کہ اے جادوگر! تم سے تمہارے پروردگار نے جو عہد کر رکھا ہے اسکا واسطہ دیکر اس سے ہمارے لئے دعا کرو۔

۲۔ ہم یقیناً راہ راست پر آجائیں گے۔

۳۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو دور کر دیتے تو پل بھر میں وہ اپنا وعدہ توڑ ڈالتے تھے۔

۴۔ فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا کہ اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میرے قبضہ میں نہیں ہے؟

۵۔ دیکھو! یہ دریا میرے نیچے بہہ رہے ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟

۶۔ یا پھر یہ مانو کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جو بڑا حقیر قسم کا ہے۔

۷۔ اپنی بات کھل کر کہنا بھی اسکے لئے مشکل ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی قوم پر عذاب بھیجا تو وہ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے جادوگر! تمہارے پروردگار نے تم سے جو عہد کر رکھا ہے کہ اگر ہم اس پر ایمان لے آئیں اور آپ کی بات کو مان لیں تو وہ ہم سے اس پریشانی کو دور کر دے گا لہذا تم اپنے رب سے دعا مانگو کہ وہ ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، اگر یہ عذاب ہم سے دور ہو گیا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور سیدھا راستہ اختیار کر لیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے، چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے اس وعدہ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالی سے دعاء مانگی کہ ان سے یہ عذاب ختم کر دیا جائے، اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی دعاء کو قبول فرما کر اس عذاب کو اٹھا لیا تو وہ لوگ اپنے اس وعدہ سے مکر گئے جو انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کیا تھا اور آپ پر ایمان نہ لائے۔ جب

فرعون نے یہ دیکھا کہ اسکی قوم اس عذاب سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راغب ہو رہی ہے اور جب انہوں نے اللہ سے دعاء مانگ کر اس عذاب کو ختم بھی کر دیا تو فرعون کو یہ خوف ہوا کہ اب تو یہ لوگ اسی موسیٰ کے ہو کر رہ جائیں گے اس ڈر سے اس نے اپنی قوم کو پکارا اور جمع کیا پھر کہنے لگا کہ دیکھو! کیا میرے پاس مصر کی سلطنت نہیں ہے؟ کیا میں اسکا بادشاہ نہیں ہوں؟ اور دیکھو! میرے محل کے نیچے سے نہریں نہیں بہہ رہی ہیں؟ ان سب پر کس کی حکومت ہے؟ میری یا اس موسیٰ کی کہ جسکے پاس کچھ بھی نہیں، نہ تو اسکے پاس ملکیت ہے اور نہ ہی بادشاہت، وہ تمہاری کسی طرح سے بھی مدد نہیں کر سکتا بلکہ وہ خود محتاج ہے تو اب بتاؤ کہ جو اتنا حقیر ہو کہ تمہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور فائدہ پہنچانا تو دور وہ خود اپنی بات کو کھل کر کہہ نہیں سکتا وہ بہتر ہے یا میں کہ جسکی بادشاہت پورے مصر پر قائم ہے اور جسکا حکم سارے مصر میں چلتا ہے؟ اس طرح فرعون اپنی بادشاہت اور مال و دولت پر اترانے لگا اور تکبر کرنے لگا۔ ان آیتوں میں فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر کیوں پکارا؟ جبکہ وہ تو آپ سے مدد مانگنے کے لئے آئے تھے اور مدد مانگنے والا سامنے والے کو عزت دے کر مدد مانگتا ہے پھر اس قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا کیوں کہا؟ اس کا جواب امام طبری رحمہ اللہ نے یوں دیا کہ فرعون کے زمانہ میں ساحر عالم کو کہتے تھے اور یہ لفظ تعظیم کے لئے بولا جاتا تھا ذلیل و حقارت بیان کرنے کیلئے نہیں اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لفظ ساحر سے مخاطب کیا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۶۱۵) اور اس آیت میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے جو کہا کہ وہ کھل کر اپنی بات بھی نہیں کہہ سکتے وہ دراصل آپ علیہ السلام کی لکنت کی طرف اشارہ تھا کہ جب آپ نے بچپن میں اس انگارے کو پکڑ کر اپنی زبان پر رکھا تھا جس کو فرعون نے آزمانے کیلئے ان کے سامنے رکھا تھا جسکے منہ میں ڈالنے سے آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی تھی اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون کے پاس جا کر اسے سمجھانے کے لئے کہا تھا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعاء مانگی تھی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ اے اللہ! میری زبان میں لکنت ہے اسے دور کر دیجئے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے گھر والوں میں سے کسی کو میرا مددگار مقرر کر دیجئے۔ اور ان آیتوں میں فرعون نے جن نہروں کی جانب اشارہ کیا اس سے مراد دریائے نیل ہے، جو اسکے محل کے نیچے سے گزرتی تھی۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۴﴾ اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا ﴿الزخرف ۵۳۔تا۔۵۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَوْ لَا اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

اَجْمَعِيْنَ O فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَوْ لَآ پھر کیوں نہیں اُلْقِیَ ڈالے گئے عَلَیْہِ اس پر اَسْوِرَةٌ کنگن مِّنْ ذَهَبٍ سونے کے اَوْ یا جَآءَ آتے مَعَهُ اس کے پاس الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے مُقْتَرِنِیْنَ جمع ہوکر فَاسْتَخَفَّ چنانچہ اس نے ہلکا کردیا قَوْمَهٗ اپنی قوم کو فَاَطَاعُوْهُ لہذا انھوں نے اس کی اطاعت کی اِنَّهُمْ بلا شبہ وہی كَانُوْا تھے قَوْمًا فٰسِقِیْنَ نافرمانی کرنے والے لوگ فَلَمَّآ پھر جب اٰسَفُوْنَا انھوں نے ہمیں غصہ دلایا انْتَقَمْنَا تو ہم نے انتقام لیا مِنْهُمْ ان سے فَاَغْرَقْنٰهُمْ پس ہم نے غرق کردیا ان کو اَجْمَعِیْنَ سب کو فَجَعَلْنٰهُمْ پھر ہم نے کردیا ان کو سَلَفًا گئے گزرے وَّ اور مَثَلًا مثال لِّلْاٰخِرِیْنَ پچھلوں کے لیے

ترجمہ:۔ بھلا (اگر یہ پیغمبر ہے تو) اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے؟ یا پھر اس کے ساتھ فرشتے پر باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟ اس طرح اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا اور انہوں نے اس کا کہنا مان لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے ہمیں ناراض کردیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کردیا۔ اور ہم نے انہیں ایک گئی گزری قوم اور بعد والوں کے لیے عبرت کا نمونہ بنادیا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر یہ پیغمبر ہے تو ان پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے؟۔

۲۔ یا پھر فرشتے اسکے پاس اپنے پر باندھے کیوں نہیں آئے؟۔

۳۔ اس طرح اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا۔ ۴۔ اسکی قوم نے بھی اسکی یہ باتیں مان لیں۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے۔

۶۔ چنانچہ جب انہوں نے اللہ کو ناراض کردیا تو اللہ نے بھی ان سے انتقام لیا۔

۷۔ انتقام اس طور سے لیا کہ ان سب کو پانی میں ڈبو دیا۔

۸۔ اس طرح اللہ نے انہیں ایک گزری قوم اور دوسروں کے لئے سامان عبرت بنادیا۔

ان آیتوں میں بھی انہی باتوں کا تذکرہ ہے جو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق اپنی قوم سے کہا تھا۔ چنانچہ فرعون نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ واقعی نبی ہوتے جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں تو ان پر سونے کے زیورات اور کنگن وغیرہ آسمان سے کیوں نہیں نازل ہوتے؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے نبی کو فقر وفاقہ کی اس حالت میں چھوڑ دیا؟ چلو! اگر یہ مال ودولت ہی نہ سہی لیکن اگر یہ نبی ہیں تو ہمیں یہ تو نظر آنا چاہئے کہ آسمان سے فرشتے آکر انکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تو پھر یہ کس بات کے نبی ہوئے؟ فرعون نے اس طرح کی باتیں کہہ کر اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور اس قوم نے بھی اسکی باتوں کو سچ مان لیا کہ ہاں! واقعی اگر وہ نبی ہوتے تو ایسا ہونا چاہئے تھا جیسا فرعون

کہہ رہا ہے جبکہ اس موسی کا معاملہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ کوئی نبی نہیں ہے، اس طرح اس فرعون کی باتوں میں آ کر اس کی قوم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کر دیا، حالانکہ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ کس طرح ان کی دعاء کی برکت سے اللہ تعالی نے ان سے اس عذاب کو دور فرمادیا جس عذاب نے انہیں مشکل میں ڈال رکھا تھا مگر پھر بھی وہ لوگ اس واقعہ کو بھول کر فرعون کی باتوں کو سچا ماننے لگے لہذا انکی اس حرکت کی بناء پر اللہ تعالی نے ان سب کو اور فرعون کو بھی گنہگار قرار دیا اس لئے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار کرنا یہ سب سے بڑا گناہ اور کفر ہے جسکا ارتکاب کر کے انہوں نے اللہ تعالی کو ناراض کر دیا اور اللہ کو ناراض کرنا اپنے آپ کا نقصان کرنا ہے اور انکا نقصان ہوا بھی کہ اللہ تعالی نے انکی اس حرکت پر پکڑ کی اور ان سے انتقام لیا اس طور پر کہ ان سب کو سمندر میں غرق کر کے رہتی دنیا تک اس کو عبرت کا سامان بنا دیا کہ جب کبھی کوئی اللہ کے احکامات کا انکار کرنا چاہے تو اسے اس گزری ہوئی قوم کی تباہی کو یاد کر لینا چاہیئے، جب کوئی اس قوم کی تباہی اور انکی ہلاکت پر غور کریگا تو وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کی ہمت نہیں کریگا، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۵۰ میں بھی اللہ تعالی نے اس واقعہ کو بیان فرمایا وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ کہ یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تمہارے لئے (بنی اسرائیل) سمندر کو چیر دیا اور تمہیں اس سے نجات دی پھر جبکہ فرعونیوں کو ہم نے اسی سمندر میں غرق کر ڈالا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے اور سورۂ انفال کی آیت نمبر ۵۴ میں بھی فرمایا كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ کہ انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں انکے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور فرعونیوں کو غرق کر دیا کیونکہ وہ سب کے سب ظالم لوگ تھے۔ ان آیتوں سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ مال و دولت کا مل جانا یہ ہدایت پر ہونے کی دلیل نہیں ہے کہ ہم سوچنے لگیں کہ اسکے پاس زیادہ دولت ہے اور اللہ اسکے اعمال سے راضی ہے اسی وجہ سے اسے بکثرت مال و دولت عطا کیا گیا ہے جیسا کہ فرعون اور اسکی قوم نے یہ خیال کیا تھا جبکہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ اگر مال داری ہدایت پر ہونے کی دلیل ہوتی تو اللہ تعالی انبیاء کے قدموں میں ساری دنیا کو ڈال دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ چند انبیاء کے علاوہ اکثر انبیاء فقر و فاقہ سے دوچار تھے بلکہ جو حق پر ہوتا ہے فقر و فاقہ اسکے حق میں زیادہ آتا ہے، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ غور کر لو تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس آدمی نے پھر سے یہی کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں یہی جواب دیا، تین مرتبہ اس طرح کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو جواب دیا کہ پھر تو تم فقر کی چادر اوڑھنے کے لئے تیار ہو جاو، اس لئے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسکے پاس فقر اتنی تیزی سے دوڑ کر آتا ہے جتنی تیزی سے

سیلاب کا پانی بھی نہیں آتا۔ (ترمذی ۲۳۵۰) لہٰذا ہم کسی آدمی کی دولت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالی نے اپنے کسی بندے کو وہ سب کچھ دیا ہے جو وہ چاہتا تھا جبکہ وہ بندہ گناہوں پر قائم ہے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس آدمی کے لئے ڈھیل ہے۔ (الجامع الصغیر ۵۶۲). اس حدیث سے ایک نکتہ یہ بھی نکل کر آتا ہے کہ اگر آپ دیکھو کہ کوئی آدمی مالدار ہے اور وہ گناہ پر گناہ کرتا جارہا ہے تو ایسے آدمی کو دولت کا ملنا اسکے لئے اللہ کی جانب سے ڈھیل ہے تا کہ وہ اس دولت میں مگن ہو کر آخرت سے غافل رہے اور قیامت کے دن اسکی پکڑ کی جائے لیکن جب آپ کسی آدمی کو دیکھو کہ اسکے پاس مال و دولت کی کثرت ہے اور وہ نیک صفت آدمی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اس پر یہ انعام فرمایا ہے، ہر دفعہ دولت اللہ کی طرف سے ڈھیل نہیں ہوتی بلکہ وہ نعمت بھی ہوتی ہے جو دولت وہ اپنے نیک بندوں کو عطا کرتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۵﴾ اصل میں وہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو ﴿الزخرف ۵۷۔تا۔۵۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَمَّا جب ضُرِبَ بیان کی گئی ابْنُ مَرْيَمَ ابن مریم کی مَثَلًا مثال اِذَا تو یکا یک قَوْمُكَ آپ کی قوم مِنْهُ اس سے يَصِدُّوْنَ چلاتی ہے وَ اور قَالُوْٓا انہوں نے کہا ءَاٰلِهَتُنَا کیا ہمارے معبود خَيْرٌ بہتر ہیں اَمْ یا هُوَ وہ مَا ضَرَبُوْهُ انہوں نے بیان نہیں کی وہ لَكَ آپ کے لیے اِلَّا مگر جَدَلًا جھگڑنے کے لیے بَلْ بلکہ هُمْ وہ قَوْمٌ لوگ خَصِمُوْنَ ہیں ہی جھگڑالو اِنْ نہیں ہے هُوَ وہ اِلَّا مگر عَبْدٌ ایک ایسا بندہ اَنْعَمْنَا کہ ہم نے انعام کیا عَلَيْهِ ان پر وَ اور جَعَلْنٰهُ ہم نے بنادیا اس کو مَثَلًا ایک نمونہ لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کے لیے

ترجمہ:۔ اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم کے لوگ یکا یک شور مچانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ : ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟ انہوں نے تمہارے سامنے یہ مثال محض کٹ حجتی کے لیے دی ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ (یعنی عیسیٰ) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا، اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو ایک نمونہ بنایا تھا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب عیسی ابن ابن مریم کی مثال دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لوگ شور مچانے لگے۔

۲۔ کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟۔

۳۔ انہوں نے یہ مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف کٹ حجتی کے لئے دی ہے۔

۴۔ اصل میں وہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔

۵۔ عیسیٰ علیہ السلام تو بس اللہ کے ایک بندے تھے جن پر اللہ تعالی نے انعام فرمایا تھا۔

۶۔ بنی اسرائیل کے لئے انہیں ایک نمونہ بنایا تھا۔

ان آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ شروع کیا جارہا ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا کہ ایک رب کی عبادت کرو جیسا کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے اسکی وضاحت فرمادی وَ سْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ اسی بات کو اور واضح کرنے کے لئے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے تذکرہ کی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کی مثال دی گئی تو قریش کے لوگ شور مچانے لگے اور خوشی محسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یعنی عیسی علیہ السلام؟ ان آیتوں کو سمجھنے کے لئے اسکے پیچھے جو واقعہ ہے اسے بیان کرنا ضروری ہے ورنہ اسکے بغیر ہمیں ان آیتوں کا مطلب سمجھ میں نہیں آئیگا، واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے سورۃ انبیاء کی یہ آیت إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الأنبياء ۹۸) نازل فرمائی تو قریش نے عبداللہ بن زبعری سہمی (رضی اللہ عنہ) سے کہا جبکہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اگر میں اس آیت کے نازل ہونے کے وقت ہوتا تو اس آیت کا انہیں جواب دیتا تو قریش کی قوم نے کہا کہ تم انہیں کیا جواب دیتے؟ انہوں نے کہا میں کہتا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کسی کی بھی عبادت کی جائیگی وہ اور عبادت کرنے والا دونوں بھی جہنم میں جائیں گے، تو یہ بتاؤ کہ نصارٰی جو حضرت عیسی علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہود جو عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں بھی جہنم میں جائیں گے جبکہ یہ دونوں ہمارے بتوں سے کہیں بہتر ہیں، انکا یہ جواب سن کر قریش نے خوشی کے مارے شور مچانا شروع کیا کہ واقعی اس نے بہت ہی اہم اعتراض کیا ہے، اب محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں ہوگا، مگر اس بات کا جواب خود اللہ تعالی نے دیا إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى أُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ کہ جن لوگوں کے لئے بھلائی پہلے سے لکھی جاچکی ہے ان کو اس جہنم سے دور رکھا جائیگا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص، ۱۰۳) حالانکہ حضرت عبداللہ بن زبعری کا یہ اعتراض نا معقول تھا وہ اس لئے کہ اس آیت میں اللہ نے وَمَا تَعْبُدُوْنَ فرمایا اور لفظ مَا غیر جاندار کے لئے آتا ہے جس سے مراد بت تھے نہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام۔ الغرض ان آیتوں کے پس منظر میں اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد

اللہ تعالی یہی فرما رہے ہیں کہ انکا یہ نا معقول اعتراض بیان کرنا دراصل آپ سے جھگڑا کرنا تھا اور یہ لوگ ہیں بھی جھگڑا لو اس لئے آپ کی ہر بات میں آپ سے جھگڑا کرنے کی سوچتے ہیں مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوجاتی ہے تو وہ جھگڑالو بن جاتی ہے یہ کہنے کے بعد آپ نے یہ آیت مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ تلاوت فرمائی۔(ترمذی ۳۲۵۳)۔

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی کہ جب اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ قرار دیا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بغیر باپ کے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بھی بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا، تو قریش حضرت عیسی علیہ السلام کا یہ ذکر سن کر شور مچانے لگے اور کہنے لگے کہ محمد تو ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم بھی محمد کو ایسا ہی معبود بنالیں جس طرح نصاری نے عیسی علیہ السلام کو بنایا، یہی قول حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کا ہے۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۶۲۵)۔ اب انکا یہ اعتراض تھا کہ نصاری نے عیسی علیہ السلام کو معبود بنالیا تو جاننا چاہیئے کہ یہ انکی اپنی بناوٹ ہے، اللہ تعالیٰ نے تو انہیں یہ حکم نہیں دیا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے تو ان سے یہ نہیں کہا کہ تم میری عبادت کرو، جبکہ وہ خود اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے ان پر یہ انعام فرمایا کہ انہیں نبوت سے سرفراز فرمادیا اور ہم نے انہیں اپنی قدرت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت بنی اسرائیل کے لئے بنادیا کہ انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا پھر ہم نے ایسا معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے اور پیدائشی اندھے اور برص وجذام میں مبتلا شخص کو تندرست کرنے کی طاقت رکھتے تھے یہ سب کچھ اللہ کا عطا کردہ تھا وہ بذات خود اس طرح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۶﴾ یقین رکھو کہ حضرت عیسی علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہیں ﴿الزخرف ۶۰۔تا۔۶۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَوْ اگر نَشَآءُ ہم چاہتے لَجَعَلْنَا تو البتہ کردیتے مِنْكُمْ تم میں سے مَّلٰٓئِكَةً فرشتے فِي الْأَرْضِ زمین میں يَخْلُفُوْنَ وہ جانشین ہوتے وَ اور إِنَّهٗ بے شک وہ لَعِلْمٌ البتہ ایک نشانی ہے لِّلسَّاعَةِ قیامت کی فَلَا تَمْتَرُنَّ تم شک نہ کرو بِهَا اس میں وَ اور اتَّبِعُوْنِ تم میری پیروی کرو هٰذَا یہی ہے صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ سیدھا راستہ وَ اور لَا يَصُدَّنَّكُمُ روک نہ دے تم کو الشَّيْطٰنُ شیطان إِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَكُمْ تمہارا عَدُوٌّ

دشمن ہے مُّبِيْنٌ صریح

ترجمہ:۔ اور اگر ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں۔اور یقین رکھو کہ وہ (یعنی عیسیٰ) قیامت کی ایک نشانی ہیں۔اس لیے تم اس میں شک نہ کرو، اور میری بات مانو، یہی سیدھا راستہ ہے۔اور ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ شیطان تمہیں اس راستے سے روک دے۔یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر اللہ چاہے تو تم سے فرشتے پیدا کر دے جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں۔

۲۔ یقین رکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے۔

۳۔ اس لئے تم لوگ شک نہ کرو اور میری بات مانو۔ ۴۔ یہی راستہ سیدھا راستہ ہے۔

۵۔ ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ شیطان تمہیں اس راستے سے روک دے۔

۶۔ یقین جانو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا حیرت انگیز ذکر فرمایا کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ہم اس سے بڑھ کر بھی عجائب انجام دے سکتے ہیں مثلاً اگر ہم چاہتے تو سارے ہی انسانوں کا وجود اس دنیا سے ختم کر کے یعنی انہیں اس دنیا سے مٹا کر انکی جگہ فرشتوں کو لا بسا دیں جو زمین پر اللہ تعالی کی عبادت کرتے رہیں، یقیناً یہ بات تمہارے حلق کے اندر نہیں جائیگی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ اس طرح کرنا چاہے تو بالکل کر سکتا ہے جیسے کہ تم نے اسکا ایک نمونہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں دیکھ ہی لیا۔اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں یقیناً قدرت کا عجوبہ ہے تو وہیں آپ قیامت کی نشانی بھی ہیں، لہٰذا تم لوگ اس قیامت کے واقع ہونے میں شک نہ کرنا جس طرح ہم بغیر باپ کے انسان پیدا کر سکتے ہیں اسی طرح ہم بنے بنائے انسان کو دوبارہ کیوں زندہ نہیں کر سکتے؟ لہٰذا تم لوگ میری باتوں کو مانو اور اللہ کے احکام جو میں نے تم تک پہنچا دیئے ہیں اسکی اتباع کرو تا کہ تمہیں اس دن نجات مل جائے، یہاں اس آیت وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال منقول ہیں، بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ وہ قیامت کے قریب اس دنیا میں پھر سے آئیں گے کہ اللہ تعالی قیامت کے قریب انہیں آسمان سے اتارے گا۔(تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۱۰۵) ایک طویل حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے دجال کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینار کے پاس اتریں گے پھر اس دجال کو بیت المقدس کے قریب ایک شہر کے پاس پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔(أبو داود ۴۳۲۱) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے کہ قرآن کا نزول قیامت کے آخر میں ہوگا یا پھر یہ کہ اس قرآن میں قیامت کا اور اسکے احوال کا تذکرہ موجود ہے۔جیسا کہ حضرت قتادہ، حضرت شیبان اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۳۸۷). اور بعض حضرات

نے اس سے مراد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا گویا قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۰۷) جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی کو ملاتے ہوئے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔(بخاری ۵۳۰۱) فرمایا گیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اتباع کرنا اور انکے ذریعہ ہمارے پہنچائے گئے احکامات پر عمل کرنا ہی سیدھا راستہ ہے کہ جو اس پر چلے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو اس سے کٹ کر زندگی گزارے گا وہ جہنم میں جائے گا، اور پھر فرمایا کہ دیکھو! جب تم اس سیدھے راستے پر چلنے لگو گے تو تمہیں شیطان اس راستہ سے بھٹکانے کی کوشش کریگا اور تمہارے دل میں برائیوں کی محبت ڈال دے گا اور اچھائیوں سے دور کر دیگا تا کہ تم اس سیدھے راستہ تک پہنچ نہ سکو لہذا تم اسکے فریب اور دھوکہ میں مت آنا، شیطان بھی تم سے جو کہے اسے مت مانو اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور دشمن کبھی یہ نہیں چاہتا کہ تم کامیاب ہوجاو لہذا تم اس سے بچ کر رہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۷﴾ **یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے** ﴿الزخرف ۶۳ ـ ۶۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَمَّا جب جَآءَ آیا عِيْسٰى عیسیٰ بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ قَالَ کہا قَدْ تحقیق جِئْتُكُمْ میں آیا ہوں تمہارے پاس بِالْحِكْمَةِ حکمت کے ساتھ وَ اور لِاُبَيِّنَ تا کہ میں واضح کروں لَكُمْ تمہارے لیے بَعْضَ بعض الَّذِيْ وہ باتیں کہ تَخْتَلِفُوْنَ تم اختلاف کرتے ہو فِيْهِ جن میں فَاتَّقُوا اللّٰهَ لہذا تم اللہ سے ڈرو وَ اور اَطِيْعُوْنِ میری اطاعت کرو اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ هُوَ وہ رَبِّيْ میرا رب ہے وَ اور رَبُّكُمْ تمہارا رب ہے فَاعْبُدُوْهُ لہذا تم اسی کی عبادت کرو هٰذَا یہی ہے صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ سیدھا راستہ

ترجمہ:۔ اور جب عیسیٰ کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ میں تمہارے پاس دانائی کی بات لے کر آیا ہوں، اور اس لیے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے کچھ وہ چیزیں واضح کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو، اور میری بات مان لو۔ یقیناً اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، اس لیے اس کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب حضرت عیسی علیہ السلام کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس دانائی کی بات لیکر آیا ہوں۔

۲۔ وہ اس لئے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے کچھ چیزیں واضح کردوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔
۳۔ لہٰذا تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ ۴۔ یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔
۵۔ لہٰذا اسی رب کی عبادت کرو۔ ۶۔ اس رب کی عبادت کرنا ہی سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو دعوت دی اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کھلی نشانیاں اور معجزات دیئے جیسے کہ مردوں کو زندہ کرنا، پیدائشی نابینا کو بینا کرنا، آسمان سے دسترخوان کا اترنا وغیرہ تو وہ ان معجزات کولیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اللہ کی عبادت کی جانب بلایا اور کہا دیکھو! اللہ نے مجھے نبوت دیکر بھیجا ہے کہ میں اچھائی کی طرف بلاوں اور برائیوں سے روکوں اور تمہارے درمیان جو تورات کولیکر اختلافات ہیں ان اختلافات کو دور کروں اور اس کتاب انجیل میں اس کی وضاحت کردوں تا کہ تمہارے دلوں میں کوئی اختلاف نہ رہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں بِالْبَيِّنَاتِ سے مراد معجزات ہیں جسے دیکر اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بھیجا تھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد انجیل ہے اور بِالْحِكْمَةِ سے مراد نبوت ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۶۔ص، ۱۰۷) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے درمیان انکے دینی معاملات میں اختلافات پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے دینی معاملہ میں شک میں پڑ گئے اسی وجہ سے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ کہ مجھے اس لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان جو اختلافات ہیں اسے بالکل واضح کردوں، ان سب باتوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ تم بس ایک اللہ سے ڈرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو اور جو پیغام تم تک میں پہنچا رہا ہوں اس میں تم میری پیروی کرو اور مجھے اسکا بھیجا ہوا پیغمبر جانو اور سب سے اہم چیز جو پہلی کتابوں میں بھی بیان کردی گئی وہ ہے توحید، یہی اصل بنیادی چیز ہے جسے سمجھانے کے لئے اللہ تعالی نبیوں کو بھیجتا ہے اور مجھے بھی اسی لئے بھیجا کہ میں تمہیں بتاوں کہ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ کہ ہمارا اور تمہارا رب بس ایک اللہ ہے جسکی ہمیں اور تمہیں عبادت کرنی ہے اور وہ طریقہ جس میں ایک اللہ کو معبود مانا جائے اور اسکی بھیجی ہوئی شریعت کو اپنایا جائے وہی سیدھا راستہ ہے جو جنت تک جاتا ہے، جسے جنت میں جانا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اس راستے پر چلا کرے اور جو اس راستے سے الگ ہوکر زندگی گزارے گا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۸﴾ کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کرلیا ﴿الزخرف ۶۵۔۶۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ هَلْ

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاخْتَلَفَ پھر اختلاف کیا الْاَحْزَابُ گروہوں نے مِنْۢ بَيْنِهِمْ انہی کے درمیان میں سے فَوَيْلٌ تو ہلاکت ہے لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا مِنْ عَذَابِ عذاب سے يَوْمٍ اَلِيْمٍ دردناک دن کے هَلْ نہیں يَنْظُرُوْنَ وہ انتظار کرتے اِلَّا مگر السَّاعَةَ قیامت کا اَنْ کہ تَاْتِيَهُمْ وہ آجائے ان کے پاس بَغْتَةً اچانک وَّ اور هُمْ انھیں لَا يَشْعُرُوْنَ شعور تک نہ ہو

ترجمہ:۔ پھر بھی ان میں سے کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کیا، چنانچہ ان ظالموں کے لیے ایک دردناک دن کے عذاب کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے اچانک آکھڑی ہو اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر بھی ان میں سے کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کیا۔

۲۔ چنانچہ ان ظالموں کے لئے ایک دردناک دن کے عذاب کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی۔

۳۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے اچانک آکھڑی ہو۔

۴۔ انہیں اس بات کی خبر بھی نہ ہو۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس اللہ کا پیغام لیکر آئے اور کہا کہ دیکھو! میرا اور تمہارا دونوں کا رب اللہ ہے، لہٰذا ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہیئے، مگر انکی قوم میں چند گروہ بن گئے چنانچہ ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہی گروہ حق پر تھا اسکے علاوہ دوسرا گروہ یہ کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خود اللہ ہے اور تیسرا گروہ یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، حالانکہ پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں یہ بات کھل کر بتلادی تھی کہ میں بھی اپنے رب کا ایک بندہ ہی ہوں مجھے بھی اللہ نے اسی کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس نے تمہیں دیا ہے مگر لوگ اس بات سے غافل ہوکر آپ کو ہی معبود یا پھر اللہ کا بیٹا قرار دینے لگے چنانچہ ان جیسے ظالموں کے لئے جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود سمجھا یا انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیا، بڑی خرابی ہے اور انہیں قیامت کے دن آگ میں ڈالا جائیگا، امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیتھولک عیسائی اور آرتھوڈکس عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خدا ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب انجیل کے پہلے صفحہ پر یہ لکھ بھی دیا ہے کہ هٰذَا كِتَابُ رَبِّنَا وَاِلٰهُنَا يَسُوْعُ الْمَسِيْحُ یہ کتاب ہمارے رب کی ہے اور ہمارے معبود یسوع عیسیٰ ہیں۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۵۔ص، ۱۷۷) لہٰذا جو بھی یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رکھیں گے اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن سخت سے سخت سزا

دے گا، حضرت عیسی علیہ السلام کی قوم کی حالت بیان کرنے کے بعد اور حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکر بھیجے گئے پیغام کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ مشرکین آپ کی بات تو ماننے والے نہیں ہیں البتہ انکی ایک خواہش ہے کہ جس عذاب سے آپ اے محمد! انہیں ڈرا رہے ہیں انکی خواہش یہ ہے کہ وہ عذاب ان پر یک دم آجائے اور انہیں ہلاک کردے جبکہ انہیں اس عذاب کے آنے کی بھی خبر نہ ہو بلکہ وہ اپنے اپنے کاموں میں ہی مشغول رہیں اور یہ عذاب ان کو تباہ کرڈالے بس اسی بات کا انہیں انتظار ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ قیامت اس وقت آجائیگی جب دو آدمی دودھ نکال رہے ہونگے اور دو آدمی کپڑے تہہ کررہے ہونگے یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۔ (الدر المنثور ۔ ج ، ۷۔ ص ، ۳۸۸) امام قرطبی اور امام زحیلی رحمہا اللہ نے اس آیت سے مشرکین عرب مراد لیا ہے جبکہ امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت سے حضرت عیسی علیہ السلام کی قوم مراد لی ہے۔ امام قرطبی نے جو مشرکین عرب مراد لیا ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے ان مشرکین عرب ہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کے سامنے مثال پیش کی اس سے انکا مقصد آپ سے جھگڑا کرنا تھا مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا چنانچہ پچھلی آیتوں کا تعلق دیکھتے ہوئے یہاں مشرکین مراد لینا ہی زیادہ بہتر ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۹﴾ اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے ﴿الزخرف ۶۷۔ تا ۔ ۷۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اَلْاَخِلَّآءُ دوست يَوْمَئِذٍ اس دن بَعْضُهُمْ ان کے بعض لِبَعْضٍ بعض کے عَدُوٌّ دشمن ہوں گے اِلَّا سوائے الْمُتَّقِيْنَ متقیوں کے يٰعِبَادِ اے میرے بندو لَا خَوْفٌ کوئی خوف نہیں عَلَيْكُمُ تم پر الْيَوْمَ آج وَ اور لَآ اَنْتُمْ نہ تم تَحْزَنُوْنَ غمگین ہو گے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کے ساتھ وَ اور كَانُوْا وہ تھے مُسْلِمِيْنَ فرماں بردار اُدْخُلُوا تم داخل ہو جاؤ الْجَنَّةَ جنت میں اَنْتُمْ تم وَ اور اَزْوَاجُكُمْ تمھاری بیویاں تُحْبَرُوْنَ تم خوش کیئے جاؤ گے

ترجمہ: ۔ اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے متقی لوگوں کے۔ (جن سے کہا جائے گا کہ) اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ اے میرے وہ بندو جو ہماری

آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہے تھے۔تم بھی اور تمہاری بیویاں بھی، خوشی سے چمکتے چہروں کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔

۲۔متقی لوگوں کو چھوڑ کر۔

۳۔متقی لوگوں سے کہا جائیگا کہ اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی تم غمگین ہوں گے

۴۔اے میرے وہ بندو! جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہے تھے۔

۵۔تم بھی اور تمہاری بیویاں بھی خوشی سے چمکتے چہروں کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاو۔

قیامت کے آنے کے بعد کیا حالات پیدا ہونے والے ہیں بیان کیا جارہا ہے کہ یہ مشرکین آج اس دنیا میں تو ایک دوسرے کے جگری دوست اور ہم نوا بنے ہوئے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ جس جگری دوست کے ساتھ آج یہ دنیا میں رہ رہے ہیں وہ کل قیامت کے دن ان کا دشمن بن جائے گا اور اسے ملامت کرنے لگے گا اس لئے کہ دوست اپنے دوست کے طریقہ پر ہی چلتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لئے اسے چاہئے کہ دوستی کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کرنے جارہا ہے؟ (ابو داود ۴۸۳۳). یہ دونوں مشرکین بھی شرک کے راستے پر چلا کرتے تھے اور ان میں سے کوئی دوسرے کو سیدھے راستے کی جانب بلایا بھی نہیں کرتا تھا اس لئے کل قیامت کے دن یہ دونوں بھی ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے ہونگے کہ کاش! میں تجھ سے دوستی نہ کرتا، تیرے بجائے کسی ایمان والے سے دوستی کرلیتا تو شاید مجھے آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ جب ہم کسی کو اپنا دوست بنائیں تو پہلے یہ جانچ لیں کہ وہ کیسا ہے؟ اسکی عادتیں کیسی ہیں؟ نیک ہے یا بد؟، اگر برا رہیگا تو برا اثر ہی ہم پر پڑیگا اور اچھا رہیگا تو یقینا اچھا اثر اس پر پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر دو متقی لوگ آپس میں دوست رہے ہونگے تو کل قیامت کے دن بھی وہ ایک دوسرے کے دوست ہی رہیں گے کیونکہ متقی لوگ اپنے دوست کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے سیدھے راستہ کی جانب بلاتا ہے اور اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے ٹوکتا ہے تا کہ وہ اس برائی سے پرہیز کرے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کل قیامت کے دن بھی یہ دونوں دوست ہی رہیں گے، حضرت نقاش علیہ الرحمہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی، ہوا یوں کہ عقبہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا کرتا تھا اس پر امیہ نے اس سے کہا کہ میں تیرا چہرہ اس وقت تک نہیں دیکھوں گا

جب تک کہ تو محمد سے ملاقات کرنا نہ چھوڑ دے اور ان سے منہ نہ موڑے، تو عقبہ نے وہی کیا جو امیہ نے کہا تھا، یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزری جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر مانی کہ آپ اسے قتل کرینگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدر کے دن قتل کر دیا اور امیہ لڑائی میں مارا گیا۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۵، ص ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ متقیوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ ان سے قیامت کے دن کہا جائیگا کہ تم نے اپنی ساری زندگی مجھ سے ڈرتے ہوئے گزار دی آج یہاں تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی گھبرانے اور غمگین ہونے کی ضرورت ہے، آج ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری بھیجی ہوئی آیتوں پر ایمان قبول کیا اور وہ ہمارے فرمانبردار بھی رہے جنت میں داخل کرینگے، جنت میں جائیں گے تو اکیلے نہیں بلکہ اپنی اپنی نیک بیویوں کے ساتھ ہنستے، کھلکھلاتے پرُ رونق چہروں کے ساتھ جائیں گے، یہ ہے ہماری طرف سے انعام جو ان جیسی صفات رکھنے والوں کو دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۰﴾ **اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا** ﴿الزخرف ۷۱۔ تا۔ ۷۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُطَافُ دور چلا جائے گا عَلَيْهِمْ ان پر بِصِحَافٍ رکابیوں کا مِّنْ ذَهَبٍ سونے کی وَّ اور اَكْوَابٍ آبخوروں کا وَ اور فِيْهَا اس میں ہوگا مَا وہ جو تَشْتَهِيْهِ چاہیں گے الْاَنْفُسُ ان کے نفس وَ اور تَلَذُّ لذت اندوز ہوں گے الْاَعْيُنُ آنکھیں وَ اور اَنْتُمْ تم فِيْهَا اس میں خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہو گے وَ اور تِلْكَ یہ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ وہ جنت ہے کہ اُوْرِثْتُمُوْهَا تم وارث بنائے گئے ہو اس کے بِمَا بہ سبب اس کے كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے لَكُمْ تمہارے لیے فِيْهَا اس میں فَاكِهَةٌ پھل ہوں گے كَثِيْرَةٌ بہت سے مِّنْهَا جن میں سے تَاْكُلُوْنَ تم کھاؤ گے

ترجمہ:۔ ان کے آگے سونے کے پیالے اور گلاس گردش میں لائے جائیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دلوں کو خواہش ہوگی اور جس سے آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) اس جنت میں تم ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں اپنے اعمال کے بدلے وارث بنا دیا گیا ہے۔ اس میں تمہارے لیے خوب افراط کے ساتھ میوے ہیں جن میں سے تم کھاؤ گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان کے آگے سونے کے پیالے اور گلاس گردش میں لائے جائیں گے۔

۲۔اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا۔

۳۔وہ چیزیں بھی ہوگی جن سے آنکھوں کو لذت ملے گی۔

۴۔ان سے کہا جائیگا کہ تم اس جنت میں اب ہمیشہ رہو گے۔

۵۔یہ وہ جنت ہے جسکا اب تمہیں تمہارے اعمال کے بدلے وارث بنا دیا گیا ہے۔

۶۔اس میں تمہارے لئے خوب افراط کے ساتھ میوے ہیں جن میں سے تم کھاؤ گے۔

ان آیتوں میں بھی متقیوں اور ایمان والوں کو ملنے والی نعمتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جب یہ متقی اور نیک لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو انکے لئے سونے اور چاندی کے پلیٹوں اور گلاسوں میں انکے من چاہے کھانے پیش کئے جائیں گے، جیسا کہ سورۂ دھر کی آیت نمبر ۱۵ میں بھی کہا گیا وَيُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِاٰنِيَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّأَكۡوَابٍ چاندی کے برتن اور پیالے لیکر انکے اردگرد گھمائے جائیں گے، اور ہر وہ چیز انکے سامنے انہیں سونے اور چاندی کے برتن میں پیش کی جائیگی جو وہ کھانا چاہیں گے، یہ تو ہوا انکی غذا کا معاملہ اسکے علاوہ انکی نظریں جن مناظر کو دیکھ کر خوش ہوتی ہوں گی وہ مناظر انکے سامنے لائے جائیں گے، اور سب سے دلکش اور پُر رونق منظر تو اپنے رب کے دیدار کا ہوگا کہ اسے دیکھ کر آنکھیں جھپکنے کو بھی دل نہیں کریگا، یہ سارے انعامات بس اسی کو ملیں گے جو اس دنیا میں اپنے رب کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریگا، اور یہ نعمتیں جو ان متقی اور ایمان والوں کو دی جائیں گی وہ صرف ایک دو دفعہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انکے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی جنت میں رہیں گے، حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ادنی سے جنتی کا رتبہ یہ ہوگا کہ اسکے لئے ایک محل ہوگا جس میں ستر ہزار خادم ہونگے اور ہر خادم کے ہاتھ میں ایک پلیٹ ہوگی جو دوسرے خادم سے مختلف ہوگی، اگر اسکے محل کا دروازہ کھول کر تمام زمین والوں کی دعوت کرنا چاہیں تو وہ سب کو کافی ہو جائیگا۔ (تفسیر طبری۔ج ۲۱،ص ۶۴۰)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انہیں جس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے وہ یوں ہی نہیں بنایا گیا بلکہ دنیا میں جو وہ اعمال کرتے تھے ان اعمال کے صلہ میں اللہ تعالی نے انہیں اس جنت کا وارث بنایا ہے تو وہ جنت انہیں کی ہوگئی، انہیں اس جگہ سے اب کوئی نکال نہیں پائیگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دوزخی شخص جب اپنا جنتی ٹھکانہ دیکھے گا تو مارے حسرت کے کہے گا کہ کاش! اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں متقی بن جاتا اور جنتی جب اپنا دوزخ میں موجود ٹھکانہ دیکھے گا تو کہے گا کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی تو ہم ہدایت پانے والے نہ ہوتے اور پھر وہ اللہ کا شکر کرنے لگے گا، اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر کسی کا ایک دوزخ میں ٹھکانہ ہوتا ہے اور ایک جنت میں، تو جو کافر ہوتے ہیں انہیں مومن کا دوزخی ٹھکانہ وراثت کے طور پر دیا جاتا ہے اور مومن کو دوزخی کا جنت میں موجود ٹھکانہ بطور وراثت دیا جاتا ہے، اور کہا کہ یہی مطلب ہے

اللہ تعالی کے قول وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ. (التفسیر المنیر ۔ج، ۲۵۔ص، ۱۸۴) کھانے اور پینے کے بعد اللہ تعالی میووں کا ذکر فرما رہے ہیں تا کہ ساری نعمتوں کا تذکرہ کردیا جائے چنانچہ فرمایا کہ کھانے پینے کے علاوہ انسان کو میوہ جات میسر ہو جائیں تو عیش و عشرت کی یہ علامت ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ جنتیوں کے لئے ہر قسم کے میوے ملیں گے، وہاں جنتیوں کو پھل کے لئے موسم کا انتظار کرنا نہیں پڑے گا بلکہ جیسے ہی اسکے دل میں کسی میوہ کا خیال بھی آجائے تو وہ اسکے سامنے کردیا جاتا ہے جن سے وہ کھائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۱﴾ مجرم دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ﴿الزخرف ۷۴۔تا۔۷۶﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ۝ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِنَّ بلاشبہ الۡمُجۡرِمِيۡنَ مجرم لوگ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ عذاب جہنم ہی میں خٰلِدُوۡنَ ہمیشہ رہیں گے لَا يُفَتَّرُ وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا عَنۡهُمۡ ان سے وَ جبکہ هُمۡ وہ فِيۡهِ اس میں مُبۡلِسُوۡنَ مایوس ہوں گے وَ اور مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر وَلٰكِنۡ اور لیکن كَانُوۡا تھے وہی هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ظلم کرنے والے

ترجمہ: ۔ البتہ جو لوگ مجرم تھے وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ عذاب ان کے لیے ہلکا نہیں پڑنے دیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی ظالم لوگ تھے۔

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ مجرم تھے وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۔ وہ عذاب ان کے لئے ہلکا نہیں پڑنے دیا جائے گا۔

۳۔ وہ لوگ اس عذاب میں مایوس پڑے ہوں گے۔

۴۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ ۵۔ وہ خود ہی ظالم لوگ تھے۔

پچھلی آیتوں میں متقیوں اور ایمان والوں کو ملنے والے انعامات کے بارے میں بتلایا گیا، ان آیتوں میں کافر و مشرک کو ملنے والی سزاوں کے بارے میں بتلایا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا اور اسکی نافرمانی میں مبتلا ہو کر شرک جیسا جرم کیا ہے انہیں اللہ تعالی جہنم کے عذاب میں مبتلا کریگا جو عذاب انہیں ہمیشہ کے لئے ہوتا رہے گا، کبھی بھی وہ دوزخی عذاب سے نکل نہیں پائیں گے، نکلنا تو دور کی

بات ان سے اس عذاب کو ہلکا بھی نہیں کیا جائیگا لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ اور سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸۵ میں بھی کہا گیاوَ اِذَا رَاَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الۡعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ جب یہ ظالم لوگ عذاب کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو ان سے اس عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائیگی۔ بلکہ انہیں تو سخت سے سخت عذاب دیا جائیگا اور وہ لوگ مایوسی کا شکار ہو کر اس عذاب کو سہتے رہیں گے، مایوسی اس اعتبار سے کہ نہ تو انکا کوئی وہاں حامی ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار جو انہیں اس عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی وہاں انکی کوئی فریاد سننے والا ہوگا لہذا ہر طرف سے وہ مایوسی میں مبتلا رہیں گے۔ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ‌ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيۡرًا کہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہونگے جہاں آپ انکا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ (النساء ۱۴۵) مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا جو برے اعمال کرے گا اسے اسکا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اسکا نہ ہی کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔ (النساء ۱۲۳) ان مجرم لوگوں کو جو عذاب دیا جارہا ہے اس میں اللہ تعالی نے کسی قسم کا ظلم نہیں کیا کہ انہیں یہ سزا نہیں دینی تھی مگر دی جارہی ہے ایسا ہرگز نہیں، وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ‌ۚ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (آل عمران ۱۸۲) بلکہ جو عذاب انہیں دیا جارہا ہے وہ اس عذاب کے مستحق ہیں اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا انکار کیا اور اسکے ساتھ عبادت میں دوسروں کو شریک کیا اس طرح اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے جسکی سزا انہیں اس جہنم میں دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۲﴾ تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے ﴿الزخرف ۷۷۔تا۔۸۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ‌ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ۝ لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَـقِّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَـقِّ كٰرِهُوۡنَ ۝ اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ‌ ۝ اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰٮهُمۡ‌ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيۡهِمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور نَادَوۡا وہ پکاریں گے يٰمٰلِكُ اے مالک لِيَقۡضِ چاہیے کہ فیصلہ صادر کردے عَلَيۡنَا ہم پر رَبُّكَ تیرا رب قَالَ وہ کہے گا اِنَّكُمۡ بے شک تم مّٰكِثُوۡنَ ٹھہرنے والے ہو لَقَدۡ البتہ تحقیق جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَـقِّ ہم لائے تمہارے پاس حق وَلٰـكِنَّ اور لیکن اَكۡثَرَكُمۡ تمہارے اکثر لِلۡحَـقِّ حق کو كٰرِهُوۡنَ ناپسند کرنے والے تھے اَمۡ بلکہ اَبۡرَمُوۡۤا انہوں نے پختہ فیصلہ کیا اَمۡرًا ایک کام کا فَاِنَّا تو یقینا ہم بھی مُبۡرِمُوۡنَ قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں اَمۡ کیا يَحۡسَبُوۡنَ وہ گمان کرتے ہیں اَنَّا بلاشبہ لَا نَسۡمَعُ نہیں سنتے سِرَّهُمۡ ان کا بھید وَ اور نَجۡوٰٮهُمۡ ان کا سرگوشی کرنا بَلٰى کیوں نہیں وَ اور رُسُلُنَا ہمارے بھیجے ہوئے لَدَيۡهِمۡ ان کے پاس يَكۡتُبُوۡنَ لکھتے ہیں

ترجمہ:۔ اور وہ (دوزخ کے فرشتے سے) پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔ وہ کہے گا کہ تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس حق بات لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق بات ہی کو برا سمجھتے ہیں۔ ہاں! کیا ان لوگوں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے؟ اچھا تو ہم بھی کچھ کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی خفیہ باتیں اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے؟ کیسے نہیں سنتے؟ نیز ہمارے فرشتے ان کے پاس ہیں، وہ سب کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ دوزخ کے فرشتوں سے پکار کر کہیں گے اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔

۲۔ جہنم کا داروغہ مالک کہے گا کہ تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس حق بات لیکر آئے تھے۔

۴۔ تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ہی برا سمجھتے تھے۔

۵۔ کیا ان لوگوں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے؟ ۶۔ تو ہم بھی کچھ کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

۷۔ کیا ان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم انکی خفیہ باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتے؟ ۸۔ کیوں نہیں سنتے؟

۹۔ ہمارے فرشتے انکے پاس ہیں اور وہ سب کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ مجرمین یعنی کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالا جائیگا جبکہ وہ ہر طرف سے مایوس ہو گئے ہونگے یہاں کہا جا رہا ہے کہ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر جہنم میں پڑے رہیں گے تو جہنم کے عذاب کی تاب نہ لاکر آخر کار جہنم کے داروغہ مالک سے ہی کہنے لگیں گے کہ اے مالک! تم اپنے پروردگار سے یہ التجا کردو کہ وہ ہمیں موت ہی دیدے، ہم میں اب اس عذاب کو برداشت کرنے کی قوت و طاقت نہیں رہی، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت کعب القرظی رحمہ اللہ کی روایت نقل کی ہے کہ پہلے جب کافروں کو جہنم میں ڈالا جائیگا تو کافر لوگ اس جہنم کے داروغہ مالک سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے عذاب کو کم کردے وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِنَ الْعَذَابِ (غافر ۴۹) مگر جہنم کا داروغہ انہیں جواب دے گا کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! لیکر آئے تھے، اس پر جہنم کے داروغہ کہیں گے کہ پھر تو تم لوگ ہی دعا کرلو اور کافروں کی دعا بیکار ہی جانے والی ہے۔ (غافر ۵۰) جب کافر لوگ اس سے مایوس ہوجائیں گے تو آخر کار جہنم کے داروغہ مالک کو آواز لگائیں گے جبکہ وہ ان پر نگران بنا ہوا اپنی ایک نشست پر جو انکے درمیان ہوگی بیٹھا ہوگا، وہ ایک پل ہوگا جس پر سے عذاب کے فرشتے گزر رہے ہونگے، وہ نگران مالک دور والے کو بھی اسی طرح دیکھ سکے گا جس طرح وہ اپنے سامنے والے کو دیکھ سکتا ہے، بہر حال وہ جہنمی لوگ اس مالک کو آواز لگائیں گے کہ اپنے رب سے کم از کم یہ تو دعا کردو کہ وہ ہمیں موت دیدے، انکی یہ بات

سنکر مالک بغیر جواب دیئے اسی (۸۰) سال تک خاموش رہیگا اور ایک سال وہاں کا تین سوستر (۳۷۰) دن کا ہوگا اور ایک مہینہ تیس (۳۰) دن کا اور ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، لہٰذا وہاں کے اسی (۸۰) سال بعد وہ انکی طرف متوجہ ہوکر کہے گا کہ تمہیں یہیں رہنا ہے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۱۷)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم اس عذاب سے پہلے تمہارے پاس حق بات لیکر آئے تھے اور تمہاری رہنمائی کے لئے رسولوں، کتابوں اور معجزات کو بھی بھیجا تھا مگر تم لوگ اس حق بات کو ماننے کے بجائے اسی حق کو برا سمجھتے تھے، لہٰذا تم نے جو کیا تھا اسکا مزہ یہاں چکھو اور اللہ تعالیٰ نے انکی حرکتوں کے بارے میں مزید فرمایا کہ وہ لوگ اس حق بات کو برا سمجھنے پر ہی اکتفا نہیں کئے بلکہ وہ تو اس کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگے اور حق بات کو لیکر آنے والے نبی اور رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازشیں کرنے لگے، مگر انکی یہ سازش اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے آگے کامیاب نہ ہوئی، اللہ بھی انکی یہ سازشین دیکھ کر تدبیریں کرنے لگا وَمَكَرُوا مَكۡرًا وَّمَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ انہوں نے سازشیں کیں تو ہم نے بھی تدبیر کی اور انہیں اسکی خبر تک نہیں۔(النمل ۵۰)، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے امام مقاتل علیہ الرحمہ کی اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں روایت نقل کی کہ یہ آیت کفار ومشرکین کے دار الندوہ میں بیٹھ کر نبی رحمت ﷺ کے خلاف سازشین کرنے پر نازل ہوئی، جبکہ ان سب نے اس رائے پر اتفاق کیا جو کہ ابوجہل نے پیش کی تھی اور وہ یہ تھی کہ ہر قبیلہ سے ایک آدمی آئے اور محمد ﷺ کے قتل میں شریک ہو، اس طرح کرنے سے انکے خون کا مقابلہ کمزور پڑ جائیگا۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۱۸)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ انہوں نے جو سرگوشیاں اور سازشیں کیں اس وقت انکا یہ گمان تھا کہ یہ ہماری باتیں ہمارے آپس میں ہی رہیں گی اسکا کسی اور کو پتہ تک نہیں چلے گا، انہیں یہ بھی گمان تھا کہ ہمیں ان باتوں کا علم نہیں، جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر علانیہ اور خفیہ باتوں کو ہم جانتے ہیں اسکے علاوہ ان پر ہمارے فرشتے مسلط ہیں جو انکی باتوں کو لکھتے رہتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ہمیں اسکی خبر نہ ہو؟۔اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں کعب القرظی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان تین آدمیوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی جو کہ کعبہ اور اسکے پردے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے کہا کہ کیا اللہ کو ہماری باتیں سنائی دیتی ہیں؟ اس پر دوسرے نے کہا کہ اگر ہم زور سے باتیں کریں تو وہ سن لیتا ہے اور اگر آہستہ سے کریں تو اسے سنائی نہیں دیتیں۔اس پر یہ آیت اَمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰىهُمۡ نازل ہوئی۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۵۔ص،۱۸۸)

﴿درس نمبر ۱۹۳۳﴾ آپ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے ﴿الزخرف ۸۱۔تا۔۸۳﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ اِنۡ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِيۡنَ ۞ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبِّ

الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ○ فَذَرۡہُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَ یَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَہُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلۡ آپ کہہ دیجئے اِنۡ اگر کَانَ ہو لِلرَّحۡمٰنِ رحمن کی وَلَدٌ کوئی اولاد فَاَنَا تو میں اَوَّلُ سب سے پہلے الۡعٰبِدِیۡنَ سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں سُبۡحٰنَ پاک ہے رَبِّ رب السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ آسمانوں اور زمین کا رَبِّ رب الۡعَرۡشِ عرش کا عَمَّا اس سے جو یَصِفُوۡنَ وہ بیان کرتے ہیں فَذَرۡہُمۡ چنانچہ آپ چھوڑ دیجئے ان کو یَخُوۡضُوۡا وہ الجھے رہیں وَ اور یَلۡعَبُوۡا کھیلیں کود یں حَتّٰی یہاں تک کہ یُلٰقُوۡا وہ ملیں یَوۡمَہُمُ اپنے اس دن کو الَّذِیۡ جس کا یُوۡعَدُوۡنَ وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ اگر خدائے رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا میں ہوتا۔ وہ جو آسمانوں اور زمین کا بھی مالک ہے، عرش کا بھی مالک، وہ ان ساری باتوں سے پاک ہے جو یہ بنایا کرتے ہیں۔ لہٰذا (اے پیغمبر) انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو کہ یہ ان باتوں میں ڈوبے رہیں، اور ہنسی کھیل کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جاملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کہدو کہ اگر ربِّ رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا۔

۲۔ وہ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، عرش کا بھی مالک ہے۔

۳۔ وہ ان ساری باتوں سے پاک ہے جو یہ بنایا کرتے ہیں۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے کہ وہ ان باتوں میں ڈوبے رہیں اور ہنسی کرتے رہیں۔

۵۔ یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑ جائے جن کا یہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

کفار و مشرکین کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعوذ باللہ اولاد ہے، جسکی بنا پر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا کرتے ہیں، اسی شرک کی بنا پر انہیں جو سزائیں دی جائیں گی پچھلی آیتوں میں جن کا تذکرہ گزرا۔ یہاں ان آیتوں میں انکے عقیدہ کی تردید کی جارہی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ تم یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے تو اگر واقعی ایسا ہوتا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو سب سے پہلے میں ہی اس رب کی اولاد کی عبادت کرتا، مگر ایسا بالکل بھی نہیں ہے جس طرح تم سوچ رہے ہو، وہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، نہ ہی اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی بیوی اور نہ ہی خود وہ کسی کی اولاد ہے لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ نہ تو کوئی اسکی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی۔ سورہ زمر کی آیت نمبر ۴ میں کہا گیا لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصۡطَفٰی مِمَّا یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ سُبۡحٰنَہٗ ہُوَ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کے لئے چن لیتا، مگر اسکی ذات ان سب سے پاک ہے، وہ اکیلا اور زبردست اقتدار کا مالک ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت

سی آیتیں ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کی نفی صراحتاً موجود ہے جیسے کہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۳ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ، سورہ مریم کی آیت نمبر ۳۵ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدہ سے براءت کا اعلان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ایسی ذات ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اسکے ساتھ ساتھ عرش کا بھی مالک ہے، جو ذات اتنی قدرت والی ہو تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ اولاد کی ضرورت تو انسانوں کو ہوتی ہے تاکہ وہ انکی مدد اور دیکھ بھال کر سکیں، بلکہ اولاد تو اس دنیا میں انسان کی زینت ہوتی ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (الکہف ۴۶) تو جب یہ زندگی کا ساز و سامان ہے تو پھر اسکی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے؟ وہ تو ان سب چیزوں سے پاک اور بالا ہے، ان مشرکین کے سامنے کھلے کھلے الفاظ اور واضح انداز میں صحیح اور درست بات بتانے کے باوجود اور اس بات پر دلائل دینے کے باوجود اگر یہ لوگ نہ مانیں تو آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے اور انہیں اپنی زندگی میں مگن رہنے دیجئے، جب یہ لوگ اللہ کے مقرر کردہ دن یعنی قیامت تک پہنچ جائیں گے تو انہیں اپنے کئے کا پتا چل جائیگا کہ وہ کتنا صحیح تھا اور کتنا غلط۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۴﴾ اللہ ہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی ﴿الزخرف ۸۴۔تا۔۸۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ○ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور هُوَ الَّذِیْ وہی ہے جو فِی السَّمَآءِ آسمان میں بھی اِلٰهٌ معبود ہے وَّ اور فِی الْاَرْضِ زمین میں بھی اِلٰهٌ معبود ہے وَ اور هُوَ وہ الْحَكِیْمُ نہایت حکمت والا الْعَلِیْمُ خوب جاننے والا ہے وَ اور تَبٰرَكَ بہت بابرکت ہے الَّذِیْ وہ ذات لَهٗ جس کے لیے مُلْكُ بادشاہی ہے السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور مَا جو کچھ بَیْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان وَ اور عِنْدَهٗ اسی کے پاس ہے عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم وَ اور اِلَیْهِ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے وَ اور لَا یَمْلِكُ نہیں اختیار رکھتے الَّذِیْنَ وہ جن کو یَدْعُوْنَ وہ پکارتے ہیں مِنْ دُوْنِهِ اس کے سوا الشَّفَاعَةَ سفارش کا اِلَّا مگر مَنْ وہ جس نے شَهِدَ گواہی دی بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور هُمْ وہ یَعْلَمُوْنَ جانتے ہیں

ترجمہ:۔ وہی (اللہ) ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہی ہے جو حکمت

کا بھی مالک ہے، علم کا بھی مالک۔ اور بڑی شان ہے اس کی جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان تمام چیزوں کی سلطنت ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کے پاس تم سب کو واپس لے جایا جائے گا۔ اور یہ لوگ اسے چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں، انہیں کوئی سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں! البتہ جن لوگوں نے حق بات کی گواہی دی ہو اور انہیں اس کا علم بھی ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی تو اللہ ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی۔

۲۔ وہی ہے جو علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۳۔ بڑی شان ہے اس اللہ کی جسکے قبضہ میں آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان تمام چیزوں کی سلطنت ہے۔

۴۔ اسی کے پاس ہی قیامت کا علم ہے۔ ۵۔ مرنے کے بعد اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

۶۔ یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں کوئی سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

۷۔ ہاں! البتہ جن لوگوں نے حق بات کی گواہی دی ہو اور انہیں اسکا علم بھی ہو تو ایسے لوگوں کو سفارش کا حق ملے گا۔

فرمایا گیا کہ جس اللہ کی عبادت کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تو زمین میں بھی معبود ہے اور آسمان میں بھی کہ زمین میں رہنے والی ہر مخلوق کا معبود وہی ایک اللہ ہے تو آسمان میں بسنے والی ہر مخلوق کا رب بھی وہی ایک اللہ ہے تو پھر تم لوگ کس بنا پر اس اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو؟ حالانکہ جن فرشتوں کو تم اللہ کی اولاد قرار دیتے ہو وہ بھی اسی ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں، اب تم ہی سوچ لو کہ تم جو کر رہے ہو وہ درست ہے یا غلط؟

کہا گیا کہ اللہ حکمت کا بھی مالک ہے کہ اس نے جو طے کر رکھا ہے اس میں کیا حکمت مصلحت ہے؟ اسے وہی جانتا ہے اور اسے ہر ہر چیز کی خبر ہے، تم کیا کرتے ہو، کیا سوچتے ہو اور کیا تدبیریں کرتے ہو؟ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس اللہ کی شان جس کے لئے تم اولاد قرار دیتے ہو بہت اونچی ہے، اس قدر اونچی کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے چاہے وہ انسان ہو یا جانور، جنات ہوں یا ملائکہ، چرند ہوں یا پرند، ہوا ہو یا پانی سب پر اسی کا حکم چلتا ہے اور اسی کی بادشاہت ان سب پر قائم ہے، اسکے حکم کے بغیر کوئی حرکت تک نہیں کر سکتا ایسی عظیم ذات کی اے مشرکو! تم اولاد قرار دیتے ہو؟

فرمایا گیا کہ جس قیامت کے دن سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے وہ دن کب واقع ہوگا وہ بھی اسی اللہ کو معلوم ہے، تم بار بار اس بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مت پوچھو اس لئے کہ انہیں بھی اس بات کا علم نہیں اور جب وہ دن قائم ہو جائیگا تو تم سب کو اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر اسی رب کے پاس جمع ہونا ہے جس رب کی تم نافرمانی کر رہے ہو اور اسکی اولاد قرار دے رہے ہو، جب تم اس رب کے سامنے کھڑے رہو گے تو سوچو تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم اس رب کے

سامنے کھڑے ہوجاوگے تو تمہیں اس کے مقرر کردہ عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہارے وہ باطل اور لچر معبود جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے یا پھر اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اس پروردگار کے سامنے تمہاری سفارش کرسکیں گے، ان معبودوں میں سے ہمارے کچھ نیک بندے بھی ہیں جنہوں نے ہمیشہ حق کی دعوت دی مگر پھر بھی تم نے انہیں معبود بنالیا تو وہ لوگ ان لوگوں کے حق میں گواہی دینگے جنہوں نے کلمہ حق یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کا اقرار کیا اور سچے دل سے اسے مانا اور جانا بھی تو ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالی سفارش کرنے کا اختیار دیگا تاکہ وہ لوگ اس سفارش کے ذریعہ اس وقت کی پریشانی سے نجات پاجائیں۔ اس آیت لَا يَمۡلِكُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ کی علماء تفسیر نے مختلف تفسیریں کی ہیں بعض نے کہا کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور ملائکہ جنکی یہ مشرکین عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے یہاں ان میں سے کسی کی سفارش کا حق نہیں رکھتے ہاں! البتہ یہ لوگ ان لوگوں کی سفارش کرسکیں گے جنہوں نے حق بات کو جانتے ہوئے اسکا اقرار کیا، جیسا کہ مجاہد علیہ الرحمہ نے اسکی تفسیر کی اور بعض نے اسکی تفسیر یوں کی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل معبود جنکی یہ مشرکین پرستش کرتے تھے وہ کسی کی سفارش نہیں کرسکتے مگر ہاں! حضرت عیسی اور عزیر علیہما السلام جبکہ ان دونوں کی بھی عبادت کی جاتی تھی اسکے باوجود بھی وہ لوگ ایمان والوں کی سفارش کرپائیں گے اس لئے کہ وہ لوگ حق بات کی گواہی دیتے تھے یعنی توحید کی جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (الدرالمنثور۔ ج،۲۱۔ص،۶۵۱) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نضر بن حارث اور قریش کے چند لوگوں نے کہا کہ محمد جو کہہ رہے ہیں اگر سچ ہے تو ہم نے تو ملائکہ کو اپنا ولی بنارکھا ہے اور وہ لوگ محمد سے زیادہ ہماری سفارش کرنے کا حق رکھتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۱۲۲)

﴿درس نمبر ۱۹۳۵﴾ عنقریب انہیں خود سب کچھ پتہ چل جائے گا ﴿الزخرف ۸۷۔تا۔۸۹﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ۝ وَقِيۡلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ وَقُلۡ سَلٰمٌ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَئِنۡ اگر سَاَلۡتَهُمۡ آپ ان سے سوال کریں مَّنۡ کہ کس نے خَلَقَهُمۡ پیدا کیا ان کو؟ لَيَقُوۡلُنَّ تو البتہ وہ ضرور کہیں گے اللّٰهُ اللہ نے فَاَنّٰى پھر کہاں يُؤۡفَكُوۡنَ وہ پھیرے جاتے ہیں وَ قسم ہے قِيۡلِهٖ اس کے یہ کہنے کی يٰرَبِّ کہ اے رب اِنَّ بلاشبہ هٰٓؤُلَآءِ یہ قَوۡمٌ لوگ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ایمان نہیں لائیں گے فَاصۡفَحۡ لہذا آپ منہ پھیر لیجیے عَنۡهُمۡ ان سے وَ اور قُلۡ کہہ دیجئے سَلٰمٌ سلام ہے فَسَوۡفَ پھر عنقریب يَعۡلَمُوۡنَ وہ جان لیں گے

ترجمہ:۔ اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ اس کے باوجود کوئی انہیں کہاں سے اوندھا چلا دیتا ہے؟ اور اللہ کو پیغمبر کی اس بات کا بھی علم ہے کہ: یارب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ لہذا (اے پیغمبر) تم ان کی پرواہ نہ کرو، اور کہہ دو: سلام۔ کیونکہ عنقریب انہیں خود سب پتہ چل جائے گا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔

۲۔ اسکے باوجود کوئی انہیں کہاں سے اوندھا چلا دیتا ہے؟۔

۳۔ اللہ کو پیغمبر کی اس بات کا بھی علم ہے کہ یارب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ انکی پرواہ مت کرو۔ ۵۔ ان سے کہہ دو سلام۔

۶۔ عنقریب انہیں خود سب کچھ پتہ چل جائے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی ان مشرکین کے دوغلہ پن کو واضح فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر علیہ السلام! اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو انکا جواب یہی ہوگا کہ ہمیں اللہ تعالی نے پیدا کیا، تو جب یہ لوگ اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے تو پھر اسے چھوڑ کر اوروں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ حالانکہ جس نے پیدا کیا ہے عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیئے، مگر ان مشرکین کا حال الٹا ہے وہ مانتے ہیں کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا اور عبادت کسی اور کی کر رہے ہیں، بھلا ایسی کونسی وجہ ہے جس نے انہیں اللہ کی عبادت کرنے سے روکے رکھا ہے؟ کیا ان پر شیطان حاوی ہو گیا ہے یا پھر انکی عقلیں کام کرنا بند کر چکی ہیں؟ جسکی وجہ سے یہ لوگ یہ کام کر رہے ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہی بات سمجھاتے رہیے کہ دیکھو! عبادت کا حقدار وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اس کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور فطرت کے بھی، جب آپ علیہ السلام کی باتیں ماننے سے لوگ انکار کرنے لگے تو آپ علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالی سے انکی شکایت کی جسکا تذکرہ اگلی آیت میں کیا جا رہا ہے کہ اے نبی! ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہم سے انکی شکایت کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ قوم کہ جس کی طرف آپ نے مجھے ڈرانے کے لئے بھیجا اور انہیں اسلام کی طرف بلانے کے لئے بھیجا ایسی قوم ہے کہ ایمان ہی نہیں لاتی جبکہ انہیں بار بار سمجھایا گیا، طرح طرح کی دلیلیں انکے سامنے دی گئیں مگر پھر بھی ماننے کے لئے یہ تیار ہی نہیں ہیں، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کی اس دلی شکایت کا جواب دیا کہ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو کوئی بات نہیں، آپ نے اپنا کام کر دیا بس وہی کافی ہے لہذا اب آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے اور سلام کہہ کر ان سے الگ ہو جائیے اور انہیں چھوڑ کر دوسروں کو اسلام کی دعوت دیجئے، یہ جو لوگ آپ کی بات نہیں

مان رہے ہیں انہیں کل قیامت کے دن پتا چل جائے گا کہ انہوں نے آپ کی بات نہ مان کر کتنی بڑی غلطی کی ہے؟۔
ان آیتوں میں جو سلام کہنے کا حکم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان سے آپ عمدہ طریقہ سے الگ ہو جائیے یعنی انہیں الوداع کہہ دیجئے، یہاں پر سلام سے مراد وہ سلام نہیں ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرتا ہے بلکہ غیر مسلم کو تو سلام کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ (ترمذی ۱۶۰۲). تو اس سے بھی پتا چلا کہ یہاں اس آیت میں سلام سے مراد الوداع کہنا ہے نہ کہ سلام۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۵۹ آیات پر مشتمل ہے۔

حق کو واضح کرنے والی مقدس کتاب

﴿درس نمبر ۱۹۳۶﴾ ﴿الدُّخان ۱-تا-۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۞ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۞ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۞ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حم وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ قسم ہے واضح کتاب کی اِنَّآ بلاشبہ ہم نے اَنْزَلْنٰهُ نازل کیا اس کو فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ایک بابرکت رات میں اِنَّا بے شک ہم كُنَّا ہیں مُنْذِرِيْنَ ڈرانے والے فِيْهَا اس میں يُفْرَقُ فیصلہ کیا جاتا كُلُّ اَمْرٍ ہر معاملے حَكِيْمٍ حکمت والے کا اَمْرًا بطورِ حکم مِّنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے اِنَّا بے شک ہم كُنَّا ہیں مُرْسِلِيْنَ بھیجنے والے رَحْمَةً رحمت سے مِّنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے اِنَّهٗ هُوَ بلاشبہ وہی ہے السَّمِيْعُ خوب سننے والا الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا

ترجمہ:۔ حم۔ قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ کہ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے، کیوں کہ ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے۔ اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے (نیز) ہم ایک پیغمبر بھیجنے والے تھے۔ تا کہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو، یقیناً وہی ہے جو ہر بات سننے والا، ہر چیز جاننے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے سورۂ حم الدخان یعنی سورۂ دخان رات میں پڑھا تو وہ صبح اس حالت میں کرے گا کہ ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعاء مانگ رہے ہوں گے۔ (ترمذی ۲۸۸۸)

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں :

۱۔قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔

۲۔ہم نے اس کتاب کو ایک مبارک رات میں اتارا۔ ۳۔ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے۔

۴۔اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے۔

۵۔ہم ایک پیغمبر بھیجنے والے تھے۔

۶۔انہیں بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو۔

۷۔یقیناوہی وہ ذات ہے جو ہر بات سننے والی اور ہر چیز جاننے والی ہے۔

یہ سورت بھی پچھلی سورت کی طرح حروف مقطعات ''حم'' سے شروع ہو رہی ہے جسکے معنی اور مراد کے سلسلہ میں تفصیلی بحث پچھلی سورتوں میں گزر چکی ہے اور اس سورت میں بھی اللہ تعالی نے قرآن کی قسم کھا کر اسکے نزول کے سبب اور اسکی فضیلت بیان کی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسم ہے اس کتاب یعنی قرآن کی جس نے ہر اس چیز کو انسان کے سامنے کھول کھول کر بیان کردیا جسکی اسے ضرورت ہے، چاہے وہ دینی معاملات ہوں جیسے کہ فرائض، حرام، حلال جائز ناجائز وغیرہ اور دنیاوی معاملات جیسے کہ معاشرت، کاروبار، حقوق وغیرہ، اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے تو اس نتیجہ پر ضرور پہنچ جائیں گے کہ اس قرآن مجید میں جہاں عقائد یعنی توحید، رسالت، شرک، آخرت وغیرہ سے متعلق تفصیلات موجود ہیں بالکل اسی طرح عبادات یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی وغیرہ کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے نیز زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ہدایات بھی دی گئی ہیں۔نکاح، طلاق، خلع اور ازدواجی زندگی سے متعلق مختلف امور، وراثت، وصیت ودیگر معاملات سے متعلق احکام بھی موجود ہیں۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔احقر غیاث احمد رشادی نے ہر مضمون کے تحت آیات کو ۱۳۶۰ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب میں جمع کیا ہے جس کا نام روحِ قرآن ہے اس کتاب کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ قرآن مجید نے کس قدر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اس مبارک کتاب کو ہم نے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے، وہ مبارک رات کونسی ہے؟ اس میں علماء تفسیر کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس مبارک رات سے مراد شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اکثر نے کہا کہ اس سے مراد شب قدر ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''فِيۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ '' سے مراد شب قدر ہے، کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ کو پہلی رمضان میں اتارا،

تورات کو ۷؍رمضان میں، زبور کو ۱۷؍رمضان میں، انجیل کو ۱۸؍رمضان میں اور قرآن کریم کو ۲۵؍رمضان میں اتارا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۷) اس کتاب کے اتارنے کے مقصد سے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا کہ اسکا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم سے ڈرایا جائے تا کہ وہ ہماری نافرمانی کرنے سے بچ جائیں، یہاں پر صرف ڈرانے کا لفظ استعمال کیا گیا جبکہ اس کتاب کے ذریعہ ایمان والوں کو بھی طرح طرح کی بشارتیں اور خوشخبریاں دی گئیں؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک مخالف چیز کو بیان کر دیا گیا ہو تو دوسری مخالف چیز اسکے ضمن میں آ ہی جاتی ہے مثلاً صبح ہے تو اسکے مقابل میں شام ہے، چھاؤں ہے تو اسکے مقابلہ میں دھوپ ہے وغیرہ۔

اللہ تعالی اس رات کی ایک اور فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ اس رات میں ہر حکیمانہ معاملہ طے کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالی کے حکم سے اس رات دنیا کے سارے معاملات طے کئے جاتے ہیں کہ کون جئے گا اور کون مرے گا؟ کس کو کتنا رزق ملے گا اور کس کو کتنی دولت ملے گی، کس کے یہاں اولاد ہوگی اور کس کے یہاں نہیں؟ وغیرہ جو بھی اس دنیا میں ہونا ہے وہ سب اسی رات میں طے ہوتا ہے، حکیمانہ معاملہ اس لئے کہا گیا کہ جو بھی اللہ تعالی انسان کے لئے طے کرتا ہے وہ حکمت سے بھرا ہوتا ہے اسی لئے اس جانب اشارہ دیا گیا، اس رات کے بارے میں بھی وہی اختلاف ہے جو کہ پچھلی آیت میں تھا یعنی یہ رات شب قدر ہے یا شب برات؟ مگر اکثر علماء کی یہی رائے ہے کہ یہ شب قدر ہے جیسا کہ ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ اے ابوسعید! کیا شب قدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟ تو آپ نے کہا ہاں! اللہ کی قسم! وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور کہا کہ یہی تو وہ رات ہے کہ جس میں اللہ کے حکم سے ہر معاملہ طے کیا جاتا ہے، اسی رات میں اللہ تعالی موت، زندگی اور رزق وغیرہ کا فیصلہ فرماتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۸)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں جب ہم نے یہ کتاب نازل کی تو ہم نے اس کتاب کو سمجھانے کے لئے ایک معلم اور ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائیں، تمہیں اسکے احکامات بتلائیں، تمہارے سامنے اسے کھول کھول کر بیان کریں، ہم نے گویا کہ ایک رحمت کو تمہارے درمیان بھیجا ہے کہ وہ ہر دم تمہاری بھلائی چاہنے میں اور تمہاری کامیابی چاہنے میں مصروف رہتے ہیں اور یقین جانو کہ جس اللہ نے تمہارے لئے یہ سب کچھ تیار کیا وہ تمہاری ہر خفیہ اور علانیہ باتوں کو سننے والا ہے اور جو تم دل میں چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے لہذا انتہائی میں بھی گناہوں سے بچو اور لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی اور ہمیشہ دل کو برائیوں سے پاک رکھو۔

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ جب آسمان ایک واضح دھنواں لے کر نمودار ہوگا! ﴿الدخان ۷۔تا۔۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ

وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ يَوْمَ
تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ○ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَبِّ رب ہے السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کا وَ اور مَا ان کا جو بَيْنَهُمَا ان کے درمیان میں ہے اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو مُّوْقِنِيْنَ یقین کرنے والے لَا نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی يُحْيِ وہ زندہ کرتا ہے وَ اور يُمِيْتُ وہ مارتا ہے ؕ رَبُّكُمْ تمہارا رب ہے وَ اور رَبُّ اٰبَآءِ كُمُ الْاَوَّلِيْنَ تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے بَلْ بلکہ هُمْ وہ فِيْ شَكٍّ شک میں يَّلْعَبُوْنَ کھیل رہے ہیں فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کیجیے يَوْمَ اس دن کا تَاْتِي کہ لائے السَّمَآءُ آسمان بِدُخَانٍ دھواں مُّبِيْنٍ ظاہر يَّغْشَى وہ ڈھانپ لے گا النَّاسَ لوگوں کو هٰذَا یہ ہے عَذَابٌ عذاب اَلِيْمٌ دردناک

ترجمہ:۔ جو سارے آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان ہر چیز کا رب ہے، اگر تم واقعی یقین کرنے والے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زندگی بھی دیتا ہے، اور موت بھی۔ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے گزرے ہوئے باپ داداوں کا بھی رب۔ (پھر بھی کافر ایمان نہیں لاتے) بلکہ وہ شک میں پڑے ہوئے کھیل کر رہے ہیں۔ لہٰذا اُس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ اللہ سارے آسمانوں اور زمین کا اور انکے درمیان موجود ہر چیز کا رب ہے۔

۲۔ اگر تم واقعی یقین رکھنے والے ہو تو جان لو گے کہ یہ سب ویسا ہی ہے جیسا کہا گیا۔

۳۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۴۔ وہ اللہ زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی۔

۵۔ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمہارے باپ داداوں کا بھی۔

۶۔ ان سب چیزوں کو جاننے کے بعد بھی کافر لوگ شک میں پڑے ہوئے کھیل کر رہے ہیں۔

۷۔ اے پیغمبر! آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان ایک واضح دھنواں لیکر نمودار ہوگا۔

۸۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ ۹۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کیا جا رہا ہے کہ جس اللہ نے قرآن مجید کو نازل کیا اور رحمت والے نبی کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان سب کا جو ان دونوں کے بیچ موجود ہیں رب اور پالنے والا ہے، انہیں رزق دینا اور ان تک روزی روٹی پہنچانا اسی اللہ کے ذمہ ہے، اگر تم اس اللہ پر یقین رکھتے ہو تو ان کہی ہوئی باتوں کو سچا جانو کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ سچ ہے اور اسی پر ایمان لاؤ یہ کہتے ہوئے کہ اس

اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہونے کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا بھی دل سے یقین رکھو کہ وہی ایک اللہ ہے جو ہر کسی کو زندگی دیتا ہے اور موت بھی، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا بھی ہے، موت اور حیات اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ تمہارا رب ہے اور تم سے پہلے گزرے تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے ان سب چیزوں کے جاننے کے بعد بھی تم لوگ اس دنیا کی رونق میں کھو کر، زندگی کی عیش وعشرت میں ڈوب کر اللہ کو بھول بیٹھے ہو اور تمہیں اس بات میں شک ہے کہ وہ رب ہے یا نہیں؟، ان نہ ماننے والوں پر اللہ تعالی عذاب مسلط کردے گا اور وہ عذاب بھی دھنویں والا عذاب ان پر آئے گا جو سارے انسانوں کو گھیر لے گا، یہ ایک دردناک عذاب ہوگا جو ان پر آئے گا۔ اس دخان سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا کہ اس سے مراد وہ دھنواں ہے جو قیامت کے قریب آئے گا جیسا کہ حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم آپس میں مذاکرہ کررہے تھے، تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ کس چیز کے بارے میں مذاکرہ کررہے ہو؟ ہم نے کہا قیامت کے بارے میں، آپ نے کہا کہ قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک کہ تم دس چیزوں کو نہ دیکھ لو اور پھر آپ ﷺ نے وہ دس چیزیں گنوائیں، ان میں پہلی چیز دخان یعنی دھنویں کا تذکرہ فرمایا۔ (مسلم ۲۹۱۰) اور بعض نے فرمایا کہ اس دخان سے مراد وہ قحط سالی ہے جو نبی رحمت ﷺ کی دعا کی وجہ سے قریش پر آئی چنانچہ اس سلسلہ میں بخاری میں ایک حدیث مروی ہے جسے حضرت مسروق علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی قبیلہ کندہ میں بیٹھ کر خطاب کررہا تھا کہ اس نے کہا کہ قیامت کے قریب ایک دھنواں آئے گا کہ جو منافقین کی سماعت اور بصارت کو ختم کردیگا، لیکن مومن کو اس دھنویں سے زکام جیسے اثر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا، تو پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ ٹیک لگا بیٹھے ہوئے تھے، جب میں نے یہ سارا واقعہ بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور آپ نے کہا کہ جسکو جس کا علم ہے وہ اسے بیان کرے اور جس چیز کا اسے علم نہیں اسکے بارے میں کہے کہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، کیونکہ علم کی نشانی یہی ہے کہ جسکا تمہیں علم نہیں اسکے بارے میں کہتے ہو کہ مجھے پتا نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ اس تبلیغ پر میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں، اسکے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریش اسلام سے دور بھاگ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق میں بددعا فرمائی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح قحط بھیج کر میری مدد فرما، چنانچہ ان پر ایسا قحط آیا کہ وہ لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہوگئے یہاں تک کہ وہ ہڈی اور مردار تک کھانے لگے اور جب کوئی آدمی آسمان اور زمین کے درمیان دیکھتا تو اسے بس دھنواں ہی دھنواں نظر آتا تھا، اتنے میں حضرت ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ تو ہمارے پاس صلہ رحمی کا درس لیکر آئے اور آپ کی قوم کا حال یہ ہے کہ وہ ہلاک

ہونے کے قریب ہے لہذا آپ اپنے رب سے دعا کریں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ" سے لے کر "عَائِدُوْنَ" تک پڑھی۔ اسکے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخرت کا عذاب ان پر آنے کے بعد ٹل جائے گا؟ اور ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ پھر سے کفر کرنے لگیں؟ (جبکہ ایسا ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ عذاب ہٹالیا گیا تو پھر سے کفر کرنے لگے) انکی اسی حرکت کی وجہ سے تو اللہ تعالی نے فرمایا "يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ" کہ ہم انکی سخت پکڑ کریں گے اور یہاں بظاہر مراد جنگ بدر ہے کہ اس دن اللہ تعالی نے ان کی پکڑ کی۔ (بخاری ۴۷۷۴) لہٰذا اس دخان سے دو بھی مراد لیا جاسکتا ہے ماضی میں قریش پر قحط کے نازل ہونے کو اور قیامت کے قریب کے احوال کو۔ واللہ اعلم۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۸﴾ اے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کردیجیے ﴿الدخان ۱۲۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ○ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ ○ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَبَّنَا اے ہمارے رب اكْشِفْ دور کرے عَنَّا ہم سے الْعَذَابَ یہ عذاب اِنَّا بلاشبہ ہم مُؤْمِنُوْنَ ایمان لانے والے ہیں اَنّٰى کیوں کر ہوگی لَهُمُ ان کے لیے الذِّكْرٰى نصیحت وَ جبکہ قَدْ تحقیق جَآءَهُمْ آچکا ان کے پاس رَسُوْلٌ ایک رسول مُّبِيْنٌ بیان کرنے والا ثُمَّ پھر تَوَلَّوْا انہوں نے منہ موڑ لیا عَنْهُ اس سے وَ اور قَالُوْا کہا مُعَلَّمٌ وہ سکھایا ہوا ہے مَّجْنُوْنٌ دیوانہ ہے اِنَّا بے شک ہم كَاشِفُوا دور کرنے والے ہیں الْعَذَابِ عذاب کو قَلِيْلًا تھوڑی دیر کے لیے اِنَّكُمْ بلاشبہ تم عَائِدُوْنَ دوبارہ وہی کرنے والے ہو يَوْمَ جس دن نَبْطِشُ ہم پکڑیں گے الْبَطْشَةَ پکڑنا الْكُبْرٰى بڑا اِنَّا بلاشبہ ہم مُنْتَقِمُوْنَ انتقام لینے والے ہیں

ترجمہ:۔ (اس وقت یہ لوگ کہیں گے) "اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کردیجیے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔،، ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے؟ حالانکہ ان کے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ اُس سے منہ موڑے رہے، اور کہنے لگے کہ: "یہ سکھایا پڑھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ ہم عذاب کو کچھ عرصہ تک ہٹا دیتے ہیں۔ یقین ہے کہ تم پھر اُسی حالت پر لوٹ آؤ گے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس وقت وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کردیجئے۔

۲۔ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ۳۔ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے۔
۴۔حالانکہ انکے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔
۵۔پھر بھی یہ لوگ اس سے منہ موڑے رہے۔ ۶۔کہنے لگے کہ یہ سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔
۷۔ہم عذاب کو کچھ عرصہ تک ہٹا دیتے ہیں۔ ۸۔یقین ہے کہ تم اسی حالت پر لوٹ آ ؤ گے۔
۹۔جس دن ہماری طرف سے سب سے بڑی پکڑ ہوگی۔ ۱۰۔اس دن ہم پورا انتقام لے لیں گے۔

کافروں کو جب اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں گرفتار کریں گے یہ لوگ کیا کہیں گے؟ اس کا ذکر ان آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! اگر آپ ہم سے اس عذاب کو دور فرما دیں گے تو ہم آپ پر یقیناً ایمان لے آئیں گے اور آپ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے، آپ کے مطیع و فرمانبردار بن کر زندگی گزاریں گے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش کے لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا اگر اللہ نے ہم سے اس عذاب یعنی قحط سالی کو ہٹا لیا تو ہم اسلام قبول کرلیں گے، لیکن جب اللہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اس قحط کو دور کر دیا اور بارش نازل فرمائی تو ان لوگوں نے اپنے اس عہد کو توڑ دیا اور اسلام نہیں لائے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۳۲) انکی اسی حالت پر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہیں اس واقعہ سے بھی نصیحت نہیں ملی تو اب اور کس چیز سے انہیں نصیحت ملے گی ''اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى'' اور جبکہ انہیں سمجھانے کے لئے انکے درمیان رسول موجود ہیں جو کھلے کھلے طور پر انہیں اللہ کی آیتیں سمجھاتے ہیں اور ہر بات کی وضاحت کرتے ہیں، انکے پوچھے گئے سوالات کا تشفی بخش جواب دیتے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں، بلکہ انکا حال تو ایسا ہے کہ جب نبی انہیں سمجھانے کے لئے جاتے ہیں تو یہ لوگ انکی بات سننے کے بجائے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں اور آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں کسی نے نعوذ باللہ سکھا کر ہمارے پاس بھیجا ہے تاکہ یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے دین سے دور کر دیں اس لئے یہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور ہمیں تو لگتا ہے کہ ان پر جنون چڑھ گیا ہے اور انہیں کچھ پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ان کفار کی بدعہدی کو خود بیان فرما رہے ہیں کہ اچھا چلو! ہم تمہاری بات پر یقین کر کے اگر تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹا بھی دیں تو تم لوگ ایسی بدترین قوم ہو کہ فوراً بغیر کسی تاخیر کے اپنی پہلی والی حالت پر لوٹ آ ؤ گے، تمہیں اتنا بھی احساس نہیں رہتا کہ اس رب نے ہماری التجا قبول کر کے ہمیں وقت دیا ہے تو ہم کیسے اسکی نافرمانی کریں؟ یہ بھی خیال تمہارے ذہنوں میں نہیں آتا بلکہ تم لوگ تو بالکل جھوٹے لوگ ہو، یہاں اس آیت کے بھی دو معنی مراد لئے گئے ہیں، چنانچہ پہلا معنی وہی ہے کہ جب اللہ نے قحط نازل فرمایا تو یہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے کہ اگر یہ عذاب ہم سے دور ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، انکی اسی بات پر اللہ نے انکی حقیقت کھول دی کہ اے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم ان سے اس عذاب کو دور کر دینگے تو یہ لوگ پھر سے اپنی پہلی والی حرکتوں کو انجام دینے لگیں گے، اللہ تعالی نے ان سے عذاب کو دور کر کے انکی اس حقیقت کو واضح بھی کر دیا کہ یہ قوم بھروسہ کے لائق نہیں ہے اور دوسرا معنی یہ مراد لیا گیا کہ جب یہ لوگ قیامت کے دن اس عذاب کو دیکھیں گے تو اللہ تعالی سے کہیں گے کہ آپ ہم سے اس عذاب کو دور کر دیجئے تو ہم اس کے بعد آپ ہی کی عبادت کرنے لگیں گے، اللہ تعالی انکی اس التجا کا جواب دے رہے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہم تم سے اس عذاب کو دور کر دیں تو تم پھر سے اسی کفر میں لوٹ جاوگے لہذا تمہاری بات کا کوئی اعتبار نہیں اب تم اسی عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ عذاب تو تمہیں ملے گا ہی اسکے علاوہ ایک اور سخت عذاب ہے جس میں تمہیں ڈالا جائے گا اور جس دن تمہیں اس ہمیشہ کے عذاب میں ڈالا جائے گا اس دن ہم انتقام لے لیں گے اور جب ہم انتقام لینے آتے ہیں تو کسی کو چھوڑتے نہیں ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۹﴾ ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا ﴿الدخان ۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاۤءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق فَتَنَّا ہم نے آزمایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمَ فِرْعَوْنَ قوم فرعون کو وَ اور جَاۤءَهُمْ آیا تھا ان کے پاس رَسُوْلٌ رسول كَرِيْمٌ معزز اَنْ یہ کہ اَدُّوْۤا تم حوالے کر دو اِلَيَّ میرے پاس عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندوں کو اِنِّيْ بے شک میں لَكُمْ تمہارے لیے رَسُوْلٌ رسول ہوں اَمِيْنٌ امانت دار وَّ اور اَنْ یہ کہ لَّا تَعْلُوْا تم سرکشی نہ کرو عَلَى اللّٰهِ اللہ کے مقابل اِنِّيْۤ بلا شبہ اٰتِيْكُمْ لاتا ہوں میں تمہارے پاس بِسُلْطٰنٍ دلیل مُّبِيْنٍ واضح وَ اور اِنِّيْ بے شک میں نے عُذْتُ پناہ لی بِرَبِّيْ اپنے رب کی وَ اور رَبِّكُمْ تمہارے رب کی اَنْ اس بات سے کہ تَرْجُمُوْنِ تم سنگسار کر دو مجھے

ترجمہ:۔ اور ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا اور ان کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے۔ (اور انہوں نے کہا تھا کہ) اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔ میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ اور یہ کہ: اللہ کے آگے سرکشی مت کرو، میں تمہارے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور میں اس بات سے اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا۔ ۲۔اس قوم کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے۔
۳۔اس پیغمبر نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔
۴۔میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغمبر بن کر آیا ہوں۔
۵۔یہ پیغام لیکر آیا ہوں کہ اللہ کے آگے سرکشی مت کرو۔
۶۔میں تمہارے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں۔
۷۔میں اس بات سے اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو۔

رسول رحمت ﷺ نے جب مشرکین مکہ کی حالت کو دیکھا کہ وہ شرک و کفر پر مصر ہیں اور اس سے باز نہیں آرہے ہیں تو آپ ﷺ کے سامنے اللہ تعالی نے فرعون کی قوم کی مثال رکھی کہ اس قوم سے پہلے ایک قوم گزری ہے جنکا بھی حال یہی تھا جوان مکہ کے کافروں کا ہے، انکے پاس بھی ایک رسول یعنی حضرت موسی علیہ السلام کو ہم نے بھیجا تھا جو انہیں ہماری عبادت کی طرف بلاتے تھے اور توحید کی دعوت دیتے تھے، اس رسول نے اپنی قوم کے ظالم لوگوں سے کہا کہ یہ جو بنی اسرائیل کو تم نے اپنا غلام بنا رکھا ہے اسے چھوڑ دو اور انہیں میرے ساتھ جانے دو، ان پر ظلم وزیادتی نہ کرو اور بعض حضرات جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ تم لوگ اس چیز میں میری پیروی کرو جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں یعنی حق کی طرف۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۴۰۹) اور یہ بات میں تم سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں ایک سچا نبی ہوں جسے اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور میرا کام ہر بری چیز کو ختم کرنا اور ہر اچھائی کو عام کرنا ہے اس لئے تم لوگ اس برائی سے باز آجاو اور ایک کام یہ بھی کرو کہ اللہ کے احکامات کے سامنے سرکشی مت کرو اور اسکی اتباع کرنے میں تکبر سے کام نہ لو اور جو میں کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اور تمہارے سامنے اسکے احکام سنا رہا ہوں تو یہ میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس پر میرے پاس واضح اور صاف صاف دلیلیں ہیں کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میں واقعی اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ یقینا اللہ ہی کا حکم ہے جو میں تم تک پہنچا رہا ہوں شاید کہ اس دلیل کو دیکھ کر تمہیں میری باتوں پر یقین آئے اور اگر تمہیں ان دلائل کو دیکھ کر بھی میری باتوں پر یقین نہ آئے تو کوئی بات نہیں مگر تم لوگ میرے ساتھ برائی کا معاملہ نہ کرو، میں اللہ تعالی سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم لوگ مجھے رجم کرو، میں اپنے آپ کو اسکی حفاظت میں دیتا ہوں۔اور بعض مفسرین نے یہاں رجم سے زبانی الفاظ اور شتم مراد لیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی رائے ہے اور حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے کہا کہ فرعون اور اسکی قوم یعنی قبطی لوگ آپ علیہ السلام کو جادوگر وغیرہ برے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے انہیں الفاظ کو رجم سے تعبیر کیا گیا اور اس سے پناہ مانگی گئی۔
(تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۲۶)

الغرض ان آیتوں سے یہی بتانا مقصود تھا کہ یہ عرب کی مشرک قوم کسی بھی حال میں سدھرنے والی نہیں ہے چاہے انہیں کتنا بھی سمجھایا جائے اور انہیں کتنا ہی ڈرایا جائے، بلکہ یہ قوم تو عذاب کو ٹالنے کے لئے جھوٹے وعدے کرتی ہے جیسے کہ فرعون کی قوم نے کیا تھا کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ نے مختلف عذاب جیسے کہ خون، مینڈک، جوں وغیرہ بھیجا تو یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر آپ سے اس عذاب کو ٹالنے کیلئے دعا کی درخواست کرنے لگے اور عذاب کے ٹل جانے پر ایمان لانے کا بھی وعدہ کرتے مگر جیسے ہی عذاب ختم ہو گیا اپنی بات سے مکر جاتے جسکی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کر دیا تو مکہ کی قوم نے بھی ایسا ہی کیا کہ جب ان سے وہ قحط ختم ہو گیا جو ان پر مسلط تھا تو پھر سے بدمعاشی کرنے لگے تو اللہ نے بھی انہیں جنگ بدر میں ہلاک کر دیا۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۰﴾ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ ﴿الدخان ۲۱۔تا۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ O فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ O فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ O وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنْ اگر لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لاتے لِيْ میری بات پر فَاعْتَزِلُوْنِ تو تم الگ ہو جاؤ مجھ سے فَدَعَا پھر اس نے پکارا رَبَّهٗٓ اپنے رب کو اَنَّ کہ بلاشبہ هٰٓؤُلَاۗءِ یہ قَوْمٌ لوگ مُّجْرِمُوْنَ مجرم ہیں فَاَسْرِ اب تو لے چل بِعِبَادِيْ میرے بندوں کو لَيْلًا رات کے وقت اِنَّكُمْ بے شک تم مُّتَّبَعُوْنَ پیچھا کیے جاؤ گے وَ اور اتْرُكِ تو چھوڑ دے الْبَحْرَ سمندر کو رَهْوًا اتھا ہوا اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ جُنْدٌ لشکر ہیں مُّغْرَقُوْنَ کہ غرق کیے جائیں گے

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔(اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) اچھا تم میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ۔ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا۔ اور تم سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا یقیناً یہ لشکر ڈبو یا جائے گا۔ کتنے باغات اور چشمے تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاو۔

۲۔ پھر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے بندوں کو لیکر راتوں رات روانہ ہو جاو۔

۴۔ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا۔ ۵۔ تم سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا۔ ۶۔ یقیناً یہ لشکر ڈبو یا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں فرعون کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ تھا ان آیتوں میں بھی یہی تذکرہ کیا جا رہا

ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اسکی قوم کو ایمان باللہ کی دعوت دی تو وہ انہیں دھمکیاں دینے اور برا بھلا کہنے لگے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی پناہ مانگی اور ان سے کہا کہ اگر تم لوگ ایمان نہ لانا چاہتے ہو تو نہ لاؤ مگر میرے ساتھ برائی کا ارادہ نہ کرنا اور میرا راستہ نہ روکنا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے، فرعون اور اسکی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہیں مانی تو آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مایوس ہو کر اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار! میں انہیں اسلام کی طرف بلا رہا ہوں مگر یہ لوگ سرکشی پر سرکشی کئے جا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ تو آپ کے مجرم ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں اور آپ کے ساتھ شرک کرتے ہیں لہذا آپ ہی انکے لئے کافی ہو جائیے، آپ علیہ السلام کی اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے آپ ایک کام کیجئے کہ رات کے اندھیرے میں صبح ہونے سے پہلے پہلے ہمارے ایمان والے بندوں کو اپنے ساتھ لیکر اس جگہ سے نکل جائیے، سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی فرمایا گیا وَ لَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰۤى اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخۡشٰى کہ ہم نے موسیٰ کی طرف یہ وحی بھیجی کہ وہ ہمارے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل جائیں اور انکے لئے سمندر میں خشکی والا ایک راستہ بنا دیں کہ تمہیں نہ کوئی آ پکڑنے کا اندیشہ رہے اور نہ ہی کوئی اور خوف، فرمایا کہ جب آپ کے نکلنے کی خبر ان فرعونیوں کو ملے گی تو وہ یقینا تمہارا پیچھا کریں گے اور ہوا بھی ایسا ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر وہاں سے نکلے تو فرعون اور اسکے لشکر نے آپ کا پیچھا کیا، آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سمندر آ گیا یہ سمندر کونسا تھا؟ اس بارے میں مختلف رائے ہیں کہ بعض نے کہا کہ وہ بحر قلزم تھا، الغرض جب وہ سمندر آپ علیہ السلام کے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی لیکر اس سمندر پر ماریں "فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰۤى اَنِ اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡبَحۡرَ" کہ ہم نے موسیٰ کو یہ وحی کی کہ وہ اپنی لاٹھی سے سمندر کو ماریں۔ (الشعراء ۶۳) تو آپ نے ویسا ہی کیا جس سے سمندر میں راستے بن گئے فَانۡفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٍ كَالطَّوۡدِ الۡعَظِيۡمِ لہذا سمندر پھٹ گیا اور ہر حصہ ایک پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔ (الشعراء ۶۳) چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم سے اپنی قوم کے ساتھ اس سمندر کو پار کر لیا اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وَاتۡرُكِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا" کہ سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ کر آپ اپنی قوم کے ساتھ وہاں سے نکل جاؤ ہم اس فرعون کے لشکر کو ڈبو دیں گے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو پار کر لیا تو پھر سے لوٹے تا کہ سمندر کو پھر سے لاٹھی سے ماریں تا کہ وہ مل جائے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں فرعون اور اسکا لشکر انکے پیچھے نہ آ جائے، اسی وجہ سے ان سے کہا گیا کہ اس سمندر کو اسی طرح کھڑا ہوا راستوں کی شکل میں رہنے دو ان سب کو ہم ڈبو دیں گے۔ (الدر المنثور۔ ج ۷۔ ص ۴۱۰) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ انہیں ڈبو دیا جائے گا اسے پورا کر دیا وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ

تَنۡظُرُوۡنَ اد کرو اس وقت کو جب ہم نے سمندر کو تمہاری خاطر پھاڑ ڈالا تھا اور تمہیں نجات دے کر فرعونیوں کو غرق کر ڈالا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے۔(البقرہ ۵۰)

﴿درس نمبر ۱۹۴۱﴾ ان سب چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا ﴿الدُخان ۲۵-تا-۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَمۡ تَرَكُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوۡنٍ Oوَّ زُرُوۡعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيۡمٍ Oوَّ نَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ O كَذٰلِكَ وَ اَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ O فَمَا بَكَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ وَ مَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَمۡ کتنے تَرَكُوۡا وہ چھوڑ گئے مِنۡ جَنّٰتٍ باغات وَّ عُيُوۡنٍ اور چشمے وَّ اور زُرُوۡعٍ کھیتیاں وَّ اور مَقَامٍ محل كَرِيۡمٍ عمدہ وَّ اور نَعۡمَةٍ سامانِ راحت كَانُوۡا کہ وہ تھے فِيۡهَا ان میں فٰكِهِيۡنَ عیش وعشرت کی زندگی گذارنے والے كَذٰلِكَ اسی طرح وَ اور اَوۡرَثۡنٰهَا ہم نے وارث کر دیا ان کا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ایک دوسری قوم کو فَمَا بَكَتۡ پھر نہ روئے عَلَيۡهِمُ ان پر السَّمَآءُ آسمان وَ اور الۡاَرۡضُ زمین وَ اور مَا كَانُوۡا نہ تھے وہ مُنۡظَرِيۡنَ مہلت دیئے گئے

ترجمہ:۔ کتنے باغات اور چشمے تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے O اور کتنے کھیت اور شاندار مکانات O اور عیش کے کتنے سامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے O ان کا انجام اسی طرح ہوا، اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا O پھر نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین اور نہ ان کو کچھ مہلت دی گئی O

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کتنے ہی باغات اور چشمے، کھیتی اور شاندار مکانات یہ لوگ چھوڑ گئے؟۔

۲۔ کتنے ہی عیش کے سامان یہ لوگ چھوڑ گئے جس میں وہ مزے کر رہے تھے؟۔

۳۔ انکا انجام اسی طرح ہوا جیسا تم نے دیکھا۔

۴۔ ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا۔

۵۔ پھر نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین۔ ۶۔ نہ ہی انہیں کچھ مدت مہلت دی گئی۔

پچھلی آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک ہونے کو بیان کیا گیا، ان آیتوں میں اس قوم نے کیا کیا چیزیں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں اسے بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ قوم جسے اللہ تعالی نے ہلاک کیا اپنے پیچھے بہت سے شاندار باغات، چشمے کھیتیاں اور مکانات چھوڑ گئے، یہ مال و دولت انکے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی یہ مال و دولت انہیں اس عذاب

سے بچا سکی، جس دنیا کے پیچھے پڑ کر ان لوگوں نے آخرت کو بھلا دیا تھا اسے یہ لوگ یہیں چھوڑ گئے، ان چیزوں کے علاوہ اور بھی بہت سارے عیش وعشرت کے سامان تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے پھر ہم نے اسی ساز سامان، مال ودولت، باغات ومکانات کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا کہ اب یہ انکی ملکیت بن گئی، ہم ہر اس قوم کے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں جو ہماری نافرمان ہوتی ہے، یہاں اللہ تعالی نے جس دوسری قوم کو اس ملکیت کا وارث بنایا ہے اس سے مراد بنی اسرائیل ہے کہ فرعون اور اسکے لشکر کی موت کے بعد یہ لوگ اس ملکیت پر قابض ہو گئے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۴۰) کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو مصر کی اس سرزمین کا مالک بنا دیا جس سرزمین پر یہ لوگ غلام بن کر جیا کرتے تھے، جو کل تک ایک معمولی سے غلام تھے آج وہی لوگ اسکے مالک بن گئے، واقعی اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے وہ کب کیا کر جائے کسی کو اسکا اندازہ نہیں؟ بس ہمیں کرنا وہی ہے جو رب چاہتا ہے پھر ہوگا وہی جو ہم چاہتے ہیں، جب ہم رب کی مان کر چلیں گے تو ہمیں دنیا بھی ملے گی اور آخرت بھی ملے گی اور اگر اسکی نہ مان کر چلے تو دنیا بھی ہاتھ سے جائے گی اور آخرت تو جانا ہی جانا ہے، ایسا ہوسکتا ہے کہ اللہ کا نافرمان اس دنیا میں عیش کی زندگی گزار رہا ہو اور اللہ کا فرمانبردار تنگ دستی کی مگر انجام کے اعتبار سے کامیاب اور فرمانبردار تو ایمان والا بندہ ہی ہوگا، نافرمان اور کافر کا انجام ہر حال میں برا ہوگا جس طرح فرعون اور اسکی قوم کا ہوا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ قوم فرعون کے پاس اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود جب اسکی موت ہوئی تو اس پر آنسو بہانے والا تک کوئی نہ تھا، نہ ہی آسمان اس کی موت پر رویا اور نہ ہی زمین اسکی موت پر آنسو بہائی اور نہ ہی اس قوم کو کچھ مہلت دی گئی کہ چلو! اب تم سنبھل جاو، اکثر عرب لوگ اپنے کسی بادشاہ کی موت پر کہا کرتے تھے کہ اس کی موت پر آسمان اور زمین اشک بار ہو گئی، یعنی اسکی موت ہر چیز پر مصیبت بن کر منڈلانے لگی کہ جس کی وجہ سے ہر کوئی آنسو بہانے لگا، یہاں اللہ تعالی یہی فرما رہے ہیں کہ جو نافرمان اور گنہگار ہوتا ہے اس کی موت سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کے جانے سے مسرت اور خوشی ہوتی ہے جبکہ اگر کوئی ایک اللہ کا فرمانبردار بندہ اس دنیا کو رخصت کر جاتا ہے تو کروڑوں آنکھیں اس پر آنسو بہاتی ہے اور زمین کا ذرہ ذرہ اسکی موت پر غمزدہ ہوجاتا ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری موت پر لوگ آنسو بہائیں اور تمہیں ہر وقت اپنے دل میں یاد رکھیں تو تم اس دنیا سے نیک عمل کرتے ہوئے رخصت ہو جاو پھر دیکھو تمہارا وجود تو اس دنیا سے ختم ہوجائے گا مگر تمہارا نام اس دنیا میں ہمیشہ باقی رہے گا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مومن بندہ کی موت پر آسمان اور زمین چالیس دن تک روتے ہیں، ابویحیٰی کو انکی اس بات پر تعجب ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر تعجب ہوتا ہے؟ اور فرمایا کہ زمین اس بندہ پر کیوں نہ روئے جسے اس نے اپنے رکوع اور سجدوں سے آباد کیا ہو، اور آسمان اس شخص پر کیوں نہ روئے جسے اس نے اپنی تسبیح اور تکبیر سے آباد کیا ہو، انکی بھنبھناہت کی آواز ہوتی ہے جیسے مکھی کی ہوتی ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۱۴۰)

﴿درس نمبر ۱۹۴۲﴾ بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دی ﴿الدُخان ۳۰۔تا۔۳۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ O مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ O وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ O وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق نَجَّيْنَا ہم نے نجات دی بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل کو مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ رسوا کن عذاب سے مِنْ فِرْعَوْنَ یعنی فرعون سے اِنَّهٗ بلا شبہ وہ كَانَ تھا عَالِيًا بڑا سرکش مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ حد سے تجاوز کرنے والوں سے وَ اور لَقَدِ البتہ تحقیق اخْتَرْنٰهُمْ ہم نے پسند کیا ان کو عَلٰى عِلْمٍ اپنے علم کی بنا پر عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جہانوں پر وَ اور اٰتَيْنٰهُمْ ہم نے دیں ان کو مِّنَ الْاٰيٰتِ نشانیاں مَا وہ جو فِيْهِ ان میں بَلٰٓؤٌا آزمائش تھی مُّبِيْنٌ واضح

ترجمہ:۔ اور بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دے دی O یعنی فرعون سے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا سرکش، حد سے گزرے ہوئے لوگوں میں سے تھا O اور ہم نے ان کو اپنے علم کے مطابق دنیا جہان والوں پر فوقیت دی O اوران کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا O

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دی یعنی فرعون سے۔

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ فرعون حد سے گزرے ہوئے لوگوں میں سے تھا۔

۳۔ ہم نے انہیں اپنے علم کے مطابق دنیا جہاں والوں پر فوقیت دی۔

۴۔ ان کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کیا گیا انعام بیان فرمارہے ہیں کہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا انعام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل پر ہوا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعون کے دردناک عذاب سے نجات دی، وہ دردناک عذاب یہ کہ وہ انکے بچوں کو قتل کردیتا اور انکی عورتوں کو زندہ رکھتا تاکہ ان کا کوئی بچہ بڑا ہوکر اس فرعون کے خلاف بغاوت نہ کردے اور عورتوں کو اس لئے زندہ چھوڑتا تھا کہ وہ اسکی غلامی کرتے رہیں، یہ سب سے بڑی اذیت تھی جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر کی گئی، جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فرعون انکے لڑکوں کو قتل کردیتا اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔

(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۴۵) اور دوسرا عذاب یہ کہ وہ فرعون بنی اسرائیل کو غلام بنا کران سے مشقت والے کام لیا کرتا تھا اور نہ کرنے پر انکے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کا جینا دشوار ہو گیا تھا جس سے اللہ تعالی نے انہیں نجات دی، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ فرعون اس طرح کا ظلم اس لئے کیا کرتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا اور خدا سمجھتا تھا اور اسکا گمان تھا کہ مجھے کوئی زیر نہیں کرسکتا، میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا، سورۂ قصص کی آیت نمبر ۴ میں کہا گیا کہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ فرعون نے زمین میں سرکشی اختیار کررکھی تھی، اس نے وہاں کے باشندوں کو الگ گروہوں میں تقسیم کررکھا تھا، جن میں سے ایک گروہ کو اس نے اتنا دبا رکھا تھا کہ انکے بیٹوں کو ذبح کردیتا اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا، حقیقت یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو فساد پھیلایا کرتے ہیں، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ حد سے گزرا ہوا سرکش تھا کہ اس سے بدتر انسان ان دنیا میں کوئی نہیں آیا، اسکی اس سوچ اور گھمنڈ، ظلم وطاقت کے باوجود اللہ تعالی نے اس نہتی اور کمزور قوم بنی اسرائیل کو اس جابر اور سرکش بادشاہ پر کامیابی عطا کی اور اس قوم کو ساری دنیا کے لوگوں پر فوقیت دی اور انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا جیسے کہ اللہ تعالی نے ان پر من وسلوی اتارا، انکے لئے زمین سے میٹھے پانی کے چشمے نکالے، انہیں دشمنوں نے نجات دی اور بادلوں کا ان پر سایہ کیا وغیرہ، انہیں دنیا جہاں والوں پر فوقیت دینا یہ اللہ کے علم کی مطابق ہے کہ وہ کیوں اس اعزاز کے مستحق ہوئے؟ یہ اللہ جانتا ہے، لیکن انکے اعزاز کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی نے بے شمار انبیاء اسی قوم بنی اسرائیل میں سے مبعوث فرمائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ فرعون کے ظلم کے باوجود حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے۔لیکن جب یہی قوم بنی اسرائیل ایمان کو چھوڑ کر کفر پر راضی ہوگئی، اصلاح کو چھوڑ کر فساد مچانے لگی تو اللہ تعالی نے انکی اس حرکت پر انکے ساتھ جو اعزاز کا معاملہ کیا تھا اسے ختم کردیا اور انہیں بندر اور خنزیر بنا کران کی تذلیل کی وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔(المائدۃ ۶۰)

ان آیتوں سے ایک سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ اگر ہم دنیا کے ظلم وستم کے باوجود اپنے ایمان پر برقرار رہیں اور اللہ کے احکامات کی پابندی کرتے رہیں تو یقینا اللہ تعالی ایک دن ضرور ہمیں بھی اس ظلم سے نجات دیکر ہمارا مقام ومرتبہ اونچا کرے گا، مگر شرط یہی ہے کہ ہمیں اس مشکل وقت سے گھبرا کر بھاگنا نہیں چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۳﴾ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداوں کو اٹھا لے آو ﴿الدخان ۳۴-تا-۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ

اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ O اَهُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ وَّ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ اَهۡلَکۡنٰهُمۡ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلا شبہ هٰۤؤُلَآءِ یہ لوگ لَیَقُوۡلُوۡنَ البتہ کہتے ہیں اِنۡ نہیں ہے هِیَ یہ اِلَّا مگر مَوۡتَتُنَا ہمارا مرنا الۡاُوۡلٰی پہلا ہی وَ اور مَا نہیں نَحۡنُ ہم بِمُنۡشَرِیۡنَ دوبارہ اٹھائے جائیں گے فَاۡتُوۡا پس تم لے آو بِاٰبَآئِنَا ہمارے باپ دادا کو اِنۡ اگر کُنۡتُمۡ تم ہو صٰدِقِیۡنَ سچے اَهُمۡ کیا یہ خَیۡرٌ بہتر ہیں اَمۡ یا قَوۡمُ تُبَّعٍ قوم تُبَّعۡ وَّ اور الَّذِیۡنَ وہ لوگ جو مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ان سے پہلے ہوئے اَهۡلَکۡنٰهُمۡ ہم نے ہلاک کیا ان کو اِنَّهُمۡ بلا شبہ وہ کَانُوۡا تھے وہ مُجۡرِمِیۡنَ مجرم لوگ

ترجمہ:۔ یہ لوگ صاف کہتے ہیں O کہ اور کچھ نہیں ہے، بس ہماری وہی پہلی موت ہوگی اور ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا O اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداوں کو اُٹھا لاو O بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے؟ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا، (کیونکہ) وہ یقینی طور پر مجرم لوگ تھے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ صاف کہتے ہیں کہ اور کچھ نہیں وہی ہماری پہلی موت ہوگی۔

۲۔ ہمیں دوبارہ پھر سے زندہ نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداوں کو اٹھا لاو۔

۴۔ بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے؟

۵۔ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا اس لئے کہ وہ سب یقینی طور پر مجرم تھے۔

فرعون اور اسکی قوم کی ہلاکت اور تباہی کو مشرکینِ مکہ کے سامنے بطور مثال بیان کرنے کے بعد دوبارہ اللہ تعالی انہی مشرکینِ مکہ کا ذکر کر رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین مکہ پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا، ان سب واقعات کو انکے سامنے بیان کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ سے یہی کہتے ہیں کہ ہمیں مرنا ہے تو اسی دنیا میں مرنا ہے اور یہی پہلی اور آخری موت ہے اسکے بعد نہ دوبارہ ہمیں زندہ کیا جائے گا اور نہ ہی ہمیں کوئی سزا و جزا دی جائے گی حالانکہ پچھلی آیتوں میں قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا کیا حال ہوگا؟ اسے واضح انداز میں بیان کیا گیا مگر پھر بھی انہیں ان باتوں پر یقین نہیں آتا، بلکہ وہ تو اپنی آنکھوں سے ہی ان حالات کو دیکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے یہ لوگ آپ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اگر واقعی آپ کی بات سچی ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو آپ ہمیں اسکا ایک نمونہ اسی دنیا میں دکھائیے، چلئے ہمارے باپ داداوں میں سے کسی کو زندہ کر کے بتلائیے تا کہ ہم ان سے پوچھ لیں کہ وہاں برزخ میں انکے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے؟ تا کہ ہمیں بھی یقین آ جائے کہ آپ کی بات

بالکل سچی ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک قول نقل کیا کہ یہ کہنے والا ابوجہل تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہمارے باپ داداوں میں سے کسی دو آدمی کو زندہ کرکے دکھائیے ان دو آدمیوں میں سے ایک قصی بن کلاب ہونا چاہئے اس لئے کہ وہ اپنی قوم میں سب سے سچے مانے جاتے تھے تو جب وہ کہیں گے تو ہم ان کی بات مان لیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۴۴) ان مشرکین مکہ کے بیجا مطالبات اور انکی سرکشی پر انہیں ڈراتے ہوئے اللہ تعالی پچھلے لوگوں کی ہلاکت کا ذکر فرمارہے ہیں تا کہ ان کے دل میں خوف بیٹھ جائے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی قوم کس بات پر اتنا اترا رہی ہے حالانکہ ان کے پاس نہ اتنی قوت وطاقت، جاہ ومرتبہ ہے جتنا کہ قوم تبع یعنی مصر کے بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس تھی مگر اسکے باوجود ہم نے انہیں تباہ کردیا تو پھر یہ لوگ انکے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ جب انکو ایک لمحہ میں ختم کیا گیا تو انہیں ہلاک کرنے میں ہمیں کتنی دیر لگے گی؟ کیا انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں؟ اس قوم کو ہلاک اس وجہ سے کیا گیا کہ وہ لوگ مجرم تھے کہ اللہ کے احکامات کو نہ مان کر، اسکی ربوبیت کا انکار کرکے اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلا کر انہوں نے جرم کیا تھا جس کے سبب انہیں ہلاک کیا گیا، اب تم لوگ بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہو اور انکے جرم کی طرح تم لوگ بھی جرم کررہے ہو لہذا سوچ لو! اگر تمہیں بھی انہی کی طرح ہلاک ہونا ہے تو پھر اسی جرم پر جمے رہو اور اگر نہیں تو پھر سدھر جاو۔ اس آیت میں قوم تبع کا ذکر آیا ہے، تبع کہتے ہیں ہر بادشاہ کو جو یمن میں گزرا، جیسے کہ فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر اور مصر کے بادشاہ کو فرعون کہا جاتا ہے، یہاں پر اللہ تعالی نے صرف تبع کی قوم کہہ کر بیان کیا اب وہ کون سے بادشاہ کی قوم تھی؟ اسکا تذکرہ نہیں فرمایا البتہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۱۴۵) میں کہا کہ ہوسکتا ہے وہ ابوکرب ہو جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا بعد اسکے کہ اس نے مکہ اور مدینہ پر اس وقت حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اسے بتلایا گیا کہ مدینہ وہ شہر ہے جہاں ایک نبی جنکا نام احمد ہوگا ہجرت کرکے آئیں گے، تو اس وقت اس نے چند اشعار پڑھے اور اسے اپنے گھر والوں کے حوالہ کیا کہ وہ اس خط کو نسل درنسل پہنچاتے رہیں تو ایسا ہی ہوا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ آئے تو اسکے خاندان والوں نے وہ خط آپ کے حوالہ کیا، کہا گیا کہ وہ خط اور شعر حضرت ابوایوب خالد بن زید کے پاس تھا۔ تبع کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ وہ دینِ عیسوی پر تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ تبع کے بارے میں سوائے اچھائی کے اور کچھ نہ کہو اس لئے کہ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آیا۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۴۱۵) الغرض وہ تو مومن تھا مگر اسکی قوم مشرک تھی تو انہیں جو ہلاک وتباہ کیا گیا اسی کا تذکرہ ان آیتوں میں کیا گیا۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۴﴾ **فیصلہ کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے** ﴿الدُخان ۳۸-تا-۴۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ O مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ O اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ O يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ O اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو وَ اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان کے درمیان ہے لٰعِبِيْنَ کھیلتے ہوئے مَا نہیں خَلَقْنٰهُمَآ ہم نے پیدا کیا ان دونوں کو اِلَّا مگر بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَهُمْ اکثر ان میں سے لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے اِنَّ بلاشبہ يَوْمَ الْفَصْلِ فیصلے کا دن مِيْقَاتُهُمْ طئے شدہ وقت ہے ان کا اَجْمَعِيْنَ سب کا يَوْمَ اس دن لَا يُغْنِيْ کام نہیں آئے گا مَوْلًى کوئی دوست عَنْ مَّوْلًى کسی دوست کے شَيْئًا کچھ بھی وَّ اور لَا هُمْ نہ وہ يُنْصَرُوْنَ مدد کئے جائیں گے اِلَّا مگر مَنْ جن پر رَّحِمَ اللّٰهُ اللہ نے رحم کیا اِنَّهٗ هُوَ بلاشبہ وہی ہے الْعَزِيْزُ نہایت غالب الرَّحِيْمُ بہت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لئے پیدا نہیں کردی ہیں O ہم نے انہیں برحق مقصد ہی کے لئے پیدا کیا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں O حقیقت یہ ہے کہ فیصلے کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے O جس دن کوئی حمایتی کسی حمایتی کے ذرا بھی کام نہیں آئے گا اور ان میں سے کسی کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی O سوائے اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے، یقیناً وہ مکمل اِقتدار کا مالک بھی ہے، بہت مہربان بھی۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے آسمانوں اور زمین اور انکے کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کیلئے پیدا نہیں کردی ہیں

۲۔ہم نے انہیں برحق مقصد کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ ۳۔ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں۔

۴۔حقیقت یہ ہے کہ فیصلہ کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے۔

۵۔جس دن کوئی حمایتی کسی حمایتی کے ذرا بھی کام نہیں آئے گا۔

۶۔ان میں سے کسی کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ ۷۔سوائے اس شخص کے جس پر اللہ رحم فرمادے۔

۸۔یقیناً وہ مکمل اقتدار کا مالک بھی ہے، بہت مہربان بھی۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کے عقیدہ کو بیان کیا گیا تھا کہ وہ لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے

کا انکار کرتے تھے لہذا ان آیتوں میں انکے اس انکار کو باطل قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے یہ ساتوں آسماں اور یہ زمین، یہ ہوا یہ ندی، یہ چاند یہ سورج، یہ چانداور یہ پرندوغیرہ جو پیدا کئے ہیں ان کا مقصد بیکار کے کھیل کود کرنے کا نہیں ہے، سورہ ص کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا گیا وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْافَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ہم نے ان آسمانوں اور زمین کو یونہی بیکار کے پیدا نہیں کیا، یہ تو کافروں کا گمان ہے لہذا ان کافروں کے لئے دوزخ کی شکل میں بڑی خرابی ہے، اور سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی فرمایا گیا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ کیا تم یہ سونچتے ہو کہ تمہیں بیکار پیدا کیا گیا اور تمہارا گمان یہ ہے کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آوگے؟۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے ہم نے تو اس دنیا کو ایک امتحان گاہ بنایا ہے کہ جہاں پر تمہارا امتحان لیا جائے گا کہ تم کتنے ہمارے فرمانبردار بنوگے اور کتنے نافرمان؟ مگر تم میں سے اکثر لوگ اس مقصد سے غافل ہو جسکی بنا پر تم اس غلط خیال میں کہ ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے پڑے ہوئے ہو، مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ لوگ جس دن کو جھٹلاتے ہیں اس دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم لوگ اس بات کو تسلیم کرو یا نہ کرو مگر یہ حق بات ہے کہ تم سب کا ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ مقرر وقت آجائے گا تو کافروں کو انکے کئے کی سزا اور مومنوں کو ان کے اعمال کی جزا عطا کرے گا اور جب یہ کافروں کو عذاب میں ڈالا جائے گا تو اس وقت کوئی اسکی حمایت کے لئے نہیں آئے گا اور نہ ہی اسکی مدد کو، سورۂ ممتحنہ کی آیت نمبر ۳ میں بھی کہا گیا لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داری کوئی کام آئے گی اور نہ ہی تمہاری اولاد، اس دن اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کریگا، یعنی اس فیصلہ کے دن نہ ہی کوئی اولاد اپنے والدین کے کام آئے گی اور نہ ہی کوئی رشتہ دار اور دوست کسی کے کام آئے گا، سب لوگ ایک دوسرے سے اپنے دامن کو چھڑانے لگیں گے اور اس فکر میں رہیں گے کہ میں بچ جاوں میں بچ جاؤں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو اللہ سے خریدلو (یعنی وہ جیسا کہتا ہے ویسا کرو)، اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو اللہ سے خریدلو، اے زبیر بن عوام کی ماں " جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں" اور اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں بھی اپنی جانوں کو اللہ سے خریدلو اس لئے کہ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، ہاں! تم لوگ اس دنیا میرا جتنا مال مانگنا چاہو مانگ لو۔ (بخاری ۳۵۲۷) مگر ہاں! اللہ جس پر رحم فرمادے تو اسکے حق میں سفارش کی جاسکے گی اور اسکے حق میں اس سفارش کو قبول بھی کیا جائے گا لیکن یہ معاملہ صرف مومنوں کے ساتھ ہوگا کہ انکے حق میں کسی دوسرے مومن یا اسکے رشتہ داروں میں سے کسی کی سفارش کو قبول کیا جائے گا لیکن کافر ہر حال میں اس سے محروم رہیں گے، نہ تو وہ کسی کی سفارش کا حق رکھیں گے اور نہ ہی انکے حق میں کسی کی

سفارش قبول کی جائے گی، وہ اس لئے کہ اقتدار اللہ ہی کا ہے اور ہوگا تو وہ جو وہ چاہے گا، اسے کوئی اس عمل سے روکنے والا نہیں مگر ہاں! وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ضرور ہے مگر وہ کسی بھی معاملہ میں بندہ پر ظلم نہیں کرتا بلکہ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور فیصلہ فرمانے میں بھی رحم کو پیش نظر رکھتا ہے "اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ"۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۵﴾ **زقوم کا درخت گنہ گار کا کھانا ہوگا** ﴿الدُخان ۴۳۔تا۔۵۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ درخت الزَّقُّوْمِ تھوہر کا طَعَامُ کھانا ہے الْاَثِيْمِ گناہ گار کا كَالْمُهْلِ مانند پگھلے ہوئے تانبے کے يَغْلِيْ وہ کھولے گا فِي الْبُطُوْنِ پیٹوں میں كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ تیز گرم پانی کے کھولنے کی طرح خُذُوْهُ اسے پکڑو فَاعْتِلُوْهُ اور اسے دھکیل کر لے جاؤ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ جہنم کے عین درمیان ثُمَّ پھر صُبُّوْا انڈیلو فَوْقَ رَاْسِهٖ اس کے سر پر مِنْ عَذَابِ عذاب الْحَمِيْمِ تیز گرم پانی کا ذُقْ چکھ اِنَّكَ اَنْتَ بے شک تو الْعَزِيْزُ بڑا معزز الْكَرِيْمُ بڑا اکرم اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ مَا وہ ہے کہ كُنْتُمْ تم تھے بِهٖ اس کی بابت تَمْتَرُوْنَ شک کرتے

ترجمہ:۔ یقین جانو کہ زقوم کا درخت ۝ گنہگار کا کھانا ہوگا ۝ تیل کی تلچھٹ جیسا وہ لوگوں کے پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا ۝ جیسے کھولتا ہوا پانی ۝ (فرشتوں سے کہا جائے گا:) اس کو پکڑو اور گھسیٹ کر دوزخ کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ ۝ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو ۝ (کہا جائے گا کہ) لے چکھ! تو ہی ہے وہ بڑا صاحبِ اِقتدار، بڑا عزت والا ۝ یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین جانو کہ زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا۔

۲۔ تیل کی تلچھٹ کے جیسا وہ لوگوں کے پیٹ میں ایسا جوش مارے گا جیسا کھولتا ہوا پانی۔

۳۔ فرشتوں سے کہا جائیگا کہ انہیں پکڑو اور گھسیٹ کر دوزخ کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ۔

۴۔ پھر اسکے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو۔

۵۔ کہا جائے گا کہ لے چکھ! اس عذاب کو، تو ہی تو تھا جو دنیا میں بڑا صاحب اقتدار عزت والا بنا کرتا تھا۔

۶۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

قیامت کے برحق ہونے کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی کافروں کو قیامت کے دن جو سزائیں انہیں ملنے والی ہیں اسکا تذکرہ فرمارہے ہیں تا کہ وہ لوگ ان سزاوں کے بارے میں سن کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ دوزخیوں کی مہمان نوازی سب سے پہلے زقوم کے پھل سے کی جائے گی کہ جب وہ محشر میں بے حال ہوکر کھڑے ہوں گے آخر کار جب جہنم میں آئیں گے تو انہیں بھوک محسوس ہوگی جس پر انہیں زقوم کا پھل پیش کیا جائے گا، اس زقوم کے پھل کے بارے میں کہا گیا کہ یہ جہنم کی تہہ سے اگے گا، اور کہا گیا کہ ایک بدبودار پھل ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر اس پھل کا ایک قطرہ دنیا میں گرایا جائے تو وہ ایک قطرہ انسان کی زندگی کو مشکل کردے گا، یعنی اتنی سخت بدبو ہوگی کہ کوئی اسے برداشت نہیں کر پائے گا، سورۂ صافات کی آیت نمبر ۶۲ تا ۶۵ میں کہا گیا کہ اَذٰلِكَ خَيۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَةُ الزَّقُّوۡمِ O اِنَّا جَعَلۡنٰهَا فِتۡنَةً لِّلظّٰلِمِيۡنَ O اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخۡرُجُ فِىۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِيۡمِ O طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّيٰطِيۡنِ بھلا یہ مہمانی بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنادیا ہے، اسکا خوشہ ایسا ہے جیسا کہ شیطانوں کا سر، آگے کہا گیا کہ یہ گنہگار لوگوں کی غذا ہوگی، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل کھجور اور مکھن لاتا تھا اور کہتا تھا کہ کھاو، یہ وہی زقوم ہے جسکا محمد تم سے وعدہ کرتے ہیں اس پر یہ آیت اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ O طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۵۔ص،۲۳۴) اسکے بعد فرمایا گیا کہ جب انہیں کھانے کے لئے یہ پھل دیا جائے گا تو یہ انکے پیٹ میں پہنچ کر جلنے لگے گا اور انکے پیٹ میں ایسا ابلنے اور جوش مارنے لگے گا جیسے کہ پانی آگ پر کھولتا ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زقوم کا درخت وہ درخت ہے جسے اللہ تعالی نے جہنم میں پیدا کیا، تو جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی تو وہ لوگ اس درخت کی طرف لپکیں گے اور اسکا پھل کھائیں گے اور جب وہ اس پھل کو کھائیں گے تو انکے پیٹ میں پہنچ کر یہ پھل ایسا کھولنے لگے گا جیسے کہ گرم پانی کھولتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۱۴۹) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی ہے جبکہ ان سے مُھۡل کے بارے میں پوچھا گیا جو کہ جہنمیوں کا پانی ہوگا جبکہ وہ بیت المال کے نگران تھے، تو آپ نے سونا اور چاندی منگوایا اور انہیں پگھلایا پھر کہا کہ دنیا میں مُھۡل کے زیادہ مشابہ یہی چیز ہے جسکا رنگ قیامت کے دن آسمان کی طرح نیلا ہوگا جو کہ جہنمیوں کا پانی ہوگا ہاں! مگر وہ مُھۡل اس سے کہیں زیادہ گرم ہوگا۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۵۶) اس کے بعد جہنم کے نگران کاروں سے کہا جائے گا کہ انکے سر پکڑ کر انہیں پھر سے دوزخ کے بیچوں بیچ پھینک آو اور پھر ان کے سر پر گرم گرم پانی انڈیل دو، یہ مختلف سزائیں دینے کے بعد دلی تکلیف دینے کیلئے ان سے کہا جائے گا کہ لو! اس عذاب کا مزہ چکھو اس لئے کہ تم دنیا میں بڑے تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا تھے اور اپنے آپ کو

بڑا عزت دار اور صاحب اقتدار سمجھتے تھے جس کی وجہ سے تم میرے احکامات کا انکار کیا کرتے تھے اور ان سے منہ موڑا کرتے تھے لہذا یہ تمہارے ان اعمال کی ہی سزا ہے اور دنیا میں تمہیں اس عذاب سے ڈرایا بھی جاتا تھا مگر تم لوگ اسکا مذاق اڑایا کرتے تھے، جیسا کہ ابو جہل نے کیا تھا۔ اللہ تعالی ہم سب کو جہنم کے اس عذاب سے محفوظ فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین۔

متقی امن اور چین کی جگہ میں ہوں گے

﴿درس نمبر ۱۹۴۶﴾ ﴿الدُخان ۵۱ تا ۵۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ O فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ O يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ O كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بے شک الْمُتَّقِيْنَ متقین فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ امن چین کی جگہ میں ہوں گے فِيْ جَنّٰتٍ باغات میں وَّ اور عُيُوْنٍ چشموں میں يَّلْبَسُوْنَ وہ پہنیں گے مِنْ سُنْدُسٍ باریک ریشم وَّ اور اِسْتَبْرَقٍ موٹا ریشم مُّتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا وَ اور زَوَّجْنٰهُمْ ہم بیویاں بنا دیں گے ان کی بِحُوْرٍ حوروں کو عِيْنٍ موٹی آنکھوں کالی

ترجمہ:۔ (دوسری طرف) پرہیزگار لوگ یقیناً امن و امان والی جگہ میں ہوں گے O باغات میں چشموں میں O وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے سندس اور استبرق کا لباس پہنے ہوں گے O ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کردیں گے O

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ پرہیزگار لوگ یقیناً امن و امان والی جگہ میں ہوں گے۔ ۲۔ باغات میں چشموں میں۔

۳۔ وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے سندس اور استبرق کا لباس پہنے ہوں گے۔

۴۔ ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ ۵۔ ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کردیں گے۔

کافروں کو ملنے والی سزائیں بیان کرنے کے بعد اب مومنوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں اللہ تعالی سے اسکی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کے سلسلہ میں ڈرا کرتے تھے، ایسے لوگ اس دن جبکہ ہر طرف خوف کا ماحول ہوگا، مومن ہر قسم کے ڈر وخوف سے مامون ہوں گے، چونکہ یہ لوگ دنیا میں اپنے رب سے ڈرا کرتے تھے اس لئے آج یہ لوگ بلا خوف وخطر اپنے رب کے بنائے ہوئے باغات میں گشت لگائیں گے، ایسے باغات جن میں چشمے بہہ رہے ہوں گے اور یہ سارے جنتی ان چشموں کے کنارے بیٹھے آپس میں

باتیں کررہے ہوں گے جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی کہا گیا فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ کہ وہ لوگ جنت کے باغات میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے جسموں پر قیمتی ریشمی، سندس اور استبرق کے کپڑے ہوں گے کہ دنیا میں تو یہ کپڑے اللہ تعالی نے مردوں کے لئے حرام کر رکھا تھا تو یہ لوگ اس رب کی اطاعت میں اس حرام چیز سے بچتے رہے جس کے لئے آج اس جنت میں انہیں یہ بطور اعزاز پہنایا جائے گا، یہاں اللہ تعالی نے دو قسم کے کپڑوں کا نام لیا ہے جو جنتی لوگ پہنیں گے سندس اور استبرق سندس کہتے ہیں باریک ریشمی لباس کو اور استبرق کہتے ہیں موٹے ریشمی لباس کو جو موقع کے لحاظ سے یہ لوگ پہنیں گے، جنت میں ان کپڑوں کی خوبصورتی کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں، اس زیب و زینت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی ان جنتی مردوں کا نکاح بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے کرادیں گے جو کہ انکی تسکین و راحت کا ذریعہ ہوں گی، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ان حوروں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اتنی خوبصورت اور سفید رنگ کی سرخی مائل ہوں گی کہ جنکی پنڈلیوں کا جو مغز ہے وہ کپڑے کے اندر سے ہی جھلکتا ہوگا اور انکا دل اتنا صاف و شفاف ہوگا کہ آدمی کا اپنا چہرہ اس میں نظر آئے گا (الدر المنثور)، الغرض ہم ان کی خوبصورتی کا اس دنیا میں اندازہ نہیں لگا سکتے، سورۂ رحمن کی آیت نمبر ۵۶ اور ۵۸ ان حوروں کے بارے میں کہا گیا لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ كَاَنَّهُنَّ الۡيَاقُوۡتُ وَالۡمَرۡجَانُ ان حوروں کو پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی کسی جن نے، گویا کہ یہ حوریں یاقوت اور مرجان ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۷﴾ جنتی جنت میں ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے ﴿الدخان ۵۵-تا-۵۹﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یَدۡعُوۡنَ فِیۡهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیۡنَ ۝ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡهَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰی ۚ وَ وَقٰهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۝ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۝ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَكَّرُوۡنَ ۝ فَارۡتَقِبۡ اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یَدۡعُوۡنَ وہ طلب کریں گے فِیۡهَا اس میں بِكُلِّ فَاكِهَةٍ ہر قسم کے پھل اٰمِنِیۡنَ اطمینان سے لَا یَذُوۡقُوۡنَ وہ نہیں چکھیں گے فِیۡهَا اس میں الۡمَوۡتَ موت کو اِلَّا سوائے الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰی پہلی موت کے وَ اور وَقٰهُمۡ اس نے بچایا ان کو عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ دوزخ کے عذاب سے فَضۡلًا فضل کی وجہ سے مِّنۡ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے ذٰلِكَ هُوَ یہی ہے الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ عظیم کامیابی فَاِنَّمَا تو بس یَسَّرۡنٰهُ ہم نے اس کو آسان کردیا بِلِسَانِكَ آپ کی زبان میں لَعَلَّهُمۡ تاکہ وہ یَتَذَكَّرُوۡنَ نصیحت پکڑیں فَارۡتَقِبۡ اب آپ انتظار کیجئے اِنَّهُمۡ بلاشبہ وہ بھی مُّرۡتَقِبُوۡنَ انتظار کرنے والے ہیں۔ر

ترجمہ:۔ وہ وہاں بڑے اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے O جو موت ان کو پہلے آچکی تھی اس کے علاوہ وہاں وہ کسی اور موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور اللہ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا O یہ سب تمہارے پروردگار کی طرف سے فضل ہوگا (انسان کے لئے) زبردست کامیابی یہی ہے O غرض (اے پیغمبر!) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان بنادیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں O اب تم بھی انتظار کرو یہ لوگ بھی انتظار کررہے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ باتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ وہ وہاں بڑے اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے۔

۲۔ جو موت ان کو پہلے آچکی تھی اس کے علاوہ وہاں وہ کسی اور موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔

۳۔ اور اللہ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

۴۔ یہ سب تمہارے پروردگار کی طرف سے فضل ہوگا (انسان کے لئے) زبردست کامیابی یہی ہے۔

۵۔ غرض (اے پیغمبر!) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان بنادیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

۶۔ اب تم بھی انتظار کرو یہ لوگ بھی انتظار کررہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان جنتیوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ کررہے ہیں یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِيْنَ کہ جنتی لوگ جنت میں اپنے من پسند میوے منگوائیں گے کہ جب انکا جی چاہے گا پکا پکایا لذیذ اور عمدہ میوہ انکی خدمت میں آجائے گا جسے وہ بڑے اطمینان اور مزے لیتے ہوئے نوش فرمائیں گے اور اسکے علاوہ جو انکی خواہش ہوگی ان تمام خواہشوں کو وہاں جنت میں پورا کیا جائے گا، ان نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اس جنت اور اسکی نعمتوں میں یہ لوگ جو رہیں گے وہ پل بھر کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش اور تاابد انہی نعمتوں میں رہیں گے اور یہاں انہیں موت بھی نہیں آئے گی، موت کو تو اللہ تعالیٰ نے دنیا تک محدود رکھا تاکہ انہیں انکے اعمال کا بدلہ دیا جائے لہٰذا جب یہ لوگ مرکر یہاں پہنچ جائیں گے تو اسکے بعد دوبارہ کبھی انہیں موت نہیں آئے گی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو ایک بھورے رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور پھر ایک منادی آواز لگا کر کہے گا کہ اے جنت والو! تو سب جنتی اپنی گردنیں لمبی کرکے اسے دیکھیں گے تو پھر وہ منادی کہے گا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ جنتی کہیں گے کہ ہاں! ہم تو اسے جانتے ہیں یہ تو موت ہے، اسکے بعد پھر وہ منادی آواز لگائے گا کہ اے جہنمیو! تو وہ لوگ بھی اپنی گردنیں لمبی کرکے اسکی طرف دیکھیں گے تو وہ منادی ان سے بھی کہے گا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ وہ بھی کہیں گے کہ ہاں! یہ تو موت ہے، اور

جب سب اسی کو دیکھ رہے ہوں گے تو اس مینڈھے کی شکل میں جو موت ہے اسے ذبح کر دیا جائے گا اسکے بعد پھر وہ منادی کہے گا کہ اے جنتیو! اب تمہیں ہمیشہ اسی جنت میں رہنا ہے اب کوئی موت نہیں آئے گی اور کہے گا کہ اے جہنمیو! اب تمہیں بھی یہاں ہمیشہ رہنا ہے، اب کوئی موت نہیں آئے گی۔ (بخاری۔ ۴۷۳۰). اس طرح اللہ تعالی نے اپنے فضل سے جنت میں داخل کر کے جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جنت کی ساری نعمتیں انکے لئے نچھاور کر دی جائیں گی، یہ سب اللہ تعالی کا فضل واحسان ہے جو وہ اپنے مومن بندوں پر کرتا ہے اور جس پر یہ فضل ہوا یعنی جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ یقینا کامیاب ہو گیا اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہو گی کہ ساری زندگی ان انعامات میں گزرے گی؟ جزا وسزا کو بیان کرنے کے بعد اللہ تبارک وتعالی فرمارہے ہیں کہ ہم نے یہ قرآن جو نازل کیا ہے وہ قرآن آپ ہی کی اور ان کی زبان عربی میں نازل کیا ہے تا کہ یہ لوگ خود اس قرآن کو پڑھیں اور اسے سمجھیں اور جو جو احوال اور باتیں اس قرآن میں بیان کی گئی ہیں ان پر ایمان لائیں اس لئے کہ آدمی کو اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی اور پڑھی ہوئی چیزوں پر زیادہ یقین ہوتا ہے نسبتا اس کے کہ کوئی اور اس کے سامنے بیان کرے، اگر انہیں لگتا ہے کہ آپ ان سے نعوذ باللہ جھوٹ کہہ رہے ہیں تو یہ خود بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں اس قرآن کو خود پڑھ سکتے ہیں، سورہ قمر کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی کہا گیا **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** کہ ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے اور سمجھنے کے لئے آسان بنا دیا تو اب ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟۔ مگر ان سب کے باوجود یہ کافر لوگ اس دن کا یقین نہیں رکھتے اور نہ ہی حساب وکتاب پر انکا ایمان ہے، خیر آپ انہیں انہی کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور جسکا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے اس کا انتظار کیجئے۔ بعض مفسرین نے فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد فتح اور نصرت ہے کہ اللہ تعالی نے آپ سے ان مشرکین کے مقابل فتح وکامرانی کا جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور آپ ان مشرکین پر غالب آجائیں گے تو بس آپ اس دن کے آنے کا انتظار کیجئے اور یہ لوگ بھی انتظار میں ہیں کہ کب آپ کو مغلوب کریں اور کب وہ آپ پر اپنا تسلط جمائیں لہذا آپ بھی انتظار کیجئے اور یہ لوگ بھی انتظار کریں گے، چنانچہ ہوا یہی کہ انہوں نے اپنی مغلوبیت اور آپ ﷺ کی فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جو فتح مکہ کی صورت میں حاصل ہوئی، لہذا اس سے عبرت حاصل کرو کہ جس طرح اللہ تعالی نے آپ ﷺ سے کئے ہوئے اس وعدہ کو پورا کر دیا اسی طرح وہ ان مشرکین کو جہنم میں ڈالنے کا اپنا وعدہ بھی پورا کرے گا بس تم اسکا انتظار کرو وہ یقینا پورا ہونے والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۴رکوع اور ۳۷ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۸﴾ انسانوں کی پیدائش میں بھی قدرت کی نشانی ہے ﴿الجاثیہ ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حٰمٓ حٰم تَنْزِيْلُ اتارنا الْكِتٰبِ کتاب کا مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے ہے الْعَزِيْزِ جو نہایت غالب الْحَكِيْمِ خوب حکمت والا ہے اِنَّ بلا شبہ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَ الْاَرْضِ اور زمین میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے لیے وَ اور فِيْ خَلْقِكُمْ تمہاری پیدائش میں وَ اور مَا ان میں بھی جو يَبُثُّ وہ پھیلاتا ہے مِنْ دَآبَّةٍ جانداروں سے اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يُّوْقِنُوْنَ یقین رکھتے ہیں وَ اور اخْتِلَافِ بدل بدل کر آنے جانے میں الَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات اور دن کے وَ اور مَآ اس میں جو اَنْزَلَ اللّٰهُ اللہ نے نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مِنْ رِّزْقٍ رزق فَاَحْيَا پھر اس نے زندہ کیا بِهِ اس کے ذریعہ سے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مردہ ہوجانے کے بعد وَ اور تَصْرِيْفِ پھیرنے میں الرِّيٰحِ ہواؤں کے اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَّعْقِلُوْنَ عقل رکھتے ہیں

ترجمہ:۔ م۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو بڑا صاحب اقتدار، بڑا صاحب حکمت ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔اور خود تمہاری پیدائش میں، اور ان جانوروں میں جو اس نے (زمین میں) پھیلا رکھے ہیں، ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو یقین کریں۔نیز رات اور دن کے آنے جانے میں اور اللہ نے آسمان سے رزق کا جو ذریعہ اتارا، پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد نئی زندگی دی، اس میں اور ہواؤں کی گردش میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔

سورۃ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جس نے سورۂ حٰمٓ یعنی سورۃ الجاثیہ پڑھی تو اللہ اسکے ستر کی حفاظت کرے گا اور بوقت حساب اسکے خوف کو دور فرمائے گا۔ (التفسیر الوسیط للواحدی۔ ج، ۴۔ ص، ۹۴)

تشریح:۔ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کتاب یعنی قرآن حکیم اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے۔

۲۔ جو اللہ بڑا اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

۴۔ خود تمہاری یعنی انسانوں کی پیدائش میں بھی ہیں۔

۵۔ ان جانوروں میں بھی ہیں جو اللہ نے اس زمین میں پھیلا رکھی ہیں۔

۶۔ ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو یقین کریں۔

۷۔ اسکے علاوہ رات اور دن کے آنے جانے میں بھی نشانیاں موجود ہیں۔

۸۔ اللہ نے آسمان سے جو رزق کا ذریعہ اتارا یعنی بارش کہ جس سے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندہ کیا اس میں بھی نشانیاں ہیں۔

۹۔ ہواوں کی گردش میں بھی نشانیاں ہیں ان کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

ان ابتدائی آیات میں انسانوں کو اس قرآن میں غور کرنے کے علاوہ اللہ تعالی کی دیگر مخلوقات میں بھی غور کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے تا کہ لوگ اس کے ذریعہ حقیقت کو پہچان لیں اور سیدھے راستے پر آ جائیں چنانچہ اللہ تعالی نے اس سورت کی شروعات بھی انہی حروف مقطعات سے کی ہے جن سے پچھلی سورتوں کی ابتداء ہوئی یعنی ''حم'' جس کے معنی ومطلب کے سلسلہ میں پچھلی سورتوں میں بیان کر دیا گیا، اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کہ جس میں غور وفکر کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے وہ قرآن اللہ تبارک وتعالی ہی کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہ اللہ جسکا اقتدار ساری کائنات پر ہے اور جو بڑی حکمت والا ہے کہ کونسا فیصلہ کس کے لئے مناسب ہے؟ یہ وہی جانتا ہے، چنانچہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس لئے کہ اگر کوئی سچے دل سے ایمان لانے کی نیت سے ان کی بناوٹ میں غور وفکر کرے کہ کس طرح اس نے اس آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا اور کس طرح اس نے اس آسمان میں چاند، سورج، ستارے اور سیارے بنائے اور کس طرح اور کہاں سے اس آسمان سے بارش ہوتی ہے؟ اور کس طرح یہ زمین سے پانی نکلتا ہے اور کس طرح اس زمین سے مختلف قسم کے درخت اور پودے اگتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ تو یقینا اسے اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ کسی عظیم مالک کی کاریگری ہے کہ اس کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ایسی تخلیق کر سکے، مومنوں کی قید اللہ تعالی نے یہاں اس لئے لگائی ہے کہ ان کے مزاج میں ماننے اور حق کو

قبول کرنے کا جذبہ ہوتا ہے اس لئے انکا ذکر یہاں پر بطورِ خاص کیا گیا اور جو بے ایمان ہوتا ہے وہ کبھی سامنے والے کی بات کو ماننے کا جذبہ نہیں رکھتا حالانکہ وہ بات کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اور وہ انا میں پڑا رہتا ہے اس لئے اسکا تذکرہ یہاں نہیں کیا گیا، ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی اپنے اندر حق کو ماننے اور اسے تسلیم کرنے کا جذبہ رکھیں۔اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان آسمانوں اور زمین میں غور وفکر کے علاوہ اگر تم خود اپنی ذات میں غور کرو گے کہ مجھے اللہ نے کس طرح پیدا کیا؟ کہ میں صرف ایک گندے پانی کا قطرہ تھا کہ اس قطرہ سے مجھے ایک بہترین شکل دی، ایسی آنکھ بنائی جو دوسروں کی آنکھ سے بالکل مختلف ہے، دنیا میں کھربوں انسان موجود ہیں مگر کسی کی آنکھ کا راٹینا (Ratinna) دوسرے کی آنکھ سے میل نہیں کھاتا، کس طرح اس نے میرا چہرہ بنایا کہ کسی اور کے یہ مشابہ بھی نہیں ہے حالانکہ سب کی آنکھ بھی اسی جگہ ہے سارے انسانوں کے ناک، کان، منہ وغیرہ سب اسی جگہ موجود ہیں مگر کوئی ہوبہو کسی اور کے مشابہ نہیں، اگر اس بات پر بھی انسان غور کر لے تو اسے رب ذوالجلال کے وجود پر یقین آجائے گا۔

اور پھر فرمایا کہ اپنے اردگرد چلتے پھرتے جانوروں پر بھی غور کرلو کہ ہر جانور دوسرے جانور سے مختلف ہے اور ہر جانور کی خاصیت دوسرے جانور سے مختلف ہے یہ بھی اس رب ہی کی قدرت کا نتیجہ ہے، ان حقائق کو دیکھ کر اگر کوئی یقین کرنے والا ہوگا تو یقیناوہ اس اللہ پر ایمان لے آئے گا۔ پھر سے اللہ تعالی نے اسی آسمان کے بارے میں فرمایا دیکھو! کس طرح تم پر دن آتا ہے اور پھر رات آتی ہے، کبھی تو یہ رات لمبی ہوتی ہے تو کبھی دن کم ہوتا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صرف دن ہی دن ہو رات نہ آئے یا صرف رات ہی رات ہو دن نہ آئے ، یہ نظام بھی اللہ تعالی کی قدرت کی ایک نشانی ہے، اس کے علاوہ اس آسمان سے رزق کا نزول ہوتا ہے یعنی بارش ہوتی ہے، وہ بارش جب اس زمین پر گرتی ہے تو اللہ کے حکم سے تمہارے لئے وہ زمین غذائیں اگاتی ہے جسے تم کھاتے ہو، اس بارش کے زمین پر گرنے سے پہلے تو زمین کا حال یہ تھا کہ وہ بنجر پڑی ہوئی تھی کہ تمہیں ایک لقمہ تک میسر نہ تھا مگر جیسے ہی اس بارش کا نزول ہوا اسی بنجر زمین پر درخت اور کھیتی اگ گئی، اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ آسمان سے جو ہوائیں چلتی ہیں ان میں بھی بڑی نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت اور اسکے وجود کی پہچان اس طور پر ہوتی ہے کہ کبھی تو وہ ہوائیں انسان کے لئے راحت ہوتی ہیں کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں تو انسان اس سے راحت، سکون اور آرام محسوس کرتا ہے لیکن اگر وہی ہوائیں تیزی کے ساتھ چلنے لگیں تو انسان خوف و دہشت کے مارے گھروں میں چھپ بیٹھتا ہے، چیز تو ایک ہی ہے مگر وہی چیز راحت کا سبب بھی ہے اور خوف کا بھی، ایک ہی چیز میں ان دونوں صلاحیتیوں کا ہونا یقینا یہ اللہ تعالی ہی کی قدرت ہے الغرض ایمان لانے کے لئے تو بہت ساری نشانیاں اس دنیا میں موجود ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اس دنیا کو چلانے والا ایک رب موجود ہے، اگر کوئی ایمان لانے کی نیت سے اس پر غور کرے گا تو یقیناوہ ایمان لے آئے گا۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں بھی اللہ تعالی نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے: اِنَّ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا

يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّ تَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ یقینا آسمانوں اورزمین کی پیدائش میں، دن اوررات کے بدلنے میں اور سمندر میں انسان کے نفع والی چیزوں کولیکر چلنے والی کشتیوں میں اورآسمان سے نازل ہونے والی بارش میں کہ جس بارش سے وہ رب اس زمین کو بعداس کے کہ وہ مردہ ہوچکی تھی زندہ کیااوراس زمین پر چوپائے پھیلا دیئے، اور ہواوں کے چلنے اورآسمان اورزمین کے درمیان مسخر بادل کے گشت کرنے میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ

﴿درس نمبر ۱۹۴۹﴾ **وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے** ﴿الجاثیہ ۶۔تا۔۹﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيۡثٍ بَعۡدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۝ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝ وَ اِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـًٔا اِۨتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تِلۡكَ یہ اٰيٰتُ اللّٰهِ اللہ کی آیتیں ہیں نَتۡلُوۡهَا ہم ان کی تلاوت کرتے ہیں عَلَيۡكَ آپ پر بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ فَبِاَيِّ حَدِيۡثٍ پھر کس بات پر بَعۡدَ اللّٰهِ اللہ کے بعد وَ اور اٰيٰتِهٖ اس کی آیات يُؤۡمِنُوۡنَ وہ ایمان لائیں گے وَيۡلٌ ہلاکت ہے لِّكُلِّ واسطے ہر اَفَّاكٍ سخت جھوٹے اَثِيۡمٍ گناہ گار کے يَّسۡمَعُ وہ سنتا ہے اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتیں تُتۡلٰى جبکہ وہ تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيۡهِ اس پر ثُمَّ پھر يُصِرُّ وہ اڑتا ہے مُسۡتَكۡبِرًا تکبر کرتا ہوا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں فَبَشِّرۡهُ تو آپ اسے خوش خبری دے دیجیے بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ دردناک عذاب کی وَ اور اِذَا جب عَلِمَ اس نے جانا مِنۡ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں سے شَيۡـًٔا کچھ اِۨتَّخَذَهَا تو اس نے بنالیااس کو هُزُوًا مذاق اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں لَهُمۡ ان کے لیے عَذَابٌ عذاب مُّهِيۡنٌ رسوا کن

ترجمہ:۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ کرسنا رہے ہیں۔ اب اللہ اوراس کی آیتوں کے بعد کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟۔ برا ہواس جھوٹے گنہگار کا۔ جواللہ کی آیتیں سنتا ہے جبکہ وہ اسے پڑھ کرسنائی جارہی ہوتی ہیں، پھر بھی وہ تکبر کے عالم میں اس طرح (کفر پر) اڑا رہتا ہے جیسے اس نے وہ آیتیں سنی ہی نہیں۔ لہذا ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کوئی آیت ایسے شخص کے علم میں آتی ہے تو وہ اس کا مذاق بناتا ہے، ایسے لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

تشریح: ۔ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۔یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں ۔

۲۔اللہ اور اسکی آیتوں کے بعد کونسی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟ ۔

۳۔برا ہوا ہر اس جھوٹے گنہگار کا جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جبکہ وہ اسے پڑھ کر سنائی جارہی ہوتی ہیں ۔

۴۔مگر وہ تکبر کے عالم میں کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے جیسے اس نے وہ آیتیں سنی ہی نہیں ۔

۵۔لہٰذا ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو ۔

۶۔جب ہماری آیتوں میں سے کوئی آیت ایسے شخص کے علم میں آتی ہے تو وہ اسکا مذاق بناتا ہے ۔

۷۔ایسے لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو انہیں ذلیل کر کے رکھ دے گا ۔

ان تمام نشانیوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے محمد! ہم نے کھلی کھلی نشانیاں اور واضح دلیلیں اپنی وحدانیت اور قدرت کے سلسلہ میں ان کے سامنے بیان کردی ہیں کہ جن سے ایک عقل مند انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ واقعی اللہ موجود ہے اگر یہ لوگ ان دلیلوں اور نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں تو اور کیا چیز بچی ہے کہ جسے دیکھ کر یہ ایمان لے آئیں گے؟ جب یہ لوگ ان باتوں کو بھی نہیں مان رہے ہیں تو سمجھ لو کہ اب کسی اور بات پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، ان کے سامنے دیگر نشانیوں کو بیان کرنا بے جا ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، لہٰذا ایسے برے اور گنہگار لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ خرابی یہ ہے کہ انہیں دردناک عذاب میں ڈالا جائے گا، یہ لوگ جو بتائی ہوئی ان باتوں پر ایمان نہیں لاتے اسکی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ جب ان لوگوں کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اسے سنتے تو ہیں مگر وہ تکبر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کیونکہ اللہ اسے ہدایت دیتے ہیں جس کے اندر تڑپ ہوتی ہے اور یہ لوگ تو غافل اور متکبر ہیں انہیں اللہ کیسے ہدایت دے گا؟ انکے لئے تو اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب قیامت کے دن تیار کر رکھا ہے لہٰذا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انہیں اس عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے کہ تمہاری ان حرکتوں پر قیامت کے دن تمہیں فلاں فلاں عذاب دیا جائے گا اور دوسری وجہ ان کے ایمان نہ لانے کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتیں انکے کانوں تک پہنچتی ہیں اور وہ اسے سنتے ہیں تو اسکا مذاق اڑانے لگتے ہیں کہ بھلا ایسا کبھی ہوا ہے کہ ایک انسان مٹی میں ملکر بالکل گل سڑ گیا ہو اور اسکا وجود تک ختم ہو گیا ہو تو پھر سے اسے زندہ کیا جائے گا؟ یہ تو بے عقل باتیں ہیں جو یہ محمد کہا کرتے ہیں نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنۡ ذٰلِكَ، اس طرح کا مذاق یہ مشرکین اڑاتے تھے جیسا کہ پچھلی سورت کی آیت اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ کے متعلق ابوجہل کا واقعہ بیان کیا گیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل کھجور اور مکھن لے آیا اور بطور مذاق کہنے لگا کہ یہی وہ زقوم ہے جسکے بارے میں محمد کہہ رہے ہے

ہیں چلو آؤ اور کھاؤ اور ایک قول ابو جہل کا یہ بھی نقل کیا گیا کہ جب یہ آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی یعنی جہنم پر انیس پہرہ دار ہوں گے تو ابو جہل نے کہا تھا کہ میں ان انیس کو اکیلا ہی جہنم میں ڈال دوں گا، یعنی بطور استہزا اس نے یہ بات کہی کہ وہ مجھے کیا جہنم میں ڈالیں گے میں ان سب کو جہنم میں ڈال دونگا وغیرہ، لہٰذا اس حرکت پر اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کی دھمکی دے رہے ہیں کہ جو بھی اس طرح ہماری کہی ہوئی باتوں کا مذاق اڑائے گا اسے ہم ذلت والے عذاب میں ڈھکیل دیں گے کہ جہاں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ یہاں وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ سے مراد نضر بن حارث ہے جیسا کہ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ کہانیاں لا کر لوگوں کے سامنے بیان کرتا تا کہ وہ لوگ قرآن کریم کو سننے سے رک جائیں۔ (التفسير المنير۔ ج، ۲۵۔ص، ۲۵۶) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد حارث بن کلدہ ہے اور امام ثعلبی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد ابو جہل اور اسکے ساتھی ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۶۔ص، ۱۵۸) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول کے مطابق اس سے مراد مغیرہ بن مخزوم ہے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۴۲۳) اگرچہ کہ یہ آیت ان مذکورہ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر اس عذاب کا مستحق ہر وہ فرد ہوگا جو اس طرح کی حرکت کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۰﴾ ان لوگوں کے آگے جہنم ہے ﴿الجاثیہ ۱۰۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مِنْ وَّرَآئِهِمْ ان کے آگے جَهَنَّمُ جہنم ہے وَلَا يُغْنِيْ اور کام نہیں آئے گا عَنْهُمْ ان کے مَّا وہ جو كَسَبُوْا انہوں نے کمایا شَيْئًا کچھ بھی وَّ اور لَا نہ مَا وہ جن کو اتَّخَذُوْا انہوں نے بنایا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اَوْلِيَآءَ کارساز وَ اور لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب عَظِيْمٌ بہت بڑا هٰذَا یہ تو هُدًى ہدایت ہے وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیات کے ساتھ لَهُمْ عَذَابٌ ان کے لیے عذاب ہے مِّنْ رِّجْزٍ عذاب اَلِيْمٌ دردناک

ترجمہ:۔ ان کے آگے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کمایا ہے نہ وہ ان کے کچھ کام آئے گا اور نہ وہ کام

آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ کے بجائے اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے۔ اور ان کے حصے میں ایک زبردست عذاب آئے گا۔ یہ (قرآن) سراپا ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے، ان کے لیے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کے آگے جہنم ہے۔ ۲۔ جو کچھ انہوں نے کمایا ہے وہ انکے کچھ کام نہیں آئے گا۔

۳۔ نہ وہ لوگ انکے کچھ کام آئیں گے جنہیں ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے۔

۴۔ ان کے حصہ میں ایک زبردست عذاب آئے گا۔ ۵۔ یہ قرآن تو سراپا ہدایت ہے۔

۶۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے انکے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

پچھلی آیتوں میں عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ '' عَذَابٌ اَلِيۡمٌ '' کہا گیا کہ انہیں دردناک اور رسوا کن عذاب ملے گا تو یہاں اس عذاب کی کیفیت بیان کی جارہی ہے کہ وہ عذاب جو انہیں جہنم میں دیا جائے گا جو کہ انکے آگے ہے یعنی قیامت کے دن اور جب انہیں اس جہنم کے دردناک عذاب میں ڈالا جائے گا اس وقت انہیں اس عذاب میں جانے سے کوئی روک نہیں سکے گا نہ ہی انکا مال اور اولاد انکے کچھ کام آئیں گے کہ انہیں اس عذاب سے بچا سکیں اور نہ ہی وہ معبود کہ جنہیں ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا رکھوالا بنا رکھا تھا، یعنی لات وعزی کہ جن کے بارے میں انکا عقیدہ تھا کہ یہ ہماری اللہ کے یہاں سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے روکیں گے، انکے اسی عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا بلکہ وہ ہر حال میں جہنم پہنچ کر ہی رہیں گے جہاں انہیں سخت سے سخت اور دردناک سزائیں دی جائیں گی جیسا کہ آگ میں جلنا، کھانے کے لئے زقوم دیا جانا، پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی دینا، خون اور پیپ کا پینا وغیرہ مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ انکے آگے جہنم ہے جہاں انہیں پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ (ابراہیم ۱۶) یہ سب کچھ انکے ایمان نہ لانے اور اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں کا مذاق اڑانے کے نتیجہ میں انہیں ملے گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ قرآن جو ہم نے ان کے پاس بھیجا ہے وہ تو سراپا ہدایت ہے، اگر وہ لوگ اس قرآن کو پڑھتے اور اسکے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرتے تو انہیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا مگر انہوں نے اس ہدایت والے قرآن کے ساتھ یہ حرکت کی کہ اس کی آیتوں کا انکار کیا اور حق باتیں جو اس قرآن میں بیان کی گئیں انہیں جھٹلایا، مذاق اڑایا اور ماننے سے انکار کیا تو اللہ کے یہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی اس طرح کفر کرتا ہے اور اسکی آیتوں کو جھٹلاتا ہے، اسکا مذاق اڑاتا ہے تو وہ اسے اسی طرح سخت سے سخت اور دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے کہ جس عذاب کی تاب نہ لاکر وہ جہنمی لوگ آخر میں یہ کہہ اٹھیں گے کہ اے مالک، اے خازن جہنم! اپنے رب سے

دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دیدے، ہم میں اب اور اس عذاب کے سہنے کی طاقت وقوت نہیں ہے وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف ٧٧:) مگر انکی یہ تمنا بھی پوری نہیں ہوگی بلکہ ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں موت تو آنے والی ہے نہیں، تمہیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی جہنم کی سزاوں کو جھیلنا ہے قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (الزخرف ٧٧:) اللہ ہم تمام کی جہنم سے حفاظت فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۱﴾ اللہ نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا ﴿الجاثیہ ۱۲۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِىْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِىَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

لفظ بلفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِىْ وہ ہے جس نے سَخَّرَ مسخر کر دیا لَكُمُ تمہارے لیے الْبَحْرَ سمندر کو لِتَجْرِىَ تا کہ چلیں الْفُلْكُ کشتیاں فِيْهِ اس میں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم سے وَ اور لِتَبْتَغُوْا تا کہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهٖ اس کا فضل وَ اور لَعَلَّكُمْ تا کہ تم تَشْكُرُوْنَ شکر کرو وَ اور سَخَّرَ اس نے مسخر کر دیا لَكُمْ تمہارے لیے مَّا جو کچھ فِى السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِى الْاَرْضِ زمین میں ہے جَمِيْعًا سب مِّنْهُ اپنی طرف سے اِنَّ بلاشبہ فِىْ ذٰلِكَ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَّتَفَكَّرُوْنَ غور وفکر کرتے ہیں

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے، تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں، اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ یقینا اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ ۲۔ تا کہ اللہ کے حکم سے اس سمندر میں کشتیاں چلیں

۳۔ تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ ۴۔ تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

۵۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے ان سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔

۶۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیں۔

اپنی وحدانیت اور وجود پر دلائل پیش کرنے کے بعد ان آیتوں میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی

ہیں بیان کر رہے ہیں کہ اے لوگو! جس اللہ نے تمہیں اسکی عبادت کا حکم دیا ہے اس نے تم پر مہربانیاں ہی مہربانیاں کی ہیں اللہ نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا کہ اس کو وہ تمہارے لئے کام پر لگا دیا ہے کہ وہ تمہاری راحت کا کام کرے جیسے کہ تم سمندر پر اپنی کشتیاں آسانی سے لیکر جا سکتے ہو اور ان کشتیوں کے ذریعہ تم ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا آسانی سے سفر کر سکتے ہو اور ان اسفار کے ذریعہ تم اپنی تجارت بہ آسانی کرتے ہو پھر اس تجارت کے ذریعہ تم مال ودولت حاصل کرتے ہو جو کہ تمہاری زندگی گزارنے کا سامان ہے، تم اتنی سہولتیں اور آسانیاں اللہ کی طرف سے پاتے ہو تو کیا اس پر تمہیں اس رب کا شکر ادا نہیں کرنا چاہئے؟ بالکل شکر ادا کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر وہ سمندر کو مسخر نہ کرتا تو تم اپنی تجارت کس طرح کر سکتے تھے اور کس طرح اپنی زندگی کا سامان پا سکتے تھے؟ آج بھی جو دنیا میں ٹرانسپورٹ کا کام ہے وہ زیادہ تر سمندری راستوں سے ہی ہوتا ہے اگر یہ سمندر ہمیشہ موجیں ہی مارتا رہتا اور طوفان پیدا کرتے رہتا تو بتلاؤ تمہاری زندگی کس طرح گزرتی؟ اللہ نے ہم انسانوں پر کتنا بڑا احسان کیا ہے؟ اس احسان کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں اور شکر اس طرح ادا ہوگا کہ ہم اسکی اطاعت کریں اور اسکے احکامات پر عمل کریں اور جن چیزوں سے اس نے رکنے کے لئے کہا ہے ان چیزوں سے رک جائیں یہی سب سے بہتر طریقہ ہے شکر ادا کرنے کا، اس کے علاوہ اللہ نے انسانوں کے لئے ان ساری چیزوں کو مسخر کر دیا یعنی انکے لئے کام پر لگا دیا جو کچھ ان آسمانوں میں ہیں یہ چاند، سورج، بادل، سایہ، ابر، بارش، دھوپ، چھاؤں، سردی، گرمی، وغیرہ اور جو کچھ زمین میں ہیں، پہاڑ، سمندر، دریا، زمین، کھیتی، جانور، وغیرہ یہ سب کے سب انسان کے فائدہ کے لئے اور اسکی راحت کے لئے اللہ تعالی نے پیدا فرمائے، اِنَّمَا الدُّنۡيَا خُلِقَتۡ لَكُمۡ بے شک دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۱۰۰۹۷) اور سورۂ نحل کی آیت نمبر ۵۳ میں کہا گیا وَمَا بِكُمۡ مِّنۡ نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جو کچھ بھی نعمتیں تمہارے پاس ہیں وہ اللہ ہی کی دَین ہے۔ اگر ان سب چیزوں پر کوئی سمجھدار انسان غور و فکر کرے گا تو اسے اللہ تعالی کی قدرت کا اندازہ ہو جائے گا اور وہ ایمان لانے سے پیچھے نہیں ہٹے گا بس ایمان کے درمیان جو دوری ہے وہ ان چیزوں میں غور و فکر کرنے کی ہے جو اس پر غور و فکر کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۲﴾ **جو نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کیلئے ہے** ﴿الجاثیہ ۱۴-۱۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجۡزِيَ قَوۡمًۢا بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ○ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلۡ آپ کہہ دیجیے لِّلَّذِيۡنَ ان لوگوں سے جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے يَغۡفِرُوۡا کہ وہ درگزر

کریں لِلَّذِيۡنَ ان لوگوں سے جو لَا يَرۡجُوۡنَ امید نہیں رکھتے اَيَّامَ اللّٰهِ اللہ کے ایام کی لِيَجۡزِيَ تا کہ وہ بدلہ دے قَوۡمًا کچھ لوگوں کو بِمَا ساتھ اس کے جو كَانُوۡا وہ تھے يَكۡسِبُوۡنَ کماتے مَنۡ جس نے عَمِلَ عمل کیا صَالِحًا نیک فَلِنَفۡسِهٖ تو اسی کے لیے ہے وَ مَنۡ اور جس نے اَسَآءَ برا کیا فَعَلَيۡهَا تو اسی پر ہے ثُمَّ پھر اِلٰى رَبِّكُمۡ اپنے رب ہی کی طرف تُرۡجَعُوۡنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کا اندیشہ نہیں رکھتے، ان سے درگزر کریں تا کہ اللہ لوگوں کو ان کاموں کا بدلہ دے جو وہ کیا کرتے تھے۔ جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، پھر تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس واپس لایا جائے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کا اندیشہ نہیں رکھتے ان سے درگزر کریں۔

۲۔ تا کہ اللہ لوگوں کو ان کاموں کا بدلہ دے جو وہ کیا کرتے تھے۔

۳۔ جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے۔

۴۔ جو برا کام کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ ۵۔ تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس واپس لایا جائے گا

اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور قدرت پر دلائل پیش کرنے کے بعد مومنوں کو اچھے اخلاق کا حکم دے رہے ہیں اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کریں جو اللہ اور اسکے رسول کو نہیں مانتے اور اسکی نافرمانی کرتے ہیں اور نہ ہی قیامت کے واقع ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، تو اگر یہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ کچھ نامناسب رویہ اختیار کریں اور انہیں ایذائیں دیں اور تکلیفیں پہنچائیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ انہیں معاف کر دیں اور ان سے بدلہ لینے پر اڑے نہ رہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے ایمان والوں کو جو تکلیفیں اور اذیتیں دی ہیں انکا بدلہ اللہ تعالیٰ ان سے لیگا اور ان ایمان والوں کو ان کے صبر اور تحمل پر بہتر جزا عطا کرے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین ایذا پہنچاتے تو آپ علیہ السلام انہیں درگزر فرما دیتے تو پھر وہ لوگ مذاق اڑایا کرتے اور آپکی تکذیب کیا کرتے ان کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے مکمل طور پر قتال کرنے کا حکم دیا، تو اس طرح یہ آیت یعنی ان لوگوں سے درگزر کرنے کا حکم اس قتال کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱۔ ص، ۸۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ اَيَّامَ اللّٰهِ سورۃ انفال کی آیت نمبر ۵۷ میں ہے فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِي الۡحَرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ

مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ترجمہ: لہذا اگر کبھی یہ لوگ جنگ میں تمہارے ہاتھ لگ جائیں تو ان کو سامان عبرت بنا کر ان لوگوں کو بھی تتر بتر کر ڈالو جوان کے پیچھے ہیں، تا کہ وہ یاد رکھیں۔ اور سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۶ میں ہے وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً ترجمہ: اور تم سب ملکر مشرکوں سے اسی طرح لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں، سے منسوخ ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ص،۸۱) یعنی اب اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو ایذا اور تکلیف پہنچائے تو انہیں اس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ اسکا دفاع کرنا چاہئے، چاہے وہ کسی طریقہ سے کیوں نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غزوہ بنی مصطلق کے وقت حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کے ساتھ جو واقعہ ہوا اس پر نازل ہوئی، واقعہ یہ ہوا کہ وہ سب لوگ ایک کنویں کے پاس اترے جس کا نام مریسیع تھا، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی نے اپنے غلام کو پانی لانے کے لئے بھیجا، مگر اس نے آنے میں دیر لگائی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں کنویں کے پاس ہی بیٹھے تھے اور کسی کو وہاں آنے ہی نہیں دیتے جب تک کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور انکے غلاموں کے مشکیزے بھر نہ دیئے جائیں، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انکی اور ہماری مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کہا گیا، پھر آپ نے اپنے غلام سے ایک محاورہ فرمایا کہ سَمِّنۡ كَلۡبَكَ يَأۡكُلۡكَ اپنے کتے کو موٹا کرتا کہ وہ تجھے کھا جائے۔ (یہ مثل اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی دوسروں کے ساتھ بھلائی کر کے نقصان اٹھائے) تو جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار اٹھا کر انکی طرف نکل رہے تھے کہ انہیں قتل کردیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۱۶۱) اس کے بعد اللہ تبارک وتعالی نے اچھائی اور برائی کا معاملہ واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کوئی اچھائی کرے گا تو اسکی اچھائی کا فائدہ اسی کرنے والے کو ہوگا کہ اسے اس پر نعمتیں ملیں گی اور جو کوئی برائی کرے گا تو اسکی برائی کا وبال اسی برائی کرنے والے پر ہوگا اور اس میں اسی کا نقصان ہوگا کہ اسے اس برائی کی سزا ملے گی، انسان کو خود سوچنا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اچھائی یا برائی؟ آخر کار ہم سب کو مر کر اسی اللہ کے پاس لوٹنا ہے وہ اس وقت ہمیں اپنے اپنے اعمال کے حساب سے بدلہ عطا کرے گا۔ اللہ ہمیں نیک اعمال کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۳﴾ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا کی ﴿الجاثیہ ۱۶۔۱۷﴾

أَعُوۡذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ وَ الۡحُكۡمَ وَ النُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلۡنٰهُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ وَ اٰتَيۡنٰهُمۡ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِيۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اٰتَيْنَا ہم نے دی بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنو اسرائیل کو الْكِتٰبَ کتاب وَ اور الْحُكْمَ حکمت وَ اور النُّبُوَّةَ نبوت وَ اور رَزَقْنٰهُمْ ہم نے رزق دیا ان کو مِّنَ الطَّيِّبٰتِ پاکیزہ چیزوں سے وَ اور فَضَّلْنٰهُمْ ہم نے فضیلت دی ان کو عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں پر وَ اور اٰتَيْنٰهُمْ ہم نے دیں ان کو بَيِّنٰتٍ واضح دلیلیں مِّنَ الْاَمْرِ دین کی بابت فَمَا پھر نہیں اخْتَلَفُوْٓا انہوں نے اختلاف کیا اِلَّا مگر مِنْۢ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ جَآءَهُمُ آ گیا ان کے پاس الْعِلْمُ علم بَغْيًۢا محض ضد سے بَيْنَهُمْ آپس کی اِنَّ بلاشبہ رَبَّكَ آپ کا رب يَقْضِيْ فیصلہ کرے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيْمَا ان چیزوں میں کہ كَانُوْا وہ تھے فِيْهِ ان میں يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے

ترجمہ:۔ اور ہم نے بنو اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی اور انہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تھا، اور انہیں دنیا جہان کے لوگوں پر فوقیت بخشی تھی۔ اور انہیں کھلے کھلے احکام دیئے تھے، اس کے بعد ان میں جو اختلاف پیدا ہوا وہ ان کے پاس علم آ جانے کے بعد ہی ہوا، صرف اس لیے کہ ان کو ایک دوسرے سے ضد ہو گئی تھی۔ یقیناً تمہارا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا کی تھی۔

۲۔ انہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تھا۔ ۳۔ انہیں دنیا جہاں کے لوگوں پر فوقیت بخشی تھی۔

۴۔ انہیں کھلے کھلے احکامات دیئے تھے۔

۵۔ ان میں جو اختلاف پیدا ہوا وہ ان کے پاس علم آ جانے کے بعد ہی ہوا۔

۶۔ وجہ بس یہ تھی کہ ان کو ایک دوسرے سے ضد ہو گئی تھی۔

۷۔ یقیناً تمہارا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں وہ نعمتیں جو بنی اسرائیل کو دینی اور دنیوی دی گئیں بیان کی جا رہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل میں ان کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے کتاب یعنی تورات کو اتارا جو کہ بہت ہی قیمتی انعام ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ کا کلام اس قوم کے پاس بھیجا گیا جس سے ان کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے اس لئے کہ بہت سے رسول ایسے بھیجے گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں دی بلکہ وہ اپنے سے پہلے بھیجے ہوئے انبیاء اور ان پر اتاری ہوئی کتابوں کی ہی تبلیغ کیا کرتے تھے تو اس اعتبار سے کتاب کو کسی قوم کے نبی پر اتارنا اس قوم کیفضیلت کو بڑھاتا ہے، دوسرا انعام جو بنی اسرائیل پر کیا گیا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھ، بوجھ، اور فیصلہ

کرنے کا ہنر عطا کیا تھا کہ جب لوگ اپنے اپنے فیصلے لے کر ان کے پاس آتے تو وہ لوگ اپنی ذہانت سے ان کے درمیان درست فیصلہ کرتے تھے، تیسرا انعام یہ کہ اللہ تعالی نے ان ہی کی نسل اور خاندان میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جیسے حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام وغیرہ اور چوتھا انعام اس قوم پر اللہ نے یہ کیا کہ انہیں پاکیزہ اور لذیذ رزق عطا کیا جیسے من وسلوی جوان پر پکا پکایا آسمان سے اترا کرتا تھا، یہ ایک ایسا انعام ہے جو اسی قوم کے ساتھ خاص ہے ان کے علاوہ کسی پر اللہ تعالی نے یہ انعام نہیں فرمایا، پانچواں انعام یہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان کے زمانہ تک جتنے بھی لوگ آئے ان سب پر انہیں فضیلت دی اس اعتبار سے کہ انہی کی نسل میں بادشاہت اور نبوت کا سلسلہ جاری رہا، مگر یہ سلسلہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر رک گیا اور اس طرح یہ فضیلت ان سے چھن کر عرب میں آ گئی اسی بات پر ان یہودیوں کو اتنا غصہ اور حسد ہوا کہ انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو ہی ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ سب کچھ جانتے تھے مگر اس حسد کی آگ میں اس سچائی کو دفن کر دیا اور چھٹواں انعام اللہ نے ان پر یہ کیا کہ انہیں ایسی ایسی نشانیاں، دلیلیں اور معجزات دیئے کہ جسے دیکھ کر کوئی ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور بالکل واضح اور آسان شریعت انہیں عطا کی گئی تھی کہ جس کے احکام اور مسائل بالکل کھلے اور عام فہم تھے۔

ان تمام انعامات کو پانے کے باوجود بھی یہ لوگ ان ساری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری کرنے لگے، کہ جب انہیں من وسلوی دیا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں یہ نہیں چاہیئے ہم اسے کھا کھا کر تنگ آ گئے ہیں کچھ اور چیزیں ہمیں کھانے کے لئے دی جائیں۔ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا آپ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں پیدا کرے جو زمین اگاتی ہے جیسے کہ ترکاریاں، ککڑیاں، گندم، دالیں، پیاز وغیرہ۔ (البقر ۶۱) اور انکا بچھڑے کو معبود بنانا اور اللہ تعالی کو دیکھنے کی ضد کرنا وغیرہ یہ انکی سرکشی کی چند جھلکیاں ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انکے درمیان جو اختلاف اور خلفشار وجود میں آیا وہ سب کچھ انکے پاس علم آ جانے اور حق و سچ کے پتہ چل جانے کے بعد آیا اور انہوں نے جو اختلاف کیا وہ محض آپسی دشمنی، جاہ طلبی اور حسد وعناد کی وجہ سے کیا اور وہ اختلاف یہ کہ تورات میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اور آپ کی آمد کو واضح انداز میں بیان کر دیا گیا تھا مگر انہوں نے اپنی انا اور حسد کی وجہ سے آپ کو نبی ماننے سے انکار کیا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے یہی دشمنی تھی کہ آخری نبی ہماری نسل میں سے کیوں نہیں؟، ان کے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ کل قیامت کے دن ہم ان کے درمیان برحق فیصلہ کر دینگے اس معاملہ میں جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور پھر انکے اس بے جا اختلاف کی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ ایک اعتبار سے

ان یہودیوں کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم ایسے ہی اختلاف کرتے رہے تو تمہیں پتا ہی ہے کہ یہ تمہارا اختلاف کرنا بیجا ہے تو جب ہم تمہارے درمیان فیصلہ کرینگے تو فیصلہ تمہارے ہی خلاف ہوگا اور تمہیں اس کی سزا دی جائے گی، لہٰذا ابھی بھی وقت ہے کہ ان اختلافات سے باز آ جاؤ ورنہ پھر اس دن کے لئے تیار رہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۴﴾ پیغمبر! ہم نے آپ کو ایک خاص شریعت پر رکھا ہے ﴿الجاثیہ ۱۸۔۱۹۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ O اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ O هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر جَعَلْنٰكَ ہم نے کر دیا آپ کو عَلٰى شَرِيْعَةٍ ایک طریقے پر مِّنَ الْاَمْرِ دین کے فَاتَّبِعْهَا پھر آپ پیروی کریں اس کی وَ اور لَا نہ تَتَّبِعْ پیروی کریں اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ ان لوگوں کی خواہشات کی جو لَا يَعْلَمُوْنَ علم نہیں رکھتے اِنَّهُمْ بلاشبہ لَنْ ہرگز نہیں يُّغْنُوْا کام آئیں گے عَنْكَ آپ کے مِنَ اللّٰهِ اللہ سے شَيْـًٔا کچھ بھی وَ اور اِنَّ بے شک الظّٰلِمِيْنَ ظالم لوگ بَعْضُهُمْ ان کے بعض اَوْلِيَآءُ دوست ہیں بَعْضٍ بعض کے وَ اور اللّٰهُ اللہ وَلِيُّ دوست الْمُتَّقِيْنَ متقیوں هٰذَا یہ بَصَآئِرُ بصیرت افروز دلائل ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے وَ اور هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ہدایت اور رحمت ہے لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يُّوْقِنُوْنَ یقین رکھتے ہیں

ترجمہ:۔ پھر (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو، اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔ وہ اللہ کے مقابلے میں تمہارے ذرا بھی کام نہیں آسکتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقی لوگوں کا دوست ہے۔ یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے بصیرتوں کا مجموعہ ہے اور جو لوگ یقین کریں ان کے لیے منزل تک پہنچانے کا ذریعہ اور سراپا رحمت ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے آپ کو دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے۔

۲۔ لہٰذا آپ اس شریعت کی پیروی کیجئے۔

۳۔ ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

۴۔ وہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں تمہارے ذرا بھی کام نہیں آسکتے۔

۵۔حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۶۔اللہ تو متقی لوگوں کا دوست ہوتا ہے۔ ۷۔یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے بصیرتوں کا مجموعہ ہے۔

۸۔جو لوگ یقین کریں ان کے لئے منزل تک پہنچانے کا ذریعہ اور سراپا رحمت ہے۔

پچھلی آیتوں میں بنی اسرائیل کے بارے میں کہا گیا کہ اللہ تعالی نے انہیں ایک کتاب اور شریعت عطا کی تھی جس کی پیروی کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا مگر وہ لوگ اس شریعت میں اختلاف کرنے لگے، ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جارہا ہے کہ بنی اسرائیل کے بعد اب ہم نے آپ کو ایک شریعت اور طریقہ عطا کیا ہے جو شریعت اور طریقہ سیدھا ہم تک پہنچتا ہے، لہذا آپ اسی راستے کی پیروی اور اتباع کیجئے، اسکے علاوہ کسی اور کی اتباع مت کیجیے اور ان لوگوں کی بھی اتباع مت کیجیے جو خود بھٹکے ہوئے ہیں اور اپنی شریعت کو چھوڑے ہوئے ہیں اگر آپ اس سیدھے اور ہمارے منتخب کردہ شریعت کو چھوڑ کر ان ظالم اور مجرم لوگوں کی باتیں مانو گے تو آپ ہلاک ہوجاو گے اور پھر اس وقت یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔اس آیت میں مخاطب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا مگر مراد سارے ہی لوگ اور بالخصوص مسلمان ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے لئے اسلام کا راستہ منتخب فرمایا ہے تو اگر یہ لوگ ان مشرکین مکہ کی باتوں میں آکر اس دین اور شریعت میں اختلافات پیدا کرنے لگیں جیسا کہ خود بنی اسرائیل نے کیا تھا اور ان مشرکین کی پیروی کرنے لگیں تو پھر انکا بھی معاملہ قیامت کے دن ایسا ہی ہوگا جیسے ان یہودیوں کا ہونے والا ہے، امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں امام کلبی رحمہ اللہ کا قول اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں نقل فرمایا کہ قریش کے سرداروں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ وہ مکہ میں تھے کہا کہ اے محمد! تم اپنے آباواجداد کے دین پر لوٹ آو اس لئے کہ وہ تم سے افضل اور درست راستے پر تھے، اس پر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو متنبہ کیا کہ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ آپ ان کی اتباع مت کیجیے جو نہیں جانتے (التفسیر المنیر۔ج،۲۵۔ص،۲۶۹) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ظالم لوگ ظالم کے ہی دوست ہوسکتے ہیں اور دوست دوست کا ہی بھلا چاہتا ہے اب آپ تو ان میں سے نہیں ہیں لہذا یہ لوگ آپ کا بھلا بھی نہیں چاہیں گے اور آپ کے دوست بھی بن نہ سکیں گے آپ تو متقی اور پارسا شخص ہیں اور ایسے لوگوں کا دوست تو اللہ ہوتا ہے اور وہ اپنے دوست کا ہمیشہ بھلا ہی چاہتا ہے اسی وجہ سے وہ آپ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے دور رہیے یہ آپ کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔

فرمایا: ہم نے جو قرآن آپ پر نازل کیا ہے جس کے ذریعہ آپ کو ایک شریعت عطا کی گئی اور یہ قرآن جو دلائل اور بصیرتوں سے بھرا ہوا ہے کہ اگر کوئی اسے پڑھ لے تو پھر وہ اسے پڑھنے کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگا بلکہ اسے ساری سچائی اور حقیقت کا پتہ چل جائے گا اس طرح یہ قرآن اسکی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گا اور جو ہدایت کے

راستے پر چلتا ہے اس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے تو یہ ایک اعتبار سے رحمت کا بھی سبب ہے مگر شرط اتنی ہے کہ اس قرآن کو پورے یقین اور ایمان کے ساتھ پڑھا جائے۔ اللہ ہمیں بھی اس قرآن کو پوری سمجھ اور یقین کی کیفیت میں ڈوب کر پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۵﴾ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کر رہے ہیں؟ ﴿الجاثیہ ۲۱۔۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ وَ مَمَاتُهُمۡ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ○ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَ لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ وَ هُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمۡ کیا حَسِبَ گمان کرلیا ہے الَّذِيۡنَ ان لوگوں نے جنہوں نے اجۡتَرَحُوا ارتکاب کیا السَّيِّاٰتِ برائیوں کا اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ کہ ہم کردیں گے ان کو كَالَّذِيۡنَ مانند ان لوگوں کے جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک سَوَآءً برابر ہے مَّحۡيَاهُمۡ ان کا جینا وَ اور مَمَاتُهُمۡ ان کا مرنا سَآءَ برا ہے مَا جو يَحۡكُمُوۡنَ وہ فیصلہ کرتے ہیں وَ اور خَلَقَ اللّٰهُ اللہ نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ آسمانوں اور زمین کو بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور لِتُجۡزٰى تا کہ بدلہ دیا جائے كُلُّ نَفۡسٍۢ ہر نفس کو بِمَا اس کے ساتھ جو كَسَبَتۡ اس نے کمایا وَ اور هُمۡ وہ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ظلم نہیں کیے جائیں گے

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے، کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں جس کے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہوجائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کیے ہوئے ہیں۔ اللہ نے سارے آسمانوں اور زمین کو برحق مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، اور اس لیے کیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جائے اور دیتے وقت ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کردینگے جو ایمان لائے ہیں؟۔

۲۔ ان لوگوں کے بھی جو نیک اعمال کئے ہیں؟۔ ۳۔ جسکے نتیجہ میں انکا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہوجائے؟۔

۴۔ کتنی بری بات ہے جو یہ لوگ طے کئے ہوئے ہیں؟۔

۵۔اللہ نے آسمانوں اورزمین کو برحق مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔

۶۔اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جائے۔

۷۔انہیں بدلہ دیتے وقت ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ظالم وکافر اور متقیوں کے درمیان جو دوستی کا فرق ہے اسے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی کافر اور متقی کے درمیان آخرت میں پائے جانے والے ایک اور فرق کو واضح کررہے ہیں اور وہ ہے اللہ کی رحمت اور اعمال پر ثواب اور نیکوکار و بدکار میں جو واضح فرق ہے اسے بیان کررہے ہیں کہ جو لوگ برے برے کاموں میں پڑے رہتے ہیں، شرک وبت پرستی میں ڈوبے رہتے ہیں اللہ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انکا مرتبہ ومقام ان لوگوں کے برابر کردینگے جو نیک لوگ ہیں، جو ہماری اطاعت وفرمانبرداری میں ڈوبے ہوئے ہیں؟اور یہ سوچتے ہیں کہ انکا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہوگا یعنی یہ جس طرح یہاں عیش وعشرت میں ہیں وہاں قیامت میں بھی اسی طرح عیش و آرام میں ہوں گے، اگر وہ لوگ اس طرح سوچتے ہیں تو یہ انکا سونچنا بہت ہی برا ہے اس لئے کہ ایک ادنی سا انسان بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جو برے کام کرتا ہے اور قانون کی پرواہ نہیں کرتا اور اسکے بنائے ہوئے اصولوں کے خلاف کام کرتا ہے تو ایسا شخص سزا کا مستحق ہوتا ہے اسکے برخلاف وہ جو اچھے کام کرتا ہے قانون اور اصولوں کا پابند ہوتا ہے تو ایسے شخص کو انعام سے نوازا جاتا ہے، تو جب یہ لوگ اللہ کے بنائے ہوئے قانون اور اسکے اصولوں کی خلاف ورزی کررہے ہیں تو پھر یہ لوگ کیسے ان لوگوں کے برابر ہو جائیں گے جو اللہ کے بنائے ہوئے قانون پر چلتے ہیں؟، ان لوگوں کی عقل کہاں گئی جو یہ سمجھتے ہیں کہ کل قیامت میں انہیں جنت ملے گی حالانکہ یہ دوزخ والے کام کررہے ہیں؟ جبکہ جنت تو ان نیک اور فرمانبردار لوگوں کے حصہ میں آئیگی جنہوں نے اللہ کی فرمانبرداری اور اسکی اطاعت میں زندگی گزاری، جیسا کہ سورۂ حشر کی آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا: لَا يَسۡتَوِىٓ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہوسکتے، جنتی لوگ تو کامیاب لوگ ہیں۔اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں امام کلبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ آیت مومنین میں سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اور کافروں میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ان مشرکین نے ان مومنوں سے کہا تھا کہ اللہ کی قسم! تم لوگ کسی دین پر نہیں ہو، جو تم کہہ رہے ہو وہ اگر سچ ہوتا تو ہماری حالت آخرت میں تمہاری حالت سے زیادہ اچھی ہوتی جیسے کہ آج دنیا میں ہمارا حال تم سے بہتر ہے، تو اللہ تعالی نے ان مشرکین کی بات کا انکار کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۵۔ص، ۲۷۳)

اللہ تعالی اپنے انصاف کی جھلک دکھلاتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان آسمانوں اور زمین کو ایک برحق مقصد کے لئے پیدا کیا یعنی اللہ تعالی نے اس دنیا کو جو بنایا ہے وہ ایک مقصد کے لئے بنایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ

وہ یہاں بندوں کو جانچے گا کہ کون اچھا کام کرتا ہے اور کون برا؟ پھر اسی کے حساب سے ان کو اسکا بدلہ دیا جائیگا، لہٰذا اسی مقصد کا یہ نتیجہ ہے کہ کافر کو اسکے جرم کی سزا میں جہنم میں ڈالا جائے گا اور مومن کو اس کی اتباع کے نتیجہ میں جنت میں، اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَھُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ اور انہیں جو سزائیں دی جائیں گی اس میں کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی بلکہ انہوں نے جو جو کیا ہے اسی کی سزا انہیں دی جائے گی، کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور مومنوں کے انعام میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ اللہ اس انعام میں اپنی طرف سے جتنا چاہے گا اضافہ کر دے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۶﴾ وہ جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا خدا بنا رکھا ہے ﴿الجاثیہ ۲۳۔۲۴﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمۡعِہٖ وَقَلۡبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنۡ یَّھۡدِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ O وَقَالُوۡا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا یُھۡلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّھۡرُ وَمَا لَھُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ اِنۡ ھُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَرَءَیۡتَ کیا پھر آپ نے دیکھا مَنِ اسے جس نے اتَّخَذَ بنالیا اِلٰـھَہٗ اپنا معبود ھَوٰىہُ اپنی خواہش کو وَ اور اَضَلَّہُ اس کو گمراہ کر دیا اللّٰہُ اللہ نے عَلٰی عِلۡمٍ علم کے باوجود وَّ اور خَتَمَ اس نے مہر لگادی عَلٰی سَمۡعِہٖ اس کے کان پر وَ اور قَلۡبِہٖ اس کے دل پر وَ اور جَعَلَ اس نے کر دیا عَلٰی بَصَرِہٖ اس کی آنکھ پر غِشٰوَۃً پردہ فَمَنۡ پھر کون ہے جو یَّھۡدِیۡہِ اسے ہدایت دے مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰہِ اللہ کے بعد اَفَلَا کیا پھر نہیں تَذَکَّرُوۡنَ تم نصیحت پکڑتے وَ اور قَالُوۡا انہوں نے کہا مَا نہیں ہے ھِیَ یہ اِلَّا مگر حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا ہماری زندگانی دنیا نَمُوۡتُ ہم مرتے ہیں وَ اور نَحۡیَا ہم زندہ ہوتے ہیں وَ اور مَا یُھۡلِکُنَا ہلاک نہیں کرتا ہمیں اِلَّا مگر الدَّھۡرُ زمانہ ہی وَ اور مَا نہیں ہے لَھُمۡ ان کے لیے بِذٰلِکَ اس کا مِنۡ عِلۡمٍ کوئی علم اِنۡ نہیں ہیں ھُمۡ وہ اِلَّا مگر یَظُنُّوۡنَ گمان کرتے

ترجمہ:۔ ھر کیا تم نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے، اور علم کے باوجود اللہ نے اسے گمراہی میں ڈال دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے بعد کون ہے جو اسے راستے پر لائے؟ کیا پھر بھی تم لوگ سبق نہیں لیتے؟۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ زندگی ہے بس یہی ہماری دنیوی زندگی ہے، (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی اور نہیں، زمانہ ہی ہلاک کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس بات کا انہیں کچھ بھی علم نہیں ہے، بس وہی اندازے لگاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے پھر اسے بھی دیکھا کہ جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے؟۔
۲۔ اس کے پاس علم ہونے کے باوجود اللہ نے اسے گمراہی میں ڈال دیا ہے۔
۳۔ اس کے کان اور دل پر مہر لگادی۔
۴۔ اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ ۵۔ اب اللہ کے بعد کون ہے جو اسے راستے پر لائے؟۔
۶۔ کیا پھر بھی تم لوگ سبق نہیں لیتے؟۔ ۷۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ زندگی ہے وہ بس یہی ہماری دنیوی زندگی ہے
۸۔ اسی دنیا میں ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں۔ ۹۔ ہمیں کوئی اور نہیں زمانہ ہی ہلاک کردیتا ہے۔
۱۰۔ حالانکہ اس بات کا انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ ۱۱۔ بس یہ لوگ وہمی اندازے لگاتے ہیں۔

اچھے اور برے کے درمیان فرق اور انہیں ملنے والے انعامات کی تفصیلات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی کافروں کی حالت بیان فرمارہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اپنا دین اور اپنا معبود اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے، اسے اس کا نفس جس کام کے کرنے کو کہتا ہے بس وہ وہی کام کرتا ہے اور اسکا جی جس کام کے کرنے کو نہیں چاہتا وہ اسے چھوڑ دیتا ہے، تو جب آپ ایسے شخص کو دیکھیں تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالی نے اسکے کان اور دل پر مہر لگادی ہے کہ اب کوئی حق بات نہ ہی اس کے کانوں میں داخل ہوتی ہے اور نہ ہی دل میں اترتی ہے اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا گیا ہے کہ کوئی اچھائی اور اچھا راستہ اسے دکھائی نہیں دیتا اور اسکی یہ حالت اس لئے ہے کہ اسے معلوم ہے کہ یہ کبھی حق کو قبول نہیں کرے گا، اسی علم کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کردے یعنی اسکی ہدایت کے راستے بند کردے تو اب کسی میں یہ طاقت و وقت نہیں کہ اسے ہدایت پر لا سکے۔ تم نے دیکھ لیا کہ جو اس طرح کی حرکت کرتا ہے اور دین کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو پوجتا ہے تو اسکا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے تم اسے دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ اگر ہم بھی ان کاموں کو کریں گے تو ہم بھی گمراہ ہوجائیں گے اور جو گمراہ ہوتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے، سمجھدار وہ ہے جو اس واقعہ سے سبق حاصل کرے اور ان حرکتوں سے باز آجائے۔ سورۂ روم کی آیت نمبر ۲۹ میں بھی کہا گیا بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَھْوَآءَ ھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّھْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ ظالم لوگ تو اپنی خواہشات کے پیچھے بغیر کچھ جانے چل پڑے، تو جسے اللہ گمراہ کردے اسے کون راہ پر لاسکتا ہے؟۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ بھی بیان کیا کہ اے محمد! آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہش کے حساب سے بنالیا یعنی جو اسے اچھا لگا وہ اسے اپنا خدا مان لیا جیسا کہ قریش کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایک زمانہ تک ایک پتھر کی پوجا کرتے اور پھر انہیں اس پتھر سے اچھا پتھر مل جاتا تو اس پہلے والے پتھر کو چھوڑ کر اس نئے پتھر کو پوجنا شروع کردیتے، جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ۔ الخ۔ نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۵۔ ص، ۲۷۴)

اور امام زحیلی رحمہ اللہ نے یہ بھی روایت نقل کی کہ یہ آیت حارث بن قیس سہمی کے بارے میں نازل ہوئی یہ ان لوگوں میں سے تھا جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس آیت سے ایک اہم بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسان شریعت کے سامنے اپنی خواہشات کو بالکل دبا کر رکھے کہ اگر اس کا نفس اسے کسی ایسی چیز کے کرنے کا حکم کرتا ہو جس کی اسلام نے اجازت نہیں دی تو اسے اس چیز کو چھوڑ دینا چاہئے، اگر وہ اپنی خواہش کو اسلام اور دین پر ترجیح دیگا تو عین ممکن ہے کہ اس کا بھی حال یہی ہو جو اس آیت میں بیان کیا گیا، ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی خواہش اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنالے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مومن نہیں ہے جسکی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے موافق نہ ہو۔ (مشکوٰۃ ۱۶۷)

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے عقیدہ کو بیان فرما رہے ہیں کہ ان کافروں کا یہ ماننا ہے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، جو بھی ہے اسی دنیا میں ہے، پیدا بھی یہیں ہوئے مریں گے بھی یہیں، نہ تو ہمیں کہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نہ ہی ہم سے ہمارے اعمال کی پوچھ ہوگی اور نہ ہی ہمارے اعمال پر ہمیں کوئی جزاء یا سزا ملے گی، نہ قیامت واقع ہوگی اور نہ ہی حساب و کتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کے اس باطل عقیدہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انہیں اس بارے میں پتا تو ہے نہیں مگر پھر بھی اپنے دماغ میں جو آ رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں، اگر انہیں حقیقت کا علم ہوتا تو یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے اور جو بات صرف وہم و گمان پر بغیر کسی دلیل کے کہی جاتی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ وہ بات اہمیت کی ہوتی ہے جس پر کوئی دلیل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر دلیلیں دی ہیں اور جس کا بیان آگے بھی آ رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۷﴾ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کردو ﴿الجاثیہ ۲۵۔۲۶۔۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلِ اللهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب تُتْلٰى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِمْ ان پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ اس حال میں کہ وہ واضح ہیں مَّا تو نہیں كَانَ ہوتی حُجَّتَهُمْ ان کی دلیل اِلَّآ مگر اَنْ قَالُوا یہی کہ انہوں نے کہا ائْتُوْا تم لے آؤ بِاٰبَآئِنَآ ہمارے باپ دادا کو اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِيْنَ سچے قُلِ آپ کہہ دیجئے اللهُ يُحْيِيْكُمْ

اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے ثُمَّ پھر يُمِيْتُكُمْ وہی تم کو مارتا ہے ثُمَّ پھر يَجْمَعُكُمْ وہی تمہیں جمع کرے گا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روزِ قیامت میں لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِيْهِ اس میں وَ لٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ اکثر النَّاسِ لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور يَوْمَ جس دن تَقُوْمُ قائم ہوگی السَّاعَةُ قیامت يَوْمَئِذٍ اس دن يَّخْسَرُ خسارے میں رہیں گے الْمُبْطِلُوْنَ باطل پرست

ترجمہ:۔ اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرلاؤ O کہہ دو کہ اللہ ہی تم کو جان بخشتا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو قیامت کے روز جس کے آنے میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے O اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہلِ باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ہماری آیتیں پوری وضاحت کے ساتھ ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

۲۔ ان کے پاس یہ کہنے کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداوں کو زندہ کرکے لے آؤ۔

۳۔ کہہ دو کہ اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا۔

۴۔ اس کے بعد تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔

۵۔ اس قیامت کے آنے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ ۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

۷۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔

۸۔ جس دن قیامت آ کھڑی ہوگی اس دن جو لوگ باطل پر ہیں وہ سخت نقصان اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کافروں کے سامنے جب اللہ کی بھیجی ہوئی آیتیں پوری پوری وضاحت کے ساتھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور انہیں جب بتلایا جاتا ہے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے جسکا وہ لوگ انکار کرتے ہیں تو انکے پاس اس انکار پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ چلو! اگر مان لیا جائے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے اور ہمیں اس دن مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو ہمارے سامنے نمونہ کے طور پر ہمارے باپ داداوں میں سے کسی کو زندہ کرکے دکھلا دو ہم مان جائیں گے کہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے، جیسا کہ پچھلی سورت کی آیت نمبر ۳۶ میں پورا واقعہ گزر چکا ہے اور وہاں ایک قول کے مطابق یہ بھی بتلایا گیا کہ وہ کہنے والا کون تھا اور کس کو زندہ کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا؟ ان کافروں کے مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے انکار پر ایک دلیل دیتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں کہ انہیں کون زندگی دیتا ہے اور کون موت دیتا ہے؟ اگر نہیں معلوم ہے تو جان لو کہ اللہ ہی سب کو جلاتا بھی ہے اور موت بھی دیتا ہے تو جس اللہ کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے تو وہ جب چاہے جسے چاہے

زندہ کرسکتا ہے اور جسے چاہے موت دے سکتا ہے، تو مرنے کے بعد زندہ کرنے میں تمہیں کیوں شک ہو رہا ہے؟ سورۂ روم کی آیت نمبر ۲۷ میں اللہ تعالی نے فرمایا **وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** اسی اللہ نے انسان کو پہلے پہل پیدا کیا اور پھر وہی انہیں دوبارہ پیدا کرے گا (یعنی زندہ کرے گا) اور یہ کام اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ لہٰذا اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لو کہ تمہیں یقینا زندہ ہونا ہے اور زندہ ہو کر پھر اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے تا کہ وہ تمہارا حساب و کتاب لے اور تمہارے اعمال کے حساب سے تمہیں بدلہ دے لیکن اکثر لوگ ہیں کہ اس حقیقت سے ناواقف ہیں، ان مشرکوں اور کافروں کو سمجھانے کے لئے کہ مرنے کے بعد اللہ انہیں پھر سے دوبارہ زندہ کرے گا، انکے سامنے اللہ تعالی اپنی ایک اور وسیع قدرت بیان فرما رہے ہیں کہ پہلے تم نے یہ جان لیا کہ زندگی اور موت کا دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے تو اب یہ بھی جان لو کہ آسمانوں اور زمین میں جس کا حکم چلتا ہے اور جسکی بادشاہت قائم ہے وہ بھی وہ اللہ ہی ہے اسکی پہنچ سے کوئی باہر نہیں جا سکتا چاہے وہ کہیں بھی چلا جائے، اسے واپس لانا ہے تو وہ اللہ بس ایک حکم جاری کردیگا کہ وہ حاضر ہو جائے تو وہ حاضر ہو جائے گا اور اسی طرح تمہیں قیامت کے دن حاضر بھی کیا جائے گا کہ بس اس کے حکم سے ایک صور پھونکنے والا صور پھونکے گا تو سب کے سب اپنی اپنی قبروں سے نکل کر یا جہاں کہیں بھی ہوں گے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور ہاں! جب سب لوگ اس دن جمع ہو جائیں گے تو ان لوگوں کی اس وقت خیر نہیں جو اس دن کا انکار کرتے تھے اور اسے جھٹلاتے تھے، ان سے پورا پورا حساب لیا جائے گا اور وہ اس دن اپنے کئے پر نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۸﴾ **ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہوگا** ﴿الجاثیہ ۲۸۔تا۔۳۱﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ O فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ O وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور تَرٰى آپ دیکھیں گے كُلَّ ہر اُمَّةٍ امت کو جَاثِيَةً گھٹنوں کے بل كُلُّ ہر اُمَّةٍ امت تُدْعٰٓى بلائی جائے گی اِلٰى كِتٰبِهَا اپنے نامۂ اعمال کی طرف اَلْيَوْمَ آج تُجْزَوْنَ تم بدلہ دیے جاؤ گے مَا اس کا جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ مت عمل کرتے هٰذَا یہ كِتٰبُنَا ہماری کتاب ہے يَنْطِقُ یہ بولتی ہے عَلَيْكُمْ تمہاری

بابت بِالۡحَقِّ سچ سچ اِنَّا بلاشبہ ہم كُنَّا تھے نَسۡتَنۡسِخُ لکھواتے مَا جو كُنۡتُمۡ تم تھے تَعۡمَلُوۡنَ عمل کرتے فَاَمَّا پھر لیکن الَّذِيۡنَ وہ لوگ ہیں جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انھوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک فَيُدۡخِلُهُمۡ تو داخل کرے گا ان کو رَبُّهُمۡ ان کا رب فِىۡ رَحۡمَتِهٖ اپنی رحمت میں ذٰلِكَ هُوَ یہی ہے الۡفَوۡزُ کامیابی الۡمُبِيۡنُ واضح وَ اور اَمَّا لیکن الَّذِيۡنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوۡا کفر کیا اَفَلَمۡ کیا پھر نہیں تَكُنۡ تھیں اٰيٰتِىۡ میری آیتیں تُتۡلٰى تلاوت کی جاتیں عَلَيۡكُمۡ تم پر فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ تو تم نے تکبر کیا وَ اور كُنۡتُمۡ تم تھے قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ مجرم لوگ

ترجمہ:۔ اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا اور ہر ایک جماعت اپنی کتابِ اعمال کی طرف بلائی جائے گی، جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا O یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کردے گی جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے O اب جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت کے باغ میں داخل کرے گا، یہی کھلی کامیابی ہے O اور جنہوں نے کفر کیا ان سے کہا جائے گا کہ بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم ہر گروہ کو دیکھو گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے۔ ۲۔ ہر گروہ کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا

۳۔ ان سے کہا جائے گا کہ آج تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

۴۔ یہ ہمارا لکھا ہوا دفتر ہے جو تمہارے بارے میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے۔

۵۔ تم جو کچھ کرتے ہو ہم اس کو لکھوالیا کرتے تھے۔

۶۔ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں ایسے لوگوں کو تو اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔

۷۔ یہی کھلی ہوئی کامیابی ہے۔

۸۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر اپنا لیا تھا ان سے کہا جائے گا کہ بھلا کیا تمہارے سامنے ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں؟

۹۔ پھر بھی تم نے تکبر سے کام لیا اور مجرم بنے رہے۔

اللہ تعالیٰ ان آیات میں قیامت کے دن کے احوال بیان فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جس دن قیامت واقع ہوگی تو آپ اس دن ہر گروہ کو چاہے وہ کافر ہوں یا مومن دیکھیں گے کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں، یعنی انکا حساب ہونے سے پہلے یہ سارے لوگ اپنے نامہ اعمال کو لیکر سہمے اور ڈرے ہوئے بارگاہ رب ذوالجلال میں اپنے گھنٹوں کے بل ٹھہرے ہوئے ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا کہ میں تمہیں جہنم کے قریب ایک ٹیلہ پر گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت كُلُّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً پڑھی۔ (الدر المنثور۔ج۔۷۔ص،۴۲۸) اور اس وقت ان سب کو اپنے اپنے اعمال کی فکر لگی ہوئی

ہوگی، کوئی کسی دوسرے کی طرف نہیں دیکھے گا حتی کہ اس میدان میں سب بے لباس جمع ہوں گے مگر پھر بھی ان پر خوف اور وحشت ایسی طاری رہے گی کہ انہیں دوسروں کی جانب دیکھنے کا بھی ہوش نہیں ہوگا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسی گھڑی ہوگی جسکی مدت دس سال کے برابر ہوگی اس وقت لوگ اپنے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس وقت یہ ندا لگا رہے ہوں گے کہ اے اللہ! آج میں آپ سے اپنے علاوہ کسی اور کا سوال نہیں کرتا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص، ۱۷۴) پھر اللہ تعالی ہر ایک کو بلا کر اسکا نامہ اعمال اسکے ہاتھ میں دے گا كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ہر امت کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا اور پھر ان سب کو ان کا اعمال نامہ سونپ دیا جائے گا جس میں انکے ہر چھوٹے بڑے اعمال لکھے ہوئے ہوں گے اور اسی کے حساب سے ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ، پھر جب ہر کسی کو انکا نامہ اعمال حوالہ کر دیا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ لو پڑھو! اپنا نامہ اعمال اس میں ہمارے مقرر فرشتے نے ہر وہ چیز لکھ دی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور یہ نامۂ اعمال تمہارے کئے ہوئے کاموں کے متعلق بالکل سچ سچ کہہ رہا ہے، سورۂ کہف کی آیت نمبر ۴۹ میں کہا گیا وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ فَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا فِيۡهِ وَيَقُوۡلُوۡنَ يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰهَا جب کتاب یعنی نامہ اعمال ان مجرمین کے سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ ان مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس کتاب میں موجود اندراجات سے خوف زدہ ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہائے ہماری بربادی! یہ کونسی کتاب ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ نہ کرلیا ہو؟ لٰہذا جو نیک بندہ ہوگا جس نے اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ نیک اعمال بھی کیے ہوں گے تو انکا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور وہ رحمت جنت ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور میں تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔ (بخاری ۴۸۵۰) سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۹ سے ۲۳ تک کہا گیا فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ۞ اِنِّىۡ ظَنَنۡتُ اَنِّىۡ مُلٰقٍ حِسَابِيَهۡ ۞ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۞ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۞ قُطُوۡفُهَا دَانِيَةٌ جس کسی کا نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگوں سے کہے گا کہ یہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو، میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے میرے حساب کا سامنا کرنا ہے، چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا، اس اونچی جنت میں ہوگا جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ اور جو دوسرا گروہ ہوگا جنہوں نے اللہ پر ایمان لانے کے بجائے اسکے ساتھ کفر کیا، اللہ کی وحدانیت کو جھٹلایا اور برے کام کرتے رہے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان نہیں کی تھیں؟ کیا ہم نے تمہیں پہلے واضح انداز میں نہیں سمجھا دیا تھا کہ اگر تم ایسی حرکتیں کرو گے تو تمہیں یہ سزا دی جائے گی؟ کیا تمہیں پہلے متنبہ نہیں کر دیا گیا تھا؟ مگر تم لوگ تھے کہ اس وقت تکبر اور غرور میں پڑے ہوئے تھے اور ہماری کہی ہوئی باتوں سے منہ موڑ کر چلے جایا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے اور جس سے ڈرایا جا رہا ہے وہ ہونے

والا نہیں ہے، اب تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم جو کہا کرتے تھے وہ بالکل سچ تھا، اب تمہیں پتا چل گیا کہ تم نے ہمارا کہنا نہ مان کر جرم کیا اور آج تم یہاں مجرم بن کر کھڑے ہوئے ہو۔

تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

﴿درس نمبر ۱۹۵۹﴾ ﴿الجاثیہ ۳۲۔تا۔۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَ إِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ○ وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ وَ قِيلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب قِيلَ کہا گیا اِنَّ کہ بلاشبہ وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ حَقٌّ حق ہے وَّ اور السَّاعَةُ قیامت لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِيهَا اس میں قُلْتُمْ تو تم نے کہا مَّا نہیں نَدْرِي ہم جانتے مَا کیا ہے السَّاعَةُ قیامت؟ اِنْ نہیں نَّظُنُّ ہم خیال کرتے اِلَّا مگر ظَنًّا ایک گمان ہی وَّ اور مَا نَحْنُ ہم بِمُسْتَيْقِنِينَ یقین کرنے والے نہیں وَ اور بَدَا ظاہر ہو جائیں گی لَهُمْ ان کے سامنے سَيِّاٰتُ برائیاں مَا ان کی جو عَمِلُوْا انہوں نے عمل کیے وَ اور حَاقَ گھیر لے گا بِهِمْ ان کو مَّا وہ کہ كَانُوْا وہ تھے بِهٖ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ مذاق کرتے وَ اور قِيلَ کہا جائے گا الْيَوْمَ آج نَنْسٰكُمْ ہم بھول جائیں گے تمہیں كَمَا جیسے نَسِيْتُمْ تم بھول گئے لِقَآءَ ملاقات يَوْمِكُمْ هٰذَا اپنے اس دن کی وَ اور مَاْوٰكُمْ تمہارا ٹھکانا النَّارُ آگ ہے وَ اور مَا نہیں ہے لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ نّٰصِرِيْنَ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ہے تو تم یہ کہتے تھے کہ : ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں ہم جو کچھ خیال کرتے ہیں، بس ایک گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین بالکل نہیں ہے۔ اور (اس موقع پر) انہوں نے جو اعمال کیے تھے، ان کی برائیاں کھل کر ان کے سامنے آجائیں گی اور جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے، وہی ان کو آگھیرے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں اسی طرح بھلا دیں گے جیسے تم نے یہ بات بھلا ڈالی تھی کہ تمہیں اپنے اس دن کا سامنا کرنا ہوگا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے، اور تمہیں کسی قسم کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۲۔قیامت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

۳۔اس وقت تم یہ کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟۔

۴۔اس کے بارے میں ہم جو کچھ خیال کرتے ہیں وہ سب ایک گمان سا ہوتا ہے جس پر ہمیں یقین بالکل نہیں۔

۵۔اس موقع پر انکے اعمال کی وہ برائیاں کھل کر سامنے آجائیں گی جو وہ کیا کرتے تھے۔

۶۔جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی انہیں آگھیرے گی۔

۷۔ان سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں اس طرح بھلا دیں گے جیسے تم نے یہ بات بھلا ڈالی تھی کہ تمہیں اپنے اس دن کا سامنا کرنا ہوگا۔

۸۔تمہارا ٹھکانہ آگ ہے۔ ۹۔تمہیں کسی قسم کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

مشرکین سے اس دن کہا جائے گا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم تم سے کہا کرتے تھے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے، اس کے آنے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے اور یہ ہمارا وعدہ ہے کہ وہ آ کر رہے گی، لہٰذا تم لوگ اس پر ایمان لاؤ اور اس دن کے لئے اچھے کام کرلو مگر تم لوگ اس وقت ہماری اس بات پر کہا کرتے تھے کہ ہم اس بات کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے یہ کوئی ایک وہم اور گمان کی بات ہے جو کہی جا رہی ہے اور وہم اور گمان کا کوئی یقین نہیں ہوتا اسی طرح اس قیامت کے وقوع کا بھی کوئی یقین ہمیں نہیں ہے، ہم اس کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا لو! اب اپنے اعمال نامہ میں اسے پڑھ لو کہ جو حرکت تم کیا کرتے تھے وہ صحیح تھی یا غلط؟ اب حقیقت بالکل واضح ہوگئی، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا اور جس کا تم مذاق اڑاتے تھے کہ انسان اس دنیا میں مر کر گل سڑ گیا تو پھر اسے دوبارہ زندہ کر کے جہنم کے عذاب میں ڈالا جائے گا! یہ تو ایک ہنسنے والی بات ہے، جس کا تم نے مذاق اڑایا اب تمہیں اسی میں جانا ہے، اب وہی تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے اور جب انہیں اس عذاب میں ڈالا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اب اس عذاب میں تم ہمیشہ کے لئے پڑے رہو اب ہم تمہیں یہاں ڈال کر بھول جائیں گے، کبھی دوبارہ تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے کہ تم کس حالت میں ہو؟، وہ اس لئے کہ تم نے ہمیں دنیا میں بھلا دیا تھا اور ہماری اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا جب تم ایک عاجز و بے بس انسان ہو کر جسے ہر وقت ہماری ضرورت رہتی ہے ہمیں بھول بیٹھے تھے تو ہم تو قادر المطلق ہیں اور ہر کسی سے بے نیاز ہیں ہم تمہیں کیوں یاد رکھیں؟ تم نے دنیا میں جس طرح کیا تھا ہم یہاں تمہارے ساتھ کر رہے ہیں لہٰذا اب سڑتے رہو اس عذاب میں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے رہنے کے لئے اور تمہیں یہاں کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ملے گا کہ جو تمہاری مدد کر کے تمہیں یہاں سے باہر نکال لائے تو اب کسی سے التجا بھی نہ کرو کہ وہ تمہیں یہاں سے نکالے کیونکہ تمہارا یہ التجا کرنا بیکار ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب بندے کو اللہ کے پاس لے جایا جائے گا تو وہ اس سے کہے گا کہ کیا میں نے تیرے کان

اور آنکھ نہیں بنائے تھے؟ کیا میں نے تجھے مال و دولت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تیرے لئے کھیتی اور چوپایوں کو مسخر نہیں کر دیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے قوم کا سردار بنا کر نہیں چھوڑا تھا کہ تو ان سے بھرپور خدمت لیتا تھا؟ تو کیا پھر تجھے یہ خیال نہ تھا کہ تیری مجھ سے آج کے دن ملاقات ہوگی؟ تو بندہ کہے گا نہیں، پھر اللہ فرمائے گا کہ آج میں نے تجھے بھلا دیا جیسا تو نے مجھے بھلایا تھا۔ (ترمذی ۲۴۲۸)

﴿درس نمبر ۱۹۶۰﴾ دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا ﴿الجاثیہ ۳۵۔تا۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ذٰلِكُمْ یہ بِاَنَّكُمْ بہ سبب اس کے کہ بیشک تم نے اتَّخَذْتُمْ بنالیا اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں کو هُزُوًا ہنسی مذاق وَّ اور غَرَّتْكُمْ تمہیں دھوکے میں ڈال دیا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا زندگانی دنیا نے فَالْيَوْمَ لہذا آج لَا يُخْرَجُوْنَ وہ نکالے نہیں جائیں گے مِنْهَا اس سے وَ اور لَا نہ هُمْ ان سے يُسْتَعْتَبُوْنَ توبہ ہی کا مطالبہ کیا جائے گا فَلِلّٰهِ چنانچہ اللہ ہی کے لیے ہیں الْحَمْدُ سب تعریفیں رَبِّ جو رب ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کا وَ اور رَبِّ رب ہے الْاَرْضِ زمین کا رَبِّ رب ہے الْعٰلَمِيْنَ سارے جہانوں کا وَ اور لَهُ اسی کے لیے ہے الْكِبْرِيَآءُ بڑائی فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَ اور الْاَرْضِ زمین میں وَ اور هُوَ وہ الْعَزِيْزُ نہایت غالب الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ یہ سب اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا تھا اور دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ آج ایسے لوگوں کو نہ وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ان سے معافی مانگنے کو کہا جائے گا۔ غرض تعریف تمام تر اللہ کی ہے جو سارے آسمانوں کا بھی مالک ہے، زمین کا بھی مالک ہے اور تمام جہانوں کا بھی مالک۔ اور تمام تر بڑائی اسی کو حاصل ہے، آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ سب اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا۔

۲۔ دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا تھا۔

۳۔ چنانچہ آج لوگوں کو نہ وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ہی ان سے معافی مانگنے کو کہا جائے گا۔

۴۔ غرض تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو آسمانوں کا بھی مالک ہے۔

۵۔زمین کا بھی اور تمام جہانوں کا بھی مالک ہے۔

۶۔تمام تر بڑائی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اسی کو حاصل ہے۔

۷۔وہی ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی۔

ان آیتوں میں اس عذاب کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ تمہیں آج جو سزا دی جارہی ہے وہ اس لئے کہ تم نے ہماری بھیجی ہوئی کتاب کا مذاق اڑایا اور اسے من گھڑت باتیں کہا اور تم اس دنیا ہی میں ڈوب کر آخرت کو بھول بیٹھے تھے کہ تمہیں یہ یقین ہی نہیں تھا کہ تم یہاں آکر حساب و کتاب دو گے جس کی بنا پر تم لوگ اس دنیا میں ہر برا کام کر گزرے، لہٰذا اب تم اسی دوزخ میں پڑے رہو اب کبھی تمہیں اس دوزخ سے باہر نہیں لایا جائے گا كُلَّمَآ اَرَادُوۡٓا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَآ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا جب جب بھی وہ اس دوزخ سے نکلنے کی کوشش کریں گے انہیں واپس اسی میں ڈال دیا جائے گا۔(السجدہ ۲۰) اور نہ ہی دوبارہ تمہیں دنیا میں بھیجا جائے گا کہ تم وہاں جا کر اپنے ان گناہوں پر معافی تلافی کرلو، وہ اس لئے کہ تمہارے پاس اسی دنیا میں وقت تھا اس وقت تم اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکتے تھے مگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اب پھر سے دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا، تمہارے پاس وہی ایک موقع تھا جو تم نے گنوادیا اب ہمیشہ کے لئے یہ دوزخ ہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ان تمام احوال کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی تعریف فرمارہے ہیں جو کہ تعریف کے لائق ہی ہے، اسکا مقصد ہم انسانوں کو اس بات کی تعلیم دینا ہے کہ ہم اس رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں چنانچہ فرمایا کہ اس اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں اور حمد ہے جو آسمانوں کا، زمین کا اور تمام جہانوں کا مالک ہے، لہٰذا اے انسانو! تم بھی اس رب کی بڑائی و پاکیزگی بیان کرو کیونکہ جو کچھ بھی نعمتیں تمہیں ملی ہیں وہ سب اسی رب کا احسان ہے لہٰذا اسکے اس احسان پر اسکی تعریف و کبریائی بیان کرنا یہ اسکا حق ہے اور ساری بڑائی بھی اسی رب کی ہے اس پوری کائنات میں، آسمانوں میں، زمین میں دنیا و جہاں کے ہر حصہ میں اسی کا حکم اور اسی کا فیصلہ ہے اور اسی کی حکمرانی و اقتدار ہے، کوئی اس سے اس اقتدار کو چھین نہیں سکتا وہ بڑا غالب ہے اور بڑا حکمت والا بھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر اور بڑائی میری ازار ہے تو جو کوئی ان میں سے کوئی بھی چیز چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اسے دوزخ کی بھٹی میں پھینک دوں گا۔(ابن ماجہ ۴۱۷۱)

تمت بالخير